

تدوین دیوانِ غمگین

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی اُردو (ریگولر)



مقالہ نگار:

زُمرِ دُکُوثر

اسسٹنٹ پروفیسر

گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن

فیصل آباد

زیر نگرانی:

ڈاکٹر زاہد منیر عامر

ایسوسی ایٹ پروفیسر

اوری اینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی

لاہور

شعبہ اُردو

اوری اینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۲۰۰۶

بسم الله الرحمن الرحيم

شعبہ اُردو جامعہ پنجاب، لاہور

المرقوم ۱۳ مارچ ۲۰۰۷ء
بجوالہ ۵/۱۵۳/۷۷



ڈاکٹر زاہد منیر عامر
ایڈیٹ ایٹ پروفیسر

اجازت نامہ

میر سید علی غمگین (۱۸۷۷ء۔۔۔۔۔۱۸۵۱ء) اردو کے ایک اہم کلاسیکی شاعر ہیں، غالب جیسے نابضہ روزگار شاعر نے انھیں از رو احترام اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس اہم شاعر کا کلام نہ صرف یہ کہ تحقیقی اصولوں کے مطابق مرتب نہیں کیا گیا تھا بلکہ اسے ایک اور شاعر مرزا عبدالقادر غمگین رام پوری سے ملتبس بھی کر دیا گیا تھا۔ دیوان غمگین کے معیاری متن کی تیاری ڈیڑھ صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اردو دنیا پر ایک قرض تھا، یہ دشوار کام دیوان غمگین کے مختلف خطی نسخوں تک رسائی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔

زمرہ کوثر صاحبہ نے بڑی جدوجہد سے بنارس ہندو یونیورسٹی (یو۔ پی، ہندوستان) سے مخزن اسرار اور مکاشفات الاسرار کے قلمی نسخوں کے حصول میں کامیابی حاصل کی۔ گوالیار میں مقیم غمگین کے خاندان سے بدقت سیرت الصالحین کا نسخہ حاصل کیا۔ اس سفر میں وہ کلام غمگین کا ایک خودنوشت نسخہ حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئیں، تدوین کی دنیا میں جس کی بہت اہمیت ہے۔ ان تمام نسخوں اور دیگر ماخذ کی مدد سے انھوں نے پہلی بار دیوان غمگین کا ایک معیاری متن تیار کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے اور اس کام پر ایک مفصل مقدمہ لکھا ہے۔

یہ کام میری نگرانی میں انجام دیا گیا ہے، مقالہ نگار نے متن کی دشواریوں کو سلجھانے میں بہت محنت کی ہے اور میں اس کے تحقیقی معیار سے مطمئن ہوں۔ میری رائے میں یہ کام اس قابل ہے کہ اسے پی ایچ ڈی کی سند کے لئے جانچ کی خاطر ماہرین کو بھیجا جاسکے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(زاہد منیر عامر)

Declaration

I ZAMURRAD KAUSAR Roll No. 3, Registration No: 79.iw.106 a student of Ph.D Urdu, Oriental College Punjab University, Regular Session 2001-2006 do hereby declare solemnly and sincerely that the thesis titled:

تدوین دیوان غمگین

“Editing of Diwan-e- Ghamgin”

Submitted by me in partial fulfillment of Ph.D degree in Urdu is my original work and has not been submitted or published earlier and shall not in future be submitted by me for obtaining any degree from this or another University or institution.

Signed:

Zamurrad Kausar

Roll No. 3



میر سید علی غمگین

پیدائش: ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء - وفات: ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء

ترتیب

صفحہ	عکس تحریر
الف	پیش گفتار
۱- ۳۴	فہرست
	مقدمہ
۲	۱- میر سید علی غمگین — ایک تعارف
۸	ب- سوانح
۳۳	ج- شخصیت
۳۷	د- خراج تحسین
۴۴	۵- غمگین — تذکرہ نگاروں کی نظر میں
۴۹	و- دیوان غمگین کے قلمی نسخے
۸۸	ز- دیگر آثار
۸۸	i- مکاشفات الاسرار
۹۵	ii- سید علی غمگین کا نثری سرمایہ
۱۰۱	تدوینی طریق کار
۱۰۵	مخففات
	متن
۱۰۶	غزلیات
۸۳۰	رباعیات
۸۵۰	مخمسات
۸۶۱	قطعات تاریخ
۸۷۳	ضمائم
۸۹۲	کتابیات

عکسِ تحریر _____ میر سید علی غمگین

بسم الله الرحمن الرحيم

عکس تحریر امیر سید علی محمد گیلانی

پیش گفتار

سید علی ہنگین اردو ادب کی ایک اہم کڑی ہیں۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر ہیں لیکن ایک طویل عرصے تک ان کا کلام ادبی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔ تذکروں میں ان کا ذکر موجود ہے لیکن ادب کے مؤرخ کی نگاہیں بالعموم ان تک نہیں پہنچ سکیں۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ ان کے شعری آثار بکثرت ہیں۔ ان کے کلام کے دو مجموعے ہیں۔ ایک ”مخزن الاسرار“ جو آٹھ سو سے زائد غزلیات پر مشتمل ہے اور دوسرا مجموعہ رباعیات موسوم بہ ”مکاشفات الاسرار“ ۱۸۰۰ رباعیات پر مشتمل ہے۔ ان سے زیادہ رباعیاں کسی نے نہیں کہیں۔ لیکن ڈیڑھ سو برس گزر جانے کے باوجود ان کا کلام مکمل صورت میں باقاعدہ مدون ہو کر شائع نہیں ہو سکا اور وہ خراج تحسین نہیں پاسکا جس کا وہ مستحق تھا۔

زیر نظر مقالے میں دیوان ہنگین کو اس کے تمام موجود نسخوں کی مدد سے پہلی بار مدون کیا گیا ہے۔

مقدمے میں ”ہنگین“ ایک تعارف“ میں اختصار کے ساتھ عہد ہنگین کا بیان ہے اور ہنگین کا ادبی مقام واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے بعد سوانحی حالات کے مفصل بیان کے علاوہ ہنگین کی شخصیت کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تاریخ ادب میں تذکرے اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ شخصیت کے بیان کے بعد ہنگین سے متعلق تذکرہ نگاروں کی آرا درج کی گئی ہیں۔

دیوان ہنگین کی تدوین متن میں مستعملہ تمام قلمی نسخوں کا مفصل تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ان میں نسخہ انجمن ترقی اردو، کراچی۔ نسخہ بنارس، بنارس ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی انڈیا، نسخہ حمید الدین شیخ، نسخہ مغربی پاکستان، اردو اکیڈمی، لاہور اور نسخہ پیشکش لائبریری، اسلام آباد شامل ہیں۔ کلام ہنگین کے تین انتخاب ہائے کلام کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ ”مخزن الاسرار“ مرتبہ رضا محمد حضرت جی۔ ”مطالعہ حضرت ہنگین دہلوی“ از محمد یونس خالدی اور پروفیسر عبدالغفور ”شاہ ہنگین حضرت جی اور ان کا کلام“ میں مشمولہ انتخاب ہیں۔

”دیگر آثار“ کے تحت ”مکاشفات الاسرار“ (مجموعہ رباعیات) کے دو خطی نسخوں، مخزنہ، انڈیا آفس لائبریری اور بنارس، ہندو یونیورسٹی، انڈیا اور مرآت الحقیقت، مخزنہ، مدینہ الحکمہ، ہمدرد لائبریری، کراچی کا تعارف شامل کیا گیا ہے۔

ہنگین نے عربی و فارسی زبان میں بھی کتابیں اور رسالے لکھے۔ ان تمام قلمی کتب کا تعارف اس مقدمے میں شامل ہے۔ یہ تمام کتابیں ابھی تک زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر نہیں آئیں۔ اس کے بعد ”تدوینی طریق کار“ میں پیش نظر کام کے طریق کار کی وضاحت کی گئی ہے اور مخففات کی وضاحت کی گئی ہے۔

دیوان ہنگین کی تدوین کے لیے نسخہ انجمن کو اساسی نسخے (Copy Text) کی حیثیت حاصل ہے۔ دیوان کا اس سے بہتر اور مکمل تر نسخہ میرے علم کے مطابق موجود نہیں۔ تدوین متن کے سلسلے میں، تمام قلمی نسخے اپنی اپنی انفرادی خصوصیات کی وجہ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں کہ متن کی قراتوں کا مسئلہ تمام نسخوں کی مدد کے بغیر حل نہیں ہو سکتا۔ متن کی تدوین کے سلسلے میں، میں نے اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے کہ ممکن حد تک اساسی نسخوں کے متن میں ترمیم یا تبدیلی نہ کی جائے، لیکن جن مقامات پر واضح طور پر کتابت کی غلطی ہے، دوسرے نسخوں کی مدد سے اس کی تصحیح کی گئی ہے۔ اور اختلاف نسخ کو پاورقی میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس بات کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے کہ اساسی نسخوں کے متن کو ممکن حد تک برقرار رکھا جائے۔ قیاسی تصحیح

سے بہت کم کام لیا ہے۔ اس بارے میں مجھے رشید حسن خاں کے اس قول سے اتفاق ہے کہ: ”مرتب کو صحیح کا حق ہے اصلاح کا نہیں۔“

غزلیں، ترتیب دیوان کے معروف اصول کے مطابق ردیف وار ترتیب دی گئی ہیں۔ حواشی میں اس بات کی صراحت کر دی گئی ہے کہ کون سی غزل کس کس مجموعے میں شامل ہے۔ نسخوں کے ناموں کے لیے مختلف استعمال کیے گئے ہیں۔ حمید الدین شیخ کے مملوکہ نسخے (نسخہ شیخ) کو بیاض بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں اصلاح کا عمل بہت نظر آتا ہے۔ بہت سے اشعار قلم زد کر دیے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل نسخوں کے تعارف کی ذیل میں دے دی گئی ہے۔ کہیں کوئی ایک لفظ یا چند الفاظ تبدیل کیے ہیں، کہیں پورا مصرع بدل دیا ہے اور کہیں اشعار کی ترتیب بدل دی ہے۔ ان سب باتوں کا ذکر پاورق میں کیا گیا ہے۔ نسخہ انجمن (مخزنہ: انجمن ترقی اردو، کراچی) کے حواشی پر درج اشعار کے لیے بالعموم نسخہ شیخ کی ترتیب کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ غزلیات ردیف وار ترتیب دی گئی ہیں لیکن رباعیات، مخمسات اور قطعات تاریخ کی ترتیب وہی ہے جو نسخوں میں ہے۔ نسخہ میٹشل (مخزنہ: میٹشل لائبریری اسلام آباد) میں درج ان رباعیات کو جو باقی کسی نسخے میں شامل نہیں انھیں رباعیات کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔ تقریباً سبھی نسخے ہائے کلام میں کتابت کی غلطیاں موجود ہیں۔ متن میں ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ اس تصحیح کے اصول مقدمے میں واضح کر دیے گئے ہیں۔ نسخہ انجمن میں بعض جگہ ایک یا دو شعر اور بعض مقامات پر کئی مکمل غزلیات ہٹ کر اردو درج ہیں۔ ان مکذرات کو حذف کر دیا ہے۔ مستعملہ مقامات پر اس کی وضاحت کر دی ہے اور حواشی میں حوالہ دیا گیا ہے۔

تدوین متن میں سب سے پہلا اور اہم کام کسی شاعر کے ذخیرہ کلام سے متعلق مصادر کی تلاش اور مآخذ کا تفحص ہے۔ یہ مرحلہ بہت کڑا تھا۔ دیوان غمگین کے ضمن میں ابتدائی معلومات کی حد تک صرف یہ بات معلوم تھی کہ دیوان غمگین کے صرف تین نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخہ انجمن، کتب خانہ خاص، ترقی اردو کراچی میں، دوسرا مغربی پاکستان اردو اکیڈمی سے مطبوعہ بصورت عکسی نقل اور تیسرا حمید الدین شیخ، حیدر آباد سندھ کی ملکیت ہے۔ مجھے لگا کہ ان نسخوں کا حصول کسی حد تک آسان ہے، لیکن جب تحقیق کا مرحلہ شروع ہوا تو دو اور قلمی نسخوں کا علم ہوا۔ ایک نسخہ مخزنہ، میٹشل لائبریری اسلام آباد اور دوسرا مخزنہ، بنارس ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی انڈیا۔

بنارس ہندو یونیورسٹی سے ”مخزن اسرار“ اور ”مکاشفات الاسرار“ کا حصول خاصا کٹھن اور حوصلہ آزما کام تھا۔ محترم مشفق خواجہ نے فرمایا کہ آپ کو نسخہ نہیں مل سکے گا۔ مخطوطات کی اہمیت سے آگاہ ہر شخص نے ایسی ہی رائے کا اظہار کیا۔ لیکن دو سال کی کاوش کے بعد جو پندرہ یا پندرہ کے مصداق ان نسخوں کی C.Ds مل گئیں۔

تحقیق کا دشوار گزار راستہ استاذ گرامی محترم پروفیسر ڈاکٹر زاہد منیر عامر کی رہنمائی و مشاورت کے بغیر طے کرنا ممکن نہ ہوتا۔ میں ان کی بے حد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میری رہنمائی فرمائی۔ محترم مشفق خواجہ کی توجہ اور شفقتوں کی میں بے حد احسان مند ہوں۔ اس بات کا دکھ ہمیشہ رہے گا کہ میں ان کا شکریہ بھی ادا نہ کر پائی۔ وہ جہاں ہیں ممکن ہے میرے احساسات کو سمجھ سکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ انھوں نے دیوان غمگین نسخہ انجمن اور ”مطالعہ حضرت غمگین دہلوی“ کی عکسی نقل بھجوائی اور فون پر ہمیشہ بہت خندہ پیشانی سے میرے سوالات کا جواب دیتے۔ اور ہمیشہ فرماتے کہ مجھے اپنا کام بھیجنا، میں اسے دیکھ لوں گا۔ ان کی اس محبت و شفقت کو میں زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتی۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر تحسین فراقی کا شکریہ، کہ انھوں نے ہمیشہ بڑی توجہ سے رفتار کار کے بارے میں پوچھا اور بنارس ہندو یونیورسٹی سے

دیوانہ نمکین کے حصول کے لیے معاونت فرمائی۔

محترم ذوالفقار بخاری (برٹش لائبریری) نے میرے لیے بے حد کاوش کی۔ ”مکاشفات الاسرار“ کی عکسی نقل بھیجی اور انڈیا میں برٹش لائبریری کو کتابیں فراہم کرنے والوں کو دیوانہ نمکین کے حصول کے لیے گوالیار اور بنارس، ہندو یونیورسٹی، لائبریری بھیجا۔ ان کی اس کاوش کے لیے میں تیرہ دل سے شکر گزار ہوں۔

سید علی نمکین کے موجودہ جانشین، سید اعجاز محمد حضرت جی کا خصوصی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے میرے تمام خطوں کے جواب دیے۔ وہ میرے استفسارات کا بڑی خوش دلی سے جواب دیتے۔ انھوں نے نمکین سے متعلق اہم مواد کی عکسی نقول بھیجوائیں۔ میں ان کی اس محبت کے لیے انتہائی شکر گزار ہوں۔

وائس چانسلر، بنارس ہندو یونیورسٹی انڈیا کی بہت شکر گزار ہوں کہ انھوں نے دیوانہ نمکین کی فراہمی میں مدد کی۔ محترم بی۔ این سنگھ (چیف لائبریریئر، بنارس ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی۔ انڈیا) کا بے حد شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے مجھے ”مخزن اسرار“ اور ”مکاشفات الاسرار“ کی C.Ds بھیجوائیں۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر قاضی افضل احمد (علی گڑھ) اور پروفیسر ایس۔ ایم نوانہ (انگریزی کالج یونیورسٹی، لدھیانہ) کی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے دیوانہ نمکین کے حصول کے لیے کوششیں کیں۔ محترم نسیم حضرت جی نے مجھے کتابیں بھیجوائیں اور گاہے گاہے ٹیلی فون پر رفتار کار کے بارے میں پوچھتے رہے ہیں۔ ان کا شکریہ۔ محترم ڈاکٹر محمد مسعود اور محترمہ آر۔ بی مظہری صاحبہ نے مجھے نمکین سے متعلق مواد کی عکسی نقول بھیجوائیں۔ اس کے لیے میں ان کی شکر گزار ہوں۔

زمرہ کوثر

اسٹنٹ پروفیسر

شعبہ اردو

گورنمنٹ کالج برائے خواتین، مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد

تاریخ: یکم مارچ ۲۰۰۷ء

فہرست

صفحہ نمبر	مصرع اوّل	شمار
	آ	
۱۰۷	کب تک انتظار اب تو آ	۱
	ا	
۱۰۸	نشہ شراب کا بے یار خوش نہیں آتا	۲
۱۰۹	شراب کا کبھی اچھا سے نشا ہوتا	۳
۱۱۰	مرا اُس کے پس دیوار گھر ہوتا تو کیا ہوتا	۴
۱۱۱	کبھی چلن سے جھلکا آہ دکھلائے تو کیا ہوتا	۵
۱۱۲	گر نہ گریہ میں کچھ اثر ہوتا	۶
۱۱۳	عشق عالم میں گر شجر ہوتا	۷
۱۱۴	اگر اک بار وہ بے مہر مجھ پر مہر بیاں ہوتا	۸
۱۱۵	خیال دل سے جدا یوں ترا نہیں ہوتا	۹
۱۱۶	یہ انصیب ہو جس کا بھلا نہیں ہوتا	۱۰
۱۱۷	گر لفظ گنہ لوح میں مکتوب نہ ہوتا	۱۱
۱۱۸	وہ ہی کچھ طور ہے پھر آج کیوں ظالم بلایا تھا	۱۲
۱۱۹	کل شب کو خود بخود مجھے یہ اضطراب تھا	۱۳
۱۲۰	کیا دن تھے وہ کہ مجھ میں بہم اس میں پیار تھا	۱۴
۱۲۱	مجھے اپنا بھی کچھ خیال نہ تھا	۱۵
۱۲۲	دل رہا ہے زبں تو جو کئے یار میں جا	۱۶
۱۲۲	اب کے پیاری سے گر اپنا ہو چار اچھا	۱۷
۱۲۳	منظر تھا دل اپنا جوں پارا	۱۸
۱۲۴	جس کی کہ محبت میں ہوا کام ہمارا	۱۹

۱۲۵	رہتا ہے اُس بت کی طرف دھیان ہمارا	۲۰
۱۲۶	نہ کہوں گا کہ یار نے مارا	۲۱
۱۲۶	نہ تو اس نے نہ چاہ نے مارا	۲۲
۱۲۷	مبتدی لانا تو خیال مرا	۲۳
۱۲۸	بے سبب آہ نہ تھا شب کو وہ جانا تیرا	۲۴
۱۲۸	یہ جو اے دل زوال ہے تیرا	۲۵
۱۲۹	میں نے ہر چند کہ اس کو چے میں جانا چھوڑا	۲۶
۱۳۰	ایسا ہے اس وجود سے اس کو حجاب سا	۲۷
۱۳۱	عاشق ہوں تری جفا و وفا کا	۲۸
۱۳۲	جس وقت نزول ہو بلا کا	۲۹
۱۳۳	رخ جام کا ادھر ہے فلک کے حباب کا	۳۰
۱۳۴	ہے جسم مثل کانٹا نک مجھ خراب کا	۳۱
۱۳۵	وہی شراب وہی نشہ ہے شراب کا	۳۲
۱۳۶	اب میں ہوں تو ہے شب ہے نشہ ہے شراب کا	۳۳
۱۳۷	شوق گر بحر فنا میں تجھ کو ہو غرقاب کا	۳۴
۱۳۸	منظور کیجئے یا تو اٹھانا نقاب کا	۳۵
۱۳۹	اور صنم طور پڑا آپ کا	۳۶
۱۴۰	بھید نہ تو کھولے گر اس بات کا	۳۷
۱۴۱	حال مجھے یاد ہے اُس رات کا	۳۸
۱۴۲	تشنہ بہت ہوں خضر میں اپنی وقات کا	۳۹
۱۴۳	دیکھ کے عالم کچھ آہ ہمدرد اُس گات کا	۴۰
۱۴۴	وجود اپنے کا دعویٰ اس میں ہے اور فعل قدرت کا	۴۱
۱۴۵	کسی کو عشق سیرت ہے کسی کو عشق صورت کا	۴۲
۱۴۶	یہ کیا پر تو پڑا اس دل پہ تیرے قد و قامت کا	۴۳
۱۴۶	خارج دل ہے ترا جلوۂ معبود کا	۴۴

۱۴۷	دے سا قیا شراب کہ ہے روز عید کا	۴۵
۱۴۸	پھر نہیں ممکن علاج اس دل رنجور کا	۴۶
۱۴۹	شکوہ کروں میں کس لیے عمر دراز کا	۴۷
۱۵۰	اٹھ جائے دل سے تیرے جس دم خیال اُس کا	۴۸
۱۵۱	عالم یہ آج اپنے ہے جوش و خروش کا	۴۹
۱۵۲	پوچھ مت مشرب تو مجھ آزاد عاشق کیش کا	۵۰
۱۵۳	از حد ہے لطف یار کے بیٹھے سے باغ کا	۵۱
۱۵۴	جب مقید سے مشاہد میں ہوا اطلاق کا	۵۲
۱۵۵	موجب کچھ اُس کو اور نہیں ہے تپاک کا	۵۳
۱۵۵	کشتن میں اب یہ رنگ ہے تیرے طیل کا	۵۴
۱۵۶	چندے سے ہوں بکس میں غمکس اب اُس مکاں کا	۵۵
۱۵۷	رہا دل میں جو خار غم نہاں تا مرگ جاناں کا	۵۶
۱۵۸	ملا جو دیکھنا مدت کی حیرانی میں جاناں کا	۵۷
۱۵۹	ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا	۵۸
۱۶۰	کیا حال زار پوچھو ہو مجھ ناتوان کا	۵۹
۱۶۱	مدت سے میں نہیں ہوں باشندہ دو جہاں کا	۶۰
۱۶۲	گزارا ہے یہ صحرا میں ترے مجنون عریاں کا	۶۱
۱۶۳	دو نو عالم مقام ہے سُن کا	۶۲
۱۶۴	دیکھتا کیا ہے تو رنگا رنگ اس گردون کا	۶۳
۱۶۵	دیکھا جو وہ چاک بیدہن کا	۶۴
۱۶۶	کچھ دھیان نہ دنیا کا رہا ہائے نہ دیں کا	۶۵
۱۶۷	از بکے رشک خاص لوازم ہے چاہ کا	۶۶
۱۶۸	جب سے اُس کا کہ ہم نے درد دیکھا	۶۷
۱۶۹	گلہ رکھتا ہے عزرائیل میری سخت جانی کا	۶۸
۱۷۰	جو عشق پوچھو تو ہے عالم جوانی کا	۶۹

۱۷۰	کیوں میں شیدائی ہوا اپنے سے شیدائی کا	۷۰
۱۷۱	سحر سے پھر وہی دعویٰ ہے پارسائی کا	۷۱
۱۷۱	غلام ہوں میں ترے اس طرح کے آنے کا	۷۲
۱۷۲	ہو گیا وقت اُن کے آنے کا	۷۳
۷۳	یہ فائدہ تو ہوا تم سے جی لگانے کا	۷۴
۱۷۴	ہمیں تو شوق ہے اس سے شراب پینے کا	۷۵
۱۷۵	جسے کہ ذوق نہ ہو دے شراب پینے کا	۷۶
۱۷۶	ہائے جس کھڑے سے ہے یہ دل دلیکیر لگا	۷۷
۱۷۷	گلچیں کے ہاتھ سے جو چن ٹوٹنے لگا	۷۸
۱۷۸	بندہ تو صنم وفا کرے گا	۷۹
۱۷۹	تو جس سے کہ عشق اے ستم ایجا کرے گا	۸۰
۱۸۰	کھڑا وہ بت جدھر کرے گا	۸۱
۱۸۱	جو کہ اُس بت سے دل لگا دے گا	۸۲
۱۸۱	ایک سے ایک نیار و زطر حدار ملا	۸۳
۱۸۲	ہر بت پہ نہ کر دل بندایا رویا نا	۸۴
۱۸۳	اک دن تو شیخ کو بھی دکھلا جمال اپنا	۸۵
۱۸۴	کسی صنم پہ کبھی بد نگاہ مت کرنا	۸۶
۱۸۴	بنا نہیں اے ساقی ہر روز کا سے پینا	۸۷
۱۸۵	چشم کے مد نظر رہتے نہیں در کے سوا	۸۸
۱۸۶	گھر میں دل لگتا نہیں وحشت سے باہر کے سوا	۸۹
۱۸۷	کہنے کو نور نور سے جس دم جدا ہوا	۹۰
۱۸۸	ظاہر کیا وہ عیب جو مجھ میں برا ہوا	۹۱
۱۸۹	شب بھلا چنگا وہ میرے گھر تک آیا ہوا	۹۲
۱۹۰	دل کسی پر آج کل اُس کا بھی ہے آیا ہوا	۹۳
۱۹۱	اُس سے کیوں شب کو ہم شراب ہوا	۹۴

۱۹۲	مکئی نماز بھی یہ نشہء شراب ہوا	۹۵
۱۹۳	دل کے لائق ترے جو کوئی خوش اسلوب ہوا	۹۶
۱۹۳	رو برو اس کے وہ شاید کہیں شمشاد ہوا	۹۷
۱۹۴	یہ آپ ہی مراد دل جو بے قرار ہوا	۹۸
۱۹۵	دیکھنا بھی جو تیرا غمگین کو دشوار ہوا	۹۹
۱۹۶	بچنے کا نہ جہاں خلق کو مقدور ہوا	۱۰۰
۱۹۷	برنگِ لالہ مراد دل جو داغ داغ ہوا	۱۰۱
۱۹۷	علم سے جبکہ میرا مرتبہ مافوق ہوا	۱۰۲
۱۹۸	کلی میں یار کی جس فحش کا مقام ہوا	۱۰۳
۱۹۹	یاں تک اب اُس کے عشق میں مجھ کو الم ہوا	۱۰۴
۲۰۰	شکر اللہ کہ آخر میں مسلمان ہوا	۱۰۵
۲۰۱	اس کی محفل میں جو کچھ دیکھ کر گریاں ہوا	۱۰۶
۲۰۲	آتشِ عشق میں ٹھہرا دل بیتاب رہا	۱۰۷
۲۰۳	مجھ سے وہ شوخ جو ہو پردہ نشیں بیٹھ رہا	۱۰۸
۲۰۴	یہ کس کے واسطے دن بھر میں بے قرار رہا	۱۰۹
۲۰۵	ہمدردِ خواب میں مجھ پاس جو وہ دوش رہا	۱۱۰
۲۰۶	میرے گھر میں نہ کبھی آ کے وہ مہمان رہا	۱۱۱
۲۰۷	غم اُس کے ہجر کا مرے یوں دل نشیں رہا	۱۱۲
۲۰۸	ہائے وحشت میں بھی صحرا نہ بیا باں میں رہا	۱۱۳
۲۰۹	قید ہستی میں تو نالاں آہ کلشن میں رہا	۱۱۴
۲۱۰	جہراں کے غم سے دم میں مرے دم نہیں رہا	۱۱۵
۲۱۱	یوں دل میں وہ بے حجاب آیا	۱۱۶
۲۱۱	بنغل میں جام لیے ہاتھ میں شراب آیا	۱۱۷
۲۱۲	وہ بے حجاب پیے شب کو جو شراب آیا	۱۱۸
۲۱۳	جب انہیں دیکھ غش مجھے آیا	۱۱۹

۲۱۳	۱۲۰	لے دل سے آہ تا بہ جگر سب جلا دیا
۲۱۴	۱۲۱	بتوں کو جس نے کہ یہ حسن اور جمال دیا
۲۱۴	۱۲۲	مرے صیاد نے اک ظلم یہ ایجاد کیا
۲۱۵	۱۲۳	اُس کی باتوں پر اعتماد کیا
۲۱۶	۱۲۴	اُس کے وعدے پر اعتبار کیا
۲۱۷	۱۲۵	وحشِ عشق میں کیا میں نے وہ اے یار کیا
۲۱۸	۱۲۶	کیا نظر سے ہے گرا نا مرا منظور کیا
۲۱۹	۱۲۷	نہ روز عید بھی قربان کا خیال کیا
۲۲۰	۱۲۸	روویں نہ تو اب اُس کے پرستار کریں کیا
۲۲۱	۱۲۹	جب قدم رنج نہ گھر میں میری جاناں نے کیا
۲۲۲	۱۳۰	جب سے وہ ہر ذہ گردن ہوا دھرم گیا
۲۲۳	۱۳۱	وہ مہماں جو ہائے میرے گھر سے کل گیا
۲۲۴	۱۳۲	دونو عالم سے گذر کر اُس کے کو میں جو گیا
۲۲۴	۱۳۳	شب کو گلے لپٹ کے مرے وہ جو سو گیا
۲۲۵	۱۳۴	کارخانہ زدہ و تقویٰ کا وہ ابتر ہو گیا
۲۲۶	۱۳۵	اُس کے کوچے میں گیا میں سو پھر آیا نہ گیا

ب

۲۲۷	۱۳۶	رہتا ہے پاس تیرے شب و روز یا راب
۲۲۸	۱۳۷	پیے سے تو نہیں ہوتا ہے کچھ خراب شراب
۲۲۹	۱۳۸	نہ پی ہے ہم نے نہ پیوں گے ایسی یا شراب
۲۳۰	۱۳۹	نہ شب کو پی نہ پلا مجھ کو میری جان شراب
۲۳۱	۱۴۰	تم پیو غیر کی مجلس میں شراب
۲۳۲	۱۴۱	ملی نہ شب کو خرابات میں بھی ہائے شراب
۲۳۳	۱۴۲	دلا ہوئی تجھے پینے کی کب سے خوئے شراب
۲۳۴	۱۴۳	تمکین میں تلوین کی کچھ بات نہیں اب

۲۳۵	محفل میں بھی وہ چھپ کے اشارات نہیں اب	۱۴۴
۲۳۶	جان ہماری ہے بلب ہجر میں اس کے آہ اب	۱۴۵
۲۳۶	اب پاس سلاتا ہے وہ مدد مجھے ہر شب	۱۴۶
۲۳۷	کہا میں نے ہے تیرا قاتل غضب	۱۴۷
۲۳۸	وہ اور کیا ہے دو عالم سوا اسے مرغوب	۱۴۸
۲۳۹	تمہاری کچھ نہیں تفسیر ہیں یہ میرے نصیب	۱۴۹

پ

۲۴۰	کبھی پاس گر میرے آتے ہیں آپ	۱۵۰
۲۴۱	نئی طرح سے اب ستاتے ہیں آپ	۱۵۱
۲۴۲	مجھے اپنے کمر کیوں بلاتے ہیں آپ	۱۵۲

ت

۲۴۳	ہے شام الٹی یا سحر رات	۱۵۳
۲۴۴	جیسا میں پاس اُن کے رہا کل تمام رات	۱۵۴
۲۴۵	وصل کی کیا ہے بھلا ہمدوم کچھ رات میں رات	۱۵۵
۲۴۶	یہ مزہ دل کو ملا اُس کی ملاقات میں رات	۱۵۶
۲۴۷	رہی یہ وصل میں کل اُس کی بے قراری رات	۱۵۷
۲۴۸	نہ پوچھ وصل میں جیسی کٹی ہماری رات	۱۵۸
۲۴۹	تصور میں جو ہم رکھتے ہیں اپنے یار سے محبت	۱۵۹
۲۵۰	نہیں ہے مجنوں کو کچھ مجھ خراب سے نسبت	۱۶۰
۲۵۱	بچنی ہے جان لب پر اور مرگ کی ہے نوبت	۱۶۱
۲۵۲	کہا خدا سے نہ کیوں واعظا یہ روز الست	۱۶۲
۲۵۳	ہرگز نہیں دل صبور اے دوست	۱۶۳
۲۵۳	نزدیک ہوں تجھ سے دور اے دوست	۱۶۴
۲۵۴	بس ہے ہم مستوں کے سجدے کو خرابات کی خشت	۱۶۵

۲۵۴	نہیں آتے جو یہاں حضرت سلامت	۱۶۶
۲۵۵	اپنے ہاتھ سے بیڑا منہ میں غیر کے صاحب دیجیے مت	۱۶۷
۲۵۵	مری آنکھوں کے نیچے ہو گیا اندھیرا ک عالم	۱۶۸
۲۵۶	دل لگا جب سے کہ اس زکس حیران کے ساتھ	۱۶۹
۲۵۶	نیند آتی نہیں گرسوؤں نہ جاناں کے ساتھ	۱۷۰

ٹ

۲۵۷	اُس پری پہ کیوں نہ ہو میرا دل و جاں لوٹ لوٹ	۱۷۱
۲۵۷	ترپہ کے شاخ سے بلبل گئی ہے خاک میں لوٹ	۱۷۲

ٹ

۲۵۸	دے جلد سے نہ دیکھ لیں سے خوار الغیاث	۱۷۳
۲۵۹	جو کہ اٹھ اٹھ کے جگا دے مجھے ہر رات مٹ	۱۷۴
۲۶۰	گھر اُس کے شب ہوئے ہم آہ میہمان مٹ	۱۷۵
۱۶۱	واعظا علم کی کر تو کسی ہوشیار سے بحث	۱۷۶
۲۶۲	نشے میں رات کو مجھ پاس یہاں آنے کا کیا باعث	۱۷۷
۲۶۳	نہ پوچھو مجھ سے اٹک آنکھوں میں بھولانے کا کیا باعث	۱۷۸
۲۶۴	دل کے جانے کا میاں تم سے کہوں کیا باعث	۱۷۹

ج

۲۶۵	نہ تو جانے کی واں ہے قدرت آج	۱۸۰
۲۶۵	کل ہی کا دن تو ہے یہ اے یار آج	۱۸۱
۲۶۶	بھر دے ہمارے خم کو مئے ارغواں سے آج	۱۸۲
۲۶۷	اس قدر مجھ کو کیوں ملال ہے آج	۱۸۳
۲۶۸	طالع جو مہربانی ہوئی پھر ادھر ہے آج	۱۸۴
۲۶۹	گر کہوں ایسا کسی بھی بے وفا کا ہے حراج	۱۸۵
۲۷۰	پیار بھر کی نہیں تیرے دوا علاج	۱۸۶
۲۷۱	گر دیکھے کوئی میرے طرح دار کی بج دج	۱۸۷

۱۸۸ جو آپ پیوے تو تمہیں اسے شراب سمجھ ۲۷۲

ج

۱۸۹ جس کو کہ نہ ہو عشق وہ ہے ہائے بشریچ ۲۷۳
۱۹۰ بڑھ گئی اس شوخ کی جب سے محبت اور کچھ ۲۷۴
۱۹۱ اس نخل میں ہستی کے ثمر ہم کو نہیں کچھ ۲۷۵

ح

۱۹۲ بچے یہ اُس کے کان تک بات کس طرح ۲۷۶
۱۹۳ پھر مجھ سے روٹھ وہ گئے اُس رات کی طرح ۲۷۷
۱۹۴ دیکھ کر اُس آئینہ رو کے گلے میں گھر کی طرح ۲۷۸
۱۹۵ وہ سو جھتی نہیں کوئی تدبیر کی طرح ۲۷۹
۱۹۶ دیکھی ہے جب سے اُس بت جاناں کی طرح ۲۸۰
۱۹۷ اور ہی کچھ ہو گئی ہے میرے جانی کی طرح ۱۸۱
۱۹۸ رہتا ہوں میں شراب میں سرشار بے طرح ۲۸۲
۱۹۹ تو میرے قتل کی کیا پوچھتا ہے یار صلاح ۲۸۳
۲۰۰ اگر شراب کشی یار ظاہر ہے قہقہ ۲۸۴

خ

۲۰۱ کبھی تو دل کو کرا اپنے قرار سے گستاخ ۲۸۵
۲۰۲ اُس کی مڑگاں سے ہیں یوں میرے جگر میں سوراخ ۲۸۶
۲۰۳ عاشقوں کے سر پہ جو تو اک نیا لاتا ہے چرخ ۲۸۷
۲۰۴ پھر وہاں آہ میں کہاں اے شوخ ۲۸۸
۲۰۵ ہم نے دیکھا بہت وہاں اے شوخ ۲۸۹
۲۰۶ وہ رنگ کب کسی یا قوت و لعل کا ہے شوخ ۲۹۰

د

۲۹۱	دست کلجیں سے ہے لایہ مرغ چمن کی فریاد	۲۰۷
۲۹۲	کچھ عجب آہ ہے مرا صیاد	۲۰۸
۲۹۳	جو طالب مطلب ہو نہ مطلب کو کرے رد	۲۰۹
۲۹۴	کیوں گریباں سے مجھ عریاں کے ہے اغیار کو ضد	۲۱۰
۲۹۵	کچھ نہ کچھ بھید مرا اُس پہ کھلا میرے بعد	۲۱۱
۲۹۶	کھلا بھید ہم پر یہ مدت کے بعد	۲۱۲
۲۹۷	قبا کے وہ نہیں کرتا دابند	۲۱۳
۲۹۸	رکھیں سے کش ہیں سب بوتل کو سر بند	۲۱۴
۲۹۹	آزردگی دیوانوں سی اے گلزار چند	۲۱۵
۲۹۹	وہ گرم گرم اُس سے ملاقات ہے پسند	۲۱۶
۳۰۰	حق میں مجھ وحشی کے ظالم زلف تیری ہے کند	۲۱۷
۳۰۱	کھڑا ہے ترا شوخ گلستان کی مانند	۲۱۸
۳۰۱	ہو میسر کہ جسے اُس گل رخسار کی دید	۲۱۹
۳۰۲	جو سمجھے تو کہ نہیں مجھ سے وہ قریب و بعید	۲۲۰

ڈ

۳۰۳	اک ذرا دل کو نہیں کچھ دو جہاں سے الٹا ڈ	۲۲۱
۳۰۴	یوں خفا ہو کر نہ جا اے میرے جانی الیا ڈ	۲۲۲
۳۰۵	گر کسی ڈھب سے مرا وہاں کبھی جاوے کاغذ	۲۲۳
۳۰۶	گر مرانا ز سے وہ شوخ جلاوے کاغذ	۲۲۴
۳۰۷	جس کے خیال لب سے ہو کام و وہاں لذیذ	۲۲۵

ر

۳۰۸	اتنا تو رکھ دل اُس کی عداوت کا اعتبار	۲۲۶
-----	---------------------------------------	-----

۲۲۷	سنگِ طغلاں سے مرا سر ہے برنگِ لالہ زار	۳۰۹
۲۲۸	کب تک دیدار کا تیرے رہوں میں انتظار	۳۱۰
۲۲۹	پوچھتے ہیں یار آدیوار اور در کی خبر	۳۱۱
۲۳۰	دلا عاشق ہو تو آہ ایسے قد و قامت پر	۳۱۲
۲۳۱	کشتہ ہوا ہے بس کہ وہ اک گلزار پر	۳۱۳
۲۳۲	پتھر پڑیں دلا ترے اس نام و ننگ پر	۳۱۴
۲۳۳	دیتا ہے جان دل یہ مرا اُس کی آن پر	۳۱۵
۲۳۴	رکھے قدم وہ شخص تیرے آستان پر	۳۱۶
۲۳۵	قرباں کیا ہے دل کو اس ابرو مکان پر	۳۱۷
۲۳۶	تھی سب کی نظرات کو اُس ماہ جبین پر	۳۱۸
۲۳۷	رات کو وہ کہتے ہیں مجھ سے پاس ہمارے آیا کر	۳۱۹
۲۳۸	غمکیں سحر و شام تو سے خوب پیا کر	۳۲۰
۲۳۹	اس طرح سے ہر ایک کو گالی نہ دیا کر	۳۲۱
۲۴۰	نادم ہوں جس قدر کہ ترے گھر میں آن کر	۳۲۲
۲۴۱	رمضاں ہے ہائے ساقی پیوں شراب کیونکر	۳۲۳
۲۴۲	پینے دے اب تو پیوں اگر میں شراب پھر	۳۲۴
۲۴۳	ہر یک قدم کو رکھ دل سرشار دیکھ کر	۳۲۵
۲۴۴	دور سے اے ہدم اُس کے آستان کو دیکھ کر	۳۲۶
۲۴۵	ہر مکاں میں اپنے ہدم لامکاں کو دیکھ کر	۳۲۷
۲۴۶	قاصدا نامہ یہ اُس کا نہیں تحریر ہے اور	۳۲۸
۲۴۷	نہ کر خورشید روجھ پر تو یہ جور	۳۲۸
۲۴۸	زشت ہو صورت کوئی یا مثل حور	۳۲۹
۲۴۹	نہ کرو یار و قید کی تدبیر	۳۳۰

ژ

۲۵۰	کچھ مت باتیں اس قدر منہ توڑ	۳۳۱
-----	-----------------------------	-----

۲۵۱ دھیان میں بندے کے صاحب ہیں تمہارے توڑ جوڑ ۳۳۲

ز

- ۲۵۲ نہ رکھو چشمِ زدن دید سے تو چشم کا باز ۳۳۳
۲۵۳ طریق عشق میں جو کچھ کہ ہیں نصیب و فراز ۳۳۴
۲۵۴ نہ معنی ہوں میں نہ مطرب ساز ۳۳۵
۲۵۵ نہیں بھولا ہائے فرقت کا روز ۳۳۶
۲۵۶ فروغِ حسن ہے اے گلزارِ روز بروز ۳۳۷
۲۵۷ شراب چلتی تھی اُس کی مری جہاں ہر روز ۳۳۸
۲۵۸ اگر چہ حسن ہے اُس شعلہ رو کا آتشِ خیز ۳۳۹
۲۵۹ ہمارے کمر میں وہ آیا ہے مہمانِ عزیز ۳۳۹
۲۶۰ نشہ ہے ایک دھواں دھار اس میں شور انگیز ۳۴۰
۲۶۱ عجب شرابی ہیں پیرِ مغاں یہ شور انگیز ۳۴۱

س

- ۲۶۲ جب سے غمگین رہے ہے وہ مجھ پاس ۳۴۲
۲۶۳ یوں خط ہے تیرے چاہ و نغداں کے آس پاس ۳۴۲
۲۶۴ ہیں کئی طرح کے ہدم مجھے دلدار کے پاس ۳۴۳
۲۶۵ بیٹھتے تھے چھپڑنے کو جس کے ہم مل کے پاس ۳۴۴
۲۶۶ کہیں جنوں نہ ہو ہجراں میں ہے یہ خوف و ہراس ۳۴۵
۲۶۷ جس کو ہوا ہجر کا آزار بس ۳۴۶
۲۶۸ آنے کی احتیاج نہیں تیرے یار بس ۳۴۷
۲۶۹ دل مرانا لاں ہے اُس کے ہجر میں مثلِ جرس ۳۴۸
۲۷۰ لے گئی ایسی اڑا کر رہ سے منزل کی ہوس ۳۴۹
۲۷۱ لے کے دل ہر چند نکلی میرے جانی کی ہوس ۳۵۰
۲۷۲ مال و زر کی جس کے دل میں یار آتی ہے ہوس ۳۵۰

ش

۳۵۱	کہیں آ بھی چکے بہار اے کاش	۲۷۳
۳۵۲	نہ پیر کرتے تھے کہتے ہیں مرید اے کاش	۲۷۴
۳۵۳	بلبل ہے اگر بہار سے خوش	۲۷۵
۳۵۴	تصور میں جو آ یا شب کو وہ دوش	۲۷۶
۳۵۴	کس بت سے میں رہتا ہوں یہ دن رات ہم آغوش	۲۷۷
۳۵۵	ساقی وہ ہم کہاں ہیں کہاں ہے وہ ناؤ نوش	۲۷۸
۳۵۵	جسے بس دیکھتے ہی جائیں اڑ ہوش	۲۷۹
۳۵۶	گردل تھے ہو اُس گل رخسار کی خواہش	۲۸۰
۳۵۷	مت ڈر کہ نہیں اور کسی بات کی خواہش	۲۸۱
۳۵۸	گردل میں ہو صاحب کے کچھ اُس بات کی خواہش	۲۸۲
۳۵۹	وصل کی شب یا رے جو کوئی کچھ پاتا ہے عیش	۲۸۳

ص

۳۶۰	کب ایسے ضدی کو مجھ سے ہو پھر دلا اخلاص	۲۸۴
۳۶۱	بزم عشرت میں مرے ادا اخلاص	۲۸۵
۳۶۲	ہے اس دل وحشی کو بیا بان سے اخلاص	۲۸۶
۳۶۲	جو سمجھے آپ کو نا چیز وہ ہے خاص الخلاص	۲۸۷
۳۶۳	نہیں ہے وہ کسی معشوق کی جفا کا خواص	۲۸۸
۳۶۴	جس کے دل و دماغ میں کرتی ہے جائے حرص	۲۸۹

ض

۳۶۵	عمر کھوئی ہے اور کیا ہے ریاض	۲۹۰
۳۶۵	کچھ حور سے پری سے نہ غلام سے غرض	۲۹۱
۳۶۶	غیر کے گمراہ کو کچھ آنے نہ جانے سے غرض	۲۹۲
۳۶۶	دیدہ تر سے ہے مجھ وحشی کے گلزار کو فیض	۲۹۳

۲۹۴ ظاہر اچو کہ ہے میخواروں کو انکھوں سے فیض ۳۶۷

ط

۲۹۵ غمگین نہ رکھ تو اس دل نالاں سے ارتباط ۳۶۸
 ۲۹۶ مجھ سے تجھ سے اے منم جب سے ہوا ہے ارتباط ۳۶۸
 ۲۹۷ دل نے کیا ہے ڈھونڈ کے اُس دلربا سے ربط ۳۶۹
 ۲۹۸ خطِ گل سے جو لکھا ہے مجھے دلدار نے خط ۳۷۰
 ۲۹۹ کچھ نہ کچھ آہ میں اثر ہے شرط ۳۷۱

ظ

۳۰۰ دیکھ مت اُس کی طرف دیکھے سے جاتا ہے لحاظ ۳۷۲
 ۳۰۱ نہ بت پرستی میں جس کو نہ کچھ شراب میں حظ ۳۷۳
 ۳۰۲ ترے ہیں عشق سے ہم جس قدر دلا محظوظ ۳۷۴
 ۳۰۳ زلف ہے اُس کی پریشاں الحفیظ ۳۷۴

ع

۳۰۴ تمام سنگدلی کے جو تیرے ہیں ادخاع ۳۷۵
 ۳۰۵ یوں اٹھ گئی اس دل سے تری یارِ توقع ۳۷۶
 ۳۰۶ ملن میرا ترا تو ہے بے موقع ۳۷۷
 ۳۰۷ جبکہ محفل میں فروغِ حسن سے آتی ہے شمع ۳۷۸
 ۳۰۸ روبرو اُس مہ رو کے شب کو جو آتی ہے شمع ۳۷۹
 ۳۰۹ عشق میں روبرو کے جو یہ داغِ دل دھوتی ہے شمع ۳۸۰

غ

۳۱۰ جو منظور ہو آپ کو سیرِ باغ ۳۸۱
 ۳۱۱ دل دمدمِ نشہ سے جو ہوتا ہے باغِ باغ ۳۸۱
 ۳۱۲ کہیں دیکھ پائے جو اس دل کے داغ ۳۸۲

۳۸۳	دیکھے جو تازہ تر مرے ہر ایک دل کے داغ	۳۱۳
۳۸۴	آوازِ عندلیب سنے یہ کہاں دماغ	۳۱۴
۳۸۵	قفس میں بلبل دستاں پھنسی ہزار دروغ	۳۱۵

ف

۳۸۶	بتوں کو جو کہیں حق واعظا رکھ اُن کو معاف	۳۱۶
۳۸۷	برنگ آئینہ ہے رنگ کو تراشغاف	۳۱۷
۳۸۸	آتا نہیں بیان میں غمگین بیان عارف	۳۱۸
۳۸۹	ڈال دے چشم سے جو کچھ ہے عیاں اور طرف	۳۱۹
۳۹۰	دیکھتے ہیں جبکہ ہم وحشت میں اُس گھر کی طرف	۳۲۰
۳۹۱	ماکل یہ دل نہ کفر نہ اسلام کی طرف	۳۲۱
۳۹۲	جو دلارام سے نہیں واقف	۳۲۲
۳۹۳	اُس سے کیا برآئے کو کیا ہوا نساں فیلسوف	۳۲۳
۳۹۴	شب وصال ہے اُس ماہتاب پر موقوف	۳۲۴
۳۹۵	عزیز و پوچھیے یوسف سے یار کی توصیف	۳۲۵

ق

۳۹۶	یاں تک ہے یہ دل آہ یار کا مشاق	۳۲۶
۳۹۷	یہ کور چشم کن آنکھوں سے اُس کے ہیں مشاق	۳۲۷
۳۹۸	ندا جو تھ پہ مثال پکور ہیں عشاق	۳۲۸
۳۹۹	نہیں باطل سخن اُس کا کہے جو کچھ وہ ہے برحق	۳۲۹
۳۹۹	کہاں تک کروں معمول کی شراب میں فرق	۳۳۰
۴۰۰	بیرمغاں الست سے ہوں میں خراب عشق	۳۳۱
۴۰۱	مہمان دل میں کسی کے کر کبھی آتا ہے عشق	۳۳۲
۴۰۲	لعل لب پر ہے مسی یا یہ ہے شام و شفق	۳۳۳
۴۰۲	جس قدر مجھ کو بتوں کی ہے دلا چاہ کا شوق	۳۳۴

ک

- ۳۳۶ سمجھ کر ہمارا ہے اس قدر چالاک ۴۰۴
 ۳۳۷ سمجھ جس کا مثال نصیم ہے چالاک ۴۰۵
 ۳۳۸ بھلا اس نا توانی میں میں کیونکر جاؤں دلبر تک ۴۰۵
 ۳۳۹ لے کر زمیں سے ممکن اٹھ جائے آسمان تک ۴۰۶
 ۳۴۰ کون جیتا ہے وہ ہجر سحر ہونے تک ۴۰۷
 ۳۴۱ دیکھا نہیں ہے دل نے وہ دیدار اب تک ۴۰۸
 ۳۴۲ دیکھوں تجھے نہ آنکھوں سے اے یار جب تک ۴۰۹
 ۳۴۳ ہم جتوئے یار میں پہنچے وہاں تک ۴۱۰
 ۳۴۴ یہ کس کی جاگتے سوتے میں دیکھی ہائے جھلک ۴۱۱
 ۳۴۵ ہوتے ہیں سے کشی میں تو وہ ہم بہم شریک ۴۱۲
 ۳۴۶ پاؤں چلنے سے رہے اس تری رفتار کو دیکھ ۴۱۳
 ۳۴۷ غش ہوں میں اُس کی لوجوانی دیکھ ۴۱۴

گ

- ۳۴۸ گلچیں سے جیسی بلبل بیدا ہے بہ تک ۴۱۵
 ۳۴۹ جو دیکھ کے اُس بت کو ہوا ہائے میرا رنگ ۴۱۶
 ۳۵۰ مجھ سے آزر دہ جو اُس گل رو کو اب پاتے ہیں لوگ ۴۱۷
 ۳۵۱ جو ٹھہرے کہہ کر یہ اپنی بات کیوں کھوتے ہیں لوگ ۴۱۸

ل

- ۳۵۲ نہیں میں اب ترے ہجر و وصال کے قابل ۴۱۹
 ۳۵۳ رکھے سالک جو اک دم با خدا دل ۴۲۰
 ۳۵۴ کس واسطے اُس بت کا تو یار ہوا اے دل ۴۲۱

۴۲۱	۳۵۵	روز سرکش ہی رہے مجھ سے ہے اُس رات سے دل
۴۲۲	۳۵۶	گرم صحبت نہیں اُس سے بھی وہ کل رات سے دل
۴۲۳	۳۵۷	واں سے یاں آتے ہوئے آہ یہ گہرائے ہے دل
۴۲۴	۳۵۸	کرتا ہوں جس کے کھڑے کو میں پیا آج کل
۴۲۵	۳۵۹	ہم بتا دیں تمہیں دنیا میں کہ کیا ہے مشکل
۴۲۶	۳۶۰	روزہ نماز سے کب ہوتا ہے کوئی کامل
۴۲۷	۳۶۱	کہتے ہیں وہ کہ شب کی ملاقات ہے قبول
۴۲۸	۳۶۲	سوائے جہل نہیں ہوتے علم سے مشغول
۴۲۹	۳۶۳	صنم ہزاروں جہاں میں ہیں یوں کلیں و جمیل

م

۴۲۹	۳۶۴	یا ر جس مست کو ہے جام سے کام
۴۳۰	۳۶۵	مجھ سے یوں روٹھ کر نہ جاؤ تم
۴۳۱	۳۶۶	پہلے عاشق دیکھ اچھی شکل پر ہوتی ہے چشم
۴۳۲	۳۶۷	کیوں دل نے اٹھائی ہے یہ محنت نہیں معلوم
۴۳۳	۳۶۸	کیونکر اُس پردہ نشیں کے کہو گھر جاتے ہم
۴۳۴	۳۶۹	پیتے جوان دنوں میں بہت ہیں شراب ہم
۴۳۵	۳۷۰	کس طرح آب و نمک سے ہوں ترے آزاد ہم
۴۳۶	۳۷۱	یار نئے میں تو ہیں سرشار ہم
۴۳۷	۳۷۲	کرتے ہیں جس دن سے تجھے پیار ہم
۴۳۸	۳۷۳	معلوم نہیں دل ہے یہ کس بات سے برہم
۴۳۹	۳۷۴	آزما دیں اپنی کل پرسوں میں پھر تقدیر ہم
۴۴۰	۳۷۵	جا کے کریں کیا حرم و دیر ہم
۴۴۱	۳۷۶	ہیں کہاں اور کس مکاں میں ہم
۴۴۲	۳۷۷	نہ تو بندے نہ کچھ خدا ہیں ہم
۴۴۳	۳۷۸	بے تعلق غرض کمال ہیں ہم

۳۴۳	۳۷۹	بے قراری میں کبھی جو اس تک جاتے ہیں ہم
۳۴۴	۳۸۰	اُس کی صورت کا تصور دل میں جب لاتے ہیں ہم
۳۴۵	۳۸۱	دھیان اُس بت کا اگر دل میں کبھی لاتے ہیں ہم
۳۴۶	۳۸۲	وہ یہ کہتے ہیں ترے گھر آ نہیں سکتے ہیں ہم
۳۴۷	۳۸۳	دل سے اپنے بھی ترستے ہی رہے بات کو ہم
۳۴۸	۳۸۴	چھپ کے جس پاس رہا کرتے تھے ہر رات کو ہم
۳۴۹	۳۸۵	چھین جن ہاتھوں سے شب دیتے تھے اُس دلبر کو ہم
۳۵۰	۳۸۶	یاں تک ہیں تنگ اپنے بت بے وفا سے ہم
۳۵۱	۳۸۷	بتر ہیں دیکھ لے تو سوختہ کباب سے ہم
۳۵۲	۳۸۸	صلح جی میں ہے کریں اُس بت بے پاک سے ہم
۳۵۳	۳۸۹	ہوئے ہی جاتے ہیں بے ہوش اُس جمال سے ہم
۳۵۴	۳۹۰	یقین جان کہ عاجز رہیں بیان سے ہم
۳۵۵	۳۹۱	ہیں نشان یار بے نشان کے ہم
۳۵۶	۳۹۲	آج گھر خیر سے گر جائیں گے ہم
۳۵۶	۳۹۳	در ترا چھوڑ کہاں جائیں گے ہم
۳۵۷	۳۹۴	بن آئے جو مر بھی جائیں گے ہم
۳۵۸	۳۹۵	اک دل تھا سو تیری دلف میں کھو بیٹھے ہم
۳۵۹	۳۹۶	پیری میں خدمت سے جو محروم رہے ہم
۳۶۰	۳۹۷	اس شوخ سے ملنے کی طرح جان گئے ہم

ن

۳۶۱	۳۹۸	جان کر جان کھونہ میری جان
۳۶۱	۳۹۹	اس نے مجھے دور سے دیکھا جہاں
۳۶۲	۴۰۰	میں کہاں اور سیر باغ کہاں
۳۶۲	۴۰۱	ہجر سے اس کے اب فراغ کہاں
۳۶۳	۴۰۲	ممکن ہے کہ جو تو نہ ہو سرشار کسی دن

۴۶۴	تجھ بن بنا تو اے بت گمراہ کیا کروں	۴۰۳
۴۶۴	جی میں ہے اس بدن کو دور کروں	۴۰۴
۴۶۵	اپنا اگر میں ہر بن موسوزباں کروں	۴۰۵
۴۶۶	آمد شد اپنے دم کی نہ میں رائیگاں کروں	۴۰۶
۴۶۷	بر باد میں چمن سے اگر آشیاں کروں	۴۰۷
۴۶۸	مے سے توبہ ترے کہنے سے کروں یا نہ کروں	۴۰۸
۴۶۹	ہے وہ معشوق مرا کیوں اسے گھرا نہ سکوں	۴۰۹
۴۷۰	مقابل تیرے کر کوئی بشر ہووے تو میں جانوں	۴۱۰
۴۷۱	دیکھ کر کل اس کو اپنی بے قراری کیا کہوں	۴۱۱
۴۷۲	دل کو بد عا میں جان کو بکام دیکھوں	۴۱۲
۴۷۳	ساقی میں ماہ رمضان کیا رو سیاہ دیکھوں	۴۱۳
۴۷۳	عابد جو ہوں تو میں ہوں معبود ہوں تو میں ہوں	۴۱۴
۴۷۴	مڑگاں کہے ہے اس کی گرتیر ہوں تو میں ہوں	۴۱۵
۴۷۴	صوفی و ترسا و شیخ و رند میخواروں میں ہوں	۴۱۶
۴۷۵	چاہے جس بت کو چاہ اے تمکین	۴۱۷
۴۷۵	جو کچھ ہے وہ سب خدا ہے تمکین	۴۱۸
۴۷۶	دل ایک سار کھا کر تمکین غلاما میں	۴۱۹
۴۷۷	حسن اس کا ہے نہاں اس طرح شیخ و شاب میں	۴۲۰
۴۷۸	آتا خیال سا ہے نظر جو نقاب میں	۴۲۱
۴۷۹	لڑتا ہے مجھ سے روز جو وہ بات بات میں	۴۲۲
۴۸۰	آتی کسی ہی طرح نہیں میرے بات میں	۴۲۳
۴۸۱	نہ بیٹھو شیخ جی اللہ ہم رندوں کی محبت میں	۴۲۴
۴۸۲	علم بھی اپنا نہ تھا تھے جب کہ ہم ہا ہوت میں	۴۲۵
۴۸۲	محو ہیں ہم تو ترے دیدار میں	۴۲۶
۴۸۳	ہوش اپنا کیوں نہیں رہتا ترے سرشار میں	۴۲۷

۴۸۴	عیب جو جو کچھ عیاں ہیں سے کش و مخور میں	۴۲۸
۴۸۵	وہ پردہ نشیں جب سے کہ مہمان ہے گھر میں	۴۲۹
۴۸۶	بے طرح قید آ ہوا ہوں زلف کی زنجیر میں	۴۳۰
۴۸۷	بس میں نہیں کچھ اپنے ہیں میاں د کے بس میں	۴۳۱
۴۸۸	قوت نالہ وزاری کس میں	۴۳۲
۴۸۹	ایک ایک ذرہ مقید یہ جو ہے آفاق میں	۴۳۳
۴۹۰	رہوں یوں منتظر ہجراں میں تیرا یا رکب تک میں	۴۳۴
۴۹۱	فائدہ کیا تجھ کو واعظ ہم سے قیل و قال میں	۴۳۵
۴۹۲	کیونکر نہ فکر جو ہو اُس کے جمال میں	۴۳۶
۴۹۳	کچھ کہہ گیا ہے جب سے کہ غیر اس کے کان میں	۴۳۷
۴۹۴	کچھ دم نہیں ضعف سے بدن میں	۴۳۸
۴۹۵	جب چوری سے ممکن نہ ہو کچھ بات کروں میں	۴۳۹
۴۹۵	رہوں ہوں عشق میں اس سنگدل کے میں پہاڑوں میں	۴۴۰
۴۹۶	مجھ کو مطلق نہیں غم اس سے بہت شاد ہوں میں	۴۴۱
۴۹۷	عاشق زار ہوں قائل دیدار ہوں میں	۴۴۲
۴۹۸	بس زلف رخ یار ہوں میں	۴۴۳
۴۹۹	بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں	۴۴۴
۵۰۰	ہجر ہے ہمراہ جدھر جاؤں میں	۴۴۵
۵۰۱	وصل میں بھی اس پر از بس جو نہیں قدرت ہمیں	۴۴۶
۵۰۲	دم بھی لینے کی نہیں ہے ضعف سے طاقت ہمیں	۴۴۷
۵۰۳	ساقی رہا ہے ہوش بس اب اس قدر ہمیں	۴۴۸
۵۰۴	وہ شکر تشنہ لب اور تفتہ دل پا کر ہمیں	۴۴۹
۵۰۵	جان مت لے اپنی صورت کو تو ترسا کر ہمیں	۴۵۰
۵۰۶	ہو جستجو کسی کی سوا تیرے مگر ہمیں	۴۵۱
۵۰۷	یار اپنا دکھا جمال ہمیں	۴۵۲

۵۰۸	۴۵۳	اس قدر ہے ترا خیال ہمیں
۵۰۹	۴۵۴	حسرت ہے تری یاد کی آرام جاں ہمیں
۵۱۰	۴۵۵	کہتے نہ تھے زباں سے جو ہوں سے توں ہمیں
۵۱۱	۴۵۶	ملنے کی تیرے صرف نہیں آرزو ہمیں
۵۱۲	۴۵۷	بھید نہ تو کھولے گر اس بات کا
۵۱۳	۴۵۸	گاہ بہ گاہ جو کھڑا وہ دکھاتا ہے ہمیں
۵۱۴	۴۵۹	عشق تو ہم مونہیں ہے ہمیں
۵۱۵	۴۶۰	خوف ہے دیکھوں میں کیوں کر اسے اک بار کہیں
۵۱۶	۴۶۱	یہ میرے کہنے سے وہ ہونہ خفا اور کہیں
۵۱۷	۴۶۲	تو الٹا ہے جس سے تمکین وہ الٹا ہے اور کہیں
۵۱۸	۴۶۳	اس دل بے کل کو آہ پڑ بھی چکے کل کہیں
۵۱۹	۴۶۴	ہم نے دیکھا ہے اُسے جب سے کہ مہمان کہیں
۵۲۰	۴۶۵	سخت حسرت ہے کہ دن سے مجھے بلوا کے کہیں
۵۲۱	۴۶۶	دیکھ مت آئینہ ایسا نہ ہو پچھتائے کہیں
۵۲۲	۴۶۷	یار و اغیار آہ دو لو دنگ ہیں
۵۲۳	۴۶۸	کون و مکاں میں ہم ہیں نہ کچھ لامکاں میں ہیں
۵۲۴	۴۶۹	اک اپنے دل کے واسطے سو دل کو دکھائیں ہیں
۵۲۵	۴۷۰	شیخ جی جس کے لیے جا کے حرم دیکھیں ہیں
۵۲۵	۴۷۱	اس کو جس وقت ہم اپنے سے بہم دیکھیں ہیں
۵۲۶	۴۷۲	دوست دشمن سے اذیت ہے تری یاری میں
۵۲۷	۴۷۳	ممتاز دلبروں میں گو ہے وہ دلبری میں
۵۲۸	۴۷۴	ناز و ادا و غمزہ ہے یوں تو ہر پری میں
۵۲۸	۴۷۵	ہم وحشیوں نے جلوہ دیکھا ہے وہ کسی میں
۵۲۹	۴۷۶	رہیں نہ بندوں سے ایسے یہ بے وفا کی میں
۵۳۰	۴۷۷	کچھ بھلائی تو ہے بھلائی میں

۵۳۱	ہوائے ترش رو کا فروہ تازہ آشپائی میں	۴۷۸
۵۳۲	مہجور اپنے کچھ نہیں پردہ نشیں سے میں	۴۷۹
۵۳۳	ساقیا تھوڑے ہی دن پاس تیرے آنے میں	۴۸۰
۵۳۴	ایک دور و زخا بات کے بس جانے میں	۴۸۱
۵۳۵	اب رہا کیا ہے جان جانے میں	۴۸۲
۵۳۶	ہم دیوانے جو نکل جاتے ہیں ویرانے میں	۴۸۳
۵۳۷	واعظا میں چلوں کیونکر ترے فرمانے میں	۴۸۴
۵۳۸	ہم ہی عابد ہیں ہمیں معبود ہیں	۴۸۵
۵۳۸	بات دیکھوں مجھ سے وہ کرتا ہے یا کرتا نہیں	۴۸۶
۵۳۹	کچھ تر پہنے کی مرے صیاد کو پروا نہیں	۴۸۷
۵۴۰	نہ بولوں اس سے تو اس دل کو ہائے تاب نہیں	۴۸۸
۵۴۱	کون سا گھر ہے کہ ویراں اور آباد نہیں	۴۸۹
۵۴۲	آپ سے میں یہ بے قرار نہیں	۴۹۰
۵۴۲	غم تو غم جس کو خوشی بھی ہے وہ دلشاد نہیں	۴۹۱
۵۴۳	یہ عبادت تری مذموم ہے محمود نہیں	۴۹۲
۵۴۴	قدرداں کوئی مرا جز غم دلدار نہیں	۴۹۳
۵۴۵	کیا پوچھتے ہو دل کی کدھر ہے کدھر نہیں	۴۹۴
۵۴۶	رشتہ غم سے بندھی ہے امیری پروا نہیں	۴۹۵
۵۴۷	اگر چہ ملنے کی کچھ اس سے ہم کو آس نہیں	۴۹۶
۵۴۸	گر کہوں وصل ہے تو وصل نہیں	۴۹۷
۵۴۹	ہجر میں جس کے مری جان میں اب جان نہیں	۴۹۸
۵۵۰	کوئی نادان بھی تجھ سا دل نادان نہیں	۴۹۹
۵۵۱	اس میں ہم مستوں کی گزرے کوئی امکان نہیں	۵۰۰
۵۵۲	ہر جائی کا میرے جو مقرر مکاں نہیں	۵۰۱
۵۵۳	ہر بات پر کہے ہے تو شب کو نہیں نہیں	۵۰۲
۵۵۴	ہرزہ گرد آہ مرایا رو کہاں آہ نہیں	۵۰۳
۵۵۴	ترے کھڑے سامہرو ماہ نہیں	۵۰۴

۵۵۵	بات اُس کے وصل کی دل سے مرے جاتی نہیں	۵۰۵
۵۵۶	لاکھ منت میں کروں دن کو بھی آتا ہی نہیں	۵۰۶
۵۵۷	وعدہ شب ہے مگر دن ہائے ڈھلتا ہی نہیں	۵۰۷
۵۵۷	جو کہ یار واسِ بُت عیار سے ڈرتے نہیں	۵۰۸
۵۵۸	وہ ہمارے گھر میں گر آویں تو آسکتے نہیں	۵۰۹
۵۵۹	اس کو جو دوست کہ دیکھ آتے ہیں	۵۱۰
۵۶۰	گر کبھی خواب میں وہ آتے ہیں	۵۱۱
۵۶۱	خفا اُن کو جو مجھ پر ان دنوں میں یار پاتے ہیں	۵۱۲
۵۶۲	یہاں سے جب اپنے وہ گھر جاتے ہیں	۵۱۳
۵۶۳	جب کہ نئے میں مجھ سے لڑ کر غیر کے گھر وہ جاتے ہیں	۵۱۴
۵۶۴	جو بے تابی کی حالت میں کبھی گھرانے کے جاتے ہیں	۵۱۵
۵۶۵	ہم تصور حیرتی صورت کا کیا کرتے ہیں	۵۱۶
۵۶۶	عشق میں تیرے ہم جو مرتے ہیں	۵۱۷
۵۶۶	ہم تو اپنی وفا پہ مرتے ہیں	۵۱۸
۵۶۷	کچھ آج خبر ہے کیوں مجھ سے آپ لڑتے ہیں	۵۱۹
۵۶۸	نئے میں بزم سے جب اُس کے اٹھ کے چلتے ہیں	۵۲۰
۵۶۹	وہ نہ یہ بند قبا باندھتے ہیں	۵۲۱
۵۷۰	شاہد دے سے جو دل اپنا لگا رکھتے ہیں	۵۲۲
۵۷۱	عشق اُس پر وہ نشیں کا جو نہاں رکھتے ہیں	۵۲۳
۵۷۲	دوئی دور کر کر جو ہم دیکھتے ہیں	۵۲۴
۵۷۲	رات دن ہم شراب پیتے ہیں	۵۲۵

و

۵۷۳	جان جاتی ہے یہاں تک آؤ	۵۲۶
۵۷۴	لے لے کے نام اُس کا کہتے ہو آؤ آؤ	۵۲۷
۵۷۵	مذہب ہے تیرا کیا ہمیں ممکن یہاں تا تو	۵۲۸
۵۷۶	اس واسطے قمارندوں کا رہنا تو	۵۲۹
۵۷۷	بیری میں اُس جوان پر عاشق ہوا ہے تو	۵۳۰

۵۷۸	یا دم اپنی دلایا نہ کرو	۵۳۱
۵۷۹	بھر بھر کے جام دے دل خانہ خراب کو	۵۳۲
۵۸۰	پی جائے جتنی پینے دے ساقی شراب کو	۵۳۳
۵۸۱	رہنے دے حشر پر تو عذاب و ثواب کو	۵۳۴
۵۷۲	بات اک ایسی کہی ہے اُس نے مجھ سے رات کو	۵۳۵
۵۷۳	رمضاں کی چھوڑ ساقی تو گفت و شنید کو	۵۳۶
۴۸۴	وہ جب سے گیا ہے اپنے گھر کو	۵۳۷
۵۸۵	کیا مریدی نسبت ذاتی نہ ہو جس پیر کو	۵۳۸
۵۸۶	کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے جس کو	۵۳۹
۵۸۶	شراب کی ہوئی عادت جو آہ ہے تم کو	۵۴۰
۵۸۷	جاں کا نہ ہوش دل کو نہ دل کا ہے جان کو	۵۴۱
۵۸۸	بیاباں سے بھی ویراں گھر ہے اب مجھ خانہ ویراں کو	۵۴۲
۵۸۹	شہو داس کا یہاں تک ہے مری اس چشم گریاں کو	۵۴۳
۵۹۰	ایسے شرابی ہیں یہ غمگین دیکھ تو ان سرشاروں کو	۵۴۴
۵۹۱	بس ہو میرا تو ملا لوں تجھ کو	۵۴۵
۵۹۱	چین پڑتا نہیں ذرا مجھ کو	۵۴۶
۵۹۲	یہیں بٹھا کے تو دے عجب سزا مجھ کو	۵۴۷
۵۹۳	پند ہے تری اے بے وفا جفا مجھ کو	۵۴۸
۵۹۳	کب جدائی کی تاب ہے مجھ کو	۵۴۹
۵۹۴	داغ قول و قرار ہے مجھ کو	۵۵۰
۵۹۵	آرزوئے وصال ہے مجھ کو	۵۵۱
۵۹۶	عشق کا ہائے نہ ہونا یہ اہم ہے مجھ کو	۵۵۲
۵۹۷	یار و سمجھاؤ نہ مجھ وحشی و دیوانے کو	۵۵۳
۵۹۸	یار آتا ہے دیکھیے کیا ہو	۵۵۴
۵۹۸	دل ٹھکانے نہ ہو تو کب کچھ ہو	۵۵۵
۵۹۹	مجھ سے کیوں آہ ہوا ہے وہ خفا مت پوچھو	۵۵۶
۶۰۰	ہے مجھے کس کی چاہ مت پوچھو	۵۵۷
۶۰۱	کا ہے کی عید آہ جو تم ہی بید ہو	۵۵۸

۶۰۱	آنکھ میں چبھتے ہیں یہ گلزار جس سے خار ہو	۵۵۹
۶۰۱	کب بھلا سرکشگی میں مجھ سے پھر تقصیر ہو	۵۶۰
۶۰۲	نہیں دیکھا اسے اگر دیکھو	۵۶۱
۶۰۳	رات بھر کی شراب کو دیکھو	۵۶۲
۶۰۴	اُس تغافل شمار کو دیکھو	۵۶۳
۶۰۴	یارو اُس نوجوان کو دیکھو	۵۶۴
۶۰۵	غم سے جسے خوشی ہو خوشی سے ملال ہو	۵۶۵
۶۰۶	بن اُس کے گر کسی طرف اپنا خیال ہو	۵۶۶
۶۰۷	کہے ہے ساقی کہ تجھ سا کوئی خراب نہ ہو	۵۶۷
۶۰۸	مے ہو مطرب ہو چمن ہو وہ دلا رام نہ ہو	۵۶۸
۶۰۹	بزم میں اس کی ولادیکھ تو گریان نہ ہو	۵۶۹
۶۱۰	نہ تو بس ہم ہیں وہ نہ تم وہ ہو	۵۷۰
۶۱۱	بیٹھے بٹھائے محفل سے تم مجھ کو آہ اٹھاتے ہو	۵۷۱
۶۱۱	غمکین تم اپنے جیسے بُرے وفا سے ہو	۵۷۲
۶۱۲	ہم سے اے حضرت دل بچ کہو اب کیسے ہو	۵۷۳
۶۱۳	لے گیا وہ دلربا دل آہ یارو دیکھو	۵۷۴

۵

۶۱۴	سرد مہری سے تری غمکین کے رشک حور آہ	۵۷۵
۶۱۵	کس کی لگی ہے دل پہ سناں نگاہ آہ	۵۷۶
۶۱۶	واعظ نصیحت کرا اپنی کوتاہ	۵۷۷
۶۱۷	مسدود تونے کی ہے جو یہ کھکشاں کی راہ	۵۷۸
۶۱۸	صیاد کس کو یاد ہے اب آشیاں کی راہ	۵۷۹
۶۱۹	چشم سر سے دم بخود یوں رکھ سویدہ پر نگاہ	۵۸۰
۶۲۰	بید ہے جو ترے دل میں مہر ہوا اے ماہ	۵۸۱
۶۲۱	عشق نے معشوق کو بھی دکھ دکھایا واہ واہ	۵۸۲
۶۲۲	رہتا جو روز و شب ہے اب وہ جو آبدیدہ	۵۸۳
۶۳۲	جس روز سے پری روتیرا کیا نظارہ	۵۸۴

۶۲۴	۵۸۵	تو ہی بندہ ہے اور تو ہی الہ
۶۲۵	۵۸۶	میں جس کے عشق میں جلا ہوں مثل پروانہ
۶۲۶	۵۸۷	چاہے وہ غافل رکھے چاہے رکھے آگاہ وہ
۶۲۷	۵۸۸	بولتا ہی نہیں کسی سے وہ
۶۲۸	۵۸۹	جب تصور میں مرے اے ہمدرد مواتا ہے وہ
۶۲۹	۵۹۰	یہ نہیں معلوم کچ کہتا ہے یا ہنستا ہے وہ

ی

۶۳۰	۵۹۱	چشم کو جو ہے ایسی بے خوابی
۶۳۱	۵۹۲	جب سے کہ ہوش آیا ہے شور و عشق و مستی
۶۳۲	۵۹۳	گر میرے تصور میں وہ تصویر نہ ہوتی
۶۳۳	۵۹۴	کیوں کر نہ عمارت رہے برباد ہماری
۶۳۴	۵۹۵	مجھے مت کر کباب اے ساقی
۶۳۵	۵۹۶	چھٹنے کی تم سے پھر نہیں عادت شراب کی
۶۳۵	۵۹۷	یاد آئی بات جب اس یار کی
۶۳۶	۵۹۸	حقیقت کچھ ہوئی کشوف جس کو تیری قامت کی
۶۳۷	۵۹۹	یاد ہے وہ بات تجھے رات کی
۶۳۸	۶۰۰	خبر جب سے سنی دل نے پری روتیرے آنے کی
۶۳۹	۶۰۱	جو جی میں لاتے ہیں ہم سے کدے سے جانے کی
۶۴۰	۶۰۲	اس شعلہ رو سے جب سے مری آنکھ جاگی
۶۴۰	۶۰۳	میں مری جاؤں گا موت آہ کر نہ آوے گی
۶۴۱	۶۰۴	یہی اب مشورہ دیتی ہمیں تقدیر ہے اپنی
۶۴۲	۶۰۵	جس شخص کو ہر شے میں کہ اُس نور کی سوجھی
۶۴۲	۶۰۶	کہتے ہیں اُس کو میری محبت نہیں رہی
۶۴۳	۶۰۷	ہم مر کے خوش ہوئے کہ مشقت نہیں رہی
۶۴۳	۶۰۸	موزوں کریں ہیں اُس کو جو بات دل میں آئی
۶۴۴	۶۰۹	بلبل چن میں نالاں بے اختیار آئی
۶۴۵	۶۱۰	دے مجھے کس طرح وہ دکھلائی

۶۱۱	یاں تک آہ گر آتا کوئی	۶۲۶
۶۱۲	آج یہ واں کرے خبر کوئی	۶۲۷
۶۱۳	کسی میں تم میں سے ہمت ہو تو پلاؤ کوئی	۶۲۸
۶۱۴	سنے نہ جو اسے آواز کیا سنائے کوئی	۶۲۹
۶۱۵	شب کو اُس مہ سے جو مدت میں ملاقات ہوئی	۶۳۰

۷

۶۱۶	ہم ان کے گھر میں کسی ڈھب جا نہیں سکتے	۶۵۰
۶۱۷	تم مجھے سے پلا نہیں سکتے	۶۵۱
۶۱۸	ہمیشہ وصل ہی میں اُس کے جو اوقات کو کاٹے	۶۵۲
۶۱۹	دل تری چاہ میں ڈبو بیٹھے	۶۵۲
۶۲۰	اُس پاس سحر تک کوئی گر شام سے بیٹھے	۶۵۳
۶۲۱	ایسے بد خو کی چاہ کیا کیجیے	۶۵۳
۶۲۲	کھولے ہیں اُس نے دیکھ کے بند قبائلی	۶۵۴
۶۲۳	سمجھا ہے تو نے اے ستم ایجا دیا مجھے	۶۵۵
۶۲۴	اب تو کہتے ہیں سب خراب مجھے	۶۵۶
۶۲۵	جو تھکھ کو دینی ہے دے ساقیا شراب مجھے	۶۵۷
۶۲۶	گلے چٹ کے وہ کرتا ہے جبکہ پیار مجھے	۶۵۸
۶۲۷	سیا دیکھ چھوڑ پو پر توڑ کر مجھے	۶۵۹
۶۲۸	دونو جہاں کے واسطے کرتا ہے بس مجھے	۶۶۰
۶۲۹	زاہد و میں یہ کیا پچانے اور جانے مجھے	۶۶۱
۶۳۰	عشق دنیا میں نہیں دیتا سرا کسانے مجھے	۶۶۲
۶۳۱	در سے جو اپنے اٹھاتا ہے مجھے	۶۶۳
۶۳۲	خواب اپنے خیال سے ہے مجھے	۶۶۳
۶۳۳	یارب مجھے تو نہ دو جہاں دے	۶۶۴
۶۳۴	دنیا دے خدا مجھے نہ دیں دے	۶۶۴
۶۳۵	اب تو پاس اپنے مجھے آنے دے	۶۶۵
۶۳۶	ہیں اُن پہ کھلے حسرت دار مان ہمارے	۶۶۶

۶۲۷	رہتا ہے مجھ کو تیرا جتنا کہ دھیان پیارے	۶۳۷
۶۲۸	جامے میں جو کہ اُس مہ کے قدم دیکھا کرے	۶۳۸
۶۲۸	خدا نصیب میں ایسی مرے شراب کرے	۶۳۹
۶۲۹	ایسی بے رحمی نہ میرا کہیں صیاد کرے	۶۴۰
۶۷۰	جو ملک عشق میں غمگین تو بود و باش کرے	۶۴۱
۶۷۱	مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے	۶۴۲
۶۷۲	ترا وہ وحشی بھی جنگل کی گر ہوا پکڑے	۶۴۳
۶۷۳	اب میری تفکلی نہیں بجھتی ہے آب سے	۶۴۴
۶۷۴	ساقی خراب تر ہوں میں گو ہر خراب سے	۶۴۵
۶۷۵	ہوں تنگ مختب میں ترے احتساب سے	۶۴۶
۶۷۶	پھر وصل کا قرار ہوا ہے حبیب سے	۶۴۷
۶۷۷	ٹھہرے وہاں رہنے کے ہر شب کو بڑے حشرات سے	۶۴۸
۶۷۸	سرگراں مجھ سے نہ ہو ظاہر ہے تیری گات سے	۶۴۹
۶۷۹	بغض نہیں بندے کو کسی سے میں کہتا ہوں محبت سے	۶۵۰
۶۸۰	تجھے اپنی یہ فکر نیستی کم ایک ساعت سے	۶۵۱
۶۸۱	ہو ارسوا یہ بعد از مرگ بھی میں تیری الفت سے	۶۵۲
۶۸۲	ہمیں اے ہمدوم ہر روز کی محبت نہیں اُس سے	۶۵۳
۶۸۳	ایک دم غافل نہ رہ توے کے استعمال سے	۶۵۴
۶۸۴	ملیے کسی ڈھب سے اُس منم سے	۶۵۵
۶۸۵	ایسی نہ روش سے چل اے فنجہ دہن ہم سے	۶۵۶
۶۸۵	تولا کھ اٹھائے ہاتھ ہم سے	۶۵۷
۶۸۶	اٹھ کے جب گھر کو چلا وہ سرو قد تمکین سے	۶۵۸
۶۸۶	آہ و نالہ ہے یہ میرا صرف اُس کی چاہ سے	۶۵۹
۶۸۶	ہے گلہ مند اور ہر بلبل دستاں مجھ سے	۶۶۰
۶۸۸	گیا ہے وہ دل آزرہ جو میرا مہماں مجھ سے	۶۶۱
۶۸۹	حسرتا خوش جو نہیں لب خنداں مجھ سے	۶۶۲
۶۹۰	رہا جاتا نہیں ہے اس میں مجھ وحشی خرابی سے	۶۶۳

۶۹۱	یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے	۶۶۴
۶۹۲	برا بھلا بھی سنا ہم نے ہر کہنے سے	۶۶۵
۶۹۳	صدقے ترے جو را اور بھٹا کے	۶۶۶
۶۹۴	بندے ہیں ہم ایسے خود نما کے	۶۶۷
۶۹۵	عشق میں دل اُن کو دے جب جان سے جانے لگے	۶۶۸
۶۹۶	اک روز یہ ہے جی میں دل کھول کے رو لیں گے	۶۶۹
۶۹۷	کر رہے تھے میں آپ نہ ہم کو بلائیں گے	۶۷۰
۶۹۸	ایک دن نہ ایک دن یہ دل اپنا گتوانیں گے	۶۷۱
۶۹۸	زندگی سے اگر نجات ملے	۶۷۲
۶۹۹	کیا غم ہے محنت مجھے سرشار دیکھ لے	۶۷۳
۶۹۹	کیوں مجھے ہے ملال کیا جانے	۶۷۴
۷۰۰	بلبل کبھی آنکھ بیا بان میں اپنے	۶۷۵
۷۰۱	آواز یہ کس کی ہے بھری کان میں اپنے	۶۷۶
۷۰۲	ساقیا ہائے جلا یا تو نے	۶۷۷
۷۰۲	خوب اے عشق زلایا تو نے	۶۷۸
۷۰۳	مے جنوں کا نشہ ہو تو کچھ خمار آوے	۶۷۹
۷۰۳	جو نہ وہم و گمان میں آوے	۶۸۰
۷۰۴	گو اس میں جان رہوے یا خواہ جان جاوے	۶۸۱
۷۰۵	کوئی اُس بُت کو کیوں کر بھول جاوے	۶۸۲
۷۰۶	اس مرض میں مجھے اکسیر کی جا ہو جاوے	۶۸۳
۷۰۷	ترے بیمار کی مشکل ابھی آسان ہو جاوے	۶۸۴
۷۰۸	اگر عاقل کوئی دیکھے ترا دیوانہ ہو جاوے	۶۸۵
۷۰۹	یا تو اس دل کی تپلی جاوے	۶۸۶
۷۱۰	فی الحقیقت تجھے گر اُس سے محبت ہووے	۶۸۷
۷۱۱	مے مجسم نشہ نہ گر ہووے	۶۸۸
۷۱۲	میرے یار ب نہ در نہ گھر ہووے	۶۸۹
۷۱۳	جس کی نہ اُس کے رخ پر ہر دم نگاہ ہووے	۶۹۰
۷۱۴	دشمن مری خاک کی صبا ح ہے	۶۹۱

۶۹۲	کہیں جو باغ میں مجھ کو نظر شمشاد آتا ہے	۷۱۵
۶۹۳	بے خبر پاس مرے جب وہ منم آتا ہے	۷۱۶
۶۹۴	شبِ فرقت میں مجھ کو وصل کا جب دھیان آتا ہے	۷۱۷
۶۹۵	جب کہ وہ شوخ میرے پاس کبھی آتا ہے	۷۱۸
۶۹۶	بیٹھے بٹھائے محفل سے تو مجھ کو آہ اٹھاتا ہے	۷۱۹
۶۹۷	غیر کے گھر میں جب وہ جاتا ہے	۷۲۰
۶۹۸	جو مجھ سے روٹھ کر وہ رات کو گھرا پنے جاتا ہے	۷۲۱
۶۹۹	اپنا عاشق جان کے مجھ کو کس کس طرح رلاتا ہے	۷۲۲
۷۰۰	جو چوسر میں کبھی وہ غیر کو گونیاں بناتا ہے	۷۲۳
۷۰۱	جب نشہ وہ لگا کر کرتا ہے	۷۲۴
۷۰۲	جوں جوں وہ تجھ کو پیار کرتا ہے	۷۲۴
۷۰۳	کوئی بھی دیدہ و دانستہ ایسا کام کرتا ہے	۷۲۵
۷۰۴	جسے دیدار ہے اس کا وہ حیراں وار نکلتا ہے	۷۲۶
۷۰۵	ساتھ دم کے جو غم لگتا ہے	۷۲۷
۷۰۶	غلط کہتا ہے تو اُس کا دہاں معلوم ہوتا ہے	۷۲۸
۷۰۷	عشق میں یہ ہی آہ ہوتا ہے	۷۲۹
۷۰۸	دل اُس کو دیا اب کیا تدبیر سے ہوتا ہے	۷۲۹
۷۰۹	تو جس کو ڈھونڈتا ہے کیا تجھ سے وہ جدا ہے	۷۳۰
۷۱۰	ترے کوچے کا جو اے مہ گدا ہے	۷۳۰
۷۱۱	نہ پوچھ ہجر میں جو حال اب ہمارا ہے	۷۳۱
۷۱۲	اب مجھ سے وہ یہ خلا ملا ہے	۷۳۲
۷۱۳	جس دن سے کہ وہ جدا ہوا ہے	۷۳۳
۷۱۴	جہاں میں جو ہشیار پیدا ہوا ہے	۷۳۳
۷۱۵	خدا جانے کہ کس کا قتل تیرے جی میں آیا ہے	۷۳۴
۷۱۶	پیا سے کچھ کے آتے ہیں مجھ پاس اب ہے	۷۳۵
۷۱۷	روز و شب اس ہجر میں بے تاب ہے	۷۳۶
۷۱۸	عمکیں نے ترے آج سے کیا پی شراب ہے	۷۳۶
۷۱۹	نزدیک زاہدوں کے یہ جو کچھ ثواب ہے	۷۳۷

۷۲۰	کچھ بت کدہ نہ کعبہ نہ دیرانہ خوب ہے	۷۳۸
۷۲۱	دین و دنیا کا تفلر کچھ نہ کر معیوب ہے	۷۳۹
۷۲۲	مت پوچھ بے کسی کہ مرا جو حبیب ہے	۷۳۹
۷۲۳	یہ عجب حیرت کی غمگین بات ہے	۷۴۰
۷۲۴	مان کہا یہ بھی کوئی بات ہے	۷۴۱
۷۲۵	جس مے کدے میں ان دنوں اپنی نشست ہے	۷۴۲
۷۲۶	کروں کیا آہ یہ مجھ ناتواں پر روز آفت ہے	۷۴۳
۷۲۷	ہادی و مرشد کا یہ ارشاد ہے	۷۴۴
۷۲۸	تیرے غمگین کی یہی بنیاد ہے	۷۴۴
۷۲۹	دودن سے دیکھتا ہوں ترارنگ زرد ہے	۷۴۵
۷۳۰	ہر چند تری غیر سے صحبت برآر ہے	۷۴۶
۷۳۱	جو شخص روز و شب ترے در پر کھڑا رہے	۷۴۶
۷۳۲	دیکھ لے زکس کو بلبل ان دنوں گزار ہے	۷۴۷
۷۳۳	اب کئی دن سے جو ان کا صرف ہم پر پیار ہے	۷۴۸
۷۳۴	دل کو نہ میری کچھ نہ مجھے دل کی خبر ہے	۷۴۹
۷۳۵	رضائے حق کی طلب جس کو ہو ہوا پر ہے	۷۵۰
۷۳۶	جوں طور ہمیں ہر ایک شجر ہے	۷۵۱
۷۳۷	ہے ذوق عشق اس کا جس کا کہ گھر نہ در ہے	۷۵۲
۷۳۸	بے قراری دل کی ہدم دیکھیے کب تک رہے	۷۵۳
۷۳۹	اس سے ملنے کی عہد تدبیر ہے	۷۵۴
۷۴۰	کل شب سے گیا جو وہ ادھر ہے	۷۵۴
۷۴۱	ہجر میں اس کے یہ دل جینے سے میرا میر ہے	۷۵۵
۷۴۲	کیوں خفا ہے مجھ سے سچ کہہ کیا مری تعمیر ہے	۷۵۵
۷۴۳	کچھ نہیں معلوم کیا موسیٰ خدا کی راز ہے	۷۵۶
۷۴۴	جاناں کے آہ آنے کی یاں کس کو آس ہے	۷۵۷
۷۴۵	واعظ کمال شرع کا ہم کو بھی پاس ہے	۷۵۸
۷۴۶	دمدم اس صنم سے اب چھیڑے اور مساس ہے	۷۵۹
۷۴۷	زلف میں دل کیوں پھنسا افسوس ہے	۷۶۰

۷۶۱	یاں ذوقِ سے کسی کو نہ سے کی تلاش ہے	۷۴۸
۷۶۲	ہر ایک دم یہ غیب سے مجھ کو سروش ہے	۷۴۹
۷۶۳	انسان وہ ہی شیخِ حقی جو عشقِ کیش ہے	۷۵۰
۷۶۴	غم نہیں مرگ کا ذرا بلکہ بہت نشاط ہے	۷۵۱
۷۶۵	اپنی تو دختِ رز یہ ہمیشہ سے تاک ہے	۷۵۲
۷۶۶	باغ سے گزرا ترا شاید کوئی غناک ہے	۷۵۳
۷۶۷	غمگین بطوں ظہور سے یاں تک جنگ ہے	۷۵۴
۷۶۸	گلشن کا آج نظروں میں کچھ اور رنگ ہے	۷۵۵
۷۶۹	ہر چند سیرِ مہ مجھے ساقیِ محال ہے	۷۵۶
۷۷۰	بے پردہ رو بروِ مرے اُس کا جمال ہے	۷۵۷
۷۷۱	کیا حسن ہے وہ آہ وہ کیا جمال ہے	۷۵۸
۷۷۲	حضرتِ تصور سے بس اُس کا خیال ہے	۷۵۹
۷۷۳	عقل کو ہر چیز میں گودِ ظل ہے	۷۶۰
۷۷۴	واعظِ یہ سے کدے کا مرے آستان ہے	۷۶۱
۷۷۵	جلدِ آقا قل کہ لب پر جان ہے	۷۶۲
۷۷۶	یاں یہ مہمان کوئی دم کی جان ہے	۷۶۳
۷۷۷	نہ دیکھے اُس کو تو آہ و نغاں ہے	۷۶۴
۷۷۸	درد ہے جس سے وہی در مان ہے	۷۶۵
۷۷۹	نہ وہ مومن نہ کافر ہے نہ ہندو نے مسلمان ہے	۷۶۶
۷۸۰	اُس کا نشا نہ جب سے مرا استخوان ہے	۷۶۷
۷۸۱	اگر اے گلبدن تو گلبدن ہے	۷۶۸
۷۸۲	اُس تک لے مجھ کو جاتا کون ہے	۷۶۹
۷۸۳	نفع و نقصان سب برابر سا ہمارے دل میں ہے	۷۷۰
۷۸۴	کرشمہ غمزہ جو اس کے رخِ کھو میں ہے	۷۷۱
۷۸۵	نہیں بھی وہ نہیں جو کچھ نہیں ہے	۷۷۲
۷۸۶	جینے کا مجھے گماں نہیں ہے	۷۷۳
۷۸۷	وفا تو تجھ میں نہیں ہے مگر جفا تو ہے	۷۷۴
۷۸۸	ہے عیاں تو ہی اور نہاں تو ہے	۷۷۵

۷۸۷	شب و روز جس کی تمہیں جستجو ہے	۷۷۶
۷۸۸	ہائے بیری میں تجھے اس نوجواں کی چاہ ہے	۷۷۷
۷۸۹	یا مری صورت سے اُس کی چشم کو اکراہ ہے	۷۷۸
۷۹۰	ساقی طلوع پر شب ہجراں میں ماہ ہے	۷۷۹
۷۹۱	یہ کس کے ستر کے لیے ہر شب سیاہ ہے	۷۸۰
۷۹۲	جو کہ غمگین خدا رسیدہ ہے	۷۸۱
۷۹۳	شع ترا یہ کھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے	۷۸۲
۷۹۴	حجاب اُس کی ہماری صرف اُس کی بے حجابی ہے	۷۸۳
۷۹۴	نہ میں پلانے نہ پینے میں کیا خرابی ہے	۷۸۴
۷۹۵	بات مستانہ زباں سے جو نکل جاتی ہے	۷۸۵
۷۹۶	گر یہی دل کو بے قراری ہے	۷۸۶
۷۹۷	پھر وہی نالہ اور زاری ہے	۷۸۷
۷۹۸	نہ تو گریہ نہ اور زاری ہے	۷۸۸
۷۹۹	خدا کے واسطے آپک کہیں حد انتظار ہے	۷۸۹
۷۹۹	رات بھر ساتھ مرے اُس کو ہم آغوشی ہے	۷۹۰
۸۰۰	اس کی غیروں پہ مہربانی ہے	۷۹۱
۸۰۱	جس پر اس مہ کی مہربانی ہے	۷۹۲
۸۰۲	طاقت دید کس کو جانی ہے	۷۹۳
۸۰۳	ایک دودن کی زندگانی ہے	۷۹۴
۸۰۳	میں چاہوں نہ چاہو تم یہ چاہ نرالی ہے	۷۹۵
۸۰۴	تری یہ حمد اے واعظ سفیدی پر سیاہی ہے	۷۹۶
۸۰۵	تجھ میں جو ہے تو اُس کو تو حق جان بھی ہے	۷۹۷
۸۰۶	دل کدورت سے صفا مانگے ہے	۷۹۸
۸۰۷	کب یہ غمگین کسی کو دیکھے ہے	۷۹۹
۸۰۸	وہ وہ اس دل نے ستایا ہے کہ جی جانے ہے	۸۰۰
۸۰۹	جب تغافل کا مجھے اُس کے تصور آئے ہے	۸۰۱
۸۱۰	جبکہ ہمایہ مرے وہ شوخ مہاں آئے ہے	۸۰۲
۸۱۱	شاید گئے تھے شب کو گھر اس کے بن بلائے	۸۰۳

۸۱۲	مرگئے مت پوچھ شب کی بے قراری ہائے ہائے	۸۰۴
۸۱۳	کل شب کو وہ نشے میں یکا یک جو آگئے	۸۰۵
۸۱۴	تم آ کے ہائے باغ میں کیا گل کھلا گئے	۸۰۶
۸۱۵	کچھ بس نہ چل سکا وہیں ناچار ہو گئے	۸۰۷
۸۱۶	آپ اپنے وصل کے لیے مجھ رہ گئے	۸۰۸
۸۱۷	اُس کی مڑگاں کے جو اس دل پہ خطا تیر ہوئے	۸۰۹
۸۱۸	کمر میں جب اُس شوخ کے پہلے ہی ہم مہماں ہوئے	۸۱۰
۸۱۸	بات پہ کر تیری رہا کیجیے	۸۱۱
۸۱۹	ان کی خوشی پر ہی رہا	۸۱۲
۸۲۰	غمگین ان ایسے ویوں کو کیا یا رکھیے	۸۱۳
۸۲۱	جب تلک یہ دُعا گانی کیجیے	۸۱۴
۸۲۲	ایک یہ تو مت کہو تم کمر کے جانے کے لیے	۸۱۵
۸۲۳	شمعِ رد عاشق کو یوں اپنے جلا نا چاہئے	۸۱۶
۸۲۴	صرف مجھ کو عشق تیرا چاہیے	۸۱۷
۸۲۵	کوئی قاتل خوبصورت چاہیے	۸۱۸
۸۲۶	پچھے ششے کے ششے جس قدر مل چاہیے	۸۱۹
۸۲۷	میں خفا ہوتا نہیں مجھ کو خفا کر دیکھیے	۸۲۰
۸۲۸	اپنی باتوں پر کبھی اے شوخ گرا جائیے	۸۲۱
۸۲۹	ناصحا ہیں آپ دانا یہ بھلا فرمائیے	۸۲۲

مقدمه

میر سید علی غمگین — ایک تعارف

سید علی غمگین کی شاعری کا آغاز اس وقت ہوا، جب مغلیہ سلطنت انقلاب و حوادث سے دوچار تھی۔ نادر و ابدالی کے حملوں اور روہیلوں، مرہٹوں اور جاٹوں کی یلغاروں نے مغلیہ سلطنت کے مرکز، دہلی کو اجاڑ کر ویران کر دیا تھا، لیکن ان مسلسل آندھیوں اور طوفانوں کے باوجود دہلی کے لال قلعے میں مغلیہ اقتدار کی ٹھنڈائی ہوئی شمع کسی نہ کسی طرح جلتی ہی رہی۔ شاہی دربار کی رونق اور ہنگامے اب ماضی کا قصہ بن چکے تھے۔ شاہ عالم ثانی کے عہد میں دہلی کے بازار بے رونق اور ویران تھے۔ دہلی کی یہ حالت انگریزوں کے قبضے کے بعد بتدریج رو بہ اصلاح ہوئی، چند برسوں میں یہاں پھر چہل پہل اور رونق کے آثار نظر آنے لگے۔ بقول ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار:

”جس طرح بجھنے سے پہلے چراغ کی لو اپنی پوری تابانی سے بھڑک اٹھتی ہے، اسی طرح دہلی کی بزمِ آخر بھی انقلاب ۱۸۵۷ء میں دم توڑنے سے قبل سرزمینِ ہند پر شعلہء جو آلا بن کر چمکی اور تاریخ کے اوراق پر علی الخصوص، تاریخ ادبیاتِ اردو پر اپنے گہرے اور ان مٹ نقوش چھوڑ گئی اسی بزمِ آخر نے اردو شاعری کو غالب، مومن اور ذوق جیسے عظیم سخن گو عطا کیے، جنہوں نے اردو شاعری کی قدیلوں کو اس شان سے فروزاں کیا، کہ ان کی تابانی و تابندگی لازوال ہو گئی۔“

میر و سودا کے بعد دہلی میں اردو شاعری کی دوسری بڑی محفل کے نمائندے غالب و مومن اور ذوق تھے۔ پہلی محفل ملکی انحطاط و انتشار کے درمیان قائم ہوئی۔ اس محفل کے اجڑنے پر دبستان لکھنؤ کی بنیاد پڑی اور جب کمپنی کے قبضے کے بعد حالات کچھ معمول پر آئے، تو دوبارہ شعر و سخن کا چرچا عام ہوا۔ اس درمیانی وقفے میں شاہ نصیر کی شاعری کا غلغلہ بلند ہوا۔

سیاسی اور معاشی حالات نے شعرائے دہلی کو مجبور کیا، کہ وہ فیض آباد جائیں جہاں شجاع الدولہ ادب و شعر کی سرپرستی کر رہے تھے اور پھر لکھنؤ کا رخ کریں، جہاں آصف الدولہ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں اور وہاں کے امرا و رؤسا کی وجہ سے ادب و فروز اور شعر پر در ماحول پیدا ہو گیا تھا۔ یہ لوگ اپنے ساتھ دہلی کی قدریں لے گئے، لیکن اودھ کی معاشی خوشحالی اور وہاں کے مذہبی تقاضوں نے ایک نیا ماحول پیدا کر دیا۔ جس میں حسن تھا۔ رنگینی تھی اور عیش کوئی تھی۔ حسن اور رنگینی کے باعث ادب اور شعر میں تصنع اور ترمیم نے رواج پایا۔ اصلاحِ زبان کی طرف توجہ بڑھ گئی۔ معنی پروری اور جذبات نگاری کے بجائے حسن بیان کو ترجیح دی گئی۔ یہ خالص لکھنوی اسلوب تھا اور اس کے امام شیخ ناسخ تھے۔ ناسخ کا اثر دہلی پر بھی ہوا۔ شاہ نصیر بہادر شاہ ظفر کے استاد تھے۔ شیخ ابراہیم ذوق، شاہ نصیر کے شاگرد تھے۔ ذوق کے بہت سے تلامذہ تھے۔ اس لیے شاہ نصیر کا اسلوب عام ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دہلی میں ایک اور دبستان شعر بھی فروغ پا رہا تھا، جس کا تعلق مرزا غالب (م۔ ۱۸۶۹ء) اور حکیم مومن خاں مومن سے ہے۔ یہ دبستان انظہار کے ساتھ خیالات کو بھی بڑی اہمیت دیتا تھا۔ مختلف تاریخی اور سماجی اسباب کے باعث معنی پروری اور خیال آفرینی دہلی کا خطرہ آتی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے،

کہ یہ دبستانِ دہلویت اور لکھنویت کے درمیان امتزاج کا قائل تھا۔ غالب اور مومن کے ساتھ ان کے تلامذہ اسی امتزاج کی نمائندگی کرتے ہیں۔
غمکین اسی دور کے شاعر ہیں۔ آپ نے، اردو شاعری کے مرکز دہلی سے دور گوالیار میں قیام پذیر ہونے کے باوجود اپنے معاصرین کی طرح
غزل کی روایت کو آگے بڑھانے کا کام انجام دیا۔ غمکین کے شعری آثار بکثرت ہیں۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ ان کے کلام کے دو مجموعے
ہیں۔ ان کا شعری دیوان ”خزنِ اسرار“ جو آٹھ سو سے زائد غزلیات پر مشتمل ہے۔ ان کا دوسرا مجموعہ ”مکاشفات الاسرار“ اٹھارہ سو رباعیات پر مشتمل
ہے۔ انھوں نے غزل کے علاوہ بعض دوسری اصنافِ شعر میں بھی اپنی یادگاریں چھوڑی ہیں، جن میں رباعی، مخمس اور قطعاتِ تاریخ شامل ہیں۔ غمکین کا
کلام ایک طویل عرصے تک ادبی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔ (تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی)

”خزنِ اسرار“ (دیوانِ غمکین) میں وہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں، جو اس عہد کی شاعری کا طرہ امتیاز تھیں، لیکن تاریخِ ادب کے
مورخ کی نگاہیں بالعموم ان تک نہیں پہنچ سکیں، لیکن تذکروں میں ان کا ذکر موجود ہے۔ خوب چند ذکا نے ان کی شاعری کے بارے میں لکھا ہے:
”گل ہائے اشعار آبدار خود رازِ رنگ و بو کشیدہ ہمگی دیوانِ معرفتِ انظر ایں فقیر انواع المعانی در آمدہ۔“
نصرت اللہ خان خویشتگی لکھتے ہیں:

”اشعار آبدار از طبعش می طرود در گوالیار باعتبار و تمکین است۔ و کلامش عشق آگین تکین
شاعری آں در یار بدست اوست۔“

اس دور میں شاہ نصیر کے علاوہ شعرا نے جس شاعر کو بطور استاد مشورے کے لیے انتخاب کیا، وہ سید علی غمکین تھے۔ آزاد نے لکھا ہے کہ:
”ذوقِ ابتدا میں شاہ نصیر مرحوم سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی غمکین وغیرہ وغیرہ استادوں
سے مشورہ ہوتا رہا۔“

آزاد نے آبِ حیات میں نواب الہی بخش معروف کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی ہے، کہ معروف دیگر
اساتذہ کے علاوہ غمکین سے بھی اصلاح لیتے رہے۔ ۵، پروفیسر عبدالشکور لاسر پروفیسر محمد مسعود کے نے غالب کے ایک مکتوب کے حوالے سے لکھا ہے،

۱۔ نادرہ زیدی (مضمون نگار) ”بہادر شاہ ظفر“ مشمولہ: تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند۔ سید فیاض محمود جلد ۸۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی۔
ص ۱۷۱، ۱۷۲

۲۔ خوب چند ذکا (مرتب) عیار الشعراء۔ (قلمی) مملوکہ علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند۔ ص ۱۴۷

۳۔ نصرت اللہ خویشتگی۔ تذکرہ ہمیشہ بہارِ مرتبہ، السلم فرخی۔ کراچی: انجمن ترقی اردو۔ ۱۹۶۷ء۔ ص ۲۳۸

۴۔ محمد ابراہیم ذوق۔ دیوان ذوق مرتبہ محمد حسین آزاد۔ (دیباچہ) دہلی: علی پرنٹنگ پریس۔ ص ۸

۵۔ محمد حسین آزاد۔ آبِ حیات لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔ ۱۹۹۸ء۔ ص ۳۶۰

۶۔ عبدالشکور۔ شاہ غمکین حضرت جی اور ان کا کلام لکھنؤ: ادارہ فردوسِ اردو، مئی ۱۹۳۶ء۔ ص ۶۳

۷۔ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمکین شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ: برہان مئی ۱۹۶۰ء۔ جلد ۴۳، ش ۵۰، اعظم گڑھ: عذوق المصنفین ص ۴۱

کہ غالب نے بھی غمگین سے استفادہ کیا، لیکن یونس خالیدی کے بقول غالب و غمگین میں استادی شاگردی کا رشتہ نہ تھا، مگر غالب کی حیثیت ایک عقیدت مند اور نیاز کیش کی ضرورت تھی۔ اس جگہ اس بات کا اظہار بھی ضروری ہے کہ غمگین مرزا غالب کے علاوہ کسی کو اپنا ہم زبان تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

اصنافِ سخن میں رباعی نہایت مشکل اور اہم صنف شمار کی جاتی ہے، اسی لیے بہت کم شعرا نے زیادہ تعداد میں رباعیات کہی ہیں۔ اس فن میں تخصص رکھنے والوں میں غمگین کا نام سر فہرست ہے، بقول ڈاکٹر سلام سندیلوی:

”اس قدر زیادہ رباعیاں قدما میں یقیناً کسی نے نہیں کہیں۔“^۱

غمگین نے ۸۰۰ رباعیات کہیں، اور یہ اتنے یا شاید اس سے بھی زیادہ موضوعات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بیشتر موضوعات ایسے ہیں، جو غمگین سے قبل کسی شاعر نے نظم نہیں کیے۔ پروفیسر محمد مسعود لکھتے ہیں:

”حضرت غمگین اردو رباعی گو شعرا میں امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ اور یہ امتیاز کوئی معمولی امتیاز نہیں، کیونکہ مطالعہ میں آیا ہے، کہ رباعی کے تنگ میدان اور پابندیوں کو دیکھ کر بیشتر نے ہمتیں ہار دی ہیں۔۔۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت غمگین اردو رباعی گو شعرا کے سر تاج ہیں جنہوں نے اس صنف کو اپنا مسلک شعری بنایا۔ بلاشبہ رباعی کے میدان کے حضرت غمگین ہی شہ سوار نظر آتے ہیں اور آپ کی مثال اردو ادب میں نہیں ملتی۔“^۲

غمگین کے ہاں رباعی کا محبوب موضوع تصوف و معرفت ہے۔ انھوں نے ساری زندگی تصوف کی منازل طے کرنے میں گزاری۔ ان کی رباعیات میں ان کے اس سفر کی جھلک موجود ہے۔ ان کی رباعیات میں تاثیر کا سبب بھی یہی ہے۔ رضا محمد حضرت جی لکھتے ہیں:

”در حقیقت حضرت غمگین فطری شاعر اور بڑے قادر الکلام فنکار تھے۔ آپ ہر صنف پر کامیابی سے عبور رکھتے تھے، غزل میں میر درد کے برابر کا درجہ ہے، مگر رباعی میں تو آپ کا مرتبہ منفرد نمایاں ہے۔ کسی بھی دور میں آپ کا کوئی حریف دہائی نظر نہیں آتا۔“^۳

غمگین کا کلام ایک طویل عرصے تک گوشہٴ غمگناہی میں پڑا رہا، اور آج تک مکمل طور پر زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا، اور وہ خراج تحسین جس کا وہ مستحق تھا، حاصل نہ کر سکا۔ غمگین کی شاعرانہ شخصیت کے اب تک گوشہٴ غمگناہی میں رہنے کی متعدد وجوہات تھیں:

۱۔ غمگین نام و نمود کے خواہاں نہ تھے۔

۱۔ پیش لفظ۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی۔ یونس خالیدی، علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۳ء۔ ص ۵۴

۲۔ ڈاکٹر سلام سندیلوی۔ اردو رباعیات۔ لکھنؤ: نکلای پریس۔ ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۸۴

۳۔ پروفیسر محمد مسعود۔ برہان۔ دہلی: ۶۳

۴۔ رضا محمد حضرت جی۔ (مرغوب) مخزن الاسرار۔ لکھنؤ: نسیم بک ڈپو۔ دیاچ۔ ۱۹۶۶ء۔ ص ۳۳

- ۲۔ مکاشفات الاسرار کے دیباچے اور غالب کے نام مکاتیب میں وہ اس بات کی سختی سے تاکید کرتے ہیں، کہ رباعیات کو غیروں کی نظر سے پوشیدہ رکھا جائے، لیکن خود ہی غالب کے نام ایک خط میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ ”زمانے خواہد آمد کہ راز اس رباعیات ہم افشا خواہد شد“
- ۳۔ اُن دنوں دہلی کو ادبی مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ غمگین کے شہرت نہ حاصل کرنے کا ایک سبب اس مرکز سے دوری تھی۔
- ۴۔ شاعری کے پہلے دور کے بعد غمگین، تصوف کی طرف مائل ہونے کے بعد ایک طویل عرصے شاعری سے دور رہے۔
- ۵۔ غمگین کا طبعی استغنا و بے نیازی بھی لوگوں کی ان کے عدم واقفیت کا سبب بنی۔

لیکن سبب کچھ بھی ہو، غمگین ایک اعلیٰ پایے کے شاعر اور اعلیٰ شخصیت کے حامل تھے، بقول سید احتشام حسین:

”ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ دنیوی جاہ و ثروت، صوفیانہ میلان اور شاعری سب ایک ہی ذات میں مجتمع ہو جائیں۔ لیکن میر سید علی غمگین کے معاملے میں ایسا ہی ہوا ہے، وہ ایک ذی وجاہت خانوادے سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیائے شاعری میں بھی اپنا مقام رکھتے ہیں اور فقر و غنا کی اس دولت سے بھی مالا مال ہیں، جو صوفیانہ مسلک کی پیروی سے ہاتھ آتی ہے“

غمگین نے اردو غزل کو فن کی پختگی بخشی اور ساتھ ہی ساتھ موجودہ شاعری کا قوام بھی تیار کیا۔ پروفیسر عبدالشکور لکھتے ہیں:

”یہ بات بڑی اہم ہے کہ اردو کی موجودہ شاعری کا قوام غالب سے زیادہ شاہ غمگین نے تیار کیا تھا، غالب کا تتبع کرنا تو آج تک محال ثابت ہوا، مگر شاہ غمگین کے ان اشعار کی گونج اور رنگ و آہنگ اس دور کی شاعری میں جا بجا موجود ہے۔ اسی، نوے سال پیشتر سے اردو شاعری کا قوام تیار کر دینا اور اس کی سمت کی نشان دہی کر دینا، شاہ موصوف کا بڑا عظیم الشان کارنامہ ہے“

غمگین کے ایک اہم سوانح نگار یونس خالدي لکھتے ہیں:

”۔۔۔۔۔ حضرت غمگین کی عشقیہ شاعری میں اور ملک اشعرا حضرت میر تقی میر اور حضرت مومن کی عشقیہ شاعری میں کافی مماثلت ہے۔ میر و مومن کی طرح وہ بھی عشق مجازی کے معاملات اور کیفیات، واردات سب ہی کچھ بیان کرتے ہیں، مگر بوالہوسی اور بازاری رنگ کے قریب نہیں جاتے۔ ان کے کلام میں ہاتھ پائی کے مضامین بھی مل جاتے ہیں۔ لیکن ان کے دیکھنے کے بعد نظریں نیچی نہیں ہوتی۔ پھر ان کا محبوب پردہ نشیں محبوب ہے۔ اردو شاعری

۱۔ پیش لفظ۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی۔ ص۔ ۱۲۱

۲۔ پروفیسر عبدالشکور۔ شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام۔ ص۔ ۱۳۹

کی تاریخ میں پردہ نشیں محبوب کا تصور کوئی انوکھا تصور نہیں، لیکن حضرت مومنؑ پردہ نشیں کے عشق میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے کلام پر گہری نظر ڈالی جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا، کہ پردہ نشیں محبوب کی محبت میں میر تقی میرؒ اور دوسرے متقدمین شعرا کے بعد اولیت کا شرف حضرت غمگینؒ کو حاصل ہے۔

میں تو یہ آوارہ، وہ پردہ نشیں
طور ہو کس طرح ملاقات کا

۵

مجھ سے وہ شوخ جو ہو پردہ نشیں بیٹھ رہا
دل بھی رو پوش مرا ہو کے کہیں بیٹھ رہا

۵

کروں میں عشق میں پردہ نشیں کے کیونکر آہ
میں پردہ دار ہوں پردہ نہیں اٹھانے کا

۵

در پردہ اسے دیکھوں ہوں بے پردہ ہمیشہ
عاشق میں ہوا جب سے کہ اس پردہ نشیں کا

ان کی شاعری میں اساتذہ کی شاعری کی جھلک موجود ہے، لیکن اس رنگارنگی میں ان کا اپنا مخصوص اور منفرد رنگ بھی بہت نمایاں ہے۔ ان کے کلام سے ان کی پوری شخصیت نمایاں ہے۔ ان کی شاعری میں حسن و عشق، اخلاقیات، تصوف، جذبات و واردات کی حقیقی مصوری کے علاوہ خمریات کا ایک کثیر حصہ موجود ہے۔ دیوان کے آغاز میں خود صراحت کی ہے، کہ کلام عاشقانِ حقیقی و مجازی دونوں کے حسبِ حال ہے۔ وہ تصوف کے دقیق نکات یوں نظم کرتے ہیں، جس سے ان کا صاحبِ حال ہونا ظاہر ہے۔ تصوف کے مسائل و واردات قلبی کی روشنی میں یہاں اس طرح نظم ہوئے ہیں کہ خواجہ میر درد کے علاوہ کسی دوسرے شاعر کے کلام میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اتفاقاتِ زمانہ نے ان کے شاعرانہ کمالات اور علم و فن پر پردہ ڈالے رکھا۔

تاریخ ادبِ اردو کی اس اہم کڑی کے بارے میں پروفیسر عبدالشکور لکھتے ہیں:

”اردو شاعری کو آپ نے فن کی پہچان بھی دی ہے۔ اپنے پاکیزہ جذبات سے بھی مالا مال کیا ہے اور اپنا روحانی تصرف بھی عطا کیا فرمایا ہے۔ مدوح کا فیض باطنی اور روحانی تعلیم، آپ کی پاکیزہ غزلیات اور آپ کی تھانی رباعیات ہمارے دلیں کے ثقافتی ورثے کے بڑے مبارک و مسعود اجزا ہیں جن کی آب و تاب عرصہ دراز تک قائم رہے گی۔“

۱۔ یونس خالدي۔ مطالعہ حضرت غمگینؒ دہلوی۔ ص ۱۹۔

۲۔ پروفیسر عبدالشکور۔ شاہ غمگینؒ حضرت جی اور ان کا کلام۔ ص ۱۵۱۔

تاریخ ادب اردو اور دبستان گوالیار میں غمگین ایک نمایاں مقام کے حامل شاعری ہیں۔ یونس خالدي لکھتے ہیں:

”جب کوئی ادب نواز گوالیار کے دبستان شاعری پر ایک تحقیقی نظر ڈالے گا اور گوالیار میں اردو کی نشوونما کی تاریخ مرتب کرے گا تو حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری اور ان کے جانشینوں کے بعد حضرت میر سید علی غمگین اور ان کے علم دوست، ادب پرور جانشینوں کا تذکرہ ضرور کرے گا۔“

سوانح میر سید علی غمگین

میر سید علی متخلص بہ غمگین، ملقب بہ خدا نما معروف بہ حضرت جی، نباحسی والہ حسینی تھے۔ ان کے سلسلہ نسب کے بارے میں مرزا ابراہیم بیگ چغتائی لکھتے ہیں:

”سلسلہ نسب حضرت غوث صمدانی، قطب ربانی سید محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور ان کے واسطے سے حضرت سرور کائنات، مفتخر موجودات عالم و آدم، خاتم الانبیاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ سید ہاشمی آل رسول حسینی والہ حسینی ہیں۔“

اعجاز محمد حضرت جی (موجودہ جانشین خاندان حضرت غمگین دہلوی) نے سید علی غمگین کا شجرہ نسب راقمہ کو بھیجا اس سے اور یونس خالدی کی کتاب ”مطالعہ حضرت غمگین دہلوی“ میں درج شجرہ نسب اور دیباچہ ”مکاشفات الاسرار“ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔
میر سید علی غمگین والد کی طرف سے حسینی اور والدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں، غمگین خود فرماتے ہیں:

کیوں تو نہ کرے شہید کافر

ہوں خلف حسین اور حسن کا

ردیف ’ی‘ میں بھی ایک شعر میں غمگین نے خود کو اولاد حضرت علیؑ میں سے بتایا ہے:

ہو مثل خاک، آتش غصہ سے کر حذر

جد مجید غمگین ترا بو تراب ہے

غمگین کے مورث اعلیٰ سید الہدیٰ خواجہ احمد (متوفی ۱۰۹۰ھ / ۱۶۷۹ء) اورنگ زیب عالم گیر کے عہد حکومت (۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء تا ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء) میں بغداد سے ہندوستان آئے اور برہان پور میں قیام کیا۔ مرزا ابراہیم چغتائی اور پروفیسر محمد مسعود نے موصوف کا ایران سے آنا تحریر کیا ہے، لیکن بعد میں پروفیسر محمد مسعود نے اپنے ایک مضمون ”حضرت غمگین اور مرزا غالب کے جواب میں ان کا ایک اہم غیر مطبوعہ مکتوب“ میں اس کا ازالہ کیا ہے۔
۳۔ نواب سید محی الدین شاہ نظام الدین کے پڑپوتے کے مطابق غمگین کے مورث اعلیٰ کی بغداد سے ہندوستان آمد ثابت ہوتی ہے۔
”The Fall of Mughal Empire in Hidustan“ میں لکھا ہے کہ شاہ نظام الدین کا خاندان سترھویں صدی عیسوی کے وسط میں بغداد سے ہندوستان آیا تھا۔

۱۔ ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ آگرہ: آگرہ پریس اخبار۔ س۔ن۔ ص۔۳ دیکھیے ضمیمہ نمبر ۱۔ شیخ

۲۔ دیکھیے ضمیمہ نمبر ۲۔

۳۔ پروفیسر محمد مسعود۔ سید علی غمگین۔ مشمولہ: نوائے ادب (سہ ماہی) جلد ۱۳۔ شمارہ ۲۰: بحی: انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ ادبی پبلشرز۔ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص۔۵

۴۔ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین اور مرزا غالب کے جواب میں ان کا ایک اہم غیر مطبوعہ مکتوب۔ مشمولہ معارف۔ مئی ۱۹۶۱ء۔ ج ۸۷۔ عدد ۵۔
اعظم گڑھ: دارالمصنفین ص۔۳۸۱

”سیرت الصالحین“ میں سید الہدیٰ خواجہ احمد کی آمد کے بارے میں لکھا ہے:

”بہ عہد بادشاہ جنت آرام گاہ عالمگیر ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ برہان پور پہنچے اور اقامت گزین ہو گئے۔“^۱

سیرت الصالحین کو مآخذ بنا کر پروفیسر محمد مسعود نے بھی خاندان حضرت جی کی آمد عہد عالم گیر ثانی میں لکھی:

”غمگین کے مورث اعلیٰ سید الہدیٰ خواجہ احمد متوفی ۱۰۹۰ھ ایران سے عہد عالم گیر ثانی ۹-۱۷۶۱ء میں ہندوستان آئے۔“^۲

قاضی عبدالودود نے ان کے مضمون کو ہدف تنقید بنایا، لکھتے ہیں:

”عالم گیر ثانی کے قتل کی تاریخ مہینہ اور سال سب معلوم ہیں۔ ۱۷۵۹ء کی ۲۹ نومبر کو مارا گیا تھا اور اس کے بارے میں مطلقاً اختلاف نہیں۔ اس صورت میں اسے متوفی ۱۷۵۹ء لکھنے کی ضرورت سمجھ میں نہ آئی۔ اس سے قطع نظر یہ کس طرح ممکن ہے، کہ جو شخص ۱۷۵۹ء میں مرا ہو وہ ایک ایسے بادشاہ کے عہد میں ہندوستان آئے، جو ۱۱۶۷ھ میں تخت پر بیٹھا ہو اور ۱۱۵۳ھ میں مقتول ہوا ہو۔“^۳

قاضی عبدالودود نے دیباچہ ”مکاشفات الاسرار“ کے حوالے سے یہ بات ثابت کی ہے، کہ شیر محمد قادری عہد عالمگیر اول کے آدمی ہیں اور ان کا نام مآثر عالم گیری میں آیا ہے۔ یہ سید الہدیٰ کے صاحب زادے تھے۔ ان کا انتقال سید الہدیٰ کی زندگی میں ہی ۱۰۸۱ھ میں ہو گیا تھا۔ برہان پور میں آپ سے (سید الہدیٰ خواجہ احمد) مخلوق خدا کو پیش ہائش فیوض پہنچے اور ہر حیثیت کے لوگ آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ آپ کے تقدس اور کمالات درویشی کا شہرہ دور دور پہنچا۔ آپ کے خلف الرشید حضرت سید احمد صاحب حسنی الحسینی قادری وارو شاہ جہاں آباد، دہلی ہوئے۔ بادشاہ نے بہت عزت و تکریم کی، پونس خالدی کی تحقیق کے مطابق سید الہدیٰ کے پوتے سید محی الدین نے دہلی کی سرزمین کو رونق بخشی۔ ۱۱۵۰ھ دہلی میں غمگین کا خاندان سربرآوردہ مشائخ کا خاندان تسلیم کیا جاتا تھا اور ان کے بزرگ نواب اور شاہ صاحب اور شاہ جی، کہلاتے تھے۔ دور شاہجہانی سے یہ خاندان شاہی فرامین میں ان القاب سے پکارا جاتا رہا ہے۔ یہ لوگ مغلیہ عہد میں مذہبی رہنما تھے اور خدا نما کے نام سے مشہور تھے۔ غمگین کے جد امجد سید احمد کا کلاچ دہلی میں سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ خواجہ باقی باللہ کے چھوٹے صاحب زادے محمد عبداللہ المعروف بہ خواجہ خورد کی پوتی امتہ الباقی سے ہوا۔ جن کے دو بیٹے

- ۱۔ مرزا ابراہیم بیک چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ آگرہ: آگرہ پریس اخبار س۔ ن۔ ص۔ ۸
- ۲۔ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشولہ برہان مئی ۱۹۶۰ء۔ جلد ۲۴ ش۔ ۵۰ اعظم گڑھ: ندوۃ المصنفین۔ ص۔ ۲۹۲
- ۳۔ قاضی عبدالودود۔ غمگین دہلوی مشولہ برہان اکتوبر ۱۹۶۰ء ج۔ ۲۵ شمارہ ۴ ص۔ ۲۳۸
- ۴۔ سیرت الصالحین ص۔ ۹، ۸
- ۵۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی۔ ص۔ ۱۵

شاہ نظام الدین اور سید محمد تھے۔ سید محمد، غمگین کے والد تھے۔ سید محمد کے متعلق قدیم تذکروں اور تاریخوں میں مفصل حالات نہیں ملتے، غلام محی الدین لکھتے ہیں:

”آپ کے عم معظم یعنی والد بزرگوار کے بڑے بھائی حضرت شاہ نظام الدین عرف شاہ

جی علیہ الرحمۃ شاہ عالم ثانی بادشاہ کے وزیر اور آپ کے والد نائب وزیر تھے۔ یہ ہر دو بزرگان

اس اعزاز ظاہری کے ساتھ شریعت و اتقا کے بھی پورے پورے پاس دار تھے۔“

ابراہیم بیک چغتائی لکھتے ہیں:

”سید شاہ نظام الدین حسنی الحسینی قادری اور حضرت سید محمد صاحب حسنی الحسینی قادری رحمہ اللہ

علیہما، یہ دونوں صاحبان جامع کمالات تھے۔ شاہ عالم بادشاہ نے بڑے صاحب کو اپنے وزرا

میں جگہ دی۔۔۔۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی سید محمد صاحب حسنی الحسینی قادری آپ کے

دست راست اور نائب مقرر کیے گئے۔“

سید نظام الدین۔ شاہ عالم ثانی کے عہد میں مہادجی سندھیا والی ریاست گوالیار کی طرف سے صوبے دار مقرر ہوئے۔ مہاراجہ سندھیا نے ریاست گوالیار کی طاقت میں بہت اضافہ کر لیا تھا۔ دہلی اور اس کے نواح کا علاقہ بھی اسی کے قبضے میں تھا اور نایابا مثل بادشاہ، شاہ عالم کی حیثیت سندھیا کے پروردہ کی تھی۔ غلام محی الدین اور مرزا ابراہیم بیک کے بیانات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غمگین کے والد محترم، شاہ عالم ثانی اور مہادجی سندھیا کے دہلی پر تسلط کے زمانے میں مندرجہ بالا عہدہء جلیلہ پر فائز تھے۔ اس پر آشوب دور میں جبکہ دہلی پر غلام قادر نے قبضہ کر کے بادشاہ کی آنکھیں اپنی کٹار سے نکال دیں اور روہیلوں نے خوب لوٹ کھسوٹ مچائی۔ شاہ نظام الدین نے بڑی بہادری سے غلام قادر کا مقابلہ کیا۔ اور دوسری بار مہادجی سندھیا کی مدد سے غلام قادر پسپا ہوا۔ اس خاندان نے سلطنت مغلیہ نایابا شاہ سے جس طرح وفاداری کا ثبوت دیا، اس کی ایک ادنیٰ مثال غلام قادر روہیلہ کا قتل اور اس کے فتنے کا استیصال تھا، سر جادونا تھہر کار لکھتے ہیں:

"Sayyed Shah Nizam ud din Shah was one of the makers of Indian History in the eventful third quarter of 18th century and there was frequent refereances to him in the records of that time the Shah Sahib was pirot on which the Government and even the destiny of Northern India turned." ح

۱۔ غلام محی الدین، جلوہ خدا نما۔ بمبئی: بمبئی پریس۔ ص ۹۔

۲۔ سیرت الصالحین ص ۱۱۔

۳۔ Letter to Ghani Muhammad Hazratji - 12th June 1923

بحوالہ ابراہیم بیک چغتائی: سیرت الصالحین ص ۱۲۲۔

سید شاہ نظام الدین کے حسب و نسب کے بارے میں سرور لکھتے ہیں:

”حقائق و معارف آگاہ سید شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دار الخلافہ، تشریح بزرگی و

حسب و نسب محتاج بہ تحریر نیست“^۱

حکیم قدرت اللہ قاسم مجموعہ ”نفر“ میں لکھتے ہیں:

”غملین تخلص، میر سید علی، پسر سوم میر سید محمد مرحوم، برادر زادہ سلالہ، دودمان مصطفوی،

خلاصہ خاندان مرتضوی، حقائق پڑوہ معارف آگاہ، صدقہ شکوہ آصف جاہ، نسبہ حضرت

دوزمان پیشوائے انس و جان، محبوب سبحانی قطب ربانی۔ امام الفرقیقین، غوث الثقلین قدس

اللہ تعالیٰ اسرار ہم خواجہ بے رنگ فانی فی اللہ حضرت باقی باللہ، روح اللہ میر نظام الدین احمد

قادری مدظلہ وسلمہ۔“^۲

اس وقت غملین کے والد میر سید محمد کی حیثیت شاہ نظام الدین کے دست راست کی تھی، اسی لیے مہاراجہ سندھیانے دہلی میں ان کو اپنا سفیر بنایا

تھا، مرزا ابراہیم بیگ لکھتے ہیں:

”شاہ صاحب درویش بھی تھے، منتظم بھی اور شجاع افسر فوج بھی“^۳

سید شاہ نظام الدین کے پڑپوتے نواب سید محمدی الدین خاں، استقامت جنگ، اپنی سوانح عمری میں شاہ موصوف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"My great father Syed Nizam ud din Shah is a

historical person owing to his Statesmanship, Public

Spirit and wide influence the Marhattah's appionted

him Sobadar or governor of the Province of Delhi." ^۴

۱۔ میر محمد خاں بہادر سرور۔ ”عمدہ منتخبہ“ یعنی تذکرہ سردار سبکی: ادبی پرنٹنگ پریس۔ ۱۹۶۱ء ص ۳۵۳-۳۵۴

۲۔ حکیم قدرت اللہ قاسم ”مجموعہ نفر“ مرتبہ، حافظ محمود شیرانی، دہلی: بنگلہ اکادمی، ۱۹۷۳ء ص ۳۱۰-۳۱۱

۳۔ ابراہیم بیگ چغتائی ”سیرت الصالحین“ ص ۱۰

۴۔ S.Mohayuddin Khan, "The life of Nawab S. Mohayuddin Khan, Ghamgin Academy Gwalior. 1903 P.26

سید علی غمگین کی تاریخ ولادت کسی تذکرے میں مذکور نہیں۔ اکثر نقادوں نے غمگین کا سال پیدائش ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۳ء لکھا ہے۔ ابراہیم بیگ چغتائی لکھتے ہیں:

”حضرت خدانما، حضرت جی قدس سرہ کی ولادت باسعادت بلند شاہ جہاں آباد دہلی میں بہ

سال نیک قال ۱۱۶۷ھ (۱۷۵۳ء) ظہور میں آئی۔“

ان کے علاوہ خواجہ غلام محی الدینؒ، میکش اکبر آبادیؒ، شفا گوالیاریؒ، ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقیؒ، پروفیسر محمد مسعودؒ، پروفیسر عبدالشکور بے، محمد یونس خالدیؒ، محمد یونس خالدیؒ، اکبر علی خاںؒ، رضا محمد شاہ حضرت جیؒ، غمگین کے بیٹے سید عبدالرزاق نے وظیفہ شریفؒ، میں بھی یہی سال ولادت درج کیا ہے۔

- ۱۔ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ ص ۱۹۔
- ۲۔ خواجہ غلام محی الدین۔ جلوہ خدانما۔ بمبئی: بمبئی پریس۔ ص ۹۔
- ۳۔ میکش اکبر آبادی۔ مرزا غالب ایک صوفی کی حیثیت سے مشمولہ آج کل (ماہنامہ) غالب نمبر۔ دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن۔ ۱۹۶۰ء ص ۱۳۔
- ۴۔ شفا گوالیاری۔ شعلہ و شبنم۔ (ماہنامہ) دیوالی نمبر۔ دہلی: اکتوبر ۱۹۵۷ء ص ۲۸۔
- ۵۔ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی۔ غالب کے چند غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام۔ مشمولہ اردوئے معلیٰ غالب نمبر۔ ج ۱۔ شمارہ ۱۔ دہلی: دہلی یونیورسٹی۔ فروری ۱۹۶۰ء ص ۱۳۶۔
- ۶۔ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ برہان جلد ۴۳۔ شمارہ ۵۰، اعظم گڑھ: ندوۃ المصنفین۔ مئی ۱۹۶۰ء ص ۲۹۲۔
- پروفیسر محمد مسعود۔ ”حضرت غمگین۔ غالب کی نظر میں“ اردو اکتوبر ۱۹۵۹ء ص ۱۳۔
- پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ برہان۔ ج ۳۔ ش ۶، ص ۴۱۔
- پروفیسر عبدالشکور۔ شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام۔ لکھنؤ: ادارہ فروغ اردو۔ ۱۹۶۳ء ص ۱۱۔
- ۸۔ محمد یونس خالدی۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی۔ ص ۱۵۔
- ۹۔ حضرت غمگین دہلوی اور ان کا غیر مطبوعہ کلام۔ مشمولہ آج کل (ماہنامہ) ج ۱۳، شمارہ ۹۔ دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن۔ اپریل ۱۹۵۶ء ص ۳۰۔
- ۱۰۔ اکبر علی خاں۔ ”نقش ہائے رنگ رنگ۔ ایک پہلو“۔ مشمولہ ماہ نو کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان۔ ج ۱۳، شمارہ ۲۔ فروری ۱۹۶۱ء ص ۱۳۔
- ۱۱۔ رضا محمد شاہ حضرت جی۔ مرتب۔ مخزن الاسرار۔ لکھنؤ: نسیم بک ڈپو۔ ۱۹۶۶ء ص ۱۸۱۔
- ۱۲۔ سید علی غمگین۔ وظیفہ شریف۔ (قلمی) بحوالہ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ برہان۔ جلد ۴۶، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۶۱ء ص ۲۲۰۔

سید علی غمکین نے مجموعہ رباعیات مکاشفات الاسرار کے فارسی دیباچے میں لکھا ہے:

”والحال کہ عمر بہ شصت سالگی رسیدہ انچہ واردات بر من غالب بودند موافق آنہاد یوان دیگر

در حالات و واردات و ذوق و شوق عشق حقیقی و مجازی خود ترتیب دادم۔“

غمکین کے اپنے بیان کے مطابق مکاشفات الاسرار“ (۱۲۵۵ھ، ۱۸۳۹ء) کی ترتیب کے وقت غمکین کی عمر ساٹھ برس تھی، اس لیے اس سے سال ولادت ۱۱۹۵ھ، ۱۷۸۰ء، مستفاد ہوتا ہے۔ اگر ۱۱۶۷ھ، ۱۷۵۳ء کو سنہ ولادت تسلیم کیا جائے تو ”مکاشفات الاسرار“ کی ترتیب ساٹھ سال کی عمر میں نہیں، بلکہ ۸۸ برس کی عمر میں ہوئی ہوگی۔ جو غمکین کے بیان کے مطابق نہیں۔ لہذا ان کا سنہ ولادت ۱۱۹۵ھ، ۱۷۸۰ء تحقیق ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور داخلی شہادت یہ بھی ہے، کہ غمکین نے فتح علی حسینی گردیزی سے بیعت سے پہلے اپنے عم محترم شاہ نظام الدین کو خواب میں دیکھا۔ اس وقت ان کی عمر پچیس برس تھی۔ ”مکاشفات الاسرار“ کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

”فقیر دوازده سال بود کہ والد م بہ عالم بقارحلت فرمودہ بودند۔ چوں عمر م بہ بست و پنج سالگی

رسید بہ تحصیل علوم مشغولی و وزیدیم و حسینی کہ عمر بہ بست وہ نہ سالگی رسید شے در خواب دیدم کہ

فحصے می گوید کہ ترا عم تو سید شاہ نظام الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ طلبند۔“

تذکرہ بالا بیان کی روشنی میں اگر غمکین کا سنہ ولادت ۱۱۹۵ھ فرض کیا جائے، تو غمکین کے والد کا وصال ۱۲۰۷ھ میں ہوا اور ۱۲۲۰ھ میں وہ تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ ۱۲۲۳ھ میں خواب دیکھا اور اسی سال فتح علی گردیزی سے بیعت ہوئے۔ مرآت الحقیقت کے دیباچے میں غمکین نے لکھا، کہ:

”یک سال در صحبت ایشان فیض ہا ربودم“

خواب میں زندہ انسان کو دیکھنے سے پریشانی کا سوال نہیں اٹھتا۔ یہ محض معمولی بات تھی اور اس کی تعبیر دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ شاہ نظام الدین کا انتقال ۱۲۲۳ھ میں ہوا۔ خواب اغلب ہے، کہ اس کے بعد دیکھا گیا ہوگا، اگر غمکین کا سال ولادت ۱۱۶۷ھ مان لیا جائے تو بیعت تو پھر ۱۱۶۷ھ کے بہت بعد کی بات ہوگئی۔ میر سید فتح علی حسینی گردیزی کا سال وفات ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے ثناء اللہ فراق:

ثناء اللہ نے مادہ تاریخ نکالا ”کہا ہا تف نے انتخاب سلف“

کے قطع تاریخ کے حوالے سے ۱۲۲۳ھ لکھا ہے، جبکہ قاضی عبدالودود ۵ نے تذکرہ عشقی (قلمی) کے حوالے سے ۱۲۲۵ھ لکھا ہے۔

- | | |
|----|---|
| ۱۔ | سید علی غمکین۔ مکاشفات الاسرار (دیباچہ) مخزنہ، برٹش لائبریری۔ لندن۔ ص۔ ۲ |
| ۲۔ | مکاشفات الاسرار (دیباچہ) ص۔ ۳ |
| ۳۔ | مرآت الحقیقت (دیباچہ) مخزنہ۔ مدینہ منورہ۔ ہمدرد لائبریری |
| ۴۔ | ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء ص۔ ۱۱۵ |
| ۵۔ | قاضی عبدالودود۔ غمکین دہلوی۔ مشمولہ: برہان ج۔ ۳۵، شمارہ ۴، دہلی: ندوۃ المصنفین۔ اکتوبر۔ ۱۹۶۰ء۔ ص۔ ۲۳۸ |

سید علی غمگین دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں قرآن کریم کی تعلیم کی حاصل کی۔ اس کے بعد زمانے کے دستور کے مطابق عربی، فارسی کی طرف متوجہ ہوئے، لیکن ۱۲ سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد ان کی توجہ باقاعدہ سنجیدہ تعلیم کی طرف نہ رہی۔ دولت کی فراوانی تھی۔ لیل و نہار امیر زادوں کی طرح سیر و شکار میں بسر ہونے لگے۔ فنون سپہ گری کی طرف زیادہ مائل تھے۔ فن شہ سواری اور فنون سپہ گری میں کمال حاصل تھا۔ لیکن پابند وضع، نیک شعار، خلیق، متواضع اور سخی و صالح تھے۔ یہ خوبیاں موروثی تھیں۔ ابتدائی عمر سے ادھیڑ عمر تک انھیں درزش کا بہت شوق رہا۔ دہلی کے شاعرانہ ماحول سے متاثر ہوئے اور شاعری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس فن نے انھیں سعادت یار خاں رنگین سے وابستہ کر دیا۔ طبیعت شاعرانہ پائی تھی، استاد کی تربیت سے اور چمک گئے۔ رنگین کے تلمذ کا ذکر ”مکاشفات الاسرار“ کے دیباچے میں غمگین نے خود کیا ہے، قاضی عبدالودود لکھتے ہیں:

”یہ بھی واضح رہے کہ رنگین کا استاد غمگین نہ ہونا مسلمات سے ہے اور رنگین ۱۱۷۲ھ یا ۱۱۷۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ غمگین کا سال ولادت ۱۱۶۱ھ مانا جائے، تو یہ اپنے استاد سے عمر میں کئی سال بڑے قرار پاتے ہیں۔ یہ ناممکن نہیں لیکن کم ہوتا ہے۔“ ۱

پروفیسر محمد مسعود اسی مضمون کے جواب میں لکھتے ہیں:

”راقم کے نزدیک تو یہ امر مسلمات سے ہے۔ اکثر تذکرہ نگاروں نے شاہ غمگین (م ۱۲۶۸ھ) کو سعادت یار خاں رنگین (م ۱۲۵۱ھ) کا شاگرد بتایا ہے۔“ ۲

کئی تذکرہ نگاروں نے غمگین کے تلمیذ رنگین ہونے کا تذکرہ کیا ہے، عبدالغفور نساخ، سخن شعرا میں لکھتے ہیں:

”غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی۔ شاگرد سعادت یار خاں رنگین“ ۳

خوب چند ذکا لکھتے ہیں:

”۔۔۔ جوان گرم اختلاط، خوش خلق و شکفتہ بیاں سعادت آثار، ستودہ اطوار پر حلم و حیا معلوم شد بہ اصلاح سعادت یار خاں رنگین گلہائے اشعار آبدار خود را رنگ و بوی تازہ بخشید، ہنگی دیوان او نظر ایں فقیر انواع المعانی در آمدہ“ ۴

- ۱۔ غمگین دیباچہ مکاشفات الاسرار میں لکھتے ہیں: ”فقیر دوازدہ سالہ یوم کہ ولہم بعالم بہار حلت فرمودہ بودند“ مقدمہ ”مکاشفات الاسرار“ (قلمی) ص ۳۔
- ۲۔ قاضی عبدالودود۔ غمگین دہلوی مشمولہ برہان ج ۳۵، شمارہ ۴۰۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۲۴۲۔
- ۳۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشمولہ برہان ج ۲، شمارہ ۵۰ اعظم گڑھ: ندوۃ المصنفین۔ مئی ۱۹۶۱ء، ص ۴۰۔
- ۴۔ عبدالغفور نساخ۔ سخن شعرا لکھنؤ: نول کشور پریس۔ ۱۸۷۴ء۔ ص ۳۵۳۔
- ۵۔ خوب چند ذکا۔ عیار الشعرا (قلمی) مخزنہ: دہلی: انجمن ترقی اردو ہند۔ ص ۱۴۷۔

میر قدرت اللہ قاسم لکھتے ہیں:

”وے جو نے نیک زندگانی، کشادہ پیشانی، خوش اختلاط، مستحکم ارتباط، یار باش، محبت تلاش،

مخلص نواز، باعز و تمکین، شاگرد سعادت یار خاں رنگین“ ۱

ان کے علاوہ مولوی کریم الدین فیلین ۲ اور شیفتہ ۳ نے بھی اپنے تذکروں میں غمگین کو رنگین کا شاگرد بتایا ہے۔ بلوم ہارٹ ۴ نے بھی یہی لکھا ہے۔ سعادت یار خاں رنگین نے ”مجالس رنگین“ آخری مجلس میں اپنے دس شاگرد بتائے ہیں اور ان میں سے نو شاگردوں کے نام بھی بتائے ہیں۔ ان میں پہلے نمبر پر میر سید علی غمگین کا نام ہے۔ ۵ مجلس شصت و دوم میں میر سید علی غمگین کا ذکر یوں کرتے ہیں:

”درڈھا کہ مرزا عزیز و شیخ ہدایت اللہ و میر جاگن و بندہ در کشتی سوار بودیم مرزا

گفتند کہ آن صاحب چند شاگرد دارند گفتیم مونٹ و مذکر وہ کس باشند گفتند در شاہ جہاں

زن ہم شعری گویند گفتند کہ چیزے از شعر زناں بخوانید اولاً چند شعر میر سید علی غمگین

خواندم۔

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی گنگنے سے
جنوں نے چاک کیا ہے پھر اس گریباں کو
نہیں ہے فائدہ ناصح اب اس کے سینے سے
جو خاص بندے ہیں اس کے انھیں سوا اس کے
نہ کام مال سے، مطلب نہ کچھ خزینے سے
سوا تمھارے مجھے اور سے نہیں کچھ کام
یہ ۱ تم سے غیر لگاتے ہیں آکے کینے سے

۱۔ میر قدرت اللہ قاسم۔ مجموعہ ”غز م۔ ۳۰

۲۔ مولوی کریم الدین فیلین۔ طبقات شعرا ہند۔ دہلی: مطبع العلوم ۱۸۲۸ء

۳۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ۔ گلشنِ بے خار مرتبہ کلب علی خاں فائق، لاہور: مجلس ترقی ادب م۔ ۳۵۶

۴۔ J.F Blumhardt M. A Catalogue of th Hisdustani Manuscripts in the library of

India office, London: Oxford University Press. 1926 P-119

۵۔ سعادت یار خاں رنگین۔ مجالس رنگین مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب۔ لکھنؤ: نظامی پریس [۱۹۲۹] م۔ ۱۰

۱۔ ایضاً

اب اس قدر مجھے اس عشق نے ستایا ہے
کہ تنگ آیا ہوں غمگین میں اپنے جینے سے

بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں
پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں

مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا
آخر اس شوخ نے جلا مارا

شمع ترا یہ مکھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے
داغ جگر پر عشق میں تیرے مثل چراغ خانہ ہے

مرے صیاد نے اک ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر تو ز قفس سے مجھے آزاد کیا

مرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے
نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے
ڈاکٹر صابر علی خاں نے دسویں مجلس میں بھی غمگین کا ذکر اس طرح کیا ہے:

”در محفل شادی میر سید علی صاحب پر حضرت میر سید محمد صاحب کہ شاگرد بندہ اندو غمگین
تخلص می نمایند وارد بودم اوشان این مطلع میاں جرات را خواندند۔

گھر جو یاد آیا کسی کا اپنے گھر میں آن کر
چپکے چپکے روتے ہیں منہ پر دوپٹہ تان کر
داز بندہ فرمایش جواب آن کردند فی الفور این مطلع و حسن مطلع موزوں کردم و بعد غزل را تمام
رسانیدم غزل این است ۔

یوں کہوں اُس بت کو آیا ہوں یہ جی میں ٹھان کر
چین دے مجھ کو کہیں اپنے خدا کو مان کر

۱۔ مجالس رنگین ص ۶۲، ۶۳

۲۔ ڈاکٹر صابر علی خاں۔ سعادت یار خان رنگین۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۵۶ء، ص ۳۱۳

صغیر بلگرامی نے ”جلوہ خضر“ میں اردو زبان کی ترقی کے جو دور قائم کیے ہیں اور کمیٹیاں ترتیب دی ہیں، ان میں غمگین کو پانچویں کمیٹی میں جگہ دی اور ”شاگردان رنگین کا جماعہ“ کے تحت غمگین کے اشعار بھی درج کیے ہیں۔ ”مخزن اسرار“ میں غمگین نے اپنے استاد کی وفات پر درج ذیل قطعہ کہا:

جب استاد رنگیں جہاں سے گئے
تو اک یادگاری رہی رنجی
خرد نے کہا یہ ہی تاریخ ہے
کہ ساتھ ان کے غمگین گئی رنجی

غمگین کا سال ولادت اگر ۱۱۹۵ھ ہے تو قاضی عبدالودود کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے، کہ استاد، شاگرد سے چھوٹی عمر کا ہو، ایسا کم ہوتا ہے۔ تذکروں اور سوانحی حالات سے اس بات کا پتا نہیں چلتا کہ غمگین کے کلام پر رنگین نے کیا اصلاحیں دیں اور یہ سلسلہ کب تک جاری رہا۔ پہلے دور کے کلام میں رنگین کے کلام کا عکس نظر آتا ہے۔ رنگین رنجی کے استاد بلکہ موجد بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن غمگین کے ہاں یہ صنف موجود نہیں اور نہ ہی اس انداز کا کوئی شعر ملتا ہے۔ البتہ عشق مجازی کی کیفیات سے بھرپور غزلیات ان کے ابتدائی دور میں نظر آتی ہیں:

دل تری چاہ میں ڈبو بیٹھے
ہاتھ ہم جان سے بھی دھو بیٹھے
ہم نے کچھ عشق میں نہ پایا آہ
اور دل کو گرہ سے کھو بیٹھے

غمگین نے رنگین کی وفات پر جو قطعہ تاریخ کہا اس میں رنگین کی شاعری کے اسی پہلو کو نمایاں کیا ہے۔

یہ دور شاہ نصیر، مومن، غالب اور ذوق کا دور تھا لیکن صغیر بلگرامی نے ”جلوہ خضر“ میں اردو زبان کی ترقی کے جو دور قائم کیے ہیں اور کمیٹیاں ترتیب دی ہیں، ان میں غمگین کو ”پانچویں کمیٹی اردو زبان کی انشاء اللہ خاں کی سرپرستی میں“ میں جگہ دی ہے۔ لکھتے ہیں:

”غمگین، منیر، نشاط، شاگردان رنگین، ان کے سوا اور شعرا بھی اس کمیٹی میں داخل ہیں“۔

لیکن غمگین کی حیثیت اس دور میں محض کمیٹی کے رکن کی نہیں تھی، بلکہ ایک ایسے استاد فن کی تھی، جن سے مشورہ لینے کا شرف، ذوق اور الہی بخش معروف جیسے شعرا کو تھا۔ محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:

”ابتدا میں شاہ نصیر مرحوم سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی غمگین وغیرہ وغیرہ استادوں سے

مشورہ ہوتا رہا۔“۔

۱۔ صغیر بلگرامی۔ جلوہ خضر۔ اڈل۔ آڑہ: ۱۸۸۵ء م۔ ۱۶۶-۱۷۱

۲۔ صغیر بلگرامی۔ جلوہ خضر حصہ اول۔ آڑہ: ۱۸۸۵ء م۔ ۱۶۶

۳۔ شیخ محمد ابراہیم ذوق۔ دیوان ذوق۔ مرتبہ محمد حسین آزاد۔ دہلی: علمی پرنٹنگ پریس۔ م۔ ۸

آزاد نے آب حیات میں نواب الہی بخش معروف کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی ہے، کہ معروف دیگر اساتذہ کے علاوہ غمگین سے بھی اصلاح لیتے تھے:

”چنانچہ ابتدا میں شاہ نصیر سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی خاں غمگین وغیرہ استادوں سے بھی مشورہ ہوتا رہا“۔

غمگین نے ان کے کلام پر کیا اصلاحیں دیں۔ اس کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں، نہ ہی معروف نے اپنے منظوم خط میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آزاد کے اس بیان سے یہ بات ضرور ثابت ہوتی ہے، کہ اس دور کے شعرا نے مشورے کے لیے شاہ نصیر کے بعد اگر کسی شاعر کا انتخاب کیا، تو وہ غمگین تھے۔ الہی بخش معروف نے ایک منظوم خط میں غمگین کی شخصیت، فضل و کمال اور سخن جہی پر روشنی ڈالی ہے۔

علم میں بھی رکھتے ہیں اتنی خبر
طالب علم ان سے اگر آن کر
بچے اگر نحو میں یا صرف میں
تو کریں معقول دو ہی حرف میں
شعر کہنے میں زبں طاق ہیں
میں کہوں کیا شہرہ آفاق ہیں
ان کے مضامین کی لذت نہ پوچھ
ہونٹ چمکتے ہیں حلاوت نہ پوچھ
ان کی ہر اک بات نئی بات ہے
شعر و کرامات نئی بات ہے
اپنا تحفہ جو ہے غمگین کیا
ہے یہ شگوفہ کسی رنگیں کیا
بس کہ بہت صاحب تمکین ہیں وہ
دل میں خوشی کہنے کو غمگین ہیں وہ
جس کو سدا فکر مضامین رہے
کیا ہے تعجب کہ وہ غمگین رہے
ان کے میں اوصاف بیاں کیا کروں
کوزے میں دریا کو کہاں تک بھروں۔

۱۔ محمد حسین آزاد۔ آب حیات ص ۳۶۰

۲۔ نواب الہی بخش معروف۔ دیوان معروف بدایوں: نظامی پریس۔ ۱۹۳۵ء ص ۱۸۶

میں پچیس برس عیش و تنعم کی زندگی گزاری تھی، کہ جدہ محترمہ امّہ الباقی کی نصیحت نے غمگین کو طلب علم اور نفس سے مجاہدے کی طرف مائل کیا۔ انھوں نے غمگین کو نصیحت کی، کہ ہمارے خاندان میں عہد رسالت مآب سے اس وقت تک سوائے فقر کے، کہ تیرے اجداد کا افتخار ہے، کوئی اور پیشہ اور طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ لہذا تجھ کو بھی یہی ضروری ہے۔ غمگین کہتے ہیں، کہ یہ نصیحت میرے دل میں جا گزریں ہو گئی۔

اس کے بعد ایک خواب نے غمگین کی زندگی کا رخ موڑ دیا۔ غمگین نے یہ خواب اپنے دوست میر محمد حسین خاں کو سنایا اور اسی دوست کے مشورے پر غمگین فتح علی حسینی گردیزی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۲۹ برس کی عمر میں فتح علی حسینی گردیزی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی، مگر صرف ایک سال ہی مستفیض ہو سکے، کہ ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) میں میر فتح علی گردیزی کا انتقال ہو گیا۔ یونس خالدی نے لکھا ہے:

”حضرت غمگین نے کامل اٹھائیس سال اپنے شیخ کی رہنمائی میں بسر کیے“ ۱

یہ بات صحیح نہیں ہے، غمگین کے اپنے بیان کے مطابق وہ صرف ایک سال ہی شیخ سے مستفیض ہو سکے، کہ ان کا وصال ہو گیا۔ انتقال سے قبل میر فتح علی حسینی گردیزی نے وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد انشا اللہ میرا نام تم سے اس دنیا میں کچھ عرصے تک باقی رہے گا۔ تمہیں چاہیے کہ اس راہ پر مردانہ وار گام فرسار ہو اور تمہیں یہ بھی لازم ہے، کہ شہر عظیم آباد کی طرف جاؤ وہاں ایک بزرگ سے تمہیں کئی استفادہ ہوگا۔ ۲

بلوم ہارٹ نے ۲۵ برس کی عمر میں درویشی اختیار کرنے کا لکھا ہے جبکہ غمگین خود لکھتے ہیں کہ جب ان کی عمر ۲۹ برس کو پہنچی تو انھوں نے بروز جمعہ اپنے مرشد کے ارشاد کے مطابق ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۳ بیعت کے بعد غمگین کی زندگی کا نقشہ ہی بدل گیا۔ تمام تفریحی مشاغل سے قطع تعلق کے ساتھ شاعری سے بھی رغبت نہ رہی۔ اسی لیے غمگین کی شاعری کا پہلا دور جس میں انھوں نے ایک دیوان بھی ترتیب دیا تھا، بالعموم مضمون نگاروں کی نظر سے اوجھل رہا۔ بعض نقادوں کے خیال میں غمگین نے دوبارہ ۸۶ برس کی عمر میں شاعری شروع کی۔ یہ قیاس صحیح نہیں۔ چونکہ سال ولادت کا قیاس غلط ثابت ہوا، اس لیے یہ قیاس بھی غلط ثابت ہوتا ہے۔

۵

گوالیار آمد:

غمگین کے ترک وطن کر کے گوالیار آنے سے متعلق مختلف قیاس آرائیاں کی گئی ہیں۔ پروفیسر عبدالشکور لکھتے ہیں:

”گمان غالب ہے کہ آپ نے روحانی عروج حاصل کر لیا تھا، کہ اتفاقاً سیر و سیاحت کی غرض سے گوالیار تشریف لائے۔ گوالیار کا یہ سفر اس لحاظ سے بڑا اہم تھا، کہ اس سے آپ کے آئندہ

۱۔ مکاشفات الاسرار (دیباچہ) ص ۲۔

۲۔ یونس خالدی مطالعہ حضرت غمگین دہلوی ص ۲۱۔

۳۔ مکاشفات الاسرار (دیباچہ) ص ۳۔

۴۔ مکاشفات الاسرار (دیباچہ) (قلمی) ص ۳۔

مستقر کی نشان دہی ہوتی ہے۔ آپ کی آئندہ زندگی کی داغ بیل پڑتی ہے؛ اور آپ کے خاندان کے لیے ایک مستقل وطن متعین ہو جاتا ہے۔“
مرزا ابراہیم بیک چغتائی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ:

”۱۲۳۳ھ میں بحسن اتفاق سیر و سیاحت آپ گوالیار تشریف فرما کر شہر میں مقیم ہوئے“ ۱

پروفیسر محمد مسعود نے بھی یہی سنہ تحریر کیا ہے۔ ۲ یہ سنہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ غمگین دولت راؤ سندھیا کے عہد میں گوالیار تشریف لائے تھے اور دولت راؤ سندھیا کا انتقال ۱۲۴۲ھ میں ہوا۔ دیوان غمگین میں ان کی وفات پر کہا گیا قطعاً تاریخ بھی درج ہے، جس سے وفات کا سنہ ۱۲۳۲ھ اخذ ہوتا ہے۔ سید شاہ رضا محمد حضرت جی کے مطابق غمگین ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۵ء میں انگریزوں کے اقتدار سے متنفر ہو کر گوالیار تشریف لے گئے اور مہاراجہ دولت راؤ سندھیا والی گوالیار کی عقیدت اور خاص مراعات کے تحت انھوں نے گوالیار ہی کو اپنا مستقل مستقر بنالیا۔ ۳ غمگین کی انگریزوں سے نفرت کا اظہار ان کے وصیت نامے سے بھی ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

”ایں کہ گاہے نوکری فرنگی نکلند، اگر از بہم نہ رسیدن نان جان بہ لب آمدہ باشد نوکری کفار فرنگ نکلند“ ۴

والیان ریاست گوالیار سے ان کے خاندان کے دیرینہ خوش گوار مراسم تھے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

”جب جنرل لیک کی فوجوں نے ۱۸۰۳ء میں دہلی کو فتح کیا، تو شاہ نظام الدین دہلی سے گوالیار چلے گئے۔ میر سید علی غمگین دہلوی جن کے نام غالب کے بہت سے خطوط دریافت ہو چکے ہیں، انھی شاہ نظام الدین کے بھتیجے تھے اور گوالیار میں حضرت جی کی درگاہ بھی انھی کی ہے۔“ ۵

یہ عین ممکن ہے کہ غمگین بھی شاہ نظام الدین اور اہل خاندان کے ساتھ گوالیار چلے گئے ہوں۔ دولت راؤ سندھیا نے سرداری غاشیہ نسل بعد نسل عطا کی۔

۱۔ پروفیسر عبدالشکور شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام لکھنؤ: ادارہ فردوس اردو، ۱۹۶۳ء ص ۱۲

۲۔ ابراہیم بیک چغتائی، سیرت الصالحین ص ۲۰

۳۔ سید شاہ رضا محمد حضرت جی غریب نواز (پندرہ روزہ) دہلی: ص ۶

۴۔ محمد مسعود احمد حضرت غمگین شاہجہاں آبادی، مشولہ اردو (سہ ماہی)، جنوری اپریل ۱۹۶۰ء ص ۱۳۵

۵۔ وصیت نامہ از کتاب، وظیفہ شریف (قلمی)۔ کتاب خانہ، گوالیار: ص ۶۸۳۔

۵۔ ڈاکٹر جمیل جالبی تاریخ ادب اردو (جلد دوم) لاہور: مجلس ترقی ادب۔ طبع سوم، ۱۹۹۳ء ص ۱۰۸۴

یونس خالیدی لکھتے ہیں:

”حضرت غمگین آستانہ حضرت ابوالعلا اکبر آبادیؒ پر حاضری دیتے ہوئے گوالیار سے پانچ کوس کے فاصلے پر موضع کلیت پہنچے۔ لیکن اپنی آمد کو پوشیدہ نہ رکھ سکے، مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کو بھی آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو مہاراجہ نے انتہائی اعزاز و تکریم کے ساتھ گوالیار خاص تشریف آوری کی دعوت دی اور سرداری و اعزاز عاشریہ سے تواضع کرنا چاہی، آپ نے انکار فرمادیا۔ مہاراجہ نے انکار کے تھوڑے عرصے کے بعد آپ کے فرزند حضرت حافظ سید عبدالرزاق عرف سید میرن علی المتخلص بہ رزاق کو سرداری اعزاز و عاشریہ عطا فرمایا اس علم کے بعد آپ نے بھی گوالیار میں قیام کرنا منظور فرمایا۔“

سرداری کے لوازمات حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ تعظیم سروقد، ۲۔ چھڑی، ہرکارہ، بالائے نشان ناگ۔ چھتری سبز رنگ، جو کہ ایک خاص امتیاز ہے سرکار اور اعزہ خاص کے لیے مخصوص
- ۳۔ توڑاٹلائی خلعت، پارچے، پانچ کینٹھی، سرپچ، تیرہ گھوڑوں کی پایگاہ جن کا دانہ گھاس اور سواروں کی تنخواہ سرکار سے مقرر تھی۔ کل آمدنی ۱۰۷ روپے ماہوار اس اعزاز سرداری کے ساتھ اقامت کے لیے پہاڑ کا ایک قطعہ ایک سند کے ذریعے عطا ہوا، اور یہیں پہلا تکیہ قائم ہوا۔ جس کی توسیع شدہ شکل فقیر منزل ہے۔ ۴۔ یہ مراعات غمگین کے جانشینوں کو ملتی رہی ہیں۔ غمگین کے موجودہ جانشین سید اعجاز محمد حضرت جی نے سید رضا محمد شاہ حضرت جی کی وفات (۲۳ مارچ ۱۹۷۲ء) کے بعد سرکار سے مروجہ مراعات حاصل کرنے کے لیے شجرے کی جو نقل جمع کرائی۔ اس شجرے کی حیثیت سرکاری دستاویز کی ہے اس میں جن ناموں کے ساتھ نمبر دیے گئے ہیں وہ بالترتیب سندھیا حکومت ریاست گوالیار میں سرداری کے عہدے پر فائز رہے۔ رضا محمد حضرت جی کی وفات کے بعد سرداری کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ (دیکھیے ضمیمہ نمبر ۳)

۶

میر فتح علی حسینی گردیزی کی وفات کے بعد غمگین نے متواتر بارہ برس مراقبوں، مشاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری۔ ۱۔ ان کا مفصل ذکر غمگین نے اپنے ایک فارسی مکتوب بنام غالب میں بھی کیا ہے۔ ۲۔ یہ وہ زمانہ تھا جب غمگین گوالیار میں مستقل سکونت اختیار کر چکے تھے، جب مراقبوں اور ریاضتوں کے بعد اور سالہا سال محنت شاقہ کے بعد بھی وہ مطلوب خاص جس کی تلاش تھی، نصیب نہ ہوا، تو شیخ کی وصیت کے مطابق عظیم آباد کے سفر کا قصد کیا۔ اس زمانے میں آپ بہت علیل تھے۔ سید ہاپاؤں چلنے سے اور الٹا ہاتھ کام سے عاری تھا اور وجہ مفاصل کا اس قدر غلبہ تھا، کہ دو تین آدمی فینس

۱۔ مطالعہ حضرت غمگین ص ۲۲

۲۔ سیرت الصالحین ص ۲۲، ۲۱

۳۔ دیباچہ ”مکاشفات الاسرار“ (قلمی) ص ۴

۴۔ غمگین و غالب کے فارسی خطوط، مرتبہ، ڈاکٹر سید عبداللہ وزیر الحسن عابدی۔ مشمولہ اور نیشنل کالج میگزین: جلد ۴، عدد ۲، لاہور: ص ۱۶-۲۳

میں بٹھاتے اور اسی طرح باہر نکالتے تھے۔ مگر اس کے باوجود عزم میں کمی نہ آئی اور غمگین نے شاہ ابوالبرکات سے ملاقات کے لیے ایک ماہ کا طویل سفر نو (۹) ساتھیوں کی سنگت میں طے کیا۔ سراپا شوق پہنچے، تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت ابوالبرکات، بڑھ پور، گیا جی، میں جو پٹنہ سے چالیس کوس فاصلے پر واقع ہے، تشریف فرما ہیں۔ غمگین قدم بوسی کے شوق میں وہاں تشریف لے گئے اور حضرت ابوالبرکات سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ تین دن ان کی صحبت میں رہے۔ اس کے بعد انھوں نے عظیم آباد روانہ کیا۔ تاکہ وہاں حضرت خواجہ ابوالحسن کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ ان سے ملاقات کے بعد غمگین پٹنہ سے گوالیار تشریف لے گئے۔ دو سال بعد ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۲ء میں غمگین دوبارہ عظیم آباد تشریف لے گئے اور ان دونوں بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ بلوم ہارٹ نے غمگین کے بارہ سال پٹنہ میں قیام کرنے کا لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

"He travelled from Gwalior to Patna and thence to
Gaya, where he became acquainted with Shah
Abul-Barkat at whose advice he stayed for twelve
years at Patna under the spiritual tuition of Khawajah
Abul Husain, whose Pedigree, as also that of Saiyed
Fath Ali, is given by the author written in Naskh" ۱

۷

سید علی غمگین کی غزلیات کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا حصہ ابتدا سے لے کر دیوانِ اول جسے غمگین نے دیباچہ مکاشفات الاسرار میں ”دیوانِ سابق“ کہا ہے، کی ترتیب: (۱۲۱۵ھ / ۱۸۱۰ء) تک ہے۔ پہلے دور کی شاعری عشقِ مجاز میں پیش آنے والی کیفیات سے مملو ہے۔ ایک طویل عرصے تک عشقِ مجازی کے بیان کے بعد انتیس (۲۹) برس کی عمر میں بیعت کے بعد فقر کی راہ اختیار کی اور عشقِ حقیقی سے لذت شناس ہوئے۔ مسلسل مجاہدوں، ریاضتوں، مراقبوں اور ذکر میں مصروف رہنے کی وجہ سے شاعری کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے۔ جب دوبارہ شاعرانہ کیفیات و جذبات نے غلبہ پایا تو ساٹھ برس کی عمر میں دیوانِ غزلیات مرتب کیا، اس دور میں غمگین کی شاعری میں ایک عارفِ کامل اور صوفی باصفا کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے۔ اب وہ حسنِ مطلق اور شرابِ معرفت کے نشے میں سرشار نظر آتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں:

”وا از زمانِ سابق دیوانِ ریختہ بودم انرِ رادورِ کرم و الحال کہ عمرِ شصت سالگی رسیدہ
آنچہ کہ واردات و ذوق و شوق عشقِ حقیقی و مجازی خود ترتیب دادم و بعض غزلیات
دیوانِ سابق دریں دیوانِ لاحق مندرجہ ساختم“ ۲

۱۔ دیباچہ ”مکاشفات الاسرار“ (قلمی) ص ۳۔

۲۔ J.F Blumhardt A Catalogue of Hisdustani Manuscripts in the library of India office Library, London:

Oxford University Press. 1926- P-119

۳۔ دیباچہ مکاشفات الاسرار ص ۶۔

ممکن ہے ”مکاشفات الاسرار“ کی تخلیق کے وقت تک دیوان اڈل کی صرف چند غزلیات شامل دیوان کی گئی ہوں لیکن بعد میں باقی غزلیات بھی حواشی میں درج کر دی گئیں۔ نسخہ انجمن جو معلوم نسخوں میں مکمل تر نسخہ ہے نسخہ انجمن کے حواشی میں درج غزلیات اسی خط میں ہیں، جس میں دیوان اڈل لکھا گیا ہے۔

خوب چند ذکا اور اعظم الدولہ سرور کے سامنے اسی دور کا کلام تھا۔ مخزن اسرار (دیوان غزلیات) کو ۱۲۵۳ھ تک کی شاعری پر محیط سمجھا جاتا ہے مگر اس میں ۱۲۵۶ھ تک کے قطعات تاریخ کی موجودگی اس بات کی گواہ ہے، کہ مخزن اسرار میں موجود کلام کم از کم ۱۲۵۶ھ تک کا ضرور موجود ہے۔ غمگین نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ دور شاعری کا دوسرا زریں دور تھا۔ اس زمانے میں دہلی علم و ادب کا گہوارہ سمجھا جاتی تھی۔ یہ دور عمومی حیثیت میں غزل کا دور کہا جاسکتا ہے۔

”مخزن اسرار“ (۱۲۵۳ھ) گوالیار میں مرتب کیا گیا اور اس میں قطعہ تاریخ بھی موجود ہے:

فکر میں تاریخ کی دیوان کے
یوں کہا ہاتف نے کیوں بیزار ہے
از سر درد دل اے غمگین ترا
آج دیوان مخزن اسرار ہے

غمگین کو دہلی چھوڑے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا تھا۔ لیکن ان کے کلام کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دبستان دہلی سے ان کا رشتہ بہت گہرا تھا۔ غمگین نے دوسرے دور میں جس قسم کی شاعری کی وہ بقول پروفیسر محمد مسعود ”عین حیات“ لے تھی۔

غمگین کی زندگی میں اس واقعہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے جو حضرت شاہ ابوالبرکات کے قیام گوالیار کے دوران میں پیش آیا کیونکہ اس سے ہی غمگین کے دوسرے دور کی شاعری کا آغاز ہوتا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل خود غمگین نے مرآت الحقیقت میں بیان کی ہے:

”یک روز در باغچہ نشستہ بودند کہ مہاراجہ دولت راؤ عالی جاہ بہادر تیار کنانیدہ بود (حضرت پیر و مرشد شاہ ابوالبرکاتؒ) سخن فرمودند کمال باریک و از حاضران فرمودند کہ معنی ایں بیان کنید۔ ہر یک از یاران موافق استعداد خود عرض نمودند، فقیر را ہم گفتند کہ تو ہم چیزے بگو؟ من ہم موافق استعداد چیزے عرض نمودم، دیدم کہ بر چہرہ مبارکش بشاشتہ پیدا آمدہ، دران بشاشت ارشاد فرمودند کہ ”عنقریب مثل طوطک گویا خواہی شد۔ پس بعد پنج سال اسرار ہادر دل فقیر جوش آورند کہ طاقت تحمل نہ ماند ناچار یک دیوان ہفت صد غزل گفتہ، بارے قدرے

تسکین حاصل شد، باز اسرار ہا در دل پیدا آمدن گرفتند باز یک دیوان رباعیات قریب یک ہزار ہشت صدر باغی گفتہ شد، و چند در خاموش ماند بعد دو سہ سال باز اسرار ہا جوش آوردند و دو دو ستاں من نیز گفتند کہ کسے کتاب بطور نشر باید گفت کہ تا اسرار و مسائل تصوف واضح شوند و بہ آسانی در فہم آیند۔۔۔ پس اس کتاب۔۔۔ (مرات الحقیقت) نوشتہ شد۔“

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ شاہ ابوالبرکات کا فیضان روحانی غمگین کے لیے محرک ثابت ہوا اور یکے بعد دیگرے ”مخزن اسرار ۱۲۵۳ھ“، ”مکاشفات الاسرار ۱۲۵۵ھ“ اور ”مرات الحقیقت“ شرع رباعیات مکاشفات الاسرار ۱۲۵۷ھ جیسے شاہکار دنیائے ادب کی زینت بنے۔ ”مخزن اسرار“ ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں ترتیب دیا گیا۔ پروفیسر محمد مسعود کے مطابق اس میں سابق دیوان کی چند غزلیں جزوی تبدیلیوں کے ساتھ شامل کیں۔ اگرچہ اس دیوان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اسے ترک کر دیا گیا تھا لیکن ایسا نہیں۔ اس دیوان کے بغور مطالعے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے، کہ اس میں شامل تمام غزلیات جزوی تبدیلیوں کے ساتھ دوسرے دیوان میں شامل کر لیں۔ اس دور میں غمگین روحانیت کی بلند یوں پر نظر آتے ہیں۔ اور حسن مطلق کے جلووں اور شاہد حقیقی کی جلوہ طرازیوں میں اس طرح گم ہو جاتے ہیں کہ ہر وقت شراب معرفت کے نشے میں سرشار نظر آتے ہیں۔ یہ عشق حقیقی کی معراج کا دور ہے۔ حضرت شاہ ابوالبرکاتؒ نے جس نشست میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ: ”عنقریب مثل طوطک گویا خواہی شد“ اس کا سنہ ۱۲۳۸ھ معلوم ہوتا ہے کیونکہ تقریباً ۱۲۳۲ھ میں حضرت شاہ ابوالبرکاتؒ گوالیار تشریف لائے۔ ان کی آمد کے چھ سال بعد یہ واقعہ پیش آیا۔



غمگین اور غالب کے درمیان باہمی مراسلت ۱۲۵۶ھ تک جاری رہی۔ غالب جیسا نا بغد روزگار شخص کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا لیکن اس زمانے میں وہ غمگین کو انتہائی ادب و عقیدت سے مخاطب کرتے ہیں:-

در دل بہ تمنائے قدم بوس تو شوریت
شوقت چہ نمک دادہ مذاق ادا بم را

یوسف جمال انصاری لکھتے ہیں:

”غمگین، غالب کے ان محدودے چند نامہ نگاروں میں شامل ہیں جن سے غالب بجا طور

متاثر نظر آتے ہیں۔“

۱۔ سید علی غمگین۔ ”مرات الحقیقت“ (قلمی) ہمدرد لاہوری۔ بحوالہ پروفیسر مسعود۔ ”حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی“ مشمولہ ”برہان“ جلد ۳۴، شمارہ ۶۔ جون ۱۹۶۰ء ص ۳۶۹۔

اس کتاب کے چند اوراق کی کاپی نقل چیف لائبریری ہمدرد لاہوری نے راقمہ کو بھیجی تھی، لیکن کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے اس سے کا حقا استفادہ نہیں کیا جاسکتا

۲۔ میرزا اسد اللہ خاں غالب۔ بیچ آہنگ لاہور: مجلس یادگار غالب، پنجاب یونیورسٹی ۱۹۶۹ء ص ۴۴۳۔

۳۔ یوسف جمال انصاری ”غالب، غمگین اور غالب“ مشمولہ ”نقوش غالب نمبر، لاہور: ادارہ فروغ اردو، ص ۳۵۷۔

غالب کے دل میں غمگین کے لیے عقیدت و محبت کا جو جذبہ موجود تھا، اس کا اظہار ان کے خطوط سے ہوتا ہے، ایک خط میں لکھتے ہیں:

”می میرم از رشک کہ دیگران آہنگ راہ گوالیار دارند و مرا ہنگام آں نیامدہ است کہ از
دام بدر تو انم جست، یارب زود باشد کہ کام دل بر آید و زمان انتظار حکم ولایت و
روزگار ہجران بسر آید“^۱

غمگین نے غالب کو برادر دینی لکھا ہے اور ”مکاشفات الاسرار“ کو غالب کے نام معنون کیا اور اس کے لیے پہلے غالب سے اجازت لی۔ جس کے جواب میں غالب نے لکھا:

”قلہ گا ہا! فضولی می کنم و چون فرمان چنینی است می گویم کہ گنجین نام در آن نام نہ تھا از بہر
من بلکہ از بہر آباے من سرمایہ نازش جاودانی است۔“^۲

غمگین ”مکاشفات الاسرار“ کے دیباچے میں غالب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں ان کی نظم و نثر کی نظیر نہیں۔^۳ رباعیات کا دوسرا حصہ بطور خاص میرزا غالب کے لیے لکھا گیا۔ غمگین نے اپنے ایک مکتوب میں غالب کو ہدایت کی کہ مجموعہ رباعیات جب ان کو مل جائے تو اسے اغیار کی نظروں سے پوشیدہ رکھیں۔ غالب نے لکھا کہ اس عالم میں غیر کہاں۔ اسی نکتے پر مفصل فلسفیانہ بحث خطوط میں ہوئی یہ بات غمگین کو ناگوار خاطر گزری اور انھوں نے دیوان بھیجے کا ارادہ ترک فرمادیا۔ جب غالب کو اس بات کا علم ہوا تو انھیں سخت ندامت ہوئی اور غمگین سے معذرت چاہی۔ غمگین نے وسیع القسمی کا ثبوت دیتے ہوئے ناراضگی ختم کر دی اور لکھا کہ ملاقات پر دیوان پیش کریں گے۔ لیکن ملاقات سے قبل ہی از رہ محبت و شفقت دونوں مجموعے ”مخزن اسرار“ اور ”مکاشفات الاسرار“ غالب کو بھیج دیے۔ غالب نے رباعیات کے مطالعے کے بعد لکھا:

”آن چہ در دیوان فیض عنوان دیدہ کا فرماشم اگر در مثنوی مولوی روم و دیگر کتب تصوف لہذا
دیدہ باشم، خاصہ در رباعیات کہ ہر کوزہ دریائے و ہر ذرہ آفتابے دارد و اگر حیات باقی است
زیں سپس حال رباعیات نگاشتہ خواہد شد۔“^۴

۱۔ غالب کے غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام، مرتبہ، ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی۔ مشمولہ: اردوئے معلیٰ غالب نمبر حصہ دوم شمارہ ۲-۳۔ دہلی: دہلی یونیورسٹی

فروری ۱۹۶۱ء ص ۱۰۴، ۱۰۵

۲۔ غالب کے غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام مشمولہ اردوئے معلیٰ غالب نمبر حصہ دوم ص ۸۷

۳۔ مکاشفات الاسرار ص ۲

۴۔ ”ڈاکٹر سید عبداللہ، سید وزیر الحسن عابدی“ غمگین و غالب کے فارسی خطوط، ”مشمولہ“ اور نیشنل کانٹریکٹ جلد ۴۰، عدد ۲ فروری ۱۹۶۳ء۔ ص ۴۰

دیوان کے ملنے پر غالب نے لکھا:

”یزداں را سپاس گذارم و بدین ذوق خود را در بازم۔۔۔۔۔ خوشامن کہ نام ازاں خامہ
تر او دو زہے من کہ کلام قدسی بمن رسد، غزلہا یک دست و نکتہ ہا ہموار، مضمون ہا عارفانہ،
من و ایمان من کہ این زباں [سر سری یعنی اردو باز نامہ حقیقت] پیش ازیں بر تنابد و ہرگونہ
نظر ایں ادائے خاص را در نیابد۔“

پروفیسر مسعود لکھتے ہیں:

”مرزا غالب کی عقیدت اور محبت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اپنی غزلیں اصلاح کے
لیے بھیجا کرتے تھے۔“ ۱

پروفیسر عبدالشکور ۳۰ بھی اس بات کے قائل ہیں لیکن یونس خالدي لکھتے ہیں کہ غالب و غمکین میں استادی شاگردی کا رشتہ نہ تھا۔ اس سلسلے
میں قاضی عبدالودود کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے:

”غالب پنج آہنگ کے ایک خط میں صراحتاً کہتے ہیں، کہ میں فن سخن میں کسی کا شاگرد نہیں۔
اگر غمکین کو کچھ بھیجا اور یہ لکھا کہ بہ نظر اصلاح ملاحظہ ہو تو اس کے یہ معنی نہیں کہ پختگی عمر پر پہنچ
جانے اور خود استاد ہو جانے کے بعد غالب کو اپنے کلام کی خامیوں کا اس قدر احساس ہو کہ
کسی کو استاد بنانا مقصود ہو۔ ایسی باتیں مخاطب کو خوش کرنے کے لیے لکھی جاتی ہیں۔ انھیں
لغوی معنی میں نہ لینا چاہیے۔“ ۲

غالب اور غمکین باہم مشاورت کے لیے کبھی ایک دوسرے کو اپنا کلام بھیجتے تھے۔ غالب نے ۱۸ رجب ۱۲۵۵ھ کے مکتوب میں جو غزل غمکین کو
بھیجی، اس میں لکھتے ہیں:

”واین روز ہا غزلے در میان احباب طرح شدہ و در آن زمین دہ بیت گفتہ شدہ بود بہ چشم
داشت اصلاح دریں ورق نگارش می پذیرد۔ زیادہ حدادب“

غزل

در وصل دل آزاری اغیار ندانم

وانند کہ من دیدہ ز دیدار ندانم“ ۱

- | | |
|----|---|
| ۱۔ | ”غمکین و غالب کے قاری خطوط“ مشمولہ۔ اوری انٹیل کالج میگزین۔ ص ۴۱ |
| ۲۔ | پروفیسر مسعود۔ مکاتیب غالب بنام میر سید علی غمکین۔ لطیف سندھ، حیدرآباد ۱۹۶۱ء ص ۵ |
| ۳۔ | ”شاہ غمکین حضرت جی اور ان کا کلام“ ص ۶۳ |
| ۴۔ | قاضی عبدالودود ”غمکین دہلوی“ مشمولہ برہان جلد ۴۵، شمارہ ۴، دہلی: ندوۃ المصنفین۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۲۳۲، ۲۳۳ |
| ۵۔ | ”غالب کے غیر مطبوعہ قاری رقصات حضرت غمکین کے نام“ مشمولہ۔ اردوئے معلیٰ۔ غالب نمبر ص ۱۰۵ |

اس غزل پر غمگین نے کیا اصلاحیں دیں۔ اس سلسلے میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

غمگین نے جان جاکوب کے لیے جو دو قطعے تاریخ لکھے، وہ غالب کو نقد و اصلاح کے لیے بھیجے۔ جن کی تعریف غالب نے اپنے خط میں کی ہے۔
غمگین صاحبان کمال کے قدردان تھے، چنانچہ انھوں نے اپنے دیوان میں غالب کے کلام کی تعریف میں درج ذیل اشعار کہے ہیں:

بہت سی سیر دوادین ہم نے کی غمگین

مگر اسد کے نہیں انتخاب سے نسبت

II

دو چار شعر لکھ کے رہے بیٹھ ہم دو

جو قصد اسد کی طرح کرے انتخاب کا

O

غالب کے انتخاب کو جو دیکھے غور سے

دیوان سے اپنے کیا وہ کرے انتخاب پھر

O

اسد کا انتخاب اپنی تسلی کو کیا پیدا

جب آیا تنگ شعر شاعراں کی انتخابی سے

غمگین کے عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا ان کی ولایت کا شہرہ دور و نزدیک تھا۔ چنانچہ کئی معروف شخصیات نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ دہلی محمد اکبر کے پوتے مرزا فیروز شاہ، دہلی سے بیعت کے لیے گوالیار حاضر ہوئے۔ غمگین نے اس بیعت کا حال خود ”مرآت الحقیقت“ میں بیان کیا ہے:

”شاہ زادہ مرزا فیروز شاہ ابن صاحب عالم مرزا سلیم بہادر ابن عرش آرام گاہ محمد اکبر

بادشاہ غازی۔۔۔ از بے پور سیر کنان بہ گوالیار آمدہ در تکیہ فقیر کہ زیر قلعہ است

استقامت ورزیدند و شش ماہ در حلقہ و محبت نشستہ نسبت نقش بند یہ، ابولعلا یہ شریفہ حاصل

نمود و بردست فقیر، فقیر شدہ خرقة خلافت پوشیدند و اجازت سہ سلسلہ دادہ شد۔“ ۱

غمگین کی ہر لحیزہ کی کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ہر طبقے کے لوگ آپ کے آستان پر حاضر ہوتے اور رشد و ہدایت سے مالا مال ہوتے تھے۔ ریاست گوالیار کے فرماں روا، سردار اور عمائد تو غمگین کے حلقہ بگوش تھے۔ ان کے علاوہ نواب امیر خاں والی ریاست ٹونک نے جب گوالیار آکر آپ سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران میں روحانی رموز و اسرار بیان کرتے ہوئے ان کی وضاحت سے شرح فرمائی تو نواب صاحب اس قدر متاثر ہوئے کہ حلقہ مریدین میں شامل ہو گئے اور غمگین کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ نواب صاحب نے اپنی تلواریں آپ کے قدموں پر رکھ دی۔

۱۔ غالب کے غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرت غمگین کے نام، ”مجموعہ اردوئے معلیٰ“ ص ۱۰۱۔

۲۔ دیباچہ ”مرآت الحقیقت“ (قلبی) بحوالہ: پروفیسر محمد مسعود، برہان، جلد ۴۳، شمارہ ۶، جون ۱۹۶۰ء۔ ص ۳۶۶۔

ایک مرتبہ نواب موصوف نے کئی ہزار روپے بطور نذرانہ غمگین کی خدمت میں ارسال کیے۔ آپ نے اس میں سے صرف ۶۰ روپے لیے۔ چنانچہ غمگین کو ۶۰ روپے ماہوار ریاست ٹوٹک سے تاحین حیات ملتے رہے۔ نواب صاحب کے علاوہ مرزا محمد اکبر بادشاہ غازی، ابن شاہ عالم بادشاہ غازی و مرزا فتح بخش ولد مرزا عمر بخش کے خطوط سے بھی ان کی گہری عقیدت کا پتا چلتا ہے۔ یہ خطوط اس بات کے عکاس ہیں کہ سماج کے بلند سے بلند طبقے میں بھی غمگین کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ غمگین کے عہد میں غزل کے علاوہ قصیدے کے بھی عروج کا دور تھا اور غمگین سندھیا دربار سے بہت قریب بھی تھے۔ والیان ریاست کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔ لیکن غمگین نے کسی کی مدح میں قصیدہ نہیں لکھا۔ دولت راؤ سندھیا کی وفات پر کہے گئے قطعہ تاریخ کے علاوہ والیان ریاست گوالیار کا کہیں تذکرہ بھی نہیں ملتا۔

غمگین کے خلفاء کے نام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ سید بدرالدین احمد عرف فقیر صاحب المتخلص بہ کاشف (حضرت بے خود دہلوی کے دادا تھے)
- ۲۔ سید عبداللہ شاہ
- ۳۔ مفتی بہادر علی خاں
- ۴۔ شیخ الہی بخش ناگوری
- ۵۔ حکیم غلام علی خاں صاحب بھائی
- ۶۔ حکیم وارث علی خاں بھائی
- ۷۔ سید امجد علی شاہ
- ۸۔ شیخ محمد حسین
- ۹۔ شیخ احمد حسین شاہ
- ۱۰۔ میاں محمد عیسیٰ
- ۱۱۔ میاں وحید الدین
- ۱۲۔ میاں دائم علی شاہ
- ۱۳۔ قاضی سید امانت علی
- ۱۴۔ میاں شاہ محمد غنی

غمگین کی ہر ولعزیزی کا دائرہ وسیع تھا۔ ہر طبقے کے لوگ ان کے آستان پر حاضر ہوتے اور رشد و ہدایت سے مالا مال ہوتے تھے۔ چند خلفاء کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔

سید ہدایت النبی قادری:

سید علی غمگین کی وفات کے بعد مسندِ رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے اور غمگین کا روحانی فیض ان کے ذریعے جاری و ساری رہا۔ غمگین سے غایت درجے انس و محبت رکھتے تھے۔ انھوں نے وہ تمام خطوط جو غالب نے غمگین کے نام لکھے تھے اور ان کے جوابات جو غمگین نے لکھے تھے، نقل کیے اور انھیں کتابی صورت میں یک جا کر دیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو یہ مکاتیب زمانے کی دست برد کی نذر ہو جاتے اور بڑا ادبی سرمایہ ضائع ہو جاتا۔

سید بدرالدین احمد کاشف:

سید بدرالدین احمد عرف فقیر متخلص بہ کاشف، غمگین کے پیچھے تھے۔ غمگین کے خلفاء میں بہت اہم مقام رکھتے تھے۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر بھی

تھے۔

سید دائم علی شاہ:

سید دائم علی شاہ شرع کے پابند بزرگ تھے۔ درویش کامل تھے۔ درویشی ان کی خاندانی میراث تھی۔ فقر کی دولت سے مالا مال تھے۔

سید حبیب اللہ شاہ:

صاحب جذب و کشف بزرگ تھے۔ روہیل کھنڈ کے علاقے میں ان کی ذات سے سیکڑوں طالبان حقیقت کو فیض پہنچا۔

۹

آخری عمر میں غمگین پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ دو چار اصحاب اٹھا کر لاتے تو درس دیتے، لیکن اس عالم میں بھی انھوں نے درس و تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اپنی قبر دامن کوہ میں چٹانی کھوہ کے اندر خود بنوائی تھی۔ مزار دامن کوہ زیریں قلعہ گوالیار میں ہے۔ تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت نامے میں ہدایات فرمادی تھیں۔ ۳ صفر المظفر ۱۲۶۸ھ بمطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۱ء رشید ہدایت کا آفتاب دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا۔

غمگین کی وفات پر متعدد شعرا نے تاریخی قطعات تحریر کیے، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کا قطعہ درج ذیل ہے:

بہ عرف حضرت غمگین تخلص

شدہ سید علی فخر زمانی

بصورت سالک راہ طریقت

بمعنی شاد ملک کامرانی

بدیدہ محو دیدار خدا بود

بہ دل آگہ ز اسرار نہانی

بطوش دیدہ کل البصیرت

ظہورش سرمہ چشم معانی

دلش چوں یافت ذوق رب ارنی

خطاب آمد کہ تو درخور نہانی

بہ یک شنبہ سوم روز صفر شد

کلیم آسا بہ زیر کوہ مانی

ز دل آہ کشیدہ شیفتہ گفت

بہ برد او را صدائے لن ترانی

۱۲۶۸ھ

شمکین کے خلیفہ سید ہدایت النبی کا قطعہ تاریخ ان کی دلی کیفیات اور عقیدت مندی کا مظہر ہے:

فرزند حضرت مصطفیٰ دل بند حضرت مرتضیٰ
سید علی شیخ زماں آل مقتداے ساکاں
اولاد پیر دست گیر آں مرشد اہل یقیں
آں عاشق صادق بود آں پیشواے عاشقاں
چوں از صفات ظاہری در ذات مطلق محو شد
یعنی نہاں شد زیں جہاں آں چشمہ فیض عیاں
بس خواہم از فرق جاں تاریخ سال رحلتش
ناگاہ آمد در دلم خلوت گزین لامکاں ۱

۱۲۶۸-۱۲۶۵+۳

۱۰

حلیہ:

شمکین قوی الجیش، بلند قامت، خوب صورت، بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ جیسا کہ قلمی تصویر سے ظاہر ہے۔ جسم سڈول تھا۔ کشادہ پیشانی، ستواں ناک، خوبصورت ہونٹ، آنکھیں بڑی اور سرگیں تھیں، بھنویں چوڑی تھیں۔ درمیان میں کوئی فصل نہ تھا۔ سرخ و سفید رنگت، گھنی داڑھی اور سر پر بالوں کا گردہ بھی رکھتے تھے۔

غذا:

صبح ناشتے میں ایک بکری کی بخی ان کے لیے تیار کی جاتی۔ شامی کباب بہت مرغوب تھے، خمیری تندوری روٹی۔ گوشت کے ساتھ چنے کی دال اور سرید بہت پسند فرماتے۔ لیکن پرندوں کا گوشت سب سے زیادہ مرغوب تھا: ”روغنی بیسی روٹی، مونگ کی دال اور پالک اور آٹے کے ساتھ گڑ کی پکی ہوئی روٹی پسند فرماتے۔ دودھ، شہد اور دیگر مٹھاس سنت رسولؐ سمجھ کر پسند فرماتے۔ ان کا کہنا تھا، کہ چالیس سال کی عمر کے بعد ہفتہ میں ایک مرتبہ گوشت کھائے پھر کم کرتا رہے۔ ساٹھ سال کے عمر میں چالیس دن بعد ایک مرتبہ گوشت کھائے۔ لیکن جب آپؐ فانی اللہ ہو گئے تو آپ کی غذا صرف ایک فیرنی کا پیالہ اور ایک یاد روٹی کے پھلکے رہ گئی۔

لباس:

سفید کپڑا پسند فرماتے۔ گرمیوں میں کرتہ یا عجامہ پہنتے۔ نئے کپڑے میں پیوند لگواتے۔ ایک تو سنت رسول اللہؐ اور دوسرے اس وجہ سے کہ

۱۔ بحوالہ قومی زبان (ماہنامہ) جلد-۴۳، شمارہ-۱۰ کراچی: انجمن ترقی اردو ص-۵۰

۲۔ بحوالہ ابراہیم بیک چغتائی سیرت الصالحین ص-۱۹ بحوالہ پروفیسر عبدالککور، شاہ شمکین حضرت جی اور ان کا کلام۔ ص-۱۵

خدا خواستہ کسی وقت اگر کپڑوں میں پیوند لگنے کی نوبت آجائے تو دنیا یہ نہ کہے کہ اب پیوند لگنے لگے۔ نیلا تہ بنداکثر پہنتے اور اس پر چمڑے کا تسمہ ضرور کسا جاتا۔ سبز اور ارغوانی رنگ پسند تھا۔ آج بھی آپ کے مزار پر سبز رنگ کی چادر چڑھی رہتی ہے۔ سر پر ان کی اپنی ایجا دسوزن کاری کی ٹوپی پہنتے، جسے اب تاج کہا جاتا ہے۔ گلے میں سلیمانی دانوں کا تین لڑی کا کنٹھا اور سلیمانی دانوں کا زئار بھی پہنا کرتے۔ یہ تمام چیزیں آج بھی تبرکات کے طور پر فقیر منزل میں محفوظ ہیں۔

ورزش:

ابتدائی عمر سے ادھیڑ عمر تک ورزش کا شوق رہا۔ نماز فجر کے اور ادو طائف سے فارغ ہو کر روزانہ ورزش کرتے۔ سبز رنگ کے پیالے میں بادام کی سو^{۱۰۰} گری روزانہ ورزش کے دوران میں کھاتے۔ مگدر بھی گھمایا کرتے۔ آپ کا فرمانا تھا، کہ دنیا چاہیے تو ورزش نہ چھوڑے اور عقلی چاہیے تو نماز نہ چھوڑے۔

شکار کا شوق تھا۔ فن شہ سواری اور فنون سپہ گری میں کمال حاصل تھا۔ ان کی پوتی حیدری بیگم کا بیان ہے کہ ان کے دادا (غملکین) نے سات سو تو صرف کالے ہرن شکار کیے تھے اور ہرن کے شکار کے لیے جس کھیت میں سینے کے بل گھسٹتے، تو کھیت کی زمین ہموار ہو جاتی۔ دہلی میں زینت محل کے قریب ان کے بزرگوں کا بہت بڑا اصطبل تھا۔ گوالیار میں بھی تیرہ گھوڑوں کی پانچا مہاراجہ سندھیا کی طرف سے ملی تھی۔ تہجد کی نماز کے بعد پھر نہیں سوتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد ورزش سے فراغت پا کر ناشتہ کرتے اور بعد میں خلفا کو تعلیم و تربیت دیتے۔ ضرورت مندوں کو دعا اور دوا سے نوازتے۔ علمی مباحث اور شریعت و طریقت کے مسائل بھی روزانہ بیان فرماتے۔

دو پہر کے طعام کے بعد کچھ دیر قیلولہ ضرور کرتے، نماز عصر سے مغرب تک حلقہ ہوتا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد کچھ مرید خبریں سنانے پر مامور تھے۔ آپ کا کہنا تھا کہ جس طرح قرآن مجید کی تلاوت ضروری ہے اسی طرح حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہ سنت رسولؐ بھی ہے۔

اولاد:

غملکین کے دو صاحب زادے سید عبدالرزاق عرف میرن علی اور سید علی حیدر۔ دو صاحب زادیاں سید بیگم اور سیدات بیگم تھیں۔ سید عبدالرزاق کے دو بیٹے سید فقیر محمد اور سید عزیز احمد تھے۔ ایک صاحب زادی حیدری بیگم تھیں۔ سید فقیر محمد کے دو صاحب زادے سید غنی محمد اور سید عبدالوہاب اور ایک صاحب زادی ہدایت النساء بیگم تھیں۔ سید غنی محمد کے پانچ صاحب زادے، سید فدا محمد، سید رضا محمد، سید قدیر محمد، سید سعید محمد، سید ضمیر محمد تھے۔ سید عبدالوہاب کے تین صاحب زادے سید غلیق الوہاب، سید محبوب الوہاب اور سید افتخار الوہاب تھے۔ تین صاحب زادیاں حسنہ بیگم، نازی بیگم اور شمیم بیگم تھیں۔ سید فدا محمد کے دو صاحب زادے، سید ایوب محمد، سید طاہر محمد اور پانچ صاحب زادیاں مہجین، طلعت جبین، ثریا جبین، نجمہ جبین اور رفعت جبین تھیں۔ سید رضا محمد کے پانچ صاحب زادے سید اعجاز محمد، سید ریاض محمد، سید صابر محمد، سید کامل محمد اور سید شاہد محمد ہیں اور دو صاحب زادیاں شاہدہ خاتون اور ذکیہ خاتون صاحبہ ہیں۔

غملکین کے بھائی نواب امتیاز الدولہ افتخار الملک، سید احمد میر خاں منظور جنگ بہادر، دربار شاہی میں منصب وزارت پر جاز تھے۔ غملکین کے

بھیجے سید بدرالدین فقیر المتخلص بہ کاشف مرزا غالب کے شاگرد تھے، غمکین کے مرید اور خلیفہ تھے۔

غمکین کے بیٹے سید عبدالرزاق عرف میاں میرن علی المتخلص بہ رزاق اور ان کے پوتے سید شاہ فقیر محمد المتخلص بہ تمکین صاحب دیوان تھے۔ یہ خاندان شعرا کی سرپرستی میں شہرت رکھتا تھا۔ تمکین کے فرزند سید عبدالوہاب عاصی بھی نہایت پرگو شاعر تھے۔ حضرت بے خود دہلوی سے تلمذ تھا۔

شخصیت

Ziegler نے شخصیت کے بارے میں کہا ہے:

"Personality refers to the overall impression that an individual makes on others, that is, a sum total or constellation of characteristics that are typical of the individual and thus observes in various social settings" ۱

All Port نے ۱۹۳۶ء میں انسان کے ۱۱۷ اوصاف کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد اور اوصاف بھی دریافت ہوئے ہوں گے۔ شخصیت انہی اوصاف کا مجموعہ ہے۔ شخصیت کی تفہیم کے بارے میں ڈاکٹر زاہد منیر عامر لکھتے ہیں:

”انسانی شخصیت ایک پیچیدہ معنی کی طرح ہے جس کا ایک سراہا تھا آتا ہے، تو دوسرا ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ بسا اوقات برسوں تک کسی شخص کو دیکھتے رہنے کے باوجود اس کی شخصیت کی کلید ہاتھ نہیں آتی۔ کلید کجا، تعارف تک نہیں ہوتا، ایسے میں صدیوں کی الٹی زقد لگا کر تاریخ کے دھند لکوں میں گم شدہ چہروں کا سراغ لگانا اور ان کی شخصیت کے بنیادی جوہر کو دریافت کرنا جس قدر دشوار عمل ہے اس کا اندازہ لگانا اس قدر دشوار نہیں ہے۔“ ۲

کسی بھی شخصیت کو مکمل طور پر سمجھنا اور سراغ لگانا آسان نہیں لیکن حالات و واقعات اور کرداری اوصاف سے بہت حد تک شخصیت کی تفہیم ممکن ہے۔ غمگین کے بارے میں تذکروں میں جو لکھا گیا اس میں ان کی شخصیت کا کچھ ہوئی سامنے آتا ہے۔ مثلاً خوب چند ذکا لکھتے ہیں:

”جوان گرم اختلاط و خوش خلق و شکفتہ بیان، سعادت آثار، ستودہ اطوار، یار باش پر حلم و حیا معلوم شد۔“ ۳

۱ Larry A Hjelle Danial, J. Ziegler, " Personality theories." McGrow Book Comapny International Edition

1986- P. 6

۲ ڈاکٹر زاہد منیر عامر، میر سوز سوانح اور حیات لاہور: پنجاب یونیورسٹی اور یونیورسٹی کالج ۲۰۰۰ء۔ ص ۸۵

۳ خوب چند ذکا۔ عیار الشعرا ص ۱۲۷

میر قدرت اللہ قاسم ”مجموعہ نغز“ میں لکھتے ہیں:

”جوانے نیک زندگا [نی] کشادہ پیشانی، خوش اختلاط مستحکم ارتباط، یار باش، محبت تلاش مخلص
نواز مخالف گداز، باعث و تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگین است علی قدر حال خط نسق می
نویسد [و کم] کم فکر خن می گزیند [خو] ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی
بکام دل بسری برد۔“

زندگی کے ابتدائی ایام میں علوم عربی و فارسی سیکھے۔ والد کی وفات کے بعد جوانی کے ابتدائی ایام میں تعلیم کی طرف توجہ نہ رہی۔ اور عیش و عشرت
اور بے فکری کی زندگی بسر ہونے لگی۔ اس دور میں فنون سپہ گری اور فن شہ سواری کی طرف میلان طبع رہا۔ اس دور میں شاعری کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ
سلسلہ انیس برس رہا لیکن انیس برس کی عمر میں ذہنی انقلاب کے بعد زندگی کا رخ بدل گیا اور زندگی صوفیانہ شغل و اذکار میں بسر ہونے لگی۔ مجاہدے،
ریاضتیں لیکن پھر بھی سکون قلب نہ ملا تو مرشد کی خدمت میں حاضری کے لیے بہت مشقت اٹھائی۔ غمگین کے خاندان کا شمار سر بر آوردہ مشائخ میں ہوتا تھا۔
باوجود عیش و تنعم کے غمگین متصوفانہ زندگی کی طرف مائل تھے۔ اور انتہائی آزادانہ زندگی بسر کی۔ لیکن اس میں کسی بے راہ روی کو دخل نہیں رہا۔ اور تمام عمر
نسبت بوتراپی اور خلف حسن و حسینؑ کے شرف کو کبھی فراموش نہ کیا۔ غمگین کو کبھی نام و نمود کی خواہش نہ ہوئی۔ زندگی درویشانہ بسر کی۔

ان کے پاس بہت مواقع تھے جب وہ اپنے شاعری کے ہنر کی بدولت انعام و اکرام پا سکتے تھے، جبکہ وہ سندھیا دربار سے بہت قریب بھی تھے
لیکن جب مہاراجہ دولت راؤ سندھیانے سرداری و اعزاز غاشیہ دینا چاہا، تو آپ نے انکار کر دیا۔ مہاراجہ نے انکار کے بعد ان کے فرزند سید عبدالرزاق
عرف میرن علی کو سرداری و اعزاز غاشیہ دیا۔ نواب ریاست ٹونک کے نذرانے کو بھی قبول کرنے سے انکار کیا، لیکن دوبارہ جب انھوں نے کئی ہزار بیجے، تو
غمگین نے صرف ۶۰ روپے ماہوار قبول فرمائے۔ دولت سے استغنا و بے نیازی غمگین کی شخصیت کا گراں قدر پہلو ہے۔ غمگین کے عہد کی ایک خاص بات
یہ تھی کہ اردو شاعری دربار سے منسلک ہو گئی۔ غمگین کے عہد میں بہت سے شعرا دربار سے منسلک تھے، رام بابو سکینہ لکھتے ہیں:

”شاعری کا اب صرف یہ کام رہ گیا، کہ اس سے امیر و رئیس خوش کیے جائیں۔ لہذا اشعار بھی
انہی کے پسند و مذاق کے موافق کہے جاتے۔ شاعر امر اور دوسا کے درباروں میں پہنچنا بلکہ
مالکوں کے مزاج میں درخور حاصل کرنا بس یہی اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔“

لیکن غمگین نے اردو شاعری کے مرکز سے دور رہ کر بھی ادبی دنیا میں نام پیدا کیا۔ انھوں نے خود کو کبھی کسی دربار سے منسلک نہ کیا۔ شہزادہ مرزا
فیروز غمگین سے بیعت ہوئے۔ مغل شہزادوں کے عقیدت بھرے خطوط غمگین کے نام آتے۔ سندھیا دربار میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ اس کے
باوجود غمگین نے کبھی کسی کی مدح میں قصیدہ نہیں لکھا۔ غمگین کی سنجیدگی و خودداری نے ان کے دماغ کو کبھی بلند سطح سے اترنے کی اجازت نہیں دی اور انھوں
نے کبھی کسی کی جوج نہیں لکھی۔ شاعری میں تعلقی عام ہے، لیکن غمگین کے ہاں شاعرانہ تعلقی نظر نہیں آتی۔

۱۔ میر قدرت اللہ قاسم، مجموعہ نغز۔ مرتبہ حافظ محمود شیرانی ص۔ ۳۱، ۳۰

۲۔ تاریخ ادب اردو (مرتبہ) تبسم کاشمیری۔ لاہور: علمی کتاب خانہ، ۱۹۸۵ء ص۔ ۱۱۸

۳۔ دیکھیے ضمیر نمبر ۴

دہلی کی غارت گری کے بعد شعرا نے دوسرے شہروں کی طرف سب معاش کی خاطر ہجرت کی۔ غمگین نے بھی دہلی سے ہجرت کی، لیکن ان کا مسئلہ روزگار نہ تھا بلکہ ہم وطنوں کی زبوں حالی سے دکھی ہو کر اور انگریز کی بالادستیوں سے متنفر ہو کر گوالیار میں سکونت اختیار کی۔ اپنے دیس کی غلامی سے ان کو نفرت تھی۔ چنانچہ اپنے خاندان کے لیے موصوف کا یہ فرمان تھا کہ اگر روٹی نہ ملنے سے موت کا خطرہ بھی لاحق ہو، تب بھی انگریز کی نوکری نہ کی جائے۔ دوسروں کے ہنر سے اگر متاثر ہوتے تو اس کی تعریف میں بجل سے کام نہ لیتے، جیسا کہ مرزا غالب کے کلام کی تعریف میں اشعار کہے اور مکاشفات الاسرار کے دیباچے میں ان کے ہنر کو سراہا۔ جب غالب سے ناراضگی کے بعد غالب نے معذرت چاہی، تو بہت فراخ دلی سے معاف فرمادیا۔ لیکن ناراضگی کے اس اظہار سے غمگین کی شخصیت کے اس پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اگر کسی نامور شخصیت سے اختلاف رائے ہو، تو اس کا اظہار دیانت داری سے کر دینا چاہیے۔

سماجی اعتبار سے غمگین انسان دوستی کے اپنے زمانے کے بلند پایہ مبلغ تھے اور ان کی تعلیم بھی تھی کہ کسی انسان کو حقیر نہ سمجھا جائے۔

ہے حقارت اسی کی وہ اے دل

سمجھے جو کوئی دوسرے کو حقیر

خدمتِ خلق کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔

ع: اور کا درد نہ ہو جس کو وہ انسان نہیں

۰

بند رہتی نہیں حاجت کبھی ان کی غمگین

جو کہ حاجت کسی بے کس کی روا کرتے ہیں

۰

دل کی رکھ اپنے خبر دل کو کسی کے نہ دکھا

۰

جو کہ مفلس ہیں اپنے آپ سے

ان پہ آتا نہیں کبھی افلاس

نورنگ میں دس روپے کے کڑوں کی خاطر بچے کے قتل پر قطعہ تاریخ میں غمگین نے بے حد دکھی ہو کر قطعہ تاریخ وفات لکھا، اس سانحے کے متعلق

اپنی کیفیات اور تاثرات کو یوں بیان کیا ہے۔

دس روپے کے کڑوں پہ ہو دلشاد

جو نے ہے کہے ہے دا فریاد

ہو گیا جب شہید وہ ناشاد

کچھ عجب آدمی ہے حرمت خاں

قتل اک طفل کو کیا افسوس

نام تھا طفل کا غلام رسول

نقش کو اس کی دیکھ زن و مرد
 رو رو کرتے تھے داد اور بے داد
 اور کہتے تھے ہائے حرمت خان
 نہ رہے گا یہ نور گنج آباد
 کچھ نہ پوچھا کہا نہ حاکم سے
 اور نہ شرع کا لیا ارشاد
 جب کہا ایک نے یہ عملیں سے
 اس کی تاریخ تم کہو استاد
 از سرداد پھر انھوں نے کہا
 خونِ حق کو بھی کر دیا برباد

۱۲۵۵ھ

یہ غمگین کی شخصیت کا ایک گراں قدر پہلو ہے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ امیر و غریب، ہندو مسلمان، سرمایہ دار و کم مایہ، عالم و جاہل، ہر طبقے اور
 حیثیت و مرتبے کے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ان کا دولت کدہ خیر و برکت کا سرچشمہ تھا اور ہر کس و ناکس ان کا گرویدہ ہو کر واپس جاتا۔

۳۷ خراج تحسین

غفلت کے خلفاء اور معتقدین نے منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ میاں ہدایت الہی قادری فرماتے ہیں۔

منقبت

آفتاب مشرق نور خدا سید علی	ماہتاب آسمان کبریا سید علی
گوہر درج طریقت مرشد عالی مقام	با خدا بحر عطا کان سفا سید علی
عارف راہ حقیقت مست جام معرفت	جام علم حقائق با خدا سید علی
باغبان گلشن توحید کان معرفت	ہم خفی و ہم جلی بحر فنا سید علی
واقف سر الہی پیشوائے عارفان	ساکنان را طالبان را حق نما سید علی
چشمہ فیض الہی آل پاک مصطفیٰ	عارف باللہ سردار ہدی سید علی
محو ذات حق عیاں ساز نہاں را در عیاں	انچہ مخفی بود او شد برملا سید علی
صورت پر معنی و معنی ہمہ صورت نما	در ہمہ صورت عجب مخفی نما سید علی

صاحب حسب و نسب حنی حسینی قادری

رمبر راہ ہدایت با خدا سید علیؑ

حافظ سید خیر الحق مرحومؒ (سجادہ نشین درگاہ جان عالم)

مجھ پہ ہو جائے اب تو کرم کی نظر شاہ سید علی شاہ سید علی
 چھوڑ کے میں در فیض جاؤں کدھر شاہ سید علی شاہ سید علی
 تم ہو حنی و حسینی اور قادری، مرقطی ہی کے گھر سے یہ عزت ملی
 فیض حاصل ہے تم کو شہ بحر و بر شاہ سید علی شاہ سید علی
 تم کو اللہ نے وہ دیا مرتبہ اور بنایا ہمارا تمہیں پیشوا
 تمہیں کہہ دو تمہیں چھوڑ جاؤں کدھر شاہ سید علی شاہ سید علی
 پاس کچھ بھی نہیں توشہ آخرت دیکھیے کس طرح ہو وہاں مغفرت
 دور منزل وہاں کی، کڑا ہے سفر شاہ سید علی شاہ سید علی

۱۔ بحوالہ۔ ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین۔ ص۔ ۵۱

۲۔ خیر الحق میاں ہدایت الہی کے سلسلہ کے بزرگ اور چائیں ہیں۔

روز محشر ہے آقا بڑے خوف کا واں نہ پوچھے گا کوئی کسی کو شہا
ہاتھ لینا ہمارا وہاں بھی پکڑ شاہ سید علی شاہ سید علی
تخیر ادنیٰ ہے در کا تمہارے گدا اور تمہی سے عرض ہے اے شاہ شہا
وقت امداد جائے کہیں نہ گذر شاہ سید علی شاہ سید علی^۱

از سائتہ و شار و علامہ قاضی معراج الدین احمد، دھول پور

مرحید کامل بزرگ، با خدا سید علی	بندہ مقبول ذات کبریا سید علی
سالک راہ طریقت رہنمائے رہبراں	کاشف راز حقیقت حق نما سید علی
ذات نامی آپ کی ہے مخزن لطف عطا	نام نامی آپ کا ہے حق نما سید علی
قید غم سے ہو گیا آزاد وہ پابند غم	صدق دل سے نام جس نے لے لیا سید علی
آئینہ خانہ ہے گویا روضہ نور ترا	ہر طرف ہے شان وحدت رُؤنا سید علی
اک جھلک سے طور سینا جل اٹھا جس نور سے	اس کی اک منزل ہے یا مدفن ترا سید علی

بے نوا معراج پر بھی اب خدا را ہو کرم

منج لطف عطا جود و سخا سید علی

ایضاً

کم نہیں بھر تقدس کچھ یہ عظمت آپ کی	کھینچتی ہے دور تک آبائی نسبت آپ کی
کارفرما ہر عمل میں ہے صداقت آپ کی	وہ شریعت آپ کی ہو یا طریقت آپ کی
روقت بزم طریقت شمع عرفاں حق شناس	رہبر راہ سلوک و جذب و چاہت آپ کی
سو برس کی پیش گوئی ہے نظر کے سامنے	کھل گئی آخر زمانے پر حقیقت آپ کی
فقر کی منزل پہ پہنچے بے بدل شاعر بنے	کیوں نہ ہو پھر دہر کو تسلیم عزت آپ کی
جلوہ زار خلد ہر ذرہ نظر آنے لگا	یاوری پر آگئی معراج قسمت آپ کی

از سید مختار احمد حسنی و الحسینی قادری۔ (آگرہ)

تھا مبارک نام نامی آپ کا سید علی	آپ کی ہستی میں پوشیدہ تھے اسرار خفی
آپ نے پایا تھا فیض حق سے حضرت جی لقب	متقی روزگار و حق پرست و خوش نسب

تھا تخلص آپ کا عمکیں حکم کردگار
اور اہل دنیا میں وہ خدا نما مشہور تھے
تھے جہاں میں حضرت غالب بھی ان کے معتقد
آپ ہرگز شاعری میں طالبِ شہرت نہ تھے
آپ شہ پاروں کو غلی رکھتے تھے اپنے تمام
غزل اسرار میں ہے آپ کا سارا کلام
آپ کا سرمایہ اردو ادب میں قیمتی
سارے اصنافِ سخن پر تھا عبور حاصل انھیں
سندھیا مہاراج نے بھی تھا نوازا آپ کو
آپ نے پھر بھی دیا اپنے توکل کا ثبوت

اور فقیری میں کیا روشن چراغِ شاعری
کردیا شاداب اے معمارِ باغِ شاعری

رباعیات و قطعات

محمد یونس خالدي۔ لکھنؤی

ذہن میں کس کے ہے معراجِ کمال
آج قدمِ فن کا طالب کون ہے
نام لوں کس کا میں عمکیں کے سوا
پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے

☆

محمد یونس خالدي متخلص بہ اختر لکھنؤی

نہ بھول کر کسی انسان کو خدا کہیے
خدا نما ہو جو انسان تو اُس کو کیا کہیے
حتم ہے حسن بیان جنابِ عمکیں کی
تکلف ہو نہ اگر فن تو بے مزا کہیے

☆

حاتم دولتِ عرفاں کے نظر زادہ شوق
عشق کے واسطے سرمایہ تسکین ہیں آپ
خندہ ہر گلستانِ نبوت کی قسم
میری ہمت نہیں پڑتی کہوں غمکیں ہیں آپ

☆

منشی خواجہ عبدالرب صاحب انصاری طالب جیوری

تا عشق خدا بود نہ در دل پیدا
ہرگز نہ توں دید خدا بخدا
خواہی طلب و دید خدا لاریب
آہو نہ غمکیں خدا جلوہ نما

ایضاً

حق سے راز و نیاز ہے اس میں
صوفیوں میں عجب کتاب ہے یہ
گویا دیوانِ خواجہ حافظ کا
ریختہ میں رقم جواب ہے یہ

☆

جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب دعاؤ بایوی

ہر اک کی بگڑی ہوئی آہو بناتے تھے
خدا نما تھے، خدائی کے کام آتے تھے
اسی غرض سے تخلص تھا آپ کا غمکیں
امیر ہو کے غریبوں کا غم اٹھاتے تھے

۱۔ بقول رضا محمد حضرت جی۔ یہ دیوان رباعیات "مکاشفات الاسرار" کی طرف اشارہ ہے

بحوالہ۔ مخزن الاسرار۔ ص ۱۹۰

دامنِ کوہ میں آسودہ ہیں ایمان کے ساتھ
فیض یاب اب بھی ہے مخلوقِ خدا آن کے ساتھ
موت اک عارضی پردہ ہے خدا والوں کا
آج بھی حضرتِ عَمَلِکِیں ہیں اُسی شان کے ساتھ

☆

ایضاً

آئے تھے دنیا میں وہ رستہ بتانے کے لیے
راہِ حق میں اپنی ہستی کو مٹانے کے لیے
اس سے بڑھ کے اور کیا ہوگا ولایت کا ثبوت
بن گئے عَمَلِکِیں غمِ دنیا اٹھانے کے لیے

☆

ایضاً

خدا گواہ ہے وہ مردِ باخدا ہیں آپ
امیر ہو کے غریبوں کا آسرا ہیں آپ
خدا کی راہ دکھاتے تھے ساری دنیا کو
اسی سبب سے ملقب خدا نما ہیں آپ

☆

ایضاً

دلی ایسے کہ عالمِ معتقد ان کے کمالوں کا
ادیب ایسے کہ غالبِ خوشہ چیں ان کے خیالوں کا
ضیائے نور جیسی زندگی میں تھی وہ اب بھی ہے
کہن میں چاند آتا ہی نہیں اللہ والوں کا

☆

جناب طاہر حسین صاحب قریشی ماہر بریلوی
 غمکیں کی سرکار میں بیٹھا ماہر
 پر نور مزارات کو دیکھا ماہر
 اس نادر و نایاب کتب خانے سے
 کچھ ذائقہ عشق بھی چکھا ماہر

☆

ایضاً

غمکیں کی کرامات یہ دیکھی میں نے
 باتیں جو نہ سمجھی تھیں سمجھ لیں میں نے
 پہلے تو رہا ہی نہ کبھی تھی لیکن
 چند ایک مگر آج ہی کہہ لیں میں نے

☆

ایضاً

آئینہ دار حقیقت واقف سر مجاز
 دولت عرفاں کے حامل شاعر دین میں
 مرشد کامل فقیر و بے نیاز و لاجواب
 حضرت سید علی غمکیں ہیں ماہر ہالیتیں

☆

جناب کپتان سید عنایت علی سائل حیدری مینائی گوالیاری
 با فیض یہ خوب عشق کا کاشانہ ہے
 گردش میں یہاں شیشہ ہے مینا ہے
 سائل کروں کیا اس کی بیاں کیفیت
 کیا حضرت غمکیں کا بھی مے خانہ ہے

مشہور جہاں ہے یہ فسانہ
 جھٹکا ہے یاں سبھی زمانہ
 جلوں سے خدا نما کے سائل
 روشن ہے یہ خوب آستانہ

☆

ہے معرفتوں کا یہ خزانہ رونق ہے یہاں بھر زمانہ
 کہتے ہیں تمام صوفی سائل عملیں کا ہے خوب آستانہ

☆

کیا وصف ہو ایسے اثنا کا حاصل کرے وصل جو خدا کا
 اب تو ہی بتا کہ کس نے سائل پایا ہے لقب خدا نما کا

☆

سید امتیاز علی ایڈووکیٹ متخلص بہ فخر گوالیاری
 پڑھنا ہو تو فرمودہ عملیں کو پڑھو
 لکھنا ہو تو مرقومہ عملیں کو لکھو
 کام آئے گا اسے فخر یہ پڑھنا لکھنا
 ہاں شرط مگر یہ ہے کہ سوچو سمجھو

سید علی غمگین _____ تذکرہ نگاروں کی نظر میں

میر محمد خاں سرور ”عمدہ غنچہ“ میں لکھتے ہیں:

”غمگین تخلص۔ میر سید علی، خلف الرشید میر سید محمد مرحوم برادر زادہ حقائق و معارف آگاہ سید
شاہ نظام الدین احمد قادری۔ ناظم صوبہ دار الخلافہ تشریح بزرگی حسب و نسب محتاج بہ تحریر
نہیست، مرد با مروت و قابل ست۔ از تصانیف دوست۔“

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

۱

ترے ثانی اگر کوئی بشر ہو دے تو میں جانوں
بشر تو کیا اگر شمس و قمر ہو دے تو میں جانوں

۲

ہجر میں اس کے یہ دل جینے سے مرا سیر ہے
اے اجل بہر خدا آجلد اب کیا دیر ہے

۳

دل اس کو دیا اب کیا تدبیر سے ہوتا ہے
جو کام کہ ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے

۴

سوائے تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں
پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں

۵

مہرباں میرا کوئی جز غم دلدار نہیں
خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں

۶

مڑگاں کہے ہے اس کا گرتیر ہوں تو میں ہوں
اور دل کہے ہے میرا خنجر ہوں تو میں ہوں

۷

عشق میں رو رو کے جو یہ داغ دل دھوتی ہے شمع
رشتہ الفت کو پروانے میں کیوں کھوتی ہے شمع

بلبل ہے اگر بہار سے خوش
ہم اپنے ہیں گل غدار سے خوش

۱۱

دل کے لگ جانے کا یاروں سے کہوں کیا باعث
ایک قصہ ہے جو ناحق میں کہوں کیا باعث

۱۰

عاشق ہوا ہے یہ دل اس کی آن پر
اللہ کیسی آن بنی میری جان پر

۱۰

اس ابر میں سے پینا مستوں کو جواز آیا
ساقی مع سے آیا، مطرب مع ساز آیا

خوب چند ذکا ”عیار اشعرا“ میں لکھتے ہیں:

”میر سید علی غمگین خلف ارجمند میر سید محمد مغفور و مرحوم برادر زادہ شاہ نظام الدین احمد قادری مدظلہ العالی ناظم صوبہ دار الخلافت شاہجہاں آباد، جوان گرم اختلاط و خوش خلق و شگفتہ بیان سعادت آثار ستودہ اطوار یار با، پر علم و حیا معلوم شد بہ اصلاح سعادت یار خاں رکنین گلہائے اشعار آبادار خود در رنگ و بو کشیدہ ہنگی دیوان معرفت و نظر ایں فقیر انواع المعانی درآمدہ“

طبقات شعرا ہند میں مولوی کریم الدین:

”غمگین تخلص میر سید علی، خلف الصدق میر سید محمد مرحوم و مغفور، بھائی شاہ نظام الدین احمد قادری کے ہیں، مرہٹہ عملداری میں اسی شخص کو نظم و نسق شاہجہاں آباد کا اختیار تھا۔ یہ شعر اس کے ہیں:

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و د پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

۱۰

مہرباں کوئی مرا جز غم دلدار نہیں
خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں“

۱۔ میر محمد خاں بہادر مرور عمدہ منتخبہ یعنی تذکرہ سرور“ بمبئی: ادبی پرنٹنگ پریس، مارچ ۱۹۶۱ء، ص۔ ۳۵۲، ۳۵۳

۲۔ خوب چند ذکا۔ عیار اشعرا (قلمی)۔ مملوک علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند۔ ص۔ ۱۳۷

۳۔ مولوی کریم الدین فیلین۔ طبقات شعرا ہند ب دلی: سید اشرف علی مطبع العلوم ۱۸۳۸ء، ص۔ ۱۹۱

مولوی عبدالغفور نساخ لکھتے ہیں:

”غمگینِ تخلص، میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی،
شاگرد سعادت یار خاں رنگین۔“

مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا
آخر اس شوخ نے جلا مارا

۱۱

یہ داغِ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی گلینے سے

۱۰

گو یہ بخت ہوں پر سرمہ بینائی ہوں
جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگائے ہے مجھلا

غمگینِ تخلص، میر سید علی پسر سوم میر سید محمد مرحوم برادر زادہ سلالہ دودمان مصطفوی،
خلاصہ خاندان مرتضوی، حقائق پڑوہ، معارف آگاہ، صفدر شکوہ، آصف جاہ نبیرہ حضرت دو
زمان۔ پیشوائے انس و جان، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، امامِ الفرقین، غوثِ الثقلین قدس
اللہ تعالیٰ اسرار ہم نبیرہ خواجہ بیرنگ خدا دوست عالی فرہنگ، پیش خرام سالکانِ راہِ خدا، رہ
نمائے طالبانِ طریق ہدایا، فانی فی اللہ، حضرت خواجہ باقی باللہ، روح اللہ روحہ میر نظام الدین
احمد قادری مدظلہ سلمہ ربہ است وے جوئے نیک زندگانی [نی] کشادہ پیشانی، خوش اختلاط
مستحکم ارتباط، یارِ باش، محبت تلاش، مخلص نواز، مخالف گداز، باغ و تمکین شاگرد سعادت یار
خاں رنگین است علی قدر حال خطِ می نویسد [و کم] کم فکرِ خرمی گزیند [خو] ش زندگانی می
کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل برمی برد بہر حال اس چار بیت منسوب
بدوست۔

میرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پروتوڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

۱۰

یہ داغِ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی گلینے سے

مرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے

نکلا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے

۱

گو یہ بخت ہوں پر سرمہ بینائی ہوں

جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے

”تذکرہ ہمیشہ بہار“ میں نھرا اللہ خوشگلی لکھتے ہیں:

”غملکین تخلص، میر سید علی نام، فرزند ارجمند میر سید محمد برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است،

اشعار آبدار از طبعش می طراود۔ در گویا ربا اعتبار و تمکین است۔ و کلامش عشق آگین تکمیل

شاعری آں دیار بدست اوست۔ ایں بیت از دست۔ شعر:

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا

بال و پر تو ز قفس سے مجھے آزاد کیا ۲

”گلشن بے خار“ میں نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ لکھتے ہیں:

”غملکین تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد قادری

است کہ در عہد مرہٹہ اختیار نظم و نثر صوبہ شاہ جہاں آباد باوے بودہ۔ اور است:

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا

بال و پر تو ز قفس سے مجھے آزاد کیا

۰

مہرباں کوئی مرا جز غم دلدار نہیں

خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں ۳

کلب علی خاں حاشیہ میں لکھتے ہیں:

شیفتہ نے غملکین کے حالات تذکرہ ”سرور سے نقل کیے ہیں۔ تذکرہ ”سرور میں شعر کی

صورت یہی ہے۔ اس کے خلاف مجموعہ غزلیں مصرع اول مختلف ہے، ملاحظہ ہو:

مرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا

۱۔ میر قدرت اللہ قاسم۔ مجموعہ غزلیں و غزلیں اکاؤمی۔ جلد دوم ۱۹۷۳ء مرتبہ حافظ محمود شیرانی ص ۳۰-۳۱

۲۔ نھرا اللہ خوشگلی تذکرہ ہمیشہ بہار مرتبہ، اسلم فرخی۔ کراچی: انجمن ترقی اردو۔ ۱۹۶۷ء۔ ص ۲۳۸

۳۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ گلشن بے خار مرتبہ، کلب علی خاں فائق۔ لاہور: مجلس ترقی ادب۔ ۱۹۷۳ء ص ۳۵۶

یہ شعر تذکرہ سرور میں یوں ہے:

مہرباں میرا کوئی جز غم دلدار نہیں
خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں

قطب الدین باطن لکھتے ہیں:

”غملکین تخلص: میر سید علی نام۔ جگر بند میر سید محمد مرحوم، دہلی ان کا مسکن، بہمہ صفت موصوف، فکر شعر پر کیا موقوف، متین و ذہین اب کون اُن کا ہم فن، گوالیار مقام، وہیں قیام، معروف سے از بس اختلاط، باہم ارتباط، اب ارادہ زیر زمین کیا، دوست و خواہوں کو غملکین کیا۔ خاص گوالیار میں قبر ہے۔ دل غملکین کو صبر ہے، فکر شعر سے سامعین کے دل کو فرحت ہے۔ جو فہمیدہ و سنجیدہ و عاقبت اندیش ہیں۔ ان کو مقام عبرت ہے۔ کیا کلام طرب انگیز ہے، جس سے سامع کا دل فرحت خیز ہے۔“

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت وہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
جس میں اپنا ظہور تام کیا
بتا ساقی کفارہ کیا ہے کیش سے پرستی میں
قسم پیر مغاں کی جھوٹ کھا بیٹھا ہوں مستی ہوں!
سپر گرنے اپنے تذکرے ”یادگار شعرا“ میں قاسم اورڈ کا کے حوالے سے لکھا ہے:
”غملکین، میر سید علی، یہ تیسرے بیٹے ہیں میر سید محمد کے جو آصف جاہ کے بھتیجے ہیں۔ یہ
نوجوان ہیں اور رنگین کے شاگرد، ایک دیوان کہا ہے“
مفتی صدر الدین آزرہ، ”تذکرہ آزرہ“ میں:

غملکین تخلص میر سید علی، خلف میر سید محمد مرحوم، برادر زادہ سید شاہ نظام کہ ناظم شاہجہاں پورہ“

۱۔ قطب الدین باطن۔ ”گلستان بے غزاں“۔ لکھنؤ: نول کشور پریس، ۱۸۷۵ء۔ ص ۱۷۵۔ ۱۷۶ء۔ یہ مطلع دیوان میں نہیں ہے نہ اس روایف و توانی میں غزل موجود ہے

۲۔ سپر گرنے، ”یادگار شعرا“ مترجم طفیل احمد۔ الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی۔ ۱۹۳۳ء۔ ص ۱۵۰

۳۔ مفتی صدر الدین آزرہ۔ ”تذکرہ آزرہ“۔ کراچی: انجمن اردو، پاکستان۔ ۱۹۷۳ء۔ ص ۶۰

دیوان غمگین کے قلمی نسخے

دیوان غزلیات ”مخزن الاسرار“ کے اب تک درج ذیل گیارہ قلمی نسخے دریافت ہو چکے ہیں۔ چار نسخے غمگین اکیڈمی گوالیار میں تھے، جو غمگین کے موجودہ جانشین سید اعجاز محمد حضرت جی کے مطابق اب محفوظ نہیں ہیں۔ یہ نسخے کہاں گئے؟ اس کے بارے میں بھی انھوں نے خطوط کے جوابات اور ٹیلی فون پر گفتگو کے دوران میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ یہ نسخے رضا محمد حضرت جی کی وفات تک غمگین اکیڈمی میں موجود تھے اور ”مخزن الاسرار“ مرتبہ رضا محمد حضرت جی (۱۹۶۶ء) انھی چار نسخوں سے انتخاب ہے۔ ان نسخوں میں سے تین شکستہ حالت میں تھے اور ایک نسخہ مکمل حالت میں تھا۔

ایک نسخہ ڈاکٹر احمد فاروقی کے پاس تھا۔ ایک نسخہ غمگین کے خلیفہ سید دائم علی شاہ کے پڑپوتے مولانا سید عبدالرزاق قادری پیرزادہ کے پاس مدھیہ پردیش میں تھا۔ ایک نسخہ میاں میرن علی کے مرید خاص میاں امین الدین سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ قانون کے خاندان میں موجود ہے۔^۱ لیکن اب ان نسخوں کے بارے میں خاندان غمگین نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ شاید زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ ایک نسخہ انجمن ترقی اردو، کراچی میں موجود ہے۔ ایک نسخہ نیشنل لائبریری اسلام آباد۔ ایک نسخہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے غلط انتساب کے ساتھ بصورت عکس نقل شائع ہوا۔ ایک نسخہ حمید الدین شیخ کے پاس لطیف آباد، حیدرآباد سندھ میں ہے۔ ایک نسخہ ہندو بنارس یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں ہے۔
پروفیسر محمد مسعود نے ایک نسخے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

”ایک قلمی نسخے کا ذکر ”نخن شعرا ہند کے مطبوعہ نسخے کے حاشیے پر آتا

ہے ایک ”بشیر“ نامی شخص نے مذکورہ نسخے کے حاشیے پر لکھا ہے:

”صاحب دیوان ہیں اور ان کا دستخطی راقم الحروف کے پاس ہے۔“

مندرجہ بالا نوٹ ۱۲۹ھ کا لکھا ہوا ہے جس نسخے پر یہ نوٹ ہے وہ

ڈاکٹر عبدالحق کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔“^۲

ذیل میں دیوان غمگین کے موجود خطی نسخوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ سید اختر جمیل: میر سید علی غمگین دہلوی، حیات شخصیت اور شاعری۔ (مقالہ) جبل پور: جبل پور یونیورسٹی۔ ص۔ ۱۳۰

۲۔ محمد مسعود، حضرت غمگین شاہجہاں آبادی، مشمولہ برہان، جلد ۳۵۔ شمارہ ۱۔ دہلی: ندوۃ المصنفین۔ جولائی۔ ۱۹۶۰ء۔ ص۔ ۵۸

دیوان غمگین

مخزنہ : کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو، کراچی

نمبر : ۱۹۸ / ۳ تا (الف ۷/۲۰) ۵۴۸

سائز : ۱۹.۳ x ۱۳ س م

مسطر : ۱۳ سطر کا ہے۔

خط : نستعلیق، شکستہ مائل، معمولی۔

مہر : فہرست دیوان سے قبل جو سات سادہ اوراق ہیں ان میں سے پانچویں ورق (الف) پر $\frac{1}{2} \times \frac{3}{4}$ س م کی

مستطیل مہر ہے جو اتنی مدہم ہے کہ ”سید“ کا لفظ اور اس لفظ کے ادھر حرف ”ت“ پڑھنے میں آتا ہے۔ اس کے نیچے

سنہ ۱۲۴۳ھ لکھا ہے۔ غالباً یہ وہ مہر ہے جس پر ”سید حضرت جی“ کندہ تھا۔ ۱

دیوان کا قطع تاریخ درج ذیل ہے۔

فکر میں تاریخ کے دیوان کی

یوں کہا ہاتھ نے کیوں بیزار ہے

از سر درد دل اے غمگین ترا

آج دیوان مخزن اسرار ہے

(۱۲۴۹ + ۲ = ۱۲۵۱ = ۱۲۵۲ = ۱۲۵۳)

غزلیات کی تعداد اور قطعات تاریخ کی داخلی شہادتوں سے کسی حد تک نئے کے زمانے کا تعین ممکن ہے اور یہ تعداد اشعار کسی حد تک نئے کے

زمانہ کتابت کے تعین کے لیے کلید کا درجہ رکھتی ہے۔ مشفق خواجہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

زیر نظر نسخے میں ۱۲۶۰ھ [م = ۱۸۴۴-۴۵] تک کے قطعات تاریخ ملتے ہیں۔

حواشی پر جا بجا اشعار کے اضافے اور بعض جگہ تخلص قلمزدکر کے ”اے دل“ وغیرہ کے الفاظ

لکھے گئے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی نظر سے گزر چکا ہے اور اس میں وہ

اضافے اور ترامیم کرتے رہے ہیں۔ اس لیے اس کا زمانہ ترتیب ۱۲۵۳ھ سے وفات

مصنف (۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء) تک متعین کیا جاسکتا ہے۔ ۲

۱۔ مشفق خواجہ سچانزہ مخطوطات۔ جلد دوم (قلمی) کراچی: ص ۱۔

۲۔ ایضاً ص ۲۔

”۔ میں خریدا۔ عبدالحق تیس روپے = ۳۰/ ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء (یوم انقلاب)“

آغاز : فہرست اشعار میں ہر غزل کا مطلع درج کیا ہے۔

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
اس میں اپنا ظہور تام کیا
لا نہایت ہے حمد اے غمگین
پر تری فکر نے بھی کام کیا
تو نے حمد اور نعت کو غمگین
دو ہی بیٹوں میں اختتام کیا

”حمد و نعت میکند در عالم تشبیه تنزیهیه و تشبیه خود را اسمعی سید علی عرف حضرت جی مخلص غمگین متوطن دلی۔۔۔۔۔۔“

٢٢ ايضاً ص-٢٢١

متن اور ترک ”ہر حالتی“ سے پتا چلتا ہے کہ درمیان میں ورق موجود نہیں۔ اس پہ عبارت غمگین کے باقی نسخوں میں بھی نامکمل ہے، اس کے بعد غزلیات کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
ہائے کیا مطلع ہے غمگین اپنے اس دیوان کا^۱

اختتام:

بے کلو ز توبہ رفت چوں در جنت
بروند عددے مومنناں صد حسرت
از بہر وصال او ز غمگین ہاتف
تاریخش گفت: مستحق رحمت^۲

[مستحق رحمت: ۱۲۵۶ھ، جو حضرت شاہ ابولبرکات کا سال وفات ہے۔]

مندرجات: ۱۔ فہرست دیوان: ابتدائی ۳۴ اوراق، یہاں اوراق شماری اس طرح کی گئی ہے کہ پہلے ۱۴ صفحات پر صفحہ نمبر درج ہے، اس کے بعد نہیں۔ اس لیے اس کے ۳۴ ورق اور ۶۸ صفحات کی فہرست میں ہر غزل کا مطلع لکھا ہے۔ فہرست کے مطابق غزلیات کی تعداد ۸۱۵ ہے اس تعداد میں وہ غزلیات شامل نہیں جو حواشی پر بعد میں درج کی گئیں

۱	۲۔ اشعار حمد و نعت۔	صفحہ۔
۱، ۲	۳۔ دیباچہ:	صفحہ۔
۲ تا ۲۹۶	۴۔ غزلیات۔	صفحہ۔
۳۰۱ تا ۳۰۷	۵۔ مخمسات۔	صفحہ۔
۳۰۹ تا ۳۱۴	۶۔ قطعات تاریخ۔	صفحہ۔

ان قطعات پر عنوان ”تاریخات“ درج ہے، اس میں مندرجہ ذیل قطعات تاریخ ہیں:

ترتیب:

۱۔ تاریخ اختتام دیوان	۱۲۵۳ھ
۲۔ تاریخ وفات، مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ	۱۲۴۲ھ
۳۔ تاریخ جلوس چکوراؤ سندھیہ	۱۲۴۲ھ

۱۔ مجموعہ ۱۔ م۔ ۲۔

۲۔ مجموعہ ۲۔ م۔ ۳۱۳۔

۳۔ ہمیں ملے والی نقل میں اولین فولیو نہیں۔

۱۲۳۹ھ	۴۔ تاریخ گریختن بیجاپائی صاحبہ
۱۲۵۱ھ	۵۔ تاریخ وفات، سعادت یار خاں رنگیں
۱۲۴۳ھ	۶۔ تاریخ وفات، والدہ مسیت خان
۱۲۴۵ھ	۷۔ تاریخ تکلیف خود کہ در زیر قلعہ تعمیر نموده شد
۱۲۴۴ھ	۸۔ تاریخ باغیچہ کہ در تکلیف تعمیر کند بندہ بودم
۱۲۵۲ھ	۹۔ تاریخ وفات، نور چشمی سید النساء بیگم
۱۲۵۲ھ	۱۰۔ تاریخ وفات، خوش دامن صاحبہ
۱۲۵۶ھ	۱۱۔ تاریخ خطبہ، عمر دراز خاں
۱۲۵۴ھ	۱۲۔ تاریخ وفات، سالار خاں بہادر
۱۲۵۴ھ	۱۳۔ تاریخ تعمیر، مسجد ملا مداری
۱۲۵۴ھ	۱۴۔ تاریخ وفات، مرزا داکم بیگ
۱۲۵۵ھ	۱۵۔ تاریخ وفات، غلام رسول خاں
۱۲۵۵ھ	۱۶۔ تاریخ وفات، جمعدار احمد خاں آدان
۱۲۵۵ھ	۱۷۔ تاریخ سقط، شدن شیخ عباد
۱۲۵۵ھ	۱۸۔ تاریخ تعمیر، مکان جان صاحب متخلص بہ قلندر
۱۲۵۵ھ	۱۹۔ تاریخ تولد، برخوردار علی احسن
۱۲۵۱ھ	۲۰۔ تاریخ تولد، پسر خواجہ ابوالحسن اکبر آبادی بن خواجہ عبداللہ
۱۲۵۵ھ	۲۱۔ تاریخ جوتی بائن گر کہ آشنائے قدیم این فقیر بود
۱۲۴۱ھ	۲۲۔ تاریخ وفات، برادر سید احمد میر خاں
۱۲۵۶ھ	۲۳۔ تاریخ وفات، برادر صاحب و قبلہ میر خاں
۱۲۵۶ھ	۲۴۔ تاریخ وفات، حضرت شاہ ابوالبرکات
۱۲۵۶ھ	۲۵۔ تاریخ وفات، حضرت شاہ ابوالبرکات
۱۲۵۶ھ	۲۶۔ تاریخ وفات، میر اسد علی خاں ادجینی

۲۷	تاریخ وفات، شیخ قادر بخش اوجینی	۱۲۵۶ھ
۲۸	تاریخ وفات، میر اصغر علی	۱۲۵۶ھ
۲۹	تاریخ وفات، ہمت بہادر جعدار	۱۲۵۶ھ
۳۰	تاریخ تعمیر مکان خود	۱۲۵۷ھ
۳۱	تاریخ وفات، ہمشیرہ	۱۲۵۷ھ
۳۲	تاریخ ختم قرآن سائیں صاحبہ	-----
۳۳	تاریخ وفات، مہاراجہ جھکوراؤ سندھیہ	۱۲۵۹ھ
۳۴	تاریخ گرفتار شدن و بیرون کردن از لشکر دادخانیکی والدہ را	۱۲۵۹ھ
۳۵	تاریخ شکست، لشکر مہاراجہ جیاجی از صاحبان انگریز (دو قطعات)	۱۲۵۹ھ ^۱
۳۶	تاریخ وفات، خواجہ قانون رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۵۴ھ
۳۷	تاریخ علیم اللہ	۱۲۶۰ھ
۳۸	تاریخ وفات، شاہ ابوالبرکات	۱۲۵۶ھ (تین قطعات)
۳۹	تاریخ وفات، جناب خواجہ ابوالحسن	

اس نسخے پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں، کیفیت کے حوالے سے افرصدیقی لکھتے ہیں:
 ”زیر نظر مخطوطہ دیوان غمگین کا واحد نسخہ ہے کیونکہ اس وقت تک اس کے کسی دوسرے
 نسخے کا علم نہیں ہو سکا۔ ممکن ہے کہ ان کی درگاہ (گوالیار) میں موجود ہو۔“^۲

یہ دیوان غمگین کا واحد نسخہ نہیں ہے۔ دیوان کے چار قلمی نسخے اور موجود ہیں۔ جن کی مدد سے تدوین کا کام مکمل کیا گیا ہے۔
 خصوصیات:

یہ دیوان غمگین کا نہایت اہم نسخہ ہے۔ اور اب تک کے معلوم نسخوں میں مکمل ترین ہے۔ اس کے حواشی پر جا بجا مکمل غزلیں اضافہ کی گئی ہیں۔
 مثلاً صفحہ: ۳۳، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۵۰، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۵، ۷۵، ۷۶، ۸۳، ۸۹، ۹۰، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۳، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۰۶۔ نیز متن میں موجود غزلوں میں کئی اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ اضافے بھی حواشی پر ہیں، اور
 کثرت سے ہیں۔ ہر دوسری تیسری غزل میں اس قسم کے اضافے ملتے ہیں۔ کسی غزل میں ایک شعر اور کسی میں دو یا تین شعر اضافہ کیے گئے ہیں۔ بعض
 جگہ صرف ایک مصرعے کا اضافہ ملتا ہے، مثلاً ورق ۱۹۳ پر ذیل کے شعر میں تخلص کو قلمزد کر کے ”اے دل“ کے الفاظ لکھے گئے ہیں، اور پھر اسی غزل کا نیا مقطع

۱ بحوالہ مشفق خواجہ۔ جائزہ مخطوطات (قلمی) جلد دوم ص۔ ۵

۲ مخطوطات انجمن جلد۔ چہارم ص۔ ۲۱۱

بھی حاشیے پر لکھا گیا ہے۔ مشفق خواجہ لکھتے ہیں:

”ظاہر ہے کہ مصنف کے سوا کوئی دوسرا شخص اس قسم کے اضافے نہیں کر سکتا۔ اس کی تصدیق خط سے بھی ہوتی ہے۔ حواشی پر اضافوں کا خط وہی ہے جو شاہ غمگین کے اس عکس تحریر میں ملتا ہے جسے یونس خالدی نے اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے، کہ زیر نظر نسخہ خود مصنف کا ذاتی نسخہ ہے، جس میں وہ وقتاً فوقتاً اضافے کرتے رہے۔“^۱

ڈاکٹر نجم الاسلام اپنے مضمون ”دیوان غمگین کے تعاقب میں“ میں لکھتے ہیں:

”..... انجمن کا نسخہ اس دیوان کی ارتقائی شکل ہے جو سابقہ دو نسخوں کی طرح مصنف کی زندگی میں ان کے تصرف یا اجازت و ایما سے تیار ہوئی ہے۔“^۲

یہ قلمی نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو میں کیسے آیا، اس بارے میں مشفق خواجہ رقم طراز ہیں:

”مولوی عبدالحق نے یہ نسخہ راقم الحروف کی موجودگی میں ایک ایسے نوجوان سے خریدا تھا، جس نے اپنے آپ کو خاندان بے خود دہلوی کا ایک فرد بتایا تھا (پوتا یا نواسہ) بے خود، شاہ غمگین کے بیٹے، مرید اور خلیفہ سید بدرالدین عرف فقیر صاحب کاشف کے پوتے تھے۔ کاشف، غالب کے شاگرد تھے۔ غالب کے ایک خط بنام غمگین^۳ میں اس کا ذکر ہے کہ کاشف کے پاس (۱۲۵۵ھ) دیوان کا ایک نسخہ تھا لیکن زیر نظر مخطوطہ مذکورہ نسخہ دیوان سے مختلف ہے کیونکہ اس میں ۱۲۵۵ھ کے بعد کا کلام بھی ہے۔ ممکن ہے یہ نسخہ غمگین کی وفات کے بعد کاشف نے حاصل کیا ہو، اور پھر انھیں کے خاندان میں رہا ہو۔“^۴

املائی خصوصیات:

ہماری زبان میں عہد بہ عہد دور رس اور تیز رفتار تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ قدیم ادب پاروں سے ان کی نشاندہی ہوتی ہے الامتین کی صورتی ہیئت کا لازمی جز ہے۔ کتابت میں املا سے متعلق غلطیوں کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ کن لفظوں میں کون سے املائی تغیرات ارتقائے زبان کا حصہ ہیں اور کون سی صورتیں انفرادی پسندیدگی کی زائیدہ ہیں اور کون سے شکلیں محض کاتب کی کم سواد، سہو یا لغزش کا نتیجہ ہیں۔

۱۔ مشفق خواجہ: جائزہ مخطوطات اردو (قلمی)۔ جلد دوم۔ ص ۶۔

۲۔ نجم الاسلام دیوان غمگین کے تعاقب میں مجلہ تحقیق ص ۳۱۳۔ جلد ۱۱ سندھ: سندھ یونیورسٹی پریس حیدرآباد: ص ۳۱۳۔

۳۔ اردوئے معلیٰ۔ غالب نمبر حصہ دوم۔ جلد دوم۔ شمارہ ۳-۲، دہلی: دہلی یونیورسٹی فروری ۱۹۶۱ء، ص ۱۰۲۔ ’دیوان حال بہ خدوی ہمیری سید بدرالدین علی خاں ایشتم بہ فقیر صاحب سپردہ دیوان سابق از وصال گرفتہ بہ آدم حضور دادہ شد‘

۴۔ جائزہ مخطوطات قلمی ص ۶۔

کافی حد تک یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ دیوان غمکین کا یہ نسخہ غمکین کے پیش نظر رہا ہوگا کیونکہ غمکین نے اپنے قلم سے اس میں چند تبدیلیاں اور بہت سے اضافے اس میں کیے ہیں۔ مثلاً: صفحہ ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۹۱، ۲۹۳۔

صفحہ ۲۹۳ پر ایک شعر حاشیے میں لکھ کر قلمزد کیا گیا ہے۔ قلمزد شعر یہ ہے:

دل مرا آہ کچھ نہیں معلوم
کس لیے ہے نڈھال کیا جانے!

(۱) واؤ کا استعمال:

اعراب بالحروف کے طور پر جو واؤ پہلے لکھا جاتا تھا، جدید املا کے تحت اس واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے، اور اس کی جگہ ضرورت کے مطابق پیش لگایا جاتا ہے۔ یہ واؤ جس کو حذف کیا گیا، اصلاً تلفظ کا جز بھی نہیں تھا۔ شروع میں بر بنائے احتیاط اور بعد میں بر بنائے روش عام اس کو لکھا جانے لگا۔ اس نسخے میں اسی روش کو اختیار کیا گیا ہے، مثلاً: اوس (اُس)، اوسی (اُسی)، اوس کی (اُس کی)، اون (اُن)، اوپر (اُن پر)، اونیں (انہیں)، اوٹھایا (اُٹھایا)، اوٹھا (اُٹھا)، اوڑنے (اُڑنے)، اوگ (اُگ)، اوہرا (اُہرا)، اوتر (اُتر)، اولٹا (اُلٹا)، اداس (اُداس)، استاد (اُستاد) وغیرہ وغیرہ اگر کسی مقام پر واؤ تلفظ ہو تو ایسے مقامات پر اس واؤ کو لازمی لکھا گیا ہے۔

۲۔ بعض ایسے لفظ جن میں اصلاً ”ی“ جز و کلمہ کی حیثیت رکھتی ہے جب تخفیف کے ساتھ استعمال کیے جاتے تھے تب بھی بہت سے لوگ اس ”ی“ کو کتابت میں برقرار رکھا کرتے تھے، مثلاً: میرا۔ میرے۔ تیرا۔ تیرے۔ یہ ”یے“ بھی اعراب بالحروف کا حصہ ہے اور کسرہ کا انہار کرنے کے لیے لگایا جاتا تھا۔ دیوان غمکین کے تمام موجود نسخوں میں ”مرا“ کے بجائے ”میرا“ اور ”ترا“ کے بجائے ”تیرا“ لکھا گیا ہے، مثلاً:

میرے صیاد نے ایک ظلم یہ ایجاد کیا

بال و پر تو ز قفس سے مجھے آزاد کیا

غم اس کے ہجر کا میرے یوں دل نشیں رہا

خاتم کے بچ وصل ہو جیسے نکلیں رہا

شب کو گلے لپٹ کے میرے وہ جو سو گیا

کیا کیا کہوں میں تم سے کہ کیا کیا نہ ہو گیا

”مرے“ کے بجائے ”میرے“ اور ”اک“ کے بجائے ”ایک“ لکھا ہے۔ ان مصرعوں میں یہ لفظ مختصر صورت میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس

زائد ”ی“ کو شامل کرنے سے مصرعہ بحر سے خارج ہو جائے گا۔ اس غلط نگاری سے املائی خرابی کے علاوہ وزن شعر بھی مجروح ہوگا۔ ایسی غلط نگاری کئی اشعار میں موجود ہے۔ متن میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے، مثال:

یہ دعا حضرت باری سے میری ہے ساقی
تجھ سے ایک دم نہ جدا ہوں کبھی برسات میں رات

۳۔ بعض الفاظ میں کہنی دار ”و“ جزو کلمہ کی حیثیت رکھتی ہے جب تخفیف کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں تو بھی بہت سے لوگ اس کہنی دار ”و“ کو کتابت میں برقرار رکھا کرتے تھے، مثلاً: ”یہاں“، ”وہاں“ وغیرہ۔ دو چشمی ”ھ“ کے بجائے کہنی دار ”و“ کا استعمال بکثرت نظر آتا ہے، مثلاً:

کسی کہانیں وہ نہیں لذت
ہی مزا جو کہ غم کی کہانی میں

۴۔ املا میں بہت سے لفظوں میں اختلاف نگارش نے راہ پالی ہے، جیسے ”پانو“، ”پانوں“، ”پاؤں“ ایک لفظ کے تینوں املا مل جاتے ہیں۔ اسی طرح ”لے“، ”لئے“، ”لیئے“ کی بھی تین صورتیں نظر آتی ہیں۔ یا پھر ”دھواں“ اور ”دھوان“ وغیرہ، ایسے الفاظ کو جدید طرز املا سے لکھا گیا ہے۔ یہ مختلف نگاری، اکثر انفرادی پسندیدگی کے سلسلے میں پیدا ہونے والی املائی خاصیت اختیار کر لیتی ہے۔

۵۔ قدیم املا کے بہت سے لفظ اس مخلوطے میں ملتے ہیں، جیسے: مونہہ (منہ)، زمانا (زمانہ)، سوچ (سوچ)، نشانا (نشانہ)، گلا (گلہ)، اشارا (اشارہ)، ہات (ہاتھ)، ہمایا (ہمائیہ)، کئے (کیے) وغیرہ لیکن جہاں قافیے کی پابندی کے طور پر ”زمانا“ یا ”ہمایا“ وغیرہ آتے ہیں وہ املائی فرسودگی کی ذیل میں نہیں آتے، ایسے تمام الفاظ کو جدید املا میں مرتب کیا گیا ہے۔

۶۔ وہ غلطی جو کم سواد یا لغزش قلم کا نتیجہ ہو ان سب نگارشات کا شمار غلط نگاری کی ذیل میں آتا ہے، ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

۷۔ کاتب نے کہیں ”و“ کو ساقط کر دیا ہے، جیسے: بباد (بہ باد)، ندینگے (ندیں گے)، نہوا (نہ ہوا)، نہپوچھ (نہ پوچھ)، نہچاہا (نہ چاہا)

۸۔ قدیم املا میں نون اور نون غنہ میں امتیاز ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ اس مخلوطے میں بھی ایسا ہی ہے، حتیٰ کہ لفظ کے آخر میں آنے والے نون غنہ میں بھی ہر جگہ باقاعدہ نقطہ لگایا گیا ہے، مثال کے طور پر:

میں ہیں جاؤں وہاں کسے ڈھب سے میں ہی جاؤں وہاں کسی ڈھب سے

ہوگا چرچا یہاں بلانی میں ہوگا چرچا یہاں بلانے میں

۹ لفظ کے آخر میں ہائے مختفی (ہ) ہو تو محرف ہونے کی صورت میں ہائے مختفی کے بجائے ”ے“ آئے گی، مثلاً:

نشمہ میں رات کو مجھ پاس یہاں آنے کا کیا باعث

پھر آتے ہی یہ گھبرا کر چلے جانے کا کیا باعث

تصدق آپ کے جاؤں عجب تقریر الٹی ہے

بھلا بندہ سے صاحب تم کو دکھ پانے کا کیا باعث

۱۰۔ یائے معروف و مجهول میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا ہے۔ یائے معروف کی جگہ یائے مجهول کا استعمال اس نسخے میں اتنا عام ہے کہ بعض اوقات پڑھنے میں وقت اور تذکیر و تانیث کے تعین میں دشواری ہوتی ہے۔ قدیم کتابت کی یہی روش کاتب نے اس نسخے میں برقرار رکھی ہے، جیسے: ہی (ہے)، سی (سے)، فی (نے)، ہای (ہائے)، باند ہی (باندھے)، پڑی (پڑے)، مثال:

اب رہا کیا ہے جان جانی میں
 تمنی جو دیر کی ہے آنی میں
 میں ہیں جاؤں وہاں کسی ڈھب سے
 ہوگا چرچا یہاں بلانی میں
 کسے کہانی میں وہ نہیں لذت
 ہے مزا جو کہ عمکی کہانی میں
 تم منا لاؤ دوستو اوسکو
 ہے قباحت میری منانی میں
 جی ہی ہوتا نہیں تیرا ٹھنڈا
 مجھ سوا اور کی جلانی میں
 قطعہ

تمکو میں چاہتا ہوں اے صاحب
 ہی یہ مشہور سب زمانی میں
 کچھ سمجھ میں میرے نہیں آتا
 اب ہی کیا فائدہ چہانی میں

اور کہیں یائے معروف (ی) کو یائے مجهول لکھا۔

۱۱۔ ہائے مخلوط (ھ) ملفوظ میں بھی فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا، جیسے: تھا (تھا)، پھر (پھر)، کہلنی (کھلنے)، کھر (گھر)، تجھ (تجھ)، کچھ (کچھ)، اوٹھ (اٹھ)، پوچھ (پوچھ)، پھریں (پھریں)، چھوڑیں (چھوڑیں)، مثال:

کیا کریں آہ کہ پیٹنا ہی یہہ دل جاتا ہے
 اوٹتی اوٹتی تیری جب دیکھتے ہیں گات کو ہم

۱۲۔ کاتب نے اس نسخے میں بہت سے الفاظ ملا کر لکھے ہیں، یہ بھی قدیم طریقہ املا کا ہے، مثلاً تجھ کو، تجھ کو، مجھ کو، کسی (کس سے)، مجھسی (مجھ سے)، مینی (میں نے)، خاکیں (خاک میں) وغیرہ۔

مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اس مخطوطے میں کاتب نے قدیم املائی طرز کو برقرار رکھا ہے۔ ”ٹ“ کے لیے ”ث“ استعمال کی ہے۔ ”ک“ اور ”گ“ کے مرکز میں دو عملی کا مظاہرہ نظر آتا ہے، مثلاً:

جنہیں دو کہڑی وصل ہوتا ہی حاصل
 وہ ایک عمر ہجران کی غم دیکھتی ہیں

دیوان غمگین

مملوکہ : حمید الدین شیخ : لطیف آباد۔ حیدر آباد، سندھ۔

مسلر : ۱۱ سطر کا ہے

خط : نستعلیق، شکستہ

زمانہ ترتیب : یہ سید علی غمگین کی شاعری کا اولین مجموعہ ہے۔ جس کا غمگین نے ”مکاشفات الاسرار“ کے دیباچے میں ”دیوان سابق“ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ دیوان غمگین کی زندگی کے پہلے دور کی شاعری پر مشتمل ہے جس میں وہ رنگین کی شاگردی میں عشق مجازی کے جذبات اور کیفیات سے اپنی شاعری کو رنگین بنا رہے تھے۔ ۲۹ برس کی عمر میں یہ دیوان مرتب کیا تھا، جس کا ذکر اکثر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ اس نایاب مخطوطے کو پانے اور محفوظ رکھنے کا شرف حمید الدین شیخ کو حاصل ہے اس نسخے کو حمید الدین شیخ نے بیاض قرار دیا ہے کیونکہ بہ گمان غالب غمگین نے اس کے متن میں کئی جگہ کاٹ چھانٹ کی ہے یہ دیوان کم از کم ایک بار یا ایک سے زیادہ مرتبہ تصحیح و ترمیم کے مرحلے سے گزرا ہے۔ بعض جگہ اصلاح کے بعد پھر تبدیلی کے مرحلے سے گزرا ہے، جبکہ بعد میں اسے ترک کر دیا گیا۔ لیکن جب دوبارہ شاعری کا آغاز کیا تو اس کی تمام غزلیں بعد کے نسخوں میں شامل کی ہیں۔ چند اشعار جو قلمزد کردے گئے اور بعد کے نسخوں میں شامل نہیں کیے گئے، وہ آخر میں شامل ہیں۔

سید علی غمگین نے ”مکاشفات الاسرار“ (مجموعہ رباعیات) کے مقدمے میں اس دیوان کا ذکر اپنے دیوان دیگر کے ساتھ یوں کیا ہے:

”در زمان سابق یک دیوان ریختہ گفتہ بودم و آن را دور کردم و الحال کہ بہ شصت سالگی رسیدہ

آنچہ کہ واردات و برمن غالب بودند و موافق آنہا دیوان دیگر در حالات و واردات و ذوق و

شوق عشق حقیقی و مجازی خود ترتیب دادم و بعضی غزلیات مخصوصہ دیوان سابق درین دیوان

لاحق مندرج ساختم۔“^۱

ڈاکٹر نجم الاسلام لکھتے ہیں:

”ہمارا قیاس ہے کہ جناب حمید الدین شیخ کا مخطوطہ وہی ”دیوان سابق“ یا ”دیوان اول“

ہے جسے میر سید علی غمگین نے دور کر دیا تھا اور جس کی کچھ غزلیں اپنے دوسرے دیوان میں

داخل کرنے کا ذکر عبارت منقولہ بالا میں کیا ہے۔“^۲

اس میں ۲۱۸ غزلیات اور پانچ رباعیات ہیں۔ غزلوں کے ردیف وارانہ راج میں عدم تسلسل ہے۔ حمید الدین شیخ نے اپنے ایک مضمون میں

خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ خود، میر سید علی غمگین کا لکھا ہوا ہے۔ بعض مصرعوں میں تبدیلی کی بارکی ہے اور یہ سب متبادل مصرعے بھی اسی شان خط میں ہیں۔

۱۔ مکاشفات الاسرار ص-۶

۲۔ ڈاکٹر نجم الاسلام دیوان غمگین کے تعاقب میں مشمولہ تحقیق، شمارہ ۱۰-۱۱ حیدر آباد، سندھ: سندھ یونیورسٹی پریس، اولڈ کیپس ۱۹۹۷ء ص-۳۱۳

ہر غزل کے آغاز میں ” “ کی علامت غالباً اس بات کی نشان دہی کرتی ہے، کہ یہ غزل صحیح ہے اور بعد کے نسخوں میں شامل کیے جانے کے قابل ہے۔ تقریباً یہ تمام غزلیں نسخہ انجمن میں موجود ہیں۔ کہیں کہیں حاشیے میں اضافہ کی گئی ہیں۔ کئی مصرعوں کو کاٹ کر نئے مصرعے کا اضافہ کیا ہے اور چند مقامات پر اصل اور اضافہ دونوں ہی موجود ہیں، مثلاً: صفحہ ۲۲ پر ایک کے بجائے تین مصرعے ہیں۔ دو متن میں ایک حاشیے میں لکھا ہے۔ حاشیے میں درج مصرعے بعد میں نسخہ انجمن میں شامل ہے، مصرعے یوں ہیں:

ع: اک ذرا سا آہ اُس خورشید رو کو دیکھ کر

ع: عکس اُس خورشید زو کا دیکھنے سے ہمدمو

جبکہ شعر اس صورت میں نسخہ انجمن میں شامل ہے

سامنے ہوتے ہی اُس خورشید رو کے ہمدمو

مثل شبنم اڑ گیا دل سے مرے صبر و قرار

دیوان کے سرورق پر ”دیوان حضرت جی“، ”دیوان غمگین قلمی“ لکھا ہے اور اسی خط میں نیچے شیخ حمید الدین کا نام لکھا ہے۔ سرورق کے بائیں کونے میں ”دیوان غمگین دہلوی ثم گوالیاری قلمی ملوکہ حمید الدین شیخ کترین“ کے الفاظ درج ہیں۔ دیوان کا آغاز اس غزل سے ہوتا ہے:

یہ جو اے دل زوال ہے تیرا

جان اس کو کمال ہے تیرا

اور اس دیوان کی آخری غزل کا مطلع ہے:

جو کہ غمگین خدا رسیدہ ہے

دونوں عالم سے دل بریدہ ہے

مقطع ہے:

وہ کہے ہے مجھ سے چشم حیا

اور غمگین تو شوخ دیدہ ہے

غزلیات صفحہ ایک تا ۱۲۶ پر درج ہیں۔ صفحہ ۱۲۶ پر ایک شعر کا آدھا مصرع ہی موجود ہے، وہ بھی قلمزد۔ اسی مصرعے کو کسی اور خط (غالباً حمید الدین شیخ کے ہاتھ سے) میں مکمل شکل میں دو مصرعے لکھے ہیں:

میل اُس کے دل میں جو آوے تو خوش ہوتے ہیں لوگ

۰

میل اُس کے دل میں مجھ سے ہووے تو کچھ کہتے نہیں

وہ اشعار / مصرعے جو اس نسخے میں قلمزد کر دیے گئے۔ قلمزد اشعار میں سے بھی ایک یا دو شعر نسخہ انجمن میں شامل ہیں۔ قلمزد اشعار میں سے اکثر پڑھے جاسکتے ہیں لیکن چند ایک ناخوانا ہیں۔ یہ اشعار کسی اور نسخے میں شامل نہیں ہیں۔ ذیل میں وہ مصرعے اور شعر درج ہیں۔

گو بہت دن سے اسے ہم نے بلانا چھوڑا
لیکن اس نے نہ یہاں رات کا آنا چھوڑا
(ص-۲)

ہم نے جن باتوں کے باعث اسے چھوڑ دیا
اس نے ان باتوں کا ہرگز نہ بنانا چھوڑا
(ص-۳)

ع: اس نے چلن سے جو جھلکی کا دکھانا چھوڑا
(حاشیہ ص-۴)

شب کو گلے لپٹ کے مرے وہ جو سو گیا
کیا کیا کہوں میں تم سے کہ کیا کیا نہ ہو گیا
(ص-۱۰)

اپنے عشق میں ٹھہرا دل بے تاب رہا
قائم النار یہ کس طرح سے سے سیما رہا
(ص-۱۰)

دوپٹہ جوں لیا منہ پر ذرا اس نے دکھا صورت
(ص-۱۳)

مدت سے کچھ خبر ہی نہیں دل کی اپنے ہائے
کیا جانے وہ کدھر کو یہاں سے نکل گیا
(ص-۱۱)

ہے یاد مجھے اُس کی وہ اک بار کی جج دھج
(ص-۱۵)

شیریں نہ ہوئے گا دل کوئی جس سے
میرے دہن میں اس کی ہے جیسے زباں لذیذ
(ص-۱۸)

پیتے بھلا کا ہے کو اتنی شراب
شیخ جو تم تھے بہت ہوشیار بس
(ص-۲۵)

ہم کس قطار میں ہیں ہمیں پوچھتا ہے کون
روز جزا کے دیویں گے جس کو حساب ہم
(ص-۴۰)

نشے میں رات کو وہ جو کبھی غصے میں آتے ہیں
تو مارے ڈر کے میرے ہاتھ پاؤں تھر تھراتے ہیں
(حاشیہ ص-۴۱)

ستانا اس سے کیا ہوگا زیادہ کہ تم جو کہتے ہو
کہ تو ہم کو ستاتا ہے نہ ہم تجھ کو ستاتے ہیں
(حاشیہ ص-۴۳)

اپنے گھر میں تم اگر ہم کو بلا سکتے نہیں
جان سے بھی کیا بھلا ہم اپنی جا سکتے نہیں
(ص-۴۵)

اسی شعر کے بعد اگلا مصرع قلمزد ہونے کے باعث پڑھا نہیں جاسکتا۔

----- ہم آغاز اور انجام مقرر کر لیں
اُس کا انجام ہو کیا جس کا کہ آغاز نہیں

ج: اس کا آنا اگرچہ مشکل ہے
(حاشیہ ص-۴۹)

ج: رات کو وہ اس لیے تشریف لاتا ہی نہیں
(ص-۵۰)

گھر کے لوگ ان کے یہ کہتے ہیں ہمیں
آپ کس واسطے یہاں آتے ہیں
(ص-۵۱)

میری چھاتی سے لپٹا اس کو بھاتا ہی نہیں
عید کے دن اسی لیے تشریف لاتا ہی نہیں
(ص-۵۱)

ج: گو جسم یہ باہر ہے ولے جان ہے گھر میں
صفحہ ۵۸ حاشیے پر دو اشعار ناخوانا ہیں۔

ج: موتی جو سیپ سے ہے اے آب یہ کہاں

غمگیں یہ کفر جو کہوں تجھ کو میں خدا
لیکن یہ پوچھتا ہوں کہ اُس کے سوا ہے تو
(حاشیہ ص-۵۹)

پانوں پھیلانے کوئی سوتا ہے
(ص-۸۲)

گر کبھی میں ہنسوں تو -----
میں جو روؤں تو آہ اے غمگیں
مجھ کو سو سو طرح سے رلاتا ہے
پھر وہ ہنس ہنس مجھے ہنساتا ہے
(ص-۸۲)

پلاتا جام اوروں کو نہ دینا مجھ کو اے غمگیں
(ص-۸۳)

بہر صورت یونہی رہوے تیری ایک ہی صورت
ولا جب تک تجھے دلدار کی پہچان ہو جاوے
(حاشیہ ص-۸۷)

تری اس پاک دامانی [ناخوانا] اے ظالم
اگر [ناخوانا] ہو تو صدقے اور قربان ہو جاوے
(حاشیہ ص-۸۷)

کوئی اس بت کو کیونکر بھول جاوے
وہ مکھڑا کوئی کیونکر بھول جاوے
خدا دیکھے سے جس کے یاد آوے
وہی ہے میرا [ناخوانا] مرشد
جو مجھ سے دختر رز کو ملاوے

یہی ہے آرزو غمگین کی یارب
 وہ آوے اور پھر مجھ کو ستاوے
 خدا ہی جانے کہ آوے گا یا نہ آوے گا
 میں شب کو آؤں گا ہاں مجھ سے یہ کہا تو ہے
 جو جی میں آوے کہو سچ کہیں گے ہم تم میں
 وفا تو خیر ہے پر شرم اور حیا تو ہے
 (ص-۸۹)

ع: وفا تو کچھ نہیں لیکن ذرا حیا تو ہے
 (حاشیہ ص-۸۹)

خدا جانے کہ کس کا قتل تیرے جی میں آیا ہے
 [ناخوانا]
 (ص-۹۱)

مگر کیا قتل میرا آج تیرے جی میں آیا ہے
 (حاشیہ ص-۹۱)

کوئی اب قتل ہوگا ہم نے یہ چٹون سے پایا ہے
 کہ اس تیر مڑہ کو سنگِ سرمہ یوں چٹایا ہے
 (ص-۹۱)

وہ نہ کس طرح ہووے دیوانہ
 جو کہ تجھ سی پری کو دیکھے ہے
 (ص-۹۴)

دل سے کر دور اپنی خفگی

غم اس کو کسی طرح کا ہوئے
 غمگین تو خوشی بہت ہے غم سے

غم ہوئے کس طرح کا اس کو
 غمگین خوش ہے ہر ایک غم سے
 (ص-۹۷)

[مصرع ناخوانا]

(ص-۹۷)

یہ رنج میں نے اٹھایا ہے ع کے پینے سے
 کہ رنج کچھ نہ ہوا زخم دل کے سینے سے
 (حاشیہ ص-۱۰۰)

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
 کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی جگینے سے^۱
 (ص-۱۰۰)

خون کا اپنے نہیں تجھ سے مجھے کچھ دعا
 چاہے تو قتل کرے چاہے تو آزاد کرے
 (ص-۱۱۵)

ع: چاہے بلا دے راہ، پر چاہے کرے گمراہ وہ
 (ص-۱۱۷)

یہ ہلکی بات اے برقعہ نشین تم کو نہیں نہیں
 (ص-۱۲۰)

بات کرنے کی بھی پھر قدرت نہیں رہتی مجھے
 (ص-۱۲۳)

[ناخوانا] اسے انسان فیلسوف (ص-۱۲۴)

مصرع ناخوانا۔ (ص-۱۲۵)

صفحہ ۱۲۶ کے بعد صفحہ نمبر نہیں دیا گیا مگر اگلے صفحے پر الگ خط میں فارسی عبارت ہے جو غالباً کسی نے بعد میں لکھی ہوگی:
 ”[ناخوانا] است لازمی مذکر و مونث در یکساں و ماضی و حال و مستقبل مضمر است

آمدن نیامدن آمد نیامد آید ناید آئندہ

اس کے بعد اگلے صفحہ پر بھی صفحہ نمبر نہیں ہے، مگر چھ اشعار جن میں سے دو نامکمل ہیں، یہ اشعار بعد کے کسی نسخے میں شامل نہیں ہیں۔ اور یہ اشعار الگ خط میں ہیں۔ عین ممکن ہے کہ بعد میں کسی نے درج کیے ہوں۔

مرہم زخم دل درد نہاں تو ہی تو تھا

چارہ ساز خاطر بیچارگاں تو ہی تو تھا

پھونکنے والا تن بے جان میں جاں تو ہی تو تھا

روشنی بخشی نگاہ ناتواں تو ہی تو تھا

----- تھا تیرا ہی آوازہ بلند

----- سجدہ اور -----

--- دیر ناتوس کعبہ میں ار ---

گو، ترے سایہ نہ تھا پر ہیں ترے سایے میں سب

جان دل میں آنکھ کے تل میں نہاں تو ہی تو تھا

[ناخوانا] کا نہ تھا چالیس تھے رخ پر نقاب

بس کہ ہر پردے میں [ناخوانا] غز و شاں تو ہی تو تھا

عکسی نقل ہونے کے سبب کاغذ کی بوسیدگی دیکھی تو نہیں جاسکتی تھی، مگر بوسیدگی کے سبب چند صفحات (۶۷ تا ۷۰) کی عکسی نقل کی خواندگی بغیر دوسرے نسخوں کی مدد کے ممکن نہ ہوتی۔ یہ نسخہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں غمگین کی پہلے دور کا کلام محفوظ ہے۔

دیوان غمگین

ادارہ اشاعت :	مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور
سال اشاعت :	جولائی ۱۹۹۳ء
سلسلہ نمبر :	۱۱۴
سطور فی صفحہ :	۱۵
صفحات :	۵۲۰ = ۲۰ + ۵۰۰
زمانہ ترتیب :	اس مجموعے میں آخری قطعہ تاریخ ۱۲۶۳ھ کا شامل ہے، اس سے یہ گمان کیا جاسکتا ہے اس کا زمانہ ترتیب ۱۲۶۳ھ کے قریب کا ہو سکتا ہے لیکن اس میں غزلیات، مخمسات اور قطعات تاریخ، نسخہء انجمن سے کم ہیں۔

عرض ناشر :	ڈاکٹر وحید قریشی، جنرل سیکرٹری مغربی پاکستان اردو اکیڈمی
پیش لفظ :	از محسن برلاس صفحہ الف۔ ب
شجرہ نسب :	خاندان تیموریہ صفحہ پ، ت، ث
مقدمہ :	از محسن برلاس صفحہ ج تا ر

دیوان کا عکسی متن ۵۰۰ صفحات پر محیط ہے، اس دیوان کے آغاز اور اختتام پر کوئی عبارت ایسی نہیں ملتی، جس سے یہ صراحت ہو کہ یہ کس غمگین کا کلام ہے۔ غزلیات صفحہ ایک تا ۳۶۲ میں تخلص ”غمگین“ ہر مقطعه میں موجود ہے بلکہ بعض غزلیات میں تو مطلعوں اور درمیانی اشعار میں بھی تخلص آیا ہے اور ایک دو غزلوں کی ردیف بھی غمگین ہے۔ دیوان کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے:

”لباس الفاظ زیر قلم آوردن نہ غرض شعر بلکہ برائے تسلی خاطر عاشقان حقیقی و مجازی از بطون
بظہور آورده کہ اگر مطابق واقعہ ایشان باشد ذوق و شوقی حاصل کنندہ داز حمد و نعت برجلی خطے
بردارند ہیہات ہیہات زبان حال محال“

یہ عبارت نامکمل ہے۔ گمان ہے کہ یہ قلمی نسخہ بقدر ایک یا دو ورق ناقص الاول ہے، تاہم غزلیات کی حد تک دیوان مکمل ہے۔ صفحہ ۳۶۲ پر آخری غزل کے بعد ”تمت تمام شد“ کی صراحت موجود ہے۔ اس کے بعد بلا عنوان فردیات (ص ۳۶۳ تا ۳۶۶) ہیں۔ ان میں کئی غزلیات کے صرف مطلعے شامل ہیں جبکہ وہ غزلیں دیوان میں شامل نہیں ہیں۔

۴۷۱	تا	ص-۴۶۷	ابیات و قطعات تاریخ
۴۸۳	تا	ص-۴۷۱	چھ نمبرات
۵۰۰	تا	ص-۴۸۳	چھیا کی ربا عیات
		ص-۵۰۰	قطعات تاریخ

آخری قلعے کے مادہ تاریخ سے ۱۲۶۳ھ متخرج ہوتا ہے۔ دیوان کا اختتام اس قطعہء تاریخ پہ ہوتا ہے۔

بواحقین مظہر برکات حق
تھی انھیں نسبت خدا سے اک نئی
از سر ہیبت ہاتف نے کہا
میر حیدر نسبت جذبی گئے

یہ نسخہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور نے بصورت عکس شائع کیا۔ اس کا اصل نسخہ رام پور میں ہے۔ اس کی ایک عکسی نقل محسن برلاس رام پوری، مقیم لاہور نے، مولانا ایجاز علی خاں عرشی کی نشان دہی پر اپنے بھائی مرزا مصطفیٰ حسن مقیم رام پور کی مساعی سے رام پور سے حاصل کی تھی۔ اس اجمال کی تفصیل محسن برلاس نے مقدمے میں بیان کی ہے:

”مولانا عرشی پہلے عالم ہیں، جنہوں نے اس قلمی نسخے کو مرزا عبدالقادر رام پوری متخلص بہ غمگین کے دیوان کی حیثیت سے شناخت کیا، اور ۱۹۷۵ء میں جب محسن برلاس سفر رام پور کے دوران میں مولانا عرشی سے ملے، تو انہوں نے انھیں دیوان کے حصول اور اشاعت کی ترغیب دی۔ یہ مجموعہ رام پور کے ایک لکچرر لطیف کے پاس تھا۔“
ڈاکٹر نجم الاسلام لکھتے ہیں:

”کہ ایک چیز جو دیوان اور اس کے متعلقات کے مطالعے کے بعد کھلتی ہے وہ یہ ہے کہ دیوان سے عبدالقادر غمگین کے تعلق کی بحث اور تحقیق جیسی کچھ بالاستیعاب مطالعے کے بعد چاہیے تھی، ابھی تک اس کی نوبت نہیں آئی۔ مولانا عرشی اور محسن برلاس نے دیوان کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا۔“

۱۔ دیوان غمگین۔ پیش لفظ از محسن برلاس۔ ص-۱

۲۔ ڈاکٹر نجم الاسلام: ”دیوان غمگین کس غمگین کا ہے“ مشمولہ: مجلہ تحقیق شمارہ ۹-۸، حیدرآباد-سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۵ء ۱۹۹۶ء ص-۳۳۳

ڈاکٹر نجم الاسلام مزید لکھتے ہیں:

”سرسری مطالعے سے بھی ایک شک ذہن میں ابھرتا ہے، کہ یہ شاعر، عبدالقادر غمگین کے علاوہ کوئی اور غمگین بھی ہو سکتا ہے۔“

اس کے بعد وہ با تفصیل خارجی اور داخلی شواہد سے ثابت کرتے ہیں، کہ یہ دیوان میر سید علی غمگین کا ہے، نہ کہ عبدالقادر غمگین رام پوری کا اس کے لیے ان کے دلائل مختصر آئیے ہیں:

”دیوان کے سرسری مطالعے سے بھی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ:

- ۱۔ شاعر نہایت قادر الکلام اور کثیر الکلام ہے اور جیسی پختگی کثیر الکلامی سے آ جاتی ہے وہ اس کو بخوبی حاصل ہے۔
- ۲۔ وہ کثرت کے ساتھ دو غزل لے، سہ غزل لے بلکہ توانی بدل بدل کر چار غزل لے تک کہنے کا عادی ہے۔
- ۳۔ خمریات سے خاص شغف ہے۔ وہ تصوف کے دقیق نکات نظم کرتا ہے جس سے اس کا صاحب حال ہونا ظاہر ہے، مگر کہیں انداز ملا متیہ کا بھی ہے۔
- ۴۔ متعدد غزلیں غالب کی معروف زمینوں میں ہیں، جن سے ظاہر ہے کہ اسے غالب سے کسی نوع کا تعلق ضرور تھا، چند مصرعہ ہائے آغاز دیکھیے:

نہ معنی ہوں میں نہ مطرب ساز	(ص ۱۴۱)
دوئی دور کر کر جو ہم دیکھتے ہیں	(ص ۲۱۶)
وہ نہ یہ بند قبا باندھتے ہیں	(ص ۲۲۷)
پھر وہی نالہ اور زاری ہے	(ص ۳۳۹)
گر یہی دل کو بے قراری ہے	(ص ۳۴۲)
نہ تو گریہ ہے اور نہ زاری ہے	(ص ۳۴۳)
نفع نقصان سب برابر ہمارے دل میں ہے	(ص ۳۸۷)
جاناں کے آہ آنے کی یہاں دل کو آس ہے	(ص ۳۸۸)
صرف مجھ کو عشق تیرا چاہیے	(ص ۳۹۲)
کیا حسن ہے وہ آہ وہ کیسا جمال ہے	(ص ۳۹۸)
بے پردہ رو برو مرے اس کا جمال ہے	(ص ۳۹۹)
ہر طرح سیر نہ مجھے ساقی محال ہے	(ص ۴۰۰)

- ہے گلہ مند ادھر بلبل دستاں مجھ سے (ص-۳۰۴)
 حسرتا خوش جو نہیں وہ لب خنداں مجھ سے (ص-۳۰۵)
 مر گئے مت پوچھ شب کی بے قراری ہائے ہائے (ص-۳۱۷)
 داعظ کمال شرع کا ہم کو بھی پاس ہے (ص-۳۵۰)
 ہر ایک دم میں غیب سے مجھ کو سروش ہے (ص-۳۵۰)

جب کہ یادگار غالب کے حوالے سے ہم جانتے ہیں، کہ عبدالقادر رام پوری کا تعلق غالب کے ساتھ احترام اور دوستی کا نہیں تھا۔ وقائع عبدالقادر خانی سے بھی کم از کم لائق ضرور جھلکتی ہے۔

شعراے اردو کے تذکروں میں غمگین تخلص کے تین مختلف قابل ذکر شعرا کا ذکر آتا ہے جن میں سے کوئی ایک دیوان غمگین کا مصنف ہو سکتا ہے:

۱۔ میر سید علی غمگین: ان کا ذکر ”عیار الشعرا“، ”مجموعہ نفیس“، ”گلشن بے خار“، ”طبقات شعراے ہند“، ”گلشن ہمیشہ بہار“، ”سخن شعرا“ اور ”شیم سخن“ میں آتا ہے۔ مثلاً سخن شعرا میں لکھا ہے:

”غمگین تخلص، میر سید علی خلیف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین قادری ناظم صوبہ دہلی، شاگرد سعادت یار خاں رنگین۔“^۱

۲۔ مولوی مرزا عبدالقادر خاں رام پوری تخلص بہ غمگین: ان کا ذکر ”گلستان سخن“، ”سخن شعرا“، ”شیم سخن“، ”انتخاب یادگار“ اور ”بزم سخن“ میں آیا ہے۔ فاضل بے بدل تھے۔ اس لیے دیگر منابع میں بھی ذکر آیا ہے۔ ان کی وقائع عبدالقادر خانی کا اردو ترجمہ ”علم و عمل“ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ”سخن شعرا“ میں ان کا مختصر حال اس طرح بیان ہوا ہے:

”غمگین تخلص، مولوی عبدالقادر خاں بہادر متوطن رام پور، صدر الصدور مراد آباد، فاضل بے بدل تھے گاہ فک شعرا کرتے تھے بعض تذکرے والوں نے ان کا قادر تخلص لکھا ہے۔“^۲

امیر بینائی نے انتخاب یادگار میں لکھا کہ کلیات ان کا گم ہو گیا ہے۔ مگر خود عبدالقادر رام پوری نے اپنے وقائع میں اپنی ۲۴ تصانیف و تالیفات کا ذکر کیا ہے لیکن اس میں کلیات کا کہیں ذکر نہیں آتا۔ اسی طرح ان کے پوتے مرزا نصیر الدین کی وقائع عبدالقادر خانی (علم و عمل جلد دوم) میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے اور نہ یہ ذکر ہے کہ مولوی عبدالقادر اپنی عمر کے کسی حصے میں کثرت سے شعر گوئی کی طرف مائل رہے ہیں۔

۳۔ تیسرے شاعر میر عبداللہ غمگین دہلوی خلیف اصغر میر حسین تسکین دہلوی ہیں ان کا ذکر ”گلستان سخن“، ”سخن شعرا“، ”شیم سخن“، ”انتخاب یادگار“، ”بزم سخن“ اور ”طور کلیم“ میں آیا ہے۔ یہ میر عبدالرحمن دہلوی کے چھوٹے بھائی تھے جو حکیم مومن خاں مومن کے منہ بولے بیٹے اور دیوان مومن

۱۔ مولوی عبدالغفور ناخ، مرتب و مؤلف، سخن شعرا لکھنؤ: نول کشور پریس ۱۹۷۳ء ص-۳۵۳

۲۔ ملخص از سخن شعرا ص-۳۵۶

۱۔ دیوان کے آغاز میں جو مجروح عبارت (لباس الفاظ) ----- زبان حال محال) ظاہر کرتی ہے کہ شاعر صاحبِ حال اور عاشقانہ طرز کلام رکھتا ہے اور عاشقان حقیقی و مجازی کی تسلی خاطر کے لیے وجود میں آیا۔ یہ شہادت مولوی عبدالقادر غمگین پر مطلق صادق نہیں آتی۔ وہ علوم عقلیہ کے ماہر ہیں۔ میدان تصوف کے جادہ پیمائیں جبکہ سید علی غمگین خود ایک مشہور صوفی ہیں اور حضرت جی کے لقب سے مشہور ہیں اور ایک معروف صوفی میر سید محمد دہلوی کے فرزند ہیں۔

تیسرے غمگین میر عبد اللہ غمگین نے کم عمری یعنی تیس ۲۳ برس کی عمر میں انتقال کیا جو ایک ضخیم دیوان کی تسوید اور جمع و ترتیب کے لیے نہایت کم ہے۔ دوسرے ان کے کسی سلسلہ تصوف سے منسلک ہونے کی شہادت بھی نہیں۔ ڈاکٹر نجم الاسلام کے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے:

”ان سب امور پر نظر کر کے یہ نتیجہ نکالنا ہے جانہ ہوگا کہ دیوان کے سرنامے اور کلام میں

حسب حال مضامین تصوف کے اعتبار سے دیوان غمگین سے میر سید علی غمگین کا تعلق زیادہ

قابل قبول قرار پاتا ہے۔“

۲۔ دیوان میں شاعر نے اپنے عہد پیری کا حوالہ بکثرت دیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاعر کو پیری کی عمر کو پہنچنا نصیب ہوا، مثالیں:

پیری میں اس جوان پر عاشق ہوا ہے تو

۲۹۲ رندوں کا حق امام ہے تو رہنما ہے تو

بادصف پیری اپنے سے میں بدگماں ہوا

۱۰۵ عملیں دو چار ہوتے ہی اس نوجواں سے آج

توجوانوں کی سی آجاتی ہے پیری میں امنگ

دیکھتا غمگین ہوں جب اس کی جوانی کی طرح

پیری میں چایے رہے مے کا نشہ چڑھا

اب نشہ جوانی ہے غمگین اتار پر ۱۲۴

شاید میں اور میں گزرے میں اب یہ پیری

کائی جوانی ہم نے ہر چند اتقا میں ۱۳۵

- کے ہے پیری میں غمگین کہ ہو جیے عاشق
۱۴۱ نظر پڑے ہے جب اس کے وہ نوجوان عزیز
مشہور شیخ جی ہے یہ پیر و جواں تلک
۱۸۱ پیری میں جو یہ رنج اٹھانے پڑے ہمیں
اے کاش دیکھتے نہ اے ہم شباب میں
۲۸۳ جو جوانی میں طرح تھی غمگین
وہ ہی پیری میں اب ہماری ہے
۳۳۰ پیری میں اک جواں سے ہے وابستگی ہمیں
تجھے کچھ رحم اپنے پر نہیں آتا ہے اے غمگین
۳۵۷ کہ اس پیری میں ایسے نوجواں سے دل لگایا ہے
ہائے پیری میں تجھے اُس نوجواں کی چاہ ہے
۳۵۵/۲۲۲ راہبر کس کا تو ہوگا آپ ہی گمراہ ہے
وہ سے ناب دے کہ پیری میں
۳۷۹/۲۳۸ ہو دوبارہ شباب اے ساقی
شراب ارغوانی کی جوانوں کو تعجب ہے
۳۸۲/۲۳۹ ہوس غمگین کو پیری میں بھی ہے، پینے پلانے کی
ایسی پلا دو آتشہ پی نہ سکے جسے جواں
۳۹۳/۲۴۵ پیری میں مجھو ساقیا تلخ شراب راس ہے
پیری میں اے سمجھ غنیمت
۴۱۹/۲۶۱ دشنام جو مجھو وہ جواں دے
اگر اک بار وہ بے مہر مجھ پر مہرباں ہوتا
۴۷/۱۷ تو اس پیری میں اے غمگین دوبارہ میں جواں ہوتا
زندگی کیونکر کئے بے شغل اس پیری میں آہ
۴۹۰ تم کو اب اس نوجواں سے دل لگانا چاہیے

ان اشعار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاعر بالیقین عہد پیری کو پہنچا ہے۔ ان اشعار کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ صرف تیس برس کی عمر

میں وفات پا جانے والے شاعر میر عبد اللہ غمگین کا یہ دیوان نہیں ہو سکتا۔

۳۔ ایک نہایت مستحکم داخلی شہادت عبد القادر غمگین اور سید علی غمگین میں نسب کے فرق کی ہے۔ عبد القادر غمگین رام پوری نسا امیر تیور گورگان کی نسل سے ہیں۔ جیسا کہ محسن برلاس نے دیوان غمگین کے آغاز میں مقدمے سے قبل شجرہ نسب دیا ہے۔ میر سید علی غمگین کی سیادت ایک مشہور بات ہے۔ شعرائے اردو کے تذکروں میں میر سید علی غمگین کا، مشائخ کے ذیل میں ان کے والد میر سید محمد دہلوی کا اور مغلوں کے عہد زوال کی تاریخوں میں ان کے والد کے حقیقی بھائی سید نظام الدین شاہ کا ذکر آتا ہے۔ غرضیکہ اس خاندان کی سیادت مسلم ہے، اور میر علی غمگین نجیب الطرفین سید ہیں۔ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی۔ اس سلسلے میں داخلی شہادتیں ان کے اشعار ہیں، مثلاً:

کیوں تو نہ کرے شہید کافر
ہوں خلف حسین اور حسن کا

ہو مثل خاک، آتش غصہ سے کر حذر
جد مجید غمگین ترا بو تراب ہے

ان دونوں اشعار کی موجودگی میں محکم طور پر ثابت ہو جاتا ہے، کہ صاحب دیوان میر سید علی غمگین ہی ہیں، جن کی سیادت مسلم ہے۔

۴۔ وطنی نسبت سے بھی داخلی شہادتیں موجود ہیں۔ مولوی عبد القادر مختلف ملازمتوں کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر رہے۔ مگر ان کا مولد و مسکن

رام پور ہے۔ وطن ثانی، ان کا سرالشیہ، مراد آباد بھی رام پور سے بہت قریب تھا۔ آخری عمر میں رام پور میں ہی آگئے اور یہیں انتقال کیا۔

سید علی غمگین دہلی میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم پائی۔ رنگین کے طرز کو اپنایا۔ یہیں میر فتح علی گردیزی سے بیعت کی۔ ان کے انتقال کے بعد حیدر آباد کن اور واپسی پر گوالیار میں مستقل سکونت اختیار کی۔ اشعار میں دہلی کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

واسطے اُس کے ہے عقبی میں در جنت کشاد

حضرت دہلی میں جو یا پاک پٹن میں رہا (ص ۵۴)

وہ عہد پیری میں عہد رفتہ کی رونقیں جو انھوں نے دہلی میں دیکھی تھیں اس کے پس منظر میں ملامتیہ انداز میں کہتے ہیں:

ٹھڑا شراب بھی کسی دکان میں نہیں

شہر گوالیار میں ہے کا یہ حال ہے ص ۴۰۱

۵۔ شخصی حوالوں میں اقربا کا ذکر بھی بہت کچھ واضح کر دیتا ہے۔ دیوان کے آخر میں چند قطعات تاریخ ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے:

”جب بڑے بھائی سید احمد امیر

صفت موت سے حیات ہوئے

سرجان قطع ہوتے ہیں غمگین

ہے یہ تاریخ ”عین ذات“ ہوئے۔“ ۱

دیوان کے آغاز میں دیے گئے شجرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی عبدالقادر غمگین کے کوئی بڑے بھائی نہیں تھے۔ وہ خود سب سے بڑے بھائی تھے۔ ان کے بعد ایک بھائی مرزا غلام باسط تھے۔ سید علی غمگین کے شجرہ نسب سے ثابت ہوتا ہے، کہ سید علی غمگین کے بھائی کا نام سید احمد میر تھا، جن کی وفات پر غمگین نے یہ قطعہ تاریخ کہا:

چوں صاحب میر خاں انی اشق
از بام فنا بے خود و مستغرق
غمگین تاریخ گفتہ شد از سر جان
زیر قدم رسول افتاد بخت

شاہ ابوالبرکات سے غمگین نے روحانی فیض اٹھایا تھا۔ ان کی وفات پر بھی قطعہ تاریخ کہا۔
جہکوراؤ سندھیہ اور مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ سے غمگین کے ذاتی مراسم تھے۔ ان کی وفات پر قطعہ تاریخ کہے جو مخزن اسرار میں شامل ہیں۔
محسن برلاس، دیوان سے، عبدالقادر غمگین کے تعلق کے حق میں دلیل کے طور پر مولانا عرشی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

”ان کا (مولوی عبدالقادر رام پوری کا) یہ دیوان ہے، جیسا کہ رباعیات فارسی جو دیوان

کے آخر میں شامل ہیں کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے۔“

غالباً محسن برلاس یا پھر مولانا عرشی کو تسامح ہوا ہے۔ ان رباعیات میں ایسی کوئی صراحت موجود نہیں جس سے دیوان کے مصنف مولوی عبدالقادر غمگین قرار پائیں۔ ان کے علاوہ چند قطعہ تاریخ بھی فارسی میں ہیں لیکن ان میں بھی کوئی قرینہ ایسا نہیں کہ اسے عبدالقادر غمگین کے صاحب دیوان ہونے کی دلیل مانا جائے، محسن برلاس نے ایک اور دلیل پیش لفظ میں دی ہے، وہ لکھتے ہیں:

”(راقم نے) دیوان کو دیکھا اور اس کے کچھ حصے پڑھے اس میں ایک رباعی دیکھی جو مولوی

مرزا عبدالقادر صاحب نے اپنی بہن امۃ الفاطمہ کے غم میں کہی تھی، جن کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور

مولانا جمال الدین لاہور (مقیم رام پور) کے فرزند مولوی فخر الدین صاحب سے منسوب تھیں۔“

یہ قطعہ تاریخ دیوان کے آخر میں موجود ہے، جو تاریخ ہمشیرہ صاحبہ کے عنوان سے آتا ہے اور وہ قطعہ تاریخ یہ ہے:

گشت چوں آن عزیزہ را افسوس

مرض بے تمیز ذات الحب

ہاتف گفتا از سر عبرت

گشت تاریخ نیز ذات الحب

۱۲۵۷ھ

۱۔ دیوان غمگین۔ پیش لفظ از محسن برلاس۔ ص۔ الف

۲۔ ایضاً ص۔ ب

۳۔ دیوان غمگین۔ ص۔ ۴۷۰

اس قطعہ تاریخ جسے محسن برلاس رباعی لکھتے ہیں، کے عنوان میں نام کی صراحت کہیں نہیں ہے۔ بچے کے قتل کے سانحے پر تاریخ کہتے ہوئے غمگین نے لکھا:

اور کہتے تھے ہائے حرمت خاں
نہ رہے گا یہ نور گنج آباد^۱

نور گنج گوالیار کے ایک محلے کا قدیم نام ہے۔ آج بھی لوگ اسے نور گنج کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن اب اس بستی کا نیا نام سیوانگر رکھا گیا ہے۔ محترمی اعجاز محمد حضرت جی سیوانگر (قدیم نور گنج) میں ہی رہتے ہیں۔

۶۔ زمرہ شعرا میں استاد ی شاگردی بھی ایک بڑا حوالہ ہے۔ غمگین فن شاعری میں سعادت یار خاں رنگین کے شاگرد تھے، جیسا کہ متعدد تذکروں میں آیا ہے، اور ”مجالس رنگین“ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ:

”مجالس رنگین میں آخری مجلس میں اپنے دس میں سے نو شاگردوں کے نام بتائے ہیں۔ ان

میں سب سے پہلے نمبر پر میر سید علی غمگین کا نام ہے۔“^۲

مجلس شصت و دوم میں سید علی غمگین کے ان اشعار کا ذکر کیا ہے:

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی ٹہینے سے
جنوں نے چاک کیا ہے پھر اس گریباں کو
نہیں ہے فائدہ ناصح اب اس کے سینے سے
جو خاص بندے ہیں اس کے انھیں سوا اس کے
نہ کام مال سے مطلب نہ کچھ خزینے سے
سوا تمھارے مجھے اور سے نہیں کچھ کام
تلیہ تم سے غیر لگاتے ہیں آکے کہنے سے
اب اس قدر مجھے اس عشق نے ستایا ہے
کہ تنگ آیا ہوں غمگین میں اپنے جینے سے

۱۱

۱۔ دیوان غمگین۔ ص ۳۶۸۔

۲۔ سعادت یار خاں رنگین، ”مجالس رنگین“ مرتبہ۔ مسعود حسین رضوی ادیب ص ۱۱۱، لکھنؤ، نظامی پریس۔ ۱۹۲۹ء

۳۔ مجالس رنگین۔ ص ۶۲۔ نہ

بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں
پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں

مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا
آخر اس شوق نے جلا مارا

شع ترا یہ مکھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے
داغ جگر پر عشق میں تیرے مثل چراغ خانہ ہے
مرے صیاد نے اک ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

مرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے
ٹکٹا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے

دیوان میں غمگین نے رنگین کے ایک مصرعے کی تفسیم یوں کی ہے:

بقول رنگین ہے یہ اپنی مشورت غمگین
جو وہ نہ آوے تو میں بھی نہیں بلانے کا

طرز رنگین کی پیروی غمگین کے ”دیوان سابق“ کی غزلیات میں خاص طور پر نظر آتی ہے۔

میر سید علی غمگین نے گوالیار میں واقع اپنے بچے کا ذکر ایک شعر میں اس طور کیا ہے:

لن ترانی و ارنی مثل کوہ طور
بچے کے اپنے ہیں شجر اور حجر ہمیں

نسۃ انجمن میں بچے کا قطعہ تاریخ بھی موجود ہے۔

میر سید علی غمگین کی مشہور تصانیف میں دو سب سے نمایاں ہیں۔ ”مکاشفات الاسرار“ اور ”مرآت الحقیقت“۔

”مکاشفات الاسرار“ مجموعہ رباعیات تصوف کے مضامین پر مشتمل ہے اور اردو کی متصوفانہ شاعری میں یہ مجموعہ ایک نہایت نمایاں مقام رکھتا ہے، غمگین نے اس کے مقدمے میں ”دیوان سابق“ کے دور کرنے کا ذکر کیا ہے۔ دیوان دوم، قریب ساٹھ سال کی عمر میں کہا، اور اس کے ختم ہونے پر ”مکاشفات الاسرار“ مرتب کی۔ اس کے بعد اسی کی شرح مرآت الحقیقت کے نام سے لکھی۔ دیوان غمگین کے آخر میں چھیا سی رباعیات ہیں۔ ان میں

سے کچھ ”مکاشفات الاسرار“ میں شامل ہیں۔

چند مزید شواہد دیوان غمگین کے باقی نسخوں اور پھر ان کے مطالعے کے بعد سامنے آئے ہیں، جو اسے میر سید علی غمگین کا دیوان ثابت کرتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ انجمن ترقی اردو، کراچی میں دیوان غمگین کا جو نسخہ ہے اس میں فہرست دیوان سے نقل جو سات سادہ اور اق ہیں ان میں سے پانچوں ورق پر اس کی مستطیل مہر ہے جو اتنی مدہم ہے کہ ”سید“ کا لفظ اور اس لفظ کے اوپر حرف ”ت“ پڑھنے میں آتا ہے، اس کے نیچے سنہ ۱۲۴۳ھ لکھا ہے۔ بقول مشفق خواجہ:

”گمان غالب ہے کہ یہ خود سید علی غمگین کی مہر ہے، جس پر ”سید حضرت جی“ کندہ تھا۔“

۲۔ بنارس ہندو یونیورسٹی میں بھی دیوان غمگین کا ایک نسخہ ہے۔ جس کے بارے میں اختر جمیل (اختر نظمی) نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں لکھا ہے کہ اس کی کتابت میاں ہدایت النبی نے کی تھی۔ میاں ہدایت النبی غمگین کے خلفا میں سے تھے، اور غالباً یہ نسخہ شہزادہ فیروز کے ایما پر تیار کیا گیا۔ کیونکہ، اگرچہ پوری عبارت پڑھی نہیں جاتی مگر شہزادہ فیروز کا نام بہت واضح طور پر پڑھا جاتا ہے، مغل شہزادہ فیروز، غمگین کے انتہائی معتقد شاگردوں میں سے تھے۔ ضمیمے میں اس کے آخری ورق کا عکس شامل ہے۔

۳۔ نیشنل لائبریری، اسلام آباد میں جو قلمی نسخہ ہے اس پر شاعر کا نام سید علی غمگین لکھا ہوا ہے۔

۴۔ حمید الدین شیخ (لطیف آباد، حیدرآباد سندھ) کے پاس جو دیوان غمگین کا اولین نسخہ ہے، جسے انھوں نے اپنے ایک غیر مطبوعہ مکتوب بنام ڈاکٹر نجم الاسلام میں بیاض قرار دیا ہے۔ اس دیوان کا ذکر خود غمگین نے ”مکاشفات الاسرار“ کے مقدمے میں ”دیوان سابق“ کے طور پر کیا ہے۔

۵۔ ”مخزن الاسرار“ کے نام سے ۱۹۶۶ء میں رضا محمد حضرت جی نے ”دیوان غمگین“ کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اگرچہ یہ ایک انتخاب ہے، مگر ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ۱۹۶۶ء میں وہ سید علی غمگین کے نام سے ان کے پڑپوتے کے بیٹے نے شائع کرائی۔

۶۔ اس سے پہلے ۱۹۶۳ء میں یونس خالدی کی کتاب ”مطالعہ حضرت غمگین دہلوی“، انجمن ترقی اردو ہند، علی گڑھ نے شائع کی۔ اس میں بھی سید علی غمگین کے کلام کا انتخاب شامل ہے۔

۷۔ ۱۹۶۴ء میں پروفیسر عبدالشکور کی کتاب ”شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام“ ہے اس میں بھی غمگین کے کلام سے انتخاب شامل ہے۔

ان کتابوں سے پہلے پچاس اور ساٹھ کے عشرے میں کثیر تعداد میں غمگین کی حیات اور کلام کے حوالے سے اخبارات و رسائل میں مضامین شائع ہوتے رہے ہیں، اور ان میں کلام سے مثالیں بھی موجود ہیں۔ مگر کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کلام عبدالقادر غمگین رام پوری کا ہے۔

۸۔ ان مطبوعہ کتب و مضامین سے قطع نظر ۱۹۹۴ء میں دیوان غمگین کی عکسی نقل کی اشاعت کے منظر عام پر آنے کے بعد ڈاکٹر نجم الاسلام نے اپنے دو مضامین ”دیوان غمگین کس غمگین کا ہے“ اور ”دیوان غمگین کے تعاقب میں“ میں بھرپور طریقے سے تردید کی ہے کہ دیوان مذکور عبدالقادر غمگین رام پوری کا

نہیں ہے بلکہ سید علی غمگین کا ہے۔ ان مضامین کی اشاعت کو کم و بیش دس بارہ سال کا عرصہ گزر گیا، لیکن تا حال کسی نے اس کی تردید نہیں کی۔
محسن برلاس نے دیباچے میں اپنے چچا کی بیاض سے چند اشعار نقل کیے ہیں، ان میں سے بہت سے اشعار غمگین کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہیں اور خصوصاً فارسی اشعار تو ”مخزن اسرار“ کے کسی خطی نسخے میں موجود نہیں ہیں۔

ملاقات اس لیے تجھ سے بت بے پیر کم کردی
کہ تو نے غیر کی خاطر مری تو قیر کم کردی
یہ ہے قسمت کی خوبی دیکھ اس میرے جنازے پر
نمازی یاں تلک بیکے کہ اک تکمیر کم کردی
تمہارے اپنے بیگانے مرا سب خط پڑتے ہیں
اسی سے میں نے حال دل کی اب تحریر کم کردی
بقدر جرم جب تقسیم ہے رحمت کی اے غمگین
اگر کچھ ہوش تھا تجھ کو تو کیوں تقصیر کم کردی

۰

یہ زلف کھولی ہے چہرہ پہ یا کیا ہے طلسم
جو دھند سے نظر آتا ہے آفتاب میں سانپ
جو عکس زلف پڑا جام میں تو ساقی نے
جھک کے رکھ دیا ساغر کہ ہے شراب میں سانپ
خیال زلف نہ جائے گا دل سے اے غمگین
کہ بیشتر رہے ہیں خانہ خراب میں سانپ

۰

کیونکر نہ کروں پیری میں سیر جہاں کی
دن، ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گدڑی کا

۰

نہ رہے دل میں مرے سدرہ و طوبیٰ کی ہوس
گر میسر ہو مجھے سایہ دیوار ترا

۰

لوگ مدت سے قیامت کی خبر دیتے ہیں
دو قدم چل کے مری جان ذرا دکھلا دو

۰

اپنے گھر میں نہیں کچھ قدر ہماری غمگین
 مثل گوہر ہوئے ہم گھر سے نکل کر باہر

موباف سر کی چوٹی میں رنگت بدل گیا
 اندھیر ہے کہ سانپ زمرہ نکل گیا

پارس جو لگا ہاتھ تو پتھر جانا
 اکسیر کو بھی خاک سے کم تر جانا

سن کے رندوں کی زبانی صفت غفاری
 شیخ چاہے ہے کہ مسجد میں کرے عے خواری
 میں خراباتی بے باک ہوں اور لوگ مجھے
 پارسا جانے ہیں اللہ رے تیری ستاری

چند مدت رہے خدمت میں بتوں کی غمگین
 بعد ازاں کعبے کا بھی کر کے سفر دیکھ لیا
 اب دور ہے پہ ہیں ہم کعبہ و بت خانہ کے
 کہ ادھر دیکھ لیا، گاہ ادھر دیکھ لیا

حرم میں برہن رکھا نام میرا
 گیا دیر میں تو مسلمان ٹھہرا

مندرجہ بالا اشعار دیوان غمگین کے اس نسخے یا موجود کسی اور نسخے میں نہیں ہیں، جو محسن برلاس نے اپنے چچا کی بیاض سے نقل کیے ہیں۔

”مخزن اسرار“

کتب خانہ	:	سیاحی گانگواڈ	بنارس ہندو یونیورسٹی، لائبریری یو۔ پی، انڈیا۔
نمبر	:	<u>U IX -3</u> 22	
اوراق	:	۳۱۸	
سطور	:	۱۵	

ابتدائی دونوں اوراق پر بنارس ہندو یونیورسٹی کی بیضوی مہر ثبت ہے، جس کا آدھا بالائی حصہ ہندی میں ہے، جو مٹا ہوا ہے۔ اور نچلا آدھا حصہ انگریزی میں ہے۔ جس میں ”Banaras Hindu University“ لکھا ہے۔ مہر کے درمیانی حصے میں صرف Presented by کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ دیوان کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے۔ دیباچے کی عبارت کا آغاز اشعار سے ہوتا ہے:

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
اُس میں اپنا ظہور تام کیا
لا نہایت ہے حمد اے غمگین
پر تری فکر نے بھی کام کیا

”حمد و نعت میکند در عالم تشبیہ تزییہ۔“

ہیہات زبان حال محال۔“

Data Sheet میں دیوان غمگین آف دہلی لکھا گیا ہے۔

پہلے صفحے کے دائیں جانب حاشیے پر یہ عبارت درج ہے:

”الحاشیہ^{۱۲} اوراقہ قل ہو اللہ یعنی ذات محبت اللہ الصمد معنی ذات مع الصفات لم یلد ولم یولد یعنی

منزہ و مشتبہ و مطلق و مقید ہمہ اوست ولم یکن لہ کفو احد یعنی نامتناہی“ ۱۳۔“

پھر اُنٹی لائن میں درج عبارت کا حصہ اول ناخوانا ہے، اس کے بعد لکھا ہے:

”حمد لا اجتہا اے غمگین“

۱۔ مخزن اسرار۔ مخزن بنارس ہندو یونیورسٹی لائبریری ص۔ ۱۔

۲۔ دیوان غمگین آف دہلی۔ ص۔ ۱۔

غزلیات کا آغاز اس غزل سے ہوتا ہے۔

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا

حمد کی صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا

اس میں مصرع ثانی ”ہائے کیا مطلع ہے غمگین اپنے اس دیوان کا“ لکھ کر قلم زد کر دیا گیا ہے۔ اس کے بجائے مندرجہ بالا مصرع ثانی لکھا گیا ہے۔ صفحات کے نمبر شمار نہیں۔ ترک بھی بالاتزام نہیں، بلکہ کہیں کہیں ہے۔

صفحہ ۲۶۴ تک غزلیات ہیں، اس کے بعد مطلعات : ۲۶۴ تا ۲۸۰ مختصات : ۲۸۱ تا ۲۹۰

مختصات کے خاتمے پر ”تمت تمام شد“ کے الفاظ درج ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۲۹۱ تا ۳۰۹ رباعیات ہیں، ان کے بعد بھی ”تمت تمام شد“ لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ۳۲ قطعات تاریخ ہیں صفحہ ۳۱۰ تا ۳۱۸ اور یہیں دیوان کا خاتمہ ہوتا ہے۔ آخری صفحہ پر آخری قطعہ تاریخ نامکمل ہے:

خواجہ قانون یعنی قطب گوالیار

چون فنا کشتند در ذات الہ

از سر ہیہات تاریخ وقات

گفت-----

اس کے بعد یہ عبارت درج ہے:

”ایں دیوان مرزا محمد فیروز شاہ [لباس پوشید] ہر کسے دعو اکند باطل“

دیوان کے صفحہ ۲۲ پر یہ عبارت اس شان خط میں لکھی ہے۔ ”ایں دیوان مرزا فیروز شاہ“

دیوان کے صفحہ ۸۴ پر ایک اور نام لکھا ہے۔ بشیر دہلوی ”گفت ایں برو بجائے دگر مر معلوم [ناخوانا]“

جیسا کہ میں شروع میں ذکر کیا ہے کہ بشیر نامی شخص کے پاس بھی دیوان غمگین کا کوئی نسخہ رہا ہے، ممکن ہے یہ وہی نسخہ ہو۔

غزلیات کی کل تعداد ۵۷۴ ہے، جبکہ دیوان میں دیے گئے مطلعات کے مطابق غزلیات کی تعداد ۲۲۱ ہے، سید اختر جمیل لکھتے ہیں:

”بنارس یونیورسٹی میں جو نسخہ ہے، وہ بھی بہت عمدہ حالت میں ہے۔ اس نسخے کی کتابت

ہدایت النبی صاحب نے کی ہے۔ دیوان کے خاتمے پر حضرت غمگین کی مہر ثبت ہے اور

ہدایت النبی صاحب کے دستخط ہیں۔ اس نسخے میں ۹۹ غزلیں شامل ہیں، غزلیں ردیف

دار ترتیب دی گئیں ہیں۔ غزلوں کے علاوہ سات مخمس اور ۳۰ قطعات تاریخ بھی شامل

ہیں۔“

بنارس یونیورسٹی سے موصولہ نسخہ جس پر یونیورسٹی کی مہر ثبت ہے اس میں کل غزلیات ۴۷۵ ہیں، چھ مخمسات، ۳۴ تاریخات اور ۸۸ رباعیات ہیں۔ پورا نسخہ عمدہ اور صاف لکھا ہوا ہے۔ بہت کم جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں نسخے کا پرنٹ سی۔ ڈی پرنٹ آسکا ہو جہاں پرنٹ نہیں آیا اس کی نشان دہی حاشیہ میں کر دی گئی ہے۔ اس کی نشاندہی متن میں کر دی گئی ہے۔ یہ نسخہ لالہ سری رام کی لائبریری سے بنارس ہندو یونیورسٹی لائبریری منتقل ہوا ہے۔ اس نسخے پر کہیں بھی کوئی بھی ایسی صراحت نہیں ملتی کہ اس کی کتابت میاں ہدایت النبی نے کی ہو۔ نہ اس پر کسی مہر کا عکس نظر آتا ہے۔ یہ دیوان غمگین کا انتہائی اہم نسخہ ہے ”مطالعہ حضرت غمگین دہلوی“ میں یونس خالدی نے غمگین کے خط کی جو عکسی نقل دی ہے اس دیوان کا خط اس سے بہت مشابہ ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی کتابت میں تو ذرہ برابر برق معلوم نہیں ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ سید علی غمگین نے شہزادہ مرزا فیروز شاہ کے لیے لکھا، یا تیار کرایا ہوگا۔ اس نسخے میں ۱۲۵۶ء/۱۲۵۷ھ تک کے قطعات تاریخ موجود ہیں۔ اس لیے اس کی کتابت غمگین کی زندگی میں ہی ہوئی ہوگی۔

نسخے کے حاشیے پر لکھی غزلیات الگ خط میں ہیں۔ پہلے صفحے پر پہلی غزل میں جو دو شعر اضافہ بر حاشیہ ہیں وہ اسی خط میں ہیں، جس خط میں پورا دیوان لکھا گیا ہے۔ اس نسخے کی املائی خصوصیات نسخہ انجمن دہلی ہی ہیں۔

دیوان کی آخری غزل یہ ہے:

مطلع: کچھ بت کدہ نہ کعبہ نہ دیرانہ خوب ہے

جس جا کہ تو نہ ہو وہ صنم خانہ خوب ہے

مقطع: ظاہر ہو جس میں رندی و باطن میں وجد و ذوق

غمگین وہ گفتگوئے ظریفانہ خوب ہے ص-۳۶۲

دیوان غمگین

نیشنل لائبریری، اسلام آباد

Acc / No. 22 : Acc / No.

۹۷ : مکتوبہ ورق

خط : پاکیزہ نستعلیق

مسطر : ۱۴ اسطری

اس مجموعے میں ۲۹۸ غزلیات اور ۳۰ رباعیات جبکہ صرف ایک مخمس شامل ہے۔

سرورق پر ”دیوان غمگین“ (جلی حروف میں) اس کے نیچے نسبتاً خفی الفاظ میں سید علی غمگین لکھا۔ اس کے بعد ورق پر ”قیمت دیوان“ کے الفاظ لکھے ہیں، مگر قیمت درج نہیں ہے۔ یہ الفاظ اسی خط میں ہیں۔ جس میں دیوان لکھا گیا۔ اس کے بعد اسی صفحے کے بائیں جانب بالائی کونے پر یہ شعر درج ہے:

بسکہ زد بر ہفت کشور سایہ فضل الہ
حامی دین محمد شاہ عالم بادشاہ

آدھے صفحے پر کسی بدخط نے چند مصرعے لکھے ہیں اور صفحے کے بائیں جانب چٹل کونے سے ذرا اوپر بسم اللہ کے نیچے کچھ لکھا ہے۔

صفحہ نمبر ایک پر صفحے کے درمیان سے دیباچے کی عبارت کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد درج ذیل شعر لکھ کر قلم زد کر دیا گیا ہے۔

مشتاق ہے اپنی جو ثنا کا
پتلا ہے وہ اے دلا ریا کا

صفحہ نمبر ایک پر کچھ کالغظ درج ہے۔ صفحہ نمبر ۴، ۸، ۱۰، ۴۴، پر غزلیں حاشیے میں لکھی گئی ہیں۔ ان کا اندراج ترجہا بیاض نما ہے۔ یہ تمام اضافے الگ خط میں ہیں اور یہ خط وہی ہے جس خط میں نسخہ شیخ لکھا گیا۔ اسی خط میں سے نسخہ انجمن میں اضافے کیے گئے ہیں۔ صفحہ ۲۵ کے بعد کاغذ کا ایک چھوٹا سا کٹرا جلد بندی میں آگیا ہوا ہے۔ یہ کسی خط کا حصہ ہے۔ غزلیات کا آغاز اس غزل سے ہوتا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے:

اُس کے وعدے پر اعتبار کیا
ہائے پھر شب کو انتظار کیا

یہ نسخہ مکمل سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۸۵ تک غزلیات درج ہیں۔ غزلیات کا اختتام اس شعر پر ہوتا ہے۔

یاد اس کی میں یاد رکھ غمگین
بھول تھوڑی بہت چلی جاوے

صفحہ ۸۵ تا ۸۸۔ رباعیات، صفحہ ۸۸ تا ۸۹۔ مخمس (سات بند) صفحہ ۸۹ تا ۹۵۔ رباعیات، صفحہ ۹۵۔ مطوعات
مطوعات کا کاتب کوئی اور ہے جو انتہائی بدخط اور کم سواد ہے۔

نسخہ آب رسیدہ ہے، اور کسی نقل میں یہ آب رسیدگی اور بھی نمایاں ہے۔ لیکن اصل نسخے کی خواندگی میں کوئی مشکل نہیں۔ سوائے اس کے کہ حاشیے میں درج غزل کے الفاظ ورق کٹنے کے ساتھ ہی کٹ گئے ہیں، مگر دوسرے نسخوں کی مدد سے یہ مقام آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔

دیوان کے مطبوعہ انتخاب

مخزن الاسرار

مرتب : سید شاہ رضا محمد حضرت جی گوالیاری

سنہ اشاعت : ۱۹۶۶ء

سرورق پر یہ فارسی شعر درج ہے:

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند

بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

اس کے بعد مجموعے کا نام ”مخزن الاسرار“ جلی حروف میں لکھا:

۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء

کلام بلاغت نظام حضرت جی خدا نما شاہ سید سید علی حسنی و حسینی ”مختلص بہ غمگین شاہ جہان آبادی

مرتبہ : سید رضا محمد حضرت جی گوالیاری۔ غمگین اکاڈمی۔ فقیر منزل گوالیار

ناشر : نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

”نذر عقیدت“ کے عنوان سے رضا محمد حضرت جی نے اس انتخاب کو اپنے والد سردار غنی محمد حضرت جی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ خدا نما کے نام معنون کیا ہے۔ پیش لفظ مولانا سید جعفر علی اور تعارف خواجہ محمود نیازی نے لکھا ہے۔ مقدمہ رضا محمد حضرت جی نے لکھا ہے جس کے آخر میں تاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۶۵ء درج ہے، فہرست انتخاب درج ذیل ہے:

صفحہ

- ۱۔ معنون بنام نامی، عالی جناب سردار غنی محمد حضرت جی، سجادہ نشین، خانقاہ عالیہ خدا نما ۵
- ۲۔ پیش لفظ از پروفیسر مولانا سید جعفر علی ۷
- ۳۔ تعارف از خواجہ محمود نیازی ۱۲
- ۴۔ مقدمہ مرتبہ از رضا محمد حضرت جی ۱۷
- ۵۔ دیباچہ غزلیات از حضرت جی شاہ غمگین، خدا نما علیہ الرحمۃ ۴۱
- ۶۔ غزلیات ردیف دار ۴۳
- ۷۔ مخمس ۱۵۰
- ۸۔ تاریخی قطعات ۱۵۶
- ۹۔ مختصر دیباچہ رباعیات ۱۵۹
- ۱۰۔ رباعیات ۱۶۱

۱۷۶	۱۱۔ تعداد کلام مخزن الاسرار
۱۷۷	۱۲۔ تعداد تصانیف معہ مختصر خاکہ
۱۷۹	۱۳۔ تعداد قلمی دواوین
۱۸۱	۱۴۔ مختصر حالات
۱۸۷	۱۵۔ منقبت در شان حضرت جی شاہ غمگین
۱۹۰	۱۶۔ قطعات مختلف شعرا
۱۹۳	۱۷۔ مشاہیر وادبا کی آرا کا اقتباس
۲۱۱	۱۸۔ مطبوعات جدید
۲۱۵	۱۹۔ حرف آخرا ز کپتان خواجہ سائل حیدری گوالیاری
۲۱۸	۲۰۔ شکر یہ از، رضا محمد حضرت جی
۲۱۹	۲۱۔ اصطلاحات صوفیہ

اس انتخاب میں ۲۸۹ غزلیات ہیں۔ ہر غزل پر نمبر شمار درج کیا گیا ہے۔ چار محسنات اور سولہ قطعات تاریخ ہیں۔

آغاز: ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا

اختتام: نہ تھا آہ آدم کا کچھ اس میں چارہ
یہ بے چارہ ناچار پیدا ہوا ہے

بسم اللہ میں سب ہے جو کہ قرآن میں ہے
قرآن میں وہ ہے کہ جو انسان میں ہے
ان میں ہے جو وہ نقطہ با میں ہے
غمگین عارف کی بس وہی جان میں ہے

متن میں جس قدر احتیاط اور انہماک کی ضرورت تھی۔ اس کا فقدان نظر آتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر غمگین کا بہت سا کلام اس انتخاب میں شامل نہیں ہو سکا۔ مرتب کے پیش نظر کتنے اور کون سے نسخے تھے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اصول اور ترجیحات وغیرہ کی کوئی صراحت نہیں ملتی، صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ بقول جعفر علی سید:

”محترمی جناب رضا محمد حضرت جی نے عقیدت و محبت کے ساتھ حضرت غمگین کے دواوین سے ترتیب دیا ہے۔“

اس انتخاب میں رضا محمد حضرت جی کی معاونت خواجہ عبدالرب انصاری طالب جیوری اور خواجہ میر عنایت علی حیدری سائل گوالیاری نے کی۔ غمگین اکیڈمی کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی، کہ اس زمانے میں جب یہ انتخاب مرتب کیا گیا چار عدد قلمی نسخے رضا محمد حضرت جی کے پاس تھے۔ مگر ان میں سے تین کرم خوردہ اور خاصی شکستہ اور کٹی پھٹی حالت میں تھے۔ ایک صحیح حالت میں تھا۔ ایک بات اور بھی سامنے آتی ہے، کہ اس وقت ان کے سامنے دیوان ”سابق“ مکمل یا نامکمل حالت میں تھا۔ کیونکہ اس مجموعے میں دس غزلیات کے حواشی میں مرتب کی صراحت موجود ہے، کہ یہ غزلیں دیوان سابق سے لی گئی ہیں۔

”مخزن الاسرار“ کا دوسرا ایڈیشن نسیم حضرت جی نے غمگین کے موجودہ جانشین اعجاز محمد حضرت جی کی اجازت سے کراچی سے شائع کیا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۲۱۶ ہے۔ اس پر ادارہ اشاعت نہیں لکھا گیا، صرف غمگین اکیڈمی، فقیر منزل، گوالیار لکھا گیا ہے۔

انتخاب مخزن اسرار

مشمولہ	:	”مطالعہ حضرت غمگین دہلوی“ از یونس خالدي، انجمن ترقی اردو ہند۔ علی گڑھ ۱۹۶۳ء
غزلیات کی تعداد	:	۱۳۲
صفحات	:	۱۰۴ تا ۱۳۶
پہلا شعر:		ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا ہائے کیا مطلع ہے غمگین اپنے اس دیوان کا
آخری شعر:		غمگین یہ اگر عشق سا معمار نہ ہوتا تو کون و مکاں کی کبھی تعمیر نہ ہوتی
اس انتخاب کے بارے میں یونس خالدي لکھتے ہیں:		

”حضرت غمگین کا دیوان ۹۹ غزلوں پر مشتمل ہے۔ میں نے ردیف دار ۱۳۲ غزلیں ایسی منتخب کی ہیں کہ جس میں حضرت غمگین کے دونوں دوروں کا کلام سامنے آجائے اور پورے دیوان کے متعلق رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔“

صفحات : ۱۰۵ ۵ ۱۱۹

حمد ہے جس نے جو کلام کیا

میں نے یوں حمد کو تمام کیا

دوسرے دو اشعار کو ”نعت“ کا عنوان دیا ہے:

نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے

اس میں اپنا ظہور تمام کیا

لانہایت ہے حمد اے غمگین

پر تری فکر نے بھی کام کیا

غزلیات میں پہلا شعر یہ ہے:

جب سے اس کا کہ ہم نے در دیکھا

پھر نہ اپنا پلٹ کے گھر دیکھا

آخری شعر:

ہم تو کل قتل ہو چکے غمگین

دیکھیے آج کس کی باری ہے

دیگر آثار

الف: سید علی غمگین کا دیگر شعری سرمایہ

سید علی غمگین نے ۲۹ برس کی عمر میں ایک دیوان مرتب کر لیا تھا۔ جس کا ذکر اکثر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ اس کے بعد ۲۹ سال کی عمر میں سید فتح علی حسینی گردیزی کی بیعت کے بعد عشق حقیقی سے لذت آشنا ہوئے اور سال ہا سال سخت مجاہدوں اور مراقبوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے شاعری کی طرف بہت کم رجوع کیا۔ لیکن حضرت شاہ ابوالبرکات اور خواجہ ابوالحسن کے فیض روحانی نے غمگین کو پھر سے شاعری کی طرف متوجہ کیا۔ ۱۲۵۳ھ میں انھوں نے آٹھ سو سے زائد غزلیات پر مشتمل دیوان ”مخزن اسرار“ مرتب کیا۔ اس کے بعد ۱۲۵۵ء میں ”مکاشفات الاسرار“ اور ۱۲۵۷ھ میں شرح رباعیات ”مرآت الحقیقت“ مرتب کی۔ ان تخلیقات کے علاوہ عربی و فارسی تصانیف سے بھی ان کے تبحر علمی کا پتا چلتا ہے۔

”مکاشفات الاسرار“

سید علی غمگین

مخزنہ	:	انڈیا آفس لائبریری، لندن
نمبر	:	جدید ۱۵۰ / سابق ۱۰۲
سائز	:	۲۳ x ۱۴ س-م
مکتوبہ سائز	:	۱۸ x ۹ س-م
فولیوز	:	۱۰۴
صفحات	:	۲۰۸
تاریخ کتابت	:	ندارد

صفحہ اول جسے شمار صفحات میں محسوب نہیں کیا گیا، اس پر ایک بیضوری مہر ہے جس پر The Government of India اور درمیان میں Delhi MSS. لکھا ہے۔ صفحے کے بائیں طرف ”مکاشفات الاسرار“ نمبر ۱۹۸ درج ہے۔ بائیں جانب نچلے کونے میں لفظ ”صحیح البیاض“ لکھا ہے۔

اس سے پہلے صفحہ خالی ہے، جن پر ۱۰۲ کے نیچے ”سابق“ اور ۱۵۰ کے نیچے ”جدید“ لکھا ہے۔ گویا ۱۰۲ پرانا نمبر اور ۱۵۰ نیا نمبر ہے۔ یہ نمبر شاہی کتب خانے میں موجودگی کے وقت کا نمبر ہوگا۔ اس نسخے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

اک عمر رہی میری اللہ کی جنگ
دنیا میں رہا شکست سو سو فرسنگ
غمگین مغلوب اب ہوا ہوں ایسا
نے فوج رہی نہ میں نہ وہ نام نہ ننگ

قادرى نقشبندى ابو العلائى ہم شرب مجملہ از احوال خود بعض احباب -----“۔“

فکر کیوں اتنی مرے واسطے ہر سو قاتل
میری تدبیر کا کیوں ہرج اٹھا تو قاتل
تج کھینچ مرے قتل پر او احمق ترک
ہے فقط عاشقوں کی جنبش ابرو قاتل

کاتب خوش خط نہیں ہے۔ بہت سی اغلاط ہیں جن کی اصلاح کسی دوسرے شخص نے سرخ روشنائی سے کی ہے۔ بلوم ہارٹ سلم کا خیال تھا کہ یہ مخطوط ٹمکن کا خود نوشت ہے۔ اور اس کے لیے دلیل یہ دی ہے کہ اس نسخے میں جابجا ترمیم و اصلاح کی گئی ہے۔ اس کا خط اور متن باہم مماثلت رکھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دونوں خط جدا جدا ہیں۔ اسی نسخے کے دوسرے سرورق پر یہ صراحت موجود ہے:

”واںچہ دریں کتاب موافق نسخہ اصل تبدل حروف است بسرخی نوشتہ“

۲ ایضاً۔ ۱۰۴

۳ مکاشفات الاسرار۔ (ویاچہ) ص ۲۔

رباعیات کے اس مجموعے کا قطعہ تاریخ یہ ہے:

تھا یہ ہی ز بکہ نام اس کا اے یار
غمگیں پر خود بہ خود ہوا تو اظہار
یہ وہب ہے حرف ہیں اس کے بے کسب
تاریخ ہوئی مکاشفات الاسرار^۱
۱۲۵۵ھ

”مکاشفات الاسرار“

مخزنہ	:	سیاحی راؤ گائیکو ڈسٹریکٹ لائبریری، بنارس ہندو یونیورسٹی یو۔ پی، انڈیا
نمبر	:	U 1 x ۳ / ۲۱
سائز	:	۲۷.۹ x ۱۸.۶ س-م
سکرپٹ سائز	:	۹.۲ x ۱۱ س-م
مسطر	:	۱۵ اسطری
فولیو	:	۱۵۶
صفحات	:	۳۱۲
تاریخ کتابت	:	۲۳ جمادی الثانی ۱۳۰۶ ہجری
خط	:	نستعلیق

اس کی Data Sheet میں مصنف کا نام خورشید علی الیاس حضرت جی غمگین آف دہلی لکھا ہے۔ یہ غلط فہمی اس بنا پر ہوئی کہ دیباچے میں کاتب نے آغاز عبارت میں تبدیلی کی ہے۔

”حامد بعد حمد حقیقت و نعت صورت خورشید علی عرف حضرت جی غمگین۔۔۔“

اس قلمی نسخے میں عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں۔ بعض جگہ دیباچے کی عبارت میں بھی آدھا لفظ یا اس سے بھی کم سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ رباعیات سیاہ روشنائی سے لکھی ہیں، آخری صفحے ۳۱۲ پر آخری رباعی یہ ہے:

۱۔ بحوالہ۔ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی شمولہ ”اردو“ (سہ ماہی) جنوری اپریل ۱۹۶۰ء، ص ۱۶۰

۲۔ مکاشفات الاسرار۔ دیباچہ۔ الف۔ سیاحی گائیکو ڈسٹریکٹ لائبریری، بنارس: ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی، انڈیا

غمگین ہیں رباعیات مری جو چند
عارف کرے کس طرح نہ ہر اک کو پسند
ڈرے میں کیا ہے مہر کو پوشیدہ
دریا کو کیا ہے تونے کوزے میں بند

اس کے بعد یہ عبارت لکھی ہے:

”تمت تمام شدا از خط [ناخوانا] دہلوی در لشکر گوالیار واقع ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۰۶ ہجری نبوی

مطابق ۲۳ فروری [سنہ ناخوانا]“

”مکاشفات الاسرار“ غمگین کی اٹھارہ سور باعیات کا مجموعہ ہے۔ غمگین نے رباعیات کی تعداد کے متعلق مرات الحقیقت میں وضاحت فرمائی:

”یک دیوان رباعیات قریب یک ہزار و ہشت صدر باغی گفتہ شد۔“

اس کے نام کے بارے میں ”مکاشفات الاسرار“ کے دیباچے میں لکھا ہے:

”واوین نسخہ مکاشفات الاسرار موسوم شد۔“

یہ دیوان ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) میں مکمل ہوا۔ اس کے دو نسخے کسی زمانے میں غمگین اکیڈمی میں موجود تھے۔ اب وہاں کوئی نسخہ نہیں ہے۔ بقول اعجاز محمد حضرت جی کہ آپ کے خاندان والوں نے تمام قلمی نسخے آپس میں بانٹ لیے۔ ان کے کہنے کے مطابق اب یہ نسخہ غالباً رضا لاہوری رام پور میں موجود ہے جبکہ رضا لاہوری رام پور کے ڈائریکٹر نے میرے خط کے جواب میں لکھا کہ وہاں پر ”مکاشفات الاسرار“ اور ”مخزن اسرار“ کا کوئی قلمی نسخہ نہیں ہے۔ ایک نسخہ محمد یونس خالدی کے پاس ہے۔ جو انھیں جامع مسجد کی سیڑھیوں میں بیٹھنے والے ایک رڈی فروش سے ملا تھا۔ ان کی رائے میں یہ وہی دیوان ہے جو غمگین نے غالب کو بھیجا تھا۔ نسخے کے مطالعے کے بعد جب انھیں اس بات کا علم ہوا، کہ یہ نسخہ گوالیار کے کسی خاندان سے متعلق ہے۔ اور اس خاندان کے افراد آج بھی گوالیار میں موجود ہیں، تو انھوں نے غنی محمد حضرت جی کو ایک خط لکھا:

”حضرت جی خدوی سلامت

آج سے ایک سال قبل رڈی کے انبار میں کرم خوردہ ایک مجموعہ ملا۔ میں نے اسے اسی حالت میں خرید لیا۔ گھر پہنچ کر احتیاط سے اوراق علیحدہ کیے تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سید علی معروف بہ حضرت جی متخلص بہ غمگین دہلوی کی رباعیات موسوم بہ مکاشفات الاسرار کا مجموعہ ہے۔“

- | | | |
|----|--|--------|
| ۱۔ | مکاشفات الاسرار | ص ۳۱۲۔ |
| ۲۔ | سید علی غمگین۔ مرات الحقیقت | ص ۳۰۶۔ |
| ۳۔ | مکاشفات الاسرار (دیباچہ) | ص ۷۔ |
| ۴۔ | حوالہ۔ سید اختر جمیل۔ میر سید علی غمگین دہلوی، حیات، شخصیت اور شاعری۔ (مقالہ) ص ۱۳۳۔ | |

”مکاشفات الاسرار“ کے دیباچے سے ظاہر ہے کہ غمگین نے اس مجموعے کو غالب کے نام معنون کیا تھا اور معنون کرنے سے قبل غالب کی تحریری اجازت حاصل کر لی تھی۔ غالب نے ”مکاشفات الاسرار“ کو اپنے نام معنون کیے جانے کو اپنے لیے باعث فخر سمجھا تھا۔ سید علی غمگین دیباچے میں لکھتے ہیں:

”و چون دیوان (مخزن الاسرار) با تمام رسید و واردات و غلبات و کیفیات بر دلم استیلا شد
خواستم کہ برائے برادر دینی عزیز از جان اسد اللہ خان عرف میر انوشہ متخلص بہ غالب واسد
کہ دریں زمانہ نظم و نثر نظیر خود ندارد“^۱

غمگین نے غالب کو بطور خاص اس مجموعے کو غیروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ غالب نے غمگین سے ان رباعیات کی شرح لکھنے کی فرمائش کی تھی اور ان رباعیات کی توصیف میں غمگین کو متعدد مکاتیب ارسال کیے، غالب لکھتے ہیں:

”انچہ در دیوان فیض عنوان دیدہ کافر باشم اگر در مثنوی مولوی روم و دیگر کتب تصوف اینہا
دیدہ باشم۔ خاصہ در رباعیات کہ ہر کونہ دریا و ہر ذرہ آفتابے دارد و اگر حیات باقی ست زین
سپس حال رباعیات نگاشته خواهد شد۔“^۲

غالب نے ”مکاشفات الاسرار“ کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا اردو جیسی سرمدی زبان کے لیے ایسا کلام باعث فخر ہے۔ غمگین کی خواہش تھی کہ غالب اس مجموعے پر تقریظ لکھیں: ”شعر کے معاملے میں غالب رورعایت کے قائل نہ تھے، ان کی تعریف سند کا درجہ رکھتی ہے“ اس مجموعے کے دیباچے میں غمگین نے اپنے حسب نسب، حالات زندگی، تعلیم و تربیت، بیعت کے متعلق تفصیل سے تحریر کیا ہے اور تصوف کے مراحل اور شریعت و طریقت کے متعلق اپنے نظریات بھی اختصار سے بیان کیے ہیں۔

”مکاشفات الاسرار“ تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ۱۰۴۵ رباعیات پر مشتمل ہے یہ حصہ عنوانات اور موضوعات کے اعتبار سے اردو شاعری کے باب میں ایک عظیم اضافہ ہے اس حصے میں بسم اللہ کی شرح ہے اور توحید حقیقت، وحدت الوجود، حقیقت انسانی، بطون، ظہور، حقیقت محمدی، ایمان عملی، ایمان معنی، ایمان خاص و عام، توبہ، تسلیم و رضا، شرم، حیا، اخلاص، مروت، احسان، استقامت، قناعت، حسد، صدق و کذب جیسے بے شمار موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا حصہ چھ سو رباعیات پر مشتمل ہے۔ اس حصے کی ترتیب ردیف وار ہے اس حصے کو خاص طور پر مرزا غالب کے نام معنون کیا گیا اور اس کا دیباچہ بھی علیحدہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے حصے میں ۱۵۵ رباعیات ہیں متفرق موضوعات کے علاوہ ایک بڑا حصہ شخصیات کے لیے وقف ہے۔ اس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ، شاہ بوعلی قلندرؒ، شاہ رکن الدین عشقؒ، شاہ فخر الدین چشتی دہلویؒ، میر فتح محمد گردیزیؒ، شاہ ابوالبرکات وغیرہ کے متعلق رباعیات ہیں، غمگین اپنی رباعی گوئی کے متعلق کہتے ہیں:

۱۔ مکاشفات الاسرار۔ ص ۲۔

۲۔ بحوالہ۔ رقاات حضرت غمگین کے نام۔ مشمولہ اردوئے معلیٰ۔ غالب نمبر حصہ دوم۔ شمارہ ۲ جلد ۲: دہلی: یونیورسٹی فروری ۱۹۶۱ء۔ ص ۱۰۲۔

غمگین ہیں رباعیات یہ تیری جو چند
عارف کرے کس طرح نہ ہر اک کو پسند
ذڑے میں کیا ہے مہر کو پوشیدہ
دریا کو کیا ہے تونے کوزے میں بند ۱
غالب نے غمگین کے بیان کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا:

”آنچه در دیوان فیض عنوان دیدہ کافر باشم اگر در مثنوی مولانا روم و دیگر کتب تصوف لہذا

دیدہ باشم خاصہ در رباعیات کہ ہر کوزی دریائے دہر ذڑہ آفتابے دارد“ ۲

اردو شاعری کے ابتدائی دور سے لے کر غمگین تک کسی نے اتنی کثیر تعداد میں رباعیاں نہیں کہیں۔ ”مکاشفات الاسرار“ کے علاوہ ۹۳ رباعیات
”مخزن اسرار“ میں بھی شامل ہیں، ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں:

”مکاشفات الاسرار میں حضرت غمگین کی اٹھارہ سو رباعیاں پائی جاتی ہیں اس کے علاوہ

۹۳ رباعیاں دیوان غزلیات میں شامل ہیں۔ اس قدر زیادہ رباعیاں قدما میں یقیناً کسی نے

نہیں کہی ہیں۔“ ۳

ڈاکٹر سلام سندیلوی کی کتاب ”اردو رباعیات“ ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی جبکہ اس سال ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے بھی ”اردو رباعی“ کے نام سے
کتاب لکھی مگر غمگین کا مطلق ذکر نہیں کیا حالانکہ ”مکاشفات الاسرار“ کی دریافت کے بعد ۱۹۶۳ء تک متعدد مضامین ہندوستان اور پاکستان کے جرائد میں
غمگین کی رباعیات سے متعلق شائع ہو چکے تھے، ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

”عبدالباری آسی نے بھی چھ سو رباعیوں کا ایک مجموعہ یادگار چھوڑا ہے یہ مجموعہ ۱۹۴۸ء میں

مطبع نو لکھنؤ سے شائع بھی ہو چکا ہے، اتنی کثیر تعداد میں شاید ہی کسی دوسرے اردو شاعر

نے رباعیاں کہی ہوں“ ۴

غمگین نے متصوفانہ مسائل اور شریعت و طریقت کے رموز کے اظہار کے لیے رباعی کی صنف کا انتخاب کیا اس میں غمگین کی متصوفانہ زندگی
کے مختلف پہلو جھلکتے ہیں،

۱۔ مکاشفات الاسرار ص۔ ۷

۲۔ خط نمبر ۷، ص۔ ۴۰ غمگین و غالب کے فارسی خطوط۔ مرتب ڈاکٹر سید عبداللہ و پروفیسر سید وزیر الحسن عابدی۔ ص۔ ۴۰ اور نیشنل کالج میگزین فروری ۱۹۶۴ء جلد ۴۰ عدد ۲

۳۔ ڈاکٹر سلام سندیلوی۔ ”اردو رباعیات“ لکھنؤ: نسیم بک ڈپو۔ نکھائی پریس ۱۹۶۳ء ص۔ ۲۸۲

۴۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ اردو رباعی ۱۹۶۳ء ص۔ ۲۱۴

یونس خالدي لکھتے ہیں:

”۔۔۔ جب ہم حضرت غمگین کی رباعیات کے دوسرے حصے پر نظر ڈالتے ہیں تو اس حصے میں زبان و بیان کی خوبیوں کے ساتھ جو مستی اور سرمستی نظر آتی ہے اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خیام نے اردو کا جامہ پہن لیا ہے یا حضرت غمگین نے سربد کی زبان میں باتیں کرنا شروع کر دی ہیں۔“ ۱

۱۔ محمد یونس خالدي۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند۔ ۱۹۶۳ء ص۔ ۵۹

سید علی غمگین کا نثری سرمایہ

ب۔ ا۔ مرآت الحقیقت (قلمی) مخزنہ: مدینہ الحکمہ ہمدرد لاہوری، کراچی:

سید علی غمگین نے ”مکاشفات الاسرار“ کی شرح ”مرآت الحقیقت“ کے نام سے لکھی۔ اس کتاب میں مکاشفات الاسرار کی اٹھارہ سو رباعیات میں سے ۷۴۰ رباعیات کی شرح فارسی زبان میں لکھی، جو ۲۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی وجہ تصنیف غمگین نے یہ لکھی ہے:

”کہ چوں از دیوان غزلیات فارغ شدم در دلم افتاد کہ یک دیوان رباعیات نیز نویسم و در ان جمع مقامات و حالات و سلوک صوفیہ صافیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بقدر امکان شرح دہم۔ وہم چوں آں با تمام رسید۔ دیدم کہ بدتر از متن است زی را کہ بہ سبب عدم تفصیل کہ رباعی گنجائش آں نمی دارد و مضمون آں در فہم سالک کم می آید، و سوائے عارف کامل معنی آنہا را کم کے فہم می کند۔“

غمگین اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

”خواستہم کہ چند اصطلاحات صوفیہ را مجملًا شرح دہم پس این رسالہ کہ مسمیٰ یہ مرآت حقیقت است تصنیف و تالیف نمودم و لطف ایں است کہ نام ایں رسالہ تاریخ ایں رسالہ است۔“

رضا محمد حضرت جی نے لکھا ہے:

”شرح اکثر رباعیات صفحات ۷۴۰ بائے شاہزادہ فیروز شاہ ابن صاحب عالم مرزا سلیم بیادر ابن عرش آرام گاہ محمد اکبر بادشاہ غازی دہلوی سید تراب علی“

”مرآت الحقیقت“ کا جو قلمی نسخہ پیش نظر ہے وہ غمگین اکیڈمی گوالیار کے ڈائریکٹر محترم رضا محمد حضرت جی نے پروفیسر محمد مسعود کو بطور ہدیہ بھیجا۔ اب یہ نسخہ پروفیسر محمد مسعود نے بیت الحکمہ ہمدرد لاہوری کو ہدیہ کر دیا ہے۔ مخطوطہ کرم خوردہ ہے۔ یہ مجلد نسخہ "۸ x ۶" ہے اور ۲۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترمیم کی عبارت یہ ہے:

”تمام شد رسالہ مرآت حقیقت تاریخ نیز دہم ماہ ربیع الثانی ۱۲۶۴ ہجری بخط بے ربط جلدی

تمام احقر الانسان مصطفیٰ خاں غنی عنہ نگارش یافت،

ہر کہ خواند دعا طبع دارم

زاں کہ من بندہ گنہ گارم“

سید علی غمگین۔ مرآت حقیقت دیباچہ مخزنہ ہمدرد لاہوری، مدینہ الحکمہ، کراچی

مرآت حقیقت (قلمی) ص۔ ۲

مخزن الاسرار۔ مرتبہ رضا محمد حضرت جی۔ ص۔ ۱۷۸

سید علی غمگین۔ مرآت حقیقت۔ ص۔ ۲۹۴۔ مخزنہ مدینہ الحکمہ ہمدرد لاہوری۔ کراچی بحوالہ

یہ نسخہ دو خصوصیات کی وجہ سے نادر ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ مصنف کی زندگی میں اس نسخے کی کتابت ہوئی۔ غمگین کا وصال ۱۲۶۷ھ میں ہوا اور یہ نسخہ ۱۲۶۴ھ میں لکھا گیا۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ مصنف کا ذاتی نسخہ ہے۔ جابجا مصنف نے اپنی بیضوی مہر ثبت کی ہے، جس پر یہ عبارت کندہ ہے:

”سید علی القادری القدوسی“

غمگین کو یہ خدشہ تھا کہ کم استعداد لوگ ان رباعیات کے حقیقی مفہوم تک پہنچنے کی کوشش میں کہیں گمراہ نہ ہو جائیں۔ اس خیال کے پیش نظر انھوں نے بعض مخصوص رباعیات کی جامع شرح لکھی۔ پروفیسر محمد مسعود لکھتے ہیں:

”چونکہ اردو رباعیات کا موضوع تصوف تھا اور یہ عام لوگوں کے فکر و شعور سے بالاتر ہے

اس لیے اس بات کو ذرا مخفی رکھنے کے لیے شرح فارسی میں لکھی گئی اور اس کا نام مرآت

حقیقت رکھا گیا“ ۱

ان رباعیات کے بیشتر موضوعات ایسے ہیں جو غمگین سے پیشتر کسی شاعر نے نظم نہیں کیے۔ انھوں نے غالب کو رباعیات کے اخلاقی رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ ”مرآت حقیقت“ میں بہت سارے موضوعات سے سے چند ایک درج ذیل ہیں:

حقیقت اسم ذات، حقیقت انسان کامل، حقیقت اصطلاحات نقشبندیہ، حقیقت نفی اثبات، حقیقت مراقبہ، حقیقت

طریقہ ذکر، حقیقت ایمان، حقیقت کفر، حقیقت قرآن، حقیقت شریعت، حقیقت جبر و اختیار، حقیقت معاصی، حقیقت ولایت،

حقیقت تصوف، حقیقت فقیر و فقا، حقیقت طبقہ ملامتیہ، حقیقت طبقہ رندیہ، حقیقت طبقہ قلندریہ، حقیقت ابدال، حقیقت نفس،

حقیقت صحو، حقیقت ایثار، حقیقت صلوٰۃ الہی، حقیقت خلافت راشدین، حقیقت فوائد علم و نقصان علم، حقیقت قول صدیق، حقیقت قول عمر،

حقیقت قول عثمان، حقیقت قول علی، حقیقت قول حسن، حقیقت قول حسین، حقیقت محبت اہل بیعت، حقیقت معراج۔

چند اصطلاحات کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:

رضا: عبارت از خواستن و نخواستن رضائے حق است

مراقبہ: عبارت از آنست کہ حصول استغراق، استغراق بہ از آسائشے کہ شاید در بہشت ہم میسر آید یا نہ۔

فقر: عبارت از آنست کہ ان خود تہی باشد

رجا: عبارت از آنست کہ ہم اور را بینی

مرشد: ہمیشہ در تمنائے مرشد باشد

مسلمان: از دروغ بہ پرہیزد۔ مسلمان دروغ گوئی باشد اگر باشد مسلمان نمی باشد

۵

۱۔ پروفیسر مسعود۔ مرآت حقیقت۔ مشمولہ فکر و نظر۔ اسلام آباد، جنوری ۱۹۷۱ء۔ ص ۲۹۳۔ میرے پاس ان صفحات کی کاپی نقل ہے مگر کرم خوردگی کے سبب یہ حصہ پڑھائیں جاتا

۲۔ پروفیسر محمد مسعود۔ مرآت حقیقت۔ مشمولہ فکر و نظر۔ اسلام آباد، جنوری ۱۹۷۱ء۔ ص ۹۲۳۔

پروفیسر محمد مسعود لکھتے ہیں:

”۔۔۔۔۔ میر سید علی غمگین نے مکاشفات الاسرار کی بعض رباعیات کی شرح کرتے ہوئے جو اجتہادی رنگ اختیار کی ہے، اس پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس ضمن میں آیات قرآنی کی جو انھوں نے تفسیر بیان کی ہے گو اس پر صوفیانہ رنگ غالب ہے مگر توجہ کی مستحق ہے۔“

”مرآت الحقیقت“ کا قطعہ تاریخ یہ ہے:

کتاب الصوفیہ تصنیف کی ہے یہ جو غمگین نے
تکلف بر طرف فہرست اسرار طریقت ہے
یہ اک اور سر وحدت کی نمائش کہ کہتے ہیں
کہ اس کا نام ہی تاریخ مرآت الحقیقت ہے ۱۲۵۷ھ

۲۔ کلمات قدسیہ (قلمی) مخزونہ: غمگین اکیڈمی گوالیار

کلمات قدسیہ عربی زبان میں لکھی گئی ہے اس میں تصوف کے نکات تحریر ہیں یہ کتابیں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی شرح مولوی حکیم الحسن صدیقی نائب صوبہ ریاست گوالیار نے اردو میں کی ہے اور تصوف کے اسرار و رموز کو قارئین اردو کے لیے قابل تفہیم بنا دیا ہے۔

۳۔ وظیفہ شریف (قلمی) ۱۲۴۴ھ مخزونہ غمگین اکیڈمی گوالیار۔

اس نسخے میں بزرگان دین کے قلمی رسالہ جات شامل ہیں۔ شجرات، خلافت نامے، عملیات، اوراد و وظائف، وصیت نامہ جسمانی امراض کے مجرب آزمودہ نسخہ جات ہیں۔ یہ ۷۰۴ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم تصنیف ہے اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک گرانقدر عطیے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نسخہ کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس کی کتابت غمگین نے خود کی ہے۔ اس میں تصوف سے متعلق غمگین کی چند غزلیں بھی شامل ہیں۔“

۴۔ کشف الانوار (قلمی) مخزونہ: مدینۃ الحکمہ۔ ہمدرد لاہوری، کراچی۔

سید علی غمگین نے یہ رسالہ بہ زبان فارسی اپنے ایک خاص خلیفہ مولانا مفتی ریاست گوالیار بہادر علی خاں صاحب کے لیے لکھا۔ یہ رسالہ بھی مرآت الحقیقت کے ساتھ ایک ہی جلد میں ہے۔ غمگین اکیڈمی گوالیار کے ڈائریکٹر رضا محمد حضرت جی نے پروفیسر مسعود کو بھیجا تھا۔ جو انھوں نے ہمدرد

۱۔ بحوالہ محمد مسعود۔ مرآت حقیقت مشمولہ فکر و نظر ص۔ ۹۲۵

۲۔ پروفیسر مسعود نے سرمایہ ”اردو“ (ص۔ ۱۸۳) میں اس کا نام کلمہ قدسیہ لکھا ہے

۳۔ بحوالہ ”اردو“ (سرمایہ) ص۔ ۱۶۱

۴۔ بحوالہ پروفیسر عبدالشکور۔ ”شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام“ ص۔ ۵۵

لابریری کو ہدیہ کر دیا یہ رسالہ پروفیسر محمد مسعود کے ایک مکتوب بنام راقمہ کے مطابق ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ سید اختر جمیل کے مطابق ۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔^۱

۵۔ اسرار الصلوٰۃ (قلبی) غمگین اکیڈمی، گوالیار:

سید علی غمگین نے یہ رسالہ بھی فارسی زبان میں لکھا۔ اس میں نماز کے فضائل اور تصوف کے اسرار بیان کیے گئے ہیں۔ یہ بھی مولانا مفتی اعظم بہادر علی خاں صاحب کے لیے تصنیف کیا گیا۔

۶۔ شش کلمہ حقیقت الایمان (قلبی) غمگین اکیڈمی، گوالیار:

اس رسالے کے آغاز میں یہ عبارت درج ہے:

”شرح شش کلمہ و ایمان مفصل و مجمل بطور تصوف برائے خاطر پیرم نوشتہ“

کتاب کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

”برائے فرزند خود مولانا حافظ سید عبدالرزاق عرف میاں میرن علی“

۷۔ سرتر المصحف (قلبی) غمگین اکیڈمی، گوالیار:

پروفیسر مسعود لکھتے ہیں کہ غمگین نے یہ کتاب اپنے دوسرے بیٹے میاں عبدالرزاق کے لیے لکھی^۲ عبدالشکور نے غمگین کی تحریر کا حوالہ دیا ہے۔

”اس رسالہ در تفسیر چند آیات قرآنی مسمی تفسیر سرتر المصحف کہ ہم تاریخ رسالہ است برائے“

خاطر پیرم بر خود دار حافظ عبدالرزاق معروف بہ سید میرن علی نوشتہ شدہ۔“^۳

لیکن سید اختر جمیل لکھتے ہیں کہ یہ کتاب غمگین میاں سید علی حیدر کے لیے لکھی۔ اس میں قرآن کریم کے ’سر مکنون‘ درج ہیں۔^۴

۸۔ المسیح القلوب (قلبی) غمگین اکیڈمی، گوالیار:

اس رسالے میں قلب کے امراض کے علاج کے طریقے اور قلب کی صفائی کے طریقے در ہیں۔ یہ رسالہ غمگین نے اپنے خلیفہ میاں

ہدایت النبی کے لیے لکھا اور انھوں نے ہی اس کی کتابت کی۔ اس کے آغاز میں سبب تالیف کی صراحت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

۱۔ سید اختر جمیل۔ میر سید علی غمگین دہلوی حیات، شخصیت اور شاعری (مثالہ) ص ۱۳۶۔ جنرل پریس ٹورنٹی، انڈیا

۲۔ پروفیسر محمد مسعود۔ حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی۔ مشولہ (سماوی) ”اردو“۔ جنوری اپریل ۱۹۶۰ء ص ۱۳۵

۳۔ بحوالہ عبدالشکور۔ شاہ غمگین حضرت جی او ان کا کلام۔ ص ۵۹

۴۔ سید اختر جمیل۔ میر سید علی غمگین دہلوی حیات، شخصیت اور شاعری ص ۱۳۶

۹۔ شرح سورہائے قرآن شریف (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار:

اس رسالے میں قرآن مجید کی سورتوں کی شرح بزبان فارسی بانداز تصوف کی ہے۔ یہ رسالہ میاں حافظ وحید الدین کے لیے لکھا گیا ہے۔

۱۰۔ آیہ آمن الرسول (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار

نہایۃ الوصول لآیۃ الرسول!

یہ رسالہ بھی فارسی میں ہے۔ اس میں بھی سورہ ہائے قرآنی کا ترجمہ و تشریح متصوفانہ انداز میں کیا گیا ہے، اس کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے: ”ایں رسالہ در تفسیر آیہ امن الرسول برائے حافظ وحید الدین کہ در یاران فقیر در علم تصوف امتیاز دے دارند نوشته شد“۔

۱۱۔ حقیقت خلافت (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار۔

یہ رسالہ ۱۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ غالب کے خط میں خلافت کے بارے میں جو امور بیان کیے گئے ہیں ان پر اس رسالے میں تنقید و تبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ بھی بزبان فارسی ہے۔

۱۲۔ شش کلمے (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار۔

یہ بھی فارسی زبان میں ہے۔ اس میں ایمان کی حقیقت بہ انداز تصوف کی گئی ہے۔ یہ غمگین نے اپنے بیٹے حافظ سید عبدالرزاق عرف میاں میرن کے لیے لکھی تھی۔

۱۳۔ اقتباس الانوار (قلمی) غمگین اکیڈمی، گوالیار۔

یہ کتاب ۱۲۱۲ھ میں لکھی گئی۔ ۶۱۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں بزرگان دین کے حالات مرتب کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کی کتابت خود غمگین نے کی۔

پروفیسر مسعود نے ان کے علاوہ ”نکات قرآنی“، محمد یونس خالدی نے بھی ”رسالہ اشغال و اذکار“ کو بھی غمگین کی تصنیفات لکھا ہے۔ ابراہیم بیک چغتائی نے ”سیرت الصالحین“ کے صفحہ آخر میں ”نکات قرآنی“ کا ذکر کیا ہے اور ایک اور کتاب ”پردہ بر انداخت و پردہ کی شناخت“ کا ذکر کیا ہے لیکن اس کی تفصیل کسی سوانح نگار نے درج نہیں کی۔

۱۲۔ رقعاتِ غمگین و غالب

مرزا غالب اور غمگین کے مکاتیب کا یہ نادر مجموعہ ہے جسے میاں ہدایت النبی (خلیفہ غمگین) نے ۱۲۵۷ھ میں ترتیب دیا تھا، اس مجموعے میں گیارہ خط مرزا غالب کے غمگین کے نام ہیں اور دو خط وہ ہیں جو غالب نے لکھنؤ کے دوستوں کے نام لکھے۔ اس طرح ۱۳ مکاتیب غالب کے ہیں اور ۴ مکاتیب غمگین کے ہیں، جملہ خطوط ۷۱ ہیں۔ صفحات کی تعداد ۹۴ ہے۔ اصل خطوط نایاب ہیں۔ خواجہ احمد فاروقی لکھتے ہیں:

”افسوس ہے کہ اصل خطوط غالب و غمگین کے ہاتھ کے لکھے ہوئے خطوط نہیں ہیں لیکن ان کے اصلی اور حقیقی ہونے میں مطلق شبہ نہیں“۔^۱

غالب اور غمگین کے درمیان ۱۲۵۶ھ تک خط کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ ان خطوط سے ان کے باہمی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے، پروفیسر مسعود یہ بات وثوق سے لکھتے ہیں کہ غمگین اور غالب کی ملاقات دہلی میں ہو چکی تھی لیکن اس کے لیے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ خطوط کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے غائبانہ طور پر واقف تھے۔ غالب نے اپنے مکاتیب میں کئی مقالات پر گوالیار آنے کی شدید آرزو کا اظہار کیا ہے لیکن انداز تحریر سے کسی مقام پر بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ مرزا غالب پہلے بھی کبھی غمگین سے مل چکے ہیں۔

ان خطوط میں تصوف کے مسائل زیر بحث آئے ہیں اور اس حقیقت کا بھی علم ہوتا کہ غالب نے غمگین سے اکتساب فیض کیا ہے۔

۱۔ خواجہ احمد فاروقی غالب کے چند غیر مطبوعہ فارسی رقعات، حضرت غمگین کے نام، مشمولہ: ”اردوئے معلیٰ“، غالب نمبر، ش۔ اول، جلد ۱۔ دہلی یونیورسٹی،

تدوینی طریق کار

دیوان نمکین کی تدوین کے لیے دو ممکنہ طریق کار میرے پیش نظر تھے، کہ موجود نسخوں میں سے بہترین نسخے کو بنیاد بنا کر اختلافات نسخہ پاورق میں درج کر دیے جاتے۔ یا پھر جملہ دستیاب نسخوں کی مدد سے ایک معیاری متن تیار کیا جاتا۔ میں نے اسی دوسرے طریقے کا انتخاب کیا، کیونکہ رشید حسن خان، جسے ”متن کی حقیقی شکل کی بازیافت“ کہتے ہیں، وہ تمام دستیاب نسخوں کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

”تدوین کا مقصود ہے کسی متن کو اس طرح پیش کرنے کی کوشش کرنا جس طرح مصنف نے

اسے آخری بار لکھا تھا۔ اسے متن کی حقیقی شکل کی بازیافت کا عمل بھی کہا جاسکتا ہے اور اسے

منشائے مصنف کی بازیافت بھی کہہ سکتے ہیں۔“

دیوان نمکین کی تدوین کے لیے نسخہ ۱۴ نمبر کو بنیادی نسخے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، کہ معلوم نسخوں میں یہ نسخہ مکمل ترین نسخہ ہے اور بہ گمان غالب مصنف کا نظر ثانی شدہ بھی ہے۔ ڈاکٹر زاہد نمبر عامر نسخوں کی زمانی قدامت یا جدت کو معیار بنانے کے قائل نہیں بلکہ ان کے خیال میں:

”۔۔۔ موجودہ نسخوں میں سے کامل تر اور صحیح تر نسخے کا انتخاب کر لیا جائے اور پھر اس کی مدد

سے متن کی تصحیح کی جائے۔ ہماری رائے میں اس کامل تر نسخے کو معروف معنوں میں ”نسخہ

اساسی“ بنانا بھی بہت مفید نہیں ہو سکتا۔ جس قدر کہ اس نسخے کو بنیاد بنا کر دیگر قراتوں کی مدد

سے ایک معیاری متن کی تیاری مفید ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں مقصود کسی ایک مخطوطے کا

تحفظ نہیں، بلکہ معیاری متن (Standard Text) کی تیاری ہوگا۔“

مشفق خواجہ لکھتے ہیں:

”کسی مصنف کا نظر ثانی شدہ متن ہی آخری اور مستند متن ہوتا ہے اور یہی منشائے مصنف کی

صحیح ترجمانی کرتا ہے۔“

اساسی نسخہ ۱۴ نمبر کے متن کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس کے باوجود بہت سے مقامات پر باقی نسخوں کے متن سے مدد لی گئی ہے اور جہاں کسی دوسرے نسخے کے متن کو ترجیح دی گئی ہے، اس کی نشان دہی حواشی میں کر دی گئی ہے۔ کیونکہ تدوین کے عمل میں تمام نسخوں کے متن سے کام لیے بغیر ”بازیافت“ کا عمل مکمل نہیں ہو سکتا لہذا تمام نسخوں کی مدد سے متن کی تدوین کی گئی ہے۔

۱۔ رشید حسن خاں۔ ”تدوین۔ تحقیق، روایت“۔ دہلی: ایس۔ اے۔ پی بلیکسٹر۔ ۱۹۹۹ء۔ ص ۳۲

۲۔ زاہد نمبر عامر۔ ”معیاری اسلوب کی تلاش“ جلد تحقیق۔ شمارہ ۸۰۹۔ ۱۹۹۵-۱۹۹۳ء حیدرآباد: سندھ: سندھ یونیورسٹی پریس۔ ۱۹۹۶ء۔ ص ۱۹۰

۳۔ مشفق خواجہ۔ مرتب۔ کلیات یگانہ۔ کراچی: اکادمی بازیافت۔ ص ۵۔ (دیباچہ)

اردو میں املا کے مسائل بہت پیچیدہ ہیں اور کلاسیکی متون کی تدوین میں یہ پیچیدگیاں اور بڑھ جاتی ہیں، بقول ڈاکٹر زاہد منیر عامر:

”در اصل خطی نسخوں کی مدد سے تدوین بہت دشوار کام ہے۔ ہماری مشرقی زبانوں میں اس کام کی دشواریاں کچھ زیادہ ہی بڑھی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ مشکل، املا کے بیچ در بیچ مسائل کے باعث پیش آتی ہے۔ مخطوطے کا املا قدیم روش کتابت کے مطابق ہوتا ہے اور جدید زمانے کے قاری کی مناسبت، جدید روش املا سے ہوتی ہے۔ قدیم روش املا کو برقرار رکھا جائے تو قاری کے لیے الجھن اور جدید روش املا کو اختیار کیا جائے تو مصنف کی املا کی روش کے اوجھل ہو جانے کا مسئلہ۔“^۱

آگے چل کر وہ اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں:

”ان تمام احتیاطوں کا مقصد منشاء مصنف کا قرب ہے اور منشاء مصنف اپنے عہد کے قاری سے خطاب ہوتا ہے۔ جب عہد بدل جاتا ہے تو قاری کا ذوق سماعت و قرات بھی بدل جاتا ہے۔ یوں تبدیل شدہ عہد میں قاری کا تبدیل شدہ ذوق سماعت / قرات ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔“^۲

دیوان غمگین کی تدوین میں مخطوطوں کی املا کی پیروی کے بجائے جدید روش املا کو اختیار کیا گیا ہے۔ سوائے ان مقامات کے جہاں جدید املا کو اختیار کرنے سے شعر کے وزن یا مصنف کے تلفظ میں خلل آتا تھا۔ یا Expression بدلنے کا احتمال ہوتا، وہاں پرانے طرز املا کو برقرار رکھا گیا ہے، جیسا کہ گیان چند لکھتے ہیں:

”جن مقامات پر مخطوطے کا املا موجودہ تلفظ سے کوئی فرق ظاہر نہیں کرتا بلکہ فرسودگی املا ہے وہاں جدید املا اختیار کیا جائے؛ مثلاً اوس، فرسنگ، خوشے، ساتھی کو بالترتیب، اُس فرسنگ، خوشی، ساتھی، لکھا جائے۔ جن مقامات پر فرسودہ املا کسی فرسودہ تلفظ کی ترجمانی کرتا ہے اور جسے بدلنے میں مصنف کا پیش کردہ تلفظ بدل جائے گا۔ وہاں مخطوطے کا اصل املا برقرار رکھا جائے۔“^۳

غمگین کے زمانے میں بلکہ اس کے بہت بعد تک ”اُس“ اور ”اُدھر“ وغیرہ الفاظ کو بقاعدہ اعراب بالحروف ”اوس“، ”اودھر“، ”وہیں“ لکھا

۱۔ ”نسخہ خواجہ۔ ایک ناثر“ مشمول۔ دیوان غالب نسخہ خواجہ تجزیہ تحسین۔ مرتبین، ڈاکٹر سید معراج تیر۔ احقرندیم سید، لاہور: الو قاری پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء ص۔ ۲۵۵، ۲۵۶

۲۔ ایضاً ص۔ ۲۵۶، ۲۵۷

۳۔ گیان چند ”تحقیق کافن“ اسلام آباد: مستندہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء ص۔ ۳۳۵

جاتا تھا۔ ان میں واؤ گرا کر پیش کا التزام کیا ہے۔ چنانچہ جو الف مضموم نہیں، وہ دیوان میں بے واؤ کے ہی لکھا جائیگا۔ اگر اپنی طرف سے مضموم قرار دے لیا تو یہ مصنف کے منشا کے خلاف ہو جائے گا۔ رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

”پرانی تحریروں میں (وہ خطی ہوں یا مطبوعہ) ایسی املا کی تبدیلیاں ضروری ہیں، جن کی مدد سے عبارت کی معنویت کو محفوظ رکھا جاسکے اور اس طرح منشاے مصنف کو صحیح طور پر پیش کیا جاسکے۔“^۱

غملکین کے ہاں ہائے ملفوظ ”ہ“ ہائے مخلوط ہو گئی ہے، مثلاً یہاں، وہاں ان کے ہاں ”یہاں“ = ”یاں“، ”وہاں“ = ”واں“ بن گئے ہیں۔ رشید حسن خاں کے مطابق چونکہ حالی کے دور تک یہاں، وہاں (یاں + واں کے بجائے) مروج تھا اس لیے اسے ایسے ہی لکھا جانا چاہیے لیکن میں نے یاں = واں ہی لکھا ہے، کیونکہ اب اسے ”یہاں“، ”وہاں“ پڑھنے کا احتمال زیادہ ہے۔ جس سے وزن میں خلل آئے گا اور یوں بھی رشید حسن خاں کے قول کے مطابق:

”جن مصنفین کے شخصی مختارات کا علم نہ ہو [اور اکثر مصنفین کا احوال یہی ہے] ان کے

کلام میں الفاظ کو صحت املا کے عام ضابطوں کے مطابق لکھا جانا چاہیے۔“^۲

کتابت کی غلطیاں کم و بیش ہر نسخے میں موجود ہیں۔ ان کی تصحیح دوسرے نسخوں کی مدد سے کی گئی ہے۔ ایسی تصحیح کی نشان دہی کی گئی ہے۔ نسخہ مشخ میں کئی اشعار کے ایک سے زائد مصرعے بھی لکھے ہیں۔ انہیں حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔

دیوان غملکین کے قلمی نسخوں میں اس زمانے کی عام روش کے مطابق آخر لفظ میں واقع یا بے معروف و مجهول، نیز ہائے ملفوظ و مخلوط کی کتابت میں امتیاز کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ اکثر صورتوں میں آخر لفظ میں واقع نون غنہ پر نقطہ ملتا ہے۔ اعراب بالحدود کے پرانے قاعدے کے مطابق زائد ”ی“ بھی ملتا ہے۔ جیسے آئینہ (آئینہ)، میرے (مرے) وغیرہ قلمی نسخوں میں لفظوں کو ملا کر اور الگ الگ لکھنے کے سلسلے میں بھی کسی طرح کا التزام نہیں ملتا۔ ایسے جملہ مقامات پر ضروری امتیازات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ہائے مخلوط کو لازمی دو چشمی شکل میں لکھا گیا ہے۔

اسی طرح آخر لفظ میں واقع معروف اور مجهول ”ی“ میں کتابت کے امتیاز کی پابندی کی گئی ہے۔ آخر لفظ میں نون غنہ کو التزاماً نقطے کے بغیر لکھا گیا ہے۔ مرتبات کو الگ الگ لکھا گیا ہے۔ جیسے دل کشا، مجھ کو، تجھ کو، کے لیے وغیرہ جن لفظوں کے آخر میں ہائے مختفی ہے [جیسے درجہ، مرتبہ] مخرف صورت میں التزام کے ساتھ اس ”ہ“ کی جگہ ”ئے“ لکھی گئی ہے، جیسے [درجے، مرتبے] ہائے ملفوظ متصل کے نیچے شوشہ ضرور لگایا گیا ہے۔ [جیسے ہونا، بہت وغیرہ] جہاں اصل لفظ ہائے مختفی پر ختم ہوتا ہو، لیکن قافیے کے سبب الف کے ساتھ لکھا ہو وہاں اسے ایسے رہنے دیا گیا ہے، مثلاً آدینا، زینا، کینا، زانا وغیرہ۔

۱۔ رشید حسن خاں ”تحقیقِ تدوین، روایت“ ص ۶۷۔

۲۔ رشید حسن خاں ”تدوینِ تحقیق، روایت“ ص ۶۰۔

تمام نسخوں کے لیے تحففات کا استعمال کیا گیا ہے، ان کی تفصیل یہ ہے:

- | | |
|-----|--|
| الف | ۱۔ نسخہ انجمن، ترقی اردو، کراچی |
| ب | ۲۔ نسخہ بنارس، ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی، انڈیا |
| ش | ۳۔ نسخہ شیخ حمید الدین شیخ۔ لطیف آباد، حیدر آباد۔ سندھ |
| م | ۴۔ نسخہ مغربی پاکستان، اردو اکیڈمی، لاہور |
| ن | ۵۔ نسخہ نیشنل، لائبریری، اسلام آباد |
| ر | ۶۔ نسخہ رضا۔ مخزن الاسرار۔ مرتبہ رضا محمد حضرت جی |
| ع | ۷۔ انتخاب۔ پروفیسر عبدالشکور۔ مشمولہ۔ شاہ غمگین حضرت جی اور ان کا کلام |
| خ | ۸۔ انتخاب۔ یونس خالدي۔ مشمولہ۔ مطالعہ حضرت غمگین دہلوی |

مقدمے میں ان نسخوں کے نام بالترتیب نسخہ انجمن، نسخہ بنارس، نسخہ شیخ، نسخہ مغربی، نسخہ نیشنل، نسخہ رضا لکھے گئے ہیں بجائے تحففات کے، کہ وہ بہت ہی مختصر ہیں۔ لیکن متن میں تحففات ہی لکھے گئے ہیں۔

مخففات

الف	(۱) نسخہء انجمن
ب	(۲) نسخہء بنارس
ش	(۳) نسخہء شیخ
م	(۴) نسخہء مغربی پاکستان
ن	(۵) نسخہء نیشنل
ر	(۶) نسخہء رضا
خ	(۷) انتخاب پولس خالدی
ع	(۸) انتخاب، عبدالککور

غزلیات

یافتا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حم	ہے	جس	نے	جو	کلام	کیا
میں	نے	یوں	حم	کو	تمام	کیا
نعت	یہ	ہے	کہ	حق	تعالیٰ	نے
اس	میں	اپنا	ظہور	تام	کیا	
لا	نہایت	ہے	حم	اے	غمگین	
پر	تری	فکر	نے	بھی	کام	کیا
تو	نے	حم	اور	نعت	کو	غمگین
دو	ہی	بیٹوں	میں	اختتام	کیا	

حم و نعت ہی کند در عالم تشبیہ و تنزیہ و تشبیہ خود را مسکنی سید علی عرف حضرت جی، متخلص غمگین، متوطن دہلی، مدفن لامکان قل هو اللہ، اُحد۔
 اللّٰهُ الصّمد کہ ظہور او [موقوف] تے بر سید محمد بود لَمْ یَلِدْ و لَمْ یُولَدْ و حقیقت باطن اور بر سید فتح علی و لَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُوًا سنا اُحد در چند نالہ
 موزوں بحالات صوری و معنوی یعنی ہر حالتی کے کیفیت و وارداتی و ذوقی و شوقی و تجلی کی از عشق حقیقی و مجازی پرو وارد شدہ حم او واجب بود پس آن را شہ بہ
 لباس الفاظ زیر قلم آوردن نہ غرض شعرا بلکہ برای تسلی خاطر عاشقان حقیقی و مجازی از بطون ظہور آورده کہ اگر مطابق واقعہ ایشان باشد ذوقی و شوقی حاصل کنند
 و از حم و نعت تجلی ہلکی بردارند ہیہات ہیہات زبان حال حال۔

- ۱۔ م۔ ن۔ ش۔ ب۔ شعر ندارد
- ۲۔ صرف نسخہ - 'ب' اور 'ز' میں لفظ [موقوف] لکھا گیا ہے۔
- ۳۔ نسخہ 'ب' - کفو
- ۴۔ نسخہ الف کے ترک سے پتا چلتا ہے کہ دیباچے کے درمیانی دو صفحات موجود نہیں۔ مکمل دیباچہ معلوم نسخوں میں کسی میں نہیں ہے
- ۵۔ نسخہ 'م' میں دیباچے کی عبارت کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے۔
- ۶۔ سید شاہ رضا محمد حضرت جی گوالیاری۔ مرتب۔ مخزن الاسرار، ص: ۴۱، میں دیباچے کا ترجمہ عبد الرب انصاری طالب نے یوں کیا ہے

ترجمہ: مستخبر بہ اسم و نسب خود تہمت آگین نسبت ما وطن سید علی متوطن دہلی متخلص غمگین مدفن لامکان قل هو اللہ اُحد الصمد
 جس کے ظہور کی توقیت (تقرر وقت) والد مجازی سید محمد لَمْ یَلِدْ و لَمْ یُولَدْ اور باطن کی حقیقت مرشد منعمی سید فتح علی و لَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُوًا
 اُحد پر موقوف تھی اپنی تنزیہ و تشبیہ کے مراتب کی حمد و نعت چند نالہ موزوں میں پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ حالات صوری و معنوی یعنی جذبات
 و کیفیات اور واردات ذوق و شوق نیز عشق حقیقی و مجازی کی تجلیات جو وقتاً فوقتاً مجھ پر وارد ہوتیں ان کا شکر مجھ پر واجب تھا۔ لہذا اور ان
 ہذا مطالعہ کرنے والوں پر واضح رہے کہ یہ مذکورہ حالات شعرا کی غرض سے (بطور طامات) بہ لباس الفاظ قلم بند نہیں کئے گئے ہیں بلکہ عاشقان
 حقیقی و مجازی کی تسلی خاطر و تسکین دل کے لئے غیب سے منضہ شہود میں جلوہ گر ہوئے ہیں کہ اگر ان کے حسب حال ہوں تو کچھ ذوق و
 شوق حاصل کریں اور حمد و نعت کے جلوہ جات منظومہ سے حظ و لطف اٹھائیں ورنہ ہیہات ہیہات حال کا قال میں بیان محال ہے۔

آ

﴿۱﴾

کب تک انتظار اب تو آ
 گھر میں آیا ہے یار اب تو آ
 کچھ نہیں اختیار اب مجھ کو
 کر نہ رسوا کسی کے عشق میں دیکھ
 شب ہجراں قریب پہنچی ہے
 باغ میں تھہ بنیر اے ساقی
 ساقیا ہائے تیرے مست تمام
 جان سے اپنی آہ ہوں بزار
 دل بیتاب کو بغیر ترے
 دم ہے آنکھوں میں یار اب تو آ
 اے دل بے قرار، اب تو آ
 میں ہوں بے اختیار اب تو آ
 اے جنوں! اے بہار اب تو آ
 دیکھ روز شمار اب تو آ
 سب خزاں ہے بہار اب تو آ
 ہو چلے ہوشیار اب تو آ
 مجھ تک اے اُس کے پیار اب تو آ
 ہے بہت اضطراب اب تو آ
 گل ہوئے خار تیرے غمگین کو
 اب تو آ اے نگارا اب تو آ

﴿۱﴾	۵	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۳۷			تابہ کے
۲۔	ر			شعر ندارد
۳۔	ش۔ ۹			صرف تیرا ہی اختیار رہا
۴۔	ش۔			شعر ندارد
۵۔	ایضاً۔			
۶۔	طبق ش۔ ۹			الف۔ ر۔ م۔ ن۔ شعر ندارد
۷۔	ر۔			شعر ندارد
۸۔	ر۔ ش۔ ب۔			شعر ندارد
۹۔	م۔			دل بیتاب بغیر تیرے، الف۔ ۱۱، م۔ ۱۲، ب۔ ۱۱، تیرے
۱۰۔	ر۔ ش۔ ب۔			شعر ندارد
۱۱۔	ش۔			”جان جاتی ہے تیرے غمگین کی“

الف

﴿2﴾

مجھے بہار میں ہشیار خوش نہیں آتا
 انھیں یہ سب و زئار خوش نہیں آتا
 کراہتا دل پیار خوش نہیں آتا
 تجھے میں گو کہ گنہگار خوش نہیں آتا
 ہمیں یہ شوخ ترا پیار خوش نہیں آتا
 بن اپنے گل مجھے گلزار خوش نہیں آتا
 کہ مدرسہ مجھے ناچار خوش نہیں آتا
 کہ عشق کا ہمیں اظہار خوش نہیں آتا

سوائے یار کے اغیار ہے کہاں غمگین
 جو تو کہے ہے کہ اغیار خوش نہیں آتا

نشہ شراب کا بے یار خوش نہیں آتا
 تقیدات مذاہب سے جو کہ ہیں آزاد
 یہ درد عشق کی لذات میں مجھے تیرا
 مجھے پسند ہے اے شیخ تیری یہ عصمت
 جو اس میں نہ لگے ہی سمجھتے ہیں دل سے اوپر کی
 میں کیا دیوانہ ہوں جو جاؤں باغ میں ہدم
 یہ ے کدے پہ ہے بے اختیار دل میرا
 ہمیشہ گریہ کتناں رہ دلا مگر پنہاں

﴿2﴾	ر-ش-ن-خ	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	م	۴۳ نہ
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	ایضاً	
۵۔	ایضاً	
۶۔	ایضاً	
۷۔	م-۴۳	لفظ تو ندارد

﴿3﴾

شراب کا کبھی اچھا اُسے لاشا ہوتا
 جوں مجھ کو شیخ جی تھوڑی بہت ریا ہوتی
 تمیز عشق ہے ہجر و وصال یہ ورنہ
 قسم خدا کی کہ کرتا کسی صنم کو خدا
 کبھی نہ مجھ سے یہ طے ہوتی اس کے عشق کی راہ
 مری قدر تو تجھے ہوتی کو میں مر جاتا
 تمام شب تجھے لڑتے ہی گزری اے عالم
 کسی کا پھر کبھی معشوق تو نہ ہوتا آہ

تو مری اُس کی خدا جانے شب کو کیا ہوتا
 تو میں بھی خلق میں مشہور پارسا ہوتا
 نہ تجھ سے میں نہ کبھی مجھ سے تو جدا ہوتا
 ترا خدا کبھی زاہد مرا خدا ہوتا
 مر اگر وہ جفا ہو نہ رہنا ہوتا
 جو مری طرح کسی پر تو جفا ہوتا
 بلا سے اس سے گھر اپنے ہی میں رہا ہوتا
 جو بے وفا کبھی تجھ سا میں بے وفا ہوتا

یہ راہ عشق نہ طے ہوتی مجھ سے اے غمگین

مرا اگر وہ جفا جو نہ رہنا ہوتا

﴿3﴾	ش	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	۱۵			مجھے	
۲۔	م	۳۵			لفظ "جو" ندارد	
۳۔	ب				شعر ندارد	
۴۔	ب	۱۵			بایضاً۔	
۵۔	ب	۲			شعر ندارد	
۶۔	ب				شعر ندارد	
۷۔	ب				شعر ندارد	

﴿4﴾

مرا اُس کے پسِ دیوار گھر ہوتا تو کیا ہوتا
جنازے پر مرے اُس شوخ کو لایا ہے تو آخر
کرے ہے سرکشی اس قد پر اُس کی قد و قامت سے
ہوا بے ہوش بالکل آہ اُس کی آمد آمد میں
اسی عالم میں ہیں شہ لطف اے دل عشق بازی کے
ہزاروں قسمیں اس پر چھوڑنے کی سے کی کھاتا ہے
پڑا اک جھونپڑے میں دیکھتا ہے خواب غلوں کے
تجلی تو ہوئی موئی کو پر میری طرح واعظ
ہنر مندوں کو کلتیرے ہاتھ سے ہے زندگی مشکل

قتل سے اے فلک گر اس قدر ہوتا تو کیا ہوتا
اگر اے عشق کچھ تجھ میں اثر ہوتا تو کیا ہوتا
اگر اے سرو تیرے کچھ ثمر ہوتا تو کیا ہوتا
گر آنے سے میں اُس کے باخبر ہوتا تو کیا ہوتا
اگر باغ جتنا میں بو البشر ہوتا تو کیا ہوتا
اگر دامن ترا سے نہ تر ہوتا تو کیا ہوتا
اگر اے دل ترا اُس تک نہ گذر ہوتا تو کیا ہوتا
ہمیشہ جلوہ گر ہر اک شجر ہوتا تو کیا ہوتا
جو تجھ میں بھی کوئی اے دل ہنر ہوتا تو کیا ہوتا

کیا بدنام اک عالم نے غمگین پاکسازی میں
جو میں تیری طرح سے بد نظر ہوتا تو کیا ہوتا

﴿4﴾	ب ش ۵ ع	غزل ندارد
۱۔	۳۸ م	فضا
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	خ د	شعر ندارد
۴۔	ایضاً	
۵۔	۳۸ م	لفظ "ہیں" ندارد
۶۔	الف ۲۳	بوللبشر
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	خ	شعر ندارد
۹۔	الف ۲۳۔ ۳۸ م	ایک
۱۰۔	۳۸ م	لفظ "تک" ندارد
۱۱۔	خ	شعر ندارد
۱۲۔	الف ۲۳۔ ۳۸ م	ایک
۱۳۔	خ د	شعر ندارد
۱۴۔	۳۸ م۔ ہریک	
۱۵۔	ر	شعر ندارد
۱۶۔	الف ۲۳۔ ۳۸ م	ایک

﴿5﴾

مجھے یوں اپنی صورت کو نہ ترساتے تو کیا ہوتا
 اگر ہم رشک سے انہوں کھا جاتے تو کیا ہوتا
 اگر اُس کو بھی تم اس طرح سمجھاتے تو کیا ہوتا
 اگر یہ حکم ناطق مجھ کو فرماتے تو کیا ہوتا
 جو ہم اُس وقت تیری طرح گہمراہے تو کیا ہوتا
 میرے گھر تم بھی گر چوری چھپے آتے تو کیا ہوتا
 اگر ہم شوخیاں تجھ کو نہ سکھلاتے تو کیا ہوتا
 بھلا ہم دیکھ لیتے اتنے سستے تو کیا ہوتا

کبھی چلن سے جھلکا آہ دکھلاتے تو کیا ہوتا
 پلائے جام سے شب اپنے جھوٹے غیر کو تم نے
 میں سمجھا سب مجھے! جو جو کہ نامح تم نے سمجھایا
 رقیبوں سے منگایا جام سے تم نے مرے ہوتے
 بہم ہم تو ہی تھے اور آگیا وہ شخص اُس شب کو
 بھلا مجھ کو تو دیکھو کس طرح چھپ چھپ کے آتا ہوں
 وہ ہی اب شوخیاں اے شوخ ہم پر خرچ کرتا ہے
 گراں تھا یہاں کا آنا کیا کہ تم ایسے چلے جلدی

کئی سب پر یہ کھل کیوں اس کے یاں لٹلانے کی جلدی کی
 اگر دو روز غمکیں اور غم کھاتے تو کیا ہوتا

﴿5﴾ ب ہ ر ش ع خ غزل ندارد

۱۔ ۳۱ م مجھے

اس شعر میں لفظ "تجھے" اور "مجھے" دونوں کا محل ہے۔

۲۔ الف ۱۹ تجھے

الف ۲۳ ۳۸ یہاں

﴿6﴾

مگر نہ گریہ میں کچھ اثر ہوتا
 وہ بھی تجھ کو نہ دیکھ سکتا شوخ
 مگر نہ ہوں بے خبر میں اس کو دیکھ
 خاک میں چشم نے زلائے ۵ آہ
 شکر ہے خلق کو نہیں کچھ قدر
 جدے کرتا ہزار آدم کو
 مگر نہ تھا یار چارہ جو تو نہ تھا
 پھر نہ رہتا تو اپنے گھر میں شوخ
 تو نہ خنداں وہ اس قدر ہوتا
 جسم جس کاٹے کہ سب نظر ہوتا
 تو نہ مجھ سے وہ باخبر ہوتا
 ورنہ اٹک ایک اکٹہ مگر ہوتا
 ورنہ کیونکر میں بے قدر ہوتا
 شیخ شیطان مگر بشر ہوتا
 کاش یہ دل ہی چارہ مگر ہوتا
 مگر ترا میرے دل میں مگر ہوتا
 ہوتی مگر دوسری غزل عملیں
 اور دل میں مرے اثر ہوتا

﴿6﴾ ش ۵ خ غزل ندارد

۱۔ ر ۵۵ "جو"

۲۔ ع ۱۰۸ "اے شوخ"

۳۔ طبق ب ۳۵

ع ۱۰۸، جس کا سبب -----

۴۔ ر ع شعر ندارد لفظ "کہ" ندارد

۵۔ ر ۵۵ ملائے

۶۔ ایضاً اک

۷۔ ب ر ع شعر ندارد

۸۔ ب ر ع شعر ندارد

۹۔ ب ع شعر ندارد

۱۰۔ الف ۳۶ م-۶۰ تیرا

۱۱۔ الف ۳۶ میر

۱۲۔ ر شعر ندارد

﴿۶۷﴾

عشق عالم میں گر فجر ہوتا اُس میں جز دل نہ کچھ ثمر ہوتا
 عقل گمراہ کر چکی تھی مجھے گر نہ ساقی تو راہبر ہوتا
 یار ہوتا نہ ہرزہ گرد اگر تو میں کاہے کو در بدر ہوتا
 خوف ہوتا اگر تجھے اُس کا تو دو عالم سے بے خطر ہوتا
 بھول جاتا یہ سب عبادت تو شیخ گرے سے بہرہ ور ہوتا
 کوئی کرتا نہ سجدہ کعبے کو کچھ تعین تجھے اگر ہوتا
 یوں نہ پھرتا میں آہ آوارہ اُس کے کوچے میں گر گذر ہوتا
 رقصِ بیل تو میں دکھاتا پر خوں میں قاتل تو تر ہوتا

گر فنا الفتا نہ ہو غمکس

تو دو عالم میں تو امر ہوتا

﴿۶۷﴾	ش ن خ	غزل ندارد
۱۔	م ۶۰،	عشق میں عالم -----
۲۔	ر ۵۵،	ہم پہنچتے نہ اپنی منزل کو
۳۔	ر ع	شعر ندارد
۴۔	الف ۳۶،	”تجھے اگر“ کے الفاظ پر خ م حروف درج ہیں
		اس لئے ”تجھے اگر“ کو ”اگر تجھے“ پڑھنا منشاءے مصنف کے مطابق ہے۔
۵۔	ر ع	شعر ندارد
۶۔	ر ع ب	شعر ندارد
۷۔	ع۔	شعر ندارد
۸۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۹۔	ر۔۵۵،	مگر
۱۰۔	ع۔ب۔	شعر ندارد
۱۱۔	ایضاً۔	

﴿8﴾

تو اس پیری میں اے غمگین دو بار میں جواں ہوتا
 اگر دشمن بھی تو میرا کبھی اے میری جاں ہوتا
 تماشا تھا اگر اُس باغ کا میں باغباں ہوتا
 تو میں کہتا ہوں یہ دل میں کہ میں اے کاش واں ہوتا
 تو اپنا معتقد بھی شیخ جی سارا جہاں ہوتا
 قدم اے شوخ گر تیرا نہ اُس کے درمیاں ہوتا
 مسلمان کوئی تو تم سے بھلا کیوں بدگماں ہوتا
 کہ اُس پردہ نشین کا راز کچھ تم پر عیاں ہوتا
 یہ ناداں دوستی کرتا تو پھر جی کا زیاں ہوتا

تو شاید کچھ کھٹکتا چشم دل میں اپنے اے غمگین
 جو ڈرے کے موافق بھی زمین و آسماں ہوتا

اگر اک لہ بار وہ بے مہر مجھ پر مہرباں ہوتا
 نہ رہتی آرزو دل میں کسی کے دوست کرنے کی
 وہ گل رو جس چمن کی سیر کو ہر روز جاتا ہے
 کسی محفل میں جب سنتا ہوں وہ بھی آہ آیا تھا
 تمھاری طرح چھپ چھپ کر اگر ہم شب کو مے پیتے
 تری پازیب کو میں رشک سے کیا جانے کیا کرتا
 اگر دلق ریاکی یہ نہ دھوئے مے سے اے رعدو
 مرے درد نہانی کی خبر کب جب ہمدرد ہوتی
 غنیمت ہے مجھے اس دل کی اپنے دشمنی ہدم

﴿8﴾	ش-ر-ب-ع-خ-	غزل ندارد
۱	الف-۱۷	م-۲۷، ن-۳، ایک
۲	م-۲۷	"ہمے"
۳	خ-	شعر ندارد
۴	خ-	شعر ندارد
۵	ن-۳	خرقہ
۶	خ-	شعر ندارد
۷	طبق-م-۲۷	
	الف-۱۷ - خیر	
۸	الف-۱۷	م-۲۷، ن-۳، مہمدوں

﴿۹﴾

خیال دل سے جدا یوں ترا نہیں ہوتا
بھلا برے کو بھی لایق ہے تُو کہے اے دل
کرے ہے حیر مغاں تو بلطف سب کے کام
عبث ہے تجھ سے مجھے روزِ ہجر کا شکوہ
شراب سب تلے سے میں پیتا بہت ہوں تلے اے ساقی
کیا ہے تُو نے جو روزِ است احساں آہ
دکھائے اُن کو کوئی کاش میری آنکھوں سے
شراب و جام یہ حاضر ہے غیر پر کیا ہے
دلیل جبر پر تلے کافی یہی ہے اے داعظ

کہ جیسے گوشت سے ناخن جدا نہیں ہوتا
ترے کہے سے برا گو بھلا نہیں ہوتا
یہ قہر کیا ہے مرا مدعا نہیں ہوتا
تا کہ وصل کی شب رنج کیا نہیں ہوتا
یہ کیا بلا ہے کہ مجھ کو نشا نہیں ہوتا
کسی بھی طرح کے وہ مجھ سے ادا نہیں ہوتا
جو یہاں کہیں ہیں کہ اس کا لقا نہیں ہوتا
جسے تو چاہے پلا میں خفا نہیں ہوتا
کہ اُس کے امر میں چون و چرا نہیں ہوتا

لکھ اور شعر بھی کچھ اس زمیں میں اے لکھنئیں

غزل سے سیر تیری دل میرا نہیں ہوتا

﴿۹﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-ر-	شعر ندارد
۲۔	ایضاً۔	
۳۔	م-۴۰،	شب/بہت ہوں
۴۔	ب-ر-	شعر ندارد
۵۔	م-۴۰،	اسی
۶۔	الف-۵۱،	کسی طرح بھی
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	ر-ب-	شعر ندارد
۹۔	م-۴۰،	جبر
۱۰۔	م-۴۰،	امے ندارد

﴿10﴾

شراب جتنی پییں ہم نشا نہیں ہوتا
 فقیر وہ ہیں کہ جن کا کہا نہیں ہوتا
 گذر ترا بھی جہاں اے صبا نہیں ہوتا
 بہت بُرا ہے اسے جو بُرا نہیں ہوتا^۱
 کہ اس میں نام کو زاہد ریا نہیں ہوتا
 کسی بھی شکل سے میرا خدا نہیں ہوتا
 شرایبوں کو اگر اٹھا نہیں ہوتا
 کسی سے بات کو بھی دل مرا نہیں ہوتا
 خفا جو مجھ سے تو اے بے وفا نہیں ہوتا^۲

بُرا نصیب ہو جس کا بھلا نہیں ہوتا
 وہ کیا فقیر ہیں کہتے ہیں جو وہ ہوتا ہے
 پیام بھیجیں وہاں ہم بتا کہ کس کے ہاتھ
 برائی کرنے سے ہوتا نہیں بُرا جس کا
 تری نماز سے بہتر ہے یہ شراب مری
 ہزار بندگی کرتا ہوں اُس کی پر وہ بت
 رکھیں ہیں کیوں دو جہاں سے یہ واعظا پرہیز
 بغیر اُس کے میں بہلاؤں دل کو کس طرح
 اسے میں خوب سمجھتا ہوں اس میں بھی فن ہے^۳

خلا حال یہ کس طرح سے ہو اے عملیں
 کہ وہ صفات سے اپنی جدا نہیں ہوتا

﴿10﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-	ص: ۵۲، ہا
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	ر	شعر ندارد
۴۔	م-	شب/بہت ہوں
۵۔	م-	۱۳ ب، ۲۳- "ہی"
۶۔	ر-	شعر ندارد
۷۔	م-	کیونکر
۸۔	م-	"ب"، "فی"
۹۔	ر-	شعر ندارد

﴿۱۱﴾

گر لفظ گنہ لوح میں مکتوب نہ ہوتا
 ے خانے میں بھی رہتے نہ اے ساقی ہم آزاد
 کہتے ہیں کسے خوب کے یہ آتا نہ سمجھ میں
 گر دیکھوں نہ تجھ کو کبھی اے شوخ منکر
 کچھ عام میں اور خاص میں رہتی نہ تمیز آہ
 کہتا نہ کوئی یار خوش اسلوب کسی کو
 بیداری شب گر نہ ہو طغیانی گریہ
 گر اُس بت کافر کو نہ ان آنکھوں سے دیکھوں
 ہوتا ہی کبھی سجدہ آدم پہ نہ مامور
 تو خلق میں اس سے کوئی محبوب نہ ہوتا
 گر اپنی طبیعت کے لئے یہ مرغوب نہ ہوتا
 اے شوخ تو عالم میں اگر خوب نہ ہوتا
 عالم میں مرا تو کوئی محبوب نہ ہوتا
 گر شوقی ے اس خلق میں معیوب نہ ہوتا
 گر اُس کے مقابل میں بد اسلوب نہ ہوتا
 تو چشم پر ایسا مری آشوب نہ ہوتا
 واللہ کہ میں وحشی و مجذوب نہ ہوتا
 شیطان حقیقت میں جو مغضوب نہ ہوتا

جب عشق یہ تھا صرف غرض ہے نہیں اب عشق
 تمکین ترے دل کا جو وہ ۹ مطلوب نہ ہوتا

﴿۱۱﴾	د-ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	۶۶-م	لفظ "بھی" ندارد
۲۔	۱۱۰-خ	کو
۳۔	خ-ب-	شعر ندارد
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	خ-	شعر ندارد
۶۔	ب-خ-	شعر ندارد
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	خ-	۱۱۰ "میں"
۹۔	خ-	۱۱۰ "وہ" ندارد

﴿12﴾

وہ ہی کچھ طور ہے پھر آج کیوں ظالم بلایا تھا
 زلاوے جس قدر تو وصل میں اُس کی تلافی ہے
 بلاویں وہ کبھی گر بزم میں اور آہ میں جاؤں
 یہ کسی نے سچ کہا اُس سے مزہ ہے ہجر میں مجھ کو
 ہمارے جل کے مر جانے کی کچھ پروا نہیں اُس کو
 نشے میں سے کے پھر شب کو وہی جھگڑا ہوا ہدم
 ابھی بھولا نہیں اُس شب کو جو تو نے ستایا تھا
 تصور نے ترے اک بار ہجراں میں ہنسیا تھا
 تو پھر لوگوں سے کہتے ہیں اُسے کس نے بلایا تھا
 کہ جو پیغام جھوٹا وصل کا کل شب کو آیا تھا
 عبث اُس شمع رو پر ہائے ہم نے جی جلایا تھا
 بڑی محنت سے ساقی نے ہمیں اُس کو ملایا تھا
 نہ رہوے ہوش اے عملیں کسی بھی بات کا مطلق
 نشہ اس واسطے شب بھر تجھے اُس نے پلایا تھا

﴿12﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۱،	پلایا
۲۔	ب-۱،	کس
۳۔	ب-ن-	شعر ندارد
۴۔	ن-۱۰،	تجکو

﴿13﴾

کل شب کو خود بخود مجھے یہ اضطراب تھا
عادت کا ترک شوق عداوت سے ہے ہر
ہرمگ نہ پوچھ وصل کی کچھ تو تمام رات
کی ہجر سے ہر جو میری یہ شب وصال
ہوش اُس کو کچھ نئے میں نہ تھا شب کو عے کسو
اب جس کو بیٹھنے کو بھی ملتی نہیں ہے جا
واحسرتا وہ شب مرے گھر جا کے سو رہا
متلے پوچھ بے کسی کی غم ہجر میں ترے
اب دشمنی کسی سے نہیں اُس کو مجھ سوا
اُس شب بھی اور دیکھ لیا جھوٹ سچ ترا

زاہد سے جو کہ تو نے کیا عذر ے کشی ۱۵

عملیں نہ خالی کبر سے وہ اکسار تھا ۱۶

- ﴿13﴾ ش-خ-ن، غزل ندارد
۱۔ طبق ب-۳۹ الف-۳۹ لفظ یہ ندارد،
ر-۵۷ یہ مجھے
۲۔ ر-ب-، شعر ندارد
۳۔ ع-۱۰۶ تعبیر
۴۔ ر- شعر ندارد
۵۔ ع-ب شعر ندارد
۶۔ ب-۳۹ گوجے
۷۔ ر-ع- شعر ندارد
۸۔ م-۶۶ نام
۹۔ ع- شعر ندارد
۱۰۔ ر-۵۷، اے بیکسی نہ پوچھ غم ہجر یار میں
۱۱۔ م-۶۶، لفظ "میرا" ندارد
۱۲۔ ر-ب-ع- شعر ندارد
۱۳۔ ع-۱۰۷، جھوٹ کو ترے
۱۴۔ ع-۱۰۷، تھا
۱۵۔ ر-۵۷، زاہد کے رویہ جو کیا عذر بیکسی
۱۶۔ ر- شعر ندارد

﴿14﴾

کیا دن تھے وہ کہ مجھ میں بہم اس میں پیار تھا
 گزری تھی اس پر آہ قیامت کی شب وہاں
 آتی جو تپ مجھے کبھی گری عشق سے
 تھا اعتماد مجھ کو اگر بولے وہ دروغ
 گر روٹھ جاؤں، میں تو وہ روتا تھا زار زار
 یاراں بغیر میرے نہ آتی تھی اُن کو نیند
 القصہ ہمدوم ہے یہی حاصل کلام
 لیکن میں ایک بات کہوں مگر کرو لے یقین
 میں اُس کے میرے واسطے وہ بے قرار تھا
 یاں اُس بغیر دن مجھے روز شمار تھا
 تو ساری رات واں اُسے رہتا بخار تھا
 گر جھوٹ میں کہوں تو اسے اعتبار تھا
 گر وہ خفا ہو آہ تو میں اٹکھار تھا
 یاں شب کو دیرہوتی تو واں انتظار تھا
 مجھ پر وہ اُس پر اور میں بے اختیار تھا
 نقشہ جو اب ہے سب یہ مجھے آشکار تھا
 دنیا کے رنگ دیکھ کے ممکن غزل لکھ اور
 کیا دشمنی ہے اب اس سے جس سے وہ پیار تھا

﴿14﴾ ش-ن-ر-خ-ع-، غزل ندارد

۱۔ نسخہ الف میں یقین کرو برخ م لکھا ہے جبکہ م میں "کرو یقین" سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

۲۔ الف م۔ دشمنی ہے

مجھے اپنا بھی کچھ خیال نہ تھا تھا ظلم آہ وہ وصال نہ تھا
 دیکھتا کس طرح میں اُنؑ کو یار قابلِ دید وہ جمال نہ تھا
 کیوں نہ دی روز کی طرح سے شراب شب کو مجھ سے اگر ملال نہ تھا
 وہ وہ بیدار دیکھتا ہوں اب جو کچھ خواب میں خیال نہ تھا
 چھوڑنا تجھ کو اب نہیں ممکن پر اوائل میں کچھ محال نہ تھا
 کیوں تو کرتا ہے وصل کی خواہش ق اس سے کئے کر تجھ کو اتصال نہ تھا
 ہجر کا درد و غم ہے بس تجھ کو دال اس پر بھی نہ انفصال نہ تھا
 شب کو مے پینے میں گیا بازار ق کس طرح یہ کہوں ٹھحال نہ تھا
 مضطرب میں پڑا رہا تا صبح ہائے دکان میں کلال نہ تھا
 ترے آنے سے آگئی طاقت
 ورنہ ممکن میں یار حال نہ تھا

﴿15﴾ ش-ن-خ-ع غزل ندارد

۱۔ ر۔ اس

۲۔ ر۔ ب شعر ندارد

۳۔ ایضاً

۴۔ ر۔ ۵۹ "اس سے مجھ کو اتصال نہ تھا"

۵۔ م۔ ۵۹ نے

۶۔ م۔ ۵۹ مے

۷۔ ر۔ ب شعر ندارد

۸۔ ایضاً

۹۔ نسخہ م مصرع ثانی ندارد

﴿16﴾

دلا رہا ہے زبں تو جو کوئے یار میں جا
سوائے اُس کے تصور کسی کے اے مردم
صفِ مژہ میں ترے جا کے دل ہوا مجروح
عدم کو جا کے نہ آیا جو کوئی دنیا میں
مگر تجھے نہیں ملتی کسی دیار میں جا
بقدر تل بھی نہیں میری چشم زار میں جا
کوئی بچے ہے جوانمرد اک ہزار میں جا
پسند آئی مگر اُن کو اُس دیار میں جا
ملی نہ جا مجھے
پائیں فرش بھی غمگین
بہت خفیف ہوا
نگار میں جا

﴿17﴾

اب کے پیاری سے گر اپنا ہو چارا اچھا
گر چہ تل کے ہیں بہم بیویں شرائیں ہم وہ
لے کے آئینے کو وہ کہنے لگا یوں مجھ سے
وہ مہ چار وہ رہنے جو لگا اپنے گھر
اس پری رو نے کہا دیکھ کے دیوانہ مجھے
غلق سے تل کے تو بیٹھا نہ کیا کر غمگین
تو یہ ہم جانے نصیب ہے ہمارا اچھا
ساری برسات ہو کیا اپنا گذارا اچھا
دیکھیں کھڑا ہے ہمارا یا تمہارا اچھا
مرے طالع میں مگر آیا ستارا اچھا
یا الہی کبھی ہوگا نہ بھارا اچھا
مجھ سے گر پوچھے تو لوگوں سے کنارا اچھا

﴿16﴾ م-ر-ب-ن-ع-خ غزل نثار

﴿17﴾ ب-م-ن-ر-ع-خ غزل نثار

غزل حاشیہ بر الف ۳۳

غزل حاشیہ بر ش ۶

۱- ش-۶ میرے

۲- ش-۶ ۶

مضطرب تھا دل اپنا جوں پارا آخر اُس شوخ نے جلا مارا
 عشق کے اس قمار میں ہم نے دل جو اپنی بساط تھا ہارا
 اُس سے وہ بات میں کہوں کیونکر بات کا بھی نہ جس سے ہو یارِ لے
 یوں چمکتا ہے کان میں بُندا پاس جیسے ہو چاند کے تارا
 حشر کا آفتاب ہے غمگین
 وصل کی شب میں صبح کا تارا

﴿18﴾ م-ن-ب-ع-خ- غزل ندارد

ا- ر- شعر ندارد

جس کی کہ محبت میں ہوا کام ہمارا
 رخ کا ترے کہ ذکر گہے زلف کا اے شوخ
 اُس بت کی پرستش سے رہیں باز نہ یکدم
 جب میں نے کہا گھر مرے آ تب وہ یہ بولا
 سب آپ کی اس پختہ مزاجی کے ہیں قائل
 کچھ بھی ہے مروت تجھے اے ساتھی کم ظرف
 بھیجیں گے ہیں جسے اپنی جمانا ہے وہ پس
 غمگین وہ غزل لکھ تو قوافی کو بدل کر
 ہنس دے جسے سن کر وہ گل انعام ہمارا

﴿19﴾	ش-ب-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	الف۔	شعر ندارد
۲۔	ر۔ ۳۸	اس بت کی پرستش سے نہ غافل رہیں اک دم
۳۔	م۔ ۲۰	شوخی
۴۔	ر۔	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	ایضاً	
۷۔	ن۔ ۵	بھیجے ہوں
	م۔ ۲۱	بھیجے ہیں
۸۔	ر۔	شعر ندارد
۹۔	ن۔	لکھ ایسی غزل غمگین قوافی کو بدل کر
۱۰۔	ر۔	شعر ندارد

رہتا ہے اُس بت کی طرف دھیان ہمارا اللہ ہی رکھے تو رہے ایمان ہمارا
 اک لے لکھتے تصور میں بھی اُس شوخ کو افسوس سونے نہیں دیتا دلوں تالان ہمارا
 سادوں کی گھٹا دیکھ جسے بھرتی ہے پانی طوقاں ہے یہ وہ دید و گریبان ہمارا
 جس روز تم اقرار کیا کرتے ہو شب کا رہتا ہے لگا کھٹکے پر بس کان ہمارا
 چھوڑوں گا نہ محشر میں اُس شوخ کا دامن ہے ہے جس کے سبب چاک گریبان ہمارا
 ایک لکھتے نہیں بھولتی اُس شوخ کی صورت نقشہ ہے یہ اب ہر دم ہر آن ہمارا
 دل کی ہی رہی دل میں شب وصل کی افسوس ہے حسرت سے نہ نکلا کوئی ارمان ہمارا
 کہہ سکتے نہیں اُس کے تصور سے بھی ہم آہ کچھ دھیان نہیں ہے تجھے اے جان ہمارا
 کیوں دوست ہوئے دل سے ہم اُس رشک پری کے جو دشمن جان اب ہے ہر انسان ہمارا

جی گھر میں نہ لگتا ہے نہ باہر کہیں غمگین

گھر اپنے گیا جب سے وہ مہمان ہمارا

﴿20﴾	ب-ر-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۔	الف-۱۳-م-۲۱-ن-۶-ایک
۲۔	۸-ن	چھوڑیں گئے نہ محشر میں ہم اس شوخ کا دامن
	۲۱-م	دامن سے اٹھاویں گئے نہ اُس شوخ کے ہم ہاتھ
۳۔	الف-	نقشہ
۴۔	۸-ن	میں
۵۔	۲۱-م	دل کی.....وصل کی صورت
۶۔	۲-	شعر ندارد

﴿21﴾

نہ کہوں گا کہ یار نے مارا اس نے مجھے اُس کے پیار نے مارا
 اُس کے کوچے میں آہٹ لے جا کر اس دل بے قرار نے مارا
 کاش کرتا نہ مجھ سے بوس و کنار اُس کے بوس و کنار نے مارا
 شب ہے یا روز ہے قیامت کا صبح کے انتظار نے مارا
 مے ہے اب مرے حق میں آب حیات مجھے شب کے خمار نے مارا
 مجھے دیوانہ کر کے اے ہدم موسمِ نو بہار نے مارا
 لکھ اسی بحر میں غزلِ غمگین تیرے شعروں کے تار نے مارا

﴿22﴾

نہ تو اس نے نہ چاہ نے مارا مجھے میرے نباہ نے مارا
 اس نے آواز پر لگایا تیر مری اس آہ آہ نے مارا
 ہو گیا خوں بہا یہ بھی اس کا لے مجھ گدا کو جو شاہ نے مارا
 زلف نے یا کہ خال نے اے دل تجھے کس رو سیاہ نے مارا
 جو قدم راست ہی نہیں رکھتا مجھے اس کج کلاہ نے مارا
 مردماں دل چرا کے میرا آہ اس کی چشمِ سیاہ نے مارا
 تھک گیا چلتے چلتے اے غمگین
 عشق کی مجھ کو راہ نے مارا

﴿21﴾ م-ن-ش-ب-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ ر-۶۰ ہاں مگر

۲۔ ر-۶۰ مجھ کو

۳۔ ر-۶۰ شعر ندارد

۴۔ الف- شعر ندارد

﴿22﴾ م-ش-ب-ن-ع-خ- غزل ندارد

۱۔ ر-۶۰ ہو گیا خوں بہا بھی اس کا معاف

مبتدی لا نہ تو خیال مرا
غم میں رہتا ہوں اس لیے میں خوش
اس کی مرضی ہو تو تو ممکن ہے
قال تبدیل حال سے ہو ترا
کچھ تو میرے زوال میں ہے کمال
اس مری میکشی کے ہاتھوں سے
دور و نزدیک وہ نہیں مجھ سے
نہ تو عاقل ہوں میں نہ دیوانہ
جب کہا میں نے تجھ سوا تجھ سے
تب کہا اس نے تجھ کو اے غمگین

بس دو عالم میں ہے جمال مرا

﴿23﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-ا-ب-۴۳	ہو
۲۔	طبق م-ا-۷۱، ۵۹، ب-۴۳	
	الف-۴۲-	تیرا
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	-ایضاً	
۵۔	-ایضاً	
۶۔	طبق ب-۴۳	
۷۔	ر-ب-	شعر ندارد
۸۔	طبق الف-۴۳	
۹۔	ر-۵۹	مجھ سے وہ کہہ رہا ہے اے غمگین

﴿24﴾

بے سبب آہ نہ تھا شب کو وہ جانا تیرا
پہلے ہے منظور مگر آشتی لے مجھ سے ظالم
محفل غیر میں ہاتھ اپنے سے بھر کر مجھ کو
روز کرتا ہے اسے پند و نصیحت مجھوں
زندگی دھیان سے ترے ہے مری اے قاتل
اور مری موت ہے بس دھیان میں آنا تیرا

کی تلاش آہ دو عالم میں مگر اے غمگین

کہیں ملتا ہی نہیں آہ لے ٹھکانا تیرا

﴿25﴾

یہ جو اے دل زوال ہے تیرا
دین و دنیا و مادرا اُس کے
جب تلک ہے توہم بہراں
جس کو کہتے ہیں جنت و دوزخ لے
جان اس کو کمال ہے تیرا
کچھ نہیں اک خیال ہے تیرا
اُس سے ملنا محال ہے تیرا
وہ جلال و جمال ہے تیرا
ہے مرا حال اب وہ اے غمگین
یہ جو کچھ قیل و قال ہے تیرا

﴿24﴾ ش-ن-ر-ع-خ- غزل ندارد

۱۔ م ۷۷ ب ۴۸ بھر

۲۔ م ۷۷ اس نے

۳۔ م ۷۷ ب ۴۸ مجھ کو

﴿25﴾ ش-ن-ر-ع-خ- غزل ندارد

۱۔ طبق م ۳- ب- ۵

الف ۴- کی

۲۔ ر- ۴۴ دوزخ و جنت

۳۔ ش ا - ن ۱۰ میرا احوال ہے وہ اے غمگین

میں نے ہر چند کہ اس کوچے میں جانا چھوڑا
 ترک جس شوخ نے کی مجھ سے ملاقات بھی آہٹ
 اس نے کہنے سے رقیبوں کے تجھے چھوڑ دیا
 اٹھ گیا پردہ ناموس مرے عشق کا آہٹ
 دیکھ سودا کی مجھے لوگوں سے وہ یوں بولے
 ہاتھ سے میرے وہ پیتا نہیں مدت سے شراب
 پڑ رہا کرتے ہیں اُس روز سے پٹی کے تلے
 بولنا جھوٹ بھی تجھ سے نہ چھٹا وعدہ خلاف
 نام سنے ہی ترا ایسے خریدار ہوئے
 مجھ سے ہتے تو لیا دیکھ تجھے غنچہ دہن

تیرے عملیں کو پریشانی ہے اس روز سے یار
 تو نے جس روز سے زلفوں کا بنانا چھوڑا

﴿26﴾	ر-ب-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	ن ۸، ش ۴	گو کہ گھر اپنے اسے میں نے بلانا چھوڑا
۲۔	ن ۸، ش ۴	میں نے کسی ترک ملاقات بھی جس شخص سے آہ
۳۔	ن ۸، ش ۴	ہائے
۴۔	ش-ن-	شعر ندارد
۵۔	ایضاً۔	
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	الف ۵ کے	
۸۔	م ن ندارد	حاشیہ بر الف ۵
۹۔	ایضاً	

ایسا ہے اس وجود سے اس کو حجاب سا
ابلیس دیکھ کر مجھے کہنے لگا کہ حیف
کیا وصل کا میں ہمدوں اُس سے کروں سوال
کیفیت اس کی دیتی ہے معشوق سی خبر
روزااست میں نے نہ دیکھا ہو تجھ کو شوخ
مضطر نہ کس طرح ہو دل بے قرار آہ
اپنے مقدمے میں جو میں نے کیے سوال
مت میں مہربان ہوا تھا وہ آہ کل
بخر عدم میں جیسے فلک ہے حجاب سا
آیا نہ میرے قابو میں تجھ سے خراب سا
دیتا دکھائی دے ہے مجھے وہ جواب سا
کوئی نشہ جہاں میں نہیں ہے شراب سا
آتا ہے یہ خیال مجھے ایک خواب سا
ہے ہائے آج اس کو بھی کچھ اضطراب سا
منہ دیکھ رہ گیا وہ مرا لاجواب سا
پھر آج دیکھتا ہوں وہی پرعتاب سا

تو اس کو مت سراپ سمجھنا کہ بھول ہے
بخر تعینات ہے غمگین سراپ سا

﴿27﴾ ش ۵ خ ع غزل ندارد

- ۱۔ ر ۵۴ بیون ہے مرے -----
- ۲۔ ر۔ شعر ندارد
- ۳۔ ر۔ ب۔ شعر ندارد
- ۴۔ ر۔ شعر ندارد
- ۵۔ ابضاً۔
- ۶۔ ب۔ شعر ندارد

عاشق ہوں تری جنا وفا کا
آتی ہے اسی طرف سے ہر روز
کچھ یاد بھی ہے وہ رات کی بات
ہاتھوں سے ملا ہے خون کس کا
کیوں تو نے دیا دل اُس صنم کو
قدرے بھی اسے نہ رحم آیا
کیا چھوڑی ہے راہ کفر و اسلام
پاتا ہی نہیں میں دل کو جس وقت

طالب نہیں درد اور دوا کا
نقشا یہ برا بندھا صبا کا
اب نام نہ لیجیے حیا کا
قاتل نہیں رنگ یہ حنا کا
کیا تجھ پہ پڑا غضب خدا کا
کیا آہ علاج ہے قضا کا
بندہ ہوں میں اپنے رہنما کا
آتا ہے خیال دل رہا کا

کیا مبتدی اس کو سچے عمکیں
ہر شعر ترا ہے انہا کا

﴿28﴾ ش-ع-خ- غزل ندارد

۱۔ م-۱۹ میری

ر-، فقط

۲۔ ن ۷ کچھ غم نہیں درد اور دوا کا

۳۔ ر- شعر ندارد

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ م-ب کفر اور اسلام

ب ۱۲ کفر اسلام

جس وقت نزول ہو بلا کا پھر قصد نہ کیجیے دعا کا
جز مبر نہیں علاج کوئی اُس شوخ کے جور اور جفا کا
مگر تجھ کو کھلے نائے فطی اک حکم ہے رند و پارسا کا
اوراق شجر کی دیکھ تحریک از خود نہیں! فعل ہے ہوا کا
یا بے ادبی ہے یا ہے غیبت مت نام لیا کرو خدا کا
لگ چلیوے بہت نہ اسے ناداں غافل ہے تو خوف رکھ رجا کا
تیری ہی فنا بتا ہے غمگین
واں دخل نہیں فنا بتا کا

﴿29﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۳۱-م	از خود نہیں پر
۲۔	۳۲-م	چلو
۳۔	۵-ر	شعر ندارد

﴿30﴾

طالب الست سے ہے مگر یہ شراب کا
کیا محسب حصول تیرے احتساب کا
وحشت کا حال جب کے سنا مجھ خراب کا
یہاں منتظر نہ بیٹھ تو خط کے جواب کا
جہراں میں شوق سیر نہ کر ماہتاب کا
میں نے جو ذکر اُس سے کیا اپنے خواب کا
خوں جب سفید آہ ہو چشم پر آب کا
ایسا ہی تھ سے اُس کو ہے عالم حجاب کا
تقویٰ سے یہ سبب ہے میرے احتساب کا
کیا کلیات آہ کا ہوا انتخاب کا
پھر کیا سبب ہے صبح سے مجھ پر عتاب کا

رخ جام کا ادھر ہے فلک کے حباب کا
جب تک نہ محسب ہوں میں اپنی شراب کا
شرمندگی سے مجنوں ہوا قیس ہدموں
قاصد کو دیکھ دیکھ کے اُس شوق نے کہا
حق میں ترے دلا یہ نہ ہو آفتاب حشر
کہنے لگا وہ سب یہ خیالات ہیں ترے
چشم امید کس سے رکھے کوئی عشق میں
جس طرح معنی لفظ میں ہوتے ہیں مستر
ہرگز شکستگی نہیں اس میں سوائے کبر
میرا جو انتخاب ہے سو کلیات ہے
وعدے پہ شب کے کیجئے وفا یا نہ کیجئے

غملیں غزل نہ لکھ جو نہ بدلے تو قافیہ

دل یہ کہے ہے بکھ نشہ ہے شراب کا

﴿30﴾	ش-ن-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	م-۵۶۔	لفظ ”ہوں“ ندارد
۲۔	م-۵۶۔	اجتناب
۳۔	ر۔	شعر ندارد
۴۔	ر-ب۔	شعر ندارد
۵۔	ر	شعر ندارد
۶۔	ر ب	شعر ندارد
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	م-۵۷۔	احتساب
۹۔	م ۵۷۔ ب ۳۳۔	”واہ“
۱۰۔	م ب ر	شعر ندارد

آب و خور اس میں حکم رکھے ہے شراب کا
موجب یہی ہے صرف تغافل عتاب کا
ساغر رکھے ہے جلوہ یہاں آفتاب کا
مت پھول باغباں مجھے دکلا گلاب کا
جو مختصر عبث رہوں اُس کے جواب کا
ایسا بندھا خیال ہے اُس شب کے خواب کا
ہے لطف سال بھر مجھے برق و سحاب کا
نقشہ ہے ایک گو کہ شراب و سراب کا
یا میرے چھیڑنے کو عرق ہے گلاب کا
عاشق زبکہ ہے یہ مرے آفتاب کا
کرنا گلہ عبث ہے تو اس کے جواب کا

ہے جسم مثل کانِ نمک مجھ خراب کا
بے اختیاری میری سے گھبرائے ہے وہ شوخ
میرے سیاہ خانے میں کیا احتیاج شمع
اس رکبے گل کے آتے ہیں رخسار آہ یاد
پیغام کا اجل کے کروں کیوں نہ انتظار
بیدار دیکھتا ہوں میں دن کو بھی یار خواب
گریاں ہوں بکے تیرے تصور میں شعلہ رو
ہے فرق ے کشوں میں تو دھوکا نہ کھائیو
ساتی ے سفید گلابی میں ہے یہ کیا
ہے وصل و ہجر سے یہ عروج و نزول ماہ
جس حال میں کہ تجھ سے ہے محبوب میری کے جان

نمکین کبھی شراب صبور نہ چھوڑو
دن رات میں ہے وقت یہی فتح باب کا

﴿31﴾	ر-خ-ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب۔	شعر ندارد
۲۔	م۔	رخش [سماعی غلطی معلوم ہوتی ہے]
۳۔	ب۔	شعر ندارد
۴۔	ابضاً۔	
۵۔	ابضاً۔	
۶۔	م۔	۶۷ ہ
۷۔	ب۔	۴۰ تیری

ساقی جدا ہے طور یہ کیوں ہر خراب کا
تو لے نہ نام تو کبھی عطر و مگلاب کا
کیونکہ نہ حسن یار ہو اُس آب و تاب کا
رکھے نہ کیوں وہ ذکر ہماری شراب کا
آیا کبھی خیال نہ ہجراں میں خواب کا
گر تو جواب دیوے کچھ اُس کے جواب کا
فرصت کہاں جو فکر ہو واں کے حساب کا
کچھ خوف محسب کے نہ کر احتساب کا
جو قصد اسد کی طرح کرے انتخاب کا

وہی شراب وہی نشہ ہے شراب کا
بوئے عرق کی اپنی نہ عادت ہو گر تجھے
بیتاب آہ دل ہے مرا چشم ہے مہ آب
لذت سے منہ میں پانی بھر آتا ہے شیخ کے
آتی ہے شام سے ہی شب وصل آج نیند
اے دل خموش رہ کہ وہ کیا جانے کیا کہے
لے سکتے یاں نہیں ہیں ہم اک دم بھی بے حساب
پیتا ہے وہ بھی چھپ کے تو دے ساقیا شراب
دو چار شعر لکھ کے رہے بیٹھ ہمدرد

اپنا تو مہر و لطف سے نکلے ہے آہ دم
غمگین کسے دماغ ہے اُس کے عتاب کا

﴿32﴾	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۵-م	بہر
۲۔	ر-	شعر ندارد
۳۔	ر-ب-	شعر ندارد
۴۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	ر-ب-	شعر ندارد
۶۔	۱-۱۰-م ۱۵	ب ۱۱-ایک
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔	الف-۱۰-م-۱۵	ہمدرد
۱۰۔	ب-	شعر ندارد
۱۱۔	م-	لفظ "ہے" ندارد

اب میں ہوں تو ہے شب ہے نشہ ہے شراب کا
 رہتا ہے رات دن یہ خرابات میں ہی آہ
 بیدار ہو کے دیکھ تو باطن کی چشم سے
 آیا جو شب کو بام پہ وہ ماہ چارنگہ وہ
 کیونکر وہ مجھ مریض کے خط کا جواب دے
 صحبت برار آہ ہو کس طرح ہمدرد
 تیرے وجود اور عدم کی یہ شکل ہے
 دن رات اس کو کام ہے رونے سے مردماں
 جس سے کہ حسن اور بھی ڈکنا نظر پڑے
 آتے ہیں جیسے یاد حب ہجر، عیش وصل
 زاہد بہشت وصل ہے دوزخ ہے ہجر آہ

غمگین غزل اک اور لکھو اپنے طور کی
 لیکن ہو اُس میں ذکر کچھ اُس کے حجاب کا

﴿33﴾	ع	خ	غزل ندارد
۱۔	ر۔ب۔		شعر ندارد
۲۔	م۔۱۴		چہارہ / شعر بر حاشیہ - الف - ۹
۳۔	م۔۱۴		"وہیں سفید رنگ ہوا ماہتاب کا"
	ر۔		ندارد
۴۔	الف - ۹ - م - ۱۴ - ن - ۲ - ب - ۱۰ - ہمدرد		
۵۔	ن	۲	جو
۶۔	ب۔		شعر ندارد
			شعر بر حاشیہ الف ۹
۷۔	ن	۳	یاد جیسے
۸۔	ن	۳	دوزخ بہشت غمگین یہی ہجر وصل ہیں
۹۔	ش۔		شعر ندارد

شوق گر بحر فنا میں تجھ کو ہو غرقاب کا
کیا انھیں تشبیہ دوں کھڑے سے اپنے مد کے میں
چھوڑ دے خوئے تغافل ہو نہ جاوے زود رنج
عشق کے آتش سوا دل کو نہیں مبر و قرار
جاگنا سونا مجھے یکساں ہے ممکن عشق میں
کیا ستم ہے دل مرا اک لا آفت جاں کے لیے
اُس کی صورت کے تصور میں خلل آتا نہیں
میکدہ مسجد مجھے یکساں نظر پڑتے ہیں آہ
مردم چشم اُس کو شاید دیکھ لیوں خواب میں

ہاتھ لانا پھر ہے آساں گوہر نایاب کا
بے سرو پا حسن ہے خورشید اور مہتاب کا
حال سچ میں کہتا نہیں اُس سے دل بیتاب کا
ہے خواص الٹا اس اپنے پارہ سیلاب کا
خواب بیداری ہے، بیداری ہے عالم خواب کا
دشمن جاں ہو گیا سب دوست و احباب کا
کیوں لگہ ناحق کروں اس دیدہ پُر آب کا
دھیان آ جاتا ہے اُس ابرو کے جب محراب کا
رفک سے مجھ کو خیال آتا نہیں ہے خواب کا

جب سے اُس مرد کو دیکھا اپنے ممکن خواب میں

اور عالم ہو گیا خورشید عالم تاب کا

﴿34﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔	لفظ "میں" ندارد
۲۔	ب۔	شعر ندارد
۳۔	ر۔	کر
۴۔	ر۔	حال میں کیونکر کہوں
۵۔		یہ شعر نسخہ ب (۲۰) میں بطور مقطع شامل ہے
۶۔	الف - ۲۱ - م - ۲۳	ایک
۷۔	ر-ب۔	شعر ندارد
۸۔	ابضاً۔	شعر ندارد
۹۔	ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	م۔	کی
۱۱۔	ب-ر۔	شعر ندارد
۱۲۔	ابضاً۔	

﴿35﴾

منظور کیجئے یا تو اٹھانا نقاب کا
یاں تک جگر کباب ہوا جل کے اب مجھے
آپ عنب بہت سا پلا کر تو ساقیا
خط کا نہ دیں گے میرے سوا چپ وہ کچھ جواب
اُس جامہ وار کی وہ رضائی وہ اُس کی بو
دل کا بخار دل میں ہی گو مردماں رہا
ایسی خوشی تو اب کے ہرگز نہیں ہمیں
مجھ کو شراب کا ہے نشہ ساقیا بہت

یا چھوڑ دیجیے ہم کو پلانا شراب کا
آتا نہیں ہے لطف و مزا کچھ کباب کا
برباد گھر نہ کر کسی خانہ خراب کا
خاموشی ہے جواب ولا لاجواب کا
تختہ کھلا ہو جیسے کہ ہرم گلاب کا
رونا تو بارے بند ہے چشم پر آب کا
غم جس قدر کہ آہ رہے ہے عذاب کا
کرنا نہ دیکھ ذکر سرود و رہاب کا

غمگین غزل تو تیری بھی پڑھ سنا ہمیں

ہوتا ہے شعر خوب ترا آب و تاب کا

﴿35﴾	۵-ش-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	نسخہ ب میں پہلے شعر کے سوا تمام اشعار اس سے اگلی غزل میں شامل ہیں۔	
۲۔	ر۔	شعر ندارد
۳۔	ایضاً۔	
۴۔	ایضاً۔	
۵۔	ایضاً۔	
۶۔	ر۔ ۴۶۔	اتنی
۷۔	ر۔ ۴۶۔	جتنا کہ ہم کو خوف ہے ہر دم عذاب کا
۸۔	شعر بر حاشیہ۔ الف ۱۰	
۹۔	م۔ ۱۵	غمگین تو تیسری بھی غزل پڑھ سنا ہمیں
۱۰۔	ر۔ ۴۶	غمگین ہمیں بھی اپنی سنا دیے کوئی غزل
		شعر بر حاشیہ الف

اور صنم طور پڑا آپ کا
جان گئی دین گیا دل گیا
روز قیامت مجھے ہوتا یہ دن
آپ کی حُب سے اور مرے عشق سے
دل کو دیا اور گرہ میں سے کھول
کفر سے مطلب ہے نہ اسلام سے
یاد مجھے آئی جب اپنی وفا
ہاتھ قدم سے نہ اٹھاؤں گا میں
یہ ہی تمنا کہ نہ دیکھا تمہیں
کفر سے اسلام سے غمگین کو کیا

عَمَلِکین نے کل رات کو اس بات چٹ
کون سا کہتا نہ کیا آپ کا

غزل ندارد	خ	ر ع	﴿36﴾
مجھ پہ گزرتا یہ قیامت کا روز	۳	۵-	۱
	۱۲-ب	۱۸-م	۲
		۱۲ جب	الف
شعر ندارد		ب-	۳
		-ایضاً	۴
یاد مجھے آتی ہے جب-----	۱۹	۴-	۵
شعر ندارد		ب-	۶
سر پہ کہا آپ کا	۱۹	۴-	۷
شعر ندارد		ب-	۸
		ایضاً	۹
میں یہ شعر بطور مقطع شامل ہے		ب-(۱۲)	۱۰
		شعر بر حاشیہ الف	۱۱
		ب شعر ندارد	

﴿37﴾

بید نہ تو کھولے گر اس بات کا خوب ہے یہ طور ملاقات کا
 بس ہے تجھے صرف اسی کا خیال لا نہ خیال اور خیالات کا
 دیکھے گر اس بت کا کرشمہ تو پھر نام نہ لے شیخ کرامات کا
 اُس بُتِ کافر سے بچ اپنی فتنہ کوئی نہیں طور ملاقات کا
 دیر و حرم میں لگے کیا دل وہ خاک جسے کو کہ چکا ہو خرابات کا
 دل میں بہت آنہ مرے اے پری دیکھ مکاں ہے یہ طلسمات کا
 پھر نہ چھٹی عمر بھر اُس سے شراب جام بیا جس نے میرے ہات کا

ایک غزل اور بھی غمگین لکھو

پاس ہے گرم کو میری بات کا

﴿37﴾ ش-ر-ع-خ- غزل ندارد

۱- حاشیہ نسخہ الف-۱۵ پر ایک مصرع اضافہ ہے "اب تو تصور کیے سوا اُس کے بس"

۴۵ اب تو تصور کیے سوا اُس سے آہ

۲- ۲۳ م کے جس کو

۳- ۲۳ م ہاتھ

﴿38﴾

حال مجھے یاد ہے اُس رات کا اب ہے یقین کس کو تری بات کا
مانے مری بات یہ دل کس طرح آپ کی خوگر ہے عنایات کا
آہ وہ اب آئیں گے اور اپنے پاس کچھ نہیں سامان مدارات کا
کر نہیں سکتا کم و بیش خیال ہائے یہ نقشہ ہے کچھ اُس گات کا
میں تو یہ آوارہ وہ پردہ نشیں طور ہو کس طرح ملاقات کا
ماہ میں اور اس مرے خورشید میں فرق ہے اے ہمدون دن رات کا
زنگی اب صرف ہے میری خیال بس کہ میں چٹلا ہوں خیالات کا
بات میری مان کے کہتے ہیں وہ ذکر نہ کیجوں کہیں اس بات کا

ساتھ کوئی اس کے نہ پٹا شراب

رعد ہے ٹمکیں یہ خرابات کا

﴿38﴾	ش د خ ع	غزل ندارد
۱۔	ن۔	میں
۲۔	ب۔	شعر ندارد
۳۔	الف ۱۵-۲-۲۳-ب-۱۲-ن-۶-ہمدون	
۴۔	ن-۶	غمگین ہے ایک رند خرابات کا

تشنہ بہت ہوں خضر میں اپنی وفات کا
 لکھنے لگا جو اُس کو میں مضمون بے کلا
 دیکھا ہے جب سے اس کو خلا و ملا میں آہ
 چھپ چھپ کے باتیں کرتے تھے جو میرے کان میں
 آتے ہی دھیان اٹھتی ہے سینے میں گدگدی
 جس نے عذاب اس کے اٹھائے ہیں یہاں وہاں
 کیا ہم سفر رہیں ترے پردہ نشین ہم
 ہر شب کو بن کہے میں دہاتا ہوں دست و پا
 آنا فانا اور ہے دنیا کا رنگ ڈھنگ
 مجھ کو غرض جہاں سے نہ مطلب وفا سے کچھ
 جز ذات کچھ وجود نہیں ہے صفات کو
 جو اس کے علم میں ہو تعین ضرور ہے
 گل کس کو جزو کس کو کہوں اس میں میں بھلا

مر جاؤں گا نہ نام لے آبِ حیات کا
 پانی سفید ہونے لگا بس دوات کا
 عالم ہی اور دیکھتے ہیں کائنات کا
 مقدور اب نہیں ہے مجھے اُن سے بات کا
 اے ہدم اُس کے آہ یہ عالم ہے گات کا
 یہ عشق ہی کفیل ہے اس کی نجات کا
 وہ چاک بھی سیا ہے کسی نے قتات کا
 کچھ یہ مزا پڑا مجھے اُس کی لات کا
 کیا اعتبار کوئی کرے اس کی بات کا
 عاشق نہیں ہوں یار میں تیری صفات کا
 حیراں وجود مجھ کو کرے ہے صفات کا
 عارف ہو کس طرح سے کوئی اس کی ذات کا
 جامع ہر ایک جزو ہے کل کائنات کا

ظہرائی ظہری بات ذرا میں پل مٹی
 نمکیں نہ پوچھ حال تو کچھ مجھ سے رات کا

﴿39﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۵۷-ب-۳۳	لکھنے لگامیں اس کو جو مضمون بے کسی
۲۔	ر-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	ر-ب-	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	م-۵۷	بہ عشق ہے کفیل بھی اُس کی نجات کا
۷۔	ر-ب-	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔	م-۵۳	لفظ "میں" ندارد
۱۰۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۱۔	ایضاً	
۱۲۔	ایضاً	
۱۳۔	طبق م ۵۸	
۱۴۔	الف	لفظ "کو" ندارد
	ر	شعر ندارد

دیکھ کے عالم کچھ آہ ہمدولہ اُس گات کا
کوئی نہیں بزم میں جو نہیں مدہوش و مست
کعبے کے اسرار شیخ تب تجھے معلوم ہوں
مست ہوں مدہوش ہوں یارو میں جو کچھ کہوں
جا کے کروں کیا وہاں چھوٹ گیا وہ مکاں
رہ نہ دلا تو علیل ہجر بہت ہے قلیل
ہاتھ سے میں ان کے شمر پیٹوں ہوں اب رات بھر
روز بناتا ہوں یاں یار کے نیا اکٹ جہاں
تو تو ہے مسک شراب دیکھے ہے بیدار خواب
حرف و حکایت نہ واں رمز و اشارت نہ واں
راہ یہ نلے ہے پر خطر اس میں ہے تجھ کو ضرر

ہوش نہ مجھ میں رہا اور کسی بات کا
بہر مغاں وقت ہے آج مناجات کا
جب کہیں مکشوف ہوئے حال خرابات کا
کیجومت اعتبار میری خرافات کا
چوری چھپے تھا جہاں طور ملاقات کا
اب تو ہے ساقی کفیل تیری مہمات کا
رکتے تھے جو زیر سر تکیہ میرے ہات کا
کیا کروں تجھ سے بیاں اپنے میں حالات کا
شیخ یہ دے ہے جواب میرے سوالات کا
عقل و ہدایت نہ واں ذکر نہ طامات کا
آوے تیرے دل میں گر دھیان کرامات کا

تیری ہے تمکین قسم ہو نہیں سکتا رقم
کیا کہیں احوال ہم وصل کی کچھ رات کا

﴿40﴾ ن-ر-ش-ع-خ- غزل ندارد

۱۔	الف ۳۲-م-۵۴۔	ہمدسوں
۲۔	م-۵۴	مجھے
۳۔	م-۵۴	لفظ "ہو" ندارد
۴۔	ب	شعر ندارد
۵۔	م-۵۴نہ زبیشہوں اب رات بھر
۶۔	ب-	شعر ندارد
۷۔	م-۵۴	تار
۸۔	الف ۳۲-م-۵۴۔ ایک	
۹۔	ا-ب-	"ہے" ندارد
۱۰۔	م-۵۴	ہے یہ

وجود اپنے کا دعویٰ اس میں ہے اور فعل قدرت کا
گناہوں کا کریں اقرار کیوں کر اپنے ہم مجرمؑ
تری الفت نہیں لگے مجھ کو یہی ارمان و حسرت ہے
وہ اپنا درد و رنج و غم بیاں تجھ سے کرے عالم
سوا اس کے کہ اس کو ہجر میں راحت ہے اے ہدم
فریب و مکروہ حکمت اور زور فیلیونی میں
رہا وہ بیٹھ صحرا میں بس اپنے دست و پا کم کر
وہ خواہاں گر نہ ہوتا شوخؑ بے پرواہ ترا اے دل
وہ ہی آگاہ رکھتا ہے تجھے اے یار غفلت سے
کرے کس طرح توبہ وہ شراب مرد الکن سے
نہیں تسکین ہوتی ے کے پینے سے ذرا مجھ کو

غزل اک ۱۲ اور بھی اپنی طرح کی آج لکھ غمگین

مکر مضمون اس کا صرف اور خالص ہو وحدت کا

﴿41﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۵۱	عبات
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	م-	محرم
۴۔	الف-۳۱-	لفظ "ہے" زائد
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	م-۵۱	ہوئے / ب-۳۱ ہو
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	الف-۳۱، م-۵۲	شہرا
۱۰۔	ب-	شعر ندارد
۱۱۔	طبق-ب-	
الف-	شوح	
۱۲۔	ب-	شعر ندارد
۱۳۔	ب-	شعر ندارد
۹۔	الف-۳۱-ب-۳۰-م-۵۲	ایک

کسی کو عشق سیرت ہے کسی کو عشق صورت کا
 سمجھ میں تیری کچھ آیا نہ عالم حسن کا اُس کے
 ورق دنیا و دیں کا صاف اٹھ جاتا ہے نظروں سے
 تجھے ہوتی اگر کچھ معرفت اپنی حقیقت کی
 نفی وحدت کی مگر کثرت نہیں تو یہ بتا مجھ کو
 حقیقت جس کو اپنی ہوگئی معلوم اے واعظ
 زہاں سے جو کہے واحد اے وہ شخص مشرک ہے
 زہاں سے جو کہے واحد اے وہ شخص مشرک ہے
 جسے ہے وجد اور وجدان کیا ہے اس نے کم اُس کو
 کرے شہ تریف جو اُس کی نہیں کچھ معرفت اس کو
 تو اس کی بزم میں خاموش رہ جوں تکدے میں بت

خدا جانے کہ یہ شمس پر ہے دل مجھ بے حقیقت کا
 مگر اتنا کہ ہے وہ شوخ پتلا صرف حیرت کا
 تصور نہ جبکہ آجاتا ہے ہدم اُس کی صورت کا
 تو تو سائل نہ اے دل مجھ سے پھر ہوتا طریقت کا
 کہ تو اثبات کیوں کثرت میں پھر کرتا ہے وحدت کا
 اُسے کیا دھیان پھر رہتا ہے وحدت اور کثرت کا
 کرے ہے بت پرستی جس کو ہے ایمان وحدت کا
 کرے ہے بت پرستی جس کو ہے ایمان وحدت کا
 بعید اس سے سمجھ اس کو جسے دعویٰ ہے قربت کا
 شنی ہے جو کرے قصد اس طرف واعظ اشارت کا
 مقام اے یار یہ جس پر کھلا پتلا ہے حیرت کا

وفا جنت کے وعدے پر کروں دنیا میں اے عملیں

نہ ہو آداب گرے مجھ بے شریعت کو شریعت کا

﴿42﴾	ش - ن - غ - ع - غزل ندارد
۱۔	م۔ ۵۲ کہ کس پہ ہے پر دل.....
	ر۔ ۵۳ ... غش کس پر ہے دل.....
۲۔	ب۔ شعر ندارد
۳۔	م۔ ۵۲ ازل.....
۴۔	ر۔ ۵۳ تصور جب کہی آجاتا ہے کچھ اس کی صورت کا
۵۔	ر۔ توالے دل مجھ سے سائل ہی نہ ہوتا تو طریقت کا
	ب۔ شعر ندارد
۶۔	ب۔ شعر ندارد
۷۔	ر۔ شعر ندارد
۸۔	ر۔ ۵۳ زبان سے صرف جو واحد کہے اس کو وہ مشرک ہے۔
۹۔	ر۔ شعر ندارد
۱۰۔	ب۔ ایضاً۔
۱۱۔	م۔ ۵۲ طبق، م۔ ۵۲
	الف ۳۲ "جو"
۱۲۔	ر۔ شعر ندارد
۱۳۔	ر۔ ۵۳ اگر

﴿43﴾

یہ کیا پرتو پڑا اس دل پہ تیرے قد و قامت کا
مرے اب تک بھی ہدم ہاتھ پاؤں دیکھ ٹنڈے ہیں
غم ہجراں نے برپا کی قیامت گو مرے سر پر
شرارت کا کہیں کچھ اُس کی خطرہ دل میں گزرا ہے
تمنائے شہادت اپنے دامن گیر ہوتی ہے
تصور میں کبھی آوے تو شب بھر پاؤں دباوے
کہ بالکل دغض ہی اٹھ گیا روز قیامت کا
خیال آیا تھا شب کو آہ کچھ اُس کی شرارت کا
مگر قائل ہوں اے ہدم میں اپنی استقامت کا
یہ بے موجب نہیں ہے یک بیک آنا حرارت کا
اگر کوچے سے اُس کافر کے کیچے قصد ہجرت کا
سحر کو جب کہیں جاوے یہ عالم ہے نزاکت کا
کسی کی بھی مروت دل میں پھر رہتی نہیں غمگین

جہاں آیا مجھے کچھ دھیان اپنے بے مروت کا

﴿44﴾

خلیہ دل ہے ترا جلوہ معبود کا
میرا ظاہر اپنے باطن کو کرے ہے یہ سجود
گر کھلے چشم حقیقت ہے عدم عین وجود
بے غرض الفت عجب دولت ہے گر ہووے نصیب
بے کدورت دل کے آئینے میں دیکھا خوب صاف
جست و دوزخ کی ہرگز پھر نہ رکھ نیم و امید
اپنی عہدیت کی غمگین دہم کر تو نفی
خود بخود اثبات تا ہووے ترے معبود کا

﴿43﴾	ن-ش-ر-ع-خ-	غزل ندارد
۱-	ن-	ہر
۲-	ن-	ہاتھ اور پاؤں
۳-	ب-	شعر ندارد
۴-	طبق-ب-	
۵-	الف ۱۶	تمنا ہی
۶-	م-	مروت پھر کسی کی دل میں رہتی ہائے نہیں غمگین
﴿44﴾	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر-	میرا ظاہر اپنے باطن ہی کو کرتا ہے سجود
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	ر-	اکثر
۴-	طبق ب	
۵-	ر-	خود بخود اثبات ہوتا کہ ترے معبود کا
۶-	ب-	نفی تو
۷-	ر-	شعر ندارد

دے ساقیا شراب کہ ہے روز عید کا
ہادی صفت ہے اس کی تو اُس کی صفت مُفِیل
مجھ سے نہ بحث کیجیے مسجد کو جائیے
جو شخص یار رکھے در دل پہ اپنے قفل
وعدہ ترا بھی نا متناہی ہے کیا مگر
بندے میں اور خدا میں ہے جو راز اور نیاز
جلتا ہے جوں جوں سوختہ دل شعلہ رو ترا
آزاد مفلسوں کی ہے کیا ہم سے شیخ عید
کل دوست میں ہوا ہوں یہ آج اُس کا حال ہے
اس کو خبر نہ ہوگی کبھی ذوق و حال سے
نقصان منتہی کو نہیں قیل و قال میں

تشنہ جگر ہوں دیکھ میں عہد بعید کا
اکٹے بحر سے ہے شرب شقی و سعید کا
پہنچا ہے وقت شیخ جی مالک کشید کا
لائق ہے اس کو ہو متلاشی کلید کا
اے شوخ منتظر ہوں میں عمر مدید کا
بس ہے وہی معاملہ پیر و مرید کا
رکھتا زباں پہ درد ہے بل من مزید کا
جس دن کہ یہ پہ عین ہو ہے روز عید کا
دشمن ہو کوئی جیسے کہ عہد بعید کا
جس مبتدی کو شوق ہے گفت و شنید کو کھا
لائق ہے مبتدی کو رہے محو دید کا

نہیں نہ جانو تو کسی شے کو غیر حق

انکار صاف ہے یہ کلام مجید کا

﴿45﴾	ش-ن-خ	غزل ندارد
۱۔	ع۔	شعر ندارد
۲۔	طبیعی - م۔ ۷۰	الف - ۳۱ - سحر
۳۔	ب۔	ایک بحر ہے شرب شقی و سعید کا - اس میں قصور کیا ہے شقی و سعید کا
	”ع“	شعر ندارد
۴۔	ر۔ ع۔	شعر ندارد
۵۔	م۔ ۷۰	مالاچی
۶۔	ب۔	پر
۷۔	م۔	مے
۸۔	ع۔ ر۔	شعر ندارد
۹۔	م۔ ۷۰	مجھ سے وعدہ تیرا ہی نامتناہی ہے کیا مگر
۱۰۔	م۔	بعید
۱۱۔	ع۔ ر۔	شعر ندارد
۱۲۔	ر۔	جو راز و نیاز ہیں
۱۳۔	م۔	وہی ہے
۱۴۔	ر۔ ع۔	شعر ندارد
۱۵۔	ایضاً	
۱۶۔	ب۔ ر۔ ع۔	شعر ندارد
۱۷۔	ر۔ ع۔	شعر ندارد
۱۸۔	ع۔	شعر ندارد
۱۹۔	ر۔	ہے صاف صاف حکم کلام مجید کا

﴿46﴾

پھر نہیں ممکن علاج اس دلِ رنجور کا جو کہ ہو عاشق تری زکریٰ مخمور کا
کرتے ہیں ساماں وہاں سب کفن و گور کا حال یہ پہنچا ہے یار اس ترے رنجور کا
دمدم اے ہمدوش چیتے ہیں بس عیشِ غم پہلو میں میرے یہ دل خانہ ہے زنجور کا
جاری رہے ہے مدام اس میں سے خونِ مردماں روؤں میں دکھ کب تک چشم کے ناسور کا
ہجر میں اے مہ ترے ساتھ نہ تھا میرا یار اور کہوں حال کیا اُس شبِ دیور کا

شب تو نہ کی بات بھی صبح کہا مہر سے

نمکیں میں جاتا ہوں مکر وقت ہوا نور کا بے

-
- ﴿46﴾ م۔ر۔ع۔خ۔ غزل ندارد، یہ غزل نسخہ "الف" صفحہ ۴۹ کے حاشیہ پر بھی
"ازل نوشتہ شد" کی صراحت کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔ لیکن اس میں مندرجہ بالا دوسرا شعر موجود نہیں۔
۱۔ ب۔ شعر ندارد
۲۔ الف۔ ۳۸۔ ب۔ ۸۔ ہمدسون
۳۔ طبق۔ ب۔ ۸۔ الف۔ ۳۸۔ سناہ
۴۔ ب۔ شعر کا شروع کا آدھا حصہ برٹٹ نہیں ہے۔

شکوہ کروں میں کس لیے عمر دراز کا
کیا قہر ہے کہ ہم کو رہی ہی نہیں تمیز
جان تک نیاز سے کرنے کو حاضر ہے ہر موئے
اس ساز دل سے نکلے ہے ہر نالہ سوز ناک
پھر تجھ کو لطف عشق رہے گا نہ یاد رکھ
وہ صرف ناز اور سراپا ہوں میں نیاز
گل روڑے دیوانے کے سودے سے آج کل
مجھ کو تمیز سے نہ پلا ساقیا شراب
عملیں کی اور عشق کی یہ شکل ہے اب آہ

عملیں بدل کے قافیہ لکھ اور اک گزل
کر ذکر اس کے اپنے مگر اس میں راز کا

﴿47﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن-۸۰	جسکا
۲۔	ر-	شعر ندارد
	ن-۸	اور ہم ہیں جس مقام میں ہے امتیاز کا
۳۔	ن-۸۰	نثار
۴۔	الف-۱۶-م-۲۶-ہمدسوں	
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	م-۲۶	سوز ساز
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	ن-۸۰	”ایمے“
۹۔	م-۲۶	”ر-۳۸۰، ناز و نیاز،
۱۰۔	ر-۳۸۰	دوانے
۱۱۔	م-۸۰-ن	”ایک بزاز“
		شعر بر حاشیہ الف- ۱۶
۱۲۔	م-ر-ب-	شعر ندارد
۱۳۔	الف-۱۶-م-۲۶-د-۸۰، ن-۸-ب-۱۶-ایک	

﴿48﴾

اٹھ جائے دل سے تیرے جس دم خیال اُس کا
 اس ممکنات میں ہم کرتے ہیں دید جس کی
 یہ گفتگو نہ کرتا ہرگز بجز خموشی
 جاوے نہ دل سے تیرے جب تک کہ وہم فرقت
 اُس کے جمال کی تو رکھو نہ کچھ توقع
 ہے محو ذکر جس کا سارا جہان ہدم
 رکھتا ہے متصل ہی یہاں حکم منفصل کا
 کر عشق اس صنم کا واللہ دل سے ہووے
 جس سے کے وصف میں ہے واعظ کلام ناطق
 بے پردہ جلوہ گر ہو تجھ پر جمال اُس کا
 کیوں دیکھتا ہوا ہے واعظ محال اُس کا
 گر دیکھتا کبھی تو واعظ جمال اُس کا
 ہووے تجھے میسر کیونکر وصال اُس کا
 جب تک فنا نہ کردے تجھ کو جلال اُس کا
 کرتی ہے ذکر خلقت اب خال خال اُس کا
 اس مرتبے میں تجھ کو ہے اتصال اُس کا
 رہوے کبھی نہ زاہد تجھ کو خیال اُس کا
 ہو کیوں نہ سے کشوں کو پینا حلال اُس کا

سب میکشوں میں مرشد کس طرح ہو نہ ٹمکیں

دل سے مرید و طالب جب ہو کلال اُس کا

﴿48﴾	ش-ن-و-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب۔	شعر ندارد
۲۔	ایضاً	
۳۔	طبق م۔ ۷۸۰	ب۔ ۴۴۰
	الف۔ ۳۶۰	کریے
۴۔	م۔ ۷۸۰	جمال
	الف۔ ۳۶۰ م۔ ۷۸۰	حال
۵۔	ا۔ ۳۶۰	م۔ ۷۸۰، م۔ ۷۸۰، ۴۷۰
۶۔	ب۔	شعر ندارد
۷۔	ایضاً۔	

﴿49﴾

عالم یہ آج اپنے ہے جوش و خروش کا
پہری لے میں تونے کی ہے جو دکان شراب کی
پنکا کیا میں سر مگر آئی نہ شب کو نیند
کس طرح چنگ و ننے کی صدا سے دلا ہوئے وجد
بلبل گلوں کے ڈھیر پہ بس ڈھیر ہو گئی
رجعت کے شراب پینے کی ہو جائے گی تمہیں
وہ مے دے جس سے رہوے نہ ہوش دیوانگی
رکتا نہاں ہے شیشہ مے جو کہ زیرِ دل

لکھا پتا کہیں نہیں کچھ عقل و ہوش کا
شاید کہ ہے مرید کسی سے فروش کا
آیا جو یاد ہمدون تکیہ وہ دوش کا
میں منتظر ہوں اور ندا و سرش کا
کس نے بتا دیا اسے گھر گل فروش کا
جھوٹا نہ جام چچوٹ مجھ بادہ نوش کا
موسم ہے ساقیا یہی اب گل کے جوش کا
میں معتقد ہوں شیخ جی اُس خرقہ پوش کا

یہاں لے تک شراب پی کہ لے رہا مرگ کا نہ ہوش
غمگین لے نے نزع میں یہ کیا کام ہوش کا

﴿49﴾	ن-ش-ع-	غزل ندارد
۱	م-۶۲،	پریمین
۲	ر-۵۶،	یوں لگاتی ہے دوکان.....
۳	ر-ب-	شعر ندارد
۴	الف-۳۷-م-۶۲-ب-۳۶	ہمدون
۵	ر-۵۶،	ہو مجھ کو وجد.....
۶	ر-۵۶،	ندائے
۷	ر-	شعر ندارد
۸	م-۶۲،	پہچو
۹	خ-	شعر ندارد
۱۰	ب-ر-خ-	شعر ندارد
۱۱	خ-ر-	شعر ندارد
۱۲	ر-۵۶،	اتنی شراب
۱۳	م-۶۳،	نہ رہا وقت مرگ کا ہوش
	ب-۳۷،	نہ رہا دو جہاں کا.....
۱۴	ر-۵۶،	غمگین نے وقت نزع کیا کام ہوش کا
	ب-۳۷،مرگ.....

﴿50﴾

پوچھ مت مشرب تو مجھ آزاد عاشق کیش کا
 راہ گم کی وقت کو اپنے کیا اس نے جاہ
 نیش زنبور آہ لذت میں غسل سے کم نہیں لے
 بیش تو اُس کو سمجھ مقدار کم ہو جیسی کم لے
 یہ نہیں ممکن کہ اپنے دوست کے ہو وہ قریب
 خیر کے تھے جو گماں شر سے مہدل ہو گئے
 ذوق زخم تازہ کرتا ہے وہیں مجروح آہ
 نوع میکش اور زاہد میں ہے ظاہر گو کہ فق لے
 دوست دشمن اپنی اپنی سب گرفتاری میں ہیں
 قید وحشت سے کیا آزاد وحشت نے مری

قید مذہب سے بری مذہب ہے مجھ درویش کا
 فکر جس سالک کو گزرا رہ میں پس یا پیش کا
 اپنی اپنی جا عجب ہے لطف نوش و نیش کا
 تا وجود آنکھوں سے اٹھے تیری کم اور بیش کا لے
 جو نہ ہووے آہ اے دل دشمن جان خویش کا
 فکر حق باطل ہوا اس تیرے خیر اندیش کا لے
 زخم جوں جوں یار بہ ہوتا ہے مجھ ریش کا
 شرب اک مشرب سے لیکن بھاں ہے شیر و نیش کا لے
 فکر کس کو ہو ترے احوال کی تفتیش کا لے
 حال مجھوں مر گیا سن کر مری تو حیش کا لے

یہ جلی ہائے ظاہر اور وہ باطن جان کر
 موجب اے تمکیش ہے یہ کیا ملے حشر کی تشویش کا

﴿50﴾	ع-۵	غزل ندارد
۱۔	۵۲، ر۔	ش۔ ۲، م۔ ۳۸، اور
۲۔	۵۲، ر۔	نیش زنبور غسل کی لذت سے ہرگز کم نہیں
۳۔	۳۸، م۔	گم
۴۔	ر۔	شعر ندارد
۵۔	ر۔ ب۔	شعر ندارد
۶۔	۳۹، م۔	ب۔ ۲۸، فرق
۷۔	ر۔	شعر ندارد
۸۔	ب۔	شعر ندارد
۹۔	ب۔ ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	۳۹، م۔	ر۔ ۵۲، ب۔ ۳۸، ہے کیا یہ.....

﴿51﴾

از حد ہے لطف یار کے بیٹھے سے باغ کا
 ہوتا ہے بوئے گل سے بھی چیں برجیں وہ گل
 اُس جعدہ سیاہ کا رہتا ہے شب کو دھیان
 دریائے بیکراں میں میں دھوتا رہوں ہوں تا
 کی یاں تے تلک تلاش کہ ہم ہو گئے فنا
 ہر جام رنگ گل ہے ہمیں ے کدے میں یار
 روشن کیا ہے مصر کو کٹھاں کو بے چراغ
 فیروں کو دام زلف سے صیاد کر رہا
 اٹھ ساقیا کہ وقت ہے ے اور ایام کا
 اللہ کیا دماغ ہے اُس بے دماغ کا
 کیا گھر مرے تے فروغ ہو شمع و چراغ کا
 دل پر نشاں نہ رہوے تعین کے داغ کا
 ملتا پتا کہیں نہیں اُس کے سراغ کا
 کس کو دل و دماغ ہے یاں سیر باغ کا
 یعقوب کے یہ حال ہے چشم و چراغ کا
 ہے روز صدقہ آج زغن اور زاغ کا

عملیں تجھے یہ یاد رہے جز فائے گل

ہستی میں اور طور نہیں انفرام کا

﴿51﴾	ر-ش-ن-خ-	غزل ندارد
۱-	م-۶۸-	گلی
۳-	الف-۳۰-	م-۶۸- ب-۳۰- بہان
۴-	ب-	شعر ندارد

﴿52﴾

جب مقید سے مشاہد میں ہوا اطلاق کا
 شوق و ذوق و معرفت جو تھا ہوا وہ صرف جہل
 ہجر میں بیتاب دل کرتا ہے وہم ناخوشی
 نیک و بد کوئی کہے میکش نہیں رکھتے غرض
 جام پر دے جام سے ہوویں نہ تا پیاں شکن
 جس کے سایے میں مسافر ٹھہرتا اک دم نہیں
 تلخی ہجراں سے شیریں نالہ عاشقوں کو تیرے شوخ
 جام و شیشہ ذیب کیا دیتا ہے رکھا اس میں شیخ
 تیری مشتاقی کے لائق تو نہیں اے شوخ میں
 اور ہی نقشہ نظر آنے لگا آفاق کا
 ان دنوں عالم عجب ہے کچھ ترے مشتاق کا
 وصل گر ہو محو ہوتا ہوں ترے اشفاق کا
 میں تو ہوں مدہوش لگے ان کے خلق اور اخلاق کا
 ہم کو ہر یک کے روز ساقی روز ہے میثاق کا
 کچھ شجر یہ بھی عجب ہے ہفت و ہشت اوراق کا
 زہر رکھتا حکم ہے ان کے لیے تریاق کا
 دیکھو نقشہ تو میرے صومعے کے طاق کا
 ہاں مگر مشتاق رہتا ہوں ترے مشتاق کا
 کوئی دیتا ہی نہیں بے حکم تمکین اُس کے کچھ
 جو کوئی کچھ دے وہ تیرے ہاتھ سے رزاق کا

﴿52﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبق-ب-۳۷۰	ر-۵۶۰
۲۔	الف-۳۸۰	شوق ذوق معرفت
۳۔	ر-۵۶۰	کچھ ہے
۴۔	ر-ب-	شعر ندارد
۵۔	ب-۳۸۰	پابند
۶۔	ر-	شعر ندارد
۷۔	ر-۵۶۰	تاکہ ہم نہ ہوں پیمان شکن
۸۔	ر-۵۶۰	اک
۹۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۰۔	الف-۳۸۰-م-۳۶-ب-۳۷۰ ایک	
۱۱۔	ب-۳۸۰	شیریں
۱۲۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۳۔	ر-	شعر ندارد
۱۴۔	ر-۵۶۰	جو کوئی کچھ دے تجھے وہ ہاتھ ہے رزان کا

﴿53﴾

موجب کچھ اُس کو اور نہیں ہے تپاک کا ہے قصہ صرف آہ یہ میرے ہلاک کا
دیکھے سے یوں فقیر کے آتا خدا ہے یاد دیتا ہے خبر سے شجر جیسے تاک کھا
اس خاک سے نزول نہیں ہے سوا عروج آدم کو اس سبب سے بنایا ہے خاک کا
دامان کا چاک اپنے ذرا غور سے تو دیکھ موجب نہ پوچھ میرے گریباں کے چاک کا
عملیں نہیں کچھ اُس کو تیرے قتل سے حصول

منصور باندھنا ہے مگر اپنی دھاک کا

﴿54﴾

گلشن میں اب یہ رنگ ہے تیرے علیل کا تھا جیسے حال نار میں حضرت خلیل کلا
افلاک کے وجود کو تو دل سے کم سمجھ ذمہ مرا جو پھر تجھے کھٹکا ہو کیل کا
دیتا ہے تو جو کعبہ دل کو ہر اک کے رخ قصہ مگر سنا نہیں اصحاب قیل کا
منصور کس طرح نہ انا الحق کہے بھلا تھا بعد اس میں حق میں فقط ایک میل کا

عملیں ہر ایک جز ہے حقیقت میں اپنی کل
فرق تعینی ہے کثیر و قلیل کا

﴿53﴾	و-ب-ش-و-ع-خ-	غزل ندارد
۱-	م-۸۰،	دیتا ہے خبر سے، سے شجر جیسے تاک کا
۲-	طبق-م-۸۰،	ب-۳۸۰،
۳-	الف-۴۷،	لفظ "کا" ندارد
۴-	الف-۴۷،	لفظ "کا" ندارد
﴿54﴾	م-ب-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر-۶۲،	"جو حال نار میں تھا جناب خلیل کا"
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	الف-۵۱،	ایک
۴-	ر-۶۲،	افسانہ کیا
۵-	ر-	شعر ندارد

﴿55﴾

چندے سے ہوں مکیں میں غمگین اب اس مکاں کا
 اس گلستان کا طائر اے ہم صغیر ہوں میں
 یہ چاہیں یا نہ چاہیں یہ جانے یا نہ جانے
 میں مہمان ہوں یا تو میری طرف سے اتنا
 اس گلستاں میں بلبل اک ہے اور گلستاں ہے
 واں کا ہے قصد تیرا پھر کس کے پاس اے دل
 کم حوصلہ ہوں مجھ سے کب سرکھن چھپتا
 بت سے زیادہ ان کو واللہ نہیں سمجھتا
 کہتا نہیں ہے کوئی اہل زمیں سے ہدم
 ہوتا گزر نہیں ہے جس جا فرشتہ فانی کا
 جس جا پتا نہیں ہے عتقا کے آشیاں کا
 مقصود پر تو ہی ہے ہر ایک انس و جان کا
 ہراز کوئی پوچھے اس میرے مہرباں سے کاتے
 اس سے لگا تو دل کو تا غم نہ ہو خزاں کا
 ہم نے سنا نہ دیکھا نام و نشان جہاں جا
 پردے کو میرے تیری اس بیخودی نے ڈھانکا
 ہر چند شیخ جی میں عاشق ہوں ان بتاں کا
 ہے رنگ دمدم میں کچھ اور آسماں کا ک
 غمگین غزل تو ایسی لکھ اور میری خاطر
 سن کر جسے نہ خطرہ کچھ نہ رہوے دو جہاں کا

﴿55﴾	۲- ب- ش- ع-	غزل ندارد
۱-	الف- ۲۳، م- ۳۹،	
	ب- ۲۱،	"خان"
۲-	الف- ۲۳،	"نچائیں"
۳-	م- ۳۹،	مہمان
۴-	ب-	شعر ندارد
۵-	الف- ۲۳، / م- ۳۹، / ب- ۲۱، ایک	
۶-	م- ۳۹،	تو
۷-	ب-	شعر ندارد

﴿56﴾

رہا دل میں جو خار غم نہاں تا مرگ جاناں کا
مگر اے مردماں شاید کہ یہ ہے کان ہیرے کی
وہ میں وحشی نہیں جو شیخ تیرے کمر میں آؤں
اگر کچھ عقل ہوتی عشق یہ اظہار ہو جاتا
عجائب عشق کا اے ہمدوم کچھ طور ہے اپنے
میری بیتابی دل دیکھ کے سب یار کہتے ہیں
کسی نے آج تک جس کا کہ دامن بھی نہیں دیکھا
کبھی گر ہجر میں اُس گل بدن کے باغ جاتا ہوں
دلائق میں ترے یہ در نہیں سد سکندر ہے

شجر تو خاک سے میرے ہوا ظاہر مغیلاں کا
کئی الماس کی ہر اٹک ہے جو چشم گریاں کا
فریبوں میں تو گو استاد ہے غول بیاباں کا
جنوں نے یار اے پردہ نشیں پردہ مرا ڈھانکا
خوشی ہے وصل کی جس میں نہ غم ہے آہ ہجراں کا
ہوا شاید ہے یہ عاشق کہیں اُس آفت جاں کا
وہ کیوں باعث ہوا ہے اس مرے چاک گریباں کا
رکھے ہے لطف میری چشم مردم ابرو باراں کا
ہوں سے دیکھ دروازہ عبث مت اُس کے ایواں کا

غزل لکھ اور ایسی تو کہ جس سے آہ اے تمکین
کھلے احوال مجھ پر تجھ سے سرگرداں و حیراں کا

﴿56﴾ ش-ن-ب-ع-خ- غزل ندارد

ا- م-۷۴، وہ باعث ہے مرے اس چاک گریباں کا

﴿57﴾

ملا جو دیکھنا مدت کی حیرانی میں جاناں کا
 رہے ہے دھیان واں کا جب سے یاں آئے ہیں اے ہدم
 صفات اُس ذات سے جب اُ ہو نہیں سکتی جدا واعظ
 میں دیوانہ رہا علم مجرّد کی طرح ہدم
 ہوا مشکل پہنچنا گھر تک بازار سے اس کو
 دلا کیا کام تجھ آزاد کو اس دین و دنیا سے
 سخن یہ درفشائے کہتا ہوں ایسی بر ملا واعظ
 نہیں رکھتا ہے ایسا لطف ہی کوئی باغ اور صحرا
 کبھی کہتا نہیں پڑتا کچھ اسباب ضروری کو
 رہا تو دیکھ کر غمگین وہی حیراں میں حیراں کا
 وہاں جب تھے نہ آیا دھیان کچھ ہم کو کبھی یاں کا
 محقق ہو گیا ہم کو وجوب اس تیرے امکان کا
 لباس جسم پر بھی وہ ہی پھر عریان عریاں کا
 پیا ایک جرمہء سے جس نے ساقی تیری دکان کا
 کرے ہے گھر میں منصوبہ جو ایراں اور توراں کا
 برسا کام ہے برسر زمیں پر یار ہاراں کا
 عجب نقشہ ہے کچھ مجھ منتظر کے خانہ دیراں کا
 میں قائل بے سرد ساماں ہوں اپنے میر ساماں کا
 رہا گھر پر میں جس کے منتظر اکسے عمر بھرے غمگین
 کبھی اس شوخ دیدہ نے نہ در سے ایک دن جھانکا

﴿57﴾	ر-ش-ن-ب-ع-خ-	غزل ندارد
۳	م-۷۵،	لفظ "جب" ندارد
۳	م-۷۵،	"ہی" ندارد
۳	الف-۴۵ م-۷۵	ایک
۳	م-۷۵،	"اے"

﴿58﴾

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
 ہے مرا ظاہر محمدؐ اور باطن ہے خدا
 و مہم جس کی نئی ہو شان اے واعظ بھلا
 رو برو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ
 بے سرو سامانی اک سر ساماں ہے اے دل یاد رکھ
 معرفت پر اس کے حق کی معرفت موقوف ہے
 مثل بیضہ کون سے ہے آشیاں میں یہ فلک
 اپنی ہستی کو عدم ہم کو کیا موجود آہ
 جنگ اپنے نفس سے مشکل ہے کچھ آساں نہیں
 ہے گریباں چاک خرقہ لاف عصمت کا گواہ
 کشف وحدت ہے عبارت کشف بر شرع سے
 جو رکے جائز نہ اپنے نفس پر تکلیف شرع

ہائے کیا مطلع ہے تمکین اپنے اس دیوان کا
 قل یہ بے حال کھوتا اپنے ہے ایمان کا
 ہو بیاں کس شان سے تلا اب اس کی شان کا
 کیا کہوں میں حال اپنی حسرت و ارمان کا
 کاروان عشق میں ہر بے سرو سامان کا
 مرتبہ ایسا ہے عالی حضرت انسان کا
 لا مکاں ہی ہے مکاں اس عالم امکان کا
 نیست ہوں ہم تو بھی بدلہ ہو نہ اس احسان کا
 سو میں اک بے لکھے ہے اے دل مرد اس میدان کا
 داغ سے شاہد ہے تیری پاکی دامان کا
 یہ نہ گرتھ پر کھلے جیرو ہے تو شیطان کا
 ایک سا ہے حکم اس انسان اور حیوان کا

لکھ بدل کر قافیہ اک اور اے تمکین غزل
 جس کو جی جل جائے سن کر زلزلہ نادان کا

﴿58﴾	ن-ش-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	ر۔	معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا
۲۔	ر۔ ۳۳۔	شعر ندارد
۳۔	الف۔ ۳، م۔ ۱، ب۔ ۳	ایک
۴۔	ر۔	ہے ایسا
۵۔	ر۔	شعر ندارد
۶۔	الف۔ ۳، م۔ ۱، ب۔ ۳	ایک
۷۔	ر۔ ب۔	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔	ایضاً	
۱۰۔	طبق ب۔	الف۔ م۔ ر۔ شعر ندارد
۱۱۔	ایضاً	
۱۲۔	ر۔ ۴۳۔	سن کے جی جل جائے جس کو.....

﴿59﴾

کیا حال زار پوچھو ہو مجھ ناتوان کا
 پیتا ہے چھپ کے راتوں کو مے خانقاہ میں
 آخر نفس ہے اس میں نہ اے مرغ دل تو رہ
 جس کارواں میں ہم ہیں مسافر نہیں خبر
 ملتی ہی اُس کی راہ نہیں دائے حسرتا
 جس دوست کے کہ ساتھ تھے وہ خواب راحت آہ
 نالاں ہی اپنی بزم میں رکھ مجھ کو رھک گل
 پہلے ہی روز اُن کے گیا گھر میں میں تو وہ
 مرضی ہو تو بنا کے کوئی بیڑی کھائیے
 اب جسم رہ گیا ہے فقط آہ جان کا
 تقویٰ ہے صرف ظاہری شیخ زمان کا
 ہر چند یہ کلاں ہے لے نفس آسمان کا
 ہے قصد کس مقام میں اس کاروان کا
 اُس نے پتا دیا ہے مجھے جس مکان کا
 دشمن ہے اب خیال اُس آرام جان کا
 آوازِ عندلیب ہے جی گلستان کا
 بولے کہ پاس شرط ہے ہر مہمان کا
 ڈھکنا الٹ کے ہاتھ سے جھٹ پاندان کا

دوں جہاں ہیں مجھ میں نہ میں دو جہاں میں
 غمگین رکھوں خیال میں کیا دو جہاں کا

﴿59﴾	ر-ش-ہ-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م۔۶۲ء	”یہ“ زائد
۲۔	ب۔	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	ایضاً۔	
۵۔	ایضاً۔	

﴿60﴾

مدت سے میں نہیں ہوں باشندہ دو جہاں کا
 رونے کا کر بہانہ ڈھانکے ہے اپنے منہ کو
 احوال سن کے میرا کہنے لگا وہ مجھ سے
 جب سے وصال تیرا ہم کو ہوا میر
 دعوٰی عشق اے دل کچھو کبھی نہ اُس سے
 بن دیکھے تیرے یہ سب ہیں غائبانہ عاشق
 کن حسرتوں سے ہدم دیکھوں ہوں میں فلک کو
 چوری چھپے جہاں بس رہتے تھے ہم وہ گمراہ
 ہے شکوہ مند عنقا کیوں میرے آشیاں کا
 مرقد پہ گر گزر ہو اُس میرے بدگماں کا
 شاگرد کون سے ہے بتلا تو قصہ خواں کا
 نقشہ ہی ہو گیا ہے کچھ اور آسماں کا
 سب سے مقام مشکل ہے یار امتحاں کا
 دیکھیں ہچشم تو ہو کیا حال مردماں کا
 آتا ہے دھیان مجھ کو جب اُس کے آستاں کا
 ہے مہمان خانہ ہر ایک مہماں کا
 منزل بہت کٹھن ہے ہوشیار دیکھ چلنا
 غمگین نہیں ہے جادہ اس رہ میں رہواں کا

﴿61﴾

گزارا ہے یہ صحرا میں ترے مجنونِ عریاں کا
 ہوا ہے جب سے جانا میرے گھر سے آہ جاناں کا
 تو ہی انصاف کر ہو بے قراری وصل میں جس کو
 پرستش سے کہیں اُس بت کی میرا دل نہ پھر جاوے
 ہمیشہ تلوے سہلایا کیے یہ رہ نوری میں
 اسیریؑ کا میں اپنی ہائے کیونکر ہوں نہ دیوانہ
 اب ایسا سوکھ کر کاٹا ہوا ہے وہ ترا مجنوں
 حقیقت میری یہ پہنچی ہے ہدم اُس کی اُلفت میں
 یکا یک چشم سے ہم چشم ساتوں اٹھ گئے پردےؑ
 مری تقدیر میں کیا کوئی کچھ گردشِ سی گردش ہے
 نہ قابلِ چاک کرنے کے رہے یہ اور نہ سینے کے
 یونہی اڑ جاویں گے اس دل کے ٹکڑے یاد رکھ جراح

بچھونا خاک ہے اور اوڑھنا داماں بیاباں کا
 ہتر زنداں سے رہنا ہو گیا ہے گھر کے دالاں کا
 اٹھایا اس سے صدقہ جائے پھر کس طرح جہراں کا
 تری صحبت میں زاہد ڈر رہے ہیں دین و ایماں کا
 بڑا احسان ہے مجھ پر جنوں خار بیاباں کا
 کہ صحرا میں بھی یاد آتا ہے رہنا مجھ کو زنداں کا
 کہ بس ہے سر پہ سایہ اس کے اک خار مغیلاں کا
 کہ اندیشہ بھی اب آتا نہیں ہے وصل و جہراں کا
 یہ کس پردہ نشیں نے ہائے چلن سے مجھے جھانکا
 کہ گھر بیٹھے پھرے ہے دل پہ وہ پھرنا بیاباں کا
 جنوں کے ہاتھ سے یہ چاک نہ ہوئے جیب و داماں کا
 ادھر میں نے ادھیڑا دھم دل تو نے ادھر ٹانکا

نہ دنیا کے رہا وہ کام کا عملیں نہ کچھ دیں کے

اسے جس نے کہ چاہا وہ ہوا یاں کا نہ پھرواں کا

﴿61﴾	ر-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	ش-۱۵،	
	الف-م-ب-خ-	شعر ندارد
۳-	ب-خ-	شعر ندارد
۴-	ب-ن-الف-	شعر ندارد
	طبیق ش-۸۵،	
۵-	ن-۹،	گرفتاری
۶-	م-۱۳،	آنا
۷-	ش-	شعر ندارد
۸-	ایضاً-	
۹-	ش-۸۵،	مری آنکھوں سے بس ساتوں طبق کے اٹھ گئے پردے
۱۰-	ش-۸۵،	مجھے چلن سے اُس پردہ نشیں نے جو ذرا جھانکا
۱۱-	ش-	شعر ندارد
۱۲-	الف-م-ن-	شعر ندارد
	طبیق ش-۸۵،	
۱۳-	الف-م-ن-ش-ب-	اودھر ایدھر

﴿62﴾

دو عالم مقام ہے سُن کا صرف ہے غفلت یہ سب گن کا
 کس جگہ کوئی ڈھونڈے اُن کو بھلا نہ مکاں ہے نہ لامکاں اُن کا
 لائق بھی اک تعین ہے نہ رہے دھیان لائق کا
 یہ غزل میری یاد رکھ کر تو لینے والا ہے اُس کی سُن گن کا
 بندگی کر کے ہو گیا اللہ سے

غش ہوں غمکیں میں اس تری گدھن کا

﴿62﴾	ش-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	ر۔۴۴،	کوئی ڈھونڈے تو کس جگہ ڈھونڈے
۲۔	ر۔	شعر ندارد
۳۔	م۔۲،	ب۔۴، ہو گیا اللہ
۴۔	ر۔۴۴،	تری اس

﴿63﴾

دیکھتا کیا ہے تو رنگا رنگ اس گردون کا
اک ہیولہ تھا ترپنے کو میں اے قاتل مگر
سو خرابی سے وہاں سے جاتا نہیں وہم و خیال
اشک مرگاں کے بہم کرنے سے کب ہوتے ہیں بند
نا توانی کا بہت ہے زور سے اے ہدم مجھے
مثل دیوانوں کے اپنا سب کو کہتا ہے صنم
شیخ مگر تو نے اجازت دی مریدوں کو تو کیا
اس رقیب دون کی میں مات کا کیا دوں جواب

بلبلا سا ایک ہے لڑکوں کے یہ صابون کا
داغ لگ جاتا ترے دامن میں میرے خون کا
کچھ عجب ویراں بیاباں ہے ترے مجنوں کا
بند بندھتا ہے کوئی خاشاک سے جیچون کا
ہو قتل کس طرح اس حسن روز افزون کا
اب یہ عالم ہو گیا ہے اُس ترے مفتون کا
طور لیکن اُس صنم کے اور ہے نازوں کا
دون کی اے شوخ لینا کام ہے ہر دون کا

کیا کروں کچھ یہ طبیعت ہے مرے جڑ حسب حال
شعر بھاتا ہی نہیں غمکیں کسی مضمون کا

﴿63﴾	ر-ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبق-م-۶۹ء	الف-۴۱ء ہولا
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	ب-۴۱ء	سو خرابی سے بھی
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	طبق-م-۶۹ء	
	الف-۴۱ -	روز
۶۔	م-۶۹ء	تجمل
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	ایضاً-	
۹۔	طبق-م-۶۹ء	

الف- لفظ "مرے" ندارد

﴿64﴾

دیکھا جو وہ چاک پیرہن کا کچھ ہوش رہا نہ تن بدن کا
 ہوں تنگ مثال میں دہن کی نقشہ ہے یہ تنگی دہن کا
 اُس زلف کی بو سے جو ہے وحشی ہے رشک وہ آہوئے سخن کا
 جس طرح کہ گل میں بو ہو اس طرح ہے جی وہ ہر اک گلبدن کا
 ساقی ترے ساتھ باغ میں آج کچھ رنگ ہے اور ہی چمن کا
 حاضر ہوں جو واں سو ہو وہ غائب یہ طور ہے اُس کی انجمن کا
 کر تو سکے کوئی آنکھ سیدھی عالم یہ ہے اُس کے ہانپن کا
 کل شب سے مجھ سے وہ شوق عیار استاد کہے ہے اپنے فن کا
 رہتا نہیں ہوش میں کہاں ہوں آتا ہے خیال جب وطن کا
 کیوں تو نہ کرے شہید کافر ہوں غلف حسین اور حسن کا

عکسیں یہی بس دُعا ہے میری

دے فہم خدا ترے سخن کا

﴿64﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۶۲،	جب
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	الف-۴۵-م-۷۶-ب-۴۶ ایک	
۵۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	ابضاً-	
۶۔	م-۷۶،	ہو
۷۔	ر-	حاضر جو ہوا، ہوا وہ غائب
۸۔	ر-	شعر ندارد
۹۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۰۔	ابضاً-	

﴿65﴾

کچھ دھیان نہ دنیا کا رہا ہائے نہ دیں کا
خاتم کا تری حرف کوئی نقش ہو شاید
کوچے کے سوا اُس بت مغرور کے واللہ
بالا نہ کرے اپنی نظر پھر وہ فلک پر
اس بت کے اگر گھر میں کبھی جائے برہمن
جی اٹھنے کو ہوتا نہیں یہ حال ہے بس اب
جو نام لے میرا اُسے جھجلا کے کہے ہے
در پردہ اسے دیکھوں ہوں بے پردہ ہمیشہ

اُس بت نے نہ رکھا مجھے اللہ کہیں کا
نقشا جو یہ تھا مہر سلیمان کی تکیں کا
کافر ہوں اگر شوق ہو کچھ غلد بریں کا
مکشوف ہو احوال جسے زیرِ زمیں کا
تاعر نہ لے نام وہ بتخانہ چیں کا
بیٹھا میں جہاں آہ ہوا یارو لے وہیں کا
مت ذکر کیا کر تو یہاں آ کے کہیں کا
عاشق میں ہوا جب سے کہ اس پردہ نشیں کا

خطرہ یہ نہ ہو موج سے دریا کی کسی کو لے
جو خوف کہ غمکیں کو ہے اُس چہن جیوں کا

﴿65﴾ ب-ش-و-ح-ع- غزل ندارد

۱- م-۱۸۰- یار

۲- ن-۷۰- یہ موج کا خطرہ نہ ہو دریا میں کسی کو

﴿66﴾

ازبکہ رشک خاص لوازم ہے چاہ کا
جو ہے وہ تیرے ہاتھ سے خود داد خواہ ہے
ہم زیرِ بام اس کے یہ پہنچے ہے کان تک
چشم اور خال و ابرو و مژگاں و زلف یار
اے سے کشو کہاں ہے وہ دن رات کی شراب
ہر روز مجھ کو آ کے اٹھاتا ہے راہ سے
وہ آئے اپنے وعدے پہ یا میرا وعدہ آئے
قاتل نہیں ہے مجھ کو اپنا بھی اعتماد

خوش ہوں گلہ نہیں ہے مجھے اپنی نگاہ کا
پرساں ہو کون ہائے تیرے داد خواہ کا
اپنے سے مرتبہ ہے بلند اپنی آہ کا
کشتہ تو دل ہے ان میں سے کس رو سیاہ کا
اب شغل رہ گیا ہے ہمیں گاہ گاہ کا
کیا اے صنم میں ہی ہوں مگر سنگ راہ کا
بھگڑا کہیں یہ مٹ چکے شام و پگاہ کا
محشر میں اعتماد کروں کس گواہ کا

غملیں گناہ اس سے نہیں ہے کوئی ہتر
جیسا گنہ مقرر ہے نہ ہونا گناہ کا

﴿66﴾	ش-خ-	غزل ندارد
۱-	ر-ب-	شعر ندارد
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	ایضاً	
۴-	ب-ر-	شعر ندارد
۵-	ایضاً-	
۶-	طبی-ب-۱۷-ن-۳-ر-۳۹	
	الف-۳۶	گناہ

﴿67﴾

جب سے اُس کا کہ ہم نے در دیکھا پھر نہ اپنا پلٹ کے گھر دیکھا
 کبھی اُس پہ نہ ٹھہری میری آنکھ میں نے ہر چند آنکھ بھر دیکھا
 میرے رونے لے میں وہ نہیں تاثیر اُس کے ہنسنے میں جو اثر دیکھا
 پھر نہ اپنی رہی خبر مجھ کو اُسے سوتے جو بے خبر دیکھا
 ساقی صحبت میں شیخ کی ہم نے ق فائدہ کچھ نہ کچھ ضرر دیکھا
 کوئی میکش نہ خشک مغز سنا اور نہ زاہد دماغ تر دیکھا
 بکدے کبے میکدے میں یارکے ق ہم نے اُس کا نہ کچھ اثر دیکھا
 جب حقیقت کھلی ہمیں اپنی ہر جگہ اُس کو جلوہ گر دیکھا
 رہ گئے ہم ادھر ہی حیرت میں ق آنکھ اٹھا کر غرض جدھر دیکھا
 غم کیا آہ اس نے یارکے اپنا
 جس نے غمکیں ادھر ادھر دیکھا

﴿67﴾	ش-ن-خ-	غزل ندارد
۱۔	ر-ب-ع-	شعر ندارد
۲۔	م-۶۱،	میرے رونے سے وہ نہیں تاثیر
۳۔	ب-ع-	شعر ندارد
۴۔	ر-ب-ع-	شعر ندارد
۵۔	ر-ع-	شعر ندارد
۶۔	ر-	شعر ندارد
۷۔	ر-۵۵،	میکدے، بیکدے میں، کعبے میں
۸۔	ر-۵۵،	ہر جگہ ساقی کا اثر دیکھا
۹۔	ب-ع-	شعر ندارد
۱۰۔	ب ع	شعر ندارد
۱۱۔	ر-۵۵،	اپنا یار

﴿68﴾

گلہ رکھتا ہے عزرائیل میری سخت جانی کا
خیال یار گر آجائے دل میں رکھ آتا ہے
بڑا آرام قاتل یہ ہوا تیرے زمانے میں
عجب ہے گر جوان و پیر میں باہم نہ ہو الفت
یہاں تک شوق ہے درد و الم کا آہ اس دل کو
کہیں گر موت بکتی ہو خریدوں نقد جاں دے کر
برابر سو زباں کے یہ حدیث انفس ہے گویا
وہ میں تو تھے نہ باہم ایک جا کوٹھے پر اس شب سے
یہاں تک ضعف ہے ہدم کے کہ یہ بھی بار ہوتا
ترود ہے مجھے قاتل کے اپنی سرگرائی کا
بیاں میں کیا کروں احوال اپنی بدگمانی کا
گیا اٹھ دغذہ دل سے قضاے آسمانی کا
کہ اس کو آرزو پیری کی اُس کو غم جوانی کا
کہ مجھ کو ہے غنیمت ایک اکٹے دم زندگانی کا
کہ بالکل شبہ تا اٹھ جائے اس کی سنے کی مہربانی کا
دلا دعویٰ گئے غموشی میں غلط ہے بے زبانی کا
ترا درہاں بہت قاتل ہے میری کاروانی کا
خیال آتا ہے مجھ کو گر کبھی اس ناتوانی کا
غزل لکھ جلد لیکن قافیہ ہو اور اے غمگیں
نخن میں عشق کے ہم کو مرا ہے زندگانی کا

﴿68﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۲۲،	ذوق
۲۔	الف-۱۶ م-۲۳ ب-۱۵ ن-۹	ایک
۳۔	ن-۹،	تیری
۴۔	الف-۱۵،	دعوا
۵۔	ن-۹،	وہ میں اور تم بہم بیٹھے نہ تھے کوٹھے پر اس شب سے
۶۔	ب-	شعر ندارد
۷۔	ن-۹،	غمگیں
۸۔	ب-	شعر ندارد
۹۔	ن-	شعر ندارد

﴿69﴾

جو عشق پوچھو تو ہے عالم جوانی کا نہ ہو جوانی تو کیا لطف زندگانی کا
جگر کے داغوں کو دیتے ہیں اشک کا پانی یہ سیکھے عشق سے ہم طور باغبانی کا
جو دیکھ لے کبھی نقشہ ترا تو جوں تصویر رہے مقام میں حیرت کے ہاتھ مانی کا
اگرچہ دل کو لیا اُس نے تو نہیں کچھ غم اب اپنے جی میں ارادہ ہے جانفشانی کا
نہیں ہے کام اُسے دو جہاں سے اے انگلیں

جسے خیال ہے ہر دم میں اپنے جانے کا

﴿70﴾

کیوں میں شیدائی ہوا اپنے سے شیدائی کا بچ گیا جو کہ دامہ مری رسوائی کا
خوب رو جتنے کہ زیبا ہیں تجھے کہتے ہیں کہ یہ چٹا ہے کوئی خوبی و زیبائی کا
ہر قدم سایے سے رہتا ہے گریزاں اپنے آ گیا لطف جسے عالم تنہائی کا
گھر بہ گھر در بدر اُس شوخ کی کی میں نے تلاش پر پتا بھی نہ ملا اس مرے ہر جانی کا
ترے کوچے کے سوا دل کہیں لگتا ہی نہیں اور سودا ہے ترے وحشی و سودائی کا
در پر اس کے ہی تو رہ بیٹھ دیوانوں کی طرح لطف اے دل نہیں کچھ ہادیہ پیائی کا
آئینہ بھول کے مت دیکھیو یہ یاد رہے شوق ہے تجھ کو مگر اے شوخ خود آرائی کا
دس جگہ بیٹھ کے آتا ہوں ترے کوچے تک پوچھ مت حال مری تاب و توانائی کا
خود بخود میں بخدا گم ہی ہوا جاتا ہوں دھیان آتا ہے صنم جب تری یکنائی کا
کسی کو دل تو نے دیا ہے وہ کہے ہے انگلیں
پوچھنا دیکھیو اس شوخ کی چلائی کا

﴿69﴾ ب-ن-ر-ع-خ- غزل ندارد

۱- طبق ش-۶۰

الف-۳۱ "اے" ندارد

﴿70﴾ ر-ب-ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- طبق م-۳۷ الف-۲۳، دیکھو

۲- طبق م-۳۷ الف-۲۳، دیکھو

﴿71﴾

سحر سے پھر وہی دعویٰ ہے پارسائی کا
کچھ اور رنگ ہے اس چشم و اشک کا مردم
چہاؤ شیخ جی بھٹی میں سے کی تم اس سے
مرے کلیجے میں کافر نہیں رہی طاقت
میں وہ ہوں مرغ گرفتار جاں کرے پرواز
تمام رات تڑپتے کئی مجھے درباں
نہ داب صدقے ترے دیکھ میرے شانے کو
مجھے تو درد نہ ہونے کا درد ہے تمکین کے

غلام ہوں میں تری آنکھ کی صفائی کا
خیال جب سے ہے اُس منہ حنائی کا
کہ تا یہ داغ چھپے خرقہ ریائی کا
خدا کے واسطے مت ذکر کر جدائی کا
خیال آئے قفس میں اگر رہائی کا
سبب ہے کل سے یہ کیا غیر کی منائی کا
رہے ہے یوں ہی مجھے ڈر تری کلائی کا
تجھے ہے درد مرے درد کی دوائی کا

بدل کے قافیہ لکھ اور اک غزل تمکین
جو پاس ہے تجھے کچھ میری آشنائی کا^۹

﴿72﴾

غلام ہوں میں ترے اس طرح کے آنے کا
مثال شمع کے جلتا ہوں میں ترے غم سے
ہزار پاؤں پڑوں اُس کے پر یقیں ہے مجھ
وہ کہتے ہیں کہ کن انھیوں سے تو نہ دیکھ مجھے

کہ بیٹھتے ہی کیا قصد تو نے جانے کا
اور اُس پہ تو ہے گلو گیر سر کٹانے کا
وہ ہاتھ جوتے سے اپنے نہیں اٹھانے کا
میں اپنے پاس تجھے پھر نہیں بٹھانے کا

بنا دے یار تو دریا پہ ایک جاے بلند
جو شوق ہے تجھے تمکین کے زلزلے کا

﴿72﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	ن-۸۰،	"شراب سے اسے مل مل کیے خوب دھواے شیخ
۳-	ب-	شعر ندارد
۴-	ایضاً۔	
۵-	ن-۸۰،	"کہ خوف مجھ کو رہے ہے تری کلائی کا"
۶-	طبق-م-۲۹،	نسخہ الف میں لفظ "ناصح" زائد ہے
۷-	الف-۱۸،	م-۲۸، ن-۸۰، ب-۱۸، ایک
۸-	طبق-ب-۱۷،	ن-۳۷، ر-۳۹، ا-۳۶، گناہ
۹-	ب	شعر ندارد
67	م-ر-ن-ب-خ-ع-	غزل ندارد

﴿73﴾

ہو گیا وقت اُن کے آنے کا لو بندھا طور جان جانے کا
 وہ کہیں ہیں کہ ہم بہت پچھتاتے لے کے دل اس سڑی دیوانے کا
 میرے آنسو وہ پونچھٹ کر بولے پھر تو ٹوٹے نہیں بہانے کا
 نیل بگڑا ہے چرخ نیلی کا رنگ بد رنگ ہے زمانے کا
 مجھ ستائے کو کیا ستاتا ہے فکر کر اور کے ستانے کا
 دوستو کیا ملاؤ گے تم سے آنکھ بھی وہ نہیں ملانے کا
 جب تک آپ سے نہ آویں گے میں بھی ان کو نہیں بلانے کا
 ہے یقین مجھ کو آپ گھر میں تھے فائدہ کیا قسم کے کھانے کا
 دن میں سو بار پھر وہ روٹھے گا نہیں موقع دلا منانے کا

پاس تمکین کے بیٹھ کر تجھ کو

شوق ہے پیئے اور پلانے کا

﴿73﴾	ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱	ب-ش-	شعر ندارد
۲	ن-۱۰۰	ہوچہ
۳	م-۱۲۰	آنسو
۴	ب-ش-	شعر ندارد
۵	ش-۱۱۰	بیرنگ
۶	ب-ن-ش-	شعر ندارد
۷	ن-ش-	شعر ندارد
۸	ب-م-ن-ش-	شعر ندارد
	شعر بر حاشیہ -	الف-۸۰
۹	حاشیہ - الف-۸۰	
	م-ن-ب- شعر ندارد	
۱۰	ن-ش-ب-	شعر ندارد

﴿75﴾

ہیں تو شوق ہے اس سے شراب پینے کا
 لگا دے سینے سے بے اختیار سینے کو
 دل ایک شے ہے نہ وہ کیس ہو دوست سے تجھ کو
 تمام سال شرابی ہیں جتنے اے ساقی
 کرے ہے دلو کی تائید چرخ دوں پرور
 تو اپنی بزم میں دیتا نہیں ہے شغیر کو جا
 پھر پھر نہیں رہتا ہے یونہی اپنا ہوش
 جو ایک خم تو ہے دو گلاس اور کو دے
 نہ دیکھی جس نے کہ ہو آفتاب پر شبنم
 کہ ہوش کچھ نہیں رہتا ہے مرنے جینے کا
 جو حال ہو تجھے معلوم میرے سینے کا
 خیال رکھیو گے نہ دشمن سے دل میں کینے کا
 رہے ہے ڈر ہمیں رمضان کے مہینے کا
 دماغ کیوں نہ فلک پر ہو ہر کینے کا
 ترا مزاج عجب شوخ ہے قریبے کا
 نہیں ہے لطف دلا اب شراب پینے کا
 کہ فرض لے صدقہ ہے اے یار ہر خزینے کا
 وہ دیکھے چہرے پر عالم ترے پینے کا

کہے ہے دل کہ تو آئینہ دیکھ اے عکس

کروں ہوں قصد میں جب حضرت مدینے کا

غزل ندارد	ش-ن-خ-ع-	﴿75﴾
"ہے شوق اس لئے ہم کو شراب پینے کا"	ر-۵۲،	۱
کہ ہوش رہتا نہیں اس میں مرنے جینے کا		
شعر ندارد	ر-	۲
'رکھو'	م-۵۰،	۳
شعر ندارد	ر-ب	۴
سایے	م-۵۰،	۵
شعر ندارد	ر-ب-	۶
شعر ندارد	ر-ب	۷
لفظ "ہے" ندارد	م-۵۰،	۸
شعر ندارد	ر-ب-	۹
شعر ندارد	ر-	۱۰
صلقہ فرض	ر-۵۲،	۱۱
شعر ندارد	ر-ب-	۱۲

﴿76﴾

جسے کہ ذوق نہ ہووے شراب پینے کا کوئی یہ پوچھو کہ کیا لطف تیرے جینے کا
 رقیب کل سے ہم اس بزم میں نہ آویں گے لگا ہے دُخل یہاں ہونے ہر کینے کا
 ذرا سی بات کو میری تلے پہاڑ کرتا ہے سبب ہے مجھ سے یہ کیا اُس منم لگے کینے کا
 بجائے پا تو رکھے سر کو گر کھلے تجھ پر مقام و مرتبہ اس سے کدے کے زینے کا
 جو بغض رکھے تو لہلہ رکھ سوا اس کے کبھی خیال نہ کچھو کسی سے کینے کا
 یہ یاد رکھو کہ آلِ نیا ہے کشی نوح ق نہ قصد کچھو دلا اور تو سفینے کا
 جو حق میں ان کے احادیث اور ہیں آیات سنا نہ اور کا مذکور اس قرینے کا

مدام جان و دل اپنے کا طوفان کر نکلیں

جو شوق ہے تجھے کچھ کعبہ و مدینے کا

﴿76﴾	ش-ب-ن-غ-	غزل ندارد
۱۔	ر-۳۹،	”ہو کچھ“
	خ-۱۰۸	”ہوئے“
۲۔	ر-	شعر ندارد
۳۔	خ-۱۰۸،	میر
۴۔	م-۲۹،	کو
۵۔	ر-	شعر ندارد
۶۔	خ-	شعر ندارد
۷۔	خ-ر-	شعر ندارد
۸۔	ر-۳۹،	”خوف“
۹۔	خ-۱۰۸،	”مجھے“

﴿77﴾

ہائے جس کھڑے سے ہے یہ دل دگیر لگا در ولے دیوار یہ دی کس نے وہ تصویر لگا
 بات اک ایسی کہی غیر نے اُسے شب کو یار گویا کہ مرے سینے میں اک تیر لگا
 تنگی سقب فلک نے نہ وفا کی ہدم واسطے اپنے جو کچھ کرنے میں تعمیر لگا
 ترکش سینہ میرا خالی ہوا آہ تمام تیر پر آہ کا کوئی نہ بہ تاثیر لگا
 مجھ کو دیکھا جو سرشام سے در پر اپنے سو رہا جا کے وہ دروازے کی زنجیر لگا
 ہو گیا قتل سے بزار یہ دل وہ قاتل جب مری باندھنے آنکھیں دم شمشیر لگا
 یوں کہا ہجر کی تقدیر نے گستاخ نہ ہو دل مرا وصل کی کچھ کرنے جو تدبیر لگا
 کو جواب آہ یقین ہے کہ نہیں لائے گا قاصد آجانے میں لیکن نہ تو تاخیر لگا

ذبح جو صید کیا اُس نے بحسرت ٹمکنیں

اس کی صورت کو وہی دیکھنے ٹنجر لگا

﴿77﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	م-۳۶،	درو دیوار
۲-	ب-۲۱،	اس نے
۳-	الف-۲۲ م-۳۶ ب-۲۱	ایک
۴-	ب-	شعر ندارد
۵-	م-۳۶،	"دردروازے"
۶-	ب-	شعر ندارد

﴿78﴾

گلچیں کے ہاتھ سے جو چمن ٹوٹنے لگا
 حالت میں مے کشی کی شب اس بت کے ہاتھ سے
 دم ٹوٹنے لگا مرا جب اس کے ذکر کا
 جب سے کہ بوئے زلف پریشاں ہوئی تری
 تنگی کا اُس دہن کی جو آیا مجھے خیال
 طغیانی دیکھ دیکھ کے اُس چشم زار کی
 دستار سرخ پر ترے طرزہ کی تاب دیکھ
 جوں لیل مست اس مری وحشت کے کھاتھ سے
 صدے کو یہ اٹھا نہ سکا سنگ پر رنک کے
 ہنسنے میں اس کی شب دردناں کی تاب دیکھ
 بلبل کے سر پہ چربخ کہن ٹوٹنے لگا
 شیشہ کے ٹوٹنے ہی بدن ٹوٹنے لگا
 ہم کے منہ سے تار خن ٹوٹنے لگا
 قیمت میں تب سے مشک کھن ٹوٹنے لگا
 ہر ہر خن پہ میرا بدن ٹوٹنے لگا
 شرمندگی سے آب چمن ٹوٹنے لگا
 تارا فلک سے طرزہ کھن ٹوٹنے لگا
 ہر ہر قدم پہ جنگل و بن ٹوٹنے لگا
 سرخی سے لب کی لعل یمن ٹوٹنے لگا
 شرمندگی سے دُورِ عدن ٹوٹنے لگا

عکس نہ پوچھ کیا کہیں اب اُس کے جہر میں
 کیا کیا نہ ہم پہ رنج و محن ٹوٹنے لگا

﴿78﴾	ش-۵-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۵۰،	"میں"
۲۔	م-۳۳،	ب-۲۰، "میں"
۳۔	ایضاً	"دہن"
۴۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	ر-خ-	شعر ندارد
۶۔	خ-	شعر ندارد
۷۔	م-ب-۳۳،کی آہ سے
۸۔	ر-ب-خ-	شعر ندارد
۹۔	ایضاً	
۱۰۔	ب-	شعر ندارد

﴿79﴾

بندہ تو صنمِ وفا کرے گا جو اس میں مرا خدا کرے گا
کچھ شرم و حیلے دوستی بھی کب تک یہ بتا دیا کرے گا
اپنے سے بیگانہ جو نہ ہو یار کیا اُس کو وہ آشنا کرے گا
مجھ سے نہ برا ہو اے صنم تو اللہ ترا بھلا کرے گا
جس دن کہ دلا نہ دیکھے اُس کو اُس دن تو بتا کہ کیا کرے گا
اک کُشب رہے وہ صنم میرے پاس وہ دن بھی کبھی خدا کرے گا
ہستی کی دید کا دلا شغل اک نل روز تجھے فنا کرے گا
یہ مجھ کو خبر نہ تھی وفا ہار ے شب کو پلا وفا کرے گا
جرموں کے عوض وہ حشر کے روز دیکھیں ہمیں کیا عطا کرے گا
منکور ہمیں رضا ہے حیرتی تو لاکھ اگر جہا کرے گا
جو اپنی کہ جان سے خفا ہو وہ شوخ تجھے خفا کرے گا

تمکین غزل اور جب سنیں گے

جو تافیہ تو جدا کرے گا

﴿79﴾	ب-ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔۵۳،	سدا
۲۔	ر۔۵۳،	آگے جو کچھ خدا کرے گا
۳۔	م۔۵۵،	مجھ سے کب تک بتا دیا کرے گا
۴۔	ر۔	شعر ندارد
۵۔	ر۔۵۳،	بیگانہ جو اپنے سے نہ ہو یار
۶۔	ر۔	شعر ندارد
۷۔	الف-۳۳ م-۵۵	ایک
۸۔	م-۵۵،	خدا
۹۔	ر۔۵۳،	یہ شغل بقتلے ہستی اے دل
۱۰۔	الف-۳۳ م-۵۵	ایک
۱۱۔	ر۔	شعر ندارد
۱۲۔	-ایضاً-	
۱۳۔	-ایضاً-	
۱۴۔	-ایضاً-	

﴿80﴾

تو جس سے کیا عشق اے ستم ایجاد کرے گا
آباد میرے خانہ ویراں کو بھی کر شوخ
اے معجزے پی نہیں دو روز سے میں نے
مجھوں ہے نہ فرہاد کہ شاگرد ہوں اپنے
آرامتہ رکھتا ہے جو ایسی زن فروت
سے پینی فراموش نہ ہو گی اسے اک دم
کرتا ہے شب وصل بہتر جہر سے وہ شوخ
ہم بندگی تیری سے کوئی ہوتے ہیں آزاد
ویراں چن اے گلچیں تو کب تک نہیں معلوم
معتوق وہ تاحشر تجھے یاد کرے گا
تا چند خرابوں کوٹا تو آباد کرے گا
کیا پھر مغاں دیکھیے ارشاد کرے گا
اب کون ہمیں عشق میں استاد کرے گا
اے چرخ کہن کس کو تو داماد کرے گا
اے سکشو جو مست ہمیں یاد کرے گا
کیا دیکھیے اور اب ستم ایجاد کرے گا
تو لاکھ ہمیں شوخ گر آزاد کرے گا
اور خانہ بلبل کو ستاد کرے گا

انساں نہیں وہ ہے غم عشق مجسم
کس طرح سے ممکن کو کوئی شاد کرے گا

﴿80﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۵۶،	بھی
۲۔	م-۲۶،	ہی کو
۳۔	م-۲۶،	دیکھے
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	ر-	شعر ندارد
۶۔	طبق-م-۶۲،	الف-۳۸، داماد
۷۔	ر-	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۰۔	م-۶۲،	بندگی سے تیری.....
۱۱۔	ر-۵۶،	تو لاکھ ہی ہم کو اگر آزاد کرے گا
۱۲۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۳۔	ایضاً	

﴿81﴾

کمزرا وہ بت جدھر کرے گا بندہ سجدہ اودھر کرے گا
 کرنا ہو جسے کہ خانہ دیراں دل میں ترے لہا وہ گھر کرے گا
 برباد نہ ہو گی خاک میری جب تک کہ نہ تو گزر کرے گا
 وہ لطف اٹھائے گا سفر کا آپ اپنے میں جو سفر کرے گا
 کس شغل میں عمر کو وہ اپنے جو ہے نہ پیسے ہر کرے گا
 واعظ یہ سخن ترا کبھی آہ ہم میں بھی کچھ اثر کرے گا
 رہوے گی کسے خبر کسے اس کے آنے کی مجھے خبر کرے گا
 اے شیخ تجھے بتوں سے انکار واللہ بہت ضرر کرے گا
 مر جاؤں میں بے قضا اگر آہ تو بھی نہ تو کچھ قدر کرے گا
 رہوے گا اسی مقام میں یار تا عمر اگر سفر کرے گا
 ہو جس کو تمام شب سر شام کیا وصل میں وہ سحر کرے گا

تمکین جو پٹھے اُس کے در پر

وہ اُس کو نہ در بدر کرے گا

﴿81﴾	ن-ش-ع-	غزل ندارد
۱-	الف، ۳۳،	گھر-زائد
	۵۶، م-	سیسے
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	ب-ر-خ-	شعر ندارد
۴-	ب-	شعر ندارد
۵-	ب-	شعر ندارد
۶-	طریق-م-	
	الف، ۳۳،	خیر
۸-	ب-ر-	شعر ندارد
۹-	ر-ب-خ-	شعر ندارد
۱۰-	خ	شعر ندارد
۱۱-	ر-ب-	شعر ندارد
۱۲-	ر-	شعر ندارد

﴿82﴾

جو کہ اُس بت سے دل لگاوے گا آخر ایمان سے وہ جاوے گا
غیر کو دی پلا تمام شراب مجھے تو زہر کیا پلاوے گا
ہجر کا خوف تھا سو دیکھ لیا اے فلک اب تو دکھاوے گا
جو اسے جھوٹ بات ہو کہنی تو قسم میرے سر کی کھاوے گا
پینے والے شراب کے ہیں اور ہنس نہ مجھ سے تو کب پلاوے گا
بلکہ مانند شیشہ سے آہ اور الٹا مجھے رلاوے گا

کبھی کبھی بھی اے منم غمگین

یہ قدم چھوڑ کر نہ جاوے گا

﴿83﴾

ایک سے ایک نیا روز طرحدار ملا پر سوا اُس کے کسی سے نہ دل زار ملا
میں نے آنکھ اُس سے ملائی تو کہا آنکھوں میں مجھ سے محفل میں نہ یوں آنکھ تو ہر بار ملا
جو ترے کوچے میں بیمار پڑا تھا کل تک آج دیکھا تو نہ اُس جا پہ وہ بیمار ملا
جی میں آہل ہے چھری لے کے گلا کاٹ مروں عید قرباں کو بھی میرے نہ گلے یار ملا
واں بھی نہ منہ ڈھانک لیا دیکھو اس کا یہ حال ہے خواب میں بھی جو کبھی مجھ سے وہ دلدار ملا
گوہر انکھ ہمارے ہیں جہاں میں نایاب خاک میں ان کو نہ اے چشم گہر ہار ملا

بلکہ میں ظلم رسیدہ ہوں جہاں میں غمگین

یار جو مجھ کو ملا سو وہ ستمگار ملا

﴿82﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

﴿83﴾ ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- م-ا-ا- آنا

۲- م-ا-ا- ہی

۳- م-ا-ا- دیکھو

۴- طبق-ب-۹

الف-۸..... یہ اس کا خیال

۵- ب- شعر ندارد

﴿84﴾

ہر بت پہ نہ کر دل بخدا یار دیوانا
دن رات ہر ایسے سے کس طرح ہو ہم
جب سے کہ تیری نیم نگہ دیکھی ہے مجھ پر
باہر کبھی اُس در کے نہ پھر حشر تک آؤں
وہ یاد مجھے آتی ہیں جب وصل کی باتیں
وہ گاہ لپٹتا وہ کہے بیٹھنا ہٹ کر
مٹکی وہ کہے اُس کی لگانی وہ کہے لات
گر خوش ہو تو کہنا کہ میرے پائیں لے پڑ رہ
ان چوہلوں کا اس کے جو آتا ہے کبھی دھیاں

ایسا نہ ہو مشکل ہو تجھے ہوش میں آنا
گر صبح کھلا وعدہ ہے تو پھر شام بہانا
حسرت میں ہے اور رشک میں ہے سارا زمانہ
اس شوخ کے گر گھر میں میرا اب کے ہو جانا
تب بھر میں اے ہمدو ہوتا ہوں دیوانا
وہ چھیڑتا کہہ مجھ کو وہ کہہ دھوم مچانا
اور اپنا وہ چپ بیٹھے ہوئے پاؤں دہانا
اور ہوتا خفا تو تلے پٹی سے سلانا
مشکل مجھے پڑتا ہے بہت جان بچانا

نغمیں کی سڑی باتوں پر مت جائیو کوئی
کہنے کو دیوانہ ہے مگر ایک ہے سیانا

﴿84﴾	ش-ر-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن-۱۱،	تو
۲۔	شعر بر حاشیہ ن-۱۱،	
	الف-م-	شعر ندارد
۳۔	ن-	شعر ندارد
۴۔	ایضاً	
۵۔	ایضاً	
۶۔	م-۳۰- پاس ہی پڑ رہ
۷۔	ن-	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	

﴿85﴾

اک لے دن تو شیخ کو بھی دکھلا جمال اپنا
 ہر اہل دل کے دل کو سن کر نہ ذوق آوے
 اُس وقت تلے وحال کو ہم پاتے نہیں ہیں ڈھونڈا
 سرا میں مہر کو ہو جیسے زوال اس جا
 اے شوخ کیا کروں میں اس دوستی میں تیری
 یہ غم رہے ہے ہدم دل خوش کہیں نہ ہووے
 میری قدر کے لایق دیتا نہیں ہے ے تو
 ہے بسکہ انتظاری اور اس پہ بیقراری
 کہتا ہے تو کہ اس سے ممکن نہیں ہے ملنا
 رہتے ہیں جس جگہ ہم کیا سیر ہے کہ اُس جا
 ے اُس کی پی گئے ہم دم دے کے مفلسی میں

تا بھول جائے وہ سب کشف و کمال اپنا
 مگر حال تلے کے مطابق ہووے نہ قال اپنا
 ایسا ہوا ہے کچھ گم اب وقت و حال اپنا
 ایسا ہی تو سمجھ لے اے دل زوال اپنا
 دشمن ہے جاں کا اب ہر بال بال اپنا
 بھاتا مجھے ہے ایسا رنج و ملال اپنا
 ساقی بتا کہ دل ہو کیونکر بحال اپنا
 گزرے ہے ایک اک دم یہ ماہ و سال اپنا
 ملنا تجھے ہے شاید واعظ محال اپنا
 جاتا نہیں ہے ہدم ہرگز خیال اپنا
 پیٹے ہے سر دکاں پر بیضا کلال اپنا

تمکین غزل بدل کر لکھ تو ردیف ایسی

ہو جائے جس کو سن کر کچھ اور حال اپنا

﴿85﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف۔ ۴۶۔ م۔ ۷۷۔ ب۔ ۴۶ ایک	
۲۔	م۔ ۷۷۔	جال
۳۔	م۔ ۷۷۔	وقت حال
۴۔	م۔ ۷۷۔	ڈھونڈ
۵۔	ب۔	شعر ندارد
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	ایضاً۔	
۸۔	م۔ ۷۸۔	ایک دم
۹۔	ب۔	شعر ندارد

﴿86﴾

کسی صنم پہ کبھی بد نگاہ مت کرنا دلا خدا کی قسم تجھ کو چاہ مت کرنا
کسی کو چاہو مت دل لگائیو نہ کبھی! وگر جو چاہے تو ہرگز نباہ مت کرنا
تو اپنی راہ سے چلتا نہ ہو جیو گمراہ کسی کے دل میں دلا دیکھ راہ مت کرنا
پرستش اور کی مت کچھ جز اُس بُت کے خدا کے واسطے ایسا گناہ مت کرنا

اگر جلا کے تجھے خاک وہ کرے تمکین

سپند کی سی طرح دیکھ لے آہ مت کرنا

﴿87﴾

بتا نہیں! اے ساقی ہر روز کا مے پینا ناغہ نہیں کرتا میں لیکن شب آ دینا
اس دل سے تو اے ہدم سو بار رقیب اچھا یہ دوست لے ناداں ہے وہ دشمن دیرینا
اڑ ماپ گیا جو پیتے تو غصے سے ساقی نے ہاتھوں سے میرے خم کو جھنجھلا کے بہت چھینا
آساں نہایت تھا مگر وصل میں مرجاتے لیکن ترے جہراں میں مشکل ہے بہت جینا
وحشت میں مرے دل کے کرتا ہے یہ سوکھو لے اس چاک گریباں کو اے یار ترا سینا
گر ہاتھ نہ پہنچے گا میرا ترے پاؤں تک تو سر ہے یہ اے ساقی مے خانے کا کھور دینا

اس شیخ کو اے تمکین مت جانو کچھ ابلہ

ظاہر میں فرشتہ ہے باطن میں شتر کینا

﴿86﴾	ر-ن-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	م-۱۰،	کسے
۲-	م-۱۰،	چلیو
۳-	ش-	شعر ندارد
۴-	م-۱۱،	تو بھی
﴿87﴾	ن-ش-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-۱۸،	بتا نہیں ہے اے ساقی.....
۲-	خ-۱۰۸،	دوست تو.....
۳-	ب-۱۹،	”تو“
۴-	خ-	شعر ندارد
۵-		شعر حاشیہ پر نسخہ الف - ۲۰
۶-	ب-	شعر ندارد
۷-	ط-۳۲، ب-۱۸	لفظ ”کا“ ندارد

﴿88﴾

چشم کے مد نظر رہتے نہیں در کے سوا دھیان وعدے کے سبب جاتا نہیں گھر کے سوا
 جتنے یہ قصبے ہیں مشائخ و اشرافین کے یاں نہیں ہونے کے فیصل روز محشر کے سوا
 لائہائت کی صفاتیں منحصر ہوتی نہیں دو جہاں میں گول نہیں اللہ اکبر کے سوا
 یاد رکھ اس کو کہ جو جو جنس ہے حیوان کی ق اور علم ان کو نہیں ہے اپنے گوہر کے سوا
 گوہر عقل ان کی ایسی ہے سمجھتے ہیں جوئے
 کچھ نہیں غمگین غرض کے اور جوہر کے سوا

﴿88﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	غمگین نے اشرافین کو اشرافین استعمال کیا ہے۔	
۲۔	الف-۱۳-م-۲۲-ن-۵-ب-۱۳-یہاں	
۳۔	م-۲۲-کو	
۴۔	ن-۶-گوہر عقل ان کا ایسا ہے سمجھتے ہیں جوہر۔	
۵۔	م-۲۲-عرض ن-۶-کچھ نہیں غمگین غرض کے اور جوہر کے سوا	

﴿89﴾

کھر میں دل لگتا نہیں وحشت سے باہر کے سوا
 خاک ہو کر بھی نہ جاؤں گا ترے در پر سے میں
 یہ وہ بیماری ہے ہو آرام نشتر سے جسے
 شب کو جو کہنے لگے وہ مجھ سے جاتا ہوں میں گھر
 دو ہی دن اس پاس رہنے میں یہ بھولا سب کو دل
 دوست سے دشمن سے مولا سو طرح کی بات ہے
 اس سر شوریدہ کا ہر مہلہ کروں میں کیا علاج
 صید لاغر جان کر کرتا نہیں صیاد صید
 سو جھتا مجھ کو نہیں ہے جنگل و بر کے سوا
 مجھ کو سوئی در نہیں ہے اس ترے در کے سوا
 کچھ علاج اس کا نہیں ہے اس کے خنجر کے سوا
 ہائے شامت کچھ نہ نکلا منہ سے بہتر کے سوا
 اب نہیں پہچانتا مجھ کو بھی دلبر کے سوا
 آشنا شب کو نہ رہے اپنے بستر کے سوا
 جس کو آتا ہی نہیں آرام پتھر کے سوا
 ہائے کچھ مجھ میں نہیں ہے بال اور پر کے سوا

لکھ غزل اکؔ اور اے غمگینؔ پر اس انداز کی
 کچھ نہ ہو جس میں عرض کے اور جوہر کے سوا

﴿89﴾	ش-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۶۲، ۴۔	اب نہیں پہچانتا ہے مجھ کو دلبر کے سوا
۲۔	۸۰، ۵۔	غمگینؔ
۳۔	شعر بر حاشیہ الف-۱۳	
	۴۔	شعر ندارد
۴۔	الف-۱۳ ۲۲-م	ایک
۵۔	ن-	شعر ندارد

﴿90﴾

کہنے کو نور نور سے جس دم جدا ہوا
جاتی کہاں یہ راہیں ہیں جن میں کہ سالکوٹ
وقتِ خزاں چمن میں رہا نام کو نہ گل
ہیہات تک کیوں اُسے آغوش میں لیا
دیکھا تجھے جس آہ مسلمان نے اے صنم
جاتا نہ دل سے تھا مرض کبرِ اتقا
پوشیدہ رکھ تو دل میں نہ اظہار کر اسے
نہرِ فنا بقا میں ہمارے جہاز کا
دنیا و دینِ عشق میں جب کے کھوئے اے صنم

بندہ ہوا کثیف ترا لطف خدا ہوا
گمراہ کتندہ کوئی کوئی رہنما ہوا
کیا پردوش کو تیری یہ باؤ صبا ہوا
جاناں جو مجھ سے اور میں جاں سے خفا ہوا
مذہبِ ضرور کفر کا اُس کو روا ہوا
مے خانہ میرے واسطے دارالشفاء ہوا
پوشیدہ واسطے ترے جو برملا ہوا
کہتے جسے خدا ہیں وہی ناخدا ہوا
اللہ نے کہا ہے مجھے میں گدا ہوا

ہوتا مشاکوئوں میں جو شوقِ طعام ہو
غمگیں شراب پینے کو میں بے نوا ہوا

﴿90﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۳۳، ۱۔	کسب
۲۔	۶۱، ۲۔	بندہ کثیف پر ترا لطف اے خدا ہوا
۳۔	۶۱، ۲۔	راہیں کہاں یہ جاتی ہیں جن میں کہ سالکو
۴۔	۲۔	شعر ندارد
۵۔	۲۔	شعر ندارد
۶۔	۶۱، ۲۔	جاتا نہ تھا جو دل سے مرض کبر اتقا
۷۔	۴۳، ۴۔	لفظ ”جب“ ندارد
۸۔	۲۔	شعر ندارد

﴿91﴾

ظاہر کیا وہ عیب جو مجھ میں برا ہوا
 مت ڈر کہ میں نے دیکھ لیا تجھ کو وقت قتل
 ڈوبا وہ بحر عشق میں اکٹے دن نہ ایک دن
 وہ گفتگو دروغ تھی اُس بے وفا کی سب
 میش لگائیں گے ترے اس میکدے کو عیب
 گالی گلوچ کا نہیں ڈر مجھ کو ہے یہ خوف
 اک عشق ہو گیا ہے مجھے اپنی شکل سے
 اجمال اس میں کچھ ہے نہ تفصیل شیخ جی
 کھلتے ہی معنی کلمہ طیب کے زاہدا
 قابل نہیں بیان کے حقیقت وہ شب کی یار
 خود میں نے خالوں میں کیا تجھ کو انتخاب
 میاد کر نہ مرغ چمن کو قفس میں بند
 جب بے کھاکیلے ساتھ تیرے میں نے پی منم
 پتا اگر شراب نہ رہتے ریا و کبر
 دشمن بھی دوستو مرے حق میں بھلا ہوا
 قاتل مرے ہی ذمے وہ مرا خوں بہا ہوا
 جس کا وہ شوخ از تہ دل آشنا ہوا
 سچ یوں ہے ناصحا کہ تیرا ہی کہا ہوا
 جو مست ہوشیار کوئی ساقیا ہوا
 سے پیتے پیتے تجھ کو یکا یک یہ کیا ہوا
 صورت پر اس کی جب سے کہ میں جلا ہوا
 تھا جو کہ مستر سو وہی بر ملا ہوا
 لا انتہا خداؤں کا میرا خدا ہوا
 اُس کی مری نہ پوچھ کہ کیا ماجرا ہوا
 مجھ پر ستم جو تجھ سے ہوا سب بجا ہوا
 یہ آپ ہے بہ دام رگ گل پھنسا ہوا
 اللہ نے کہا ہے کہ میں بے حیا ہوا
 زاہد تجھے حجاب حیرا اتھا ہوا

غمگین جسے خدا نے کہ دی چشم معرفت

اس کا ہی عیب اس کے لیے رہنا ہوا

﴿91﴾ ش-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- طبق م-۳۶

الف- ۲۸ منہ

۲- ب- شعر ندارد

۳- الف- ۲۸ م-۳۶ ایک

۴- ب- شعر ندارد

۵- ایضاً۔

۶- ایضاً۔

۷- طبق م-۳۶،

ب- ۲۶ / الف- ۲۸، مبینی

﴿92﴾

شب بھلا چنگا وہ میرے گھر تک آیا ہوا
یہ گفتہ اُس کے کوچے کی ہوا سے ہو تو ہوا
اے امید مہر ذرہ بھی نہیں تیری شعاع
غیر کیا در پر مجھے رکوائے گا درہاں بھلا
بزم میں شب کو ہوا جو جو نہیں گویا خبر
ایک بھی مے کا لیا تو نے نہیں پورا گلاس
تقدِ دل کو قلب اکٹہ کہتا ہے تو سیمیں بدن
درد دکھ ایسے نہ دینا اے سنگر تو مجھے
سوچ کر الٹا گیا پھر ہائے گھبرایا ہوا
غنجہ دل کو رکھوں کب تک میں کملایا ہوا
یاس کا ہے محل دل پر اس قدر چھایا ہوا
میں کسی کا بھی نہیں رکتا ہوں رکویا ہوا
بولتا ہے اس طرح وہ مجھ سے چندرایا ہوا
بہکتا ہے یہ کسی کا صاف بہکایا ہوا
درد یہ کھوٹا نہیں سو جا ہے پرکھایا ہوا
ہائے گر ہوتا کسی سے کچھ بھی دکھ پایا ہوا

لکھ غزل اک سہو راے عکس اسی انداز کی

تیرے شعروں پر بہت ہے جی مرا آیا ہوا

﴿92﴾	ش-ن-ب-ح-ع-	غزل ندارد
۱	م-۳۴،	”ہوا“
۲	الف-۲۱ م-۳۳	ایک
۳	ایضاً	

﴿93﴾

دل کسی پر آج کل اُس کا بھی ہے آیا ہوا
 گفتگو کل تک نہ تھی یہ مجھ سے جی چاہے سو کہہ
 شرم یہ کچھ اور آتی ہے نظر ہم مجھے
 کیا کہوں ہم کہ کیا کیا گدگداتا ہے یہ دل
 ہمدموں کا کیوں نہ دل اکتائے محبت سے مری
 اور ہوتا ہے دل بے تاب اس دن بے قرار
 بھاگتے ہیں میرے مسائے سے مسائے تمام
 چشم تر میں یوں ہے یہ لخت جگر تالاب میں
 بام سے اٹھ کر نہ جھانکا تو پس دیوار آؤش

وہ ادھر میں اور ادھر پھرتا ہوں گھبرایا ہوا
 ہوتا ہے تو کسی کا آج سکھلایا ہوا
 دیکھتا ہے جو کن انھیوں سے وہ شرمایا ہوا
 گات کا عالم وہ اس کے دیکھ گدایا ہوئے
 دیکھتے ہیں جان سے وہ مجھ کو اکتایا ہوا
 ہائے جس دن دیکھتا ہے اس کو جھنجھلایا ہوا
 مجھ دیوانے کو پری کا کیا کہیں سایا ہوا
 نیلوفر کا پھول جوں ہو کوئی کھلایا ہوا
 صبح تک بیٹھا رہا تیرا میں بٹھایا ہوا

دل لگی کو دل لگی مت جانوں تمکین کبھی
 اک قیامت ہے کسی پر یار دل آیا ہوا

﴿93﴾	ش-ر-خ-	غزل ندارد
۱-	م-۳۵،	لہرتا
۲-	م-	شعر ندارد
۳-	ب-	شعر ندارد
۴-	ابضاً-	
۵-	م-۳۵،	ب-۲۱، "آ"
۶-	ب-۲۱،	"جاننا"

﴿94﴾

اُس سے کیوں شب کو ہم شراب ہوا
وہ جو غیروں سے ہم شراب ہوا
تیرے ملنے میں یہ عذاب ہوا
خط کے آنے سے ہم نے یہ جانا
تیرے رونے سے دیکھ دیدہ تر
اٹھ کے پھر بیٹھنا ہوا مشکل
آپ ہی آپ مجھ سے اے ہدم
اُس کو دیکھا اکیلے اپنے پاس
غم یہ ہے مجھ کو میرے بعد از قتل
پنا کے سے ساتھ اُس کے اے غمگین

قفل ناحق کیا جو غمگین کو
کیا تمہیں اس میں کچھ ثواب ہوا

﴿94﴾	ب-ر-	غزل ندارد
۱-	ن-	شعر ندارد
۲-	م-۵۵،	نہ پلائی مجھے جو اس نے شراب
۳-	م-۵۵،	جگر
۴-	الف-م-ر-	شعر ندارد
۵-	ش-	شعر ندارد
۶-		شعر حاشیہ بر الف-۵۵،
۷-	ن-	شعر ندارد
۸-	ش-	شعر ندارد
۹-	م-۵۵،	انتخاب
۱۰-	ش-ن-	شعر ندارد
۱۱-	ش-	شعر ندارد
۱۲-	ایضاً	
	حاشیہ الف-۵۵،	
	م-ن-	شعر ندارد

﴿95﴾

گئی نماز بھی یہ نوحہ شراب ہوا
چمن میں اُس مرے گل رو کو دیکھ کر گل رخسار
نہ سمجھے جس کے کہ مضمونؑ کو غلاطوں بھی
خیال اپنا بیگانہ ذرا نہیں رہتا
نماز ظاہری ایسی ہے شیخ بے باطن
تمہارے عاشق بے جاں کی دیکھ فرصت عمر
مگر وجود مرا اس کی بزم میں ہے عدم
رقیبؑ ہو گئے اس دن سے سب فنا فی اللہ

بہت میں جا کے خرابات میں خراب ہوا
بدل کے رنگ صبا رنگ سے گلاب ہوا
جواب وہاں سے ہو اگر تو وہ جواب ہوا
تصور اب مجھے اُس کا بجائے خواب ہوا
سفید ریش کو جیسے تری خضاب ہوا
جواب چشم حیا سے برگ آب ہوا
کہ مہربانی نہ مجھ پر کبھی عتاب ہوا
صنم تو ہم سے کہ جس دن سے بے جواب ہوا

ہمیشہ خدمت پیر مغاں میں مل رہی

یہ میکدے میں مجھے غیب سے خطاب ہوا

﴿95﴾	ن-ش-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	۳۸، ۴۰	لفظ ”بدلہ“ زائد
۲۔	ر۔	شعر ندارد
۳۔	۳۸، ۴۰	مضمون
۴۔	ر ب	شعر ندارد
۵۔	۳۸، ۴۰	نہ جاگتے ہیں تھا مطلق خیال دشمن و دوست
۶۔	ب-ر۔	شعر ندارد
۷۔	-ایضاً-	
۸۔	۳۷، ۴۰	لفظ ”رقیب“ ندارد
۹۔	ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	۴۰	”میں“ مکرر لکھا گیا ہے۔
۱۱۔	۳۸، ۴۰	شعر مکرر لکھا گیا ہے۔

﴿96﴾

دل کے لائق ترے جو کوئی خوش اسلوبؑ ہوا
حوصلے سے ہوئی جس کو کہ محبت غالب
بدگماں کہنے لگا شب کو تو جاگا ہے کہیں
خواہشیں میری بھی میں ہوئیں سب سلب تمام
جس نے چاہا تجھے یہ سچ ہے کہ اے رنگ پری
اس قدر دیکھ کے اس شوق کو ترہما یہ دل
سے دمعشوق کی اور اپنی رہی کچھ نہ خبر
مر گیا مہتر وعدہ تیرا، سن کے کہا

لکھ قوانی کو بدلے اور غزل اے غمگین
کہ ترا شعر مری طبع کے مرغوب ہوا

﴿97﴾

روبو اس کے وہ شاید کہیں شمشاد ہوا
کوئی تا حشر نہ ایجاد کرے گا بخدا
خانہ ویرانی مرغان چن ہوئی تو ہو
سن کے مجھ وحشی کی باتیں یہ کہا مجھوں نے
کچھ خوشی وصل کی پاتی ہی نہیں منجائش
جو مجھے دیکھے اُسے یاد تو آجاتا ہے
آخرش قتل کیا مجھ کو نہ چھوڑا بے ل
کچھ خرابی سی خرابی ہے ترے وحشی کی
دستر رز سے عبت میں نے یہ کیوں کی یاری

غم گیا بھول خوشی دیکھ کے اُس کو غمگین
دیکھ کر مجھ کو جو غمگین وہ بہت شاد ہوا

﴿96﴾ ر-ب-خ-ش-ن- غزل ندارد

۱- م-۳۴، اصولوب

۲- نسخہ "م" میں آدھا مصرع مکتور لکھا گیا ہے۔

﴿97﴾ ر-ب-ن-ش-خ-ع- غزل ندارد

﴿98﴾

یہ آپ ہی مرا دل جو بے قرار ہوا
کہیں گئے ہی نہ تھے شب کو آپ کمر میں تھے
تراپے وعدہ اگر وعدہ قیامت ہے
چھپائے سے نہ چھپا صدقے دختر رز کے
کہیں جو ٹوٹ گیا مجھ سے ہار اُس گل کا
دیا ہے دل تجھے ناچار اس بچارے نے
رہیں گے مرقبہ مجنوں پہ چند روز اے دل
رہا نہ ہوش کچھ اپنا نہ یار کا مطلقؔ

قریب سے کہیں شاید گزار یار ہوا
قسم نہ کھائیے بس مجھ کو اعتبار ہوا
تو حشر کا مجھے بالفرض انتظار ہوا
جو دل میں تھا ترے سو شب کو آشکار ہوا
تو کیا کہوں کہ وہ کیسا گلے کا ہار ہوا
جو ایک بار بھی تجھ سے کوئی دو چار ہوا
تمام جلد اگر موسم بہار ہوا
شراب کا یہ نشہ شب کو بے شمار ہوا

بدل کے قافیہ لکھ جلد اک غزل تمکین
کہ شعر سن ترے خنداں وہ گل خنداں ہوا

﴿98﴾	ر-ش-ب-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	۸-م	کھاو
۲۔	۱۱-ن	تمہارا
۳۔	۱۱-ن	مجھے ضرور قیامت کا انتظار ہوا
۴۔	ن-	شعر ندارد
۵۔	حاشیہ بر الف - ۶	م- شعر ندارد
۶۔	ایضاً	
۷۔	ن-	شعر ندارد
۸۔	۱۱-ن	غمگین
۹۔	۱۱-ن	نشہ شراب کا شب کو یہ بے شمار ہوا
۱۰۔	۸-م	خنداں، کلعدار
۱۱۔	ن-	شعر ندارد

﴿۹۹﴾

دیکھنا بھی جو تیرا غمگین کو دشوار ہوا
سو طرحدار جسے میری طرح سے چاہیں
شکل ہے آج تری اور ہی کچھ اے ناصح
بار بار آنا جسے غیر کا کچھ بار نہیں
کچھ عجب شکل کی تصویر وہ صورت ہے کہ آہ
اپنے بیگانوں کے طعنوں سے وہ کہتے ہیں مجھے
وعدہ حشر مبارک رہے تجھ کو زاہد
وہ یہ کہتا ہے تعجب ہے مجھے اے ہرمؔ

دل ہی دل میں وہ گھٹا ایسا کہ بیمار ہوا
ملفت مجھ سے بھلا کب وہ طرحدار ہوا
جو مجھے ہے سو تجھے بھی وہی آزار ہواؔ
میرا اک بار کا آنا اسے سو بار ہوا
جس نے دیکھا اسے سو نقش بہ دیوار ہوا
اُس گھڑی کو نہیں پاتا جو ترا یار ہوا
بارے مجھ کو تو میسر یہیں دیدار ہوا
تجھ سا آزاد مرا ایسا گرفتار ہوا

لکھ غزل اور قوافی کو بدل کر غمگین
شعر سن سن ترے عالمؔ سے میں بیزار ہواؔ

غزل ندارد	د-ع-خ-	﴿۹۹﴾
کہنہ	۹۰-۴	۱
شعر ندارد	ب-	۲
اے غمگین	۶۰-۵	۳
دنیا	۹۰-۴	۴
شعر ندارد	بر حاشیہ نسخہ ا-ش-ن-	۵

﴿100﴾

پہنچنے کا نہ جہاں خلق کو مقدور ہوا
چشم بدور وہ اب دیکھے چلا اور آنکھوں سے
دے کے بوتل مجھے بولا کہ گھر اپنے جا پی
چشم تر سے اسے کیا خاک دکھائی دیوے
رنج اک مور کے دینے کی نہیں اب طاقت
کون تھا عشق میں میرے جو موا اس نے کہا
اور کی شکل تو اپنی سی بنا سکتا ہوں
عادتوے سے جو نام ہوں میں اب اے زاہد
عقل گر ہوتی تو کرتا کوئی کوسل داخل
ان کے نزدیک مکاں وہ ہی بہت دور ہوا
میرا منظور مگر اُس کو بھی منظور ہوا
بزم میں شب کو بہت جب کہ وہ مخمور ہوا
چشم سر کا ہی جہاں میں جو دلا کور ہوا
شکر حق وجع مفاصل سے میں رنجور ہوا
بزم میں کچھ جو جفا کا مری مذکور ہوا
گو کہ دل آہ مرا خانہ زنبور ہوا
تو عبادت سے بھی اپنی نہ وہ مفرد ہوا
شکر ہے یہ کہ دیوانہ ہی میں مشہور ہوا
جو تمنا تھی تری یہاں ہوئی حاصل غمگین
نکیہ کوہ یہ تجھ لے کو جبل طور ہوا

﴿100﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م۔۳۳	لفظ "ہے" ندارد
۲۔	ر۔	شعر ندارد
۳۔	ابضاً۔	
۴۔	ب۔ر۔	شعر ندارد
۵۔	ابضاً۔	
۶۔	ابضاً۔	
۷۔	ر۔۵۸	میں ہمیشہ رہا ہر نیش زنی سے محفوظ لاکھ گو عشق میں دل خانہ زنبور ہوا
۸۔	ب۔ر۔	شعر ندارد
۹۔	ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	م۔۲۵	غمگین حاصل
۱۱۔	ب۔۲۵	مجھ کو

﴿101﴾

برنگِ لالہ مرا دل جو داغ داغ ہوا تو دیکھ کر اسے کیسا وہ باغ باغ ہوا
 بنگ ہو کے گیا دل کل جو سینے سے تو مجھ کو اُس سے اسے مجھ سے انراغ ہوا
 لگا دے منہ سے مرے ساتیا گلابی کوٹا نہ کر تو فکر شکستہ اگر ایام ہوا
 ہوا خفیف میں اس گل کو باغ لے جا کر کہ چہچہ سے وہ بلبل کے بے دام ہوا

خفا ہوا وہ بہت شب کو مجھ سے اسے غمگین

کہیں جو ہاتھ سے ٹھنڈا مرے چراغ ہوا

﴿102﴾

علم سے جبکہ میرا مرتبہ مافوق ہوا نحن اقرب وہیں گردن میں مری طوق ہوا
 کسی صورت سے ہمیں جب نہ ہوئی اس کی شناخت ناشناسی میں عجب لطف و عجب شوق ہوا
 نہ تو مذکور رہا اور نہ ذکر و ذاکر اس قدر دل کو مرے ذکر میں بس ذوق لے ہوا
 حال غمگین یہ ہوا جب نہ رہا کوئی مقام لے
 جو کہ ماتحت ہے اُس کے وئی مافوق ہوا

﴿101﴾	ر-ب-خ-غ-	غزل ندارد
۱-	۸-۴	کیا
۲-	۱۱۸-۴-۳-ش-	لگادے منہ ہی سے ساتی میرے گلابی کو
﴿102﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	۳-۴	نحن اقرب میری گردن میں دوہیں طوق ہوا
	ب-۴-۳-ن-	نحن واقرب، ر-۴۴، نحن واقرب
۲-	۷-۴	شوق
۳-	۷-۴	حال غمگین کا یہ پہنچا نہ رہا کوئی مقام

﴿103﴾

گلی میں یار کی! جس شخص کا مقام ہوا بس اُس کو کبھے کا احرام ہوا
 بتوں کی میں نے پرستش کی واسطے جس کے قسم خدا کی وہ کافر نہ میرا رام ہوا
 یہ عشق وہ ہے کہ محمود بادشاہ سا شاہ ایاز تھا جو غلام اُس کا وہ غلام ہوا
 مجھے رہا یہی ارمان آہ مصحف رو نہ مجھ سے تجھ سے کبھی ایک دن کلام ہوا
 ہمارے قتل میں دو فائدے ہوئے ساتی ہمارا کام ہوا اور تیرا نام ہوا
 اب اُس کے عشق میں مجھ کو یہ غم ہے اے عکس
 کہ کام دل نہ بر آیا اور اپنا کام ہوا

﴿103﴾	م-ب-خ-ع-	غزل ندارد،	حاشیہ برا
۱۔	نسخہ ش-۲۰،	آدھا مصحح آب رسیدہ ہونے کے سبب ناخوانا ہے	
۲۔	ر-۶۳،	جس کی خاطر سے	
۳۔	طبیق ن-۸۰،	اش-ر-	شعر ندارد
۴۔	ن-ش-	شعر ندارد	

﴿104﴾

یاں تک اب اُس کے عشق میں مجھ کو الم ہوا
 کس طرح جائیں لے ساقی کہ اُس رعبِ گل بغیر
 موجب سبب جہت نہیں معلوم کس لیے
 دیتا نہیں شراب کوئی ساقیا ترا
 جس کا کہ دل تباہ ہوا اس بت کے قہر سے
 جو آئے ان کی عقل میں اس کو وجود ہے
 زاہد کہے ہے جس کو خدا شیخ جی اسے
 ہجراں نصیب ہم ہوئے ہوتے ہی عشق آہ

اس پر بھی کھل گئے یہ قیامت ستم ہوا
 گلشن ہمارے واسطے ہارغ ارم ہوا
 ربط ان دونوں میں اُس کو بہت مجھ سے کم ہوا
 یہ سے کدہ مرے لیے دیوِ حرم ہوا
 لائق ہے اُس کو سمجھ خدا کا کرم ہوا
 جو فہم میں کہ ان کی نہ آیا عدم ہوا
 میں نے خدا کہا تھا تو وہ میرا صنم ہوا
 درد و الم پہ اور بھی درد و الم ہوا

غشکیں اسی میں دیکھتے ہیں حال دو جہاں
 اپنا ہی دل ہمارے لیے جامِ جم ہوا کے

﴿104﴾	ر-ن-ب-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م۔۴۳،	چاہئیں
۲۔	م۔۴۳،	"ہو"
۳۔	م۔۴۳،	آیا
۴۔	م۔۴۳،	کیا
۵۔	م۔۴۳،ہر اور ہی
۶۔	م۔۴۳،	اس
۷۔	نسخہ "م" میں یہ شعر دوبار نقل ہوا ہے۔	

﴿105﴾

شکر اللہ کہ آخر میں مسلمان ہوا
 مثل حیواں ہیں بہت شکل بنی آدم میں
 عشق اُس شوخ سے کرتے ہمیں اک عمر ہوئی
 میں سمجھتا تھا کہ ہجراں ہی میں حیرانی ہے
 خطرہ و لہ دزدی شیطان سے رہا وہ ایمن
 واں بھی قسمت سے ہوا دامن صحرا چادر
 مگر نہ روتا تو وہ محفل سے نہ اٹھاتا آہ
 مرگ سے پہلے بتوں پر مجھے ایمان ہوا
 معرفت جس کو ہوئی حضرت انسان ہوا
 لیکن اب تک نہ کوئی حسرت و ارمان ہوا
 وصل میں ہجر سے صد چند میں حیران ہوا
 اپنے جو خانہ دل کا کہ نگہبان ہوا
 میں پیاباں میں بھی دیوانہ نہ عریان ہوا
 حق میں ہدم مرے گریہ مرا طوفان ہوا

میں نے دامن کو جو چھیڑا تو وہ بولا غمگین

میرا دامن بھی مگر حیرا گریبان ہوا

﴿105﴾ ن-ش-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ نسخہ الف میں غزل کے پہلے دو اشعار کے درمیان نکتے لگا کر دوسرے شعر کے دوسرے مصرعے کو مطلع کا مصرع ثانی بتایا ہے اور مطلع کا دوسرا مصرع دوسرے شعر کا مصرع ثانی جبکہ نسخہ ب میں یہ اصلاً اسی شکل میں ہیں۔

۲۔	م-، ۷۰،	بہت ہیں۔
۳۔	ر-، ۵۸،	معرفت جس کو میسر ہوئی انسان ہوا
۴۔	ر-، ۵۸،	ہوا لیکن نہ کوئی حسرت و ارمان ہوا
۶۔	م-، ۷۱،	خرابی
۷۔	م-، ۷۱،	طبق م-، ۷۱،
۸۔	م-، ۷۱،	دیوانہ و عریان
۹۔	ر-	شعر ندارد
۱۰۔	ب-	شعر ندارد
۱۱۔	ر-	شعر ندارد

﴿106﴾

اس کی محفل میں جو کچھ دیکھ کر گریاں ہوا
 دیکھ حیرت میں مجھے اُس آئینہ رو نے کہا
 بن بلائے اُس کے گھر جاتا ہوں کیا رسوائی ہے
 یہ نہ جاتا اُس نے یہ ہے کون آیا ہے کہاں
 سو طرح کی فیلسوفی سے کیا تھا جس کو یار
 جس طرح سے راکھ ہو جاتا ہے انکارا کوئی
 تو مرے رونے پہ کیا کیا حشر اور طوفان ہوا
 مجھ میں وہ کیا ہے کہ جس کو دیکھ تو حیران ہوا
 ہائے ذلت کھینچنے لگ کر رخصت جہاں مہمان ہوا
 اُس کے گھر میں گرتے مرا جانا کسی عنوان ہوا
 ہے ستم برطرف غمگین وہاں سے کہ وہ دریاں ہوا
 اس طرح سے خاک جل کر یہ دل سوزاں ہوا
 عید کے دن اُس کماں ابرو سے اے غمگین یہ کہہ
 مجھ کو ہونے دے تھدق میں ترے قرباں ہوا

﴿106﴾	ر-خ-ع--	غزل ندارد
۱۔	م۔ا۔ا۔	پر
۲۔	م۔ا۔ا۔	کہہ کر
۳۔	ش۔۹، / ن۔الف	اپنا
۴۔	م۔ا۔ا۔	بھی
۵۔	ش۔۹،	میں ستم برطرف غمگین وہاں سے اب وہ بھی دریاں ہوا
۶۔	ب۔	شعر ندارد

﴿107﴾

آتشِ عشق میں ٹھہرا دل بیتاب رہا قائمِ آثار یہ کس طرح سے سیما رہا
 خواب میں بھی نہ کبھی چین سے پھر وہ سویا جو کہ اک لمحات بھی اُس ماہ سے ہم خواب رہا
 خم کے خم ہی گئے اور ایک نہ توڑا شیشہ بارے ہم مستوں سے میخانے کا آداب رہا
 کیا ہی دم بند کیا میرا کہ کچھ مت پوچھو کوئی دم سینے میں جو یہ دل بیتاب رہا
 جس طرح کاسہِ ترکس میں گئے رہے شبنم یوں بھرا اشک سے یہ دیدہ پُر آب رہا
 تو بھی شاداب رہے دونوں جہاں میں ساقی عے کے پینے سے میں جیسا تری سیراب رہا

دل سے دنیا کے تعلق نہ چھٹے اے ممکن
 خاک میں ہی ملا یہ گوہرِ نایاب رہا

﴿107﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	الف-۶، م-۷، ن-۲، ب-۶ ایک	
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	ن-۲،	"کانسہ"
۴-	ر-۳۵،	"رہے"
۵-	ب-	شعر ندارد
۶-	ن-ب-ر-	شعر ندارد

﴿108﴾

مجھ سے وہ شوخ جو ہو پردہ نشیں بیٹھ رہا
واں طلسم آہ ہے کیا اٹھ کے جوئے آیا نہ یاں
انتظاریؔ کا لکھا خط میںؔ ہے میرے مضمون
تھ کو کیا کام مکاں سے ہے مجھ آزاد کے شیخ
چھوڑ اب دیو حرم شیخ جی میٹانے میں
پھر تو منزل کو نہ پہنچے گا دلا یاد رہے کئے
عیش درویش وہ کرتا ہے کہ منعم کو نہیں
شام کو غیر کے گھر میں جو گیا وہ ظالم
آرزد جس کو تھی آنے کی مکاں میں اپنے
ایک شب گھر میں رہا بسؔ یہ ترے خانہ خراب
منتظر رہنے کا خط میں تھا مرے ذکر ضرور

دل بھی روپوش مرا ہو کے کہیں بیٹھ رہا
جو گیا ہائے وہی زیر زمیں بیٹھ رہا
نامہ قاصد ہے یقین کھو کے کہیں بیٹھ رہاؔ
دل لگا آہ جہاں بس میں وہیں بیٹھ رہاؔ
کر کے برباد دھرم اور میں دیں بیٹھ رہاؔ
کارواں سے جو کبھی باز نہیں بیٹھ رہا
ساتھ جو صبر کے کھا تان جویں بیٹھ رہاؔ
منتظر در پہ سحر تک میں وہیں بیٹھ رہاؔ
بند کر در وہ مجھے دیکھ لکیں بیٹھ رہاؔ
گھر خراب اپنا وہ کر آہ کہیں بیٹھ رہاؔ
نامہ بر اس لیے خط کھول کے کہیں بیٹھ رہاؔ

جو ہے کعبے میں وہ نمکین ہے تیرے تکیے میں
خوب سمجھا کہ تو اے یار نہیںؔ بیٹھ رہاؔ

﴿108﴾	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب۔۴۷،	”جو آیا نہ وہ یہاں“
۲۔	ر۔۵۷،	”منتظر رہنے کا خط میں تھا مرے ذکر ضرور“
۳۔	ب۔۴۷،	”یہی“
۴۔	ر۔۵۷،	”نام ہر اس لئے خط کھو کے کہیں بیٹھ رہا“
۵۔	ر۔۵۷،	شعر ندارد
۶۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۷۔	ر۔۵۷،	”پھر وہ منزل پہ پہنچ ہی نہ سکا اپنی کبھی“
۸۔	ر۔	شعر ندارد
۹۔	ایضاً۔	
۱۰۔	ر۔ب۔	شعر ندارد
۱۱۔	ایضاً۔	
۱۲۔	م۔۹۰،	بس مرے
۱۳۔	م۔ب۔الف	شعر ندارد
۱۴۔	ب۔۳۸،	یہیں
۱۵۔	ر۔۵۷،	”تو نے یہ خوب کیا تو جو یہیں بیٹھ رہا“
۱۶۔	م۔۷۷،	ر۔۴۵، ن۔۲، ”یہی“

﴿109﴾

یہ کس کے واسطے دن بھر میں بے قرار رہا
یہ کس کے غم میں گزاری تمام عمر بھر
یہ کس کے جو رو جھٹا پر کیا قفل آہ
یہ کس کے ذوق میں رہتا ہوں اب میں دیوانہ
وہ کون ہے کہ مری چشم سے ہے پوشیدہ
وہ کون ہے کہ یہ سب اعتبار ہیں اُس کے
یہ کس کے وصل میں رہتا ہوں روز و شب خنداں
ہمیشہ کس کیؔ صفائی رہی مرے جیؔ میں
یہ ہے کون سی جس کا سرور ہے مجھ کو
تمام شب مجھے کس کا یہ انتظار رہا
یہ کس کے عشق میں مجھ کو نہ اختیار رہا
ہمیشہ کس کے لیے مجھ کو اضطراب رہا
وہ کس کے شوق میں دائم میں ہوشیار رہا
یہ کون ہے کہ جو آلاں آشکار رہاؔ
وہ کون ہے مجھے جس کا نہ اعتبار رہا
وہ کس کے ہجر میں دائم میں اٹکبار رہا
دام دل میں مرے کس سے یہ غبار رہاؔ
وہ کیا شراب تھی جس کا مجھے خمار رہاؔ
وہ کون مجھ سے خفا آج تک ہے اے غمگین
وہ کون آہ ہے جس کا کہ مجھ پہ پیار رہا

﴿109﴾ ش-ن-خ-ع-غزل ندارد			
۱۔	طبق ب ۴۴	الف ۴۳۔ بجبر	م۔ ۴۲ بحر
۲۔	ر۔	شعر ندارد	ر۔ ۵۹ بخیر
۳۔	م۔ ۴۲،	"سے"	شعر ندارد
۴۔	طبق م۔ ۴۲،	ب۔ ۴۴،	ا۔ ۴۳، "وہی"
۵۔	ر۔	شعر ندارد	
نسخہ "ز" میں اشعار کی ترتیب میں فرق ہے۔			
۶۔	ر۔ ب۔	شعر ندارد	

﴿110﴾

ہمدولہ خواب میں مجھ پاس جو وہ دوش رہا
 اور ہی اور لگا دیکھنے سننے کچھ کچھ
 نہ تو وہ دل ہی رہا اور نہ میں آہ رہا
 میری آگاہی گئی ہائے بدل غفلت سے
 گل خزاں ہو گئے اور آہ گئی فصل بہار
 شیخ کے جبہ و خرقہ کا خدا حافظ ہے
 میکشی ہو چکی تب اس نے مجھے یاد کیا
 صبح سے شام تک آہ نہ کچھ ہوش رہا
 پہلی وہ چٹم رہی اور نہ وہ گوش رہا
 شب کو اکٹھے لکھتے جو مجھ سے وہ ہم آغوش رہا
 اس قدر یاد میں میں اس کی فراموش رہا
 مجھ دوانے کو خروش اور ہے وہ جوش رہا
 خانقہ میں کوئی دن گر وہ قبا پوش رہا
 سے رہی شمشے میں جب تک میں فراموش رہا

چھوڑی دی سب نے مہ صوم میں سے اے غمگین

تو بھی تو آہ خرابات میں سے نوش رہا

﴿110﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف- ۳۱- م- ۶۸- ر- ۵۷- ب- ۳۱- ہمدولہ	
۲۔	ر- ۵۷،	اس طرح خواب میں وہ مجھ سے ہم آغوش رہا
۳۔	ب- ر-	شام سے صبح تک الٹا ہل نہ مجھے ہوش رہا
۴۔	الف- ۳۱- م- ۳۸- ب- ۳۱ ایک	شعر ندارد
۵۔	ب- ر-	شعر ندارد
۶۔	م- ۶۹،	”آہ“
۷۔	ر-	شعر ندارد
۸۔	الف- ۳۱- م- ۶۸ دیوانے	
۹۔	م- ۶۹،	”روپی“
۱۰۔	ر- ب-	شعر ندارد
۱۱۔	ر-	شعر ندارد
	ر- ۵۷،	”ختم جب سے ہوئی تب اس نے مجھے یاد کیا“

﴿111﴾

مرے گھر میں نہ کبھی آکے وہ مہمان رہا
 ہاں میاں بچ ہے کہ مجھ میں نہیں انسانیت
 وہ خفا زندگی اپنی سے رہا تا دم مرگ
 یاد مجھ کو نہ کیا اُس نے کبھی بھول کے آہ
 زندگی ہوتی ہے اُس روز مجھے آہ محال
 وصل کا ہم کو سردا کریں کس برتے پر
 گو میسر بھی ہے ملاقات ہوئی اس کی بھی
 میں نے جانا نہ سوا جس کے کسی کو یاروش
 مرتے مرتے بھی مجھے آہ یہ ارمان رہا
 جس نے چاہا تجھے کاہے کو وہ انسان رہا
 مہربان جس پہ تو اک؎ روز میری جان رہا
 دھیان جس کا کہ مجھے ہر دم و ہر آن رہا
 گھر میں اُس شوخ کے جس شب کسی امکان رہا
 اس سے جس کا کہ نہ وہ عہد نہ پیمان رہا
 مجھ کو کچھ ہوش نہ دل کو مرے اوسان رہا
 نام سے بھی وہ شکر مرے انجان رہا

وہ غزل غمگین نے لکھی ہے قوانی کو بدل
 سن کے خاموش جسے یہ دل نادان رہا

﴿111﴾ ر-ب-خ-ع، غزل ندارد		
۱۔ الف۔ ۵، ۶۔ م۔ ۷۔ ش۔ ۸۔ ن۔ ۹۔ ایک		
۲۔ ش۔ ن۔	شعر ندارد	
۳۔ ایضاً۔		
۴۔ ایضاً۔		
۵۔ ن۔ ۹	غمگین	
۶۔ ن۔ ش۔	ندارد	

﴿112﴾

غم اُس کے ہجر کا مرے یوں دل نہیں رہا خاتم کے سچ وصل ہو جیسے نکلیں رہا
 کوپے سے اُس کے جب میں چلا دل نے لے لیا اب آپ جائیں یاں سے مگر میں یہیں رہا
 اے ترک چشم تو نے یہ لوٹا کہ میرے پاس نے دل رہا نہ مال رہا اور نہ دیں رہا
 کافر کہیں گے اُس کو یہ سب شیخ و برہمن جس کو کہ تیرا عشق جہاں میں نہیں رہا
 قدموں پہ جس نے سر کو رکھا تیرے لاکھ بار اس پر بھی مجھ سے یار تو چیں بر جہیں رہا
 آیا نہ شب کو خواب میں وہ ماہ رو بھی
 نکلیں کو یہ خیال دم واپس رہا

﴿112﴾	م-ب-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	بر حاشیہ ش-۳۱،	
۲۔	بر حاشیہ ش-۳۱،	یوں
۳۔	ر-۶۲،	"جائیں یہاں سے آپ مگر میں یہیں رہا"
		"دل ہی رہا نہ مال رہا کچھ نہ دیں رہا"
۴۔	حاشیہ بر ش-۱،	۳، لکا
۵۔	-ایضاً-	خفگی کے ہاتھ سے تیرے پاؤں پر سر رکھا
۶۔	ر-	شعر ندارد

﴿113﴾

ہائے وحشت میں بھی صحرا نہ بیاباں میں رہا
یہ نشہ مجھ کو ہوا یار نہ پہنچا گھر تک
مر کے اے ہمدونؑ میں زندہ جاوید ہوا
تا سحر شام سے شبنم کے دوپٹے کا حجاب
جام کے دور میں یہ عمر بسر کی جس نے لگے
میں تو وحشت سے بیاباں میں عریاں پہنچا
ہوئی جمعیت خاطر نہ مجھ آشفۃ کو
نکلے اس عالم امکاں سے یہ واجب ہے تجھے
اُس کی صورت کا تصور تک یہ تعجب ہے کہ آہ
کس طرح دوستو اس دیدہ گریاں میں رہا

فارسی شعر بھلا مجھ سے ہو کیوں کر عملیں

میں نہ تو راں کو گیا اور نہ ایراں میں رہا

﴿113﴾	ش-ر-ن-خ-غ-	غزل ندارد
۱۔	۳۰، ۱۔	۳۹، ۴۔ ہمدون
۲۔	۳۹، ۴۔	جان
۳۔	ب۔	شعر ندارد
۴۔	۳۹، ۴۔	”میں“
۵۔	ب۔	شعر ندارد
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	۳۰، ۱۔	سیہ تعجب ہے تصور کہ آہ
۸۔	ب۔	شعر ندارد

﴿114﴾

قید ہستی میں تو نالاں آہ گلشن میں رہا
خوف ہے محشر میں وہ قاتل گریباں گیر ہو
اُس سے اتنا کوئی کہہ دینا کہ مرے دم تک
جان سے رکھتا تھا اُس کے ازبکہ میں صد لچند دوست
خاک جب تک یہ دل نالان ہو اُس کے عشق میں
اس کے کوچے کی گئی دل نہ کیفیت مگر
تو کسی فن میں نہ رہتا تا نہ اُس فن میں رہے
بن تری تائید اے ساقی یہ بحر معرفت
ہائے مدافسوں آجے ہی خزاں کے ہم صغیر
واسطے اُس کے ہے اے ہدم در جنت کشاد

مر گئے بر مثل قمری طوق گردن میں رہا
داغ خوں ہیماں میرا اس کے دامن میں رہا
تیرے چتون کا تصور ابس کے چتون میں رہا
جسم سے جب جاں نکلی وہ مرے تلے تن میں تھا
غفلہ اک نگہ حشر کا سا میرے دفن میں رہا
عالم وحشت میں میں ہر شہر اور بن میں رہا
وہ اسی فن میں رہے گا جو کہ جس فن میں رہا
کس طرح اس میرے دل سے چھوٹے برتن میں رہا
آشیاں مرغ چن کا بھی نہ گلشن میں رہا
حضرت دہلی میں جو پا پاک پشن میں رہا

دعویٰ میں تھا تعلق جس سے اے غمگین مجھے

وہ ہی بعد از مرگ بھی بس میرے دفن میں رہا

﴿114﴾	ر-ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد	میرے
۱۔	۵۳، م	۳۲، ا	میرے
۲۔	۵۳، م	چند صد	
۳۔	۵۳، م	الف، ۳۲،	ب، ۳۱، تیرے
۴۔	۵۳، م	الف، ۳۲،	ب، ۳۱، ایک
۵۔	ب۔	شعر ندارد	
۶۔	ابضاً۔		
۷۔	ب۔	شعر ندارد	
۸۔	۵۳، م	افسوس ہے اے	
۹۔	طبق ب، ۳۱،	نسخہ الف	"اے مہدم" نداد
۱۰۔	طبق م، ۵۲،	ب، ۳۱،	الف۔ شعر ندارد

﴿115﴾

ہجراں کے غم سے دم میں مرے دم نہیں رہا کس سے کہوں کہ اب کوئی ہم دم نہیں رہا
 جانے سے اُس کے دم میں مرے دم نہیں رہا جیسا کہ تھا میں پہلے وہ ہمدم نہیں رہا
 یاں تک تو روئے چاہ میں اُس کی کہ نام کو دیکھو ہماری آنکھ میں اب غم نہیں رہا
 عالم کی تیرے دیکھتے ہی دیکھتے بہار عالم کو دیکھتے ہیں کہ عالم نہیں رہا
 مجھ کو تو یاد کوئی نہیں وہ شب وصال جس شب کو آہ مجھ سے وہ برہم نہیں رہا
 ہا وصف ہجر ہے یہ تماشا کہ مجھ سے وہ کوئی جگہ نہیں ہے کہ باہم نہیں رہا
 تیرا ہی حسن ایسا ہے جس کو نہیں زوال ورنہ کسو پر ایک سا عالم نہیں رہا

جب سے کہ عشق کا ہمیں غمکین ہوا ہے غم
 تب سے کسی طرح کا ہمیں غم نہیں رہا

﴿115﴾ ش-ب-خ-ع- غزل ندارد

۱- ن-۵ء "چشم"

۲- ر- شعر ندارد

۳- ر- شعر ندارد

۴- ر-ن- شعر ندارد

۵- ن-۵ء تب کیے کسی طرح کا ہمیں غم نہیں رہا

نسخہ الف ص- ۵۰ کے حاشیے پر بھی اس غزل کے چار اشعار متن میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ درج ہیں ان کے اختلافات درج کر دیے۔ ایک شعر الگ تھا وہ درج کر کے نشان دہی کردی گئی ہے۔
 بر حاشیہ الف- ۵۰ ش- ۵

ہجراں کے غم سے دم میں میرے دم نہیں رہا کس سے کہوں کہ اب کوئی ہمدم نہیں رہا
 یہاں تک تو روئے چاہ میں تیری کہ نام کو پیارے ہماری آنکھ میں اب غم نہیں رہا

﴿116﴾

یوں دل میں وہ بے حجاب آیا جوں ابر میں آفتاب آیا
 بیدار ہو جیسے خفتہ اس طرح بیداری میں مجھ کو خواب آیا
 جو میں نے کیا سوال اُس کا واں سے بھی گئے وہی جواب آیا
 اُس کے ہی نصیب میں ہوئی عے گئے جو واں سے لیے شراب آیا
 تشنہ ہی گیا یہاں سے آخر جو واں سے جگر کباب آیا
 آیا ہوں خانقہ سے غمگین
 میخانہ سے جوں خراب آیا

﴿117﴾

بغل میں جام لیے ہاتھ میں شراب آیا الٹ سے جو خرابات کا خراب آیا
 وہ گھر میں شب کو مرے آگیا تو سب بولے نکل کہاں سے یکایک یہ آفتاب آیا
 اسے جو دیکھ کے غش آگیا مجھے ہدم چمڑکنے ہاتھ سے تو اپنے وہ گلاب آیا
 پڑے ہیں تب مجھے پینے ہی یار زہر کے گھونٹ پیے ہوئے مرے گھر جب کہ وہ شراب آیا
 شراب جس نے کہ پی اس کی بزم میں جا کر گھر اپنے واں سے وہ ہدم جگر کباب آیا
 پیام یاں سے گیا تھا جو اس کو آنے کا یہ کیا سبب ہے کہ اب تک نہ کچھ جواب آیا
 وہ گھر سے اٹھ کے یکایک ادھر نہ آتا ہو کہ بیٹھے بیٹھے مرے دل کو اضطراب آیا
 اسے یہ نہ کچھ کہہ کہ لن ترانی کا ذرا میں موسیٰ عمران کو خطاب آیا
 غزل اک اور بھی ایسی ہی تو سنا غمگین
 سخن میں تیرے ہمیں لطف بے حساب آیا

﴿116﴾	ش-ن-ر-ح-ع	غزل ندارد
۱۔	م-۷۵،	پندار جیسے
۳۔	م-۷۵،	بھی ندارد
۴۔	ب-۳۵،	اس کے ہی میں لیے ہوئے سے
﴿117﴾	ر-ش-ن-خ-	غزل ندارد
۱۔		نسخہ ب میں پہلے شعر کے علاوہ بقیہ اشعار اس سے اگلی غزل میں شامل ہیں۔
۲۔	الف-۲۶	کنیا
۳۔	م-	شعر ندارد
		حاشیہ بر الف

﴿118﴾

وہ بے حجاب ہے شب کو جو شراب آیا
 ہوا خراب بھی مجھ خانماں خراب کا گھر
 مدام میں نے کیا وصل کا سوال اس کے
 کہا یہ ہنس کے تری بھی عجب ہے روتی لاشکل
 جھکی ہے میرے قدم بوس کو فلک سے یہ شام
 شراب پینے سے کی مجھ سے رند نے توبہ
 خیال و وہم نہ کچھ دل میں جب رہے ہم نے
 تو آ کے خواب میں اس نے مجھے کیا بیدار
 ہوا میں شیخی سے آزاد جب کہ اے زاہد
 ق تو میرے واسطے ساقی لیے شراب آیا
 پلا کہ خوب مجھے میکدے میں پھر یہ کہا
 تو خانقاہ سے عملیں بہت خراب آیا

﴿118﴾ رش-خ-ن-ع- غزل ندارد
 ۲- ۴۲۰- بی رو
 ۳- ب- شعر ندارد

﴿119﴾

جب انہیں دیکھ غش مجھے آیا وہ گئے کہنے نفل یہ لایا
دیکھ دیوانہ مجھ کو سب نے کہا تجھ کو شاید پری کا ہے سایا
دل مجروح نے ٹمک داں کا بوسہ لینے میں کیا مزہ پایا
غیر سے ہنس کے تو نے اے مہ رو رات بھر خوب مجھ کو رلویا

کھا لیا غم نے ہم کو اے غمگین

ہم یہ سمجھتے تھے ہم نے غم کھایا

﴿120﴾

لے دل سے آہ تا بہ جگر سب جلا دیا ساتی شراب میں یہ مجھے کیا ہلا دیا
ہم میں کیا کہوں کہ ایک لہ اُنی کی یاد نے تھا جو پڑھا لکھا وہ مجھے سب بھلا دیا
کیا خاک تو جیسے گا کہ پتلا ہے خاک کا رو رو کے اس پہ تو نے بدن سب گھلا دیا
وہ بت خدا کرے کہ نہ مجھ پر ہو پھر خفا یاروں نے اب کی بار تو ہارے ملا دیا
شب کی سی خواب میں بھی نہیں دیکھی ہم نے پیتے ہی دو گلاس کے گویا سلا دیا
جیتے ہی جی یہاں بخدا دوزخ و بہشت ہم کو دمال و ہجر نے اُس کے دکھا دیا
کیا جانے کیا پڑی ہے یہ خوشی نے رات کو بے وجہ بیٹھے بیٹھے مرا دل دکھا دیا
پوچھا تھا ہائے ہنسنے کو پر شن کے میرا حال رو رو کے اس نے آنکھوں کو اپنی سجا دیا

کل شب کو بے قراری میں غمگین کی آہ نے

لے کر زمیں سے تا بفلک بل ہلا دیا

﴿119﴾ م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ش- شعر ندارد

﴿120﴾ ش-ن-ع- غزل ندارد

۱- الف- ۲۰ م- ۳۲ ب- ۱۹ ایک

۲- ر-ب-خ- شعر ندارد

۳- ایضاً۔

۳- ایضاً۔

۵- ر-ب- شعر ندارد

۶- ر-ب-خ- شعر ندارد

۷- ر-خ- شعر ندارد

۸- ر-خ- شعر ندارد

﴿121﴾

بتوں کو جس نے کہ یہ حسن اور جمال دیا
جہاں کو دولتِ دنیا فلک نے دی لیکن
مدام جس میں سے پیدا ہو غم کے اے شہ حسن
یہ لے لطفِ اشک ہمارا تھا نورِ عین اے چشم
یہ چشم مست تری دیکھ کے گرا تھا میں
نہ ٹھہرا آہ کا شعلہ کل گیا دل سے
یہ جوشِ عشق نے ٹھکیں اے اہالِ دیا

﴿122﴾

مرے میاں نے اک لے قلم یہ ایجاد کیا
جو فراموش کہ تھکے کو نہیں کرتا اک دم
اس سوا کچھ نہ کہا تو نے یہاں آیا کر
عذابیوں کو کیا تو نے گرفتارِ نفس
ہال و پر توڑِ نفس سے مجھے آزاد کیا
بھول کر بھی نہ کہی تو نے اُسے یاد کیا
گر کبھی حق میں مرے اُس نے کچھ ارشاد کیا
فصلِ گل میں یہ ستم کا ہے لے کو میاں کیا
مجھ کو تارِ مگر یہ افسوس رہے گا ظالم
اپنے ٹھکیں کا نہ دل تو نے کبھی شاد کیا

﴿121﴾	م-ن-ع-	غزل ندارد،
۱۔	ش-۱-	دولت و دنیا
۲۔	ر-۶۳،	تو
۳۔	خ-۳-	شعر ندارد
۴۔	ر-۶۳،	نہ
۵۔	ر-۶۳،	ش-۱- کر
۶۔	خ-۱۱۰،	اسے
۷۔	الف-۳۸،	سنیہال
۸۔	نسخہ ش کے آب رسیدہ ہونے کے سبب آدھا مصرع ناخوانا ہے۔	
۹۔	نسخہ "ب" میں لفظ "یہ جوش" ندارد	

﴿122﴾	م-ب-ن-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	ر-۶۳،	جو فراموش کہ مجھ-----اک
۲۔	ر-۶۳،	مفت میں
۳۔	ش-	شعر ندارد

﴿123﴾

اُس کی باتوں پر اعتماد کیا
اور بڑھتی گئی دوئی اُس سے
ایک کافر سے دل لگا ہم نے
کہیں بگڑی ہے ساقیا خم سے
اُس نے بس ایک بات پر مجھ سے
سچ تو یہ ہے دلا کہ تو نے عشق
تب حقیقت کھلی ہمیں اپنی
وہی غازی ہے اے مسلمانو
مذہب عشق خوب مذہب ہے
ایک سے لاکھ لاکھ سے ہے ایک
اس جنوں نے دماغ میں میرے

یوں ہی تا صبح دل کو شاد کیا
میں نے جوں جوں سے کہ اتحاد کیا
جان و ایماں عبث بباد کیا
جو مرے خون نے فساد کیا
رات بھر جھگڑا اور فساد کیا
قیس و فرہاد سے زیاد کیا
شغل جب مبداء و معاد کیا
جس نے نفس اپنے سے جہاد کیا
جو مذاہب میں اجتہاد کیا
لاکھ کو ہم نے جب احاد کیا
موسم گل میں پھر فساد کیا

ابھی بیٹھا تھا میں خوشی تمکین
بھول کھائی جو اُس کو یاد کیا

-
- ﴿123﴾ د-ب-خ-ع- غزل ندارد
- اس غزل کا پہلا اور آخری شعر "نسخہ ش" کے صفحہ ۱۲ پر بھی درج ہے۔
- | | | |
|-----|----------|-------------------------------------|
| ۱۔ | ش-۱۲، | بات پر اُس کی اعتماد کیا |
| ۲۔ | م-۳، | نہ گئی دل سے غیریت اُس کی |
| ۳۔ | ا-۳۱، | جو جو ر-۳۵، میں نے ہر چند اتحاد کیا |
| ۴۔ | ش-ر- | شعر ندارد |
| ۵۔ | ش- | شعر ندارد |
| ۶۔ | الف-م-ر- | شعر ندارد |
| ۷۔ | الف-م-ر- | شعر ندارد |
| ۸۔ | ر- | شعر ندارد |
| ۹۔ | -ایضاً- | |
| ۱۰۔ | ر-۳۵، | مذہبوں میں جو اجتہاد کیا |
| ۱۱۔ | م-ر- | شعر ندارد |
| | | شعر پر حاشیہ الف-۳ |
| ۱۲۔ | م-ر- | شعر ندارد |

﴿124﴾

اُس کے وعدے پر اعتبار کیا ہائے پھر شب کو انتظار کیا
 تو جو بے اختیار ہے اے دل عشق کیوں تو نے اختیار کیا
 یار سب اُس کے ہو گئے اغیار جس نے اُس بے وفا کو یار کیا
 تیرے مے پینے اور پلانے نے مجھے کل شب سے ہوشیار کیا
 پھر لگا وہ لگاؤئیں کرنے پھر مرے دل کو بے قرار کیا
 داغ ہے میر کو نہ آیا وہ میں نے گو دل کو لالہ زار کیا
 بے توقع ہوئے بس اُس سے ہم اُس نے جس بات کا اقرار کیا
 گور کے پھر وہ ہمکنار ہوا اُس کو جس نے کہ ہمکنار کیا
 کبھی دیکھا نہ چلتے آہستہ اُس نے اس کو سے جب گزار کیا
 وصل جس سے محال ہے ہم کیوں اُسے ہائے ہم نے یار کیا
 جان سے میں گزر گیا ہم پر نہ اُس نے یہاں گزار کیا
 رات کی اُس شراب و عیش نے آہ دن بھر آخر مجھے خمار کیا

لکھ غزل اور قافیے میں آہ
 ہمیں ممکن ہے بے قرار کیا

﴿124﴾	ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	و-۳۳،	ترمے
۲-	حاشیہ الف-۳۳،	
۳-	ر-	شعر ندارد
۴-	ش-	شعر ندارد
۵-	ر-ش-	شعر ندارد
۶-	ش-ر-	شعر ندارد
۷-	م-۳،	میں نے جانا کبھی نہ یہ ہوگی
۸-	ش-ن-ر	شعر ندارد
۹-	بر حاشیہ الف-۳۳،	
۱۰-	ر-	شعر ندارد
۱۱-	ش-ر-ن-	شعر ندارد
۱۲-	ر-ش-	شعر ندارد
۱۳-	ر-ش-	شعر ندارد

﴿125﴾

دشِ عشق میں کیا میں نے وہ اے یار کیا
دردِ رومی پر جو یہ افزود کیا جسی درد
عمر آگاہی میں کیوں کھوئی یہ اس غفلت سے
جو سزا تو دے سزاوار ہوں میں اس کا ہی
اس خرابات کی جاروب کشی نے ساقی
لا تعین کی عبادت میں تعین ہے شرک
جبر فرمائی کیا اس سے زیادہ ہو اور
دردِ اک جرم کو محتاج تھے بیٹھنے میں
خطِ سبز اپنا میرے زخمِ جگر کی خاطر
جھ کیا آپ نے جو مرہم رنگار کیا

قطِ معشوق جہاں میں ہے مگر اے غمگین

یار جو تو نے وہ مشہور ستکار کیا

﴿125﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد	
۱۔	طبق-م-۴۷۰ء	الفظ "میں"	ندارد
۲۔	طبق-م-۴۷۰ء	۱۔۴۸۰ء یار	
۳۔	طبق-م-۴۷۰ء	ب-۴۷۰ء	۱۔۴۸۰ء بیتخانہ
۴۔	ب-	شعر ندارد	

﴿126﴾

کیا نظر سے ہے کرانا مرا منظور کیا
 زلفِ مشکیں کو کیا چہرہ رخشاں پہ دراز
 اس دل زار کو اے شوخ سنگر تو نے
 مرے نزدیک کے رہنے میں وہ کیا قہر درد
 جام بھر بھر کے اگر پینے تھے یوں غیر کے ساتھ
 غم نے جب پائی جگہ دل میں تو رفتہ رفتہ
 عشق کے میں ہائے جوانوں کے مجھے دیکھ کے ہر
 ہجر میں غم نہ رہا ہے کے نشے کا ہم کو
 اپنی جو مست نگہ سے مجھے مخمور کیا
 روز روشن کو مرے کیوں شب و بکور کیا
 یہاں تک رنج دیے آہ کہ و بکور کیا
 تو نے قدموں سے جو اے یار مجھے دور کیا
 میرا کس واسطے یہ شیشہ دل چور کیا
 نیشن دے دے کے اسے خانہ زہور کیا
 زور سے ہی طور سے پھر سر میں مرے شور کیا
 دھیان میں ہم نے ترے دل کو یہ سرور کیا

نہ ملا دل مجھے غمکین نہ ملا گھر اس کا
 کو تلاش آہ بہت اپنی بمقدور کیا

﴿126﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب۔	شعر ندارد
۲۔	ایضاً۔	
۳۔	ایضاً۔	
۴۔	۲۰-م	لے
۵۔	۲۰-م	الف-۱۳-ن-۷ روز
۶۔	ب۔	شعر ندارد
۷۔	ن-ب	شعر ندارد
۸۔	ن-۸	نہ ملا دل مجھے غمکین نہ ملایا یار کا گھر
۹۔	ن-۸	تلاش

﴿127﴾

نہ روز عید بھی قربان کا خیال کیا غرض کہ اس نے مجھے بن چھری حلال کیا
 وہ خاک پر نہیں رکھتا مری قدم ایسے کہ تا نہ کہوے کوئی اس کو پامال کیا
 نہ یاد توبہ رہی دیکھ شکل ساقی کی پھر اس سے سے کا اسی طرح سے سوال کیا
 ہوئی نہ دلوں جہاں پر جو مجھ سے اس سے صلح تو میں نے قضیہ دل و جاں پر انفصال کیا
 دم آہ مجھ میں نہ رنج ریا سے تھا ساقی شراب نے تری ہارے ذرا بحال کیا
 ادا ہوا نہ ترا شکر مجھ سے یک سرمو ہر ایک اپنا ذہاں میں گئے ہاں ہال کیا
 پہنچ وہ منزل مقصود کو گیا سالک دلیل راہ کہ جس نے ترا جمال کیا
 سوائے وہم نہ آیا نظر جہاں میں کچھ بغور ہمدرد ہم نے بہت خیال کیا
 پائی شیخ کو ساقی تمام رات شراب مرے منم نے خدا کی قسم کمال کیا
 کہا کسی نے کہ آیا نہ شب کو کیوں غمگین
 تو آپ بولے کہ کل اس نے انتقال کیا

﴿127﴾	ش-و-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	م-۵۱،	عرض
۲-	ب-	شعر ندارد
۳-	م-	کیا
۴-	الف-۳۱،	بتکرار میں نے
۵-	ب-	شعر ندارد
۶-	الف-۳۱-م-۵۱	ہمدرد
۷-	ب-	شعر ندارد

﴿128﴾

روویں نہ تو اب اُس کے پرستار کریں کیا
 ایسی نہیں بیتابی دل جو کہ رکیں وہاں
 مے کا نہ نشہ اور وہ گل اپنے نہ ہمراہ
 وہاں جا نہیں سکتے ہیں گھر اپنے ہی میں ہم
 جاویں تو کہاں جائیں بتا تو ہی ٹھکانا
 کس طرح نہ بیزار ہوں ہم جان سے اپنی
 بن دیکھے لکھتا نہیں دم ہجر میں ہم
 اُس کوچے میں ہم اور سنیں لوگوں کی باتیں
 وا چشم وہ کرتا نہیں پیار کریں کیا
 گر بند ہے در پھاندیں گے دیوار کریں کیا
 ہم ہمدون سیر گل و گلزار کریں کیا
 مے پی کے پڑے رہتے ہیں سرشار کریں کیا
 گر آئیں نہ تجھ پاس تو اے یار کریں کیا
 صورت سے ہماری ہے وہ بیزار کریں کیا
 مرنا بھی ہے جزا وصل کے دشوار کریں کیا
 دل قابو میں اپنے نہیں ناچار کریں کیا

کہتے ہیں طیب اس کی دوا اپنے نہیں پاس
 غمگین کو تو ہے اور ہی آزار ملے کریں کیا

﴿128﴾	ر-ن-ب-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف-۲۳ م-۳۷	ہمدون
۲۔	م-۳۷	بن
۳۔	الف-۲۳	ازار

﴿129﴾

جب قدم رنج نہ کمر میں میری جاناں نے کیا
 ہو گئی مجھ کو پریشانی میں جمعیتِ دل
 حشر کے دن جو نہ ہوگا شبِ ہجراں نے کیا
 جو کسی سے نہ ہوا اور نہ ہوگا ہدم
 گلِ زرکس کو رہا دیکھ کے وہ بھی حیران
 کارِ کند سے گو تو نے ذبح کیا ہے اسے
 حشر کے دن یہ شکی سے نہ لئے کرے گا خورشید
 گردشِ چشم سے دیکھ اس کی مجھے سرگرداں
 کوئی کافر بھی مسلمان سے کرے وہ نہ سلوک
 حشر کے دن جو نہ ہوگا شبِ ہجراں نے کیا
 جو کسی سے نہ ہوا اور نہ ہوگا ہدم
 گلِ زرکس کو رہا دیکھ کے وہ بھی حیران
 کارِ کند سے گو تو نے ذبح کیا ہے اسے
 حشر کے دن یہ شکی سے نہ لئے کرے گا خورشید
 گردشِ چشم سے دیکھ اس کی مجھے سرگرداں
 کوئی کافر بھی مسلمان سے کرے وہ نہ سلوک

ایک دم دل سے نہ غمکس کے کبھی تو بھولا

یارِ شرمندہ اسے اس ترے احساں نے کیا

﴿129﴾ ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔ ۵، ۵	یہ
۲۔ حاشیہ ۱، ۱، ۱	حاشیہ پر یہ شعر دوبار نقل کیا گیا ہے۔
۳۔ ۵	شعر ندارد
۴۔ ۱، ۱، ۱	کیا ذبح
۵۔ ۵، ۵	نہ کسی سے یہ
۵، ۵	یہ
۶۔ ۵	شعر ندارد
۷۔ ۱، ۱، ۱	مجھ پہ جو جو رستم شبِ ترے ہے دریاں نے کیا
۸۔ ۲	شعر ندارد

﴿130﴾

جب سے وہ ہرزہ گرد تھا ہو ادھر گیا
 کی اس کی عمر نے نہ وفا اب کہتے ہیں وہ
 مدت میں ہائے اس کوٹے چڑھی تھی شراب پر
 ہدم ابھی جو ہو گئی دھندلی سے چاندنی
 دشمن کے وہ نصیب نہ ہوئے دوستو کبھی
 اُس دن سے میں نے آج تک پھر نہ آہ کی
 تب سے خبر نہیں کہ مرا دل کدھر گیا
 جب تک کہ میں وفا کروں پہلے ہی مر گیا
 موقع ہو جب تک وہ نشہ ہی اتر گیا
 شاید وہ اپنی بام پہ رشک قرمیا
 جو جو کہ اس کے عشق میں مجھ پر گذر گیا
 جس دن سے میری آہ کا ہدم اثر گیا
 نمکین خبر ملی نہ کبھی اس کی پھر مجھے
 جو شخص میرے یار کی لینے خبر گیا

﴿130﴾ ش-و-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	طریق م-۲۲،	الف۔	گدھر
۲۔	ن-۵	کھیں	آج
۳۔	ن-۵	ب۔	شعر ندارد
۴۔	ن-۵	ہود	شعر ندارد
۵۔	ن-۵		
۶۔	ن-		

﴿131﴾

وہ مہاں جو ہائے میرے گھر سے کل گیا آتے ہی یاد آج کلیچا نکل گیا
 کوچے میں اُس کے شب کو نئے میں شراب کے پھلے تھے پاؤں گھر میں سنبھل گیا
 پروانے اور شمع کو کل رات دیکھ کر ایسا کہا کچھ اُس نے کہ جی میرا جل گیا
 دل اور یار دونوں ہیں نادان کیا کروں سمجھایا میں نے اس کو تو پھر وہ چل گیا
 باوصف وصل اب کہو تدبیر کیا کروں گے اس ہجر کے مرض کا نہ ہم سے خلل گیا
 رہنے کا تیرے مجھ کو پھر وسا نہیں دلا جو آج یہاں سے تو نہ گیا یار کل گیا
 غصے کے بعد بس کے وہ کہنے لگے مجھے کچھ خیر تھی تری جو میرا جی بہل گیا

معلوم ورنہ ہوتی تجھے قدر عافیت

غمکیں تو سامنے سے میرے خوب ٹل گیا

﴿131﴾	ر-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۱۱،	کلیچا
۲۔	حاشیہ ش-۱۱،	ہسلا تھا باتوں
۳۔	ن-۹،	پھسلا تھا باتوں میرا مگر میں سنبھل گیا
۴۔	م-۱۳،	کریں
۵۔	ن-ش-	شعر ندارد
۶۔	م-ش-	شعر ندارد
۷۔	ش-۱۲،	تھی خیر تیری باتوں جو میں بہل گیا
	ن-۹،	تھی خیر تیری باتوں میں جو سنبھل گیا

﴿132﴾

دو عالم سے گذر کر اُس کے کو میں جو گیا گول نہ پہنچا اُس تلک پر کام اُس کا ہو گیا
قیس اور فرہاد سے بھی اس کا رتبہ ہے بڑا عشق میں معشوق کے جو جان اپنی کھو گیا
میری حالت پر سمجھا تو نہ ہرگز سنگدل حال دل میرا سنا جس شخص نے سو رو گیا
ناقوانی سے نہ طاقت جب رہی فریاد کی
تب کہا مسائے نے شاید کہ تمکین سو گیا

﴿133﴾

شب کو گلے لپٹ کے مرے وہ جو سو گیا کیا کیا کہوں میں تم سے کہ کیا کیا نہ ہو گیا
واللہ پھر ملا نہ مجھے اب تلک سراغ دل اُس منم کے کوچے میں اے یار جو گیا
لایا وہ اپنا گوبر مقصود ہاتھ میں اس بحر بے خودی میں جو غرقاب ہو گیا
حاصل نہ گو ہوا مجھے کچھ اور ترک میں دنیا کے غمخیز سے بھلا چھوٹ تو گیا
شرہ ہے اُس کو روز جزا وصل یار کا جو کعبہ دل میں ختم محبت کا ہو گیا
اپنی بھی مجھ کو آہ نہ تمکین رہی خبر
ایسا کچھ اُس کو دیکھ کے مدہوش ہو گیا

﴿132﴾ م-ن-ر-ب-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ نسخہ ش-۳ میں عام طور پر گ پر ایک مرکز لگایا گیا ہے مگر یہاں ”گو“ پر دو مرکز لگائے گئے ہیں۔

﴿133﴾ م-ن-ر-ب-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ بر حاشیہ-ش-۸ ”پایانہ ہم نے کچھ اثر آثار اس کا آہ

مصراع ثانی دولکھے ہیں ایک نو اور شعر کا مصراع ثانی ہے اور دوسرا مصراع ہے۔

”کوچے میں محبوب کے میری جان جو گیا“

۲۔ الف-۳۹ ش-۸ مخمسہ

﴿134﴾

کارخانہ زہرا و تقویٰ کا وہ اتر ہو گیا چھوڑ کر صوفی گری غمگین قلندر ہو گیا
 اب کہاں جاوے گا کہ باہر اس سے جا سکتا نہیں تیرے دیوانے کو صحرائے عدم گھر ہو گیا
 دل کے جز جز مجھ کو اب کرنے لگے لانا جس کو دیکھا وہ ہی اس عالم میں دلبر ہو گیا
 روز میں دیتا ہوں تقدیر ازل کا یاں حساب میرے حق میں ہائے یہ عالم ہی شمعشیر ہو گیا
 معرفت کا ذات کے غمگین سبب ہے یہ ظہور
 احدیت کا عالم ناسوت مظہر ہو گیا

﴿134﴾ ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد		
۱۔ طبق ب-۳۹۰،	الف-۳۷۰	م-۷۹۰،	رند و تقویٰ
۲۔ ر-۶۲۰،	جائے		
۳۔ ر-۶۲۰،	"جس کو بھی دیکھا وہی عالم میں دلبر ہو گیا"		
۴۔ ر-۶۲۰،	"تیرے دیوانے کو صحرائے عدم گھر ہو گیا"		
۵۔ ر-۶۲۰،	ب-۳۹۰،	"بھی"	
۶۔ ر-۶۲۰،	معرفت کا ذات کی غمگین سبب ہے یہ ظہور		

﴿135﴾

اُس کے کوسے میں گیا میں سولا پھر آیا نہ گیا میں نے کہاں آپ کو ڈھونڈا تو میں پایا نہ گیا
 کم ہوا دل مرے پہلو سے کہ پایا نہ گیا شاید اُس کو چے میں جا اس سے پھر آیا نہ گیا
 دم بخود ہو کے موا جس نے کی نزاکت کے سبب آہ و نالہ بھی مجھے اس کو سنایا نہ گیا
 اُس نے اک گئے روز میں سو بار دلایا مجھ کو مجھ سے پرک اس بہت خوش خو کو ہنسیا نہ گیا

بعد اک عمر کے کیا تجھ سے کہوں اے تمکین

حال دل اُس نے جو پوچھا تو سنایا نہ گیا

﴿135﴾	۲-ن-ب-ع-	غزل ندارد
۱	۶۱-ر	تو
۲	۶۱-ر	خ-۱۱۱- "نئے" ندارد
۳	۱۱۱-خ	اس
۴	۵۰-الف	ایک
۵	۱۱-ش	"اُس نے جب جاہا وہیں مجھ کو دیا آہ رُلا"
۶	۶۱-ر	"مجھ سے لیکن بہت خوش خو-----"
۷	۱۱۱-خ	مثالیا

ب

﴿136﴾

رہتا ہے پاس تیرے شب و روز یار اب کیوں بے قرار ہے تو دل بے قرار اب
 ساقی تری نگاہ کے مدھوش ہیں تمام اس سے کدے میں کوئی نہیں ہوشیار اب
 جس کا کہ منتظر ہے اسے جانتا ہے تو کس کا پھر اے ولا ہے بتا انتظار اب
 اس گل بدن کے ساتھ ہی رہتا ہے غیر آہ دامن سے گل کے چھوٹے یہ کس طرح خار اب
 قدرت نہیں ہے بات بھی کرنے کی یار سے مضطر ہے اس قدر دل پر اضطراب اب
 دست جنون و خار بیاباں کے ہاتھ سے دامن و جیب نہ رہا ایک تار اب

ایسا تو کس کے عشق میں بے اختیار ہے
 غمگین تجھے نہیں جو کچھ اختیار اب

﴿136﴾ م-ش-ن-ب-ر-ع- غزل ندارد

۱۔ خ-۱۱۲، "دامن و جیب میں نہ"

﴿137﴾

پے سے تو نہیں ہوتا ہے کچھ خراب شراب
تھی زبان سے دے ہے تجھے جواب شراب
تک ہوں سے کٹو بد نام مجھ کو مت کچھ
یہ عرض کرتی ہے بادیدہ پُر آب شراب
ہوں شراب کی دل میں ہے شعلہ زن لیکن
جگر کو کرتی ہے تجھ بن مرے کہاں شراب
لگائی منہ سے مرے رشک گل نے جوں بوتل
تمام ہو گئے دوہیں گل ۵ و گلاب شراب
پے کے بنے ہے نہ اب اور ۶ بن پے ساقی
بغیر اُس کے یہ ہے ہر طرح ۷ عذاب شراب
اسی نے آہ کیا ہم سے یار کو محبوب
یہی اٹھاتی ہے اب پردہ نقاب شراب
کہاں وہ ہم ہیں کہاں وہ شراب کا عالم
نئے میں چاہیے گریاں بہت رہے میکش
کیا نہ کام نظر نے نئے کے عالم میں
کہاں وہ ہم ہیں کہاں وہ شراب کا عالم
نئے میں چاہیے گریاں بہت رہے میکش
کیا نہ کام نظر نے نئے کے عالم میں

خدا کے واسطے دن کو پیا نہ کر غمگین

وگرنہ تجھ کو کرے گی بہت خراب شراب

﴿137﴾ ش-خ-ع-	غزل ندارد	۱
نسخہ "ر" میں مطلع یوں ہے	تو جس زبان سے کہے گا کہ ہے خراب شراب	
	اسی زبان سے دے گی تجھے جواب شراب	
۲-ر	شعر ندارد	۲
۳-ط	طبق م-۸۳، الف-۵۳ ہوس نہ	۳
۴-ر	شعر ندارد	۴
۵-ن	گل گلاب	۵
۶-م	شعر ندارد	۶
۷-ن	پے بنے ہیں مجھے اور نہ بن پے ساقی	۷
۸-ر	لفظ "اور" ندارد	۸
۹-ر	یار	۹
۱۰-ا	طرطرح	۱۰
۱۱-ر	شعر ندارد	۱۱
۱۲-ر	کہاں وہ وقت کہ ہر دم تھا نشے کا عالم	۱۲
	کہاں یہ وقت کہ اب ہے خیال و خواب شراب	
۱۳-ر	شعر ندارد	۱۳
۱۴-ایضاً		۱۴

﴿138﴾

نہ پی ہے ہم نے نہ پیوں گے ایسی یار شراب
تمام شب مجھے گزری ہے آہ غم کھاتے
سوائے رنج کے مجھ کو ہوا کبھی نہ سرور
خدا کے واسطے تو آج مت پلا ساقی
بہار میں بھی نہیں وہ بہار دیوانو
بہت پلائی جو میں نے تو وہ لگے کہنے
خدا کے واسطے دے مجھ کو اک جدی بوتل
ہوئی ہے دشمن جاں میری ہجر کے غم میں
نصہارے سے کشو غفلت کے آہ ہنسنے پر
نسیم صبح کی کچھ اور بو ہے دو دن سے
شمار یار کے نہ روز شمار ہو جس کا
پلائی جیسی کہ غمگین نے بے شمار شراب
یہ زمانہ نہیں ساقیا نہار شراب
تمہاری بزم میں پی میں نے چند بار شراب
کرے گی ہجر میں یہ اور بے قرار شراب
بہار جو کہ دکھاتی ہے بے بہار شراب
وہ بات ہونی نہیں تو پلا ہزار شراب
نہ دے گلاس میں ساقی یہ دور دار شراب
وگرنہ ہوتی تھی ہر غم میں غمگسار شراب
ہر ایک جام پر روتی ہے زار زار شراب
چمن میں شب کو نہ پیتا ہو وہ نگار شراب
پلائی پیر مغاں نے وہ لے بے شمار شراب

بدل کے قافیہ لکھ اور اک غزل غمگین

مگر ردیف رہے اس کی یہی یار شراب

﴿138﴾	ش۔و۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ن۔۱۳،	پلائی غمگین نے جیسی کہ بے شمار شراب
۲۔	۲۔۸۰،	ہو
۳۔	ب۔	شعر ندارد
۴۔	ایضاً۔	
۵۔	ن۔۱۳،	ہیں
۶۔	۲۔۸۱،	روی
۷۔	ن۔۱۳،	غمگین
۸۔	ایضاً۔	یہ

﴿139﴾

نہ شب کو پی نہ پلا مجھ کو میری جان شراب
 نکالوں اپنے میں پھر دل کی حسرتیں کیا کیا
 عجب تے نصیب، ہیں تیرے کہ تو نہیں پیتا
 ہزار بات ہے اپنا ہے اور بیگانہ ہے
 رہے کدر نہ تیرے دل میں اس لیے تھ کو
 تیز شرط ہے ساقی نشے کے عالم میں
 نشہ اترنے نہ پاوے کہے ہے یہ ساقی
 کیا اسی نے اظہار گنج مخفی کو
 نشہ میں یار سوا سوچتا نہیں کچھ اور
 کہیں کرے نہ تجھے مجھ سے بدگمان شراب
 جو پی لے ہائے میرا شب کو مہمان شراب
 کرے ہے بوڑھے کو اے شیخ نوجوان شراب
 بہت پیا نہ کرو دن کو مہراں شراب
 میں اپنی پلکوں سے دیتا ہوں چھان چھان شراب
 دگر نہ کچھ پینے کو پیتا ہے اک جہان شراب
 چڑھی ہی رہوے تجھے ایک ایک آن شراب
 کرے ہے بر نہاں کو یہ بھی عیان شراب
 یہ چشم دل کی ہے ہدم لگا ہاں شراب
 یہ قافیہ نہ ہو ایسی غزل تو لکھ غمگین
 ولے ردیف سے جاوے نہ میری جان شراب

﴿139﴾ ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱- ۱۴-ن	اس
۲- ۱۴-ن	جو بھی لے شب کو کبھی میرا میہمان شراب
۳- طبق-۸۳-م	
۴- الف-۵۳	عجیب
۵- ر-ب-	شعر ندارد
۶- ر-ب-	شعر ندارد
۷- ر-ن-ب-	شعر ندارد
۸- ر-۶۵	ہزار
۹- ن-	شعر ندارد
۱۰- ر-ب-ن-	شعر ندارد
۱۱- ر-ن-	شعر ندارد
۱۲- ۱۳-ن	غمگین
۱۳- ر-	شعر ندارد
۱۴- ر-۶۵	ردیف میں رہے قائم مگر نشان شراب

﴿140﴾

تم بچہ غیر کی مجلس میں شراب کیوں نہ دل میرا ہو جل بھن کے کباب
میرے گھر میں اُس کو جو لاوے کبھی عشق تو ایسا نہیں خانہ خراب
وہ جواب خط جو اب لکھتے نہیں صاف یہ معلوم ہوتا ہے جواب
ایک عالم پہ ہے روشن مثلِ ماہ اس کے جلوے کا ہے وزہ آفتابؔ

وہ ہمیشہ سے ہے محرم آپ کا
اپنے غمگین سے نہ کیجیے کچھ حجاب

﴿140﴾ م-ش-ن-ب-ع- شزل ندارد
۱- خ-۱۱۲۰ کیوں نہ ہو دل میرا جل بھن کے کباب
۲- حاشیہ ہر الف-۵۵

﴿141﴾

لی نہ شب کو خرابات میں بھی ہائے شراب
عجب بزم میں کرتا ہے ہم سے وہ تقریر
ہمارے رونے سے جتنے اٹھے ہیں یاں طوفان
رہے وہ پردہ نشیں ایک شب یہاں پنہاں
الہی ہجر میں بھی ہو رقیب کے نہ نصیب
عوض شراب کے دل دے چکے تھے ساقی
قسم خدا کی کہ کچھ کما کے سو رہوں اس شب
شراب یہ نہیں زاہد وصالؔ خواہاں کی
ترا جہان سے جو بن ہی کچھ نرالا ہے
رہے ہے محو تبسم ترے نمکداں کالا
خدا کرے کہ ہو اس مختب کا خانہ خراب
سکوتؔ کر نہیں سکتے نہ دے سکیںؔ ہیں جواب
جو عمر لوح ہو تو کر سکے نہ کوئی حساب
سبب کرے کوئی ایساؔ سبب الاسباب
رہوں ہوں وصل میں میں اس کے جس قدر بے تاب
ہزارؔ شکر کہ نپٹا یہیں حساب و کتاب کے
جو آئے ہجر میں تیرے مجھے خیال خوابؔ
ہوا ہے شوق میں رز کا دل اور زہرہ آبؔ
نہ مغرس ہے نہ پیری ہے اور نہ عہد شباب
ہمارے دھیان میں داعیؔ نہیں فلک کو وجودؔ
بدلؔ کے قافیہ لکھ اور ایک غزل غمگین
کریں ہیں شعر ترے عاشقوں کو مست و خراب

﴿141﴾	ر-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۸۴-۴	عجب
۲۔	۱۳-۵	کہ کر سکتے ہیں سکوت اور نہ دے سکے ہیں جواب
۳۔	۸۴-۴	سکے
۴۔	۱۳-۵	اب
۵۔	۱۳-۵	اس کے میں جس قدر بے تاب
۶۔	۱۳-۵	خدا کا شکر
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	۱۳-۵	سزا ہے وصل میں گر حشر تک رہوں بیدار کہ آگیا تھا تیرے ہجر میں خیال خواب
۹۔	ب-	شعر ندارد
۱۰۔	۱۳-۵	خیال
۱۱۔	ب-۵-	شعر ندارد
۱۲۔	۱۳-۵	ترا نرالا یہ جو بن ہے اس زمانے سے
۱۳۔	۱۳-۵	سے
۱۴۔	۱۳-۵	غمگین
۱۵۔	ب-	شعر ندارد
۱۶۔	۵-	شعر ندارد

﴿142﴾

دلا ہوئی تجھے پینے کی کب سے خوئے شرابؔ
 ہوا ہے چشم خور خشک اشک سے ساقؔ
 اس اپنے ظرف کے پتہ مت کر تو دختؔ رز کی ہوس
 ہوا ہے شوق نہایت نماز روزے کا
 شراب کی مجھے آتی ہے زلف یار سے بو
 تلاش یہ نہ کسی کو ہو دین و دنیا کی
 تمہارے شیخ جی اس نعرہ ریائی سے
 بُری نہیں کوئی گنتی جہان میں صورت
 بغل میں دابے جو رکھتا ہے تو سیوئے شرابؔ
 مگر گلاس میں دیکھا ہے اُس نے روئے شرابؔ
 نہ کھو برائے خدا شیخ آبروئے شرابؔ
 سنی بہشت میں جب تکے سے ہے میں نے جوئے شرابؔ
 دماغ میں مرے ایسی بھری ہے بوئے شرابؔ
 رہی ہے جیسے میرے دل کو جتوئے شرابؔ
 پسند ہے مجھے مستوں کی ہاؤ ہوئے شرابؔ
 نظر پڑا مرے جب سے رُبِخ کوئے شرابؔ

شراب ایسی رہتی ہے بدن میں ٹنگیں کے
 کہ اب پسینے سے آتی ہے اس کے بوئے شرابؔ

﴿142﴾ ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔ ۶۵۰	عجیب شان سے دل کو ہوئی ہے خوئے شراب
۲۔ ۶۵۰	بغل میں لے ہوئے پھرتا ہے سبوئے شراب
۳۔	شعر ندارد
۴۔ ۵۰۰	طرف
۵۔ ۸۱	دختر
۶۔	شعر ندارد
۷۔ ۱۱۱	جیسے ہی
۸۔ ۸۱	خوئے
۹۔ ب-س-خ-	شعر ندارد
۱۰۔	شعر ندارد
۱۱۔	شعر ندارد
۱۲۔	شعر ندارد
۱۳۔ ۶۵۰	پسینے میں بھی اب آتی ہے اس کے بوئے شراب

﴿143﴾

تمکین میں تلوین کی کچھ بات نہیں اب
 حالات میرے مجھ میں ہی کم ہو گئے آخر
 کچھ اور ہی دکھائی لگا دینے ہمیں واں
 سے کا وہ نشر اب ہے نہ وہ کشف و کرامت
 منصف ہو ذرا دل میں تو اے شیخ کہ تجھ کو
 رکھنا ہے تجھے صبح کو رمضان ہے بکے روزہ
 کس شغل میں مشغول ہے بتلا مجھے اے دل
 زاہد مرے کانوں میں تو ان رعدوں کی واللہ

بہات کہ وہ شمع وہ طامات نہیں اب
 جو پہلے تھی حیرت ہے وہ حالات نہیں اب
 کیا جائیں کہ وہ ہائے خرابات نہیں اب
 تھی جیسی کرامت وہ کرامات نہیں اب
 خاموشی میں کیا حرف و حکایات نہیں اب
 سے پی سحری کو نہ بہت رات نہیں اب
 جو شب کو دعا صبح مناجات نہیں اب
 سب حمد و ثنا ہے یہ خرافات نہیں اب

پڑھ اور غزل شب کو کہا اس نے کہ تمکین

ہر روز میری تجھ سے ملاقات نہیں اب

﴿143﴾	ن-ش-	غزل ندارد
۱-	طبق-م-۸۶	
ب-۵۲	الف-۵۳	تمکین
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	طبق-م-۸۶	
۴-	الف-۵۳	کشف کرامت
۵-	ر-ب-	شعر ندارد
۶-	ب-۵۳	مجھے
۷-	ر-۶۶	کا
۸-	طبق-م-۸۶	
ب-۵۳	الف-۵۳	نہ کو
۹-	ر-	شعر ندارد

﴿144﴾

مخفل میں بھی وہ چھپ کے اشارات نہیں اب
 میں جا کے وہاں کیا کروں کن آنکھوں سے دیکھوں
 پھر دن سے ہم آئیں گے کہا اس نے مجھے چھوڑ
 صحبت کی مری کہتے ہیں پھر اس کو ہے خواہش
 کس بات پہ جاؤں کہ وہاں بزم میں اس کی
 بہلاؤں جو دل اپنے کو اس کوچے میں جا کر
 سے خواری وہ کیا شب کی کہیں چھوڑ دی تم نے
 کس طرح سے احوال کو اپنے کریں معلوم
 سے خواری نہ شورش ہے نہ وہ مستی ہے انوس
 جانے کی وہاں اپنے کوئی بات نہیں اب
 آنکھوں میں بھی وہ اس کے عنایات نہیں اب
 رستے میں کوئی دیکھ نہ لے رات نہیں اب
 ہر چند کہ مدت سے ملاقات نہیں اب
 ہونٹوں میں بھی وہ حرف و حکایات نہیں اب
 طاقت مرے پاؤں میں یہ بیہات نہیں اب
 اے شیخ جی جو کشف و کرامات نہیں اب
 اک نگہ دم کی بھی فرصت ہمیں دن رات نہیں اب
 اے ساقی یہ مسجد ہے خرابات نہیں اب
 صحبت میں تیری جڑے شمع و معشوق کے بس اور
 غمگین ہمیں کچھ وہم و خیالات نہیں اب

غزل ندارد نسخہ رضا میں ان اشعار کو اس سے پچھلی غزل کے دوسرے حصے کے طور پر لکھا گیا ہے۔ درمیان میں چند نقطے لگا دیے گئے ہیں۔	﴿144﴾ ن-ش-خ-ع-	
شعر ندارد	ر-	۱-
شعر ندارد	ر-ب-	۲-
شعر ندارد	ر-	۳-
۸۶، ۵۳، ایک	۵۵، ۱-	۴-
مئے معشوق	۶۶، ر-	۵-

﴿145﴾

جان ہماری ہے بلب بجر میں اس کے آہ اب
 مجھ پہ رہے ہے کیوں غضب میں ہوں غلام تیرا یار
 میرے بھی گھر میں ایک شب آن کے رہ تو مہ جیں
 یارو بتاؤ ایسا ڈھب جس سے مجھے ہو وصل یار
 اس کو تو جانتے ہیں سب تھ پہ فدا ہے میرا دل
 مجھ کو جو تیری ہے طلب اس لئے بھاکتا ہے تو
 بجر میں اس کے آہ اب جان ہماری ہے بلب
 میں ہوں غلام تیرا یار مجھ پہ رہے ہے کیوں غضب
 آن کے رہ تو مہ جیں میرے بھی گھر میں ایک شب
 جس سے مجھے ہو وصل یار یارو بتاؤ ایسا ڈھب
 تھ پہ فدا ہے میرا دل اس کو تو جانتے ہیں سب
 اس لیے بھاکتا ہے تو مجھ کو جو ہے تیری ہے طلب

غمگیں کو کیوں نہ ہو طرب جبکہ صنم بغل میں ہو
 جبکہ صنم بغل میں ہو غمگیں کو کیوں نہ ہو طرب

﴿146﴾

اب پاس سلاتا ہے وہ رو مجھے ہر شب
 مت دل کو پھنسا اپنے وہ گو زلف ہے ٹھکیں
 اس اسم کی تحصیل تجھے شرط ہے سن رکھ
 ناصح تیری ہم نے عقل کے قائل ہوں اگر تو
 یہ فیمل ہیں بول کو ذرا منہ سے لگا کر
 تقریر یہ اب اور کہیں کیجیے جا کر
 جاگا کہیں کم بخت میرے بخت کا کوب
 اے شیخ تیری ریش بھی ہے عذر اہب
 جو اسم کہ اسموں سے ہے یار تیرا رب
 آجائے وہ ڈھب میں ہمیں شہتا دے کوئی ڈھب
 تم گالیاں دے بیٹھے ہو لوگوں کو جب تب
 کافر ہو ترے وعدے پہ کہ ہو جس کو یقین اب

غمگیں نہیں سے نوشی یہ بے وجہ یقین جان
 وہ جام کو پینے میں لگتا جو نہیں لب

غزل ندارد	م-ر-ب-ن-ش-خ-ع-	﴿145﴾
غزل ندارد	ش-ر-ب-خ-ع-	﴿146﴾
"بھی" ندارد	۸۲-۴	۱
جو اسم کہ اے یار تیرے اسم کا ہے رب	۱۱-۵	۲
ناصر میں تری عقل کا قائل ہوں اگر تو	۱۱-۵	۳
"ہم" ندارد	۸۲-۴	۴
مے	۱۱-۵	۵
بیٹھے	۴-	۶
کا	۱۱-۵	۷
مے پینے کا ہے وجہ نہیں طور یہ غمگیں	۱۱-۵	۸

﴿147﴾

کہا میں نے ہے تیرا قامت غضب تو مجھ پر ہوا وہ قیامت غضب
 کہوں کیا میں ہدم کہ اُس بات سے وہ شب سے ہے مجھ پر بہ خدت غضب
 مری جان بس وقت کے وقت پر یہ ہے تیری نگرار و حجت غضب
 دوا تو نہ کر میرے آزار کی مرے حق میں ہے یار صحت! غضبؑ
 عدو کی نہیں اُس کو کچھ احتیاج جسے آہ اُس سے ہے الفت غضبؑ

کسی کا پڑے منہ میں ان کے نہ نام
 بلا کی ہے غمگین یہ خلقت غضب

﴿147﴾	م۔ب۔ر۔ش۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	طبی۔خ۔۱۱۲	
	الف۔۵۶	صحبت
۲۔	حاشیہ برالف۔۵۶	
	خ۔	شعر ندارد
۳۔	خ۔	شعر ندارد
	بر حاشیہ الف۔۵۶	

﴿148﴾

وہ اور کیا ہے دو عالم سوا اسے مرغوبؑ
صفائی خانہ دل کی تجھےؑ ہے مگر منظور
ہمیشہ دیکھے ہے گریاں وہ بد گماں مجھ کو
کرے ہے آہ پریشاں بشر کو حبؑ ازل
کریں گے تو کیا کریں ہدم کہ وصل کا اس سے
کسی کے عیب پر اے دل کبھی نہ رکھو نظر
قیامت آہ لگے ہے یہ تیرے منہ سے بھلا
یہ قہر ہے کہ جو وہ بے حجاب ہوتا ہے
نہ دلؑ یہ طالب دنیا نہ اس کو دیں مطلوب
تو چاہیے کہ سحر و شام کرے تو جاروب
مگر کہے ہے تری چشم پر ہے کیوں آشوبؑ
ہر ایک چیز جہاں کی زبکہ ہے محبوبؑ
کچھ اب ہمیں نظر آتا نہیں ہے طور اسلوب
کہ اعتراض ہے صنعت پہؑ اس کی حد معیوبؑ
پھر ایک بار ذرا کہ لے وا چھڑے کیا خوبؑ
تو میں ہوا وہیں جاتا ہوں خود بخود محبوبؑ

بتوں کے عشق میں غمکیں ہے صاف دیوانہ
قسم خدا کی نہ سالک ہے یہ نہ کچھ مجذوبؑ

غزل ندارد	ن-ش-ع-	﴿148﴾
میں آخر اور دو عالم میں کیا اسے مرغوب	ر-۶۶،	۱
میں	ر-۶۶،	۲
جو ہو تجھے منظور	ر-۶۶،	۳
شعر ندارد	خ-ر-ب-	۴
جب	م-۸۵،	۵
شعر ندارد	خ-ر-ب-	۶
کیا	خ-۱۱۲،	۷
شعر ندارد	ر-ب-	۸
کہ اعتراض کو قدرت سمجھتی ہے معیوب	ر-۶۶،	۹
پر	ب-۵۲،	۱۰
شعر ندارد	خ-	۱۱
شعر ندارد	ب-ر-خ-	۱۲
کبھی وہ پردہ نشین ہے حجاب ہوتا ہے	ر-۶۶،	۱۳
تو بے حجابی سے اس کی میں ہوتا ہوں محبوب		
شعر ندارد	ر-	۱۴

﴿149﴾

تمہاری کچھ نہیں تفسیر ہیں یہ میرے نصیب
کہوں میں حال دل اُس تند خو سے کیونکر آہ
ظہور شیخ جی ہے سب بطون کے تالچ
تمام تے عمر کی محنت میں اب کہیں ہدم
تجھے کہیں نہ ہو تشخیص سے یہ بیماری
یہ علم اپنے کو معروف کر حبیب میں یار
عجیب حال کیا مجھ غریب کا اُس نے
نہ جائے کبھی نزدیک اس کے دوست سمجھ
ذرا تو آن کے اب دیکھ اے مسح لفس
کہ میرا دل ہی ہوا ہے اب اپنا آپ رقیب
نہ دل ہی باندھے ہے وہ ڈھارس نہ باری دے ہے جیب
کرے ہے کام وہ نائب کہ جو کہے ہے فیب
لگا ہوں رہنے میں اس شوخ کے قریب قریب
خدا کے واسطے میری نہ نبض دیکھ طیب
کہ کب رہے نہ محبت رہوے اور نہ رہوے حبیب
اثر ہے عشق میں اے دوستو عجیب و غریب
جو شکل اپنی بنا لے کبھی حبیب مہیب
علاج سے مرے عاجز ہوئے ہیں سارے طیب
دماغ غمگیں کا ہے آسمان ہضم پر
اگرچہ گردش افلاک سے ملے ہوا ہے غریب

﴿149﴾	ش-رب-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبی-ن-۱۲	الف-۵۲-م-۸۲ نہ دل ہی باندھے ڈھارس نہ باری دے ہے حبیب
۲۔	۱۳-ن	سب ہے
۳۔	۸۳-م	تمام عمر محنت کی میں اب کہیں ہدم
۴۔	ن-	شعر ندارد
۵۔	-ایضاً-	
۶۔	ایضاً	
۷۔	-ایضاً-	
۸۔	م-	شعر ندارد
	حاشیہ الف-۵۳	
۹۔	م-۸۳	دماغ و وہی فلک پر ترا ہے اے غمگیں
۱۰۔	م-۸۳	ن-۱۳ "نئے کیا"

پ

﴿150﴾

کبھی پاس گیا میرے آتے ہیں آپ تو حد سے زیادہ ستاتے ہیں آپ
 دم سرد بھر بھر کسی کے لیے بھلا کیوں مرا دل جلاتے ہیں آپ
 چھری کو نہیں پاتے اُس وقت کیا مجھے آہ جس وقت پاتے ہیں آپ
 نہیں رہتی تل کے بھی رکھنے کی جا جب اس چشمِ دل میں ساتے ہیں آپ
 کسی دن تو یہ بھید مجھ پر کھلے کہاں شب کو چپ چپ کے جاتے ہیں آپ
 خدا خیر رکھے کہ اُس بت کے پاس بہت اب شِ دلا آتے جاتے ہیں آپ
 سلاتے ہیں کیوں شب کو پھر اپنے ساتھ سحر اٹھ کے جو منہ چھپاتے ہیں آپ
 سنا تھا جو نہ کانوں سے جو میں نے آہ وہ آنکھوں سے مجھ کو دکھاتے ہیں آپ
 مرے دل میں یہ آتشِ عشق آہ لگاتے ہیں کیوں جو بجھاتے ہیں آپ
 بھلا آپ اور چھوڑ دیں غیر کو دیوانا مجھے کیوں بناتے ہیں آپ

اسی نے جلایا ہے تمگیں کا دل

غزل دوسری کیوں سناتے ہیں آپ

﴿150﴾ ش-ح-ع-	غزل ندارد
۱۔ ۶۶،	میں نے جو
۲۔	شعر ندارد
۳۔	شعر ندارد
۴۔	شعر ندارد
۵۔ ۱۳،	اے
۶۔	شعر ندارد
۷۔	شعر ندارد
۸۔ م-ن-ب-	میں یہ شعر اس سے اگلی غزل میں شامل ہے نسخہ الف میں اسی غزل میں شامل ہوئے کے سبب اسے اگلی غزل میں شامل نہیں کیا گیا
۹۔ م-ن-ر-ب-	شعر ندارد
۱۰۔ م-۸۸،	ب-۵۴، کو آہ

﴿151﴾

نئی طرح سے اب ستاتے ہیں آپ
مجھے یاد دہانے وہ دلاتے ہیں آپ
شب وصل میں شمع ساں مجھ کو آہ
لڑاتے ہیں غیروں سے محفل میں آنکھ
نئے میں سرشار الفت کے میں
اُسے حضرت دل بہ فرمائیے
مجھے بات کا آپ کی ہے یقین
پہلے بے وجہ ہر شب نہیں سیر باغ

بلائے ہیں مجھ کو نہ آتے ہیں آپ
کہ جو یاد ہے سب بھلاتے ہیں آپ
جلاتے ہناتے دلاتے ہیں آپ
جو دیکھوں تو آنکھیں چراتے ہیں آپ
شراب اور اُس پر پلاتے ہیں آپ
روحانے ہیں کیوں جو مناتے ہیں آپ
ختم کیوں مرے سر کی کھاتے ہیں آپ
کوئی تازہ گل اب کھلاتے ہیں آپ

بھلا اُس نے کیا خُم کو دیکھا نہیں
کہ غمگین سے یوں منہ چھپاتے ہیں آپ

غزل ندارد	ش۔	﴿151﴾
شعر ندارد	ع۔	۱۔
آنا	م۔ ۸۸۰ء	۲۔
وہ	ع۔ ۱۰۷۰ء	۳۔
میں	خ۔ ۱۱۳۰ء	۴۔
شب وصل کیوں صورت شمع بزم	ر۔ ۶۷۰ء	۵۔
شعر ندارد	ع۔	۶۔
شعر ندارد	ع۔ ز۔	۷۔
محفل میں غیروں سے آنکھ	ن۔ ۱۳۰ء	۸۔
شعر ندارد	خ۔ ز۔ ع۔	۹۔
شعر ندارد	ر۔ ع۔	۱۰۔
شعر ندارد	ر۔ ع۔	۱۱۔
جو	ر۔ ۶۷۰ء	۱۲۔
شعر ندارد	ع۔	۱۳۔

﴿152﴾

مجھے اپنے گھر کیوں بلاتے ہیں آپ بلا کر تو شب بھر رلاتے ہیں آپ
 جسے ایک لفظ ہنساتے ہیں آپ اسے عمر بھر تک رلاتے ہیں آپ
 مجھے ہجر کے کم ہیں کیا درد و غم کہ اب وصل میں بھی کڑھاتے ہیں آپ
 میں ہر چند ہوں آپ کے ناپسند لیکن مجھے دل سے بھاتے ہیں آپ
 نہیں دل کے دکھنے کا کچھ دکھ مجھے
 یہ کیا میرا دل دکھاتے ہیں آپ

غزل ندارد،

﴿152﴾ ش-ب-م-ن-خ-ع

حاشیہ الف- ۵۶

۲ نسخہ "ز" میں یہ شعر پچھلی غزل میں شامل ہے۔

﴿154﴾

جیسا میں پاس اُن کے رہا کل تمام رات
اس کی گلی میں مثل صحابہؓ کی آہ کے
محرم گلے میں اس کے وہ لعل کی دیکھ کر
پوری ہوئی نہ خواہش دل میری وصل میں
اس شمع رو کی لوٹے میں نہ کچھ پوچھ آہ یار
زعاں میں کچھ خیال جو مجنوں کا آگیا
میں مگر چاندنی کی رہا سیر میں وہ ماہ
کل کل سے اس کی ایک تو بے کل ہوں میں دلا
بے اختیار منہ پہ ترے ماہ چار وہ
رنگت وہ اس کی چھاتی کی آئی جو شب کو یاد
یہ چھیڑتا ہے خواب میں الفتا ہوں چونک چونک
آتے ہی ان کے پاس میں بے بیضا جو بزم میں
وہ مانگ کر گلاس جو شب سو گئے تو میں

کس مہ کی یاد میں مجھے تمگیں تو یہ بتا
منہ پر پڑا رہا لئے کل تمام رات

﴿154﴾ رش-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	م۔ ۹۰،	صحابی
۲۔	ن۔ ۱۳	کی تو
۳۔	ب۔	شعر ندارد
۴۔	ایضاً۔	
۵۔	طبیق ن۔ ۱۳ م۔ ۹۱ ب۔ ۵۶	
	الف۔ ۵۸	منہ پتیمی
۶۔	طبیق ن۔ ۱۳	
	الف۔ ۵۸ م۔ ۹۰ ب۔ ۵۵	چھیڑتا
۷۔	م۔ ۹۱،	”میں“ ندارد

﴿155﴾

وصل کی کیا ہے بھلا ہومو۔ کچھ رات میں رات
 بھولنے کا نہیں تا روز قیامت ہرگز
 یہ دعا حضرت باری سے مری ہے ساقی
 مریٰ شطرنج سے زچ ہو کے پچا خوب رقیب
 کیوں کہی میں نے مری ہائے یہ کیا تھی شامت
 لطف کچھ میں نے اٹھایا نہ شب وصل میں آہ
 جو کہ کٹ جاتی ہے بس بات کی اک بات میں رات
 لطف تھا ہائے غضب اُس کی ملاقات میں رات
 تجھ سے اک دم نہ جدا ہوں کبھی برسات میں رات
 فرق رکھا ہی نہ تھا میں نے اسے مات میں رات
 جو خفا مجھ سے ہوا یار وہ اک بات میں رات
 صرف تا صبح رہا اُس کی مدارات میں رات
 اپنے احوال کی غمکیں تو غزل اور بھی لکھ
 پر تو جس جس کہ رہا یار ہو حالات میں رات

﴿155﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	۹۱-م	میر
۲-	۲-	شعر ندارد
۳-	۱۵-ن	ہر رہا ہووے تو اے یار جس حالات میں رات

﴿156﴾

یہ مزہ دل لگے کو ملا اُس کی ملاقات میں رات
 اک نہ اک روز چڑھے گا ہی تو آخر ڈھب پر
 بزمؔ میں شب کو کسی پر نہ کھلا بید مرا
 پی کے سے حال بہت شیخ جی شب کو کھیلے
 ہووے جس میں کہ ملاقات مری اُس مہ سے
 دن کو پھر اُس سے ملاقات بھی ہوگی کہ نہیں

کہ محریک رہے ہم دونو اُسی بات میں رات
 میں بھی رہتا ہوں لگا یار تری گھات میں رات
 قہر یہ اُس نے کیا یار اشارات میں راتؔ
 شبہ باقی نہ رہا ان کی کرامات میں رات
 اے فلک ایسی بھی ہے اس ترے دن رات میں رات
 میری گزری ہے اسی وہم و خیالات میں رات

صبح میں ہونے ہی دیتا نہ کبھی اے غمگین
 کیا کروں زلف نہ تھی اُس کی مرے ہات میں رات

﴿156﴾	ر-ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۵	دیکھو
۲۔	ن-۱۵	بھید محفل میں کسی پر نہ کھلا اس کا میرا
۳۔	ب-	شعر ندارد

﴿157﴾

رہی یہ وصل میں کل اُس کی بے قراری رات
 وہ درد و رنج شب ہجر کے گئے ہم بھول
 مقدمہ وہیں اُس روز کا رہا ہدم
 تمام شب مجھ اٹھتے ہی بیٹھتے گزری
 یقین ہے شام تک آتا ہے وہ گھر میرے
 بلایا مجھ کو کہا آئیں گے وہ درباں نے
 شراب خوب پلایا کیا وہ غیروں کو
 کہا تب اُس نے وہیں جام اپنے ہاتھ سے رکھ
 کہ یاد ہجر کی آئی وہ پیاری پیاری رات
 مگر نہ بھولیں گے یہ وصل کی یہ تمہاری رات
 نہ ہوئی ہائے میرے اُس کی رو بکاری رات
 عجب قلق سے ہوئی ہائے بے قراری رات
 کہ حد سے مجھ کو زیادہ تھی اضطراری رات
 انہیں تو وہاں رہی یہاں مجھ کو انتظاری رات
 جب آئی دور کی محفل میں میری باری رات
 اب اور کوئی ہو ساقی پڑی ہے ساری رات

اسی زمیں میں غزل ایک اور لکھ چمکیں

کہ تا اسی سے کٹے ہجر کی یہ بھاری رات

﴿157﴾	ن-ش-ر-ع-	غزل ندارد
۱-	خ-۱۱۳	وہی اسی
۲-	خ-۱۱۴	ہوئی نہ
۳-	ب-	شعر ندارد
۴-	خ-	شعر ندارد
۵-	م-۹۶	آتا ہے
	خ-۱۱۴	آتا ہی ہو
۶-	ب-	شعر ندارد
۷-	م-۹۶	اضطراری
	خ-۱۱۴	بیقراری
۸-	ب-خ-	شعر ندارد

﴿158﴾

نہ پوچھلے وصل میں جیسی کئی ہماری رات
 خبر نہ مجھ کو ہوئی صبح کب ہوئی کب شام
 سیاہ پوشی سے معلوم اس کی ہوتا ہے
 بٹھا کے شام سے در پر سحر وہ پوچھے ہے
 یہ دن پہاڑ ہوا مجھ کو وعدہ شب پر
 اُسے جو خواب میں دیکھا تو آہ چونک اٹھا
 ظہور میں ہے بطون اس طرح سے پوشیدہ
 مشاہدہ ہے جس میں ایک سا وہ دیکھیں ہیں
 شراب کا ہی رکھا شغل صبح تک غمگین
 غرض کہ ہجر میں ہر کیف سے گزاری رات

﴿158﴾ ش-ر-ن-ح-ع- غزل ندارد

۱۔	ب-۵۹	پوچھو
۲۔	ایضاً۔	جیسے
۳۔	ب۔	شعر ندارد
۵۔	م-۹۶	دکھتی ہے
۴۔	ب۔	شعر ندارد
۶۔	ایضاً	
۷۔	بہاں "تاری" قافیے کی وجہ سے لایا گیا ہے لیکن "تاری رات سے مراد تاروں بھری رات ہے	
۵۔	۱-۶۲	ب-۵۹
۶۔	م-۹۷	لفظ "سے" ندارد

﴿159﴾

تصور میں جو ہم رکھتے ہیں اپنے یار سے محبت
کہیں آپک بھی اے عالم کہ تیری انتظاری میں
مجھے ڈر ہے مسلمانوں کو تو عے کش نہ کر ڈالے
سوا اُس شوخ کی الفت کہ وہ ہی یار مولس ہے
کیا آخر خراب افسوس مجھ وحشی کو مجنوں نے
رہی ہے بزم میں اُس بت کی مرے دل کو جمعیت
عہٹ بیزار ہے اے گل بدن تو میری محبت سے
اکیلا ہو تو وہ ڈھب پرستے چڑھے اے ہمدونگ میرے

تو خالی ہائے وہ ہوتی نہیں اغیار سے محبت
کہاں تک آہ رکھوں میں درودیوار سے محبت
خدا کو مان مت رکھ شیخ مجھ سے خوار سے محبت
نہیں رکھتا ہوں میں بے کس کسی غنوار سے محبت
نہیں لایق دیوانے کو رکھے ہوشیار سے محبت
پریشاں ہو نہ رکھے سجدہ گر زقار سے محبت
نہ ہوگی حشر تک موقوف گل کی خار سے محبت
رہے ہے روز و شب اُس شوخ کو دوچار سے محبت

کیا اُس چشم مستانہ نے آخر مست اے تمکین

یہ سچ ہے آہ کچھ ابھی نہیں سرشار سے محبت

﴿159﴾ ر ن ش خ ع غزل ندارد

۱۔	م-۹۵	وہ پھر
۲۔	ایضاً	یار مولس
۳۔	م-۹۵	برہی چہڑا
۴۔	الف-۶۱ م-۹۵	ہمدون

﴿160﴾

نہیں ہے مجنوں کو کچھ مجھ خراب سے نسبت
تمام عمر جلا اور اب تک ہے خام
یہ خرقة تحت کی شب شیخ جی رکھو گے رہن
جو عقل تم کو ہے ہدم تو چرخ اخضر کو
ہوائے عقل ہے گر سر میں تو ہمیں بتلا
یہ کس سے ہائے لکھایا ہے اُس نے خط قاصد
ثوابؑ روز جزا کو مثال ذرہ کے
جو عمرؑ بھر کوئی سودے تو میں نہ دوں ہرگز
نشہؑ سے اُس کے جوانو بہت رہو ہوشیار
کہیں تو تند نہ ہو گل بدن مجھے ہے یہ خوف

بھلا دھتورے کو کیا ہے شراب سے نسبتؑ
ہمارے دل کو نہ دے گے تو کہاب سے نسبت
جو دخت رز کی ہوئی اس جناب سے نسبتؑ
بھلا بتاؤ تو کیا ہے جناب میں نسبتؑ
کہ کیا فلک کو ہے ہدم جناب سے نسبتؑ
کہ میرے خط کی نہیں کچھ جواب سے نسبتؑ
نہیں ہے ہجر کی شب کے ثلث عذاب سے نسبت
اس اپنے طالع خفتہ کی خوب سے نسبتؑ
کسی نشے کو نہیں ہے جناب سے نسبتؑ
ترے سینے کو گر دوں گلاب سے نسبتؑ

بہت سی سیر دواوین ہم نے کی تمکین
مگر اسد کے نہیں انتخاب سے نسبت

﴿160﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۸۹-۴	لفظ "کچھ" ندارد
۲۔	ر-ب-	شعر ندارد
۳۔	۶۷-۴	خام ہے اب تک
۴۔	۶۷-۴	دو تم
۵۔	ر-	شعر ندارد
۶۔	بر حاشیہ الف-۵۷	
۷۔	ب-م	شعر ندارد
۸۔	ن-ر-	شعر ندارد
۹۔	ن-ر-ب-	شعر ندارد
۱۰۔	۶۷-۴	عذاب
۱۱۔	۶۷-۴	کو
۱۲۔	۸۹-۴	جو پھر کوئی
۱۳۔	ن-ر-	شعر ندارد
۱۴۔	۸۹-۴	نشہ کے لئے
۱۵۔	ن-ب-ر-	شعر ندارد

﴿161﴾

پہنچی ہے جان لب پر اور مرگ کی ہے نوبت
 اے آفتاب عالم بن دیکھے تیرے مجھ میں
 اے شاہ حسن تیرے اس عشق کی بدولت
 اب مہر کی نہیں ہے اک لڑہ آہ طاقت
 اور لب ہیں آب حیاں خط ہے بجائے ظلمت
 ابرو کے کھینچنے کی قاتل نہیں ہے حاجت
 قامت نہیں ہے تیرا ہے آہ یک لڑ قیامت
 جو کچھ کہ ان بتوں میں دیکھی خدا کی قدرت
 کرتا عبث ہے واعظ تو اس قدر نصیحت
 گو رندوست ہیں ہم بخشے گا ہم کو خالق

چاہ ذقن میں تیرے اے یوسف زمانہ
 عمکیں کا دل ہوا ہے آخر غریق رحمت

﴿161﴾ م-ب-ر-ن- غزل ندارد

۱- حاشیہ برالف - ۶۰ ش- ۱۳ ایک

۲- ش- ۱۳ ایک

﴿162﴾

کہا خدا سے نہ کیوں واعظا یہ روز الست
 ہر ایک کا ہے خرابات میں طریق جدا
 نماز شب میں تجھے زاہدا اٹھے جب لطف
 عجب ہے لطف نئے کا شراب میں اُس کی
 رہا نئے میں میرا صرف اک سٹے دماغ بلند
 نہ میں ہوں وحشی نہ مجنوں نہ آہ دیوانہ
 کہ خلق کر نہ خرابات لے اور بادہ نہ مست
 کوئی پرستش بت میں ہے کوئی بادہ پرست
 کہ میکدے میں کوئی دن ہو میری تیری نشست کا
 جسے لے کہ پہنچی ہے ہر مغال سے دست بہ دست
 وگرنہ سب ہوئے عے خوار پیٹے پیٹے پست لگے
 پھروں ہوں کس کے لیے ناحق خراب دشت بہ دشت
 نماز روزہ نہ ہوگا درست اے غمگین
 نہ آئے جب تک اے یار تیرے دل کو کھست لے

﴿162﴾	ر-ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبع م۔ ۹۳ / خ۔ ۱۲۳	
	الف۔ ۶۰	خرافات
۲۔	خ۔ ۱۱۲	کہ جیسے
۳۔	الف ۶۰	م ۹۳ ایک
۴۔	ب-خ-	شعر ندارد
۵۔	حاشیہ الف	میں صرف ایک مصرع لکھا گیا ہے۔
	”یہ باب عشق ہو کس طرح ختم اے غمگین“	
۶۔	ب-م-	شعر ندارد

﴿163﴾

ہر گز نہیں دل مبور اے دوست تو بخش مرا قصور اے دوست
غائب ہے تو گو ہزار مجھ سے پر میں ہوں ترے حضور اے دوست
مجھ سے بچہ آزمایئے ہے تو بھی جوان زور اے دوست
آیا نہ تیرے خیال میں گاہ میرا ہی ہے یہ قصور اے دوست
جس دل میں ہو عشق کا تیرے زور جس سر میں ترا ہو شور اے دوست
آتا نہیں اس کے مبر نزدیک عقل اور نگہ رہے ہے دور اے دوست

تمکین تجھے مبر ہے یہ مت پوچھ
عاشق ہے کہیں مبور اے دوست

﴿164﴾

نزدیک ہوں تجھ سے دور اے دوست غائب ہوں ترے حضور اے دوست
ہر وادی ہے مجھ کو امن اے یار ہر سنگ ہے کوہ طور اے دوست
ہوں تیری ہوا میں ذرہ ذرہ کر مہر ذراٹا ظہور اے دوست
زندہ ہوں اگر ہوں تیرے نزدیک مردہ ہوں میں تجھ سے دور اے دوست
مُد ہے عے عشق و سنگ غم سے گو شیشہ دل ہے چور اے دوست
ہو جاتی ہیں اس کی نگہ چار آنکھیں کر دیکھ لے تجھ کو کورا اے دوست

اب اور غزل میں کچھ کہے حال
تمکین کو ہوا ضرور اے دوست

﴿163﴾	ر-ب-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	خ-	شعر ندارد
۲-	ن-	یہ ہے۔
۳-	خ-	شعر ندارد
۴-	ن-۱۵	اور عقل
۵-	خ-	شعر ندارد
﴿164﴾	ب-ر-ش-	غزل ندارد
۲-	ن-۱۳	"ہر جا مجھے امن کا ہے وادی" / نسخہ خ میں یہ شعر اگلی غزل میں شامل ہے۔
۳-	م-۹۱	ذرا
۴-	نسخہ خ-۱۱۳	میں یہ شعر اگلی غزل میں شامل ہے۔
۵-	ن-۱۳	سے
۶-	نسخہ خ-۱۱۳	میں یہ شعر اگلی غزل میں شامل ہے۔

﴿165﴾

بس ہے ہم مستوں کے بعدے کو خرابات کی خشت
واعظا چھوڑوں کہے تیرے سے کیونکر میں شراب
میں وہ وحشی ہوں کہ صورت ہی سے کچھ نفرت ہے
کیوں نہ واعظ کروں میخانے کی جاروب کشی
صرف اس پر ہی گزارا ہے ترے مستوں کا
سخت تشنہ ہوں کرو جام سے اپنے سیراب
چھوڑو ے کو نہ لیاں سے بھی تو اے غمگین
ایک دم مستی میں جو گزرے تو ہے نقد بہشت

﴿166﴾

نہیں آتے جو یہاں حضرت سلامت
جو عالم آپ کے منہ پر عیاں ہے
مجھے کچھ ہوش رہتا ہی نہیں ہے
مکان کا اپنے کچھ دیجیے پتا آپ
نشاں ہے یہ میری خاطر نشاں ہے
خلافت ہووے قائم جو ابھی، میں
زمین و آسمان کا فرق ہے آہ
دھرا کیا ہے وہاں حضرت سلامت
نہیں ہوتا بیاں حضرت سلامت
تمہیں دیکھا جہاں حضرت سلامت
کہاں ہے لامکان حضرت سلامت
کہ تم ہو بے نشاں حضرت سلامت
کروں آہ و فغاں حضرت سلامت
کہاں میں تم کہاں حضرت سلامت
کرو بھری پہ غمگین کی ذرا رحم
کہ تم ہو نوجواں حضرت سلامت

﴿165﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

ا- ب- شعر ندارد

﴿166﴾ م-ب-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ ۱، ۶۱

﴿167﴾

اپنے ہاتھ سے بیڑا منہ میں غیر کے صاحب دیجیے مت! بندے کا یہ خون نائق اپنے سر پر لیجیے مت
 حکم نہیں جو میں کچھ بولوں آپ نے مجھے جو چاہیں کہیں آخر میں بھی بولا چاہوں میرے ہونٹ تو سچے مت
 تیری آہ گرم سے ناداں موم نہیں جو پگھلے گا اے دل وہ ہے سنگیں دل تو اُس پر دیکھ پیچھے مت
 پیچھے تو اک طور سے پیچھے کم کم پیچھے لگے لطف کے ساتھ ق شہر میں جس سے ہو بدنامی ایسی شراپیں پیچھے مت
 غمگین کی شہسب یاروں سے ہے عرض یہی اب جوڑ کے ہاتھ
 میری خرابی جس میں ہووے ایسی باتیں کیجیے مت

﴿168﴾

مری آنکھوں کے نیچے ہو گیا اندھیر اک لے عالم دوپٹہ جوں لیا اُس ماہ نے منہ پر دکھا صورت
 جھائے ہجر سے تیری قریب مرگ پہنچا ہوں دم آخر تو دکھلا دے مجھے اے ہادفا صورت
 ترے لگے نقشے سے میں تشبیہ دوں آئینہ روکس کو کہ دیکھی ہی نہیں میں نے کہیں ایسی مفا صورت
 خدا جانے کہ دیکھا یا نہ دیکھا یاد ہے اتنا کہ ہاندھے غمگنی میں دیر تک دیکھا کیا صورت
 یہ صورت آہ غمگین جس کے نہ دیکھے ہوئی میری
 دکھاوے اُس صنم کی پھر کہیں جلدی خدا صورت

غزل ندارد

﴿167﴾ د-ب-ش-ع-

"اپنے ہاتھ سے بیڑا صاحب غیر کے منہ میں دیجیے مت"
 "ان کا جوجی چاہیے کہیں"

۱- ۱۱۳-خ

۲- ۱۳-ن

پگھلے

۳- ۵۸-ا

پیچھے ندارد

۴- ۹۰-م

کے

۵- ۱۲۳-خ

غزل ندارد

﴿168﴾ ۲-ب-ن-ر-خ-ع-

(اس غزل کا مطلع نہیں ہے لیکن یہ ردیف ت کی غزل ہے)

حاشیہ بر الف- ۵۸

ایک

الف- ۵۸،

۱-

﴿169﴾

دل لگا جب سے کہ اس زکس حیران کے ساتھ
 ہموں دور کرو اس کو اسی پر چھوڑو
 آہ کس طرح رکھے دل کو کوئی اس سے لگا
 نیند آتی ہی نہیں ہمو اس دن سے مجھے
 پاک الفت سے میں گستاخ ہوں اے مصحف رو
 ہائے دو روز رہا گھر میں وہ میرے لیکن
 حیرت آجاتی ہے بس اس کے مجھے دھیان کے ساتھ
 کون ہر بات پہ بجھے دل نادان کے ساتھ
 سوا ادا لکے ہے جس شوخ کی ہر آن کے ساتھ
 ہائے جس رات سے سویا ہوں میں جاناں کے ساتھ
 ہاتھ ناپاک لگاتا نہیں قرآن کے ساتھ
 ایک شب سو نہ سکا اپنے میں مہمان کے ساتھ
 لکھ غزل اور اسی طرح کی تو اے عملیں
 کر نہ تکرار بہت یاروں کے فرمان کے ساتھ

﴿170﴾

نیند آتی نہیں مگر سوؤں نہ جاناں کے ساتھ
 عشق پہناں کو یہ اکٹے روز کرے گا ظاہر
 بام پر بیٹھ کے گھڑیوں میں اسے دیکھوں ہوں
 گو مرا بس نہیں پر یہ ہی دعا ہے شب و روز
 ایسا بگڑا وہ صنم مجھ سے نہ دکھائے خدا
 سچ ہے جو وہ کہے اے شوخ میں ہی ہوں جھوٹا
 ایک شب ساتھ نہ سویا ترے انسوؤں مری
 ہموں جائے گی عادت یہ میری جان کے ساتھ
 طفل اشک آہ ہوا ہے دل نادان کے ساتھ
 انس کچھ دل کو ہے ایسا ترے دالان کے ساتھ
 ہو محبت نہ کسی کو کسی انسان کے ساتھ
 ہائے کیوں شب کو ہوا اس کو میں پہچان کے ساتھ
 میری چلنے کی نہیں غیر کے بہتان کے ساتھ
 جان جاوے گی اسی حسرت و ارمان کے ساتھ
 گفتگو جان کے کرتا ہے وہ ایسی مجھ سے
 جو کرے کوئی نہ عملیں کسی انجان کے ساتھ

﴿169﴾ ب- ش- ر- خ- ع- غزل ندارد

۱- الف- ۲۰۳- م- ۳۲۲- ن- ۵۱ ہمدیوں

۲- م- ۳۲۲ لگا

﴿170﴾ ب- ش- ر- خ- ع- غزل ندارد

۱- الف- ۲۰۳- م- ۳۲۲- ن- ۵۲ ہمدیوں

۲- ایضاً ایک

ٹ

﴿171﴾

اُس پری پہ کیوں نہ ہو میرا دل و جاں لوٹ پوٹ
دیکھ کر میرے دموں پر اپنا درباں لوٹ پوٹ
زندگی بخشے ہے جوں انسان کو آب حیات
اب بہ ہر صورت پہنچ سکتا ہوں اُس کے گھر میں میں
خاک عشاقاں کہیں ہووے نہ دامن گیر یار
اُس کی چشم مست کو جو کوئی دیکھے سے کٹو
عید قرباں ہے چہری میرے گلے پر پھیر دے
تیرے کھڑے کی مگر عاشق ہے جو رخسار پر
نام پر ہوتے ہیں جس کے اُس و جاں لوٹ پوٹ
ہتے ہتے ہو گیا وہ میرا جاناں لوٹ پوٹ
ان لیوں کا یوں کرے ہے آب حیات لوٹ پوٹ
میری باتوں پر ہوا ہے اس کا درباں لوٹ پوٹ
ہے زمیں پر آج ازحد تیرا داماں لوٹ پوٹ
جوں شرابی وہ نہ ہو یہ کیا ہے امکاں لوٹ پوٹ
خوب ہوں تا میں زمیں پر تیرے قرباں لوٹ پوٹ
رات دن رہتی ہے یہ زلف پریشاں لوٹ پوٹ

اک اشارے میں کرے شق اقرار جو آفتاب

حسن پر اُس کے نہ ممکن کیوں ہو انساں لوٹ پوٹ

﴿172﴾

ترہبہ کے شاخ سے بلبل مگی ہے خاک میں لوٹ
دلا جو دیکھے بہ از رز ہے مس بھی اپنی جا
کسی کے زخم جگر کا وہ کیا علاج کرے
خبر نہیں انھیں کچھ عقل سے جو کہتے ہیں
جب اُس کے رو برو گلیں نے گل لگی ہاندی پلوٹ
کسی کے قلب کو بد جانا ہے اپنی کھوٹ لے
لگی ہو عشق کی جس کے نہ آہ دل پر چوٹ لے
خدا کو جا کر فرشتے دیا کریں گے رپوٹ

کہیں ہیں اور ہی کچھ کچھ حدیث کے معنی

وہ جانے کیا کہ ہے ممکن پہاڑ قل کے اوٹ

﴿171﴾ ب-م-ر-ش-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ برالف - ۶۲

﴿172﴾ ب-م-ر-ش-خ-ع- غزل ندارد

۱- خ-۱۱۵ اس کی

۲- م-۹۷ باہمی

۳- خ- شعر ندارد

۴- ب- شعر ندارد

۵- خ-۱۱۵ اور

ث

﴿173﴾

دے جلد سے نہ دیکھ لیں سے خوار الغیاث
کچھ شرم بھی ہے تجھ کو کہ ہوشیار دیکھ کر
ہوتے ہی اُس کے سامنے حیرت سی آگئی
کہتا ہے الحفیظ یہ کیا سخت جان ہے
دن رات میرے نالہ و زاری کے ہاتھ سے
نازک مزاج ہے وہ بہت شوخ پر فرور
عادت ہوئی جور کی تیرے بہت ہمیں
یہ وقت رہنمائی ہے اس رکھ میں خضر عشق
ہماری جوش گریہ سے تیرے یہ خوف ہے
سنتا ہی وہ نہیں مری فریاد حسرتا
ساتی ہوا ہے! ہائے میں ہشیار الغیاث
چھڑیں ہے ساقیا مجھے سرشار الغیاث
ہم دیکھنے بھی پائے نہ دیدار الغیاث
سنتا ہے جب کہ میری ست وہ دلدار الغیاث
کرتے ہیں گھر کے سب در و دیوار الغیاث
کوچے میں اُس کے نہ کر دل زار الغیاث
ہاتھوں سے اب ترے ہے کم آزار الغیاث
میں پا برہنہ دشت ہے پر خار الغیاث
کرتے پھریں نہ دیدہ خوبار الغیاث
میں کیا کروں نہ گر کروں ناچار الغیاث

غمگیں شراب بھی مجھے بن اُس کے زہر ہے
کیونکر کروں نہ دیکھ کے گزار الغیاث

﴿173﴾	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	۶۸-ر-	ہود
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	۶۸-ر-	معجھ سے وہ
۴-	ر-	شعر ندارد
۵-	ر-ب-	شعر ندارد
۶-	ر-ب-	شعر ندارد
۷-	۶۸-ر-	منزل
۸-	ر-ب-	شعر ندارد
۹-	-ایضاً-	

﴿174﴾

جو کہ اٹھ اٹھ کے جگا دے مجھے ہر رات عبت
 خارج از عقل ہے گر اُس کو کسی کا ہو خیال
 حال دل مجھ سے سرمو نہیں پنہاں ہر گز
 پہنچے جس جا نہ کسی طرح تر دست خیال
 خیر کی دینی ہے توفیق بھی اُس کی رحمت
 میں نے کی دست درازی تو لگے وہ کہنے ق
 دن کی آئیے سے سراسر ہے ملاقات عبت
 باندھنے ہیں یہ تیرے وہم خیالات عبت
 آپ ظاہر کی کیا کیجیے عنایات عبت
 ہاتھ ملتا ہے تو کیوں دیکھ کے وہ گات عبت
 جان ظاہر کی نہ یہ یار عبادات عبت
 ان دونوں ہم سے نہ اس طرح کی کربات عبت
 کیا کہیں تجھ سے تو سمجھا بھی کیا کر ٹمکیں
 پاؤں پڑتے ہیں لگا دیکھ نہ تو ہاتھ عبت

﴿174﴾	ب-ش-ن-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	خ-۱۱۵	جگا دے ہر اک رات عبت
۲۔	ایضاً۔	کو
۳۔	خ-۱۱۵	میں
۴۔	خ-	شعر ندارد
۵۔	ایضاً۔	
۶۔	خ-۱۱۶	پڑنے میں

﴿175﴾

گماں جو ہم نے کیا تھا وہ تھا گمانِ عبث
 ہم ایسے چور ہیں آنکھوں سے لیں چڑا کا جل
 یہ تو نے درد پہ رکھے ہیں نگاہانِ عبث
 سوائے نام کے اور کچھ نہیں ہے جوں معنا
 کمر کا اس کے یہ کرتے ہیں سب بیانِ عبث
 ملے گا وہ ہی مقدر میں جو مقرر ہے
 پھرے ہے فکرِ معیشت میں کیوں جہانِ عبث
 کہ کر نہ وصل میں تو ہجر کا بیانِ عبث
 جو حال کچھ میں کہوں اس سے تو کہے ہے یہ دل
 تو اس کے سود میں اپنا نہ کر زبانِ عبث
 حصول کچھ نہیں دنیا کی فکر میں جز رنج
 پڑی ہے پھندے میں کیوں میری ہائے جانِ عبث
 خدا کے واسطے دے دے کے اس قدر دشنام
 زبانِ فصیح نہ کر اپنی بد زبانِ عبث
 بجائے جنگل و صحرا ہیں مجھ دیوانے کو
 بنائے تو نے ہیں غمگین یہ کیوں مکانِ عبث

جسے کہ درد نہ ہو آدمی کا اے غمگین

جلائے ایسے پہ کیوں اپنی کوئی جانِ عبث

﴿175﴾ ب-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- حاشیہ الف-۶۳/م- شعر ندارد

۲- حاشیہ الف-۶۳/م- شعر ندارد

۳- ش- شعر ندارد

۴- ش- شعر ندارد

۵- ایضاً۔

۶- ایضاً۔

۷- ایضاً

۸- م- شعر ندارد حاشیہ الف-۶۳

﴿176﴾

واعظا علم کی کر تو کسی ہوشیار سے بحث
 ذبح کو قصد پہ کرتا ہے مقدم وہ آہ
 اُس کی زلفوں پہ تو کر اپنی دکان کو بیٹھا
 دیکھو مت اپنی مشینت کو لگاؤ ہٹ
 آہو کھو نہ یتیم صدف اپنے کی دیکھ
 جانتا ہوں بخدا سب میں ترے مکر و فریب
 ان کی جتنی نہ ہوئی حق میں میرے پر نہ ہوئے
 راست بازوں سے تو کج رو نہ پھرا کر اے چرخ
 کون سی عقل ہے مجھ سے کش و سرشار سے بحث
 ہے طبیعوں سے یہی اُس ترے پیار سے بحث
 ہر سحر باد صبا کو ہے یہ عطار سے بحث
 شیخ صاحب نہ کرو تم کسی سے خوار سے بحث
 ابر نیساں نہ کر اس چشم مہر بار سے بحث
 کس لیے کیوں میں کروں تجھ بت مکار سے بحث
 خوب کی یار نے کل رات کو اغیار سے بحث
 ورنہ کر بیٹھیں مے ہم بھی تری سگ رفتار سے بحث

ایک نالے کی بھی تو ہوگی نہ اے بلبل زار
 دیکھ مت کیجھو تمکین کے دل زار سے بحث

﴿176﴾	ر-ب-ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱	۱۰۰-م	بھی
۲	۱۰۰-م	کیوں کروں میں تجھ
۳	۱۰۱-م	تیر

﴿177﴾

نئے میں رات کو مجھ پاس یہاں آنے کا کیا باعث
 کیا تھا کل بھی اس کو سچے میں تو اور آج جاتا ہے
 وہ ہی قصہ تمہیں کرنا کہیں منظور ہے شاید
 تصدق آپ کے جاؤں عجب تقریر اٹتی ہے
 بتا ہم نہیں اک دم میں میرا دم نکلتا ہے
 تمہیں ملے دعویٰ تھا اے غمگین خدا کو بھی نہ چاہیں گے
 پھر آتے ہی یہ گھبرا کر چلے جانے کا کیا باعث
 نہ پہنچے جس جگہ اے دل وہاں جانے کا کیا باعث
 مجھے پھر شب کو اپنے گھر میں بلوانے کا کیا باعث
 بھلا بندے سے صاحب تم کو دکھ پانے کا کیا باعث
 یکا یک بیٹھے بیٹھے دل کے گھبرانے کا کیا باعث
 پھر اس کا فرصتم پہ دل کے آجانے کا کیا باعث
 غزل لکھ اس زمیں میں آج تو ایک اور اے غمگین
 نہ کہنے کا ترے اب اور کہلانے کا کیا باعث

﴿177﴾	ر-ب-ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۶-ن	اور بھر آج
۲۔	خ-	شعر ندارد
۳۔	۱۶-ن	وزہی الف- ۶۲ وہ ہی
۴۔	۱۱۵-خ	ہمیں
۵۔	ن-	شعر ندارد
۶۔	م-ب-خ-	شعر ندارد

﴿178﴾

نہ پوچھو مجھ سے اشک آنکھوں میں بھرانے کا کیا باعث
 اکیلے پاس میرے رات کو آنے کا کیا باعث
 وہ اپنے وقت پر ظالم یقین ہے آپ آوے گا
 بڑے تم وہ آپس میں نہ میں لینے نہ دینے میں
 سوا پاؤں دہانے کے میں کچھ بھی شب کو بولا ہوں
 ابھی تو غیر کے حق میں کچھ اور ارشاد ہو رہا تھا
 شراب اُن کو پلا جو پاس تیرے شب کو رہتے ہیں
 نہیں اے شیخ رو مجھ سے تجھے الفت تو یہ بتلا
 یہ کہیے مجھ پہ ان غیروں کے ہنسانے کا کیا باعث
 نشہ پی کر یہاں سے یار پھر جانے کا کیا باعث
 بلا لا غیر کو یہ مجھ سے فرمانے کا کیا باعث
 لڑوں میں غیر سے کیوں مجھ کو لڑوانے کا کیا باعث
 یہ دن کو اس طرح پھر تیرے شرمانے کا کیا باعث
 یکا یک دیکھ کر اب اس کو گھبرانے کا کیا باعث
 کہاں میں تو کہاں پھر مجھ کو پلوانے کا کیا باعث
 کسی گل رو کو میں دیکھوں تو جل جانے کا کیا باعث

تمہیں دعویٰ ہے اے غمگین کسی کو ہم نہ چاہیں گے
 پھر اُس کافر پہ ایسا دل کے آ جانے کا باعث

﴿178﴾	ب-ش-ر-ع-خ-	غزل ندارد
۱۔	۱۶-ن	وہ اپنے وقت پر آپ ہی یہاں آوے گا اے ظالم
۲۔	۱۶-ن	ہوتا م-۹۸ "تھے" زائد
۳۔	طبق م-۹۸	
	الف-۶۲	میں
۴۔	حاشیہ الف-۶۲	م-ن- شعر ندارد
۵۔		یہ شعر دو تین لفظوں کے فرق سے پچھلی غزل میں بھی شامل ہے۔

﴿179﴾

دل کے جانے کا میاں تم سے کہوں کیا باعث
جب کہا میں نے کہ تم شب کو رہو یاں تو کہا
دل مرا لیجے کہا میں نے تو ہنس کر بولا
تیرے سر پر تو چڑھا خوں ہے وہ کہتے ہیں بے
میں نے ہدم جو کہا چل میرے گھر تو بولا
گر کہوں میں ترے قرباں ہوں تو کہتا ہے
دور ہے فصل بہاری ابھی ہدم مجھ کو
ناخنوں سے جوں رہویں سلامت ناصح
درد دل جو میرا سنتا ہی نہیں اے ہدم
ایک بڑے قصے ہیں ناصح جو کہوں کیا باعث
تو تو بکتا ہے یونہی کیوں میں رہوں کیا باعث
میں گے اُسے کیا کروں کس واسطے لوں کیا باعث
منہدی پاؤں میں میں تیرے گھر میں ملوں کیا باعث
کیا سبب کیا ہے جہت کیوں میں چلوں کیا باعث
اپنے دل پر سے تجھے قربان کروں کیا باعث
لیے جاتا ہے یہ صحرا کو جنوں کیا باعث
زخم دل کس لیے میں آہ سیوں کیا باعث
ایسے بیدرد کے پیچھے میں مروں کیا باعث
دل کے اب تجھ سے کٹنے سے وہ کہیں ہیں ممکن
اپنی چھاتی پہ میں کیوں مونگ دوں کیا باعث

﴿179﴾	ب-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۱۳	ایک قصہ ہے میں ناصح جو بکوں کیا باعث
۲۔	ش-۱۳	میں نے کہا آج یہیں وہ تولگا وہ کہنے
۳۔	م-۹۹	تو بکتا
۴۔	ن-۱۵	میرے کس کام کا کس واسطے لوں کیا باعث
۵۔	ش-	شعر ندارد
۶۔	م-۹۹	یہ
۷۔	ن-۱۵	خون سر پر ہے چڑھا تیرے وہ کہنے ہیں مجھے
۸۔	ش-	شعر ندارد
۹۔	م-۱۳	ایک دن میں نے کہا چل میرے گھر کہنے لگا
۱۰۔	ش-۱۳	کس لیے جہت ہے کیا کیوں میں چلوں کیا باعث
	ن-۱۵	
۱۱۔	ن-۱۶	اپنے پر سے میں تجھے صدقے کروں کیا باعث
۱۲۔	ش-	شعر ندارد
۱۳۔	ایضاً	
۱۴۔	م-۹۹	ناخون
۱۵۔	ن-۱۶	زخم دل اپنا میں کیوں آہ سیوں کیا باعث

ج

﴿180﴾

نہ تو جانے کی داں ہے قدرت آج اور رہنے کی میاں نہ طاقت آج
 صاف کہتا نہیں ہے کیوں مجھ سے ترے دل میں ہے کچھ کدورت آج
 صبح کھڑا کہیں وہ دیکھا تھا مجھے دن بھر رہی ہے حیرت آج
 عاشق زار ہوں ازل سے ترا مجھے تجھ سے نہیں محبت آج
 کل کے لڑنے سے اُس کے اے ہم اور کچھ بڑھ گئی ہے الفت آج
 روٹھ کر مجھ سے وہ گیا ہے گھر تو منا لا اسے بہ منت آج

یار ہے اور ہے اے غمگین

کیجئے خوب عیش و عشرت آج

﴿181﴾

کل ہی کا دن تو ہے یہ اے یار آج کل کا پھر کرتا ہے تو اقرار آج
 کل کی شب کا ہے بہت مجھ کو غبار ساقیا کر دے مجھے سرشار آج
 ہوں ازل سے آہ میں بے اختیار عشق سے تیرے نہیں ناچار آج
 حشر میں مشکل ہے جس کا دیکنا دیکتا ہوں اُس کا میں دیدار آج

دور میں اُس زکس مخور کے

کون ہے غمگین بنا ہوشیار آج

﴿180﴾	ب-ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ن-۱۷	اور نہ رہنے کی گھر میں طاقت آج
۲-	ن-۱۷	صبح دیکھا تھا منہ کہیں اس کا
۳-	الف-۶۵	یڑہ
۴-	ن-۱۷	سبب شراب ہے غمگین
﴿181﴾	م-ب-ر-ع-	غزل ندارد

﴿183﴾

اس قدر مجھ کو کیوں ملال ہے آج کل سے میرا کچھ اور حال ہے آج
 میرے گل رو کی سیر باغ سے دیکھ باغباں ہر شجر نہال ہے آج
 ساقیا سے دے اجرت روزہ عید کا دیکھ لے ہلال ہے آج
 منتظر حشر پر ہے تو جس کا جلوہ گر دیکھ وہ جمال ہے آج
 دیکھ رنگ حنا کف پا کا بچہ خور بھی پایمال ہے آج
 کل مری بات کا دیا وہ جواب دیکھے ہائے کیا سوال ہے آج
 کل سے سنان ہے جوائے تمکین
 یار حیرا کدھر خیال ہے آج

﴿183﴾ - ش ر ب خ ع غزل ندارد

﴿184﴾

طالع جو مہربانی ہوئی پھر ادھر ہے آج
اے ہم نفس نہ کیوں ہو مرے دل کو بے کلی
ہر ایک صحن خانہ میں سوتا ہے رات کو
یہ دن بدن زمانے کا بڑھتا ہے کچھ بے مرض
اے دل بتا کہ کل سے کہاں ہے ترا خیال
ہے جی میں انتظار قضا بھی نہ کیجیے
وہ سب چہل پہل مرے مہماں کے ساتھ تھی
میریؑ تو زندگی نے دیا ہر طرح جواب

برسوں کے بعد چاند یہ نکلا کدھر ہے آج
اُس گل کے باغ جانے کی پھر شب خبر ہے آج
گرہے سے میرے خوف یہ اب گھر ہے آج
ہر روز دیکھتا ہوں کہ کل سے بتر ہے آج
اے چشم کہہ کہاں تری مد نظر ہے آج
بہزار زندگی سے یہ دل اس قدر ہے آج
کیسا اداس دیکھوٹا لگتا یہ گھر ہے آج
قاصدؑ کے ہائے آنے کی ہوم خبر ہے آج

تقصیر دیکھو غیر کی کل اُس نے کی معاف
ایسا ہماری چاہ میں غمگین اثر ہے آجؑ

﴿184﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۶۱	مہربان
۲۔	ن-۷۷	ایدھر
۳۔	ن-۷۷	سے
۴۔	ن-۷۷	اس دل کی بے کلی کا سبب بارہوچہ مت
۵۔	ر-	شعر ندارد
۶۔	ایضاً	
۷۔	ر-۶۸	کیوں
۸۔	ر-	شعر ندارد
۹۔	ایضاً۔	
۱۰۔	م-۱۰۳	دیکھو
۱۱۔	ر-۶۸	اپنی
۱۲۔	ر-۶۸	بیغاسیر کے آنے کی لیکن خبر ہے آج
۱۳۔	ر-۶۸	منظور کرنے والے ہیں وہ التجائے دید
		غمگین ہماری چاہ میں ایسا اثر ہے آج

﴿185﴾

گر کہوں ایسا کسی بھی بے وفا کا ہے مزاج
گالیاں کیا کیا بُری دیتا ہے اُس کو بزم میں
شب کو میں کیونکر یہ کہتا پیچھے اب مت شراب
آکے بیٹھا ہوں ابھی میں آپ جھنجھلانے لگے
غیر سے کہنے لگا وہ کل مری تعریف میں
ہے طبیعت یوں تری اے رشک گل باغ و بہار
وہ نشے میں شب کو میرے کان میں کہنے لگا
بھر اُسے ہرگز نہیں کچھ سوجھتا جو اُس کی شکل

تو کہے ہے وہ کہ عمکیں اپنا اپنا ہے مزاج
اُس سے گر پوچھے کوئی اتنا کہ اچھا ہے مزاج
جانتے ہو خوب تم جیسا تمھارا ہے مزاج
کیا ہوا کیوں خیر ہے کچھ آج کیا ہے مزاج
اُس دیوانے کا مرے کینا پیارا پیارا ہے مزاج
غچہ ساں سے سے تر کیوں آہ ہوتا ہے مزاج
ان دنوں تیری طرف از حد ہمارا ہے مزاج
جب کسی اچھی سی صورت پر یہ آتا ہے مزاج

وہ یہ کہتے ہیں نہ لگ چل دیکھ اے عمکیں بہت

سخت بھوڑا حد برا واللہ اپنا ہے مزاج

﴿185﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- طبق م-۱۰۵ ب-۶۲

الف-۶۷ کیا کیا

۲- ب- شعر ندارد

۳- ب شعر ندارد

﴿186﴾

بیمار ہجر کی نہیں تیرے دوا علاج
 تخفیف کچھ بھی ہوئی نہ تیرے مریض کو
 مجھ سے ترا علاج ہوا ہے نہ ہو سکے
 تیری جگہ پہ غیر کو اس نے دیا قرار
 مرنے دو مجھ مریض کو اُس بُت کی یاد میں
 تدبیر جس کی ہو نہ سکے فیلسوف سے
 جز ذبح یہ مرض کبھی ہوتا نہ رفع آہ
 ہر روز مجھ کو آہ دہرا کر کہے ہے وہ
 منہدی لگی گر اُس کے کف پا کی ہاتھ آئے
 ہے شربت وصال ہی غمگین تری دوا
 ہر گز نہیں ترا کوئی اس کے سوا علاج

﴿186﴾	ب-ر-ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	خ-۱۱۶	تیری
۲۔	خ-	شعر ندارد
۳۔	خ-۱۱۶	اُس کو ہے یاد خوب ہی تیر دلا علاج
۴۔	خ-	شعر ندارد
۵۔	م-۱۰۲	کسی
۶۔	خ-	شعر ندارد
۷۔	خ-	شعر ندارد ۱۶-۵
۸۔	ن-	جز ذبح مرض رفع نہ ہوتا کبھی یہ آہ قربان آپ کے میرا اچھا کیا علاج شعر ندارد

﴿187﴾

گر دیکھے کوئی میرے طرصار کی جج دج پھر اُس کو نہ بھاوے کسی دلدار کی جج دج
 جو دیکھا، رہتا نہ اسے ہوش دو عالم اے یارو گر اک بار مرے یار کی جج دج
 چل دیکھ کے جو بھنتے کبھی بھنتے ہیں اُس پر اب ہو گئی ایسی ترے پیار کی جج دج
 رستم بھی بھچک رہوے مگر عاشق بیدل دے دیکھ کے جاں اُس بت خونخوار کی جج دج

کافر ہوا اور مے کو پیا غمگین نے افسوس

دیکھی جو کہیں اس بت سرشار کی جج دج

﴿187﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

غزل پر حاشیہ الف- ۶۵

۱- "ش" ہے

﴿188﴾

جو آپ پیوے تو غمگین اسے شراب سمجھ
 جو مہر و لطف کرے تجھ سے وہ بت کافر
 یہ بڑا ہستی جو مشہور تجھ کو ہوتا ہے
 وہ بے حجاب منکر ہو جس قدر تج سے
 جو کان میں ترے آوے کر یہ گے و خوش آواز
 برنگ گل جسے خنداں تو دیکھے عالم میں
 شراب جوں جوں تجھے بے حساب دے ساقی
 نہ ذرہ گل ہے نہ کچھ جز و مہر ہے لیکن
 جو اٹھا کہ ہو تجھ میں اسے خراب سمجھ
 تو اس کو چاہیے تو قد اور عتاب سمجھ
 جو ہوشیار ہے تو اسے سراب سمجھ
 جو ہوش ہے تو نہ اس کو بے حجاب سمجھ
 تو ذوق و شوق سے ہیں اور اسے رہاں سمجھ
 بان چشم اسے دیدہ پر آب سمجھ
 تو محتسب کا اسے یار اعتساب سمجھ
 ہر ایک ذرے کو تو یار آفتاب سمجھ

تو دیکھتا ہے یہ بیدار جس قدر غمگین
 حواس گر ہیں تو اس کو خیال و خواب سمجھ

﴿188﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۱۲۰	ایسے جو آپ تو غمگین۔۔۔
۲۔	ب	شعر ندارد
۳۔	ر-۱۲۰	مجھ
۴۔	م-۳۳۰	کریمہ و خوش
۵۔	ب-ر-	شعر ندارد
۶۔	ایضاً	

ج

﴿189﴾

جس کو کہ نہ ہو عشق وہ ہے ہائے بشر بچ
دیدار جو اس کا کہ نہ اس چشم سے دیکھے
ہر دم اگر اس نور کی تائید نہ ہووے
تو ک نام و نشان لینے سے کیا اس کے ہے حاصل
کیا پھل ملے قمری کو بتا سرو چمن سے
اے نالہ شب تجھ میں بھی تاثیر نہیں آوے
مجھ پر نہ بیجا کبھی اس بت کا ذرا دل
اس کے لب و دغاں کا رہے جس کو تصور
گل اور ثمر جس میں نہ ہوتا ہے وہ شجر بچ
تو مردک چشم یہ ہے نور بصر بچ
اک شام میں یہ ہو جائیں ابھی جس و قمر بچ
نزدیک تہارے کہو عفا ہے اگر بچ
الفت کا شجر ہے دلا دیکھ ثمر بچ
اے آہ سحر نہیں تجھ میں اثر بچ
واللہ کہ اے آہ نہیں تجھ میں اثر بچ
نزدیک یہ اس کے ہیں دلائل و گھر بچ

﴿189﴾ ش-ع-	غزل ندارد
۱- ۱۰۵، ۱۰۶	ہوئے
۲- ۱۰۷، ۱۰۸	جو اس کا کہ دیدار نہ اس چشم سے دیکھے
۳- ۱۰۹، ۱۱۰	شعر ندارد
۴- ۱۱۱، ۱۱۲	ہوئے
۵- ۱۱۳، ۱۱۴	واللہ یہ ہو جائیں
۶- ۱۱۵، ۱۱۶	ایک
۷- ۱۱۷، ۱۱۸	جائے
۸- ۱۱۹، ۱۲۰	بہر
۹- ۱۲۱، ۱۲۲	کا
۱۰- ۱۲۳، ۱۲۴	نزدیک ترے طاقتور عفا
۱۱- ۱۲۵، ۱۲۶	شعر ندارد
۱۲- ۱۲۷، ۱۲۸	شعر ندارد
۱۳- ۱۲۹، ۱۳۰	قمری کو کبھی پھل نہ ملا سرو چمن سے
۱۴- ۱۳۱، ۱۳۲	ہے ہر شجر عشق کا دنیا میں ثمر ہیچ
۱۵- ۱۳۳، ۱۳۴	کچھ
۱۶- ۱۳۵، ۱۳۶	اے آہ سحر ہو گیا تیرا بھی اثر ہیچ
۱۷- ۱۳۷، ۱۳۸	شعر ندارد
۱۸- ۱۳۹، ۱۴۰	شعر ندارد
۱۹- ۱۴۱، ۱۴۲	شعر ندارد

پہنچا ہے نہ پہنچے کبھی اس پردہ نشیں تک
اے دل یہ ترا کھلے کوچے میں اُس کے ہے گزر چلے
تو فکر کبھی بھول کے مت کہو اس کا
غمگین یہ رہے یاد کہ اُس کی ہے کرچ

﴿190﴾

بڑھ گئی اس شوخ کی جب سے محبت اور کچھ
کیا کریں بھری ہے جہلاک لوجواں کے عشق آہ
دین و دنیا میں سوا اس شوخ کے دیدار آہ
جس کو کہتے ہیں قیامت ہے وہ عین وصل یار
دیکھ کر حالت مری وہ شوخ بھپک ٹٹ رہ گیا
دور رہنے سے مرے کو خوش ہوا تو اے رقیب
باغ و صحرا میں نہیں لگتا ہے دل جاؤں کدھر
تیری کج فہمی ہے زاہد صاف جو سمجھے ہے تو
دھول دھپے کو ہوئے تیار رندوں سے وہیں
رند و مستوں کو بھی ایک سے پلانے کے سوا
کیا قیامت کو میں دوں تشبیہ قامت سے تری
دوستی کا ہے کی ہے دشمنی سے یہ ہر

واسطے اللہ کے جز اس صنم کی بات کے

بات غمگین مجھ سے تو اس وقت کرمت اور کچھ

۱۷	خ-۱۱۶ء	ہو
۱۸	م-ب-ن-	شعر ندارد
۱۹	ن-۱۷۷ء	ب-۶۳ء کی
۲۰	خ-۱۱۶ء	کہ ہے اس کی کمرہ بیچ
﴿190﴾	ش-ن-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱	طبیق-۳۲۳	جو
۲	م-۳۲۳	کو
۳	ایضاً	بہچکر
۴	م-۳۲۵	بس

﴿191﴾

اس غلغلے میں ہستی کے شر ہم کو نہیں کچھ
 کس برتے پہ ہم جائیں خرابات سے تگ ساقی
 دن رات وہیں رہتے ہیں یہ سخت ہے حیرت
 دیوانگی لیں دے کے دل اک رنک پری کو
 کیوں خاک خرابات پہ ہم لوٹے ہیں ساقی
 ہر چند اکیلے میں گلے لگتے ہیں ہدم
 صد سال کریں راہ میں گر تیرے سفر ہم
 کیوں جیتے ہیں ہم ہجر میں امید تھا پر
 آثار دو عالم سے اثر ہم کو نہیں کچھ
 ے خواری سوا یاد ہنر ہم کو نہیں کچھ
 لیکن تیرے کوچے میں گذر ہم کو نہیں کچھ
 اس سودے میں مجھ سود ضرر ہم کو نہیں کچھ
 کیفیت سے آہ اگر ہم کو نہیں کچھ
 معلوم مگر اس کی کمر ہم کو نہیں کچھ
 مانند معیوں کے سفر ہم کو نہیں کچھ
 گر وصل کی اے شوخ قدر ہم کو نہیں کچھ

نفی اپنی میں مشغول یہاں تک ہیں کہ غمگین
 اثبات کی واللہ خبر ہم کو نہیں کچھ

﴿191﴾	ش۔ ر۔ ۵۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ب۔ ۱۸۹	کل
۲۔	طبیق م۔ ۳۲۷ / ب۔ ۱۸۹	
	الف۔ ۲۰۷۔ بر	
۳۔	ب۔ ۱۸۹	کو
۴۔	ب	شعر ندارد
۵۔	ایضاً۔	
۶۔	ایضاً۔	

ح

﴿192﴾

پہنچے یہ اُس کے کان تک بات کس طرح
 اے خضر عشق تجھ سے کھلے تو کھلے یہ بھید
 مرنا نہ تھا نصیب میں ہونا تھا شرمسار
 گھر میں کبھی وہ اپنے بلاتی نہیں پری
 روز ازل سے کعبہ مقرر ہے یہ مرا
 جو بات بات میں ہو خفا مجھ سے بے سبب
 بتلا مجھے تو پھر مغاں کوئی اُس کی راہ
 بولا شراب کا نہ ہو گر مبتدی کو شوق
 اب شب کو ہائے ہوگی ملاقات کس طرح
 اٹھ جائے دل سے پردہ ظلمات کس طرح
 تو ہجر کی نہ پوچھ کئی رات کس طرح
 دیکھوں میں آہ سیر طلسمات کس طرح
 اے شیخ چھوڑوں طوف خرابات کس طرح
 اُس ڈھب کی اُس سے پار کروں بات کس طرح
 دنیا کے دور ہوں یہ خیالات کس طرح
 جاویں پھر اُس کے دل سے یہ خطرات کس طرح
 غمگین رقیب دیکھے ہے چمپ چمپ مجھے اُسے
 محفل میں اب کروں میں اشارات کس طرح

﴿192﴾ ش-ع-	غزل ندارد
۱۔ ۶۹-ر	پہنچاؤں کاں تک دے یہ بات کس طرح اب شب کو ہوگی تجھ سے ملاقات کس طرح
۲۔ ۱۰۷-م	بھید عشق
۳۔ ۱۸-ن	مرتا
۴۔ ب-ر-خ	شعر ندارد
۵۔ ۱۸-ن	چھوڑوں بھلا میں طوف خرابات کس طرح
۶۔ خ	شعر ندارد
۷۔ ب-م	شعر ندارد
۸۔ ۶۹-ر	اُس راہ کی
۹۔ ب-م	شعر ندارد
۱۰۔ ۶۹-ر	جائیں
۱۱۔ ر	شعر ندارد

﴿193﴾

پھر مجھ سے روٹھ وہ گئے اُس رات کی طرح
 گر سووے پھر وہ پاس مرے رات کی طرح
 اس پر بھی آہ خانہ دل میں گلی ہے آگ
 کرتا ہے اک اشارے میں سب عاشقوں کے کام
 اپنی ہی فکرِ نفیٰ میں بھولوں ہوں آپ کو
 چھینے لگے ہے کچھ مرے سینے میں دیکھ کر
 بے اختیار چھاتی میں گلتا ہوں کوٹنے
 بے اختیار چھاتی میں گلتا ہوں کوٹنے

غمگیں تو کیا کرے جو کسی روز وہ صنمؔ

چڑھ جائے تیرے گدھب پر اگر رات کی طرح

﴿193﴾	ش-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱	طبق م-۱۰۶،	
	الف-۶۸	میں نفی
۲	م-	شعر ندارد
۳	ن-۱۸	کیا کچھ کروں میں غمگیں کسی دن جو وہ صنم
۴	ن-۱۸	سیرے

﴿194﴾

دیکھ کر اُس آئینہ رو کے کلے میں گھر کی طرح
میری وحشت کی نئی صورت ہے اب کی فصل میں
اشک جو باہر نہیں آتے صدف سے چشم کے
آتش ہجراں سے جل کر جسم خاکستر ہے ہوا
چاندنی میں شب کو اُس ماہ کا جو آیا کچھ خیال
اے پرورد تیرا دیوانہ ہے یہ نازک مزاج
رہ گیا حیرت میں بس دیوار اور در کی طرح
باغ و آبادی لگے ہے جنگل و بر کی طرح
منعقد ہو رہ گئے شاید وہ گوہر کی طرح
دل مگر سوزاں ہے اس میں اب بھی انگور کی طرح
رہ گئیں آنکھیں کھلیں یا صبح اختر کی طرح
لڑکے گر گل پھینکیں تو لگتا ہے پتھر کی طرح

گھر میں ایک آیا ہے مہماں آج کل تو رکھ معاف
اب نہیں آنے کی تمکین کوئی باہر کی طرح

﴿194﴾	ش-ب-ن-ر-	غزل ندارد
۱۔	م-۱۰۹۰	میں کل
۲۔	ا-۷۰۰	خاکستر
۳۔	م-۱۰۹۰	یہ ہے

﴿195﴾

وہ سوچتی نہیں کوئی تدبیر کی طرح
 صرا سے بھی تو اے دل وحشی گریز کرے
 جتنے تھے آہ یار وہ اغیار ہو گئے
 قاتل وہ تیغ ابد سے زخمی بھی ہے ترے
 جو کچھ کہ پیش آئے سمجھ اپنی آرزو
 جھوٹ اور سچ چھپا نہیں رہتا ہے گوسنم
 اس گنبد فلک کو کہیں دور پھینک دے
 برعکس ہجر جس سے ہوا تقدیر کی طرح
 یہاں نقش پائے مور ہے زنجیر کی طرح
 ہے میرے عشق کی نئی تاثیر کی طرح
 لب پر ہے اُس کے دم دم شمشیر کی طرح
 یہ سب مرض کے حق میں ہے اکسیر کی طرح
 حق یوں ہے خوب تری تقریر کی طرح
 تا لازوال ہو تری تعمیر کی طرح

ٹمکیں تو اٹھ کہ ایک جگہ لے چلوں تجھے
 گھر میں پڑا ہے کس لیے دلگیر کی طرح

﴿195﴾	ش-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ب-۶۳	ہوئے
۲۔	ن-۱۸	رکھ
۳۔	ب-	شعر ندارد
۴۔	۱-۶۹	اکثر
۵۔	ن-۱۸	اے
۶۔	ن-۱۸	واللہ خوب ہے
۷۔	ب-	شعر ندارد

﴿196﴾

دیکھی ہے جب سے اُس بت جاناں کی طرح
دشن ہو جان کا یہ ہے نا آشنا وہ شون
لکے ہے دیکھ دیکھ کے دم آن آن میں
تم غیر کی طرح سے نہ سمجھا کرو مجھے
ہوتا نہیں جدا جو کبھی مجھ سے ایک دم
آیا میں پاس آپ کے کس وقت شب کو واہ
رہوے وہ تا عشر پریشان روزگار
اک کشب بھی وہ پری رہے مجھ پاس تو اسے
روتا ہے تجھ کو دیکھ کے غمگین کہا اسے

واللہ وہ رہی نہیں ایمان کی طرح
اُس سے اگر کوئی کرے پہچان کی طرح
ہر آن اور ہے تری ہر آن کی طرح
ہوتی جدی جدی ہے ہر انسان کی طرح
رہتا ہے ہائے مجھ سے وہ انجان کی طرح
یہ بھی عجیب ہے نئی بہتان کی طرح
جو دیکھے اُس کی زلف پریشان کی طرح
ششے میں لوں اتار بنے جان کی طرح
سو جی ہے کیا یہ غیر کو طوفان کی طرح

غمگین لکھ اور قافیے میں ایک اب غزل

کھلتی ہے گفتگو سے ہر انسان کی طرح

﴿196﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب۔	شعر ندارد
۲۔	ن-۱۸	رہتا نہ تھا جدا جو کوئی
۳۔	ایضاً۔	اب مجھ کو دیکھتا ہے وہ انجان کی طرح
۴۔	ن-۱۸	آیا تھا شب کو پاس میں کس وقت آپ کے
۵۔	ب۔	شعر ندارد
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	الف-۶۹ م-۱۰۸ ن-۱۸ ب-۶۴	ایک
۸۔	ب-م-	شعر ندارد
۹۔	ن-	شعر ندارد

﴿197﴾

اور ہی کچھ ہو گئی ہے میرے جانی کی طرح
 دیکھتے ہیں لوگ گھڑیوں اُس کے رکھ تھنوں پر ہاتھ
 جی میں ہے لختِ جگر اور خونِ دل کچھ جمع ہو
 رنگ کو اپنے چھپا ل جائے ہر ایک رنگ میں
 حال میرا سن کے سوتے وقت وہ کہنے لگے
 اس زمانے میں نہیں وہ درنہ تیرے سامنے
 زندگی مجنوں کو صحرا میں وہاں جاں ہوئی
 جگر کے غم میں یہ بھولا ہوں کہ یاد اب تک نہیں

اب نظر آتی ہی نہیں ہے زندگانی کی طرح
 ہے ترے بیمار کی یہ ناتوانی کی طرح
 کیجیے تو عشق کی پھر میہمانی کی طرح
 آدمی کو چاہیے ہو جائے پانی کی طرح
 مجھ کو بھاتی ہے بہت تیری کہانی کی طرح
 میں سکھاتا کوہکن کو جانفشانی کی طرح
 دیکھ آبادی میں میری زندگانی کی طرح
 وصل میں پوچھوں ہوں اس سے شادمانی کی طرح

نوجوانوں کی سی آجاتی ہے پیری میں امگ
 دیکھتا غمگین ہوں جب اس کی جوانی کی طرح

﴿197﴾ ب-ش-ر-خ-ج- شزل ندارد

۱۔	۱۸-ن	آب
۲۔	م-	شعر ندارد
	حاشیہ بر الف- ۶۸	
۳۔	م-۱۰۷	بھاتا
۴۔	ن-	شعر ندارد
۵۔	ایضاً۔	
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	ایضاً۔	

﴿198﴾

رہتا ہوں میں شراب میں سرشار بے طرح
 جتنے کہ طرح دار تھے اس تیرے عہد میں
 کاجل کی کوٹھڑی ہے دلا گنبد فلک
 اے ذوق و شوق قتل مبارک تمہیں یہ دن
 وحشت کہاں خراب کرے دیکھیں اب کی فصل
 پکڑے نہ دشت رز سے کسی شب کو محتسب
 تھا عشق پاک مجھ کو تو کے پردہ نشیں ترا
 جو شرم سے کبھی نہ ملاتا تھا مجھ سے آنکھ
 نکلیں! ہیں اب زبان سے اسرار بے طرح
 سب ہائے ہو گئے وہ طرح دار بے طرح
 داغ دوئی سے بچو یہ ہے وار بے طرح
 ہے آج اس کے ہاتھ میں تلواریں بے طرح
 پھولا ہے اپنی آنکھ میں گزار بے طرح
 رکھتا ہے تیری تاک میں دو چار بے طرح
 عالم میں ہو چلا ہے وہ اظہار بے طرح
 ب گھورتا ہے ہائے وہ دلدار بے طرح

غمگیں خدا ہی رکھے تو ایماں رہے مرا
 کرنے لگا ہوں کو یہ دل پیار بے طرح

﴿198﴾	ش-ن-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۱۰-م	تکلی
۲۔	۷۰-ر	سارے ہی
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	-ایضاً-	
۵۔	-ایضاً-	
۶۔	ر	شعر ندارد
۷۔	۱۱۱-م	ر-۷۰ء "جو"
۸۔	ر-	شعر ندارد

﴿199﴾

تو میرے قتل کی کیا پوچھتا ہے یار! ملاح
 پیاب بحر دو عالم نہ مجھ ضعیف سے ہو
 تو یاد رکھ بہ دل و جاں یہ ہند پیر مغاں
 وہ شوخ شام سے لے صبح تک رہے مجھ پاس
 نہ جب تک کہ تو دعویٰ جہاں سے مفلس ہوگ
 ہوا ہے اب ہے سبزہ ہے مسم کل ہے
 سمجھ توٹ رعدوں کی خاک قدم کو سرمہ چشم
 میرا قدح بھی لبالب شراب سے کر تو
 ہماری چشم سے وہ بحر اشک ہے جاری
 سیاہی چشم کی بس ہوئی سفید تمام
 مرے جو سینے میں یہ گنج غم ہے اے غمگین

الست سے میری ضامن خون عاشقان ہے مباح
 نہ آشنا ہو میرا عشق سا اگر ملاح
 شراب قتل درع عال کے حق میں ہے مباح
 کشادہ کام میرا ہو یہ خالق الاصاب
 یقین جان کہ تیری نہ ہوگی یار فلاح
 درگ ساقی نہ کر جلا دے پیالہ راح
 گر اپنے نس پہ منظور ہووے تجھ کو نجاج
 بھرے ہیں جیسے کہ مستوں کے ساقیا اقداح
 نہ جس میں کر سکے مطلق شادری ملاح
 ترے جو جہر میں روتا رہا میں شام و صبح
 میں اُس کے عشق میں اب جانتا ہوں اس کو فلاح

سوائے تیرے نہ دیکھ کسی کو عالم میں
 یہ دعا ترے غمگین کی اب ہے شام و صبح کے

﴿195﴾	ش-ن-ر-خ-غ	غزل ندارد	مجموعہ سے
۱۔	م-۱۱۱	ب-۶۵	مجموعہ سے
۲۔	حاشیہ الف میں پہلا شعر دوبارہ لکھا گیا ہے۔ جس میں مصرع ثانی یوں ہے:		
			”میاں ہمیشہ سے ہے خون عاشقان کا مباح“
۳۔	ب۔	شعر ندارد	
۴۔	م-۱۱۱	ہو مفلس ہو۔	
۵۔	ب-۶۵	زندوں	
۶۔	بر حاشیہ الف	۷۱	ش-۱۶
۷۔	ایضاً		
۸۔	ایضاً		
۹۔	م-۱۱۱	ب-۶۵	شام و صبح
۱۰۔	نسخہ ع میں یہ ایک ہی شعر شامل ہے		

﴿200﴾

اگر شراب کشی یار ظاہرا ہے قبیح
سوائے گالی کے کرتا نہیں کسی سے بات
جگر کے زخم کے جاتے ہیں ٹوٹ سب ٹانگے
سوائے بیخودی جاتا نہیں تعین شرک
کیا ہے غلق اسے حق نے اپنی صورت پر
کبھی نہ دوست ہوئے دونوں دل و دیدہ
ہزار جان ہے میری اس شہید کے قرباں
کرے مقابلہ کھڑے سے تیرے مصحف رو

مگر ہر ایک دل مردہ کے واسطے ہے مسخ
تری زباں بھی اے شوخ ہے کمال فصیح
وہ دیکھتا ہے میری طرف جب ہے بلع بلع
تیرا بھی شیخ یہ نکار ہے تری تسبیح
تم آدمی جسے کہتے ہو اُس کی ہے تشریح
ہر ایک دشمن جاں ہے میں کس کو دوں ترجیح
کیا ہے وصل کی شب یار تو نے جس کو ذبح
جو چاہے خوب کلام مجید کی تشریح

شراب جو کوئی پیتا ہے چھپ کے پیتا ہے
یہ سخت عیب ہے غمگین میں جو پے ہے مرتع

﴿200﴾	ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۷۰،	یہ اک
۲۔	م۔ ۱۱۰،	تیری زباں میرے شوخ کمال فصیح
۳۔	ر۔ پ۔	شعر ندارد
۴۔	ر۔ ۷۰،	جو
۵۔	ر۔ خ۔	شعر ندارد، ع۔ میں صرف یہی شعر ہے
۶۔	ر۔ پ۔	شعر ندارد
۷۔	خ۔ ۱۱۷،	”پر“
۸۔	ر۔ پ۔	شعر ندارد
۹۔	خ۔	شعر ندارد

خ

﴿201﴾

کبھی تو دل کو کر اپنے قرار سے گستاخ
بہت رہا یہ لے ترے انتظار میں گستاخ
جگر لے ترا وہیں سیما پارہ پارہ ہو
اگر ہو میرے دل بے قرار سے گستاخ
ادب سے رکھو قدم عشق کا لے ہے یہ وادی
دلا نہ آبلہ پا ہو گے خار سے گستاخ
سزا ہے گل کی کہ اب تک گلاب کھچا ہے
کہیں ہوا شہ نہ ہو اس گلزار سے گستاخ
مرے دماغ میں شور جنوں تو ہونے دے
خزاں ابھی تو نہ ہو لے تو بہار سے گستاخ
ہوئی نہ ہمدرد یہ طاقت توانائی
کہ ہو سکے وہ مری چشم زار سے گستاخ

شراب خوب نہ جب تک پڑھے مجھے غمگین نہ
بھلا سمجھ تو لگے کہ کیونکر ہوں یار سے گستاخ

﴿201﴾	ش-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن-۱۹	نہ
۲۔	خ-۱۱۸	جگر میں وہ ترا
۳۔	خ	۱۱۸ کی
۴۔	ن	۱۹ دلا نہ ہو کف پا دیکھ
	ب-۶۸	ہونے
۵۔	ن-۱۸۰	ہوا تھا
۶۔	ب-۶۸۰	تو
۷۔	ن-خ-	شعر ندارد
۸۔	م-۱۴۰	جسم زار
۹۔	ن-خ-	شعر ندارد
۱۰۔	ن-۱۹۰	نشہ شراب کا جب تک نہ خوب ہو غمگین
۱۱۔	ن-۱۹۰	بھلا بتا کہ میں

﴿203﴾

عاشقوں کے سر پہ جو تو اک نیا لانا ہے چرخ
 طفل کتب ہے دلا تو اور وہ پیر کہن
 دل دکھاتا ہے کسی کا یہ کسی کی لے ہے جان
 وہ اگر آوے ادھر یہ اُس کو لے جاوے ادھر
 جس کے بدلے میں کیا قدموں سے اُس کے ہم کو دور
 بارِ خوں گردن پہ یاں تک ہے ہوا یہ کوزہ پشت
 کو اکیلے ہیں مگر سے کا نشہ ہے ہم کو خوب
 یہ نہیں معلوم تیرے ہاتھ کیا آتا ہے چرخ
 وصل کیا امید دے دے تجھ کو بہلاتا ہے چرخ
 عاشقوں کے حق میں کیا کیا رحم فرماتا ہے چرخ
 ایسی حرکاتوں سے کج رفتار کہلاتا ہے چرخ
 ہاتھ سے ہم بیکسوں کے کیا تو لکھ پاتا ہے چرخ
 سیکڑوں سر اس پہ عشاقوں کے کٹواتا ہے چرخ
 برق و ابر و رعد سے کیا مجھ کو دھمکاتا ہے چرخ

روزِ جہراں کے تو غمگین یہ چلے ہے جوں کی چال

وصل کی شب اس قدر کیوں جلد پھر جاتا ہے چرخ

﴿203﴾	ن-ب-ر-خ-ش-ع	غزل ندارد
۱۔	۱۱۵-م	لفظ "تو" ندارد
۲۔	۱۱۵-م	برق ابر

﴿204﴾

پھر وہاں آہ میں کہاں اے شوخ
گو کہیں ہیں کہ ہم خدا ہیں ولے
تری تعریف جو کروں میں آہ
میں بہر شکل دیکتا ہوں تجھے
تیرے کوچے میں آ رہوں گا میں
نہیں لگتا سراغ دل تجھ بن
جو مجھے آہ درد ہے پنہاں
مرک نہ ہو وصل تو یہ ہجر کی آہ
خاک میں جب تلک کہ میں جاؤں
اپنی صورت دکھا کسی صورت

میں نے دیکھا تجھے جہاں اے شوخ
تیرے بندے ہیں سب بتاں اے شوخ
ہے بیاں کی کہاں زباں اے شوخ
گو بظاہر ہے تو نہاں اے شوخ
تنگ ہے مجھ پر ہے آسماں اے شوخ
میں نے ڈھونڈا کہاں کہاں اے شوخ
نہیں تجھ پر مگر عیاں اے شوخ
ساری محنت ہے رائیگاں اے شوخ
سر ہے اور ترا آستاں اے شوخ
منتظر ہیں سب انس و جاں اے شوخ

دوسری بھی غزل میں غمگین کے

صرف تیرا ہی ہے بیاں اے شوخ

﴿204﴾	ش-ن-	غزل ندارد
۱۔	ع-خ-و-ب-	شعر ندارد
۲۔	ر-	شعر ندارد
۳۔	م-۱۱۲،	ننگ
۴۔	ر-ع-	شعر ندارد
۵۔	ع-	شعر ندارد
۶۔	ع-	شعر ندارد
۷۔	ر-۷۰،	جو ----- شب
۸۔	ع-خ	شعر ندارد
۹۔	ب-۶۶،	نہ مل جاؤں
۱۰۔	ر-ع-	شعر ندارد
۱۱۔	ب-ع-خ-	شعر ندارد
۱۲۔	ع-	شعر ندارد

﴿205﴾

ہم نے دیکھا بہت وہاں اے شوخ شب کو تو تھا پیٹے کہاں اے شوخ
بات مانوں میں کس طرح تیری اک زباں میں ہے سو زباں اے شوخ
یہ بھی ایک اتفاق حسنہ ہے میں کہاں اور تو کہاں اے شوخ
تو نے غیروں کو وہاں کیا بھلے میں ترہیتا رہا یہاں اے شوخ
کیا کہوں حال رات کا مت پوچھ کہ نہیں قابلِ بیاں اے شوخ
میں بیاں کیا کروں ترا عالم سارے عالم میں ہے عیاں اے شوخ
بد گماں مجھ سے اس قدر ہو تو مجھے ایسا نہ تھا گماں اے شوخ
میں شبنم ہو کم وجود مرا ذرہ گر تو ہو مہراں اے شوخ
ایک مجھ پر نہیں مقرر ہے کچھ تیرا عاشق تو ہے جہاں اے شوخ

ایک غمگین ہی کچھ نہیں مددے

تیرے قرباں ہے دو جہاں اے شوخ

﴿205﴾	ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۱۷۱،	میں
۲۔	م-۱۱۲،	لفظ "ہتا" ندارد
۳۔	ش-۱۷۱،	کیا غیروں کو تولیے قتل وہاں
۴۔	ب-ش-	شعر ندارد
۵۔	ب-۱۷۱،	ذرہ
۶۔	ش-	شعر ندارد
۷۔	ش-۱۷۱،	ایک غمگین پہ کیا مقرر ہے
۸۔	ب-	شعر ندارد

﴿206﴾

وہ رنگ کب کسی یا قوت و لعل کا ہے شوخ
 بتان آذری بندے ہیں سب ترے بخدا
 وہ جان بوجھ کہ ہنستا نہیں ہے شوخ مزاج
 شراب پیوے گرے پر نہ پاک دامن سے
 نہ دیکھی ہم نے دو عالم میں ایک شے تجھ بن
 بجا نہیں ہے مرا ان دلوں دل و ایماں
 کیا ہے تو نے ہی ہر شیخ و برہمن گمراہ
 مدام عشق میں ہم بھی ترے ہیں محو و فنا
 جو رنگ لب پہ ترا سرخ چھپا ہے شوخ
 خدا گواہ ہے اس کا کہ تو خدا ہے اے شوخ
 کہ اک بلا کا ہمارے بھی مدعا ہے شوخ
 عجب طرح کا ترا بھی یہ اتقا ہے شوخ
 کمال مرتبہ تو آہ خود نما ہے شوخ
 تو مرے حق میں کہے تو وہ سب بجا ہے شوخ
 شرایین کا تو ہی آہ رہنما ہے شوخ
 ہمیشہ حسن کو تیرے اگر بٹا ہے شوخ

خفا ہے کس لیے تو اُس پر اس قدر جاناں
 کہ اپنی جان سے ٹٹکیں ترا خفا ہے شوخ

غزل ندارد
 ایک

﴿206﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع-
 الف-۷۳-۱۱۵

و

﴿207﴾

دست گلچیں سے ہے یہ مرغ چمن کی فریاد
سب کو اس آتی ہے یہ آب و ہوا ہی یاں لے کی
ایک تھا سنگدل اور اک لے نرا مجنوں تھا
یہ ہوا جی میں ہے شاید کہ وہاں تک پہنچے
جان آسانی سے دینی مری ہجراں میں دیکھ
کون استاد میاں کون ہے کس کا شاگرد
دل کی رکھ اپنے خبر دل کو کسی کے نہ ڈکھا
یا الہی کہیں اس باغ میں آوے صیاد
کیوں خرابات نہ ساقی ہو ہماری آباد
عشق سے کچھ نہ خبر رکھتے تھے قیس و فرہاد
مرگ کے بعد مری لے خاک کر دینا برباد
رنگ سے مار کے تیشے کو گیا مر فرہاد
اپنے جو کام میں مصروف ہو وہ ہے استاد
ہے یہی ہادی و مولا کا ہمارے ارشاد

وہی وہاں لے اُس کو ملا جس نے کیا جو کہ پسند
وہ گلہ مند ہیں غمگین کہ نہیں جن کو یاد

﴿207﴾	ش-ن-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	خ-۱۱۸	یہ ہے
۲۔	الف-۷۵ م-۱۱۸ ب-۷۰ خ-۱۱۸	یہاں
۳۔	خ-	شعر ندارد
۴۔	الف-۷۵ م-۱۱۸ ب-۷۰	ایک
۵۔	ج	شعر ندارد
۶۔	م-۱۱۷	لفظ "بعد" دو مرتبہ لکھا ہے۔
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	ب-خ-	شعر ندارد
۹۔	الف-۷۵ م-۱۱۸ ب-۷۰	وہاں

﴿208﴾

کچھ عجب آہ ہے مرا میناد توڑ کر پر مجھے کیا آزاد
 کس سے یہ حال دل کہوں جا کر کوئی سنا نہیں مری فریاد
 روتے روتے تمہارے ہجراں میں خانہ چشم ہو گیا برباد
 ملک دل خوب ہے کیا ویراں حق رکھے آپ کے تئیں آہاد
 تیرے سنگ ستم سے میں خوش ہوں اس سے محکم ہے عشق کی بنیاد
 گستاخ فراموش کر دیا تو نے
 لیکن غمگین ہے تری یاد میں شاد

﴿208﴾	م-ب-ن-ر-ع-	غزل ندارد
۱-	الف-۷۷	برباد
۲-	خ-	شعر ندارد
۳-	خ-۱۱۸	گر

﴿209﴾

جو طالب مطلب ہو نہ مطلب کو کرے رسا
تھا مہم جو باطن میں وہ گئے ظاہر ہوا آخر
جو نیک ہے دکھائی اسے دیتے ہیں سب نیک
غفلت میں کہیں بھول کے اسراف نہ کچھ
کم جتنے تعلق ہوں انہیں جان قیمت
نقطے میں حروفوں کی حقیقت کو جو سمجھے
مرباؤں رہوں تو بھی نہ اُس کون و مکاں میں
میں مر کے بھی رہنے کا نہیں کون و مکاں میں
اس شوخ سے بس شے مجھ سے نہ کچھ پوچھ نئے میں

آزاد اُسے کہتے ہیں لارڈ ولاکد
احمد ہے احد اور احد ہے یہی احمد
جو بد ہے سمجھتا ہے ہر انسان کو وہ بد
آگاہی میں کر خرچ گئے ہر اک دم کی تو آمد
مگر غور کرے تو تو ترانہ جسم ہے ازید
اس عقل کا قاتل تری ہو جاؤں میں ابجد
جو اس میں رہے اُس پہ دلائل ہو مرد
یہ مور کے گزرنے کے موافق نہیں مرد
لٹھ پتھر رہی کل اور رہی خوب ہی گد بد

جس کی کہ نہایت ہو نہ حد آہ ہو غمگین

تعریف کروں اُس کی نہیں ہے یہ مری حد

﴿209﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۲۰-ن	مطلب کا نہ طالب ہو نہ مطلب کو کرے رد
۲۔	۲۰-ن	وہ آخر ہوا ظاہر
۳۔	۲۰-ن	۱۱۷-م خرچ
۴۔	الف-۷۴	۱۱۷-م ۲۰-ن ب-۶۹ ایک
۵۔	ر-	شعر ندارد
۷۔	۲۰-ن	نقطے کا حروفوں میں اگر بھید تو سمجھے
۸۔	ب-ن-ر	شعر ندارد
۹۔	ب-ر-م	شعر ندارد
		بر حاشیہ الف-۷۴
۱۰۔	۲۰-ن	اور
۱۱۔	۲۰-ن	کل خوب سی لٹھ پتھر رہی اور خوب سی گد بد
۱۲۔	ب-ر	شعر ندارد
۱۳۔	۲۰-ن	ہے نہ محدود ہے غمگین
۱۴۔	ب-۷۰	اے
	ر-۷۳	نہ حد ہو کوئی غمگین

﴿210﴾

کیوں گریباں سے مجھ مریاں کے ہے اغیار کو ضد
چشم بیمار کو مردم سے ہے جیسا پرہیز
ترے انکار سے وہ مجھ کو نہیں وعدہ خلاف
اکل زمانہ ہے مرا دشمن جانی اے دوست
ساتھ اُس گل کے گیا کس لیے گلشن میں میں آہ
میں ہوں اے ہمدون اک مہر و وفا کا پتلا
بات بھی ٹھہرے دیتا یہ نہیں وصل کی آہ
قتل کو جوں جوں جھکاتا ہوں میں گردن اپنی
عین بے علمی ہے یہ علم ترا اے واعظ

کہ نہیں دامن صحرا سے کسی خار کو ضد
ایسے پرہیز سے ہے اُس ترے بیمار کو ضد
جیسی مجھ سے ہے ترے وعدہ و اقرار کو ضد
کچھ ترے عشق میں مجھ سے نہیں دوچار کو ضد
جو ہوئی مرغ چمن سے گل و گلزار کو ضد
مجھ سے کس طرح نہ ہو مرے جفا کار کو ضد
ہے یہ سرکشوں سے کیوں دورہ دوار کو ضد
اور بھی ہوتی ہے مجھ سے مرے خونخوار کو ضد
یہ غلط ہے کہ غموشی سے ہے گفتار کو ضد

شیخ دوہین کو ہے غمگین موحہ سے یہ ضد
روز روشن سے نہیں جو کہ شب تار کو ضد

﴿210﴾	ن-ب-ش-خ-ر-ع-	غزل ندارد
۱	الف-۷۵-م-۱۱۹	ایک
۲	الف-۷۵-م-۱۱۹	ہمدون ایک
۳	م-۱۱۹	لفظ "سین" ندارد
۴	م-۱۱۹	لفظ "سے" ندارد

﴿211﴾

کچھ نہ کچھ بھید مرا اُس پہ کھلا میرے بعد کہ کھلے رکھنے لگا بند قبا میرے بعد
 سب ہوئے ست وفا ظلم سے عاشق اس کے سخت آوارہ ہوئے سگ مہر و وفا میرے بعد
 اس کے اب ہاتھ سے کی سب نے وفا سے توبہ نہ رہے اہل وفا اہل جفا میرے بعد
 اپنے مرنے سے میں خوش ہوں مگر اتنا غم ہے کس پر اس طرح سے ہوگا تو خفا میرے بعد
 بعد مجنوں کے رکھا دشت کو میں نے آباد ایسے دیرانے میں کون آ کے رہا میرے بعد
 بزم سے اٹھ کے میں بیضا پس دیوار رہا ذکر مرا بھی کسی نے نہ کیا میرے بعد
 ہے مگر مجھ سے ہی عالم کو بقا اے غمگین
 کہ یہ آخر ہے یقین جان فنا مرے بعد

﴿211﴾	ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	۷۲-ر	سست سب ظلم و جفا سے ہوئے اس کے
۲۔	۱۱۸-خ	ہوئی
۳۔	۲۰-ن	ہے غم
۴۔	۲۰-ن	کس پر اسے شوخ تو ہووے گا خفا میرے بعد
۵۔	۲-ب	شعر ندارد
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	۷۲-ر	ذکر میرا نہ کسی نے بھی کیا میرے بعد
۸۔	۲۰-ن	کہ یہ ہو جائے گا ایک دم میں فنا میرے بعد

﴿212﴾

کھلا بھید ہم پر یہ مدت کے بعد کہ راحت نہیں آہ الفت کے بعد
 نہ دیکھا اُس آئینہ رو کو وہاں جب آیا مجھے ہوش حیرت کے بعد
 قیامت تلک میں قیامت کے رنج جو آرام ہے تو قیامت کے بعد
 قیامت کی حسرت ہے اور آرزو کہ دیکھیں گے اُس کو قیامت کے بعد
 جو صورت سے گزرے دلا تو تجھے سمندر طے شہر صورت کے بعد
 وہ کہتے ہیں مجھ کو کہ تو یاد رکھ پشیمیاں نہ ہو جیسے محبت کے بعد
 پلنگ پر رہا شام تک میں پڑا سحر ہمدوم اُس کی رخصت کے بعد
 وہ مجھ سے مکدر بہت تھا مگر صفا اب ہوا اُس کدورت کے بعد
 کیا ہوشیاری نے وحشی مجھے ہوا جب میں ہشیار وحشت کے بعد
 دلا عیش و عشرت میں شامت رکھ خیال بتا کیا ہے پھر عیش و عشرت کے بعد
 یہ سب رنج اذل ہی ہیں عشق میں پھر آخر کو راحت ہے محنت کے بعد

نہ تھی قدر غمگین کی کہتے ہیں وہ

تاسف ہے اب اُس کی محبت کے بعد

﴿212﴾	خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-	شعر ندارد
۲۔	ش-۱۲۱،	آگے چلو تو تمہیں
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	ا-ب-م-ن-ر-	شعر ندارد
۵۔	ر-	شعر ندارد
۶۔	ر-ب-	شعر ندارد
۷۔	ش-ن-	شعر ندارد
۸۔	ش-۱۲۱	کا
۹۔	ر-۷۱	نہ رکھ عیش و عشرت کا اے دل خیال

﴿213﴾

قبا کے وہ نہیں کرتا دا بند
 نہ جب تک دیکھ لے ہدم ہوا بند
 کرے ہے پہلے وہ جب مجھ کو پابند
 تو پھر ہاندھے ہے ہاتھوں کو حنا بند
 کھلا اُس سے نہ جب یہ غنچہ دل
 رہی چلنے سے تب باد صبا بند
 لکھا کیوں دل کی بے تابی کا مضمون
 ہوا پرزے جونہی خط کو کیا بند
 نہیں جاتا تصور دل سے اُس کا
 پری کے میں نے شمشے میں ہے کیا بند
 کوئی فقرا کی حاجت اہل دنیا
 نہیں رکھتا مرا حاجت روا بند
 گلو مت بند کر شمشے کا ساقی
 تو اُس کے بدلے مرا کر گلا بند
 یہ ضد ہے مجھ سے اُس کو دور سے دیکھ
 کرے ہے در بھلا چنگا کھلا بند
 اسیر اپنی ہی وحشت میں ہوں میں آہ
 نہیں کچھ دشت کا مجنوں میں پابند

زیادہ اب زبان شکوہ مت کھول

کر اپنے منہ کو اے شملگیں ذرا بند

﴿213﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
 ۱- ب- شعر ندارد
 ۲- ایضاً۔

﴿214﴾

رکھیں ے کش ہیں سب بوتل کو سر بند
 کر دگشن میں مجھ وحشی کو مت قید
 متید جو نہ مطلق ہو اسے میں
 جو باطن ہے اسے ظاہر ہی میں دیکھ
 نہ کیفیت ہو حاصل دخت رز کی
 کرے گر تو نہ کچھ خطرے کا خطرہ
 کروں پرواز کیا اے ہم صغیر
 در اسرار رکھ یوں دل میں اپنے
 تجھے دیکھا کہیں رشک بہار آہ
 جوے پیوے تو اپنے منہ کو کر بند
 نہیں ہو جائے گی باد سحر بند
 تصور میں کروں کیوں کر نظر بند
 تو اپنی چشم اے ہدم نہ کر بند
 پری بھی کیجیے شیشہ میں گر بند
 تو ہو جادیں ابھی! تیرے خطر بند
 بہت مدت رہے ہیں مرے پر بند
 صدف میں جس طرح رہوے گھر بند
 پڑے ہیں شہر میں جو گھر کے گھر بند

بدل کر قافیہ پڑھ اور کچھ شعر

نہ کر ٹمکیں سخن کا دیکھ در بند

﴿214﴾ ن-ش-ر-ح-ع- غزل ندارد
 ا- م- ۱۲۱۰- بی

﴿215﴾

آزردگی دیوانوں سی اے کلھزار چند
دے وعدہ دروغ سے تسکین چند روز
اُس فصل بھی چمن میں نہ تو ٹھہری عندلیب
مستوں میں شرمسار نہ کر ساقیا مجھے
باہر کبھی تو گھر سے نکل سیر رقص کو
وعدے کی حد بتا دے اگر حشر تک بھی ہو
ہے صرف جبر تجھ کو نہیں یار اختیار
انصاف کر کہ مجھ کو دیے تو نے چند جام

ٹمکیں یہی ہے مجھ کو بھی لہ اب انتظار آہ

دیکھوں کرے دروغ وہ قول و قرار چند

﴿216﴾

وہ گرم گرم اُس سے ملاقات ہے پسند
چھٹی نہیں دو شالے میں گو سو طرح چھپائے
کس طرح تجھ پہ ہاتھ نہ ڈالوں کہ مری جان
فرصت کہاں کہ بات کروں تم سے ہمدرد
وہ خود بخود لٹکتے سخن بے خودی میں آہ
مے کا نشہ ہو جن کو وہ روویں نہ کس طرح

ٹمکیں نشے میں مے کے جو گزرے ہے آہ دم

بس مجھ کو جان و دل سے وہ اوقات ہے پسند

غزل ندارد

﴿215﴾ ب-ش-ن-ر-ح-ع-

"بھی" ندارد

۱- م-۱۲۱

غزل ندارد

﴿216﴾ ش-ب-ن-خ-ع-

الف-۷۴ چمک

۱- طبق م-۱۱۸

نہ نکلنے

۲- م-۱۱۸

﴿217﴾

حق میں مجھ وحشی کے ظالم زلف تیری ہے کند
 شعلہ رُو آ جلد یاں ہے عشق کا بازار گرم
 ہو رسائی کس طرح مجھ ناتواں کی تجھ تک
 مجھ سے اسے کس طرح صحبت موافق ہو بھلا
 تیری قامت سے نہیں طوبی کو نسبت اے نگار
 مرے اعضا موبہ مو ہیں اس کے ہریک مو سے بند
 تا کروں اس دل کو تیری آتش رو پر سپند
 دست ہے کوتاہ مرا اور تیرا در ہے بلند
 میں تو ہوں عزت طلب اور آہ وہ ہے خود پسند
 کیا کہوں اب اور ہوتا ہے سخن مرا بلند
 ہر موٹے کیا پوچھتے ہو حال مجھ غمگین کا
 روز و شب اس عشق کے ہاتھوں سے ہوں میں دردمند

﴿217﴾ م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد،

غزل ہر حاشیہ الف - اس غزل سے خصوصاً پتا چلتا ہے کہ نسخہ الف میں اضافے بھی اسی خط میں ہیں
 جو نسخہ ش کا ہے -

۱۔	الف ۷۶	یہاں
۲۔	ش- ۱۷	ہائے
۳۔	الف- ۷۶	ش- ۱۷ ہمدیوں

﴿218﴾

کھڑا ہے ترا شوخ گلستان کی مانند اور زلف ہے یہ سنبل و ریحان کی مانند
یہ لعل و گوہر پھیکے ہیں بے آب ہیں اُن کو کیونکر کہوں حیرے لب و دندان کی مانند
جو مجنوں مقید ہے ترے ہجر میں اُس کو صحرا و گلستان ہے دندان کی مانند
خورشید کا مہتاب ہمیشہ ہے طفیلی تجھ کو کہوں کیونکر مہ کنعان کی مانند
بت خلیہ چیں کو نہیں دینے کا میں تشبیہ کب ہے وہ صنم اس ترے دالان کی مانند
بس نوح کے طوفاں کی یہ تعریف نہ کہے ہو گا نہ مرے دیدہ گریان کی مانند
دو باتوں میں تم غیر کی مجھ سے نہ رہے وہ تاثیر کسی میں نہیں بہتان کی مانند

یہ عمر کئی عشق میں جس شخص کے غمگین

جانے ہے وہ اب تک مجھے انجان کی مانند

﴿219﴾

ہو میسر کہ جسے اُس گل رخسار کی دید خار ہے آنکھ میں اُس گل و گلزار کی دید
دید عقبی میں ترا وہم ہے صرف اے زاہد ہمیں دنیا ہی میں موجود ہے اُس یار کی دید
جس طرح ہو سکے اُس طرح دلا مان کہا ایک بار اور بھی کر اپنے طرہدار کی دید
جو تری دید میں آوے اُسے دیدار سمجھ تجھ کو گر کرنی ہے اے دل اسی دلدار کی دید
چشم بد دور نہ ہو جائے دلا تو بیمار کچھ دیکھ نہ اُس زگس بیمار کی دید
ایک دم اشک جو دو دن سے نہیں تھمتے آہ کیا روا یار مرے دیدہ خوبار کی دید

ہے ارادہ کہ خرابات میں جا کر غمگین

خوب سے پی کے کریں اُس ہت سرشار کی دید

﴿218﴾ م-ب-ن-ر-ش-خ-ع غزل ندارد

﴿219﴾ م-ب-ر-ن غزل ندارد

حاشیہ الف-۵۵

ا- ش-۵۵ نرے

﴿220﴾

جو سمجھے تو کہ نہیں مجھ سے وہ قریب و بعید
یقین ہے پہنچے وہ تحقیق کے مقام کو یار
مرید کی نہیں ممکن کہ ہو حصول مراد
تر ہے عاشقو واللہ سات دوزخ سے
خبر نہیں ہمیں پیر مغاں سوا اس دم
دیت میں ملتی ہے اکے عمر جادواں اُس کو
دلا فتا ہے ترے حق میں فاتح الابواب
فروخت کر تو دل اپنا خرید جام شراب
تو شب برات ہو شب تجھ کو روز، روز عید
جو مجھ سے وحشی و دیوانے کی کرے تقلید
کرے نہ پیر ہر اک لے آن جب تلک تائید
ہزار مرتبہ ہجراں کا عذاب شدید
گزاری ہم نے ہے کس شغل میں یہ عمر مدید
جو اُس کے ہمدوں تیر نگاہ کا ہو شہید
ہزار قفل کو یہ کھولتی ہے ایک کلید
نہیں جہاں میں بہ از اس کے کچھ فروخت خرید

صفات و ذات ہیں غمگین یہ لازم و ملزوم
عبث ہے کثرت و وحدت کی یار گفت و شنید

﴿220﴾	ن-ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف-۱۶-ب-۷۰/	م-۱۱۹ الف-۷۶ ایک
۲۔	طبق ب	
	الف-۷۶-م-۱۱۹	یک
۳۔	ب-	شعر ندارد
۴۔	الف-۱۶-ب-۷۰/	م-۱۱۹ الف-۷۶ ایک
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	م-۱۲۰،	کھولے

ذ

﴿221﴾

اک ذرا دل کو نہیں کچھ دو جہاں سے انداز
اس قدر ہے لطف مجھ وحشی کو کوچے میں ترے
دید میں اُس شوخ کی جس کو کہ لذت آگئی
دیکھنے میں خوب رویوں کے نہیں وہ حظ ہمیں
لذت اُن کو کچھ یقین کی سالکو مطلق نہیں
خوب رویوں کے نہیں وہ نکیہ دانو میں لطف
قدر کا اپنی زباں پر وہ نہیں ہے ذائقہ
مہر سے لذت ہے کیا شبنم کو جو ہوتی ہے گم
دیشو جس کارواں میں ناقہ لیلیٰ تھا آہ
پھر اسے رہتا ہے ایسا یہ کہاں سے انداز
جس قدر بلبل کو ہووے گلستاں سے انداز
پھر نظر جس پر کرے ہو اُس کو وہاں سے انداز
جو کہ آتا ہے ترے ذکر و بیاں سے گئے انداز
اپنے جو رکھتے ہیں اس وہم و گماں سے انداز
جو مرے سر کو ہے اُس کے آستاں سے انداز
جو مجھے گالی میں ہے اُس کی زباں سے انداز
کاش ہو وہ ہم کو اپنے مہراں سے انداز
آج تک مجھوں کو ہے اُس کارواں سے انداز

اب کسی شے میں نہیں لذت ہمیں جز سے کشی

اٹھ گیا غمگین زمین و آسماں سے انداز

﴿221﴾	ش-ن-	غزل ندارد
۱۔	م-۱۲۳	ایک ذرا کچھ دل کو نہیں-----
۲۔	ب-ر-	شعر ندارد
۳۔	ب-	شعر ندارد
۴۔	م-۱۲۵	میں
۵۔	ب-ر-	شعر ندارد
۶۔	ب-ر-	شعر ندارد

﴿222﴾

یوں خفا ہو کر نہ جا اے میرے جانی العیاذ
 گر خفا ہو جاؤ تو کیا کیا کرم فرماؤ آہ
 موت سے بدتر ہے تجھ بن زندگانی العیاذ
 سا قیاب یہ آیا ہے تو سے دے کہ ہٹ
 آپ کی مشفق ہو جب یہ مہربانی العیاذ
 آہ اُس پردہ نشیں کو پھر بھی تے دیکھوں گا کبھی
 بدلے رحمت سے یہ قہر آسمانی العیاذ
 جان بگ لے ہے مری یہ درد نہانی العیاذ
 ہاتھ سے ہے تیرے اے دیائے فانی العیاذ
 کام کچھ آئی نہ اُس کے تیشہ رانی العیاذ
 مبر غمگین کو نہیں اب کے آہ بن دیکھے ترے
 اور نہ سننے کی نہ طاقت لن ترانی العیاذ

﴿222﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-	شعر ندارد
۲۔	طبق م-۱۲۳	ب-۷۲، تاکہ
۳۔	م-۱۲۳	لفظ "بھی" ندارد
۴۔	ر-۷۳	جان جو لیتا ہے مرا-----
۵۔	ر-۷۳	تو کیا تو حشر کر دیتی ہوا
۶۔	ب-	شعر ندارد
۷۔	ر-۷۳	اک آن
۸۔	ر-۷۳	اور نہ ہے سننے کی طاقت-----
۹۔	ب-	شعر ندارد

﴿224﴾

گر مرا ناز سے وہ شوخ جلاوے کاغذ
 دل کو مرے جل کر وہ دکھاوے کاغذ
 جو کہ لکھے کوئی مضمون مرے نامے کا
 اس سے کہہ دیجو آنسو سے بچاوے کاغذ
 ہاتھ میں اُس کے یہ تو دیجو خط اے قاصد
 کہیں ایسا نہ ہو کچھ گل یہ کھلاوے کاغذ
 گر پڑا ہو کہیں کاغذ تو سمجھ کر مرا
 خاک میں پاؤں سے اپنے وہ ملاوے کاغذ
 جان کا اپنی کردں دوستو اُس کو تحوید
 نامہ بر لے کے وہاں سے اگر آوے کاغذ
 ہول دل جائے یہ جب ہاتھ کا اُس کے لکھا
 گھول کرے میں کوئی مجھ کو پلاوے کاغذ
 جی نہ بھاری کہیں سن کے مجھے ہے یہ ڈر
 سنگدل ہو تو اسے بھی یہ رلاوے کاغذ
 زعفرانی کسی کاغذ پہ لکھوں میں نامہ
 تا اُسے رونے کے بدلے میں ہساوے کاغذ

کوئی محرم نہیں وہاں تک شرم بہت ہے اس کو
 کیسے غمگیں وہ بھلا تجھ کو لکھاوے کاغذ

غزل ندارد	ب-ش-ر-خ-ع-	﴿224﴾
ناز سے گرچہ وہ گل میرا جلاوے کاغذ	۲۱۰-۵	۱
اور ہی رنگ جلے پر وہ دکھاوے کاغذ	۲۱۰-۵	۲
جو کہ مضمون لکھے نامے کا میرے ہمدم	۲۱۰-۵	۳
اور	۲۱۰-۵	۴

﴿225﴾

جس کے خیال لب سے ہو کام و دہاں لذیذ
لذت جو اُس کے ذکر سے آتی ہے دل کو آہ
ہوش و حواس کھاتے ہی پرواز کر گئے
ظاہر ہوئے پہ دوستو پھر وہ مزہ کہاں
وحشت میں جو خموشی سے آتا ہے مجھ کو لطف
شیرینی اُس دہن کی اگر کیجیے بیاں
دے گا کمال لطف نئے میں شراب کے
مجھ کو مزہ خموشی میں ایسا ہے ہمدرد
لگتی ہیں جیسی دل کو تیری گالیاں لذیذ
کیونکہ نہ اُس کے منہ سے لگیں گالیاں لذیذ
ایسا جہاں میں کوئی نہیں ہے بیاں لذیذ
ایسے لگے ہما کو مرے استخوان لذیذ
لگتا ہے دل کو جیسے کہ عشق نہاں لذیذ
ہو گی نہ یہ دیوانے کو آہ و فغاں لذیذ
لب بند سامعوں کے ہوں کام و دہاں لذیذ
ہے یہ کہاں دل بہت اے شہری جاں لذیذ
کتے ہیں جیسے عشق میں آہ و فغاں لذیذ
ہے قد کام طفل میں ایسا کہاں لذیذ

خمگیں جو غم کے کھانے کی لذت بیاں کرے

ہو جائیں سحر و مندوں کے کام و دہاں لذیذ

﴿225﴾	ن-ر-ع-	غزل ندارد
۱-	ش-	شعر ندارد
۲-	ایضاً-	
۳-	خ-۱۱۹	گئی
۴-	ش-	شعر ندارد
۵-	ب-ش-خ-	شعر ندارد
۶-	ایضاً-	
۷-	ب-خ-	شعر ندارد
۸-	م-۱۲۴	"اے" ندارد
۹-	الف-۷۹-م-۱۲۴ ب-۷۲ ہمدردوں	
۹-	حاشیہ ش-۱۸	جیسے کہ عاشقوں کو ہو آہ و فغاں لذیذ
		نسخہ ش میں یہ دونوں مصرعے موجود ہیں
۱۰-	ب-م-ج-	شعر ندارد
		حاشیہ الف-۷۹
۱۱-	م-ب-ج-	شعر ندارد
		حاشیہ الف-۷۹
		یہ نسخہ ش میں پہلے دو اشعار کے مصرع ثانی ہیں جنہیں نسخہ الف میں مکمل شعر کی صورت میں لکھا گیا ہے۔
۱۲-	خ-۱۱۹،	جائے
۱۳-	ایضاً-	وہاں

﴿226﴾

اتنا تو رکھ دل اُس کی عداوت کا اعتبار
نادر ہے جو مشاہدہ ہو بے مجاہدہ
عارف کی چاہیے رہے معنی ہی پر نظر
گر غور سے حقیقت وحدت کو دیکھیے
جب تک مشاہدے میں نہ حاصل ہو تجھ کو ذوق
وہ لوگ بھی کمال ہی بے اعتبار ہیں
میں مر کے آہ خاک ہوا جس کے عشق میں
وہ نذر امتحان ہوا اک نگاہ میں
ہرگز نہیں ہے ان کی کچھ الفت کا اعتبار
وہ اور اس قدر سے مجھے چاہنے لگے
پالے میت خاں کے پڑے یا الہی وہ
ہیں سانپ کے سپولے یہ بات یاد رکھ

جتنا کہ اُس کو ہے تری الفت کا اعتبار
اس رہ میں ہے مشقت و محنت کا اعتبار
اے دل کبھی نہ کچھوٹا صورت کا اعتبار
یہ صرف اعتباری ہے کثرت کا اعتبار
ہرگز نہیں دلا تری حیرت کا اعتبار
رکتے ہیں جو کہ حشمت و دولت کا اعتبار
اُس کو ہوا نہ مری محبت کا اعتبار
جس دل کی آہ تھا ہمیں طاقت کا اعتبار
ناداں ہو جو کرے کسی عورت کا اعتبار
لوگوں کو کیوں نہ اُس کو ہو صورت کا اعتبار
جس کو کہ ہو نواب کا، نفرت کا اعتبار
کچھو دلا یہ میری کرامت کا اعتبار

اُس شوخ کی اسے قد و قامت کو دے دکھا
نہ ممکن جس کو ہووے قیامت کا اعتبار

﴿226﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۷۸	تو
۲۔	ن-۲۱	کیجیے
۳۔	ب-	شعر ندارد
۴۔	ن-۲۱	یک
۵۔	م-ب-ن	شعر ندارد
۶۔	ایضاً	شعر پر حاشیہ الف
۷۔	ایضاً	
۸۔	ایضاً	

﴿227﴾

سنگِ طفلان سے مرا سر ہے برگِ لالہ زار
برگِ لالہ سے ذرا ملنے دے آنکھیں باغباں
دل تڑپتا ہے مرے پہلو میں جو بکل پڑا
تھوڑی تھوڑی ہجر کی کرتا ہوں خو ہر روز میں
اس سے کیا پرسش ہے پھر روز جزا اے واعظا
اے مسلمانو پرسش جس کی کرتا ہے یہ دل
گل کھلایا ہے جنوں نے آئے ایام بہار
یاد آئے ہیں مجھے وہ ناخن پائے نگار
روز و شب ہے بے قراری سے اسے یار و قرار
دل چھڑا لیتا بہت مشکل ہے اُس سے ایک بار
رات دن جس کو رہے ساقی سے اور مطرب سے کار
پھر خدا دکھلائے اُس کافر صنم کو ایک بار
نیند آتی ہے نہ وہ آتا ہے نہ ہوتی ہے صبح
یہ شبِ فرقت ہے غمگین یا یہ ہے روز و شمار

﴿227﴾ ب-م-ن-خ-ع- غزل ندارد
۱- ش-۲۲ دکھلاوے

﴿228﴾

کب تلک دیدار کا تیرے رہوں میں انتظار
خالی گرمی سے محبت کے نہیں ہے کوئی شے
جبکہ تھا ہوشیار میں تب دل مرا بے ہوش تھا
دل ہی جب اپنا نڈر ہم نے کیا اس یار کے
اے قرار دل ترے بن ہے بہت دل بے قرار
عشق کی آتش سے دیکھوسنگ میں بھی ہے شرار
جب ہوا بے ہوش میں تب دل ہوا یہ ہوشیار
دین و دنیا کو تو پھر رہنے دے نامح درکنار
کیونکر مری آنکھ میں سرسبز ہو باغ و بہار
مثل شبنم اڑ گیا دل سے مرے صبر و قرار
اکٹ نئی گردش دکھلاتا ہے مجھ کو روزگار

لکھ غزل اس بحر میں غمگین پر اس انداز کی
سنگدل کا بھی پیچے دل سنے گر ایک بار

﴿228﴾	م-ن-ب-ر-	غزل ندارد
۱۔	الف-۸۷ ش-۲۲	نظر
۲۔	طبق ش-۲۲	
۳۔	ش-۲۲	درکار
۴۔	ش-۲۲	ایک ذرا سا آہ اوس خورشید رو کو دیکھ کر عکس اُس خورشید رو کا دیکھنے سے ہمدسوں
۵۔	الف-۸۷ ش-۲۲	ہمدسوں
۶۔	ش-۲۲	غمگین
۷۔	۸۷-ا	بہر
۸۔	ش-	شعر ندارد
۹۔	الف-۸۷ ش-۲۲	ایک

﴿229﴾

پوچھتے ہیں یار آ دیوار اور در کی خبر
دمدم بھر بھر کے دے تو ساقیا جام شراب
ہائے اُس برگشتہ قسمت پر پھرا اب تک نہیں
وہ سراپا جب سے دیکھا بس یہ حالت ہے کہ آہ
دیکھو اس بے خودی کو سو جگہ جاتے ہیں بھول
وائے وحشت ہائے جس دن سے گئی فصل بہار
کون اس مجمع میں مرے سے کہے گا اُس کو دیکھ
تجھ کو ہو مطلوب آتش اور دے افگر کوئی
نا توانی سے یہ حالت ہے کہ ڈھونڈیں ہیں مجھے
میں نے کچھ جل کر کہا تو بولے وہ ہو کر خفا
پر نہیں لیتا کوئی اس دیدہ تر کی خبر
دم کی اپنے اں نہیں ہے ہم کو دم بھر کی خبر
جب سے دل لینے گیا ہے اپنے دلبر کی خبر
کچھ نہیں ہے ہم کو اپنے پاؤں اور سر کی خبر
جب کبھی جاتے ہیں لینے اُس کے ہم گھر کی خبر
دی نہ گرد و ہاد نے بھی جنگل و بر کی خبر
تفرقہ سا آگیا ہے سُن کے محشر کی خبر
بھٹا نہ جاوے وہ کہیں رکھنا اُس افگر کی خبر
یار جو آتے ہیں لینے مرے بستر کی خبر
آپ کو رہتی ہے شاید سب کے گھر گھر کی خبر

تنگی کا حشر کی تب سے نہیں اُس کو ہر اس
جب سے غمگین نے سنی ساقی کوثر کی خبرؔ

﴿229﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	۱۳۷۰-م	ہج
۳-	نسخہ ۱۱۱ میں یہ ایک ہی شعر درج ہے۔	

﴿230﴾

دلا عاشق ہو تو آہ ایسے قد و قامت پر
 عیاں رو رو کیا محفل میں اُس کے عشق پہاں کو
 سوا اُس سنگدل کے اور کی خواہش نہیں اُس کو
 وہ روٹھائے کیا ہماری بندگی ہی اب نہیں لیتے
 ہزار افسوس اُس کو رحم کچھ ہرگز نہیں آتا
 دل بیتاب نے بے صبر و طاقت کر دیا ظالم
 ہزاروں گنبد نیلی بسان ڈرہ ہیں اس میں
 میں اپنی شکل جب بکھینے میں دیکھوں ہوں کہتا ہوں

کہ جس کا دیکھنا موقوف ہے روز قیامت پر
 دیا آنکھوں نے پانی پھیر مردم مری محنت پر
 یہ دل ایسا ہوا مٹی پڑیں پھر اس الفت پر
 بہت نازاں تھے جن کی آہ ہم صاحب سلامت پر
 تاسف غیر بھی کرتے ہیں ہدم مری حالت پر
 وگرنہ یار بھی نازاں تھے اپنے صبر و طاقت پر
 نظر صاحب دلو کچھ ذرا اس دل کی وسعت پر
 ہوا کس واسطے عاشق بھلا میں اُس کی صورت پر

مکدر تھا کئی دن سے لیکن بات سے شب کی

ہوئی اُس کو کدورت اور بھی غم کی کدورت پر

﴿230﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۳۰-م	لفظ "کیا" ندارد
۲۔	۲۲-ن	محبت
۳۔	۷۷-ب	روٹھے
۴۔	۲۲-ن	انہیں بھی آہ کہتا ہے کہ اس پر رحم مت کھاؤ تاسف غیر کرتے ہیں کبھی گری میری حالت پر
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	-ایضاً-	
۷۔	۱۳۱-م	آئینے میں جب

﴿231﴾

کشتہ ہوا ہے بس کہ وہ اک گلزار پر
 وعدے پر اپنے ہو کبھی اے کاش منتظر
 جب بزم میں وہ چشم سے کرتا ہے حکم صبر
 ہمراہ اے جنوں ترے صحرائے بند کے
 سحری کو گر صبحی کا رمضان میں ڈر نہ ہو
 جب تک فریب و کسر کی اے دل نہ ہو تیز
 در میں سے جھانک جھانک کے جاتا ہے آہ پھر
 قاتل خدا کے واسطے آ اب تو رحم کر
 منصور کا ہے خون ہر اک لوک خار پر
 تا رحم آئے اُس کو مرے انتظار پر
 اک سہ قہر لوثا ہے دل بے قرار پر
 ہے جی میں سیر کیجیے اب کی بہار پر
 تو ساقیا پیا کریں شب کے خمار پر
 غصے پہ خوف رکھ نہ امید اُس کے پیار پر
 وہ شوخ آئے بھی کبھی اپنے قرار پر
 یہ سر ہے آہ ہار مرے جسم زار پر

بیری میں چاہیے رہے کا نشہ چڑھا
 اب نشہ جوانی ہے شکلیں اتار پر

﴿231﴾	ش-ن-	غزل ندارد
۱-	خ-	شعر ندارد
۲-	م-۱۳۳،	حلم
۳-	خ-	شعر ندارد
۴-	ب-خ-ع-	شعر ندارد
۵-	خ-ع-	شعر ندارد
۶-	خ-	شعر ندارد
۷-	خ-	شعر ندارد
۸-	ب-ع-	شعر ندارد
۹-	ع-	شعر ندارد

﴿232﴾

پتھر پڑیں دلا ترے اس نام و ننگ پر
دل کس طرح کشادہ ہو زکس کو دیکھ کر
آتی ہے یاد سخت دے اُس صنم کی جب
آزاد شیخ ہوں میں ترے دو جہان سے
بے اختیار دل نے کہا ہاتھ ڈال بیٹھ
دریا کو بند کوزہ دل میں نہ گر کروں
گر چھیڑوں کچھ نشے میں تو کہتا ہے مجھ کو وہ
پھر خاک تو نے ڈال دی اُس شب کی جنگ پر
مرتا ہوں مردم آہ میں اُس چشم بگ پر
ملا ہوں اپنے سینے کو ہر ایک سنگ پر
کرتا عبث ہے طعن تو مجھ سے نہنگ پر
اُٹتی وہ اُس کی گات جو دیکھی پلنگ پر
کرتی یہ چشم طعن جن اور منگ پر
پھر دیکھ آ گیا تو وہی اپنے ڈھنگ پر

غمگیں بدل کے قافیہ لکھ اور اک غزل

لیکن بشرط اُس کے کہ ہو اور رنگ پر

غزل ندارد	ش-ر-ن-خ-ع-	﴿232﴾
شعر ندارد	ب-	۱-
۸۰-ب	۱۳۳-م	۲-
امنک	ایضاً-	۳-
شعر ندارد	ب-	۴-

اٹھی

﴿234﴾

رکھے قدم وہ فخص تیرے آستان پر اڑنے کی دسترس ہو جسے آسمان پر
ایسی خروش کی مری آہ و فغان پر پھرتی نہیں جو بھی کہیں اُس کے کان پر
دو بار شب کو مجھ سے کہا اُس نے بزم میں اک روز ہم بھی آئیں گے تیرے مکان پر
جیٹے جاتا ہے جس طرح آیا ہوں تم تک ہوتا تھا نہ صبح کہیں پاسبان پر
عقل کہیں ہیں سن کے کہ وحشت ہے اُس کو کچھ جو دل کی بات آتی ہے سنے کوئی زبان پر
بلبل کیا کر آتش گل سے ذرا حذر آتا ہے ترس مجھ کو ترے آشیان پر
جب دیکھتا ہوں اور ہی دکھلائی دے ہے رنگ کس طرح اُس کی شکل چڑھے مرے دھیان پر
رہتا نہیں ہے آنکھ میں ذرہ اُسے وجود پڑتی ہے جب نظر مری کون و مکان پر

غمگین تری شراب نے یہ کیا کیا نشہ

گا ہے زمیں پر ہوں گے آسمان پر

﴿234﴾	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-	شعر ندارد
۲۔	م-۱۲۶	"جی" ندارد
۳۔	طبق م-۱۲۶، ب-۷۳	
	الف-۸۰،	لفظ "جو" زائد
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	م-۱۲۶،	کبھی

﴿235﴾

قرباں کیا ہے دل کو اس ابر و کمان پر مرا جگر سراپے کھیلا ہوں جان پر
 آتا ہے ماہ جیسے رگ ابر کے تلے اس طرح دلف بکھری ہے اس تیرے کان پر
 جس کہ کے ہال ہیں سو وہ جی کا وہاں ہیں ہال اس کے ہال ہیں کہ جو پڑتے ہیں لہران پر
 جب تک جنیں غلامی کریں بندگی کریں قائم رہیں جو آپ بھی اپنی زبان پر
 وعدے پر اُس کے کیا اسے آتا ہے اعتبار مرتا ہوں یارؔ اپنے دل بدگمان پر

غمگیں غزل اک اور بھی لکھ اس طرح کی اب
 تیرے تو یار شعر دھرے ہیں زبان پرؔ

﴿235﴾	ب-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ش-۱۹۰،	لفظ "ہیں" ندارد
۲-	ایضاً۔	غمگیں
۳-	ش-	شعر ندارد

﴿236﴾

تھی لے سب کی نظر رات کو اُس ماہ جہیں پر
 رہتے ہیں فلک پر مہ و حور مدق شب و روز
 مشکل ہے جو اُس کو لے میں گزر ہووے بشر کا
 جس دل میں کہ ہے نام ترا نقش مری جان
 ہوتا ہے ترے آنے سے یہاں لوگوں میں چرچا
 یہ ضدی ہے وہ بت کہ خدا کی بھی نہ مانے
 اور اُس کی نگہ پڑتی تھی لے واللہ ہمیں پرے
 جلوہ کہیں دیکھا ہے ترا یار زمیں پر
 آساں ہے پہنچا اُسے گو عرش بریں پر
 ہے فوق اُسے مہر سلیمان کی نگیں پر
 ہم شب کو بلائیں لے گئے تجھے اور کہیں پر
 جو اُس کی طبیعت کبھی آجائے نہیں پر
 جس کی لے دو عالم میں نہ ہے مثل نہ مانند
 عاشق نہ ہو غمگین کہو کیوں ایسے حسین پر

﴿236﴾	ر-ب-ع-	غزل ندارد
۱۔	خ-۱۱۹،	"ہے"
۲۔	م-۱۳۰،	نظر
۳۔	خ-۱۱۹،	"ہے"
۴۔	ش-	شعر ندارد
۵۔	ش-۵۵،	جلوہ تیرا شاید کہیں دیکھا ہے زمیں پر
	خ-۱۱۹،	جلوہ ترا دیکھا ہے تیرا یار زمیں پر
۶۔	ش-۵۵،	کوچے میں انسان کا گزر ہو
۷۔	خ-	شعر ندارد
۸۔	ن-۲۲، ش-۵۵،	وہ کہتے ہیں گھر میں تیرے آنے کا ہے چرچا
۹۔	ش-۵۵،	میں شب کو بلاؤں گا تجھے اور کہیں پر
۱۰۔	خ-۱۱۹،	بلاویں
۱۱۔	ش-۵۵،	یہ ضدی ہے مانے ہی نہیں میری بھی وہ بات
۱۲۔	خ-	شعر ندارد
۱۳۔	خ-۱۱۹،	کا
۱۴۔	ن-۲۲، ش-۵۵،	عالم میں نہیں مثل کہیں حسن کا جس کے

﴿237﴾

رات کو وہ کہتے ہیں مجھ سے پاس ہمارے آیا کر
 راست میں تجھ سے کہتا ہوں موجود نہیں جز ایک وجود
 سر پہ عشق سے مرے ترے اب تک واقف کوئی نہیں
 برسوں سے ہم دیکھتے تھے کوچھٹیوں جہات میں پھرتے ہیں
 جھوٹی قسمیں مرے سر کی ہر وعدے پر کھاتے ہیں
 زندہ رہا تو مرتے دم تک یہ احسان نہ بھولوں گا
 دن بھر غمگین دل کو اپنے ادھر ادھر بہلایا کر
 الٹی الٹی باتیں واعظ خلق کو مت سمجھایا کر
 بزم میں دیکھ تو اے المستی مجھ کو مے نہ پلایا کر
 چھٹی چھماٹی کھڑا اپنا ہم کو بھی دکھلایا کر
 میں گر بچی کھاؤں کہیں ہیں مری قسم مت کھایا کر
 جب تک میں بیمار ہوں ہدم روز اسے یہاں لایا کر

شب کو نشے میں باتیں مری سن کر غمگین وہ بولے
 تجھ کو قسم ہے مرے سر کی کبھی کبھی آ جایا کر

﴿237﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۱۳۷	سیر
۲۔	ایضاً۔	چھماٹی
۳۔	ب۔	شعر ندارد

﴿238﴾

غمگین سحر و شام تو مے خوب پیا کر
 مگر عشق ہو تجھ کو تو حقیقت پڑے معلوم
 یہ میں نہیں کہتا ہوں کر اِثباتِ خدا کا
 دل مفت دیا ہاتھ سے کچھ ہاتھ نہ آیا
 کیا تجھ کو پلاؤں مجھے کہتا ہے یہ ساقی
 ہر ایک سے ہر ایک طرح چھین لیا دل
 یہ یاد رہے دوست کہ دشمن سے بھی اپنے
 وہاں بزم میں چڑکھا کر وہ کہے ہے
 پلوں سے خرابات کی جاروب کشی کر
 مستوں کے نہ یوں رونے پر اے شیخ ہنسی کر
 پڑے نفی میں اپنی تو نہ اے یار کی کر
 قدموں تک اے شوخ تیری دستِ رسی کر
 لاتا ہے بہت لیل تو ایک تھوڑی سی پی کر
 ہر ایک سے ہر ایک طرح جلوہ گری کر
 ۸۵ مگر ہو نہ سکے تجھ سے بھلی تو نہ بُری کر
 جو تجھ کو کہ ہو اے یار ابھی کر
 رکھ متہم اس لہس کو تو گم گمگین ہمیشہ
 بہتانوں سے لوگوں کے ذرا دل کو بُری کر

﴿238﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر-	شعر ندارد
۲-	طبق-م-ب-ر-	
	الف-	کہ
۳-	ر-۷۳	زہار نفی میں نہ تو اے یار کمی کر
۴-	ر-	شعر ندارد
۵-	الف-۸۱ م-۱۲۸ ب-۷۵	ایک
۶-	ر-	شعر ندارد
۷-	الف	شعر ندارد
۸-	ب-ر-	لفظ "قطعہ" ندارد
۹-	الف-۸۱	چہڑا
۱۰-	حاشیہ الف-۸۱	ر-م-ب- شعر ندارد
۱۱-	طبق-م-	
	الف-۸۱ تو	ندارد

﴿239﴾

اس طرح سے ہر ایک کو گالی نہ دیا کر
اوروں کی طرح پینے سے ہوتی نہیں تسکین
میں سینے کو پھر چاک کیے بن نہ رہوں گا
ہو جس میں ریا خیر نہیں شر سے ہتر ہے
میں اُن کی بلائیں جو لگا لینے تو بولے
مرنے سے اگر پہلے ہی مر جائے تو اے دل
ہوشیار اگر کام میں اپنے ہے تو ہمد
جی چاہے ہے اگر تیرا نشہ کرنے کو ہمد

مکلفی سے تو گفتگو اے یار کیا کر
ساقی تو مجھے جام بہت بھر کے دیا کر
جراح نہ درزی کی طرح سینہ سیا کر
ہرگز نہ کبھی خیر میں اے یار ریا کر
میں صدقے تیرے مری بلائیں نہ لیا کر
تو حشر تک چاہیے مری جان جیا کر
جب تک کہ رہے ہوش مئے ناب پیا کر
تو مے کے سوا اور نشہ کچھ نہ کیا کر

غمگیں جو غزل لکھے قوافی کو بدل کر

اسرار بیاں تھوڑے بہت اُس میں کیا کر

﴿239﴾ ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ش-ن- شعر ندارد

۲- ش-ب-ن- شعر ندارد

۳- ش-ن- شعر ندارد

۴- ن-۲۱۰، غمگیں

۵- ب-م- شعر ندارد

بر حاشیہ الف

۶- ش- شعر ندارد

﴿240﴾

نام ہوں جس قدر کہ ترے گھر میں آن کر
انجان ہائے آج تک ہے وہ مجھ سے شوخ
بوتل گلاس بیٹھتے ہی سٹے جو لیا اٹھا
ہوں جی میں اپنے سخت پشیمیاں کہیں ہیں وہ
ہے تجھ سے عشق پاک مجھے یہ یقین جان
اُس شوخ کی تلاش میں پھر در بدر نہ تو
دے کر قسم کہے ہے وہ کر چچی اپنی آنکھ
کل واں لے گئے تھے پرسوں وہاں آج دیکھیے
پچھتاہا تو نہیں وہ مجھے مہمان کرے
یا اپنی شیطنت سے انجان جان کر
آیا ہے آج دیکھیں وہ کیا جی میں ٹھان کر
کم بخت میں نشے میں تری بات مان کر
اے بدگماں کچھ اور نہ دل میں گمان کرے
اپنے ہی بیٹھے بیٹھے ذرا دل میں دھیان کر
شب کی کسی بات نہ تو کان و کان کرے
کیا کیا وہ چھیڑتا ہے مجھ جان جان کر

شاید لڑائی پھر ہوئی اُس تند خو سے ہائے
غمگیں پڑا ہے منہ پہ جو کھل کو تان کر

﴿240﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۷۴	پچھتاہا
۲۔	ایضاً۔	”کر“ ندارد
۳۔	م-	لفظ ”ہی“ ندارد
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	الف-۸۱	نکر
۶۔	اف-۸۱ م-۱۲۷ ب-۷۴	وہاں

﴿241﴾

رمضاںؑ ہے ہائے ساقی پیویں شراب کیونکر
 اس سے زیادہ دل کو ابٹے مت جلا تو ساقی
 گھر اپنے گر گئے تم ڈھنڈارٹے ایسے گھر میں
 سامع رہے ہے اس کی آواز کی طلب میں
 جرم و گنہ کی خاطر پیدا کیا ہے ہم کو
 جانی نہیں ہے ہم سے تاب رخ اس کی دیکھی
 اور اس سے بن پیے ہم ہوں بے حجاب کیونکر
 اس لطف پر رہے گا پھر یہ کہاب کیونکر
 مرا یہ دل لگے گا خانہ خراب کیونکر
 دے لطف ہم کو مطرب چنگ و رہاب کیونکر
 واعظ بھلا کریں ہم کارِ ثواب کیونکر
 دیکھیں اگر نہ ہدم ہو دل کو تاب کیونکر
 جس کو نہ ہووے حاصل غمگین فنائے فعلی
 جنت میں جائے گا وہ پھر بے حساب کیونکر

﴿241﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۷۴	"ہیے ماہ صوم ساقی پیس ہم شراب کیونکر
۲۔	ایضاً۔	ناحق جلا نہ ساقی
۳۔	الف- ۸۲ م- ۱۲۹ ب- ۷۷	ڈنڈہار
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ر-۷۴،	سامع رہے دل اس آواز کی طلب میں
۶۔	ب-ر-	شعر ندارد

﴿242﴾

پینے دے اب تو بیوں اگر میں شراب پھر
 گر دیکھے شب کو حسن میرے ماہتاب کا
 جو چاہتے ہو کہتے ہو میں کچھ اگر کہوں
 فریاد و نالہ سن کے مرا اس نے یہ کہا
 پیری میں عشق نے یہ دیا ہے مزا مجھے
 گر میرے حال سے نہ تغافل کرے وہ شوخ
 فرصت سے اپنی عمر کی گر ہو خبر تجھے
 غالب کے انتخاب کو جو دیکھے غور سے
 اے مختب یہ کچھ تو احتساب پھر
 لکے نہ دن کو شرم سے یہ آفتاب پھر
 اک لہات کا بھی آئے نہ تم کو جواب پھر
 آیا گلی میں میرے وہ خانہ خراب پھر
 آنے نہ دوں جو آئے وہ عہد شباب پھر
 شاید کہ تو نہ مجھ کو ہو یہ اضطراب پھر
 نظروں میں تیرے ٹھہرے نہ ہرگز حباب پھر
 دیواں سے اپنے کیا وہ کرے انتخاب پھر

توبہ سے تیری توبہ کہ توبہ کیے پر آہ
 پیتا ہے ے کدے میں تو غمگین شراب پھر

﴿242﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
 ا- الف-۸۷-م-۱۳۸ ایک

﴿243﴾

ہر یک قدم کو رکھ دل سرشار دیکھ کر
 کل بزم ے کٹی میں اُس المست نے شراب
 کیا کیا ترا بنے ہے وہ بیمار ہجر آہ
 تاجی میں خوب دل کی نکالیں گے ہم بھڑاس
 ممکن نہ تھا کہ شب کو وہ رہتا یہاں مگر
 اے والے شوق دیکھوں ہوں جوں جوں کہ تجھ کو یار
 صیاد نے بھی دام سے آخر رہا کیا
 گمراہ نہ لوگ ہوں تری رفتار دیکھ کر
 کیا کیا مجھے پلائی ہے تے ہوشیار دیکھ کر
 روتے ہیں جوں جوں اُس کو پرستار دیکھ کر
 پر چپ ہی ہو رہے تری گفتار دیکھ کر
 ناچار رہ گیا مجھے ناچار دیکھ کر
 بڑھتی ہے اور حسرت دیدار دیکھ کر
 اپنا بس آپ مجھ کو گرفتار دیکھ کر

غمگین میں رہک رنج سے بیمار ہو گیا

غیروں کے اُس کو در پے آزار دیکھ کر

﴿243﴾ ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔ ر-۷۵	رکھ ہر قدم تو اے دل سرشار دیکھ کر
۲۔ م-۱۳۱	مے
۳۔ ن-۲۳	کیا کیا ہنسے ہے وہ ترا بیمار ہجر آہ
ر-	شعر ندارد
۴۔ ب-	شعر ندارد
۵۔ ب-ر-	شعر ندارد
۶۔ ر-	شعر ندارد

﴿244﴾

دور سے اے ہدم اُس کے آستانہ کو دیکھ کر
 کیوں ہوا مفتوں نزاکت پر مری کہنے لگا
 ہوئے وہ پردہ نشیں بھی میری چالاکی پہ لوٹے
 ہم نس اُس رشک گل بن لے نہ چل تو باغ میں
 اُس کے گھر جاتے ہی جو گھر میں گیا اے ہدمو
 عشق اُس کا کیا رہے جس کا نہ عالم ایک سا
 ساقیا دو آتھ مجھ کو پلا جلدی شراب
 مجھ سے بن پوچھے یکا یک دل نشانہ ہو گیا
 بزم خواہاں میں گیا اُس کو جو کرتا میں تلاش
 رہ گیا حسرت سے میں بس آسماں کو دیکھ کر
 ضعف کی حالت میں وہ مجھ ناتواں کو دیکھ کر
 بام سے کودا جب اُس کے پاساں کو دیکھ کر
 دم نکل جاوے نہ میرا گلستاں کو دیکھ کر
 رہ گیا حیران سا اپنے مکاں کو دیکھ کر
 مجھ کو آتی ہے ہنسی بلبل خزاں کو دیکھ کر
 ہو گیا دل سرد میرا دو جہاں کو دیکھ کر
 ہاتھ میں اُس شوخ کے تیرو کماں کو دیکھ کر
 اور وہم آیا مرے اُس بدگماں کو دیکھ کر

اس زمیں میں ایک اے غمگین غزل لکھ اور تو

حسرت آتی ہے ہمیں تیرے بیاں کو دیکھ کر

﴿244﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۳۵-م	آستانہ
۲۔	۸۰-ب	پر
۳۔	ب-	شعر ندارد
۴۔	-ایضاً	
۵۔	-ایضاً	
۶۔	-ایضاً	

﴿245﴾

ہر مکاں میں اپنے ہم لامکاں کو دیکھ کر
 باغ سے صیاد اُس کو لے چلا جب دام میں
 کیا کن اکھیوں سے گیا ہے دیکھتا زیرِ زمیں
 ہجر میں مرتا ہوں میں مرنے پر اپنے دوستو
 یہ ہی جی کہتا ہے ہر دم کیجیے اس کبے کا طوف
 ناقہ لیلیٰ سے اُس میں جب نہ پایا کچھ سراغ
 گفتگو شب بزم میں غیروں سے کرتا تھا وہ شوخ
 دل میں سو سو طرح کے آتے ہیں بس وہم و گماں

ہم نے کیا کیا ہے دہرایا آسماں کو دیکھ کر
 مرغی حسرت سے بلبل گلستاں کو دیکھ کر
 بام پر خورشید میرے مہرباں کو دیکھ کر
 مر گیا کیوں میں نہ ہے ہے اس جواں کو دیکھ کر
 ساتی اپنے سے کدے کے آستاں کو دیکھ کر
 قیس مجنوں ہو گیا تب کارواں کو دیکھ کر
 رہ گیا خاموش میں اُس کی دہاں کو دیکھ کر
 بزم عشرت میں اُس اپنے بدگماں کو دیکھ کر

لائے یہ آفت نہ ٹھکیں سر پہ پھری میں کہیں
 کیا ترہمہ جاتا ہے دل اُس کو جواں کو دیکھ کر

﴿245﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۱۳۶ء	مقدم اپنے
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً۔	
۴۔	ایضاً	
۵۔	ایضاً۔	
۶۔	م-۱۳۶ء	لفظ "کے" ندارد

﴿246﴾

قاصدا نامہ یہ اُس کا نہیں تحریر ہے اور
 زلفِ خواباں کی دیوانو نہیں زنجیر یہ آہ
 یوں تو مس ہر کسی اکسیر سے زر ہوتا ہے
 بے تطابق نہیں کچھ فکر سے ہوتا حاصل
 زلف کا اور اور اُس رخ کا جدا ہے عالم
 یہ کبھی دیکھ دلا دل پہ نہ لانا تو خیال
 کچھ زبانی بھی نہیں اُس کی یہ تقریر ہے اور
 جس میں دل ہوتے مقید ہیں وہ زنجیر ہے اور
 جس سے اکسیر ہو س ہو وہ اکسیر ہے اور
 گرچہ تقدیر تو ہے کچھ تری تدبیر ہے اور
 اور ہے آہ سحرِ نالیہ شبِ گیر ہے اور
 کہ خدا اور رسول اور ترا پیر ہے اور

یوں تو رکھتی ہے اثر ہر کوساتی کی شراب

پر مئے ناب میں عمکیں ترے تاثیر ہے اور

﴿247﴾

نہ کر خورشیدِ رو مجھ پر تو یہ جور
 ہوئے ہم خاک اس گردش سے یا رب
 بچے گا ہجر کے دم سے یہ دیکھیں
 خفا ہو ہم سے ادروں سے رہو خوش
 مرے احوال پر ذرا تو کر غور
 فلک کا دیکھے کب تک رہے دور
 کچھ اس دل کا ہے اپنے طور بے طور
 ہوئے بس اور اپنے اور ہم اور

ترے اب ہجر میں مرتا ہے عمکیں

جو تو جاوے تو وہ جیتا ہے فی الفور

﴿246﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف-۸۵ م-۱۳۳ اکثیر

۲- م-۱۳۳ پر

﴿247﴾ ب-م-ر-ن-ع- غزل ندارد

۱- خ-۱۲۰ زور

﴿248﴾

زشت ہو صورت کوئی یا مثل حور فرق کرنا اُس میں اپنا ہے قصور
حق نے قرآن میں خبر دی ہے ہمیں جو یہاں اندھا ہے وہی وہاں ہے کور
جب تلک غائب نہ ہو اپنے سے توٹے تجھ کو ہونے کا نہیں اُس کا حضورؐ
تیری بے ہوشی ہی ہوشیاری ہے بس بے شعوری تیری اے دل ہے شعورؐ
لفظ کچھ دیتی نہیں فصل بہار ہو جنوں کا جب تلک سر میں نہ شورؐ
دشت اُس کی خام ہے پختہ نہیں دونو عالم سے نہ ہو جس کو نفورؐ
ان کے نقوش حادثہ کو یار توٹ صفیہؓ دل سے کر اپنے دور
جو حقیقت پر تجھے کشف ہوگا ان کے نقوشوں کو سمجھ اُس کا ظہور
حال جس کا اس طرح غمگین رہے گا
ہے اے ہر سنگ مثل کوہ طور

غزل ندارد	خ-ع-	﴿248﴾
حق تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے ہمیں	۲۲-ن	۱
غائب اپنے سے نہ جب تک ہو گاتو	۷۳-ر	۲
شعر ندارد	ش-ن-	۳
شعر ندارد	ش-ب-ن	۴
شعر ندارد	ش-ن-ر	۵
شعر ندارد	ش-ن	۶
اس	ش-۲۱	۷
ان نقوش حادثات دہر کو	۷۳-ر	۸
تا حقیقت کچھ تجھے کشف ہو	۷۳-ر	۹
سارے نقوشوں	۷۳-ر	۱۰
جس کو حاصل ہووے اے غمگین یہ بات	ش-۲۱	۱۱

﴿249﴾

نہ کرو یارو! قید کی تدبیر
ہیں یہ پھیلاؤ ایک نقطے کے
خالی پھرتے ہیں سینکڑوں صیاد
ہم بہت معتقد ہیں شیخ ترے
ملتی فرمت اگر بسان حباب
ہے حقارت اسی کی وہ اے دل
سچ کہا تم نے یہ غریب نواز
نہ نصیحت کرے مجھے ناصح
دل کی پروانے اور بلبل کے
توڑے گلچیں نہ باغ میں گل کو
کس پر عاشق ہوا نصیبوں سے
یہ جو مضمون ہے میرے شعروں کا

میری وحشت ہی ہے مری زنجیر
آپ جو چاہیں سو کریں تحریر
ہاتھ آتا نہیں ہے اک ٹھیکر
مے سے کم بھی ہو تجھ میں گرتا شیر
تو نہ رہتے ہوئے سر میں اسیر
سمجھے جو کوئی دوسرے کو حقیر
آپ کے عاشقوں میں میں ٹٹا ہوں شریر
گر وہ جانے کہ کیوں ہوں میں دلگیر
گر خبر اُن کو ہووے عشرِ عشر
شع کا گل نہ لیوے نک پھر گل گیر
اے مری قسمت اے میری تقدیر
اور کی آہ یار ہے تقریر

تو جو ٹٹکیں رہے ہے حیرت میں
کیا کہیں اُس کی دیکھ لی تصویر

﴿249﴾	ن-ش-ع-	غزل ندارد
۱	ب-۷۹	یار
۲	ایضاً-	مجھے
۳	خ-	شعر ندارد
۴	ر-	شعر ندارد
۵	ر-خ-	شعر ندارد
۶	خ-	شعر ندارد
۷	م-۱۳۲	اس
۸	ر-خ-	شعر ندارد
۹	ر-۷۵	آپ نے
۱۰	ایضاً-	ہود میں
۱۱	ر-ب-خ-	شعر ندارد
۱۲	ب-ر-خ-	شعر ندارد
۱۳	خ-۱۲۰	لیون
۱۴	ب-ر-	شعر ندارد
۱۵	ایضاً-	
۱۶	ایضاً-	

ڑ

﴿250﴾

کیجیے مت باتیں اس قدر منہ توڑ ورنہ ہم بھی کہیں گے توڑ کے جوڑ
 آنکھ اٹھا سامنے وہ کب دیکھے بیٹھے میری طرف سے جو منہ مروڑ
 چور ہیں نقد دل کے یہ خواہاں اپنے لے لیجیے آپ مجھ سے دہڑوڑ
 میں نہ دوں گا جواب تو کہہ لے ایک سے لے کر مجھ کو تا بہ کروڑ
 دل مرا توڑ اور مروڑ کٹے آہ اب سنا کہو نہ مجھ کو توڑ مروڑ
 میں نے چھوڑا نہ ہجر میں بھی تمہیں وصل میں تم کو کس طرح دوں چھوڑ
 وہ کہے ہے کہ پھر میں آؤں گا مجھے اب تو خدا کے واسطے چھوڑ
 کام رونے کا جیب سے گذرا اب تو دامن پہ آ رہا ہے نچوڑ

تو نہیں پاکہاز اے غمگین

صاف کہتا ہے سب میں وہ منہ پھوڑ

﴿250﴾	ب-ش-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	خ-	شعر ندارد
۲۔	م-۱۳۹	کر
۳۔	خ-۱۲۰	آپ کیوں
۴۔	م-	شعر ندارد
۵۔	خ-۱۲۰	دل

﴿251﴾

دھیان میں بندے کے صاحب ہیں تمہارے توڑ جوڑ یہ اڑائے آپ نے ہیں سب ہمارے توڑ جوڑ کے
یہ شکستہ گر ہوا تو پھر نہ ہووے گا درست وہ نہیں یہ شیشہ دل جس کو پیارے توڑ جوڑ
در پہ درہاں اُس نے اب ایسا رکھا ہے فیلیا ہم بھی ہدم کرتے کرتے جس سے ہمارے توڑ جوڑ
ہم اڑادیں گے دھوئیں اُس کے بھرے میدان میں غیر کے رہ جائیں گے یہ سب کنارے توڑ جوڑ
غیر کا کیا منہ ہے جو کچھ چیں بھی ہم سے کر سکے انگلیوں میں ہیں ہماری اس کے سارے توڑ جوڑ
کان پر جوں بھی نہیں پھرتی ہے ان باتوں سے کچھ مجھ کو اے ہدم نہ تو اُس کے سارے توڑ جوڑ

توڑ جوڑ اُس پر نہیں چلنے کے تیرے اے رقیب
سیکھ لے تو اور غمگین سے بچارے توڑ جوڑ

﴿251﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

کے نسخہ "ن" میں اس غزل کی ردیف لوڑ جوڑ ہے

۸ ب-۳۳ انگلوں

ز

﴿252﴾

نہ رکھو چشمِ زدن دید سے تو چشم کا ہاز
 کمالِ حسن و ادا شوخِ ختم ہے تجھ پر
 سوا جہاں میں اُس ایک دشمن جاں کے
 ترا ہی دل ہے تری جان بھی ترا ایمان
 نظر کوئی نہیں آتا ہے آہ اے غمگین
 ہوئے تلاش میں عنقا کے طعمہ عنقا
 سوائے اس دل بے تاب و دیدہ گریاں
 رکھا قدم نہ کبھی خاک کشنگاں پر آہ
 یہ غیب سے مرے آتی ہے کان میں آواز
 یہ جو کہ دید میں آتا ہے ہے ترا اعجاز
 نہ کوئی دوست ہے اپنا نہ مونس و دمساز
 کرے ہے کس کے لیے شوخِ غمزہ و انداز
 یہ کس کی کان میں آتی ہے دمبدم آواز
 بزور بے پر و بالے یہ ہم نے کی پرواز
 نہیں ہے بزم میں اُس کی کوئی ترا اغماز
 نہیں ہے خوفِ خدا تجھ کو اے ہتِ طناز

کرے ہے پیری دو عالم سے عقل کو کوتاہ

رکھے ہے صرف یہ ہی ایک وصفِ عمر دراز

غزلِ نثار

﴿252﴾ م-ب-ش-ن-ر-خ-ع-

﴿253﴾

طریق عشق میں جو کچھ کہ ہیں نشیب و فراز
 یقین ہے قصہ مجنوں کو بھول جاوے جہاں
 جو اُس کے ابرو کے محراب پر نظر نہ رکھیں
 مجھے یقین ہے نہیں روٹھنے کا وہ ہرگز
 بغیر دیکھے اب اُس گل کے آہ ہم نفساں
 جو راہ عشق میں آگے قدم بڑھاتے ہیں
 کروں میں کس سے بیاں دل کی اب پریشانی
 بیاں میں خاک نشیں کیسے اب کروں وہ راز
 جہاں جنوں کی کروں اپنے داستاں آغاز
 درست کب ہو بھلا محتسب ہماری نماز
 اگرچہ لاکھ لگایا کریں پڑے غماز
 تن نفس سے کرے ہے یہ مرغ جاں پرواز
 وہ کب خیال میں لاتے ہیں کچھ نشیب و فراز
 جز اُس کی دلف کے کوئی نہیں ہے محرم راز

اگرچہ حسن میں عانی نہیں ترا کوئی
 تو عشق بازوں میں تمکین بھی ایک ہے ممتاز

﴿253﴾ غزل بر حاشیہ الف - ۸۹

غزل ندارد

۲-ب-ن-دخ-ع

بہ

ش-۲۳

ا۔

﴿254﴾

نہ معنی ہوں میں نہ مطرب ساز ہے یہ در پردہ اور کی آواز
 محو رکھ دل شراب و شاہد میں بابِ توبہ ہے تا قیامت باز
 اے ہمہ دلبر و ہمہ جاں بخش دے ہمہ ناز دے ہمہ انداز
 چھوڑ اکٹا دم چن میں اے صیاد نہیں کہتا کہ کر مری پرواز
 دست قسمت ہی ہے مرا کوتاہ ہاتھ کیونکر وہ آئے زلف دراز
 کیوں نہ ہر دم ہو مجھ کو موت و حیات وہ تو جاں بخش اور میں جانناز
 لو رفیقوں میں اپنے پھوٹ پڑی دیدہ و دل بھی ہو گئے غماز
 آسمان و زمین کا اے دل ق مگر برابر ہو یہ نشیب و فراز
 جب کہ ہو جائے گی یہ رہ ہموار کشف منزل کے ہوں گے تب سب راز
 جب کہا اُس نے مجھ سے کون ہے تو ق عرض کی میں نے تب بجز و نیاز
 در پہ چندے تلے سے آپ کے ہوں مقیم ایک مسافر ہوں میں غریب نواز

نہ تو میں پارسا ہوں اے غمگین
 نہ نمازی نہ رند شاہد باز

﴿254﴾	ش-خ-	غزل ندارد
۱-	ر	شعر ندارد
۲-	ب-ر-ع	شعر ندارد
۳-	الف- ۹۰ م- ۱۴۱	ن- ۲۳ ایک
۴-	ب-ر-ع	شعر ندارد
۵-	نسخہ ب	میں پہلی بار "مجکو" لکھا گیا ہے۔
۶-	ن- ۲۲۴	کچھ عجب گرم آہ صحبت ہے۔
۷-	ب-ر-ع	شعر ندارد
۸-	-ایضاً-	
۹-	-ایضاً-	
۱۰-	ر- ۷۶	کچھ دن سے
۱۱-	ن- ۲۳	نہ شرابی ہوں اور نہ شاہد باز

﴿255﴾

نہیں بھولا ہائے فرقت کا روز مجھے یاد ہے وہ قیامت کا روز
 کئے کس طرح ہجر میں ہدموٹے غصب کی ہے شب اور آفت کا روز
 نکلنے نکلنے رہا شب کو دم تری یاد آیا جو صحبت کا روز
 اگر لاکھ تو رنج اب دے مجھے نہ بھولوں گا تیری عنایت کا روز
 ہوا تھا مجھے عشق جب شہ تجھ سے یار نہ تھی وصل کی شب نہ فرقت کا روز
 غم و رنج یہ بھی گذر جائیں گے کتنا جس طرح عیش و عشرت کا روز
 فنا ہو کے شب کو گیا ہے وہ گھر نہیں آج ناصح نصیحت کا روز

وہ آئینہ رو تجھ سے یوں کے ہے بہم

یہ کیا آج غمکیں ہے حیرت کا روز

﴿255﴾	ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۷۵۰	فراموش کیسے ہو
۲۔	الف-۹۰ م-۱۴۰ ن-۲۳ ب-۸۳ ہمدیوں	
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	ا-م-ر-ب-خ-	شعر ندارد
۵۔	ر-۷۵۰	جب آپ سے
۶۔	ر-	شعر ندارد
۷۔	ر-۷۵۰	خود

﴿256﴾

فردغ حسن ہے اے کلخدار روز بروز
 نہ تھی یہ چشم مجھے یوں پھرے گی اس کی چشم
 جہاں تک کہ تپ عشق میں نہیں تھمید
 کیا ہے غیر نے بیزار اس کو جس دن سے
 زیادہ ہجر سے صد چند وصل میں اے دل
 کرے نہ ملکِ دل اے عشق تو مرا تغیر
 بڑھے ہے سبزہ خط سے بہار روز بروز
 تر ہیں پر مرے لیل و نہار روز بروز
 بڑھے ہے اور زیادہ بخار روز بروز
 کم آہ ہونے لگا مجھ پہ پیار روز بروز
 میں دیکھتا ہوں تجھے بے قرار روز بروز
 بڑھے ہے ہائے تیرا کاروبار روز بروز
 فب وصال میں غمگین سے کیا ہوئی تعمیر
 خفا زیادہ جو رہتا ہے یار روز بروز

﴿256﴾ ش-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

ا- م-۱۴۰ کاربار

﴿257﴾

شراب چلتی تھی اُس کی مری جہاں ہر روز
امام ہو نہ کہیں مقتدی کہ مسجد میں
کہیں بھی کاش کسی شکل سے اسے دیکھوں
چمن میں ہم نفساں جو باغباں سے آہ
ہزار بار خفا ایک شب میں جو ہووے
پھٹکنے صبح وہ دیتے نہیں ہیں اب در تک
گہے کرے ہے خفا اُس کو مجھ سے گاہ جدا
خدا کی راہ کبھی ہم کو بھی پلایا کر
اس استخان میں نہ ہو جاؤں میں بہشت نصیب

نشست غیروں اب آرہی ہے وہاں ہر روز
نماز کے لیے آتا ہے وہ جواں ہر روز
پھروں ہوں اس لیے اب میں کہاں کہاں ہر روز
نیا بناتی ہے بلبل اکٹ آشیاں ہر روز
محال ہے وہ رہے مجھ پہ مہریاں ہر روز
بلانے مجھ کو جو آتے تھے پاساں ہر روز
نیا ہی چرخ یہ لاتا ہے آسماں ہر روز
عروج پر رہے ساقی تری دکان ہر روز
کرے ہے اب وہ نیا ایک استخان ہر روز

شراب حصے کی سب کے پیا نہ کر ٹمکیں

ترا کریں ہیں گلہ یار سے کشاں ہر روز

﴿257﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	الف ۹۱ م ۱۳۳	ب ۸۵ ابک
۲-	ب-	شعر ندارد
۳-	-ایضاً-	
۴-	-ایضاً-	
۵-	۱-۹۲،	گلا

﴿258﴾

اگرچہ حسن ہے اس شعلہ رو کا آتش خیز
تو مرے بھی حسن دل کو نہیں ہے اس سے گریز
گلوں کے کھانے کا ہاتھوں پہ اپنے ہے یہ سبب
کہ روز حشر کے کام آئے گی یہ دستاویز
ستارہ جیسے کہ ہوتا ہے ماہ کے نزدیک
تمہارے کان میں موتی ہے اس طرح آویز
مجھے جو خواب میں اس نے دیا ہے جام شراب
پیالہ عمر کا شاید ہوا مری لبریز
تجھے ہے جتنی کہ نفرت شراب و مطرب سے
مجھے تجھ سے ہے اتنا ہی محنت پرہیز
صبح و شام نیا ایک گل کھلاتا ہے
فلک کے دیکھے نہ اے غمگین تو نے رنگ آمیز

﴿259﴾

ہمارے گھر میں وہ آیا ہے مہمان عزیز
دریغ ہم کو نہیں جس سے اپنی جان عزیز
تجھی کو سبھے زلیخا کہ ماہ کنعاں ہے
اگر ہو مصر کبھی اور ہو زمان سٹ عزیز
اگر وہ پردہ نشیں ایک دم رہے مجھ پاس
کروں ثار میں اُس پر سے دو جہان عزیز
وہ دل کے دل میں رہے جب عزیز کو دیکھا
کئے تھے ہائے زلیخا نے جو گمان عزیز
اسیر کر کے زلیخا نے آہ یوسف کو
کہا کہ مجھ کو یہ زنداں ہے بوستان عزیز
مدام فکر میں رکھ اُس کے اپنے دل کو پر
ہمیشہ ذکر میں رکھ اُس کے تو زبان عزیز
کہے ہے پیری میں غمگین کہ ہو جیے عاشق
نظر پڑے ہے جب اُس کے وہ نوجوان عزیز

﴿258﴾ م-ب-ر-ش-ن-خ-ع غزل ندارد

﴿259﴾ ب-ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

س-ن-۲۲۴ زبان

۴-ن- شعر ندارد

﴿260﴾

نشر ہے ایک دھواں دھار اس میں شور انگیز
بھرا ہے جیسے کہ شوق شراب سے یہ دل
بعید اپنے سے ہوتا ہوں جب قریب ہو وہ
یہ ے کدے میں مرے رسم ہے کہ تشنہ کو
شراب و یار ہے داعظ مرے مقدر میں
خزاں سے پہلے وہ ے دے کہ پھر نہ ہوں ہوشیار
نصیب میں نہیں تیرے شراب اے زاہد
کوئی نہ کوئی حسین وہاں نکل ہی آتی ہے

دو آتش سے بھی غمگین تری شراب ہے تیز
مجھے تو جام دے ایسا ہی ساقیا لبریز
خودی کو میری خدا جانے کیوں ہے اُس سے گریہ
کبھی گر آپ پلاویں تو ہو شراب آمیز
نہیں ہے ہاتھ سے قسمت کے گٹھ کو پائے گریز
چمن میں چلنے لگی ساقیا ہوا گلریز
تو جانتا ہے کہ مجھ سے کو ہے اتفاقا پرہیز
گوالیار میں جو دہا کی منڈی ہے دن خیز

تو فصل گل میں گل اپنے کے ساتھ اے غمگین

کہے ہے شیخ کے مت چھوڑ بادۂ گل بیز

﴿260﴾	ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱-	خ-	شعر ندارد
۲-	طبق م-۱۴۳،	ب-۸۵،
۳-	خ-۱۲۱،	ہے مجھ کو
۴-	خ-	شعر ندارد

۱-۱۹، "سے"

﴿261﴾

عجب شرابی ہیں ہر مغاں یہ شور انگیز
سکھائی کون سی بدخونی فارسی یہ تجھے
وہ مے پسند ہے آگاہ ہو مجھے ساقی
جو دس کے کپڑے رنگے تم نے شیخ جی تو کیا
دو آٹھ مجھے تو ساقیا شراب پلا
سوائے اُس کی طرف کوئی پھر کہاں جاوے
مرض وہ کیا ہے تجھے زاہدا بتا مجھ کو
مجھے ڈرا نہ قیامت سے آہ اے واعظ
تو اُس کے چھلے کے گل کھالے ہاتھ پر اے دل
غزل ایک اور بھی مستانہ آج لکھ غمگین

پکارتے ہیں تیرے خاک جو بریز بریز
کہ اپنی بزم سے کہتا ہے تو مجھے برخیز
نشہ ہو جس میں کہ مستانہ بے خود آمیز
ہمیشہ ریش سے درماندہ اپنی ہے رنگیز
کہ تھگی سے جگر میں پھٹکی ہے آتش تیرا
رہے نہ دستِ تعذی سے جس کے پائے گریز
کہ جس کے واسطے سے ہے اس قدر پرہیز
کہ دمدم ہے یہاں عاشقوں کو رستا خیز
کہ روزِ حشر کے کام آئے گی یہ دستاویز
ہر ایک شعر پر اُس کا ہو یار شوق انگیز

لکھ اور تو قوافی میں اب غزل غمگین

نہ کر تو شعر کے کہنے سے اس قدر پرہیز

﴿261﴾ ش-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف ۹۰ م- ۱۴۲ بھونکی

۲- ب- شعر ندارد

۳- یہ مصرع حاشیہ الف- ۹۰ پر لکھی غزل میں بھی مصرع ثانی کے طور پر درج ہے۔

۴- ب-م- شعر ندارد

بر حاشیہ الف- ۹۱

س

﴿262﴾

جب سے غمگین رہے ہے وہ مجھ پاس
اے صبا واسطے خدا کے بتا
مے کو کس طرح چھوڑوں اے زاہد
پھر کسی کی نہیں مجھے پروا
ہو گئی یاس آہ سب امید
جو کہ مفلس ہیں اپنے آپ سے
روز و شب وہ رہے ہے گو مجھ پاس
اور بھی اڑ گئے ہیں ہوش و حواس
آج تجھ میں ہے کس کی یہ بو پاس
اور کوئی نشہ نہیں مجھے راس
ہو اگر پاس بوتل اور گلاس
اب یہ چھایا ہے دل پہ عالم یاس
اُن پر آتا نہیں کبھی افلاس
نہیں اُس پر بھی دل کو ہوش و حواس

ہجر کی اس کے پوچھ مت غمگین
وصل میں آہ جو رہے ہے اداں

﴿263﴾

یوں خط ہے تیرے چاہ زخماں کے آس پاس
جیسے کہ کاه چشمہ جاری کے گرد ہو
اٹھ اٹھ پڑو گے چونک کے اے یار و خواب سے
ہے خاک کشتگاں کی ترے آرزو یہ یار
مرغ چمن نے دام میں صیاد سے کہا
آتا ہے خوف جانے کوئی جاگتا نہ ہو
ظلمات جوں ہوئے چشمہ حیاں کے آس پاس
یوں ہیں مژہ یہ دیدہ گریاں کے آس پاس
سونا نہ کوئی اس دل تالاں کے آس پاس
ہر ہر قدم جو گرد ہے داماں کے آس پاس
افسوس میں پھرا نہ گلستاں کے آس پاس
سوتے ہیں لوگ سب میرے مہماں کے آس پاس

کس طرح بات کیجیے غمگین کہ اب رقیب
اکتہ دو گھڑی ہی رہتے ہیں جاناں کے آس پاس

﴿262﴾ ن-ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب- شعر ندارد

۲- ب-خ- شعر ندارد

۳- خ-۱۲۲، آپ ہی

۴- بر حاشیہ الف-۹۳

۵- ایضاً۔ ہیں

﴿263﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- م-۱۳۳ ہوں

۲- ن- شعر ندارد

﴿264﴾

ہیں کئی طرح کے ہدم مجھے دلدار کے پاس
 کر چکے بند پرستار جب اُس کے آنکھیں
 دیکھ سکتا نہ غم ہجر میں ایسا بے تاب
 فصل گل میں بھی نہ صیاد نے چھوڑا ورنہ
 مجھ میں طاقت نہیں اس بار کم آزاری کی
 مجھے دیوانہ کیا صحبت ہوشیاروں نے
 دیکھ کر گل کو مرے سیر ہے یہ مرغ چمن
 مر گیا داغ جگر کو وہ سمجھ کر کٹش
 ورنہ بیٹھا ہوں میں ہر یک بت عیار کے پاس
 تب وہ آیا کہیں اُس عاشق بیمار کے پاس
 زہر بھی آہ جو ہوتا مرے غم خوار کے پاس
 آشیاں ہم بھی بناتے کسی گلزار کے پاس
 لے چلو مجھ کو کوئی میرے دل آزار کے پاس
 وائے اے عقل نہ بیٹھا کسی سرشار کے پاس
 ٹھہرتا ایک نہیں ہے گل و گلزار کے پاس
 کیوں میں کم بخت گیا مرغ گرفتار کے پاس
 سب علاج سر شوریدہ تیرا ہو غمگین
 اس کے جب ک بیٹھے دیوے کوئی دیوار کے پاس

﴿264﴾	ب-ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر-	شعر ندارد
۲-	ایضاً	
۳-	ایضاً	
۴-	ایضاً	
۵-	ر-	شعر ندارد
۶-	ن-۲۵	سیر ہوتے ہی چمن جھوڑ کے جب مرغ چمن آن بیٹھے ہیں سرے اس گل رخسار کے پاس سر شوریدہ کا ہو جائے علاج لے غمگین
۷-	ایضاً	مگر

﴿265﴾

بیٹھتے تھے چھیڑنے کو جس کے ہم مل کے پاس
 روح مجنوں اب تلک بھی کاروانِ نجد کے
 دوستو مانع نہ ہو اس وقت میرے قتل کے
 یہ تماشا بھی ہے عجوبہ تو اے قاتل ذرا
 تا تجھے معلوم کچھ اپنا ہو نقصان کمال
 یہ طرح ہے اُس مسلمان کی جو بے ایماں مرے
 مجھ کو یہ دھڑکا ہے تجھ کو ہو نہ جاوے ہول دل
 خیر اپنے دین و ایماں کی اگر درکار ہے
 اب کھڑے رہنے نہیں دیتا ہے وہ محفل کے پاس
 ایک گرد و بادی رہتی ہے ہر محل کے پاس
 آج آنکھیں باندھنے کو کچھ نہیں قاتل کے پاس
 رقص ببل دیکھ اپنے ٹھہر کر ببل کے پاس
 کر بسر اوقات چندے تو کسی کمال کے پاس
 ڈوبتا ہے آ کے کوئی جس طرح ساحل کے پاس
 ہاتھ مجھ بے تاب کے لانا کہیں سلامت دل کے پاس
 دوستو مت بیٹھو تم عالم جاہل کے پاس

شاید اے غمگین نہیں بحر فنا کے وار پار

جو شادور کوئی پہنچا ہی نہیں ساحل کے پاس

﴿265﴾	ش۔ر۔ن۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ب۔	شعر ندارد
۲۔	طبق م۔ ۱۴ ب۔ ۸۸	
	الف۔ ۹۴	”نقصان کمال“
۳۔	خ۔	شعر ندارد
۴۔	ب۔ ۸۸	نہیں
۵۔	خ۔	شعر ندارد

﴿266﴾

کہیں جنوں نہ ہو بھراں میں ہے یہ خوف و ہراس
زباں ہو بر بن مگر مرا ادا مجھ سے
اسی پہ دعویٰ دیدار تھا دل کم ظرفی
نہ بھولیو کبھی دل سے معافی لاجول
امید جتنی تھی وہ بھی تمام یاس ہوئی
مجھے وہ بزم میں جب دیکھتے ہیں کہتے ہیں
ہزاروں آتے ہیں اس دل میں خود بخود وسواس
نہ اُس کی لذت آزار کا ہو شکر و سپاس
اُڑے بس ایک نگہ میں ہیں لڑے ہوش و حواس
کرے ہے دُخل ہر انساں میں دمدم خناس
ہوا یہاں تک اس دل کو ذوق حسرت و یاس
یہ لوگ آتے ہیں کم بخت کس لیے مجھ پاس
کرے وہ ہاتھ مرے آئے کس طرح عملیں
نہ کر سکے جسے چشم خیال بھی احساس

﴿266﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن-۲۴،	اسی پہ ذوق تھا دیدار کا دل کم ظرف
۲۔	طبق ن-۲۴،	
	الف-۹۲ م-۱۳۵	”ہے“
۳۔	۹۲-۱	ہواس
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	ن-۲۴	”مگر“

﴿267﴾

جس کو ہولہ ہجر کا آزار بس پھر نہ جیٹے ہائے وہ بیمار بس
 دل تو دیا جان میں دوں کس طرح جان پہ میرا نہیں دلدار بس
 قید دو عالم سے میں آزاد ہوں آپ ہی اپنا ہوں گرفتار بس
 نوح کا طوقاں بھی کیا تو نے مات بس مرے اے دیدہ خونبار بس
 ساقی پلا جتنی کہ چاہے شراب میں نہ کہوں گا کبھی اے یار بس
 آرزو اب ہے یہی وقت اخیر ف پھر میں تجھے دیکھ لوں اے گیار بس
 جنت و دوزخ سے نہیں کام کچھ مجھ کو واں ہے ترا دیدار بس
 جتنا کہ مدہوش ہے غمگین ترا
 اتنا تو میٹوار ہو ہوشیار بس

﴿267﴾	م-ن-ب-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۲۵۰۔	عشق
۲۔	-ایضاً۔	بچا
۳۔	خ-۱۲۲۔	رہے اب
۴۔	-ایضاً۔	ایک

﴿268﴾

آنے کی احتیاج نہیں تیرے یار بس
 سینے میں ٹھہرتا نہیں دم اضطراب سے
 بیزار کل کی طرح نہ ہو صبح پھر کہیں
 تو خم کے خم پلا دے اگر ساقیا مجھے
 مت اور ہوش رکھ طلب سے کشی سوا
 اب واسطے خدا کے نہ دیواؤ پنڈلیاں
 ہے سے کشوں میں فرق یہ اب مجھ خراب میں
 آنا تمہارے گھر میں ہے مجھ پر بھی جبراب
 کرتا ہے ہم کو صرف تیرا انتظار بس
 کب تک یہ اضطراب دل بے قرار بس
 رہنے دے مجھ کو یونہی بہت کر نہ پیار بس
 کم ظرف کی طرح نہ کہوں ایک بار بس
 سے کش زیادہ اس سے نہ رہ ہوشیار بس
 کل کے ہی دابنے سے ہوں میں شرمسار بس
 ساقی نٹے کو ان کے ہے میرا خمار بس
 دل پر مگر کچ نہیں ہے میرا اختیار بس

ساقی نے خم کے خم تجھے غمکس پلا دیے
 لیکن کبھی نہ تو نے کہا میرے یار بس

﴿268﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۸۸	کرتا
۲۔	ر-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	-ایضاً-	
۵۔	ر-ب-	شعر ندارد
۶۔	ر-۶۰،	آنا تمہارے گھر میں بھی ہے مجھ پہ اب جبر
۷۔	-ایضاً-	نہیں مگر
۸۔		نسخہ ع میں اس غزل کے صرف دو شعر ہیں

﴿269﴾

دل مرا نالاں ہے اُس کے ہجر میں مثل جس
 ہیکر میں بھی نہیں ہوتا یہ ہے شیریں دہن
 اس جنوں کے ہاتھ سے ہے اس قدر یہ جاں بنگ
 ہے عصائے آہ بس مولس ترا اے ناتواں
 اے مہوس مبر ہی اکیر ہے حق میں ترے
 مرغ دل میرا بھی آخر اس میں آکر پھنس گیا
 تیرے ان شیریں لبوں کی ایسی خواہش ہے مجھے
 رشک سے ہوتا ہے دل خوں اے حنا تو ہاتھ میں
 گو کہ تھا مجنوں ترہنہا انتظاری میں ولے

پر میری فریاد کا کوئی نہیں فریاد رس
 اس شکرخند میں ترے ہم نے جو دیکھا ہے رس
 جسم بھی اپنا مجھے معلوم ہوتا ہے نفس
 چل طریق عشق میں کیا دیکھتا ہے پیش و پس
 کیمیا کے واسطے پھرتا ہے کیوں تو بوالہوس
 ہم صغیر و دام الفت میں نہیں چلتا ہے بس
 قد کی رکھتے ہیں جیسے آرزو مورد نکس
 اس کے رہوے اور میری پانک نہ ہووے دسترس
 محمل لیلیٰ سے آئی پر نہ آواز جس

لکے مرتے وقت دل سے نام تیرے دوست کا
 اب جناب حق میں غمگین کے یہی ہے ملتس

﴿269﴾ ن-۴-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد
 ۱- ش- شعر ندارد
 ۲- ش-۲۶۰- ہوی

﴿270﴾

لے گئی ایسی اڑا کر رہ سے منزل کی ہوں
 زابدا میں تو پیا کرتا ہوں روز و شب شراب
 دلو عالم سے تجھے جب تک فراموشی نہ ہو
 مجھ سے تشنہ کام و بے تسکین کو تو ساقیا
 عقل کے ہاتھوں سے یہ مرغ دل وحشی ہے تنگ
 ہے گرفتاری نصیبوں کی نفس ہو خواہ باغ
 ساقیا جس کے لیے پوشیدہ رکھتا ہے شراب
 یوں کہا مرغ چمن نے دیکھ گلشن کو خراب
 حوصلہ اُن کا عجب تھا من گئے و سلوئی چھوڑ کر
 گر دلا بے جہد تیرے ہاتھ آوے نان خشک

کارواں سے اب نہیں آتی ہے آواز جس
 کچھ تو قاضی ہے میرا یا محتسب ہے یا عسس
 یاد سے غافل نہ رہ اُس شوخ کی تو یک نفس
 آپ ہی دیتا ہے مے اور آپ ہی کہتا ہے بس
 جسم بھی اپنا اسے معلوم ہوتا ہے نفس
 کیا کریں اے ہم صغیر اب کیا کریں اے ہم نفس
 پینے والا مے کدے میں کون ہے ہم سے سرسٹ
 صید کچیں کاش ہم ہوتے کہیں اے ہم نفس
 مانتے تھے جو خدا سے فوم و قنا و عدس
 تو برنج و مرغ کی ہرگز نہ کرنا کچھ ہوں

ہم گئے ایسے کڑھ رستے کراہ عشق میں
 کوئی بھی سالک ملا نہیں نہ ہرگز پیش و پس

﴿270﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

- | | | |
|----|---------------------|-------------------------------------|
| ۱۔ | ب-۸۷ | ہی |
| ۲۔ | ر- | شعر ندارد |
| ۳۔ | -ایضاً- | |
| ۴۔ | طبق م-۱۴۷ ب-۸۷ ر-۷۷ | |
| | الف- لفظ "و" ندارد | |
| ۵۔ | ر-۷۷ | ہاتھ آجائے اگر بے جہد اے دل نان خشک |
| ۶۔ | ر- | شعر ندارد |

﴿271﴾

لے کے دل ہر چند نگلی میرے جانی کی ہوں
وصل کی شب کی تمنا روز ہجراں میں مجھے
دین و دنیا کی کچھ اے ہدم نہیں خواہش مجھے
در سے اس کے میرے اٹھنے کا ہے زور خود
دیکھ وہ چاہ زخماں خشک یہ ہوتے ہیں لب
تیری تسکین کو نشانی کم ہے کیا داغ جگر
پر مرے جی میں ابھی ہے جانفشانی کی ہوں
یوں ہے جوں پیری میں ہووے نوجوانی کی ہوں
صرف ہے اس ماہ رو کی مہربانی کی ہوں
اس لیے مجھ کو بہت ہے ناتوانی کی ہوں
کس طرح تشنہ کو ہدم ہو نہ پانی کی ہوں
اور کیوں کرتا ہے اے دل تو نشانی کی ہوں

آرزوئے مرگ ہے اس ہجر کے ہاتھوں سے آہ
اب نہیں غمگین مجھے کچھ زندگانی کی ہوں

﴿272﴾

مال و زر کی جس کے دل میں یار آتی ہے ہوں
جس کے دل میں کچھ دنیا کی ہوں ہوتی ہے آہ
بیش و عشرت پر کسی کی جو حسد کرتے ہیں یار
دیکھ تو اس بحر دنیا میں کہ مانند حباب
جو سمجھتے ہیں کہ ہے یہ دولت باطن کی چور
ان سے البتہ ذرا آنکھیں چراتی ہے ہوں

اس ردیف اور بحر میں غمگین غزل اک لکھ لکھ
تیرے دل میں شعر کہنے کی گر آتی ہے ہوں

﴿271﴾ م-ب-ر-ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ بر حاشیہ الف-۹۵

۲۔ ایضاً۔

﴿272﴾ م-ب-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ ش-۱۲۵ کے

۲۔ حاشیہ الف-۹۵

۳۔ الف-۹۵ ش-۱۲۵ ایک

۳۔ ش-۱۲۵ لکھ غزل اور بحر میں غمگین نہ اس انداز کی

ش

﴿273﴾

کہیں آ بھی چکے بہار اے کاش ہو جنوں مرا پردہ دار اے کاش
 مفت کر بیٹھے جان کا نقصان کرتے دل کا نہ کاروبار اے کاش
 صید لاغر کہیں نہ کہلاؤں کر چکے جلد وہ شکار اے کاش
 دونو عالم سے ہو گیا بیزار ہائے کرتا نہ اُس کو پیار اے کاش
 ایک دل تھا سو وہ بھی کھو بیٹھا مجھ سے ہوتا نہ وہ دوچار اے کاش
 رنج کیا کیا اٹھائے وہاں جا کر دل نہ کرتا یہ بے قرار اے کاش
 رو جہاں تک ہو گرم گرم اے چشم لکے دل کا کہیں بخار اے کاش
 ہے یہ اب آرزو کہ مجھ کو رہے اُس کی باتوں پر اعتبار اے کاش

ہوئے ٹمکیں نظر میں سب کی حقیر

واں نہ ہم جاتے بار بار اے کاش

﴿273﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب- شعر ندارد

۲- ایضاً۔

۳- ایضاً۔

۴- الف- ۹۸ م- ۱۵۱ ب- ۹۱ وہاں

﴿274﴾

نہ ہر کرتے تجھے کہتے ہیں مرید اے کاش
 نہ متقی ہی کہا جائے نے خراباتی
 نہ ہو سکے گی تلاش اُس کی تم سے اے یارو
 نہ جب تک کہ ہو اعیان علم میں اُس کی
 قدم نہ کوچہ جاناں میں بے سرو پا رکھ
 شراب سے اسے دھوتا رہا ہوں میں ہر دم
 امید و بیم سے ہجراں و وصل کے اے دل
 شراب کا تجھے کیا ہی ہو نشہ لیکن
 عجب ہے عقل جو ہوتے ہیں منکر صانع
 جو جان بوجھ کے مضمون چا کسی کا لے

تماشہ میں ہے غمگین تو صاف اور ادبаш
 عجیب وضع کی تیری یہ ہے خراش و تراش
 تلاش اُس کی کرو جس نے کی ہو اُس کی تلاش
 بنائے نقش کو کس طرح واعظا نقاش
 رکھے نہ ہاتھ پہ جب تک تو اپنے سر کو تراش
 ہوئی ہے جب کہیں کچھ کم یہ دھم دل کی خراش
 کبھی نہ کھائیو غم تو نہ ہو جیو بٹاش
 نہ راز دل کو کبھی کچھ تو اپنے فاش
 نقوش کون بناوے کے اگر نہ ہو نقاش
 وہ شاعروں میں نہیں یار کچھ کم از ہاش

وہ میزان ہے تیرا تو ہے مہماں غمگین
 جو تجھ کو دے اسے بے شبہ کر تو اپنی معاش

﴿274﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر-	شعر ندارد
۲-	ایضاً-	
۳-	ر-ب-	شعر ندارد
۴-	ایضاً-	
۵-	ایضاً-	
۶-	ب-۹۲	کبھی
۷-	ر-۷۸	بنائے
۸-	ر-	شعر ندارد

﴿275﴾

بلبل ہے اگر بہار سے خوش ہم اپنے ہیں گلزار سے خوش
 دنیا میں جو غور کر کے دیکھا کوئی نہیں اپنے یار سے خوش
 گو آئینہ ساں کلی ہیں آنکھیں لیکن ہوں میں انتظار سے خوش
 وعدہ تو کرو وفا نہ کچھ تو دل ہو مرا قرار سے خوش

اُس گل کا دیوانہ جو ہے غمگین

کیا خاک ہو وہ بہار سے خوش

﴿276﴾

تصور میں جو آیا شب کو وہ دوش رہا میں دا کیے تا صبح آغوش
 اگر پینا تجھے وہ جام ے ہے فلک کا لے اٹھا سر پر سے سرپوش
 دہن کی اُس کے ہدم بات مت پوچھ سخن گو سے یہاں خوش گو ہے خاموش
 خدا جانے کہ مجھ کو کیا ہوا ہے پڑا دو دو پہر رہتا ہوں بے ہوش
 دیوانو لو خدا حافظ تمہارا کہ ہے اس فصل میں گل بر سر جوش
 نہ دیکھیں جو سنے اُس کی نہ آواز تو پھر کس کام کے ہیں دیدہ و گوش
 نہ کیوں ہو گھر مسلمانوں کے ماتم ہوا ہے ہائے وہ کافر سیہ پوش
 رہے یہ بزم و شب تا روز محشر کہ میں تو مطرب و ساقی ہیں مدہوش

نہیں لے جز نام حق غمگین کو کچھ یاد

پڑھا جو تھا ہوا وہ سب فراموش

﴿275﴾ م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

﴿276﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ نسخہ ع میں اس غزل کا ایک یہی شعر شامل ہے

۲۔ ن-۲۵۰، اب

﴿277﴾

کس نے بت سے میں رہتا ہوں یہ دن رات ہم آغوش لے
 شر خیر کی کرتا نہیں عالم پرستے اضافت
 آگاہ ہوں حالات سے کس طرح ہم اپنے
 ہر آہل دل میں ہوا ہے مرے سوراخ
 مجھ تشنہ کو سیراب کرد آب عنب سے
 دے دار کے سر پر سے مجھے اپنے تو اکٹے جام
 وہ گوش جو ہوتا ہے تو ہوتا ہوں میں سامع
 اُس رشک گل اپنے کی جہاں ہوتی ہے آمد
 ہر گز نہیں واللہ کچھ اس کاٹ بھی مجھے ہوش
 یہ پیر مغاں سے کٹو بت کا ہے خطا پوش
 اُس شوخ کی ہوتی ہی نہیں یاد فراموش
 دیکھا ہے تیرا جب سے کہ لولوی بنا گوش
 اے منچھ اس فصل میں رز کا ہے بہت جوش
 مشہور ہوں سے خواروں میں تا خاص بلاوش
 سامع جو وہ ہوتا ہے تو ہوتا ہوں میں پھر گوش
 سب مرغ چن باغ میں رہ جاتے ہیں خاموش لے

عمکیں کو رہی قدر نہ کچھ خرقے کی اپنے
 دیکھا ہے کے تجھے جب سے کہ اے شوخ قبا پوش

﴿277﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔۷۷۰	کس شوخ سے رہتا ہوں میں دن رات ہم آغوش
۲۔	ر۔۷۷۰	اس شے کا مجھے ہوش
۳۔	ر۔۸۰۰	۴
۴۔	الف۔۹۷ م۔۱۵۰ ب۔۹۰	ایک
۵۔	ر۔	شعر ندارد
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	ر۔۷۸۰	ہو

﴿278﴾

ساقی وہ ہم کہاں ہیں کہاں ہے وہ ناؤ نوش
دیکھا جہاں تجھے نہیں رہتا ہے مجھ کو علم
ے کا جہاں میں کوئی خریدار ہی نہیں
دل کا کسی کے حال اگر تجھ پر کشف ہو
وہ آہ و نالہ آہ کہاں درد دل کہاں
دل سے بھی بات کرنے کی طاقت نہیں مجھے
اس کی شنید و دید کے ابٹا اشتیاق میں
یاں! ے کشی کے کس میں رہے ہیں حواس و ہوش
ہر طرح میرا علم ہوا تیرا پردہ پوش
بیٹھے ہیں سب دکالوں میں بے کار ے فروش
لائق ہے اُس کے شکر میں تو رہوے پردہ پوش
وہ جوش نوجوانی کہاں اور وہ خروش
بیٹھا رہوں ہوں بند کئے چشم بس خموش
اپنا ک تمام جسم سراپا ہے چشم و گوش
غمگین غزل لکھ اور اسی قافیے میں تو

لیکن نہ ہو یہ بحر رکھ اتنے حواس و ہوش

﴿279﴾

جسے بس دیکھتے ہی جائیں اڑ ہوش
ترے اس عشق کی آتش سے ہر دم
شب ہجراں میں بس جز نالہ و آہ
رہے کب صبر جب وہ ہو ہم آغوش
اٹھے ہے شعلہ رو دل میں مرے جوش
نہیں رہتا یہ دل اک دم بھی خاموش
ہمیشہ یاد ہے غمگین کو تیری
کیا ہے گو اسے تو نے فراموش

﴿278﴾	ش۔	غزل ندارد
۱۔	الف۔ ۹۶ م۔ ۱۳۹ ن۔ ۲۵ ب۔ ۸۹	یہاں
۲۔	ع۔	شعر ندارد
۳۔	خ۔ ن۔ ع۔	شعر ندارد
۴۔	ن۔ ۲۵	وہ اب کہاں جوانی کہاں جوش اور خروش
	ر۔ ۷۷	وہ جوش نوجوانی کہاں وہ کہاں خروش
۵۔	ر۔	شعر ندارد
۶۔	خ۔ ۱۲۲	بس
۷۔	م۔ ۱۵۰	اپنا یہ جان و جسم
	ن۔ ۲۶	غمگین کا جان و جسم سراپا ہے چشم و گوش
۸۔	ن۔ ع۔	شعر ندارد
﴿279﴾	م۔ ب۔ ن۔ ر۔	غزل ندارد
		غزل پر حاشیہ الف۔ ۹۹

﴿280﴾

گر دل تجھے ہو اُس گل رخسار کی خواہش پھر باغ جہاں کی نہ ہو گلزار کی خواہش
 ہو شربت دیدار اسے جلد میسر ہے یہی ترے ہجر کے پیار کی خواہش
 کعبہ وہی جاتا ہے صنم چھوڑ کے اپنا اے شیخ جسے ہو در و دیوار کی خواہش
 باری نہیں آتی ہے مرے قتل کی افسوس پوری ہو الہی کہیں خونخوار کی خواہش
 تاحشر نہ پھر ہوش ہو وہ جام دے ساقی بس یہ ہی ہے میرے دل سرشار کی خواہش
 قاتل میری آنکھوں کو دم قتل نہ کر بند بر لاتے ہیں سب اپنے گنہگار کی خواہش
 بوسے کی بہت اس سے کیا کر نہ تمنا اُس شوخ سے اچھی نہیں ہر بار کی خواہش
 پیار سے بد تر ہے وہ دل ہموں والا جس دل کو نہ ہو عشق کے آزار کی خواہش
 لکھ اور غزل تمکینِ توانی کو بدل کر
 ہے ہم کو نہایت ترے اشعار کی خواہش

﴿280﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد
 الف-۹۹ ہمدون

﴿281﴾

مت ڈر کہ نہیں اور کسی بات کی خواہش
 بیمار ہے وہ دل کرے پرہیز سے پرہیز
 عالم میں جو کرتا ہے بہت عشرت و عیش آہ
 جس طرح گذرتی ہے ترے وصل میں میری
 اس راہ میں یہ دام ہیں نہ ہونا نہ گرفتار
 ہے آرزو اس وقت کی دیکھوں تجھے جس وقت
 ہم مستوں کو خود شے کی بھی خواہش نہیں زاہد
 طاعت اسے کہتے ہیں کہ اپنے سے نہ جانے

گر ہے تو تیری صرف ملاقات کی خواہش
 جس دل لے کو نہ ہو یا خرابات کی خواہش
 مضر اسے ہوتی ہے مکافات کی خواہش
 کم بخت ہو جس کو ہو اس اوقات کی خواہش
 اے دل نہ کہی کچھ کرامات کی خواہش
 کچھ دن سے غرض مجھ کو نہ کچھ رات کی خواہش
 ہو تجھ کو مبارک یہ عبادت کی خواہش
 طاعت کو بھی تو اور یہ طاعات کی خواہش

نقصان کی تکمیل ہوئی جب سے کہ غمگین
 تب سے نہیں کچھ ہم کو کمالات کی خواہش

﴿281﴾	ش-ن-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	طبق م-۱۵۱	ب-۹۱
	الف-۹۷	جس جس
۳-	خ-	شعر ندارد
۴-	خ-ب-	شعر ندارد
۵-	خ-۱۲۳	میں ہوتا
۶-	ب-	شعر ندارد
۷-	خ-	شعر ندارد
۸-	ب-۹۱	کچھ
۹-	خ-۱۲۳	یہ
۱۰-	خ-	شعر ندارد

﴿282﴾

گردل میں ہو صاحب کے کچھ اُس بات کی خواہش
 دایوں ہوں ترے پاؤں جو میں ہاتھ بڑھا کر
 واعظ الٰہی نہ کیجیے یہ پند و نصائح
 کچھ مجھ کو شب قدر سے مطلب نہیں مہ رو
 ان تیری صفتوں سے اسے کام نہیں کچھ
 مقصد کو نہ پہنچیں گے وہ گمراہ ہیں سالک
 کب دن ہو شب اجر یہ رہتی ہے تمنا
 آنکھوں میں ٹھہرتی ہی نہیں کوئی صفت آہ
 وہ عشق نہیں فسق ہے ہو جس میں کہ مطلب
 ہدم وہ یہ کہتے ہیں کہ محفل میں تو مجھ سے
 جو عشق کہ اُس بت کے کرشمہ سے ہے مجھ کو
 مطلب ہے نہ دنیا سے نہ کچھ دیں کی ہوس ہے
 ہے عشق مجھے اس سے یہ دونوں نہیں جس جا
 غمگین غزل ایک اور بھی لکھ دل کو ہمارے

محفل میں وہ کہتے ہیں کہ اے غمگین تو مجھ سے
 ہر گز نہ کبھی کچھ اشارات کی خواہش

﴿282﴾	ر-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-م-	شعر ندارد
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	بر حاشیہ الف-۹۷	م-ب- شعر ندارد
۴۔	ایضاً-	
۵۔	ب-ن-	شعر ندارد
۶۔	ب-۹۱	شب
۷۔	ن-	شعر ندارد
۸۔	ایضاً-	
۹۔	ایضاً-	
۱۰۔	ب-ن-	شعر ندارد
۱۱۔		یہ اشعار صفحہ ۹۷ پر ہیں اور اس ردیف و قافیہ کی غزل صفحہ ۹۹ پر بھی ہے۔ حاشیہ میں "نوشتہ شد"
		لکھا ہے۔ صفحہ ۹۹ پر مکرر لکھے گئے اشعار کو حذف کر دیا گیا ہے۔
۱۲۔	ب-ن-	شعر ندارد

﴿283﴾

وصل کی شب یار سے جو کوئی کچھ پاتا ہے عیش روز ہجراں وہ ہی اُس پر آفتیں لاتا ہے عیش
 بعد عشرت جس کو عسرت آہ ہوتی ہے اسے غم پہ غم ہوتا ہے جوں جوں یاد وہ آتا ہے عیش
 عمر بھر رکھتا ہے سرگرداں اسے اپنی طرح یہ فلک دو دن کہ جس کو آہ دکھلاتا ہے عیش
 عیش و عشرت کا لگے ہے ذکر بھی اُس کو برا جن کو اسے ہم غم ہجراں ہو کب بھاتا ہے عیش

مرغ دل رہتا ہے ایسا اس کا کچھ اندوہ گیس
 جائے جس محفل میں غمکس و اس سے اڑ جاتا ہے عیش

﴿283﴾ م-ش-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

ص

﴿284﴾

کب ایسے ضدی کو مجھ سے ہو پھر دلا اخلاص
کسی طرح سے پلاوے اسے شراب کوئی
ہوئے ہیں دشمن جاں آہ اپنے بیگانے
مجھے تعلق خاطر تو آہ ہو معلوم
تو آشنا نہ کسی کا ہوا نہ ہو گا آہ
نہیں ہے مجھ سے کوئی اُس کی بزم میں بے قدر
جو آئینے سے بھی رکے غبار اے غمگین

رقیب نہ رکے میرے جو بھلا اخلاص
کہے ہے شیخ بتوں سے نہیں روا اخلاص
یقین ہے مجھ سے کہیں اُس کو کچھ ہوا اخلاص
خفا بھی ہوئے وہ اگر کاش وہ رہا اخلاص
یہ دل کے لینے ہی تک سب ہے دربار اخلاص
کہ ضد بھی وہ نہیں رکھتا ہے کچھ چہ بجا اخلاص
اسے بھلا کہو کس سے ہو با صفا اخلاص

خفا ہو آئینہ میں دیکھ کو جو اپنا عکس
رکے وہ غمگین بھلا کس سے بے وفا اخلاص

﴿284﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۵۴-م	ایسی
۲۔	طبق-م-۱۵۴	الف-۱۰۰ ہو
۳۔	ن-۲۶	مگر یہ شکر ہے مجھ سے اسے ہوا اخلاص
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	ن-۲۶	ہوے
۶۔	ب-	شعر ندارد
۷۔	۱۵۴-م	چہ
۸۔	م-۲۶	صفا
۹۔	ن-	شعر ندارد
۱۰۔	ایضاً	
۱۱۔	حاشیہ الف-۱۰۰	ب-م- شعر ندارد

﴿285﴾

بزم عشرت میں مرے از اخلاص مشتری اور زہرہ ہے رقااص
 دید گل ترے مرغ دل ہو نصیب دام سے زلف سے اگر ہو خلاص
 آپ بے فکر ہاتھ صاف کریں کون ہم بے کسوں کا لے ہے قضااص
 امتحان کر شراب سے ان کا منتظر ساتیا ہیں سب اشخاص
 ہے تشخص تمیز کا اے دل ورنہ اکٹا جنس ہے یہ عام و خاص
 دل کو یوں کر تو غرق بحر فنا جیسے غوطہ لگائے ہے خواص
 نہیں رکھتے ہے ہوش جز معشوق ے میں ساتی عجیب ہے یہ خواص

وہ کہیں ہیں کمال اتر ہے
 کرے غمکین سے کیا کوئی اخلاص

﴿285﴾	ش-ب-ن-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	خ-۱۲۳	کون ہم بے کسوں میں ہے قضااص
۲۔	الف-۱۰۰ م-۱۵۴	اک
۳۔	خ-۱۲۳	رکھتے ہیں
۴۔	م-۱۵۴	عجب

﴿286﴾

ہے اس دل وحشی کو بیابان سے اخلاص اور دستِ جنوں کو ہے گریبان سے اخلاص
جاری جو رہے ہے مری آنکھوں سے ہمیشہ ہے اشک کو اس گوشہ دامان سے اخلاص
چرچا ہے میری چاہ کا اے یارو عبث یہ ہوتا ہی ہے انسان کو انسان سے اخلاص
تو لاکھ خفا کہنے سے لوگوں کے ہوا کر
غمگین کو تو ہے تجھ سے دل دجان سے اخلاص

﴿287﴾

جو سمجھے آپ کو ناہیز وہ ہے خاص اخلاص یہ خاکساری ہے رکتی ہے کیا کا خواص
عجب ہے یہ کہ جو دودن میں قتل نہ ہو اس کا جسے کہ معفو رخ سے ترے ہوا اخلاص
جو قتل ہی قتل کرے گا مجھے تو اے قاتل بھلا بتا تو کہ لیوے گا کون مرا قصاص
تمہارے چاہِ ذوق سے نکل نہیں سکتے اگرچہ عشق کے دریا میں ہم ہیں اک خواص
پھنسا ہوا دام میں جس کے ابد سے اے غمگین
کمند و لطف سے اس کے یہ دل ہو کیونکہ خلاص

﴿286﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد حاشیہ برا

﴿287﴾ غزل بر حاشیہ الف-۱۰۰

م-ر-ن- غزل ندارد

۱- طبق ش-۶۸ الف-۱۰۰ نویسی

﴿288﴾

نہیں ہے وہ کسی معشوق کی جہا کٹ خواص
 بڑھے ہے اپنے مسیحا کو دیکھ بیماری
 جو دیکھی اُس بت کافر کے نام میں تاثیر
 رہا نہ دیکھ مجھے ہوش بات کرنے کا
 بڑھے ہے جوں جوں کہ دولت یہ اور بڑھتی ہے
 دکھائی غلطی کو دیتے نہیں ہیں عیب سخی
 بزرگ سمجھیں ہیں باطن میں گو وہ شیطان ہو
 سوا شراب کشیؑ سوچتا نہیں کچھ اور
 جو میرے آہ سنگر کی ہے وفا کا خواصؑ
 علاج کیا ہے بدل جائے جب دوا کا خواصؑ
 قسم خدا کی نہ دیکھا کسی دعا کا خواصؑ
 بلا ہے شوخ تری چشم سرمہ سا کا خواصؑ
 عجیب یارو ہے کچھ حرص اور ہوا کا خواص
 یہ عیب پوش ہے جود اور اس سفا کا خواص
 یہ کج ہے زاہد و ظاہر کے اٹھا کا خواص
 یہ میکدے کی ہمارے ہے کچھ ہوا کا خواص

اثر جو خوبرو انسان میں ہے اے عملیں

نہ حور میں نہ پری میں ہے اس بلا کا خواص

﴿288﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	م-۱۵۵	وہ ہر کسی
۲۔	م-۱۵۵	لفظ "کی" ندارد
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	-ایضاً-	
۵۔	-ایضاً-	
۶۔	-ایضاً-	
۷۔	ر-۹۷	ہے سچ زاہد و ظاہر-----
۸۔	ب-۹۳	کسی

﴿289﴾

جس کے دل و دماغ میں کرتی ہے جائے حرص
آزار حرص کا نہیں دنیا میں کچھ علاج
ہوتی اگر نہ حرص تو ہوتا نہ کچھ فساد
بحر عدم میں یار تو مثل حباب ہے
اس سے زیادہ کوئی جہاں میں نہیں بلا
منعم یہ لیل و اسب غنیمت سمجھ کہیں
اے بوالہوس نہ ہو متلاشی کیا
قاروں کے حال سے نہیں کیا تجھ کو کچھ خبر کے

آنکھوں سے سو جھتا نہیں اُس کو سوائے حرص
گرلے ہو سکے تو ہے یہ قناعت دوائے حرص
جنگ و جدال سب یہ ہوئے ہیں برائے حرص
لائق نہیں کہ سر میں رکھے تو ہوائے حرص
یا رب تو دور خلق سے کر یہ بلائے حرص
ایسا نہ ہو کہ ہانس پہ تجھ کو چڑھائے حرص
کرتا ہے مال و زر کو شہبث کیوں نہ فدائے حرص
کیسی ہی دی ہے اُس کو خدا نے جزائے حرص

بچو ہوائے نفس سے غمگین جو ہو سکے
کس واسطے کہ ہے یہ ہوا رہنمائے حرص

﴿289﴾	ب-م-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر-۷۸	جو
۲۔	ن-۲۶	سب جنگ اور جدال ہوئے ہیں برائے حرص
۳۔	ر-۷۸	فنا
۴۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	طبق م-۱۵۴	
	الف-۱۰۰	کی
۶۔	ن ۲۶	تو
۷۔	ن-۲۶،	قاروں کا حال تو نے سنا کیا نہیں ہے یار
۸۔	ر-ب-	شعر ندارد
۹۔	م-۱۵۴	یہ ہی یہ

ض

﴿290﴾

عمر کھوئی ہے اور کیا ہے ریاض جمع جب کی ہے عشق کی یہ بیاض
 ہاتھ سے اپنے دے دیا دل و دیں کوئی ہم سا نہیں ہوا فیاض
 جوں جوں میں دوڑ دوڑ جاتا ہوں دوں دوں کرتا ہے مجھ سے وہ اعراض
 میرے دل کے یہ پرزے کترے ہے چشم تیری نہیں یہ ہے مقراض
 صدقہ کرتی ہے اُس پہ گوہرائی اپنی غمگین یہ چشم ہے فیاض

﴿291﴾

کچھ حور سے پری سے نہ غلام سے غرض غمگین کو صرف اپنی ہے جانان سے غرض
 مجنوں سے مشورہ تو کبھی پوچھتا ہوں میں دانا سے مجھ کو کام نہ نادان سے غرض
 حاضر ہے لیجے نہیں تکرار کچھ مجھے لکھ کر آپ کے دل نالاں سے غرض
 مطلب یہی ہے ان کو کروں تجھ پہ میں فدا دل سے مجھے ہے اور نہ کچھ جان سے غرض
 ہے کام اُس صنم کی پرستش سے بس مجھے کافر ہوں گر ذرا بھی ہو ایمان سے غرض
 پکوں تلوں سر جنوں میں میں اُس در کے سنگ سے جوں قیس کچھ نہیں ہے بیابان سے غرض
 غمگین کی ہے یہ عرض شہتری ذات کے سوا یا رب نہ ہو مجھے کسی انسان سے غرض

﴿290﴾ ب-م-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ الف- ۱۰۱

﴿291﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱-	ر-	شعر ندارد
۲-	ابضاً-	
۳-	م-۱۵۶-	پنکو
۴-	ر-	شعر ندارد
۵-	م-۱۵۶-	غرض

﴿292﴾

غیر کے گھر اُس کو کچھ آنے نہ جانے سے غرض
دل لگائے بن کسو سے جی نہیں لگتا مرا
ہر مہل اک صرف ہے میرے ستانے سے غرض
اس سوا ہرگز نہیں کچھ دل لگانے سے غرض
ورنہ غیروں کے بھلا مجھ کو منانے سے غرض
بس یہی ہو گی تمہیں میرے پلانے کی غرض
کوئی ہو مجھ پر نہیں اُس کو جلانے سے غرض
اور کیا ہے وہ کہو یاں آئے جانے سے غرض

نام کا بھی تا نہ ہو تیرے کسی کو اعتبار

ہے لائے غمکین انہیں حیرے ہسانے سے غرض

﴿293﴾

دیدہ تر سے ہے مجھ وحشی کے گزار کو فیض
کس طرح ہوش میں آوے کہ پہنچتا ہے آہ
آبلہ پائی سے صحرا کے ہے ہر خار کو فیض
دمدم ہیر مغاں سے دل سرشار کو فیض
ہے یہ کس چشم سے اس زگس بیمار کو فیض
ہے حنا اُس کی سے اس دیدہ خوبار کو فیض
ہے یہ لہجہ سے اس خانہ شمار کو فیض
روح منصور سے تھا جیسے کہ عطار کو فیض

آئے کس طرح فریبوں میں وہ مرے غمکین

روح سے خوبہ امر کے ہو جس عیار کو فیض

﴿292﴾ ب-ش-ن-و-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف- ۱۰۱ م- ۱۵۶ ہمدسون

۲- م- ۱۵۶ بھی

۳- خ- شعر ندارد

۴- الف- ۱۰۱ م- ۱۵۶ یہاں

۵- خ- شعر ندارد

۶- خ- ۱۲۳ بھی

﴿293﴾ ب-ش-ن-و-خ- غزل ندارد نسخہ ب پر یہ عبارت لکھی ہے۔ گنت 'کنز' مخفی فہو اسلبٹ فخلقت

الخلق ۱۴

۱- م- ۱۵۶ ہو گا ہی نہیں

﴿294﴾

خاہرا جو کہ ہے میخواروں کو انگور سے فیض
 رابطہ حیر سے جوڑ رکھے مرید آگاہ
 فائدہ وہ سب وہاں اُس بت کافر سے ہمیں
 احوالیت کے سوا اور دوہنی کے سوا
 دیکھ کر تجھ کو پری رو ہمیں معلوم ہوا
 کوئی چڑھتا ہی بتوں سے نہیں نظروں میں مرے
 وہ ہی عشاق! سے اُس زکس مخمور کو فیض
 ہے برابر اسے نزدیک سے اور دور سے فیض
 جوگے جو موسیٰ کو ہوا تھا بخدا طور سے فیض
 شیخ کیا ہو یہ بتا تیرے دل کور سے فیض
 تجھ سے ہے حور کو اور تجھ کو ہے اور نور سے فیض
 یہ تو ہاں مجھ کو ہوا اُس بت مغرور سے فیض
 فائدہ ذکر سے ذاکر کو نہ ہوگا یہ عملیں
 جس قدر مجھ کو کہ اُس بت کے ہے مذکور سے فیض

﴿294﴾ ش-ع-	غزل ندارد
۱- خ-۱۲۳	مشتاق
۲- ر-۸۰	رکھے جو
۳- ایضاً-	اپسا
۴- ایضاً-	جیسا
۵- ب-ر-خ-	شعر ندارد
۶- م-۱۵۷	حور کو اور تجھ کو ہے اُس نور سے فیض
۷- ر-۸۰	حور کی طرح ہوا تجھ کو بھی اس نور سے فیض
۸- ب-خ-	شعر ندارد
۹- ر-۸۰	شعر ندارد
	کہاں

ط

﴿295﴾

غمگین نہ رکھ تو اس دل نالاں سے ارتباط
وہ اس کو چھوڑتا ہے نہ یہ اس کو بن چھڑائے
آنکھوں ہی پر رکھے ہے شب و روز مردماں
ہوتا نہیں ہے روبرو لوگوں کے سامنے
یوں مرغ دل کو خانہ صیاد سے ہے عشق
اے دل نہیں ہے دوست وہ دشمن ہے جان کا
عاقل رکھے ہے کوئی بھی ناداں سے ارتباط
داماں سے ہے پہ خار بیاباں سے ارتباط
ہے اشک کو یہ گوشہ داماں سے ارتباط
کیونکر بڑھاؤں اپنے میں مہماں سے ارتباط
جوں عندلیب کو ہو گلستاں سے ارتباط
کس طرح آہ میں کروں جاناں سے ارتباط

ناداں ہیں دولو راز نہ غمگین کریں عیاں

ہے دل سے اور دیدہ گریاں سے ارتباط

﴿296﴾

مجھ سے تجھ سے اے صنم جب سے لہوا ہے ارتباط
اشک تو نے راز دل ظاہر کیا یہ کیا کیا
اُس کے کوچے میں جو ہم جاتے ہیں عاشق پاک
اس قمار عشق میں کیا پوچھتے ہو ہمدوست
مر گیا میں پر کیا تو نے نہ ہرگز اختلاط
مجھ کو ساری عمر سے اس بات کی قحی احتیاط
آہ جا سکتا ہے داں وہ ہی بسان ہل صراط
دل ہی پہلے ہار بیٹھے جو کہ تھا اپنی بساط

اے میاں غمگین کرو تم یاد حق کی روز و شب

دل نہ دنیا سے لگاؤ کیونکہ ہے کہنہ رباط

غزل ندارد	ش-ب-ن-ر-ع-	﴿295﴾
آنکھوں پر رکھے ہیں وہ-----	خ-۱۲۳	۱-
شعر ندارد	ن-خ-	۲-
شعر ندارد	ن-	۳-
غزل ندارد	م-ب-ن-خ-ع-	﴿296﴾
لفظ "سے" ندارد	الف-۱۰۳	۱-
شعر ندارد	ش-	۲-
۱۰۳، ہمدستوں	ش-۲۹۰	۳-
روز و شب	ش-۲۹۰	۳-

﴿297﴾

دل نے کیا ہے ڈھونڈ کے اُس دربا سے ربط
بندے جو ان کی بندگی کرتے ہیں اختیار
بحر تعینات نہ ہو مٹا پیاب یار
بے وجہ دوستی نہیں رکھتا کسی سے وہ
برگ حنا کو آنکھوں سے ملتا ہوں مردماں
ہو جائے بے نیاز فنا و بقا سے یار
عاشق سے ہونے دیتے نہ معشوق کو جدا
تائیدِ حب ذاتی نہ جب تک وہاں سے ہو

بالکل نہیں ہے جس کو کہ مہر و وفا سے ربط
کیا جانے ان بتوں کو ہے کیا کچھ خدا سے ربط
جب تک رکھے نہ اُس کے کسی آشنا سے ربط
ہوتا ہے جس کے نفس کو حرص و ہوا سے ربط
از بسکہ مجھ کو اس کے نہیں دوست و پاسے ربط
مگر چند روز تجھ کو ہو اہل فنا سے ربط
ہوتا گر آہ! ہم تک کو قدر اور تقضا سے ربط
ممکن نہیں کہ بندے کو ہو دے خدا سے ربط

عملیں جسے فنا سے کہ حاصل ہے رابطہ

اُس کو نہیں ضرور کہ رکھے بقا سے ربط

﴿297﴾	ب-ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-	شعر ندارد
۲۔	ر-۸۰	پایاب کو گنا یار
۳۔	خ-	شعر ندارد
۴۔	ر-خ-	شعر ندارد
۵۔	ر-۸۰	نو
۶۔	م-۱۶۰	"آہ" ندارد
۷۔	ر-	شعر ندارد
۸۔	خ-۱۲۵	مجھ
۹۔	م-۱۶۰	تک کہ وہاں سے ہو
۱۰۔	ر-۸۰	ہو کچھ
۱۱۔	ر-	شعر ندارد

﴿298﴾

خطِ گل سے جو لکھا ہے مجھے دلدار نے خط
ہائے آیا اُسے اُس وقت اجل کا پیغام
تب خبر مجھ کو ہوئی ہائے نہیں یہ قاصد
اور بے قدر ہوا دے کے وہ یہ دستاویز
خار سا دل میں کھٹکتا ہے ہر اک حرف اُس کا
بن کے حجام نہ موڑے وہ کہیں مجھ کو رقیب
کیا نکالا کہیں اُس کے گل رخسار نے خط
جولہ لکھایا تیری خاطر ترے پیار نے خط
لے لیا ہاتھ میں جس وقت کہ اغیار نے خط
کیوں غلامی کا لکھا تیرے خریدار نے خط
ہائے کیوں مجھ کو لکھا اُس گل بے خار نے خط
کاش رکھا ہو مرے ہمدوں دلدار نے خط

اب تک آیات نہیں مضمون سمجھ میں آئیں

کیا نئے میں ہے لکھا اُس بت سرشار نے خط

﴿298﴾	ش-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ن-۲۷	جوں
۲۔	الف-۱۰۲ م-۱۵۸ ب-۹۵ ن-۲۷	ابک
۳۔	ن-ب-	شعر ندارد
۴۔	ن-	شعر ندارد
۵۔	م-۱۵۷	ب-۹۵ ن-۲۷ "آتا"

﴿299﴾

کچھ نہ کچھ آہ میں اثر ہے شرط شجر عشق میں ثمر ہے شرط
 جہر تیرا قضاے عاشق ہے پٹ قضا بھی ہو اس قدر ہے شرط
 گو کہ ملتا ہے بے تلاش وہ شوخ جستجو تجھ کو در بدر ہے شرط
 تم نے دھوکے دیے بہر صورت میں نہ بھولا وہ اب کدھر ہے شرط
 سیر دل کرے جو عشق ہے مجنوں اس میں کب سیر بجز وہ ہے شرط
 نقش پا ہو کے مرثوں نہ انھوں اس گلی میں مرا گزر ہے شرط
 ابھی بتلا دوں سچ کی انگلی دو دو بوسے کی شوخ پر ہے شرط
 کیا قیامت ہے اس کے وعدے کا انتظار آہ عمر بھر ہے شرط
 سب یہ رنج و الم بجاں ہیں قبول پر تری مجھ پر اک نظر ہے شرط

تو بہت بے خبر ہے اے غمگین
 رکھنی سالک کی کچھ خبر ہے شرط

﴿299﴾	ش-ن-خ-	غزل ندارد
۱۔	ع-۱۱۰	شعر ندارد
۲۔	ر-۸۰	ہو قضا بھی اسی
۳۔	طبق م-۱۵۹	
۴۔	ب-۹۶ ع-۱۱۰ الف-۱۰۳	ہوئے
۵۔	طبق م-۱۵۹ ب-۹۶ ع-۱۱۰	
۶۔	الف-۱۰۳	کدر
۷۔	م-۱۵۹	کو
۸۔	ر-	شعر ندارد
۹۔	ب-ر-ع-	شعر ندارد
۱۰۔	ب-ر-ع-	شعر ندارد
۱۱۔	ر-۸۰	ہاں مگر تری اک نظر ہے شرط
۱۲۔	ر-	شعر ندارد

ظ

﴿300﴾

دیکھ مت اُس کی طرف دیکھے سے جاتا ہے لحاظ
میں نے توبہ کی تھی مے پینے سے لیکن کیا کروں
پاس سے پٹی تلے سونے کی نوبت آ گئی
غیر مجھ سے ہائے یوں باتیں کرے پی کر شراب
اُس کی وہ وہ حرکتیں دیکھوں ہوں جو دیکھی نہیں
چھوڑ دی ہے میں نے اک مدت سے اے ساتی شراب
غیر کا منہ ہے کہ ہنس ہنس کر رلاوے یوں مجھے

کیا یہ بے شرمی ہے تجھ کو کچھ بھی آتا ہے لحاظ
تیرے فرمانے کا یہ توبہ تڑاتا ہے لحاظ
آخرش دیکھیں کہاں ہم کو سلاتا ہے لحاظ
یہ غم و غصہ مجھے تیرا کھلاتا ہے لحاظ
ہائے کیا کیا مجھ کو الفت کا دکھاتا ہے لحاظ
پھر یہ دو دن سے ترا مجھ کو پلاتا ہے لحاظ
آپ کا ہی صرف یہ مجھ کو رلاتا ہے لحاظ

وہ کہیں ہیں بے لحاظی پی کے مے کرتا ہے تو
اور یہ مری چڑ ہے عمکیں مجھ کو بھاتا ہے لحاظ

﴿300﴾	ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۱۱۸	پاس سے قدموں پہ سولے کی تو نوبت ہو گئی
۲۔	ش-	شعر ندارد
۳۔	ش-ن-	شعر ندارد
۴۔	-ایضاً-	
۵۔	م-ن-	شعر ندارد

﴿301﴾

نہ بت پرستی میں جس کو نہ کچھ شراب میں حظ
 نہیں ہے رونے میں کچھ لطف یار جز غم عشق
 جو جاگنے میں مزا نشہ شراب میں ہے
 مرض کے اپنی وہ تدبیر کچھ کرے سالک
 مزہ نہیں ہے وہ شیریں لبوں کے بوسے میں
 نشے میں دل کو کوئی فکر ہی نہیں آتی
 رہائی اس کی میں جو جو ہے لطف اے قاصد
 مزا یہ چوری کے گڑ میں نہیں ہے اے ساتی
 مزا نہ پیری میں اُس کو نہ کچھ شباب میں حظ
 شراب کا نہ نشہ ہو تو کیا سحاب میں حظ
 ہوا ہے شیخ نہ ہو گا تجھے یہ خواب میں حظ
 نہ دل کو جس کے ہو جز مطرب و رہاب میں حظ
 جو میرے شوق کی ہے تلخی جواب میں حظ
 مجھے تو صرف ہے ساتی یہی شراب میں حظ
 ملا نہ خط کے ہمیں آہ وہ جواب میں حظ
 جو محتسب سے ہے اس سے کے احتساب میں حظ

کسی کے دیکھ نہیں کلیات میں ممکن
 اسد کے یار ہے جیسا کہ انتخاب میں حظ

﴿301﴾	ش-ن-ر-ب-	غزل ندارد
۱-	خ-	شعر ندارد
۲-	ایضاً-	
۳-	م-۱۲۱	اجتناب
۴-	خ-	شعر ندارد

﴿302﴾

ترے ہیں عشق سے ہم جس قدر دلا مظلوم
 ہوا یہ لطف نہ ہو گا کسی کو وصل میں یار
 اٹھے ہے دل کو جب حظ کچھ اُس کے حظ سے وہ شوق
 سرور یہ نہ ہوا خم کے خم پیے مجھ کو
 وہیں وہ شوق کرے بزم سے کٹی بے لطف
 لگا سمجھنے حقیقت کو اپنی وہ عنقا
 رکھے ہمیشہ جوں سے تجھے خدا مظلوم
 ترے میں ہجر میں جس لطف سے رہا مظلوم
 لگا کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جب حنا مظلوم
 ترے جو ہاتھ کے اکٹا جام سے ہوا مظلوم
 اگر نشے میں مجھے دیکھ لے ذرا مظلوم
 ہوا یہ کہا کے مرے استخوان ہما مظلوم

کسی کے نظم و نثر میں نہ وہ مزا دیکھا
 جو اُس کی گالی نے تمکین مجھے کیا مظلوم

﴿303﴾

دلف ہے اُس کی پریشاں الحیف
 ہائے شمشے میں نہیں ساقی شراب
 یاں جنوں کا شور ہے اے ہم نفس
 تیری ترک چشم سے اے ترک چشم
 دیکھ ہمایوں کے مت کر گھر خراب
 تاب بن دیکھے نہ دیکھے سے ہے آہ
 الحیف اے دین و ایمان الحیف
 اور آیا برق و باران الحیف
 جوش پر ہے وہاں گلستاں الحیف
 مانگتے ہیں ترک توراں الحیف
 تجھ سے بس اے چشم گریاں الحیف
 تیرے کھڑے سے ہے جاناں الحیف

اور دردوں کا نہیں تمکین کو غم
 تجھ سے لیکن درد ہجراں الحیف

﴿302﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
301		
۱-	م-۱۲۰،	لفظ "ہے" ندارد
۲-	الف-۱۰۳ م-۱۶۰ ن-۲۸ ش-۲۹ ب-۹۶	یہاں
۳-	ش-۳۰،	زور
۴-	ر-۸۱،	یہاں شور جنوں اے ہم نفس
۵-	الف-۱۰۳ م-۱۶۰ ن-۲۸ ش-۲۹ ب-۹۶	وہاں
۶-	ع-	شعر ندارد
۷-	ب-ش-ن-ر-ع-	شعر ندارد
۸-	ش-ن-ر-ع-	شعر ندارد
۹-	ش-۳۰،	خوف

ع

﴿304﴾

تمام سنگدلی کے جو تیرے ہیں اوضاع
میں زاہدا ہوں وہ قلاش و رند و مست کے و خراب
سرود شیخ ہوا اور عشق ہے آتش
سوائے رشک کہ اپنے سے آپ ہے مجھ کو
فراغ دل ہے عبارت اسی کے سے اے ساقی
وداع جان تھی یا وقیع مرگ تھا اہم
پڑی ہے دل پہ مگر تیرے مہر رخسار کی شعاع
کہ ایک دم کا نہیں خرچ دو جہاں کی متاع
پسند آئے نہ کیوں عاشقوں کو وجد و سماع کے
رہا نہیں ہے کوئی اُس کی دید کا متاع
سوائے جام کسی کے سے ہو دوستی نہ نزاع
وہ صبح مجھ سے ہوا جب میں اور اُس سے وداع کے
حیا بھی شرط ہے غمگین نہ دیکھ صنعت کو
کہ روہرو تیرے موجود آپ ہے متاع

﴿304﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	م-۱۶۴،	رخ شعاع
۲۔	ا-۱۰۶،	مہ رخ
۳۔	م-۱۶۴،	مست خراب
۴۔	م-۱۶۴،	(ا-۱۰۶، وجد سماع)
۵۔	م-۱۶۴،	سی
	ب-۹۷،	کشی
۶۔	ب-	شعر ندارد

﴿305﴾

یوں اٹھ گئی اس دل سے تری یار توقع جوں جینے کی چھوڑے کوئی بیمار توقع
 تجھ سے ہوا ہے نہ کبھی ہو گا یقین جان مت لے زندگی رکھ اے دل بیمار توقع
 کچھ ہاتھ نہ آوے گا ترے اس میں نہیں تار دام سے نہ رکھ تو مرے لے اے یار توقع
 جب دل ہی نہ میرا ہوا انصاف تو ہی کر کیا تجھ سے رکھوں اے مرے دلدار توقع

جتنی کہ تھی اُس شوخ سے دو بات میں عملیں
 سب ٹوٹ گئی ہائے وہ اک لے ہار توقع

﴿305﴾ م-ب-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ ہر الف-۱۰۶

۱۔	ش-۳۰	معجہ
۲۔	ش-۳۰	مت زندگی رکھ اے دل سرشار توقع
۳۔	الف-۱۰۶ ش-۳۰	میرے
۴۔	ایضاً۔	اک

﴿306﴾

ملن! میرا تراش تو ہے بے موقع
 اب تو یہ گفتگو ہے بے موقع
 ہو نہ جس میں شراب اے ساقی
 بزم میں وہ سبھو ہے بے موقع
 ہو نہ جب تک زبان و دل یکساں
 شیخ یہ ہاؤ ہو ہے بے موقع
 حال مت پوچھ تندو میرا
 کہ بہت میری خو ہے بے موقع
 غیر پہ تیری مہربانی یہ
 صرف اے ماہ رو ہے بے موقع
 موسم برشکال میں ہم
 ان پہاڑوں کی لو ہے بے موقع
 بات کرنی تو پہلے سیکھ رقیب
 تیری یہ گفتگو ہے بے موقع
 اے دلا تھ سے اے کیا لبث
 داغ لالہ نہ جائے گا شبنم
 ہو نہ تاثیر جس کے نعرے میں
 یہ تیری جتو ہے بے موقع
 اپنی کرتا ہے کس لیے تو تلاش
 تو ہی عاشق ہے تو ہی ہے معشوق
 پھر گریباں کو چاک کر غمگین
 اُس کی سب ہاؤ ہو ہے بے موقع
 یہ تری جتو ہے بے موقع
 اپنی اب آرزو ہے بے موقع
 جیب میں یہ رفو ہے بے موقع

ساتھ وہ سوئے کس طرح غمگین

یہ تری آرزو ہے بے موقع

﴿306﴾	ش-ن-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۹۸ / م-۱۶۳ / خ-۱۲۵	میں
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	م-ب-	شعر ندارد
۴۔	ایضاً-	
۵۔	ایضاً-	
۶۔	ایضاً-	
۷۔	ب-م-خ-	شعر ندارد
۸۔	ب-م-	شعر ندارد
۹۔	ایضاً-	
۱۰۔	ایضاً-	
۱۱۔	حاشیہ-الف-۱۷۸	
۱۲۔	ب-م-خ-	شعر ندارد

﴿307﴾

جبکہ محفل میں فروغ حسن سے آتی ہے شمع دیکھ تب اُس شعلہ رو کو دو ہیں جل جاتی ہے شمع
 دم نہ مارو اور جل کر خاک ہو میری طرح دل جلوں کو طور جلنے کا یہ بتلاتی ہے شمع
 پردہ فانوس میں روتی ہے چھپ کر رات بھر جب بہت جلنے سے پروانوں کے دکھ پاتی ہے شمع
 یہ شب ہجراں میں اُس کا طور ہے تا صبح آہ آپ تو ہنسی رہے تھے مجھ کو رلواتی ہے شمع
 گر جلاتی ہے تو جلتی بھی ہے پروانے کے ساتھ اس لیے اے ہمدموں دل سے مجھے بھاتی ہے شمع
 رشتہ الفت میں پروانے کی شب سے تا سحر چکیوں میں جو بن شاپنا ہائے ازواتی ہے شمع

لکھ غزل اک اور بھی تمکیں اسی انداز کی

شب بہت ہے تجھ پہ فرمائش یہ فرماتی ہے شمع

﴿307﴾	ش-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۸۱-ر	دیکھ کر اس شعلہ رو کو دل میں جل جاتی ہے شمع
۲۔	۱۶۲-م	می طرح
۳۔	۶۸-ن	رہتی
۴۔	-ر	شمع ندارد
۵۔	۶۸-ن	اپنا جو بن
۶۔	-ر	شمع ندارد

﴿308﴾

رو برو اُس مہ رو کے شب لے کو جو آتی ہے شمع
ساتھ پروانے کو دکھلا کر اپنا یہ اختلاط
خاتہ فانوس میں رہتی ہے اس عصمت سے لے یہ
لاچن ایسی ہے شب کو بے دھڑک گلگیر سی
ساق سمیں دیکھ کے اُس شعلہ رو کی رشک سے
عشق میں جو سر پہ گزرے رہ دلا ثابت قدم لے
دمہ دم دھنتی ہے سر اور آنکھ جھپکاتی ہے شمع
اور میری آتش دل آہ بھڑکاتی ہے شمع
گر ہوا جاوے لے وہاں تو اُس سے شرماتی ہے شمع
تاج زریں کے لیے سر اپنا کٹواتی ہے شمع لے
موم کی سی طرح کچھ پگھل لے چلی جاتی ہے شمع کے
یہ زہان حال سے اب تجھ کو فرماتی ہے شمع
ساتھ پروانے کے اے غمگین یہ جل جل کر چمٹال
جوں سنی لوگوں میں اپنے ست کو دکھلاتی ہے شمع

﴿308﴾	ب-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۸۱،	جب کبھی آتی ہے شمع
۲۔	ایضاً۔	کے ساتھ
۳۔	ر۔ ۸۱،	جائے
۴۔	ر۔	شعر ندارد
۵۔	م۔ ۱۶۳،	کر
۶۔	طبق ۵-۲۸	
	الف-۱۰۶ م-۱۶۳ پگلی	
۷۔	ر۔ ۸۶،	موم بتی کی طرح فوراً پگھل جاتی ہے شمع
۸۔	ر۔ ۸۶،	عشق میں جو کچھ بھی گزرے سر پہ رہ ثابت قدم
۹۔	ر۔	شعر ندارد

﴿309﴾

عشق میں رو رو کے جو یہ داغ دل دھوتی ہے شمع۔
 دل ہی دل میں جلتے جلتے جل گیا ہے دل مرا۔
 روضۃ الفت کو پروانے سے کیوں کھوتی ہے شمع
 کب مقابل میرے یہ کم ظرف ابلا ہوتی ہے شمع
 مدتوں سے شب کو اپنی ہے گزرتی اس طرح
 ایک سو روتا ہوں میں اور ایک سو روتی ہے شمع
 ہے یہ شب بیدار اس کو کون کہتا ہے چھنال
 رات بھر تو جاگتی ہے سارے دن سوتی ہے شمع
 آتش دل سے ذرا ٹمکیں جلاوے اُس کو تو
 ورنہ آو سرد سے ٹھنڈی ابھی ہوتی ہے شمع

غزل ندارد	ب-ر-ع-	﴿309﴾
آپ	خ-۱۲۶	۱۔
شعر ندارد	ش-خ	۲۔

غ

﴿310﴾

جو منظور ہو آپ کو سیر باغ تو یہاں آکے دیکھو مرے دل کے داغ
جلے ہے یہ دل میرے سینے میں یوں کہ روشن ہو فانوس میں جوں چراغ
پھراٹے تیرے کو میں بہت خاک چھان ملا میرے دل کا نہ مطلق سراغ
ترے ہجر میں آہ غنچہ دہن بھلا میرے دل کو ہو کیونکر فراغ
ہم اس چشم مخمور کی تاک میں سمجھتے ہیں اس خون دل کو ایلاغ

ملا تیرا تمکین اگر خاک میں

ولیکن فلک پر ہے اُس کا دماغ

﴿311﴾

دل دہمدم نشہ سے جو ہوتا ہے باغ باغ ہے ہم شرایوں کو یہ ہر یک ایلاغ باغ
آتا نہیں نظر انہیں جز سیر باغ اور ہے ے کشوں کو ساقی یہ چشم و چراغ باغ
بوئے گل اور نالہ مرغ چمن سے شوخ مت جا کہیں کرے نہ تجھے بے دماغ باغ
اے ہم صغیر کس لئے سیر چمن کروں میرے دل و جگر میں شہ ہے لہر ایک داغ باغ

جو تک دل ہو اس کے لیے سیر باغ ہے

تمکین مجھے تو ہے یہ دل ان فراغ باغ

﴿310﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ بر الف- ۱۰۸

۱- طبق ش- ۳۱

الف- ۱۰۶ بھر

۲- الف- شعر ندارد

﴿311﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ن-۲۹ سیر چمن کا میں نہیں محتاج ہم سفر

۲- ن-۲۹ کا

۳- الف-۱۰۷ ہیں

۴- ب-۹۸ داغ

﴿312﴾

کہیں دیکھ پائے جو اس دل کے داغ
جو وہ کام میرا ہو اے خضر عشق
گیا بھول وہ رنک گل سیر باغ
جلاؤں میں دریا پہ گئی کے چراغ
ملا میرے دل کا نہ مطلق سراغ
بھلا اس کے دل کو ہو کیونکر فراغ
تیرے ہجر سے آہ جو ہو بہ تنگ
ہم اس چشمِ مخمور کے عشق میں
قیامت ہے محشر حساب و صراط
ملا خاک میں گو کہ ممکن تر
لیکن فلک پر ہے اس کا دماغ

﴿312﴾	ب-ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	۲۹-ن	پایا
۲۔	۸۲-ر	فراموش اس گل کو ہو سیر باغ
۳۔	۱۲۶-خ	چڑھاؤں
۴۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	۸۲-ر	جو کوئی ہو بتنگ
۶۔	۱۲۶-خ	چشم
۷۔	ن-	شعر ندارد
۸۔	۱۲۶-خ	حساب و کتاب
۹۔	۸۶-ر	قیامت میں بھی ہے حساب و کتاب
۱۰۔	۸۲/خ-۱۲۶	اب فراغ
۱۱۔	۲۹-ن	ملا تیرا خمگیں اگر خاک میں
۱۲۔	۸۲-ر	مگر آسمان پر ہے اس کا دماغ
۱۳۔	۱۰۸-ا	لفظ "پر" ندارد

﴿313﴾

دیکھے جو تازہ تر مرے ہر ایک دل کے داغ
 دو نور جب تک کہ نہ ہوں دو بدو تو پھر
 آئے ہیں یاد وہ لب بے گون و چشم مست
 ساقی شتاب مجھ کو لباب دے اک ایام
 ہوتا فراغ ایک دم اپنے سے ہمو
 اے کاش دو جہاں سے نہ ملتا مجھے فراغ
 کب دیکھوں میرے اس شب، جہاں کو خواب سے
 کب ہووے روز وصل کو سونے سے ان فراغ
 عالم ہے اور آہ میرا لو لئے فلک
 رقص و سرود کا نہیں اس دم مجھے دماغ
 اثبات حق پہ لاتے ہیں یہ لوگ تو دلیل
 جوں ڈھونڈے کوئی مہر کو لے ہاتھ میں چراغ

میری خودی تو گم ہوئی اس کی تلاش میں
 غمگین ملا نہ گو کہ کچھ اس کا مجھے سراغ

﴿313﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	م-۱۲۶،	اپنے اس دل سے
۲۔	ب۔	شعر ندارد
۳۔	ایضاً۔	

﴿314﴾

آوازِ عنذلیب نے یہ کہاں دماغ
در پردہ اُس سے حالِ دل اپنا کروں جو عرض
اُس گل کی یاد کا بھی نہیں ہے دماغ و دل
بستر سے سر اٹھانے کی طاقت نہیں ہے یار
ساقی شراب کیا پیوؤں جہراں کے غم سے آہ
بے شبہ کچھ نہ کچھ ہے غل اُس دماغ میں
بچتا ہے مجھ سے ساقی بہت شیخ خلک مغز
ہوتا ہے گل کے کھلنے سے آشفتم یہاں دماغ
اتنا کہاں رکھے ہے مرا مہماں دماغ
میں اور سیر باغ یہ ساقی کہاں دماغ
ایسا ہوا ہے آہ میرا ناتواں دماغ
کوئی نہیں درست کرتا مرا دل نہ جاں دماغ
مسرور جو کہ سے سے نہ ہو زاہداں دماغ
جس سے کہ تر ہو دے وہ ہے ارغواں دماغ

تیرے سوا جو عشق کسی اور سے کرے
غمگین کو اس قدر ہے کہاں بدگماں دماغ

﴿314﴾	ش-ب-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔	شعر ندارد
۲۔	ایضاً۔	
۳۔	ایضاً۔	
۴۔	ر۔ ۸۳،	دوست
۵۔	ر۔	شعر ندارد
۶۔	ایضاً	

﴿315﴾

قفس میں بلبل دستاں پھنسی ہزار درخ
 چمن میں اور یہ ہو جوش پر بہار درخ
 وہ گھر میں غیر کے دن سے چلے گئے ہدم
 تمام رات کیا میں نے انتظار درخ
 جنوں نے پہلے ہی داماں کے تار تار کیے
 ملا نہ خار بیاباں کو ایک تار درخ
 نشتے میں جو کہ نہ کہنی تھی وہ کہی میں نے
 پلا کے مے وہ ہوئے مجھ کو شرمسار درخ
 ترہہ کے بلبل و قمری نے جان دی آخر
 گیا جو باغ میں وہ سرو گلزار درخ
 نشتے میں دیکھے جو عالم تمہارے کھڑے کا
 نہیں ہے بزم میں اب کوئی ہوشیار درخ
 کیا ہے دل میں اثر ان کے آہ نے بیہات
 مجھے نہ دیکھیں تو ہوتے ہیں بے قرار درخ
 بساں نقش قدم پھر نہ آؤں میں لیکن
 نہیں ہے کوچے میں اُس کے مرا گزار درخ

ہوئی ہے کیا تری الفت میں شکل عملیں کی

تجھے کبھی نہیں آتا ہے اُس پہ پیار درخ

﴿315﴾	ب-ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-	شعر ندارد
۲۔	ایضاً۔	
۳۔	م-۱۲۶	----- کہنے تھے وہ کہی میں نے
	ر-۸۲	----- کہنے تھے وہ کہی میں نے
۴۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	م-۱۲۲	لفظ "ہے" ندارد
۶۔	حاشیہ بر الف-۱۰۷/م	شعر ندارد
۷۔	ایضاً۔	

ف

﴿316﴾

بتوں کو جو کہیں حق و اعطار رکھ اُن کو معاف
ہر ایک ڈرتے میں لاکھوں ہیں سز نہاں اس کے
نہ دُش جس میں کدر کو نہ کچھ صفائی کو
نہ گرمی تیرے سخن میں نہ اور کچھ تاثیر
نہ چھوڑو تو دلا آستانِ پیرِ مغاں
یہاں تو کس لیے آیا ہے کیا کرے ہے تو
حقیقت ایک ہے باطن میں سب کی اے زاہد
تجلیات سے یہ جل کے خاک ہو جاویں گے

سوا خدا کے نہیں کوئی قاف سے تا قاف
صنایع اور بدایع کے کس سے ہوں اوصاف
قیامت آہ وہ کھڑا بھی صاف ہے شفاف
کچے ہے کیوں یہ بھلا واعظا کزاف و گزاف
شراب خانہ میں ہر یک نہیں یہ صاف صحاف
ذرا تو دل میں بھی منصف کبھی ہو بے ہم انصاف
اگرچہ مذہب و ملت میں ظاہر ہے خلاف
اگر نہ شامل عشاق ہوں ترے الطاف

غزل اک ۱ اور بھی لکھ ۹ ڈال جلد اے عملیں

کہ تا کدورت دنیا سے دل ہو اپنا صاف

﴿316﴾ ن-ش-خ-ع- غزل ندارد

۱- ر- شعر ندارد

۲- ایضاً۔

۳- الف- ۱۰۹ ب- ۹۹ صفحات

۴- ر- شعر ندارد

۵- طبق ب- ۹۹

الف- ۱۰۹ لے انصاف

۶- ر- شعر ندارد

۷- ر- ۸۳ جائیں

۸- م- ۱۶۸ بھی

۹- م- ۱۶۸ / ب- ۹۹ "کہہ"

۱۰- ر- ۸۳ تیرا

﴿317﴾

برنگ آئینہ ہے رنگ گو ترا شفاف
کہاں ہے دل میں صفا توں کی تیرے گنجائش
نہیں ہے کوہ اسے جان لے تو قاف حق
امید وصل میں تو ہم ہجر میں مت رہ
چڑھے ہیں خوب نشوں پر کی نہ کر ساقی
خدا گواہ ہے رہ جائیں قیل و قال میں ہم
شراب وہ ہے کہ جنت میں نہر ہے جس کی
دل آہ جس سے موافق ہے میرا اے اہم

مری طرف سے ہے چہرہ مگر کدر صاف
کہاں زباں ہے بیاں جو کروں ترے اوصاف
محیط ہشت طرف جو زمین کے ہے قاف
کہ تا وہاں نہ کہیں تیرے جائے ہوا اعراف
ہمیں تو چاہیے ہر روز دے شراب اضعاؔؔؔ
اگر نہ شامل احوال ہوں ترے الطاف
خدا کے واسطے واعظ نہ بک لافؔؔؔ و گزافؔؔؔ
عجب ہے یہ کہ بجان وہ رکھے ہے مجھ سے خلافؔؔؔ

صفا کدر رہے خلقت کی اُس کو آئینہ
رکھے جو آئینہ دل کو اپنے غمکیں صاف

﴿317﴾	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۸۳-	جس سے ہوں ترے اوصاف
۲۔	م-۱۶۹-	میں
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	طبق ر-۸۶-	
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	ب-ر-	شعر ندارد

﴿318﴾

آتا نہیں بیان میں غمکیں بیان عارف
 اس کون اور مکان سے عارف رہے ہے برتر
 نام و نشان نہیں ہے اس کا جہاں میں زاہدؔ
 دونو جہان تیرا ہو مہمان خانہ
 اُس کا مکان جدا ہے اُس کا جہاں جدا ہے
 دونو جہاں ہیں اے دل کو جسم و جان اُس کے
 ہے بس زبان حق کی گویا زبان عارف
 ہے لا مکان سے آگے واللہ مکان عارف
 جو بے نشان کو جانے جانے نشان عارف
 اک شب دلا رہے تو گر مہمان عارفؔ
 نہ یہ مکان ہے اُس کا نہ یہ جہان عارفؔ
 لیکن نہ یہ سمجھتا ہے جسم و جان عارفؔ
 لے عرش سے سرائیک غمکیں یہ یاد رہوے
 جو کچھ تو دیکھتا ہے سبؔ یہ نشانؔ عارف

﴿318﴾	ب-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۳۱	یارو
۲۔	ش-۳۱	عارف کا اس جہاں میں نام و نشان نہیں ہے
۳۔	الف-۱۱۱ م-۱۷۱ ش-۳۱ ایک	
۳۔	ر-ش-	شعر ندارد
۴۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	م-۱۷۱	ہی
۶۔	ر-ش-	شعر ندارد
۷۔	ر-۸۳	رکھنا
۸۔	ر-۸۳	سبؔ یہ نشان عارف
۹۔	م-۱۷۱	شان

﴿319﴾

ڈال دے چشم سے جو کچھ ہے عیاں اور طرف
جس کے در سے نہیں جاتے دل و جاں اور طرف
پوچھے ہے مجھ سے دورا ہے میں کدھر جاؤ گے
جو اُسے دیکھے یہ حیرت ہے کہ بس اُس کے سوا
میں بھی کن آنکھوں سے پھر دیکھ ہی لیتا ہوں اسے
تیر یاراں اسے اس طرف ہو کرنا جس کو
مجھ سے گو لاکھ کرے یار تو ظاہر داری
غیر کو بعد ترے میں نے بہت دوڑایا
اور بھی طرف ہے عالم میں سوا گھر تیرے

اُس کی محبت میں نہیں فائدہ ٹمکیں جس کا
دل تو ہو اور طرف اور زباں اور طرف

﴿319﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۱۷۱/ب-۱۰۱	یار ہے
۲۔	م-ب-	شعر ندارد
۳۔	طبق م ۱۷۱-	
	الف-۱۱۰-	کن آنکھوں سے
۴۔	الف-۱۱۰ م-۱۷۱ ب-۱۰۱	ایک
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	ب-	شعر ندارد

﴿320﴾

دیکھتے ہیں جبکہ ہم وحشت میں اُس گھر کی طرف
 پاس میرے گھر اکیلا بھی کبھی بیٹھے وہ آہ
 اُس کی گر مرضی نہ ہو ہدم تو یہ تو یاد رکھ
 ہائے کیا شامت تھی کیوں لایا میں بستر پر اسے
 پاؤں پیدل دوڑ دوڑ آتے تھے جو بے اختیار
 کھائے جاتا ہے کن اگھیوں ہی کن اگھیوں میں وہ آہ
 خیر کی صورت نہیں دیتی دکھائی بزم میں
 وہ پری رو مجھ پریشاں حال و دیوانے کے آہ

بے تحاشا بھاگتے ہیں جنگل و بر کی طرف
 دیکھتا رہتا ہے بس دیوار اور در کی طرف
 بد نظر دیکھے تو کوئی ایک مچھر کی طرف
 ہٹکا بٹکا رہ گیا جو دیکھ بستر کی طرف
 جبر ہے اُن کو کریں منہ گر میرے گھر کی طرف
 گھور کر دیکھوں اگر میں اپنے دلبر کی طرف
 یہ طبیعت آگئی ہے اُس کی کچھ شر کی طرف
 دیکھتا ہے دمدم کیوں پاؤں اور سر کی طرف

دل کو رکھ غمکیں ہمیشہ تو ے و معشوق میں
 آنکھ اٹھا کر دیکھ مت اس دولت و زر کی طرف

﴿321﴾

مائل یہ دل نہ کفر نہ اسلام کی طرف
اک عضو بھی نظر نہیں آتا ہے خوب طرح
بلبل نہ چھوڑ گل کو نفس میں پھنسنے کبھی
راحت اسی میں صرف ہے دولہ جہان کی
جھنجھلا کے دل کہے ہے نہ دیکھ آسمان کو
لازم ہے آدمی کو کہ آغاز عشق میں
شب کو کہا ہے اُس نے کچھ ایسا کہ صبح سے
کھل جائے سب حقیقت ذاتی یہ سیر ہے

عمکیں نہیں جہان میں بے کار تجھ سوا
معروف اپنے اپنے ہیں سب کام کی طرف

غزل ندارد	ش-ن-خ-ع-	318
شاہد و گلفام	-ایضاً-	۱-
شعر ندارد	-ر-	۲-
	-ایضاً-	۳-
	-ایضاً-	۴-
اپنے خیال کو رکھے انجام کی طرف	-ر-، ۸۴-	۵-
ب-، ۱۰۲، ہوئیں	م-، ۱۶۲،	۶-
شعر ندارد	-ر-	۷-
شعر ندارد	-ر-	۸-

﴿322﴾

جو دل آرام^۱ سے نہیں واقف^۲ وہ دل آرام سے نہیں واقف^۲
 جس کو دل چاہتا ہے اے یارو اس کے ہم نام سے نہیں واقف^۳
 واں ہے اپنا مکاں جہاں کوئی سحر و شام سے نہیں واقف^۴
 جو کہ بندے ہیں عشق کے زاہد کفر و اسلام سے نہیں واقف^۵
 جز و کل کو میں جانتا ہوں ایک خاص اور عام سے نہیں واقف^۶
 جس کو اثبات^۷ ہو گیا ہے وہ الف کے و لام سے نہیں واقف^۸
 مست ہیں جو شراب عشق میں وہ کچھ ے و جام سے نہیں واقف^۹

ایسے ناکام ہیں ہم اے غمگین

کہ کسی کام سے نہیں واقف

﴿322﴾

- | | | |
|-----|---------------|---|
| ۱۔ | ش-۳۲ | دل آرام |
| ۲۔ | ع- | شعر ندارد |
| ۳۔ | حاشیہ الف-۱۱۰ | |
| ۴۔ | م-ب-ن-ح-ر- | شعر ندارد |
| ۵۔ | ش-۳۳ ن-۲۹ | اپنا وہاں ہے مکاں جہاں کوئی
صبح اور شام سے نہیں واقف |
| ۶۔ | ش-۳۳ ن-۲۹ | کل کو اور جز کو جانتا ہوں ایک |
| ۷۔ | خ-۱۲۷ | اثبات |
| ۸۔ | ن-۲۹ | الف اور لام-ب-۱۰۰ الف لام |
| ۹۔ | ش-ع | شعر ندارد |
| ۱۰۔ | ش-ن- | شعر ندارد |

﴿323﴾

اُس سے کیا بر آئے گو کیا ہو انساں فیلسوف
روز دم دیتا ہے اور شب کو کبھی آتا نہیں
سادہ لوحی سے بسر تو اس سے آنے کا نہیں
روز و شب گردش نئی دکھلائے ہے عشاق کو
جی میں خوش ہوتی ہے اور روتی ہے اُس کو دیکھ دیکھ
پھیر دیتا ہے سواری روز اُلٹی دے کے دم
غیر لڑوا کر انھیں تفسیر کروانا ہے معافؔ
ذہن رز کو منچےؔ نے مجھ سے ملوا ہی دیا
جس کے کوچے کا ہے ہر یک طفل نادان فیلسوف
ہے قیامت وہ مرا خور وید تاہاں فیلسوف
اے دلا ہے ایک آفت تیرا جاناں فیلسوف
ہے بڑا عیر کہن یہ چرخ دوراں فیلسوف
ہے بلا اے مردماں یہ چشم گریاں فیلسوف
ہمد سوا ہے کچھ عجائب میرا مہمان فیلسوف
مجھ پہ کس حکمت سے یہ کرتا ہے احساں فیلسوف
یہ بھی اپنے وقت کا ہے مثل لقماں فیلسوف

ہم ترے قائل ہوں غمگین جو اس سے تو گانٹھ لے
اور اک سکر کھا ہے اس نے در پہ در ہاں فیلسوف

﴿323﴾	م-ن-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف-۱۱۲ ش-۱۲۳	ہمد سواں
۲۔	ش-۱۲۳	عفو
۳۔	ش-۱۲۳	منہجہ
۴۔	ر-۱۱۲، ش-۱۲۳، ایک	

﴿325﴾

عزیزو پوچھیے یوسف سے یار کی توصیف
نصیب ایسے پھرے اب کہ آ نہیں پھرتے
نہ آئی راس مجھے عشق کی یہ آب و ہوا
کلی کا ذرہ ترقی جائے رشک سے فی الفور
وہ شوخ دوست ہو جس کا پھر اُس کو اے یارو
عذاب روز جزا کا رہا نہیں کچھ ڈر
وہ کام اس کے ہیں جو طفل بھی نہیں کرتے
تفضلہ بھی آئے تو زندہ اُسے نہ پہچانے
ہٹا تو آوے مجھے خواب کس طرح ہدم
سحر کو دیتے ہیں طعنہ مجھے سب اے ہدم
وہی ہے خوب کرے جس کی خوب رو تعریف
بدل کے بھیں جو لاتے تھے رات کو تعریف
نہ آہ سے ہوئی فرصت نہ گریہ سے تخفیف
جو اُس دہن کی کروں جا کے باغ میں تعریف
کچھ احتیاج نہیں ڈھونڈنے کی اور حریف
شب فراق میں کھینچی ہے اس قدر تکلیف
عرض کہ دل کی بھی ہے واہ کیا ہی ذات شریف
ترا ہے عاشق بیمار یہ ضعیف و نحیف
خیال اُس کے سے جب ایک دم نہ ہو تخفیف
اس آہ و نالہ سے ہوتا ہوں شب کے سخت خفیف

بجائے یا تو الف قافیہ میں لا غمگین
غزل اک اور بھی لکھ جلد قابل تعریف

غزل ندارد	م-ب-خ-ع-	﴿325﴾
شعر ندارد	ر-	۱-
زہراتون	ش-۳۲،	۲-
شعر ندارد	ر-	۳-
شعر ندارد	ر-ن-	۴-
وہ کام کرتا ہے	ش-۳۲،	۵-
شعر ندارد	ر-	۶-
شعر ندارد	ر-ن-ش-	۷-
بتا تو غمگین کہ کس طرح مجھ کو خواب آوے	ش-۳۲	۸-
شعر ندارد	ر	۹-
غمگین	ش-۳۲،	۱۰-
شعر ندارد	ر-	۱۱-
الف-۱۰۹ ش-۳۲ ن-۳۰ ایک		۱۲-
شعر ندارد	ش-ن-	۱۳-

ق

﴿326﴾

یاں تلک ہے یہ دل آہ یار کا مشتاق
تھیں ہے طرف بہت سے کشو میں ہوں کم طرف
نہ رکھ تو بحر محبت میں وار پار سے دھیان
بہ وصف شوق یہ چشم حیا ہے اس دل کو
مجھے تو اب یہ تمنا ہے وہ خفا ہو کاش
خدا کو مان یہ اقرار کئے و قول اور سے کر
کہ ہو گیا ہے ہر اک بے قرار کا مشتاق
کہ تم شراب کے ہو میں خمار کا مشتاق
جو آشنا ہے تو رہ مانجھدہا کا مشتاق
کہ چشم سے نہیں اس کی دوچار کا مشتاق
کہ میں رہا ہوں بہت اس کے پیار کا مشتاق
کہ میں نہیں ترے قول و قرار کا مشتاق

مجھے خزاں و بہار ایک سی ہے اے تمکین

دیوانہ میں نہیں جو ہوں بہار کا مشتاق

﴿326﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۱۰۲	مانجھدہا
۲۔	ر-ن-ش-	شعر ندارد
۳۔	ب-	شعر ندارد
۴۔	ن-۳۰	اقرار قول

﴿327﴾

یہ کور چشم کن آنکھوں سے اُس کے ہیں مشتاق
تو ہی طلاق دے دنیا کو شیخ ہم آزاد
جو نخل ذکر ثمر دے تجھے تو ہو سامع
جو قید ہستی سے آزاد ہو تو تو جانے
تمام نور رخ شمع کا ہوا کافور
رکھے ہے دختر رز سے رات دن منٹ پٹ
کبھی نہ دیکھ کے وہ چشم تر ہوا ہم کو
جو میرے واسطے دیتے تھے سے پلا دس کو

بھرا ہے حسن سے جس شوق کے تمام آفاق
کریں نکاح کسی سے نہ دیں کسی کو طلاق
کریں ہیں حمد سب اپنی زبان میں اوراق
نہیں جہاں میں مقید کوئی علی الاطلاق
ہمارے ماہ جہیں کی جو دیکھی سیمیں ساق
کمال پیر مغاں کا ہے ان دنوں اشفاق
ہوئے ہیں عشق میں ہم آہ جن کے سوکھ کے قاق
اب ایک جام پلانا انہیں ہے مجھ کو شاق

ذمیرہ دور کر اپنے سے خصلتیں نکلیں

حمیدہ تیرے نہ نزدیک ہوں اگر اخلاق

﴿327﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر-	شعر ندارد
۲-	ر-ب-	شعر ندارد
۳-	-ایضاً-	
۴-	-ایضاً-	
۵-	ر-	شعر ندارد

﴿328﴾

نذا جو تجھ پہ مثال چکور ہیں عشاق بسان ماہ ہوا ہے تو شہرہ آفاق
 اثر کیا ہے میرے دل میں زہر بھراں نے ترا وصال ہی اب اس کے حق میں ہے تریاق
 اب اُس کے کوپے سے میں ناتواں اٹھوں کیونکر کہ مجھ ضعیف کی بس تلو ہو گئی ہے طاقت طاق
 جمال اپنا دکھا دے اب اُن کو اے پیارے کہ تیرے حسن کے عاشق ازل سے ہیں مشتاق
 یہ دل ہے ایسے سنگر پر ہمدوم عاشق نہ جس میں مہر و وفا ہے نہ انیت اخلاق
 تمام شمع کی ٹھنڈی ہو گرم ہزاری اگرچہ دیکھے مرے شعلہ رو کی سیمیں ساق
 جہاں میں منم و شاہ و گدا سے اے غمگین
 طمع نہ کیجیے ہرگز کہ ہے خدا رزاق

﴿328﴾	م-ن-ب-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۸۶	بہ شان
۲۔	ش-۳۴	بس
۳۔	ایضاً	اب
۴۔	ایضاً	ابد
۵۔	طبق ش-۳۴	
	الف-۱۱۵	سہر و وفا
۶۔	خ-	شعر ندارد

﴿329﴾

نہیں باطل سخن اُس کا کہے جو کچھ وہ ہے برحق
 ترے غل سے بہت ہے فائدہ آواز میں خم کے
 کتان دیکھے سے مہ کے کلڑے کلڑے یار ہوتا ہے
 کہاں جاؤں یہ حالت ہے مری اب بعد وحشت کے
 مقید میں مقید جو رہے مطلق میں بس مطلق
 مجھے بھاتی ہے واعظ اس تری حق حق سے وہ لعل لعل
 تعجب ہے ترے بن دیکھے دل میرا ہے کیوں شق شق
 کہ آبادی نظر آتی ہے جوں جنگل کوئی لعل لعل

خیال آیا مگر اُس مہر رو کو کیا ترا غمگین
 یکا یک ہو گیا اس ہجر کی شب کا جو منہ فق فق

﴿330﴾

کہاں تلک کروں معمول کی شراب میں فرق
 تو اوگھ اوگھ کے کرتا ہے معتقد کس کو
 دیا ہے اُس کے مگر تو نے ہاتھ میں مکتوب
 کرے ہے ہارے وہ جن جن کے انتخاب ستم
 ریودگی یہ کہاں ہے گلاب کی بو میں
 نٹے میں ہو کم و بیشی و گرنہ اے ساقی
 یہ پند پند مغاں سے کشو رکھو تم یاد
 پھنسا ہے دختر رز سے یہ مختب شاید
 کسی طرح نہیں اُس کے کہیں حجاب میں فرق
 بہت ہے زاہد ناداں فنا و خواب میں فرق
 نظر پڑے ہے جو قاصد ترے جواب میں فرق
 ہزار شکر نہیں اپنے انتخاب میں فرق
 بہت ہے شوق عرق میں ترے گلاب میں فرق
 سب ایک سے ہیں نہیں کچھ کسی خراب میں فرق
 کبھی نہ کچھ معمول کی شراب میں فرق
 کہ آج کل ہے بہت اس کے احتساب لیلیں فرق

نہیں ہے چشم کی واکی بھی فرصت اے غمگین

فنا ہا میں بس اپنے ہے یہ حجاب میں فرق

﴿329﴾ ن-ر-ش-خ-ع- غزل ندارد

۱- م-۱۷۳، لعل ودق

۲- ایضاً ہوا

330 ش-ن-ر-ب-خ-ع- غزل ندارد

۱- م-۱۷۷، اجتناب

﴿331﴾

بیر مغاں الست سے ہوں میں خراب عشق
میں منکر و نکیر سے کیوں! واعظا ڈروں
تا حشر نیند پھر نہ تجھے آئے زاہدا
جاری تو احتساب نہ کر مجھ پہ محتسب
یاراں یہ رنج گئے جتنے کہ ہیں دو جہان میں
پایاب بحر عشق قدم رکھتے ہی ہوا
محبوب تو نہ اس سے نہ وہ تجھ سے بے حجاب
ہر آن آن اور ہی معشوق کا ہے حکم
نخل جہاں کے عاشق ہو جائے نخل خشک
معشوق تند خو ہیں جہاں میں بہت مگر
رکھتا ہے کیا دریغ تو مجھ سے شراب عشق
ہوگا تو صرف مجھ سے سوال و جواب عشق
آوے کبھی خیال میں گر تیرے خواب عشق
عالم یہ کچھ شراب نہیں ہے گلاب عشق
یہ یاد رکھو صرف ہیں یہ سب عذاب عشق
پہنچا نہ سر تک اپنے صدانسوس آب عشق
یہ جس قدر حجاب ہے سب ہے حجاب عشق
ہر دم ہے تازہ ہم کو عتاب و خطاب عشق
برسا جہاں میں نہ کرے گر حساب عشق
وہ تجھ کو چاہے کہ ہو نہ جس پر عتاب عشق

لب بند لذت اس کی سے میں لکھیا میاں کروں
شہد و شکر سے شیریں ہے ممکن عذاب عشق

﴿331﴾	ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-۱۰۴ خ-۱۲۷	کیا
۲۔	ب-ر-	شعر ندارد
۳۔	ب-ر-	شعر ندارد
۴۔	ب-ر-خ-	شعر ندارد
۵۔	ر-خ-	شعر ندارد
۶۔	الف-۱۱۴	اب
۷۔	ر-خ-	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔	ر	شعر ندارد
۱۰۔	م-	ہے کہ جس
۱۱۔	ب-ر-خ-	شعر ندارد
۱۲۔	ب-	ہیں

﴿332﴾

مہمان دل میں کسی کے گرے کبھی آتا ہے عشق
دل کو اُس کی زلف میں کا ہے کو الجھاتا ہے عشق
مرشد و ہادی و مولا وہ ہے ہم سب ہیں مرید
رہ نورو بے خودی ہی میں ہوئے ہم تو فنا
جب تلک ہے دم میں دم ہرگز نہ چھوڑوں گا اُسے
تو یہ کیا کہتا ہے غافل اُس پری رو سے نہ رہ
شوق مٹی کے کھلونوں کا نہیں اس دل میں کچھ
عاشقوں نے اس کو الحقیقۃً وہو اللہ ہی کیا
بے خودانہ بے خودی میں جو فنا ہوتا ہوں میں
ساتھ اپنے صاحب خانہ کو لے جاتا ہے عشق
یہ پریشانی مرے کیوں سر پہ تو لاتا ہے عشق
وہ ہی شہم کرتے ہیں جو اے یار فرماتا ہے عشق
کون سی اب راہ دیکھیں ہم کو دکھلاتا ہے عشق
دوستوں میں بچ کہوں دل سے مجھے بھاتا ہے عشق
میں دیوانہ ہوں بھلا جو مجھ کو سمجھاتا ہے عشق
کیا میں لڑکا ہوں مجھے تو ان سے بھلاتا ہے عشق
اس خبر سے زاہد کچھ اور کہلاتا ہے عشق
عشق سے میں اور مجھ سے کیا ہی گھبراتا ہے عشق

شکل جس پردہ نشیں کی آج تک دیکھی نہیں

اب بہر صورت اسے غمگین کو دکھلاتا ہے عشق

﴿332﴾	ب۔ س۔ ض۔ ع	غزل ندارد
۱۔	۵۸۔ ر۔	یہاں
۲۔	ایضاً	جب
۳۔	ر۔	شعر ندارد
۴۔	۸۵۔ ر۔	یہاں
۵۔	ایضاً	ہم دہی
۶۔	۱۷۴۔ م۔	بتلاتا
۷۔	ر۔	شعر ندارد
۸۔	۸۵۔ ر۔	کیا میں دیوانہ ہوں جو تو مجھ کو سمجھاتا ہے عشق
۹۔	ر۔	شعر ندارد
۱۰۔	۸۵۔ ر۔	العشق هو اللہ
۱۱۔	ایضاً	شیخ جی
۱۲۔	۴۔ م۔	شعر ندارد
۱۳۔	۸۵۔ ر۔	غمگین اس پردہ نشیں کو لا کے دکھلاتا ہے عشق

﴿333﴾

لعل لب پر ہے مسی یا یہ ہے شام و شفق
واعظا دو پاٹ پرٹے کر کیا کرے ہے قیل و قال
گل پہ شبنم ہے یا عارض پہ ہے تیرے عرق
آ شراب عشق پی جس سے کھلیں چودہ طبق
دیکھنے کو پر ترے آنکھوں میں جاں ہے اک رنق
طفل ناداں جس طرح روتا ہے پڑھنے میں سبق
حال دل کر کر بیاں روتا ہوں میں اس طرح سے

تو بھی تو عاشق ہے اے غمگین مجھے اتانتا

سارے عشاقوں کو کیا ہوتا ہے ایسا ہی قلق

﴿334﴾

جس قدر مجھ کو ہتوں کی ہے دلا چاہ کا شوق
حاجیوں کو رہ کعبہ سے نہ ہو گا یہ انس
کسی مومن کو نہیں ہائے یہ اللہ کا شوق
مجھ کو جیسا کہ ترے کوچے کی ہے راہ کا شوق
یہ پکود اور کتاں کو ہے کہاں ماہ کا شوق
حضرت دل کی مگر صرف ہے درگاہ کا شوق
کچھ مجھے دیر و حرم کی نہیں خواہش اے شیخ
آستانے سے صنم تیرے نہ جاؤں گا کہیں
مجھے لایا ہے حرم سے تری درگاہ کا شوق

فصل گل میں نہ ہونالے سے یہ بلبل کو ذوق

جو کہ غمگین کو ترے ہجر میں ہے آہ کا شوق

﴿333﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ لب لعل پر ہے مسی یہ یا یہ ہے شام و شفق

۲۔ الف-۱۱۴ پڑ

ش-۳۴ پڑ

﴿334﴾ م-ب-ن-ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

بر حاشیہ الف-۱۱۵

﴿335﴾

طریق عشق میں اپنا نہیں ہے کوئی رفیق
مرا تو ملت و مشرب ہے صرف میخانہ
تجھے تو کعبہ خوش آتا ہے شیخ ہم کو دیر
ترے دہان و کمر کا ہے فکر دل کو بچ
تمہارے فراق پا کا جو ہے خیال مجھے
حقیقت اپنی کو پہچانے محال ہے یہ
عجیب رنگ ہے اس خندق حنائی کا
جو ایک رشتہ زمین پر گرے تو ہودے غرق کے
عذاب قبر کا خطرہ نہیں رہا مجھ کو
نہیں ہے ہوش کئی دن سے کچھ مجھے ساقی
اب اس کے چاہ و نغداں کی یاد میں اے دل

مگر یہ درد ہی مونس ہے اور آہ شفیق
کسی کی راہ حرم ہے کسی کا دیر طریق
جو تیری راہ ہے وہ تو ہمارا یہ ہے طریق
یہ اس ضعیف سے کب ہو سکا خیال دقیق
تو اشک چشم سے بہتے ہیں سرخ مثل عقیق
ہزار بار گر انسان کرے خیال دقیق
چمک یہ ناخن پا کی ہے جوں نگین عقیق
بھرا ہے کوزہ دل میں مرے وہ بحر عمیق
ہوا ہوں گنبد افلاک میں یہ آہ مضیق
عجب طرح کی تری آہ ہے شراب رقیق
ہماری چشم سے جاری ہے ایک بحر عمیق

بدل کے قافیہ لکھ اور اک غزل عملیں

کہ کور دل کو بھی سن کر ہو دید کی توفیق

﴿335﴾	ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش۔	شعر ندارد
۲۔	م-ب-ر-	شعر ندارد
۳۔	م-ب-ر-	شعر ندارد
۴۔	ر-ش	شعر ندارد
۵۔	ش-ر-	شعر ندارد
۶۔	م-۱۷۵	عجب
۷۔	م-۱۷۵	غزل
۸۔	ش۔	شعر ندارد
۹۔	الف-۱۱۳ / م-۱۷۵ ب-۱۰۳	خطرا
۱۰۔	ش۔	شعر ندارد
۱۱۔	ایضاً۔	
۱۲۔	ش۔	غمگین
۱۳۔	م-ب-ر-	شعر ندارد
۱۴۔	ر-ش	شعر ندارد

بر حاشیہ الف-۱۱۳

ک

﴿336﴾

سمندر فکر ہمارا ہے اس قدر چالاک کہ ایک دم میں پہنچتا ہے بر سر افلاک
وہ زور و شور جنوں جبکہ یاد آتا ہے کہ ہے لعقل کہ کر ڈال پھر گریباں چاک ہے
مزار پر وہ میرے ہائے کس طرح آوے کھٹکتی آنکھ میں اب تک ہے جس کے میری خاک تے
مجھے تو ہوتی ہے بے دخت رز کے سیر حرام نظر پڑے ہے کہیں باغ میں جو سایہ تاک تے
شراب ناب سے ہر دم طہارت دل کر کہ پاک تا رہے خطروں سے اور تو پیباک شے
جو تیرے حسن کو اُس مرتبے میں پہچانے نہ چشم کو یہ بک بصارت نہ دل کو یہ ادراک

جو گر یہ میں کروں غمکیں تو یار ہوتا ہے
مگر یہ اس کی خوشی ہے کہ یہ رہے غمناک

﴿336﴾	ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف-۱۱۷	لفظ ”ہے“ ندارد
۲۔	ش-ر-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً-	
۴۔	ب-ر-ش-	شعر ندارد
۵۔	ش-	شعر ندارد
۶۔	ب-۱۰۶	تیری چشم
۷۔	ش-۳۶	نہ
۸۔	ر-۸۸۱	ہمیشہ اُس کی خوشی ہے کہ میں رہوں غمناک
۹۔	ب-۱۰۶۱	غمناک

﴿337﴾

سند جس کا مثل نسیم ہے چالاک
نسیم صبح سے آتی ہے گر کبھی وہ بو
تمہارے ہجر سے پامال ہو گیا لیکن
مری یہ جان بھی قرباں ہے اے کہاں اہو
برنگ لالہ کے داغ اور بطور سرو کے آہ
اگے ہیں مزرعہ دل میں عجب ہے یہ املاک

شراب عشق سے رہتا ہے پر سیٹا دل کا
ہماری جب سے کہ اُس چشم مست پر ہے تاک

﴿338﴾

بھلا اس ناتوانی میں میں کیونکر جاؤں دلبر تک
تو اُس کوچے میں اے باد صبا کیوں خاک اڑاتی ہے
پلائی وقت رخصت اور دروازے میں ہیٰ عالم
ہوا دیوار کی مانند جس کی انتظاری میں
نشتے میں مجھ کو دم دے کر گیا وہ چھوڑ رستے میں
میرا خط پاس اُس پردہ نشیں کے کون لے جاوے
خدا جانے کہ اُس دلبر نے دل کو کیا کیا میرے
گئی دیوانگی دل سے نہ میرے اُس پری رو کی

یہاں تک ناتواں ہیں حشر میں بھی ہم نہ اٹھیں گے
فرشتے گر اٹھا لے جائیں ہم کو محشر تک

﴿337﴾ ب-م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

بر حاشیہ الف-۱۱۷

۱- بر حاشیہ ش-۳۶

۲- ش-۳۶ صبو

﴿338﴾ ب-ن-ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- م-۱۸۲

بھی

۲- ایضاً۔ اُز قاصد

﴿339﴾

لے کر زمیں سے غمگین اٹھ جائے آسمان تک
 عالم حجاب ہو گا اے شیخ تجھ کو ہم کو
 جی چاہتا نہیں اب جو اس سے بات کہے
 ساقی وہ دے دے جس سے وہ جاؤں مے کدے میں
 محفل میں اُس کی جا کر مشکل ہے آہ آنا
 احوال راہ و منزل آئینہ ساں ہے مجھ کو
 جو ہر ہے آہ دل میں آوے اگر زباں تک
 دے ہے وہی دکھائی پھینکیں نظر جہاں تک
 سمجھاؤں آہ دل کو ہر دم کہاں کہاں تک
 آتا ہوں مشکوں سے اس تیرے آستان تک
 سو سو خرابیوں سے آتے ہیں واں سے یاں تک
 قاصد اگر مبرا ہو تو بھی نہ پہنچے واں تک
 اپنے سوا کسی کو دیکھا کہیں نہ غمگین
 کون و مکاں سے بس ہم ہو آئے لامکاں تک

﴿339﴾	ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-	شعر ندارد
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	ر-۸۸	پھر جاسکوں نہ اٹھ کر اس تیرے آستان تک
۴۔	الف- ۱۱۷ م- ۱۸۰ ب- ۱۰۶	وہاں سے یہاں تک
۵۔	ایضاً	وہاں
۶۔	ب-ر-	شعر ندارد

﴿340﴾

کون جیتا ہے وہ ہجر سحر ہونے تک
خانہ آباد کہیں دیکھ نہ ہو گمراہ برباد
مثل شبنم نہیں ہے کچھ ہستی موہوم اپنی
خون نہ ہوائے دل بیتاب میں قرباں ترے
بخشنے کا میں نہیں حشر میں خوں اے قاتل
اثر آثار بھی تیرا نہ رہے گا اے دل
عمر اک چاہیے یہ عمر بسر ہونے تک
دل میں اُس بت کی وفا کا ترے گھر ہونے تک
کہ ترے مہر کی ٹھہرے یہ نظر ہونے تک
صدف چشم میں ان کے اشک گھر ہونے تک
اور کو قتل کیا میرے اگر ہونے تک
تری باتوں سے دل اُس کے میں گھر ہونے تک
آئے بھی اور گئے دل بھی وہ لے کر نکلتے
ہائے کیا کیا نہ ہوا ہم کو خبر ہونے تک

غزل ندارد	ش-خ-	﴿340﴾
کر	ع-۱۱۳	۱۔
اُن کے دل میں تری اس چاہ کا گھر ہونے تک	ن-۳۰	۲۔
نہ ہو یہ	ایضاً۔	۳۔
اشکوں کے گھر ہونے تک	ر-۸۷	۴۔
اشک کے	ع-۱۱۱	۵۔
میں نہ بخشوں گا تجھے حشر میں خوں لے قاتل	ن-۳۰	۶۔
شعر ندارد	ع-ر-	۷۔
اُن کے دل میں تری باتوں کا اثر ہونے تک	ن-۳۱	۸۔
شعر ندارد	ع-ر-	۹۔

﴿341﴾

دیکھا نہیں ہے دل نے وہ دیدار اب تلک
عابد ہے شرک تیری عبادت میں مستر
کیوں میں نے پیار آنکھوں میں اُس کو کیا کہ وہ
اک عمرے کدے میں شب و روز پی شراب
دونو جہاں سے گو کہ مجھے ہم گزر دے
کس بات پر کرے ہے ستمگر وہ مجھ کو قتل
تھا وعدہ شب اُس کو ہوئے آج پانچ روز
صیاد فصل گل مئی، گزری قفس میں پر
ہرم نہ پوچھ وصل کی ہے ہجر سے ہتر
کوئی کہ دے عندیہ قفس کو کہ غل نہ کر
اخفا نہیں ہے کوئی تیری بات مجھ سے یار
شب گزری صبح ہو گئی اور شام پھر ہوئی
تو اپنے قول پر نہ رہا یار برقرار
دیکھا تھا اس نے غیر سے ہنستے کہیں اُسے
تو اپنے ہال کھول کہ کھلے مرے ہوش
کیا کیجیے اک نگاہ سے اُس چشم مست کے
دیکھا تھا اُس کے ہجر میں گزار کو کبھی

واقف نہیں دوا سے یہ بیمار اب تلک
تبیخ میں رکھے ہے تو ڈکار اب تلک
جب سے ہے آہ آنکھوں میں بیزار اب تلک
لیکن ہوئے نشے میں نہ سرشار اب تلک
اُس بزم کے نہیں ہیں سزا دار اب تلک
اک بات کا نہیں میں گنگناہار اب تلک
بیٹھا ہوں ہائے گھر میں میں ناچار اب تلک
ترپے ہے ہائے مرغ گرفتار اب تلک
وہ ہی ہے اُس کی جنت و تکرار ان تلک
محفوظ ہے خزاں سے یہ گزار اب تلک
تجھ سے کیا نہیں مگر اب اظہار اب تلک
دیکھوں ہوں راہ تیری میں اے یار اب تلک
اور برقرار ہے مرا اقرار اب تلک
گریاں ہے جب سے چشم گہر بار اب تلک
دیکھی نہیں ہے میں نے شب تار اب تلک
بے ہوش ہے مرا دل سرشار اب تلک
آنکھوں میں میری مجھتے ہیں وہ خار اب تلک

پی تھی شراب شب کو یہ عملیں نے کس کے ساتھ
اتنا چڑھا ہے دن نہیں ہوشیار اب تلک

﴿341﴾	ب-ش-ر-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	برحاشیہ - الف - ۱۱۶ م-	شعر ندارد
۲-	ایضاً-	
۳-	ایضاً-	
۴-	ایضاً-	
۵-	ایضاً-	
۶-	ایضاً-	
۷-	ایضاً-	
۸-	ایضاً-	

﴿342﴾

دیکھوں تجھے نہ آنکھوں سے اے یار جب تک
 اب تو خدا کے واسطے آ وقت ہے اخیر
 ہو گا نہ گور میں مجھے آرام تب تک
 کیونکر پڑے گا چین مجھے ہائے شب تک
 وعدہ کیا ہے اُس نے کہ آؤں گا میں ولے
 ملا قسم خدا کی ذرا قال دیکھ تو
 اُس بت سے میری ہوگی ملاقات کب تک
 غمگین پہ کی تھی مستی میں اُس شوخ نے نگاہ
 اترائے نہیں ہے اُس کو نشہ یار اب تک

﴿342﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ-الف- ۱۱۷

۱- ش-۳۵ ہو گئی میری

۲- ایضاً- اوتارا

﴿343﴾

ہم جستوئے یار میں پہنچے وہاں تک
 بھری میں اک جواں سے ہے دل بنگلی ہمیں
 یہ حال ضعف سے ہے مرے حال کا طبیب
 موجود کی تلاش میں ہم ہو گئے عدم
 جو بدگماں ہوں میں وہ نہیں مجھ سے بدگماں
 اپنا خیال بھی لے نہیں آتا ہمیں کبھی کے
 کس طرح اپنی جان کہوں اُس کو ہدموٹ
 جاگا بہت میں گھات میں راتوں کو ہدموٹ
 آخر پھر آ کے اپنے ہی دل میں ملا سراغ
 دیکھا تو بس جہاں تھے وہیں کے وہیں ہیں ہم

انسان کا گزر نہیں ہوتا جہاں تک
 مشہور شیخ جی ہے یہ پیر و جواں تک
 جو جو ہے دل میں وہ نہیں آتا زباں تک
 اپنا بھی لے علم جہل سے پہنچا کہاں تک
 میں بدگماں ہوں اپنے بھی لے وہم و گماں تک
 تیرا خیال یار رہے ہے یہاں تک
 جس پر سے میں ٹار کروں اپنی جان تک
 پر دسترس نہ اپنی ہوئی مہماں تک
 ہم ڈھونڈ آئے اُس کو کہاں سے کہاں تک
 طے کر کے سب مقام جو پہنچے وہاں تک

غمگین وہ نور ناتناہی ہے یاد رکھ

جو نور ہے زمیں سے لگا آسماں تک

﴿343﴾	ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	ع-ر-خ-	شعر ندارد
۲۔	ع-خ-	شعر ندارد
۳۔	ب-۱۰۶- ۸۸-ر-	ہی
۴۔	خ-۱۶۸-	ہی
۵۔	م-۱۸۱-	لفظ "تلك" ندارد
	ر-	شعر ندارد
۶۔	ر-۸۸-	ہی
۷۔	ن-۳۱-	پہروں خیال اپنا بھی رہتا نہیں ہے آہ
۸۔	الف-۱۱۷- / م-۱۸۱-	ب-۱۰۶- ہمدون
	ن-۳۱-	بدزیب ہے جو یارو کہوں اُس کو اپنی جان
۹۔	ر-	شعر ندارد
۱۰۔	ا-۱۱۷-، م-۱۸۱-	ب-۱۰۶- ہمدون
۱۱۔	ب-ع-ر-خ-	شعر ندارد
۱۲۔	ع-	شعر ندارد
۱۳۔	ب-ایضاً-	
۱۴۔	ر-۸۸-، م-۱۸۱-، ع-۱۱۲-، ب-۱۰۷-	"دھیان"

﴿344﴾

یہ کس کی جانتے سوتے میں دیکھی ہائے جھٹک
 ہوا کرے ہے یہ دن رات نیلا پیلا آہ
 صفات جتنی جلالی ہیں اُن کو عین سمجھ
 جو ہرگز کہ اس میں نہاں ہیں کرے ہے یہ ظاہر
 وہ شوق بزم میں کیا کیا اُسے اڑاتا ہے
 جو دل میں ہو نہ کدورت تو غور کر اے شیخ
 رخ لہج نے کی ہے بہت نمک پاشی
 وہ کیا شراب پلائی تھی ساقیا تو نے
 کہ اب تک نہیں لگتی مری پلک سے پلک
 بہم جو اُس کو مجھے دیکھتا ہے دون فلک
 کہ تا سلوک میں حیرے نہ آوے لاکوئی انک
 شراب یار ہر انسان کے واسطے ہے محک
 بنا کے غیر جب آتا ہے اپنی لوک پلک
 بتوں میں صاف خدا کی نظر پڑے ہے جھٹک
 ترا مرے دل مجروح پر ہے حق نمک
 کہ ہوش دونو جہاں کا نہیں ہے آج تک

یہ اپنے عہد میں عملیں ہے دیکھ ہر مغاں
 کرے ہے کس لیے واعظ تو اس سے یہ بک بک

﴿344﴾ ب-ش-ن-ر- غزل ندارد

۱- ۱۸۲-۲ آئے

﴿345﴾

ہوتے ہیں سے کشی میں تو وہ ہم بہم شریک
اُس کا نہیں شریک کوئی دو جہان میں
کیونکر نہ اعتبار کریں اُس کی بات کا
کوئی نہ تھا رفیق ترے ہجر میں مرا
جور بتاں سے زندگی مشکل ہو ہمدوست
یہ یاد رہوے تجھ کو برے وقت میں دلا
تنہائی ہجر کی میں نہ مونس نہ کوئی یار
فرہاد و قیس کو نہ کروں کس طرح سے یاد
کیا کہ اُن کو کوئی عاشق مومن جواب دے
مطلق نہیں شریک کوئی اُس کی ذات کا

لیکن ہوا نہ یہ کہ کبھی ہوویں غم شریک
گر ہے تو صرف ایک یہ تیرا ہے دم شریک
ہر یک سخن میں جس کے ہو سو قسم شریک
سو خون دل سے پر یہ رہی چشم غم شریک
ہوئے نہ گر ہمارے خدا کا کرم شریک
دشمن تو خیر دوست بھی ہوتے ہیں کم شریک
گر ہیں تو اُس کی طرف سے درد و الم شریک
تھے مجھ ستم زدہ کے وہ دونو ستم شریک
کہتے ہیں یہ بتاں کہ خدا کے ہیں ہم شریک
ہوتا نہیں وجود کے ہرگز عدم شریک

لکھ اور ہی ردیف توانی میں اب غزل
غزلیں ہوں تیرے درد کے تائن کے ہم شریک

﴿345﴾	ب-ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر-	شعر ندارد
۲-	ایضاً-	
۳-	الف-۱۱۵ م-۱۷۸ ہمدسوں	
۴-	ر-	شعر ندارد
۵-	ایضاً-	
۶-	ایضاً	
۷-	ر-	کیا کوئی ان کو
۸-	م-۱۷۸	بھی ردیف و قوافی

﴿346﴾

پاؤں چلنے سے رہے اس تری رفتار کو دیکھ
 آگیا شیخ بھی کل بیچ میں سر سے اپنے
 شب تصور میں ترے نقشے کے حیراں میں رہا
 اے مسلمانو خدا جانے یہ کیا ہے کہ مجھے
 شب کو مے پی کے نہ گلیوں میں پھرا کر اے شوخ
 جلوہ گر اُس کے نہ ہونے کا گلہ پھر کچھ
 دونو عالم پہ بھی راضی نہیں ہوتا مجھ سے
 رو دیا آہ طبیعوں نے بھی ہدم میرے
 رو برو اپنے قفس رکھے ہے جس کا صیاد
 بند لب ہو گئے شیرینی گفتار کو دیکھ
 ماہن کے عمامہ دیا اس تری دستار کو دیکھ
 اُس تصور سے مصور در و دیوار کو دیکھ
 ہوش رہتا ہی نہیں اس بہت سرشار کو دیکھ
 خوف آتا ہے مجھے اس ترے اطوار کو دیکھ
 پہلے اکیمہ دل اپنے کے رنگار کو دیکھ
 اور قیمت وہ بڑھاتا ہے خریدار کو دیکھ
 اس تن دار کوئ بس عشق کے آزار کو دیکھ
 رشک آتا ہے بس اس مرغ گرفتار کو دیکھ
 یاد رہتا نہیں کچھ جور و جفا اے غمگین
 بھول جاتا ہوں ستم اپنے سنگار کو دیکھ

﴿346﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر	شعر ندارد
۲۔	ب-ر	شعر ندارد
۳۔	ر	شعر ندارد
۴۔	ن-۵۱	اور
۵۔	ب-ر	شعر ندارد
۶۔	ن-۵۱	رو برو اپنے قفس جس کا رکھے ہے صیاد
۷۔	ر	شعر ندارد

﴿347﴾

غش ہوں میں اُس کی نوجوانی دیکھ سُن ہے وہ میری ناتوانی دیکھ
 شوق دیوانگی ہے مگر تجھ کو لیلیٰ مجنوں کی تو کہانی دیکھ
 دم میں آجائیو نہ تو اے دل گفتگو اس کی یہ زبانی دیکھ
 دم ہے آنکھوں میں اب تو تو آکر اکلا نظر میری جاں نشانی دیکھ
 ہے بہت دور یار کا کوچہ تو ہی اپنی ناتوانی دیکھ
 لوگ خواہش کرے ہیں مرنے کی ہجر میں میری زندگانی دیکھ
 غیر کیا کیا جلا ہے اے عملیں
 مجھ پر اُس مہ کی مہرانی دیکھ

﴿347﴾ م۔ ب۔ ن۔ ر۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

غزل بر حاشیہ، الف۔ ۲۰۹ بر حاشیہ، ش۔ ۶۳

ا۔ الف۔ ۲۰۹۔ ش۔ ۶۳۔ ایک

گ

﴿348﴾

گلچیں سے جیسی بلبل بیداد ہے بہ تنگ
 گر بس چلے تو باغ سے ہو جائے وہ ہوا
 دیا ہی اس کے صید سے صیاد ہے بہ تنگ
 جو شاد ہے ہر ہے وہ ناشاد سے بھی آہ
 اُس سرو قد سے آہ یہ شمشاد ہے بہ تنگ
 شیریں تو تنگ خسرو کی آغوش میں ہے آہ
 دنیا سے میرا کیا دل ناشاد ہے بہ تنگ
 شیریں کے اور ہاتھ سے فرہاد ہے بہ تنگ
 حیرت سے یک قلم ہے وہ تصویر کی طرح
 نقشے کے ہاتھ سے ترے بہزاد ہے بہ تنگ
 رہتا نہیں ہے حرف سبق ایک مجھ کو یاد
 لیاں سے اب مرے بہت استاد ہے بہ تنگ
 غمگین بہت ہی تنگ ہے یہ گنبد فلک
 رہنے سے اس میں یہ دل آزاد ہے بہ تنگ

﴿348﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن-۳۱	جیسی قفس میں بلبل بیداد ہے بہ تنگ
	م-۱۸۳	گلچیں سے بلبل
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	ب-۱۰۷	شرین
۴۔	ن-۳۱	رہتا نہیں سبق کا مجھے ایک حرف یاد
۵۔	ن-۳۱	غمگین یہ سقف نیلی بڑی تنگنائے ہے

﴿349﴾

جو دیکھ کے اُس بت کو ہوائے میرا رنگ
کس رنگ سے انداز سے جی کوئی بچاؤے
ہو جیسی کہ صورت اسے ویسی ہی نظر آئے
اُس دستِ حنائی کو سرشام جو دیکھا
جس کا کہ نہ کچھ رنگ نہ کچھ ڈھنگ نہ صورت
اے دل یہ یقین جان کہ بے رنگ ہے صالح
ساتی مے گلگوں کے نئے میں ترے یہ دل
کیا خاک کسی وحشی کی برباد کی تو نے
ہے فیضِ تلون تری صحبت سے یہ اے شوخ
ایسا نہ کسی کا کرے اللہ بُرا رنگ
لائی ہے نیا اُس کی ہر اک آن و ادا رنگ
دل کا ترے جوں آئینہ ایسا ہو صفا رنگ
تو پنچہ خور کا دوہیں بس زرد ہوا رنگ
ہر رنگ میں دیکھوں ہوں میں اُس کا بخدا رنگ
ہر ایک جو شے کا نظر آتا ہے جدا رنگ
وہ رنگ دکھاتا ہے جو دیکھا نہ سنا رنگ
ہے مثلِ بگولے کے ترا جو کہ مہا رنگ
لاتا ہے جو دل مجھ سے مرا روزِ نیا رنگ

رنگ اُس کے ابھی بزمِ بے میں کب دیکھے ہیں تمکین

بس ایک ہی صحبت میں ہوا ہے یہ ترا رنگ

﴿346﴾	ب-ن-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔	شعر ندارد
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	-ایضاً-	
۴۔	-ایضاً-	
۵۔	م-۱۸۵	لفظ "پ" ندارد
۶۔	م-۱۸۵ ر-۸۹	رنگ اس کی بزم کے

﴿350﴾

مجھ سے آزرده جو اُس گل رو کو اب پاتے ہیں لوگ
 جب سے جانا بند میرا ہو گیا اے ہمدرد
 اور ہی رنگت سے کچھ کچھ آکے! فرماتے ہیں لوگ
 تب سے اُن کے گھر میں ہر طرح کے آتے ہیں لوگ
 ہائے کس کس طرح مجھ پر اُس کو گرماتے ہیں لوگ
 اب جو وہ خوش ہیں تو اُن کے گھر کے گھبراتے ہیں لوگ
 اُس کے گھر کے جب کبھی مجھ پاس آجاتے ہیں لوگ
 اُس منم کے عشق میں جو مجھ کو سمجھاتے ہیں لوگ
 دوست اس کے اب وہی انوس کہلاتے ہیں لوگ
 دیکھیے اب اور کیا کیا ہائے دکھلاتے ہیں لوگ
 روز ہجراں تو دکھایا سو فریبوں سے مجھے

جو لگاتے تھے بجھاتے تھے ہمیشہ ان سے آہ
 وہ ہی سب ناچار غمگین مجھ سے شرماتے ہیں لوگ

﴿350﴾	ب-ر-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبق م-۱۸۴	ش-۱۱۹ ن-۳۱ خ-۱۲۸
	الف-۱۱۹	"آتے"
۲۔	ش-۱۱۹	میرا جانا بند جب سے ہو گیا اے ہمدرد
۳۔	ن-۳۲	جب وہ رکتے تھے تب تھے ان کے گھر کے مجھ سے خوش
۴۔	ش-۱۲۰	کیسے کیسے ان کی کرتا ہوں خوشامد ہمدرد
۵۔	خ-	شعر ندارد
۶۔	ن-۳۲	مجھ کو جو

﴿351﴾

جھونٹھ بچ کہہ کر یہ اپنی بات کیوں کھوتے ہیں لوگ
 اُن کو مجھ سے پاؤں دہوانے میں ہنستے دیکھ کر
 مجھ کو اُس کو دیکھ سوتے نیند ان کی اڑ گئی
 میں جو جا سکتا نہیں وہاں کیا خوشی ہو ہو کے آہ
 جو یہاں بونا ہے وہاں اُگتا ہے وہ ہی جان کر
 حال و استقبال سے اپنے نہیں آگاہ کچھ
 میرے درپے اُس سے ہر دم کس لیے ہوتے ہیں لوگ
 اپنے سر پر ہاتھ دھر دھرا بہت روتے ہیں لوگ
 کوئی اب آرام سے کیا اپنے گھر سوتے ہیں لوگ
 داغ دل پہلے مرے اشکوں سے اب دھوتے ہیں لوگ
 کشتِ دل میں اپنے کیوں خم بدی بولتے ہیں لوگ
 اس قدر غافل بھلا کس نیند یہ سوتے ہیں لوگ
 قافیہ کو اب بدل کر لکھ غزل اک سہ اور بھی
 شعر سن سن کر ترے تمکین خوشی ہوتے ہیں لوگ

﴿351﴾	ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ن-	شعر ندارد
۲-	ن-	شعر ندارد
۳-	الف- ۱۹۹ م- ۱۸۳ ن- ۳۱ ش- ۱۲۵	ایک

ل

﴿352﴾

نہیں میں اب ترے ہجر وصال کے قابل
 دلا غموش ہی بیٹھا وہاں رہا کر تو
 کہ ہجر وصال نہیں میرے حال کے قابل
 نہیں وہ بزم جواب و سوال کے قابل
 خیال یار تیرا صرف ہے یہ وہم و خیال
 یہ وہم چھوڑ نہیں وہ خیال کے قابل
 یہ ایک عشق تو کیا لاکھ عشق ہو مجھ کو
 مگر کہاں ترے حسن و جمال کے قابل
 برا بھلا نہ کہا کر شرابیوں کو شیخ
 یہ گفتگو نہیں تیری کمال کے قابل
 نہ مجھ سے قرب کے وہ اور نہ بعد کے لائق
 نہ انفسال کے اور اتصال کے قابل
 عجیب دیکھ یہ قضیہ ہے آہ اے ممکن
 کہ تا ہنشر نہیں انفسال کے قابل

﴿352﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۱۸۸	ہجر وصال
۲۔	ایضاً۔	وصال
۳۔	ر-۸۹	وصال و ہجر نہیں میرے حال کے قابل
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	ر-۸۹	خیال یار تو تیرا ہے صرف وہم و خیال
۶۔	ر-	شعر ندارد
۷۔	طبق ب-۱۰۹	
۸۔	الف-	لفظ "قطعہ" ندارد
۹۔	ن-۳۳	عجیب طرح کا یہ قضیہ
	ر-	شعر ندارد

﴿353﴾

رکھے سالک جو اک دم با خدا دل
 کہے جو آپ ہے میرا برا دل
 مقرر اس ستم گر پر ہے کیا آہ
 غرض اسے نہ کچھ تو جان وہ جان
 ہوا کرتے ہیں دو دل بھی کسی کے
 تجھے دل چاہیے ہر روز تازہ
 خفا ہوتا ہے اس سے جب کہ وہ شوخ
 ترے کوچے تک تو تھا میرے ساتھ
 صنم مت چھیڑنا مطلب کی کچھ بات
 یہ بیگانہ ہے لے واقف تھا نہ گویا
 دو عالم کو ہو اس کا رہنما دل
 لگامت اس کے دل سے تو دلا دل
 نہ ہو ہم کسی پر جتلا دل
 نہ کچھ تجھ سے ہے مجھ کو مدعا دل
 جو پھر مانگے ہے تو اے دلربا دل
 کہاں سے لاؤں میں نیت نیا دل
 تو کیا کیا مجھ سے ہوتا ہے خفا دل
 نہیں پھر ہوش مجھ کو کیا ہوا دل
 نہایت ہے میرا پر مدعا دل
 ہوا اس کا ہے جب سے آشنا دل

خوشی گالی سے اس کی گر نہ ہوں میں
 کرے ہے دل میں تمکین تو گلہ دل

﴿353﴾	ش-ب-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-	شعر ندارد
۲۔	-ایضاً-	
۳۔	-ایضاً-	
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	-ایضاً-	
۶۔	م-۱۹۲	بھی
۷۔	ر-۹۰	ہوا ہے جب سے اس کا آشنا دل
۸۔	الف-۱۲۳ / م-۱۹۳	گلا
۹۔	ر-	شعر ندارد

﴿354﴾

کس واسطے اُس بت کا تو یار ہوا اے دل جو دین اور ایمان سے بیزار ہوا اے دل
 بے فکری سے یاروں میں پیتا تھا شرابیں تو اب عشق میں اُس کے کچھ ہوشیار ہوا اے دل
 کچھ ہوش تجھے اپنا اور کچھ نہ بیگانے کا ایسا تو نشے میں اب سرشار ہوا اے دل
 جو کوئی دوا تجھ کو تاثیر نہیں کرتی اُس چشم کا کاہے کو بیمار ہوا اے دل

چھوڑا تجھے تجھ پر ہے عملیں نے نہ پھر آخر

ہاتھوں سے یہ تیرے وہ ناچار ہوا اے دل

﴿355﴾

روز سرکش ہی رہے مجھ سے ہے اُس رات سے دل پاؤں بس دیکھتے ہی اُس کے گیا ہاتھ سے دل
 جز تری ذات دکھائی نہیں دیتی ہیں صفات محو دیدار ہے بس اب یہ تیری ذات سے دل
 شاہد و سے کی بھی تعریف کیا کر واعظ سخت بیزار ہے اس تیری خرافات سے دل
 یہ ترا ناز و کرشمہ و ادا ہے آفت ہائے کس طرح بچاؤں میں ان آفات سے دل
 مجھے معلوم ہو تو تجھ سے کہوں اُس کا حال اب نہیں پاس مرے تیری عنایات سے دل
 بیٹھے جب سے کہ مستوں کی لگا صحبت میں اٹھ گیا دونوں جہاں کی یہ ہر اک بات سے دل
 شیخ صاحب تمہیں گر عالم دل سے ہو خبر تو لگاؤ نہ کبھی کشف و کرامات دے دل
 آب و گل اُس کی ہے زاہد سے دے خانہ کی جائے کس جا پہ میرا آہ خرابات سے دل

حسب حال اپنے تو لکھ اور غزل اے عملیں

سن کے تا خوش ہو مرا اس تیرے حالات سے دل

﴿354﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ش-۳۷ سے

۲- ایضاً۔ ایسا تو مے الفت میں

﴿355﴾ ش-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- م-۱۱۸ محو دیدار ہے یہ تری ذات سے دل

۲- ب- شعر ندارد

۳- م-۱۸۹ ان

﴿356﴾

گرم محبت نہیں اُس سے بھی وہ کل رات سے دل
اُس نے بات ایسی کہی شب یونہی بیٹھے بیٹھے
وائے حسرت کہ وہ لگا نہیں لگنے دیتا
فیلسوفی میں ہم استاد ہیں لیکن ہم
کوئی لے جا کے مجھے قدموں پر اُس کے ڈالے
سو جگہ جائے ہے مسجد سے ترا دل اے شیخ
اختیار اُس کو نہ کرتا یہ کبھی روز الست
شیخ جی امت عالی سے نہ جب تک وہ آئے

ہائے یہ سرو ہوا سب کی ملاقات سے دل
اٹھ گیا ہائے میرا ہمدو سب بات سے دل
ورنہ خوب اُس کی لگاتا میں تجھے گات سے دل
لے گیا پر نہیں معلوم وہ کس گھات سے دل
ورنہ جاتا ہے ابھی ہائے میرا ہاتھ سے دل
میرا جاتا ہی نہیں ہائے خرابات سے دل
عشق کے گر ہو خبردار مکافات سے دل
مطمئن آپ کی ہو گا نہ کرامات سے دل

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اُس شوخ کو ہم اے غمگین

پہنچے اس جا کہ وہاں اپنے رہا سات سے دل

﴿357﴾

واں سے یاں آتے ہوئے آہٹ یہ گہرائے ہے دل
دشمن جان کو ہر اک اپنے سمجھتا ہے دلا
گر نہ دیکھے اُسے اک کئے دم تو نہ دکھلائے خدا
گر وہ یہاں آئے عداوت کو اُس کی مجھ پر
اُس کے بھلانے کی گر یہاں کروں تدبیر تو آہ
جو زبردست ہے اُس پر تو نہیں چلتا زور
اُس کے آنے کی سنی اس نے جہاں سو سو بار
وہ نہ وہاں ٹھہرنے دیتا ہے نہ میں یہاں اس کو

راہ میں سے بھی پھر اُٹا وہیں پھر جائے ہے دل
دوست بن بن کے عبث مجھ کو تو سمجھائے ہے دل
ہائے کیا کیا کہوں جو جو مجھے دکھلائے ہے دل
دم میں سو سو نئی فرمائش فرمائے ہے دل
مجھے بھلا کے عجب ڈھب سے وہاں جائے ہے دل
مجھ کو کمزور بہت جان کے جھنجھلائے ہے دل
صحن میں گھر کے ادھر جائے ادھر جائے ہے دل
تو مکمل بازی کی کیا طرح یہ کھلائے ہے دل

اور اُس شوخ کی کیا پوچھوں اب اس سے تمکین

مجھ سے بات اُس کی بھی کرتے ہوئے شرمائے ہے دل

﴿357﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف- ۱۲۰ م- ۱۸۵ ب- ۱۰۷	وہاں سے یہاں
۲۔	م- ۱۸۵	لفظ "آہ یہ" ندارد
۲۔	م- ۱۸۵	سمجھا ہے
۳۔	الف- ۱۲۰ م- ۱۸۵ ب- ۱۰۷ ایک	
۳۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً-	
۵۔	ایضاً	
۶۔	الف- ۱۲۰	سب تو

﴿358﴾

کرتا ہوں جس کے کھڑے کو میں پیار آج کل
اب بزم میکشی میں لگا ہونے والے ہجوم
اُس کو بلا کے سامنے دے لیجیے سزا
جا سکتے رو برو نہیں اُس خندہ روئے کے ہم
مسجد میں شیخ جائے ہے اُس بت کے گھر شکی راہ
کیونکر کٹے گی دیکھیے برسات کی بہار
وہ تو کہے ہے دن کو میں کہتا ہوں رات کو
نکلا نہ منہ سے تیرے نئے میں ہو کچھ دلا
اس دل کے اور ہمدوم جاناں کے ہاتھ سے
آنے کی میرے ایسی مٹائی ہے بزم میں
دشمن وہ کیا ہوا کہ کوئی دوست آشنا
جو اپنی شکل سے ہوں پہ پیزار آج کل
ایسا نہ ہو کہ لڑ مریں دو چار آج کل
مرتا ہے قید میں وہ گنہگار آج کل
باندھا ہے ہائے گریہ نے یہ تار آج کل
تسلی سے نکالے نہ زکار آج کل
رہتا ہے بند خانہ غمار آج کل
آنے میں اُس کی ہے یہی گھرار آج کل
رہتا بہت وہ شوخ ہے ہوشیار آج کل
ہے اپنی زندگی مجھے دشوار آج کل
اُس کا دراپنے حق میں ہے دیوار آج کل
اپنا نہیں ہے آہ روادار آج کل

تمکین تمھاری کھات میں رہتا ہے محتسب

نکلا کرو نئے میں نہ سرشار آج کل

﴿358﴾	ب-ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۹۰۰	میں
۲۔	الف۔ ۱۲۰ م۔ ۱۸۶	وہاں
۳۔	ر۔	شعر ندارد
۴۔	طبق م۔ ۱۸۶ ب۔ ۱۰۸	
۵۔	الف۔ ۱۲۰	لفظ "رو" ندارد
۶۔	ب۔ ۱۰۸	سے آ
۷۔	ر۔	شعر ندارد
۸۔	ایضاً۔	
۹۔	ایضاً۔	
۱۰۔	م۔ ۱۸۶	لفظ "ہے" ندارد
۱۱۔	ر۔	شعر ندارد
۱۲۔	ایضاً۔	
۱۳۔	ایضاً۔	

﴿359﴾

ہم بتا دیں تمہیں دنیا میں کہ کیا ہے مشکل
جان تو واں ہے مری اور ہے یہ جسم یہاں
لروں کیونکر یہ دعا شیخ بتوں کا ہو نہ عشق
میں ہوں تو تو نہیں کر تو ہو تو میں آہ کہاں
چاک خرقہ نہ کرے شیخ تیری دیکھ کے دھج
چھوڑ دینا بہت آساں ہے دلا دنیا کا
دل کو اُس بت سے لگانا بخدا ہے مشکل
اب مجھے ہجر میں مرنا بھی ہوا ہے مشکل
مجھے یہ حفظ نہ رہوے گی دعا ہے مشکل
سخت ملنا مجھے اے شوخ ترا ہے مشکل
میرے نزدیک یہ اے تنگ قبا ہے مشکل
اس کدورت سے مگر ہائے صفا ہے مشکل

کہہ دے اُن لوگوں کو غلطی کہ اُسے یاں شک لائیں
جو مرے دے درد کی کہتے ہیں دوا ہے مشکل

﴿359﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	الف-۱۲۳-م-۱۹۱-ب-۱۱۲-وہاں	
۲-	طبی-ب-۱۱۲	
	الف-۱۲۳-م-۱۹۱	چشم نہاں
۳-	خ-	شعر ندارد
۴-	ایضاً-	
۵-	الف-۱۲۳-م-۱۹۱-ب-۱۱۲-یہاں	
۶-	خ-۱۲۹	تیرے

﴿360﴾

روزہ نماز سے کب ہوتا ہے کوئی کامل
کہہ عاشقؔ عاشقی کی کچھ اب حدیث واعظ
کافر کہیں گے اُس کو تا شیخ و برہمن سبؔ
گر یار کی طرف سے جو روہستم بھی ہووے
ہوں انتظار تیرے دیدار کا ابد سے
جز حیرت و غموشی مطلق نہیں ہے اُس جا
جب تک کرے نہ دل سے عشق تہاں کو حاصل
باغ بہشت پر تو خلقت کو کر نہ مائلؔ
جو ایک دم بھی رہوے اپنے صنم سے غافل
مہر و وفا سے اُس کو بہتر سمجھ تو اے دل
دکھلا جمال اپنا اے بادشاہ عادل
تصویر کا ہے عالم اے ہر مولؔ وہ محفل کے
کر یاد حق کی ٹمکیں مذکور دہر مت کر
یہ ذکر و فکرؔ دنیا جتنا ہے سب ہے باطل

غزل ندارد	ب-خ-ع-ر	﴿360﴾
گر عشق و عاشقی	۳۲-ن	۱۔
عشق و عاشقی	۱۸۷-م	
مثله مثالوں پر خلقت کو کر نہ مایل	۲۶-ش	۲۔
مسئلہ مسائلوں -----	۳۲-ن	
ن۔۳۲، تک	۳۷-ش	۳۔
جورستم	۱۸۷-م	۴۔
ازل سے	ایضاً۔	۵۔
۳۲-ن / ۳۶-ش / ۱۸۷-م / ہمدموں	الف-۱۲۱ / م-۱۸۷ / ش-۳۶ / ن-۳۲	۶۔
شعر ندارد	ن۔	۷۔
	طبق-م-۱۸۷	۸۔
ذکر فکر	الف-۱۲۱	

﴿361﴾

کہتے ہیں وہ کہ شب کی ملاقات ہے قبول
 اس سر کی اب قسم کہ نہیں عذر کچھ مجھے
 واعظ نہیں قبول مجھے تیری قیل و قال
 مسجد سے کچھ غرض ہے نہ کچھ بت کدے سے کام
 تو پیر میں مرید ہوں دے ساقیا شراب
 مدہوش ایک جرمہ میں کر دے دلا تجھے
 ے نے دیا یہ لطف ہمیں اس بہار میں
 منظور جو تجھے ہے وہ ہی بات ہے قبول
 جس میں خوشی ہو تیری وہ دن رات ہے قبول
 رعدوں کی ے کدے کی خرافات ہے قبول
 جو دھت رز ملے تو خرافات ہے قبول
 تیرا تو جان و دل سے مجھے بات ہے قبول
 پیر مغاں کی ایسی کرامات ہے قبول
 بارہ برس جو برسے تو برسات ہے قبول

غملیں جو ہاتھ پہنچے میرا اُس کی ران تک

تو ایک لات کیا مجھے سو لات ہے قبول

﴿362﴾

سوائے جہل نہیں ہوتے علم سے مشغول
 نہ ہست رہ نہ دلا نیت رہ کبھی ہرگز
 زیادہ پینے کی توفیق گر نہ ہو اے دل
 شراب اور بڑھا دی سبب سے عادت کے
 سوا بھلے کے کبھی کچھ نہ کام برا
 نہیں ہے ضعف سے اب دسترس زمیں تک آہ
 سمجھ کے شعر کہا کر دلا کہ اک عالم
 دوام حال میر رہے مجھے تا حشر
 سوا شراب و غم عشق ے کدے میں مرے
 طبیعت اپنی بھی غملیں کمال ہے مجھول
 نہ بندہ رہ نہ خدا رہ یہ راہ ہے مقبول
 تو چاہیے کہ نہ ناغہ کرے ے معمول
 نشہ ہمیں نہیں کرتا ہے ساقیا معمول
 مگر برے کو دلا سمجھو نہ نا معقول
 غبار دل سے اڑاتا ہوں سر پہ خاک اور دھول
 کرے نہ طہ و زندقہ پر تجھے محمول
 جناب پیر مغاں میں یہی ہے اب مسئول
 نہ کچھ ضرورت مشروب ہے نہ کچھ ماکول

خدا کو بت نہ بنانا کبھی تو اے غملیں

بتوں کو جان خدا کر یہ عرض میری قبول

﴿361﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

﴿362﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب-۱۱۱ لفظ "نہ" ندارد

۲- م-۱۲۳ کر

۳- ب-۱۱۱ محمول

۴- ب- شعر ندارد

﴿363﴾

صنم ہزاروں جہاں میں ہیں یوں نکیل و جمیل
تمہارے عشق میں کیا بے کسی ہے صد افسوس
ذلیل جس کو کرے تو کبھی نہ ہو وہ عزیز
یہ فخر کم نہیں کچھ مجھ کو دوست دشمن میں
ہر ایک صانع سے ظاہر وجود صانع ہے
دلا یہ یاد رہے وصل یار کا مجھ سے
جو عشق ہے تجھے تو سر کو رکھ بجائے قدم
سوائے وجہ ضروری نہ جمع کر اس کو
صنم سے اپنے دلا رہ تو اس قدر آگاہ

خدا گواہ ہے تیرا نہیں نظیر و عدیل
کوئی نہ دشمن و اغیار ہے نہ یار و خلیل
عزیز جس کو کرے تو نہ ہو کبھی وہ ذلیل
کہ تیرے دست مبارک سے میں ہوا ہوں قتل
زیادہ اس سے نہیں آشکارا کوئی دلیل
سوائے تیرے نہیں دو جہاں میں کوئی محیل
گر اُسے ملنے کی ہاتھ آئے تیرے کوئی سبیل
متاع عالم دنیا بہت ہے قدر قلیل
کوئی خدا کا رکھے دھیان جیسے وقت رحیل

لکھو اب اور توانی میں اک غزل تمکین

کہ شغل ذات کے ہو واسطے ہمیں وہ دلیل

﴿363﴾	ش-ن-ر-	غزل ندارد
۱۔	طبق-م-۱۹۰	ر-۸۹ خ-۱۲۹ ب-۱۱۱
	الف-۱۲۳	شکیل جمیل
۲۔	خ-۱۲۹	بھی
۳۔	ب-ر-	شعر ندارد
۴۔	خ-۱۲۹	وضع
۵۔	ر-۹۰	آشکار
۶۔	ر-خ-	شعر ندارد
۷۔	ر-خ-	شعر ندارد
۸۔	ر-	شعر ندارد

م

﴿364﴾

یار جس مست کو ہے جام سے کام کیا اسے ننگ اور نام سے کام
 جو تری زلف و رخ کی دید میں ہیں نہ سحر سے انہیں نہ شام سے کام
 جو پریش کریں ہیں اُس بت کی انہیں بچھن سے کچھ نہ رام سے کام
 شب کہا میں نے ہو وہ عرض قبول تم کو صاحب ہے گر غلام سے کام
 تو وہ بولے مرا نہیں کچھ درد
 تجھے تمکین ہے اپنے کام سے کام

﴿365﴾

مجھ سے یوں روٹھ کر نہ جاؤ تم صدقہ جاؤں ذرا پھر آؤ تم
 یا تو مجھ کو وہیں بلاؤ تم یا یہیں میرے پاس آؤ تم
 رو برو میرے ہائے صد افسوس غیر تو روٹھے اور مناؤ تم
 اور مجھ سے غلام کو صاحب آتش رکھ سے جلاؤ تم
 اب تو وہ بھی کہیں ہیں تمکین سے
 ہم کو دو پیالیاں پلاؤ تم

﴿364﴾ م-ب-ن-ش-ر-ع- غزل ندارد

﴿365﴾ ب-م-ن-ر-ع- غزل ندارد

۱۔ ش-۳۸ پہلا آدھا مصرع ناخوانا

﴿366﴾

پہلے عاشق دیکھ اچھی شکل پر ہوتی ہے چشم
 ہجر کی شب کو کبھی جو ایک ہل سوتی ہے چشم
 دیکھ کہتا ہوں بہت مت رو ذرا تو کر جواب
 داغ دل کو عشق کا لگ کر بھلا چھتا ہے کب
 پھر کیے کو اپنے آخر مردماں روتی ہے چشم
 چونک کر تب وہیں خون دل سے منہ دھوتی ہے چشم
 کیوں تو ہم چشموں میں میری آبرو کھوتی ہے چشم
 روز و شب رو رو کے اس کو کیوں عبث دھوتی ہے چشم
 عشق میں اڈل ترے جاری تھا ایسے بحرِ انک
 آخر اب سو خون دل سے ذرا تر ہوتی ہے چشم

وہیں دیتا ہے جگا آ کر اسے اس کا خیال
 ایک ہل بھی شب کو غمگین جو کبھی سوتی ہے چشم

﴿366﴾ ب-م-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد
 ۱- ش-۳۸ حیا

﴿367﴾

کیوں دل نے اٹھائی ہے یہ محنت نہیں معلوم
 اے آئینہ رو دیکھتے ہی دیکھتے تجھ کو
 اب میری حقیقت کی یہ پہچانی ہے حقیقت
 جاں ہوں یہاں تک کہ اب اپنا بھی نہیں علم
 غم کا نہ مجھے غم نہ خوشی کی ہے خوشی کچھ
 جو درد ہے اُس درد کی آخر ہے نہایت
 کیا تم کو بتاؤں میں طریقت کی طریقت
 ہو دل کی خبر اور کے کس طرح سے مجھ کو
 اپنے ہی مجھے دل کی حقیقت نہیں معلوم
 کس کی ہے اسے آہ محبت نہیں معلوم
 کیوں مجھ کو یہ آ جاتی ہے حیرت نہیں معلوم
 اپنی بھی حقیقت کی حقیقت نہیں معلوم
 تم پوچھو ہو وحدت مجھے کثرت نہیں معلوم
 ایسی ہے کدھر میری طبیعت نہیں معلوم
 کیا درد ہے یہ جس کی نہایت نہیں معلوم
 مجھ کو ہی طریقت کی طریقت نہیں معلوم
 اپنے ہی مجھے دل کی حقیقت نہیں معلوم

جز رنج و غم و دردِ دل کی صعوبات کے غمگین
 کیا چیز ہے فرحت ہمیں فرحت نہیں معلوم

﴿367﴾	خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-۱۱۲	لفظ "اے" ندارد
۲-	ر-۹۰	تجکرو
۳-	م-۱۹۳	آ جائے حیرت
۴-	م-	شعر ندارد
۵-	ر-۹۱	ہی
۶-	ش-۳۹ / ن-۳۵	اپنا بھی مجھے علم نہیں ایسا ہوں جاہل
۷-	م-۱۹۳	لفظ "ہے" ندارد
۸-	ن-۳۵	بھی
۹-	ر-	شعر ندارد
۱۰-	ب-۱۱۳ / م-۱۹۳	درد و صعوبات
۱۱-	ش-۳۹ / ن-۳۵	جز غم کے اور اندوہ کے اور درد کے غمگین

﴿368﴾

کیونکر اُس پردہ نشیں کے کہو گھر جاتے ہم
تیرے قرباں کے لیے عید کے دن اے دلبر
دو گھڑی اس دل بے تاب کے بہلانے کو
یار رہ جاتے وہیں منزل مقصود سے باز
روز محشر سے تو کچھ ڈرتے نہیں اے واعظ
قیس و فرہاد کے مانند دلا اپنا نام
چلتے چلتے کبھی بے پی لیتے دلا اور شراب
دین و دنیا سے نہ جب تک کہ گزر جاتے ہم
گر نہ یہ جان ہو تو شرم سے مر جاتے ہم
کوچہ یار نہ ہوتا تو کدھر جاتے ہم
گر کھوٹا راہ میں اک ٹک دم بھی ٹھہر جاتے ہم
گر ڈراتا شب ہجراں سے تو ڈر جاتے ہم
گر نہ گناہی پسند آتی تو کر جاتے ہم
بزم سے اُس کی خدا جانے کدھر جاتے ہم

بے خبر ہوتے ہیں خود راہ میں غمگین ورنہ

اُس دل گم شدہ کی لینے خبر جاتے ہم

﴿368﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب-ر-	شعر ندارد
۲۔	ر-	شعر ندارد
۳۔	ب-۱۱۸	کہو
۴۔	الف-۱۳۲ / م-۲۰۵ / ب-۱۱۸	ایک
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	ایضاً-	
۷۔	ر-۹۳	جو
۸۔	ایضاً-	کے

﴿369﴾

پیتے جو ان دنوں میں بہت ہیں شراب ہم
 تو بھی تو دیکھ سکتے نہیں ہیں غضب ہے یہ
 جس دن سے آئی تیرے پسینے کی ہم کو بو
 کرتا ہے وہ سوال کہ جس کا نہ ہو جواب
 ہم نے نہ کچھ کیا ہے نہ کچھ کام کر سکیں
 معلوم جس کی کچھ بھی حقیقت نہ ہووے آہ
 تو وصل میں بھی دیکھنے دیتی نہیں ہے آہ
 تو کیا خراب رہتے ہیں خانہ خراب ہم
 منہ سے اگر اٹھائیں بھی اُس کے نقاب ہم
 اُس دن سے جانے نہیں عطر کا گلاب ہم
 دیں اُس کی بات کا تو وہ کیا دیں جواب ہم
 روز جزا کے دیویں گے کس کا حساب ہم
 کس طرح ایسے شوق سے ہوں کامیاب ہم
 بزار تجھ سے سخت ہیں چشم پر آب ہم

ہوش و حواس ہم کو نہ آویں گے حشر تک

اک روز ایسی پیویں گے غمکین شراب ہم

﴿369﴾	ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۳۴-ن / ۱۹۴-م	جاننے لگے
	۴۰-ش	سونگھتے نہیں
۲۔	۳۴-ن	اور
۳۔	۴۰-ش	ایسا سوال کرتا ہے
۴۔	۴۰-ش	دیویں تو اس کی بات کا کیا دیں جواب ہم
	۳۴-ن	گر دیں تو اُس کی بات کا کیا دیں جواب ہم
۵۔	۴۰-ش	جس کو
	۳۴-ن	کو
۶۔		نسخہ ش میں قلمزد کیا ہوا یہ شعر ہے۔
		ہم کس قطار میں ہیں ہمیں پوچھتا ہے کون
		روز جزا کے کا ہے کا دیں گے حساب ہم
۷۔	ن-ش-	شعر ندارد
۸۔	بر حاشیہ الف-۱۲۶	
	م-ن-	شعر ندارد
۹۔	۳۴-ن / ۴۰-ش	محشر تلک بھی پھر نہیں آنے کا ہم کو ہوش

﴿370﴾

کس طرح آب و نمک سے ہوں ترے آزاد ہم
اک ذرا تو ہی تامل سے ستم ایجاد دیکھ
آتش الفت نے کر ڈالا جلا کر آہ خاکؔ
دھیان اُس کا آکے کر دیتا ہے ویرانہؔ اگر
قید ہستی سے نہیں آزاد جو درویش آہ
یاد میں اُس کے فراموشی ہے اپنی زندگی
دھیان میں اُس قد و قامت کے یہ جی کہتا ہے آہ
اپنے شیریں لب سے کس ڈھب سے ملیں جز عشق آہ
نیم نعل چھوڑ کر کرتا ہے کیا یہ گفتگو
تو اگر چھوڑے نہ چھوڑیں تجھ کو اے صیاد ہم
کرتے ہیں کیا کیا وفائیں اب نئی ایجاد ہمؔ
ہو گئے آخر ہوائے عشق میں برباد ہم
خانہ دل سو خرابی سے کریں آباد ہمؔ
کس طرح اُن کو کہیں بے قید اور آزاد ہم
مری جاویں گر کریں اک دم بھیؔ اُس کو یاد ہم کے
خوب ہی روویں چٹ کر تجھ سے اے ششاد ہم
کچھ ہنر آتا نہیں ہے کیا کریں فرہاد ہمؔ
تو ہی تہلا دے کریں کس سے تری فریاد ہمؔ

نامیدی ایک دم میں ہائے کرتی ہے خراب
گر عمارت وصل کی ٹمکنیں کریں بنیاد ہم

﴿370﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبق م-۲۰۲	کیا
۲۔	الف-۱۳۰	شعر ندارد
۳۔	ب-۹۳	ہم کو
۴۔	ب-۱۱۷	دیوانہ
۵۔	ر-	شعر ندارد
۶۔	م-۲۰۳	----- دم نہیں اس کی یاد ہم
۷۔	ر-	شعر ندارد
۸۔	ب-۹۰	شعر ندارد
۹۔	ایضاً۔	

﴿371﴾

یار نشے میں تو ہیں سرشار ہم کام میں پر اپنے ہیں ہوشیار ہم
ہم کو یہ ہم چشموں نہ تھی اُس سے چشم جس کی ہوئے چشم کے پیار ہم
کوئی بھی گاہک ہو تو یہ جنس دل بیچ ہی دیں بر سر بازار ہم
یہ جو ہیں مشہور بیتر فریق ایک سے رکھتے نہیں انکار ہم
ڈر ہے کہ اُس بت کی محبت میں شیخ مانگ نہ لیں سب سے زُکار ہم
جان نہ لکے کی یقین جان لے دیکھیں نہ جب تک ترا دیدار ہم
ایسی ہی عملیں تو غزل اور لکھ
یار تجھ سے کہہ چکے سو بار ہم

﴿371﴾	ب-ر-ش-	غزل ندارد
۱-	۱۹۷-م / ۳۵-ن	ہم چشموں
۲-	۱۹۷-م	کو
۳-	۳۵-ن	ہاندہ نہ لبوں کہیں زُکار ہم

﴿372﴾

کرتے ہیں جس دن سے تجھے پیار ہم زندگی اپنی سے ہیں بیزار ہم
 بزم میں کہہ تیری ہی بیٹھا کریں گھر میں پڑے رہتے ہیں بیکار ہم
 سچ ہے کہ محفل میں تیری رشک گل اور تو سب گل ہیں مگر خار ہم
 مرضی ہو تیری تو یہیں مر رہیں حلا میں بہت آج ہیں سرشار ہم
 اس کے تو اقرار بھی انکار ہیں کس سے کریں وعدہ اقرار ہم
 ہو گئے دیوار کی مانند آہ بیٹھ کے تیرے پس دیوار ہم
 ہو نہ تیرے گھر ہمیں آنا نصیب تجھ سے جو باہر ہوں کبھی یار ہم
 شب کو یہیں رہ ہمیں تیری قسم مگر کریں اس بات پہ تکرار ہم
 پاؤں نہ رکھتے تیرے گھر میں کبھی ہاتھ سے اس دل کے ہیں ناچار ہم

عشق کسی شوق سے عملیں کریں

بیٹھے کہاں تک رہیں بیکار ہم

﴿372﴾	ب-ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۳۵-ن	جی
۲۔	ایضاً۔	قول اور اقرار ہم
۳۔	۳۵-ن	غمگین کسی بت کی پرستش کریں

﴿373﴾

معلوم نہیں دل ہے یہ کس بات سے برہم
 آشفتگی اپنی کی حقیقت کہوں میں کیا
 ہوں ارض و سموات یہ برہم کہیں جلدی
 مگر عالم اجسام نہیں وہم و خیالات
 کرتے ہیں اُسے اپنی حقیقت سے یہ محبوب
 جز اُس کو فنا عشق میں کچھ لطف نہیں یار
 مت وقت کی پوچھو مجھے ملتا ہی نہیں وقت
 درہم نہ ہوئے سینے سے میرے کبھی اے شوخ
 کس طرح کروں بزم میں اُس شوخ سے میں بات
 جو اُس کی بھی ہوتا ہے ملاقات سے برہم
 وہ مجمع حسن آہ ہے کل رات سے برہم
 رہتا ہے یہ دل ارض و سموات سے برہم
 ہوتا ہے یہ کیوں وہم و خیالات سے برہم
 عارف نہ ہو کیوں کشف و کرامات سے برہم
 عاشق نہ ہو جو عشق کی آفات سے برہم
 یہ وقت میرا ہے مرے حالات سے برہم
 کیونکر نہ میرا دل ہو تیری گات سے برہم
 جو چوری ہے چھپے کے ہو اشارات سے برہم
 مگر آئے وہ گھر میرے تو کیا لطف ہو عمکیں
 جو شوخ کہ ہوتا ہے مدارات سے برہم

﴿373﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب- شعر ندارد

۲- ایضاً۔

۳- ایضاً۔

۴- ۲۱۳-م جوچہی

۵- ب- ۱۲۴-عجب

﴿374﴾

آزادیں اپنی کل پرسوں میں پھرتے تقدیر ہم
 ہال بیکا کر نہیں سکتے ہیں اُس کی زلف کا
 کیا خرابی ہے کہ وہم ہجر کرتا ہے خراب
 اُس کے نقشے کے تصور نے کیا یہ محو آہ
 ہیں تے دیوانے جس پری پر اُس کی گر ہاتھ آئے زلف
 بس رہو چپ کے خفا ہو کر ابھی اٹھ جاؤ گے
 دل میں لا لا اُس کی زنجیر طلائی کا خیال
 بے وفائی زندگی نے کی نہ کی تو نے وفا
 ہے درینا کچھ نہیں معلوم ہوتا کیا کریں

اور ملنے کی نکالیں اُس سے اب تدبیر ہم
 توڑتے وحشت میں ہیں لوہے کی گو زنجیر ہم
 وصل کی بنیاد جب کرتے ہیں کچھ تعمیر ہم
 رہ گئے حیرت میں مثل صورت تصویر ہم
 ڈالنے کا ہے کو دیں پھر پاؤں میں زنجیر ہم
 گر نشے کی شب کی کر بیٹھیں گے کچھ تقریر ہم
 ہو گئے ہاتھوں سے اپنے پائے در زنجیر ہم
 ورنہ دکھلاتے تجھے اس عشق کی تاثیر ہم
 خود بخود رہتے ہیں ہم کس لیے دلگیر ہم

اور ہی لکھ قافیہ میں آج اے غمگین غزل

لقم کی دیکھیں کہ کیسی ہے تری تحریر ہم

﴿374﴾	ش-ن-ر-ع-	غزل ندارد
۱-	۲۰۲-م	لفظ "بھر" ندارد
۲-	خ-	شعر ندارد
۳-	خ-۱۳۱	سے
۴-	خ-	شعر ندارد
۵-	-ایضاً-	

﴿375﴾

جا کے کریں کیا حرم و دیر ہم بیٹھے خرابات میں بس خیر ہم
 ایک حقیقت ہے دو عالم کی یار اس میں بھلا کس کو کہیں غیر ہم
 دوستو دشمن ہو ہمارا خدا رکھتے بتوں سے ہوں اگر بیر ہم
 یہاں سے نہیں کرنے کے حرکت کہیں اب تو تیرے در پہ رہے ٹھہر ہم
 دام محبت میں ہیں اب یاں اسیر روضہ رضواں کے ہیں گو طیر ہم
 دیکھیں کہ کیا اور دکھاتا ہے عشق کر چکے آفاق کی بس سیر ہم
 باغ جہاں کی ترے غمکیں مدام
 کرتے ہیں ہر روز نئی سیر ہم

﴿375﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ن- شعر ندارد

۲- ایضاً۔

﴿376﴾

ہیں کہاں اور کس مکان^۱ میں ہم نہ زمیں میں نہ آسمان میں ہم
 اپنے آپے کو جان کر کافر ہوئے مشہور سب جہان میں ہم
 دیکھ رہتے ہیں واعظ و زاہد کچھ کہیں اپنی گر زباں میں ہم
 پھر گئیں ہم سے اُس کی اب آنکھیں باتیں کرتے تھے جس کے کان میں ہم
 حال آتا نہیں ہے قال میں یار لاویں سو طرح گر بیاں میں ہم
 شام تک جو نہ پہنچیں منزل پر نہیں کچھ ایسے رہرواں میں ہم
 جس سے آگے کوئی مقام نہیں واں پہنچتے ہیں ایک آن میں ہم
 کون ہیں ہم کھلا تب اپنا حال رہے مدت جب اپنے دھیان میں ہم
 تھی غلط فہمی صرف وہ غمگین
 اپنے جو کچھ کہتے گمان میں ہم

﴿376﴾	ش-ن-ر-ح-	غزل ندارد
۱۔	ع-۱۱۳	مکان
۲۔	ع-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً۔	
۴۔	ع-ب-	شعر ندارد
۵۔	ع-۱۱۳	کچھ نہیں
۶۔	ایضاً۔	ہیں
۷۔	ع-۱۱۳	پہنچے
۸۔	طبق ب-۱۱۶	قطعہ ثانی

﴿377﴾

نہ تو بندے نہ کچھ خدا ہیں ہم ہم نہیں جانتے کہ کیا ہیں ہم
 نہ گرفتار قید ہستی ہیں قید ہستی سے نے رہا ہیں ہم
 نہ شرابی نہ کچھ نمازی ہیں رہے ہیں کچھ نہ پارسا ہیں ہم
 نہ قلندر ہیں کچھ نہ دنیا دار نہ مشائخ نہ بے نوا ہیں ہم
 نہ تو ہم ہیں امیر اور فقیر نہ گدا ہیں نہ بادشاہ ہیں ہم
 نہ تو گمرہ کنندہ زہاد سے کشوں کے نہ رہنما ہیں ہم
 نہ تو ہم درد ہیں نہ کچھ درماں نہ کسی درد کی دوا ہیں ہم
 نہ کسی شے میں ہیں نہ کچھ شے ہیں نہ کسی شے سے کچھ جدا ہیں ہم
 نہ تو ہم محاسب نہ کچھ ساقی نہ اچی صاحب قضا ہیں ہم
 دوستو آہ ہر پری رو سے دل لگانے کو بد بلا ہیں ہم

جان اس کو یقین تو عملیں

دو نو عالم سے ماورا ہیں ہم

﴿377﴾ ش-ن-خ-	غزل ندارد
۱- ع-۱۱۷	میں
۲- ر-۹۳	اور نہ اس قید سے رہا ہیں ہم
۳- م-۲۰۸	نہ نمازی نہ کچھ شرابی ہیں
۳- ایضاً-	نہ کچھ
۵- م-۲۰۸	اور نہ فقیر
۶- ر-	شعر ندارد
۷- ع-	شعر ندارد
۸- ر-	شعر ندارد
۹- ر-ع-	شعر ندارد

﴿378﴾

بے تعلق غرض کمال ہیں ہم یعنی اُس شوخ کا خیال ہیں ہم
 ہم سے محشر میں کیا سوال و جواب آپ اک صورت سوال ہیں ہم
 نہ تو ماضی ہیں کچھ نہ استقبال نہ مضارع ہیں اور نہ حال ہیں ہم
 زندگی ہو گئی ہے ہم کو حرام اپنے قاتل پہ جو حلال ہیں ہم
 کیوں نہ ہم رحمت مجسم ہوں کہ گنہگار ہال ہال ہیں ہم
 ہم میں مطلق نہیں ہے کوئی کمال شکر اللہ کہ لازوال ہیں ہم
 یہ جو موجود ہیں ہم اے ممکنیں
 اور اپنے عدم پہ دال ہیں ہم

﴿378﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد
 ا- ب- ۱۱۵ / ۵-۳۳ للہ

﴿379﴾

بے قراری میں کبھی جو اس تک جاتے ہیں ہم
 اُس کے چُپ رہنے کے وہ انداز جب آتے ہیں یاد
 سچ تو یوں ہے دیکھ لو ہم کو پسینا آ گیا
 جبکہ ہم چشموں سے وہ چٹمک زنی کرتے ہیں آہ
 جب ہمارا مہمان جاتا ہے اپنے گھر کبھی
 ہم سے یہ دیکھا نہیں جاتا صنم اس بزم میں
 نقشہ عالم کا اٹھ جاتا ہے اس دل سے ورق
 گات کا لاتے ہیں گاہے گاہے کھڑے کا خیال
 بھٹک کو سمجھانے کو کیا تیار یہ ہوتے ہیں لوگ
 ہم نے غم کیا خاک کھایا غم نے ہم کو کھا لیا
 سو خرابی سے کہیں پھر اپنے گھر آتے ہیں ہم
 دل کی بے تابی سے کیا کیا ہائے چلاتے ہیں ہم
 جھوٹ تو تم بولتے ہو اور شرماتے ہیں ہم
 بے بسی سے اٹک بس آنکھوں میں لاتے ہیں ہم
 کیا اکیلے اپنے گھر میں ہائے گھبراتے ہیں ہم
 لے خدا حافظ ترا اب اپنے گھر جاتے ہیں ہم
 اُس کی صورت جبکہ اپنے دھیان میں لاتے ہیں ہم
 دل کو اُس بن ہائے کس نکس طرح بہلاتے ہیں ہم
 کوئی یہ کہتا نہیں اُس کو بھی سمجھاتے ہیں ہم
 لوگ اے اہم کس سمجھتے ہیں کہ غم کھاتے ہیں ہم

اک غزل غمگین خیالی کیجیے تصنیف اور
 بعد مدت تم پہ فرمائش یہ فرماتے ہیں ہم

﴿379﴾	ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	۹۱-ر	بے قراری میں جو اس بت تک کبھی جاتے ہیں ہم
۲۔	ن-	شعر ندارد
۳۔	خ-	شعر ندارد
۴۔	۳۴-ن	آہ
۵۔	ر-ب-	شعر ندارد
۶۔	رخ-ب-	شعر ندارد
۷۔	۱۹۵-م	کس طرح
۸۔	ب-ن-خ-	شعر ندارد
۹۔	۹۱-ر	میں
۱۰۔	ن-	شعر ندارد
۱۱۔	۳۴-ن	غمگین
۱۲۔	م-ر-خ-ب-	شعر ندارد نسخہ "ر" میں یہ شعر اس سے اگلی غزل میں شامل ہے۔
		بر حاشیہ الف-۱۲۶
۱۳۔	ن-	شعر ندارد

﴿380﴾

اُس کی صورت کا تصور دل میں جب لاتے ہیں ہم
دل کی بے تابی سے گھبرا کر ٹھہرتا ہی نہیں
ہوش گر رہتا ہو تجھ کو ہم سے پوشیدہ نہ رکھ
بے خودی ایسی ہے کچھ رہتا نہیں ہے صبح یاد
بیٹھے بیٹھے کیوں یکا یک ہائے دل کھویا گیا
خود بخود کل شب کو وہ بولے اٹھا منہ سے نقاب
کیا تماشا ہے کہ دیوانہ کہیں ہیں ہم کو لوگ
بے سبب ہو کر خفا جب کچھ سنا ہے وہ شونخ

خود بخود اپنے سے ہم آپ گھبراتے ہیں ہم
گر خیال اپنے میں کچھ بھی اُس کو ٹھہراتے ہیں ہم
جب وہ یاں آتا ہے اے دل تب کہاں جاتے ہیں ہم
واں سے کب اٹھتے ہیں شب کب اپنے گھر آتے ہیں ہم
ہم اس کا کچھ سبب ڈھونڈا نہیں پاتے ہیں ہم
جو نہ دیکھا ہو کسی نے تجھ کو دکھلاتے ہیں ہم
عقل کو کچھ اپنی جس دن کام فرماتے ہیں ہم
جی ہی جی میں اپنے اوپر ہائے جمجھلاتے ہیں ہم

تیری غمگین غزل بھی عاشقانہ تم پڑھو
چاہتے ہیں ایک بت فلا کو اس سے فرماتے ہیں ہم

﴿380﴾	ش-ن-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبق-م-۱۹۶	
	الف-۱۲۶	اب
۲۔	ر-۹۲ / ب-۱۱۳	خود بخود ہی خود ہوئے غمگین جلے جاتے ہیں ہم
۳۔	طبق-م-۱۹۶ / ب-۱۱۳	
	(الف-۱۲۶)	بھی
۴۔	خ-ر-	شعر ندارد
۵۔	الف-۱۲۶ / م-۱۹۵ / ب-۱۱۳	یہاں
۶۔	ایضاً	وہاں
۷۔	خ-ر-	شعر ندارد
۸۔	خ-۱۳۰	ڈھونڈیے
۹۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۰۔	م-۱۹۵	لفظ "ہو" ندارد
۱۱۔	خ-۱۳۰	مجھ
۱۲۔	ر-	شعر ندارد
۱۳۔	خ-ر-	شعر ندارد
۱۴۔	ر-ب-	شعر ندارد
۱۵۔	م-۱۹۶	بات

﴿381﴾

دھیان اُس بت کا اگر دل میں کبھی لاتے ہیں ہم
 آپ ہی گھبرا کہ ہدم ہم انھیں کرتے ہیں تنگ
 بیٹھے بیٹھے بس یکا یک اٹھ کھڑے رہتے ہیں آہ
 شام کو ساقی کبھی آتا ہے گر تیرا خیال
 ہم نے غم کیا خاک کھایا غم نے ہم کو کھا لیا
 جام لے کر مجھ سے وہ کہتا ہے اپنے منہ کو پھیر
 دل دکھانے سے ترے ہوتا نہیں کچھ ہم کو دکھ
 اے لے آیا اے لے آیا ہے وہ شوق
 پھر خدا جانے کہاں جاتے ہیں اور آتے ہیں ہم
 تنگ جب ہوتے ہیں وہ تب ہائے گھبراتے ہیں ہم
 پھر نہیں کچھ جانتے ہدم کدھر جاتے ہیں ہم
 صبح تک بھی ہوش میں اپنے نہیں آتے ہیں ہم
 لوگ اے ہدم سمجھتے ہیں کہ غم کھاتے ہیں ہم
 رو برو یوں تیرے سے پینے سے شرماتے ہیں ہم
 دکھ نہ دینے سے ترے اے شوق دکھ پاتے ہیں ہم
 اس دل تاداں کو کیا کیا ڈھب سے بہلاتے ہیں ہم
 جز کے کلام عشق یہ ہرگز سمجھتا ہی نہیں
 دل کو سو سو طرح غمکیں ہائے سمجھاتے ہیں ہم

﴿381﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد،

۱۔ اس غزل کا پہلا اور پانچواں شعر نسخہ "ز" میں پچھلی غزل میں شامل ہے۔

۲۔ م-ر- شعر ندارد

۳۔ نسخہ "الف" میں یہ شعر پچھلی غزل میں بھی شامل ہے۔

باقی نسخوں میں صرف اسی غزل میں شامل ہے۔

۴۔ ر- شعر ندارد

۵۔ ایضاً۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ طبق ب- ۱۱۵ / ر- ۹۶ جز

﴿382﴾

وہ یہ کہتے ہیں ترے گھر آ نہیں سکتے ہیں ہم
 کس طرح دیکھوں وہ کہتے ہیں کسی صورت سے آہ
 رات کو کہتے ہیں کچھ تو دن کو پھر کہتے ہیں کچھ
 بھولی بھولی اُس کی جبٹ صورت کی آجائے سگ ہے یاد
 خوف ہے ہم پر نہ کر بیٹھے کہیں وہ ہاتھ صاف
 مجھ کو زلوا کر نشے میں ہنس کے وہ کہنے لگے
 بات پر شب کی نہ رکھو سر پر اپنے ہاتھ یار
 بندگی کی دل نے صاحب آپ کی جو اختیار
 مگر انھیں شرمائیں تو شرما کے لیویں بات مان
 زلف میں اُس کی یہ الجھا ہے کچھ اپنا آہ دل

اس پر اپنے گھر سے باہر جا نہیں سکتے ہیں ہم
 اپنی صورت بس تجھے دکھلا نہیں سکتے ہیں ہم
 لیکن اُن کی بات کو دکھلا نہیں سکتے ہیں ہم
 پھر کسی صورت سے دل بہلا نہیں سکتے ہیں ہم
 غیر کی باتیں اسے سمجھا نہیں سکتے ہیں ہم
 مینہ بغیر از ابر کیا برسا نہیں سکتے ہیں ہم
 تیرے قدموں کی قسم بھی کھا نہیں سکتے ہیں ہم
 کام کو اپنے اسے فرما نہیں سکتے ہیں ہم
 شرم سے لیکن انھیں شرما نہیں سکتے ہیں ہم
 لاکھ سلجھاتے ہیں پر سلجھا نہیں سکتے ہیں ہم

کھوئے جاتے ہیں ہم ایسے ہائے اُس کی بزم میں
 اپنے آپ کو بھی غمگین پا نہیں سکتے ہیں ہم

﴿382﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	م-۲۰۳	صورت جب
۳-	ب-۱۱۸	جاتی
۴-	ب-	شعر ندارد
۵-	ب-۱۱۸	یار ہاتھ
۶-	م-۲۰۴	لفظ "بندگی" ندارد

﴿383﴾

دل سے اپنے بھی ترستے ہی رہے بات کو ہم
 بحر خاموشی کی ہوتی ہیں یہ موجیں معلوم
 وقت اُس کا کوئی اے یار مقرر ہی نہیں
 وہاں سے آتے ہیں کہ جادے نہ جہاں وہم و خیال
 پاؤں دہرائے جو اُس شوخ نے ہم سے سرشام
 اپنے اپنے ہے نصیبوں کی یہ خوبی پیارے
 خانقہ میں بھی کبھی چھپ کے ملے ہم کو شراب
 جس عبادت میں کہ زاہد ہو شریک اپنا وجود
 تب کہیں عالم جہاں ہمیں بھی عالم
 قلعہ جسم سے ہے جی میں نکل بھاگیں آہ
 بے مزہ سخت رہے وصل میں کل رات کو ہم
 دل سے جب غور کہ کرتے ہیں ان اصوات کو ہم
 جائیں کس وقت وہاں اُس سے ملاقات کو ہم
 دور دل سے کریں کیونکر کہو خطرات کو ہم
 رات بھر چومتے ہی اپنے رہے بات کو ہم
 بات غیروں سے ہو اور آہ صعوبات کو ہم
 چھوڑ دیں تو ابھی اے شیخ خرابات کو ہم
 کفر بس جانتے ہیں ایسی عبادات کو ہم
 جب دلیل آہ کریں مہر کے ذرات کو ہم
 کب تک روکیں کہو عشق کے حملات کو ہم

موج دریائی کے میں جدائی ہوٹ اگر اے غمگین

غیر بے شبہ سمجھنے لگیں خطرات کو ہم

﴿383﴾ ش-ن-ر-ح-ع- غزل ندارد

۱- ب- شعر ندارد

۲- م-۲۱۳ / ب-۱۲۴ خانقہ میں کبھی چھپ کر بھی ملے ہم کو شراب

۳- ب- شعر ندارد

۴- ب-۱۲۵ م-۲۱۴ دریا

۵- ب-۱۲۵ ہے

۶- م-۲۱۴ سمجھیں لکھیں

﴿384﴾

چھپ کے جس پاس رہا کرتے تھے ہر رات کو ہم
 کیا کریں آہ کہ بیٹھا ہی یہ دل جاتا ہے
 دسترس ایسی کہاں ہم سے! سراپوں کو
 شب بہم ملنے کی جو کرتے تھے چھپ چھپ باتیں
 خوب انصاف کیا آپ کے صدقے جاؤں
 جب وہ آتا ہے تو جاتے ہیں شرم سے ہوش
 پنا گئے دے کے دل و جان اور ایمان شراب
 رہ گیا شب کو وہ یہاں ہمدوموں ہارش کے سبب
 غیر یوں بزم میں سے پیوں خادیم بنے
 جو جو باتیں ہیں تری طرف سے دل میں اپنے
 دن کی اب اس سے تڑپتے ہیں ملاقات کو ہم
 اٹھے اٹھے ترے جب دیکھتے ہیں گات کو ہم
 پاؤں تک اس کے جو پہنچائیں دلاہات کو ہم
 اُن سے اب آہ ترستے ہیں پڑے بات کو ہم
 ساتھ سے پیئے کو وہ مٹلی کو اور لات کو ہم
 بس کہ کچھ رکھتے نہیں اس کی مدارات کو ہم
 چھوڑیں افلاس میں کیا شیخ خراہات کو ہم
 دوست اس دن کے لیے رکھتے ہیں تسکیر سات کو ہم
 اور اوپر کی پھریں دوڑتے خدمات کو ہم
 پوچھ مت کون سی اُن میں سے کہیں بات کو ہم

اور لکھ ڈال بھلا ایک غزل اے محکمیں

جس سے دریافت کریں کچھ ترے حالات کو ہم

﴿384﴾ ن-ش-ر-خ-ع-

غزل ندارد

۱- طبق م-۲۱۲

الف-

"کو"

۲- ب-

شعر ندارد

۳- ایضاً-

۴- ایضاً-

۵- م-۲۱۲

لفظ "ہیں" ندارد

۶- م-۲۱۳

تھے

۷- ب-

شعر ندارد

﴿385﴾

چمن جن ہاتھوں سے شب دیتے تھے اُس دلبر کو ہم
 قتل کی کچھ وجہ اے قاتل بتا رکھ ہم کو تو
 اٹھ نہیں سکتے ے و معشوق بن فرقت کے غم
 ساتھ لے چل تو چلیں ورنہ بس اپنے حق میں آہ
 کس طرح کاٹیں بھلا دن ہجر کا ہے اک پہاڑ
 خاک بعد از مرگ اُس در سے نہ دے برباد تا
 جس قدر کثرت ہے سب کی اصل وحدت ہے دلا
 دل کہے ہے ہائے کیوں اس نے کیا ہے یہ سنگار
 اب انہیں ہاتھوں سے دن بھر پیٹتے ہیں سر کو ہم
 تا جو پرش ہو تو پھر وہی کہیں محشر کو ہم
 کس طرح تنہا اٹھا دیں ہائے اس چھیر کو ہم
 جانتے دیوار ہیں اے شوخ تیرے در کو ہم
 کوہکن ہیں کیلکہ ٹالیں سر سے اُس پتھر کو ہم
 دوست اپنا کر رکھیں ہیں جی میں یہ مصر کو ہم
 عیشکر سمجھیں ہیں صرف اس مصری و شکر کو ہم
 دیکھتے ہیں جب بدن پر اُس کے کچھ زیور کو ہم

جب سے وہ پردہ نشیں غمگین گیا ہے اپنے گھر
 بدتر از زنداں سمجھتے ہیں اس اپنے گھر کو ہم

﴿385﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

ا- م-۲۰۹ لفظ "کیا" ندارد

﴿386﴾

یاں تک ہیں تنگ اپنے بہت بے وفا سے ہم کرتا نہیں تو جو رو جفا بھی یہ ظلم ہے
 گھبرا کے پانچ وقت لڑیں ہیں خدا سے ہم دل سا عزیز چھوڑ گیا دائے بے کسی
 آزرده کچھ نہیں ترے جور و جفا سے ہم ایسے خفا مرض سے بھی اپنے نہیں ہیں آہ
 ناحق ہیں شکوہ مند بچاری قضا سے ہم لے جائے سیر باغ وہ ساتھ اپنے کس طرح
 جو اے طیبؑ تنگ ہیں تیری دوا سے ہم دُزدیدہ دیکھ دیکھ کے جو لے گیا ہے دل
 بھاگیں ہیں کوسوں جو کہیں تیری ہوا سے ہم ہیں اُس پری کے عشق میں یہ زندگی سے تنگ
 پھرتے ہیں ہائے چور بن اُس درہا سے ہم کوچے میں اُس کے جلد پہنچتا ہے ہم میں کون
 یہ شرط آج باندھیں گے بادشاہ سے ہم
 غمگین کرے ہے باتیں وہ کچھ ایسی بزم میں
 شرمائے ہائے جاتے ہیں اُس کی حیا سے ہم

﴿386﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	ب-	طیب
۳-	ب-	شعر ندارد
۴-	ب-	شعر ندارد
۵-	ایضاً-	

﴿387﴾

تر ہیں دیکھ لے تو سوختہ کہاب سے ہم
 نئے میں نا خوشی آتی ہے اس سے خواہ نخواہ
 جو شب کو خواب میں آیا وہ دائے اے حسرت
 ہوئے ہیں کون سی رشک پری پہ دیوانے
 نہیں ہے ترس خدا تجھ کو اس قدر ہرگز
 غلط ہے گر کریں پیری میں عشق کا شکوہ
 ترے چمٹنے سے جو بو ہوئی نہ یہ ہوتی
 نئے میں شب کو ہوئے بے حجاب ہم ایسے
 یقین جانو یہ یارو کہ ریت ہے دوزخ
 جلتے ہیں ایسے ترے شعلہ رو جواب سے ہم
 بلا سے توبہ کہیں کر چکیں شراب سے ہم
 تو چونک اٹھے دوہیں بے اختیار خواب سے ہم
 پھریں ہیں وحشیوں کی طرح جو خراب سے ہم
 جو خوف رکھتے ہیں عالم ترے عتاب سے ہم
 کہ اس بلا میں گرفتار ہیں شباب سے ہم
 ہزار بار نہاتے اگر مگاب سے ہم
 کہ منہ دکھا نہیں سکتے اسے حجاب سے ہم
 نجات دیکھیے کب پاویں اس عذاب سے ہم
 بدل کے قافیہ لکھ تیری غزل تمکین
 کہ فکر دل کے نکل جائیں گے سچ و تاب سے ہم

﴿387﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	ایضاً-	
۳-	ب-	شعر ندارد
۴-	ب-۱۲۳	جاریں

﴿388﴾

صلح جی میں ہے کریں اُس بت بے باک سے ہم
 در پر اُس شوخ کے جوں نقش قدم گر بیٹھے
 دائے اے شوخ کہ وہ رو برو بیٹھا ہے مگر
 بیٹھ کر تاک کے سایے میں نہیں کیوں نہ شراب
 حشر برپا نہ ہو مرقد پہ ہماری مت بیٹھ
 پہلے ہم پر ہی کرے ہاتھ کو اپنے وہ صاف
 کندہ ایسا ہے ترا نام نکلیں دل پر
 جیت لیں جنگ دلا گردش افلاک سے ہم
 پھر نہیں اٹھنے کے جب تک نہ اٹھیں خاک سے ہم
 دیکھ سکتے نہیں اُس کے خطر و ہاک سے ہم
 اُس رکھتے ہیں بہت دختِ رز و تاک سے ہم
 اٹھ کھڑے رہویں نہ اے شوخ کہیں خاک سے ہم
 آرزو رکھتے ہیں یہ اُس بت سفاک سے ہم
 شرط کرتے ہیں جو حک کر سکے حکاک سے ہم
 کوئی دشمن سے بھی ناخوش یہ نہ ہو اے غمگین
 جیسے ہزار ہیں اپنے دلا غمناک سے ہم

﴿388﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب- شعر ندارد

۲- ایضاً۔

۳- ایضاً۔

﴿389﴾

ہوئے ہی جاتے ہیں بے ہوش اُس جمال سے ہم
 کبھی کیا ہی نہیں یار سے سوالؔ و جواب
 وہ بھولتا ہی نہیں اُس کے پاس کا سونا
 یہ وصل ہجر کے بھی آہ کاٹتا ہے کان
 رہیں ہیں محو ہمیشہ اس ایک نقطے میں
 ہزار حیف کہ باتوں میں وصل گئی دوپہر
 شراب بن نہ کٹیں گے یہ دن جدائی کہ
 عجب طرح کی وہ آنکھیلیوں سے چلتا ہے
 پڑے نہ رہوے سر راہ کس طرح اے شوخ
 گلے ملیں تو ملیں کس طرح خیال سے ہم
 جواب اپنے طلب کرتے ہیں سوال سے ہم
 پڑے نہ گھر میں رہیں کس طرح ٹھہال سے ہم
 اُس اپنے ہجر میں اچھے تھے اس وصال سے ہم
 نظر اٹھا نہیں سکتے ہیں اُس کے خال سے ہم
 خبر نہ رکھتے تھے کچھ اپنے اس زوال سے ہم
 بلا سے دوستی کر لیں کسی کلال سے ہم
 ہوئے ہی جاتے ہیں کچھ ہائے پامال سے ہم
 امیدوار نہایت ہیں تیری چالؔ سے ہم
 لکھ اور قافیے میں ایک اب غزل تمکین
 کہ یار ہوویں خبردار تیرے حال سے ہم

﴿389﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب-۱۲۱ سوال جواب

۲- ب- شعر ندارد

۳- ب- شعر ندارد

۴- ایضاً۔

۵- ۲-۲۰۹ جمال

﴿390﴾

یقین جان کہ عاجز رہیں بیان سے ہم
نہیں ہے عشق تیرا گر ہمیں تو عالم میں
ہمیں وصال میسر مدام ہے لیکن
ہم اپنی چشم سے دیکھیں ہیں واعظ اس کے سوا
فلک کو دیکھ کے آتی ہیں حسرتیں کیا کیا
لگائیں گے کہیں دل بچ کہہ یہ جی میں ہے
زبان دل کے مطابق نہیں ہے اے زاہد
تمہارے وعدے کے جس دن سے آہ ہیں نوکر
زبان و دل نہ مطابق ہو جس میں اے واعظ
خبر نہ تھی ہمیں دن رات کی جہاں جز عشق
خفا نفس میں تھی یہ کوئی ہو نہ ہم نفساں
بھی ہے جی میں کہ گلچیں کے ہاتھ سے اک روز

جو ہرز ہیں دل میں انھیں گر کہیں زبان سے ہم
برے ہوئے ہیں بھلا کس لیے جہان سے ہم
خراب ہجر میں صرف اپنے ہیں گمان سے ہم
سنے ہیں وعظ تیری جس قدر کہ کان سے ہم
کبھی گزرتے ہیں جب اُس کے آستان سے ہم
بتگ آہ نہایت ہیں اس مکان سے ہم
سمجھ لیے تری تقریر اور بیان سے ہم
گھر اپنے بیٹھے رہے ہیں نگاہان سے ہم
نموشی جانتے اولیٰ ک ہیں اُس بیان سے ہم
ہزار حیف کہ اٹھ آئے اُس مکان سے ہم
چمن میں تنگ جو اپنے ہیں آشیان سے ہم
رہیں گے جاکسی جنگل میں گلستاں سے ہم

تقیدات یہ سب توڑے ہم نے گو تمکین

مگر ابھی نہیں چھوٹے ہیں قید جان سے ہم

﴿390﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۲۱۰-م	میں
۲۔	ب-	شعر ندارد
۳۔	۲۱۰-م	لفظ "کے" ندارد
۴۔	بر حاشیہ - الف - ۱۳۵	
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	ب-	----- کی جس دن سے آہ میرے امید
۷۔	۱۳۵-ا	اولا
۸۔	۲۱۱-م	عیش

﴿391﴾

ہیں نشان یار بے نشان کے ہم ہیں نکیں عین لا مکان کے ہم
 نہیں معلوم ہیں کہاں کے ہم نہ زمیں کے نہ آسمان کے ہم
 ایک ہیں دونوں عاشق و معشوق جان رکھ دل ہیں اپنی جان کے ہم
 حال دل کی ہوئی ہے دشمن جاں دوست کیونکر ہوں اس زبان کے ہم
 ہوئے پیری میں لوجوان پھر آہ دھیان میں اپنے لوجوان کے ہم
 پاس اپنے بھی جو نہ دیکھ سکے صدقے ایسے ہیں بدگمان کے ہم
 عشق میں مومنو بس اک بت کے نہ رہے ہائے دو جہان کے ہم
 ہوئے ماترہ مو خیال میں آہ اُس کے اے ہمدومیاں میں ہم
 دوستی دل کی جائے چولھے میں ہو گئے دشمن اپنی جان کے ہم
 جام پیتے ہی ہو گئے مستو معتقد مرہد مغان کے ہم
 اُس پری رو کی ہائے یاری میں ہوئے اغیار اُس و جان کے ہم

عشق میں اپنے شوق کے آہ
 ہوئے یاں تلے کے نہ اور وہاں کے ہم

﴿391﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۹۳	نہ زمیں کے نہ آسمان کے ہم
۲۔	ب-۱۲۰	نہیں معلوم ہیں کہاں کے ہم
۳۔	ر-	لے
۴۔	ب-ایضاً	شعر ندارد
۵۔	ب-	شعر ندارد
۶۔	ب-ر-	شعر ندارد
۷۔	ب-	شعر ندارد
۸۔	ب-	شعر ندارد
۹۔	ب-ر-	شعر ندارد
۱۰۔	الف-۱۳۳ / م-۲۰۷ / ب-۱۲۰	یہاں
۱۱۔	ر-۹۳	نہ جہاں کے نہ ہیں وہاں کے ہم

﴿392﴾

آج گھر خیر سے گر جائیں گے ہم
لوگ باندھیں ہیں یہ جھوٹے بہتان
چمن بن دیکھے نہ ہوگا ہم کو
اور ہی لطف ہے جہراں میں ہمیں
غیر کے ساتھ نہ پیوں گے شراب
گھر سے اس بت کے ملے گا نہ جواب
اُس کے گھر جا کے پھر آنا ہے ستم
تو تو جاتا ہے سمجھتا ہی نہیں
ہے یہ دیوانہ پری رو تیرا
فج گئے جہر سے تو اے غمگین
شکل کیا پھر اے دکھلائیں گے ہم

﴿393﴾

درا ترا چھوڑ کہاں جائیں گے ہم
حشر کو تا یہ رہے دستاویز
مان تو لیں گے ہمارے وہ بات
ان سے باتوں میں تو ابھرا ہے غیر
اب تو جاتے ہیں تیری محفل سے
تم یہ کہتے تھے ہمیں تجھ کو شراب
گر پلاؤ گے تو پھر دیکھو گے
ہو پسند آپ کے غمگین یہ غزل
تو غزل اور بھی کہہ لائیں گے ہم

غزل ندارد	ب-ر-خ-ع-ش	﴿392﴾
غزل ندارد	ش-ب-ر-خ-ع-	﴿393﴾
تیرادر	۳۴-ن	۱
بھر بھر کے نہیں	۱۹۸-م	۲
لے گا	۳۴-ن	۳
اسے	ایضاً	۴
تو	۱۹۸-م	۵
نعلشے	۳۴-ن	۶

﴿394﴾

بن آئے جو مر بھی جائیں گے ہم تو بھی نہ تجھے پلائیں گے ہم
 کعبہ ہو اگر صنم ترا گھر واللہ کبھی نہ آئیں گے ہم
 جو آج کی رات بچ گئے تو کل کیا اُسے منہ دکھائیں گے ہم
 راتیں وہ گئیں گئیں وہ باتیں ممکن ہے کہ اب منائیں گے ہم
 گو جان یہ رہوے خواہ جاوے پر تجھ سے نہ دل لگائیں گے ہم
 وہ کہتے ہیں دیکھ اپنی صورت کیا تجھ کو بھلا ستائیں گے ہم
 تو پیوے اگر شراب غمکین
 آنکھوں سے تجھے پلائیں گے ہم

﴿394﴾	خ-	غزل ندارد
۱-	ع-۱۱۲	نہ کبھی
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	م-۱۹۳	لفظ "وہ" ندارد
۴-	ش-۳۳ / ن-۳۳	وہ راتیں گئیں، گئیں وہ باتیں
۵-	ع-ر-	شعر
۶-	ع-ن-ب-ش-ر-	شعر ندارد
۷-	ن-ش-	شعر ندارد
۸-	ن-۳۳ / ش-۴۰	پیوے گا گر

﴿395﴾

اکلے دل تھا سو تیری زلف میں کھو بیٹھے ہم
 کیا کریں مگر نہ خرابات میں جاویں اے شیخؑ
 بزم سے گاہ اٹھاتا ہے بٹھاتا ہے کبھی
 تجھ کو پینی ہے تو پی چک کہیں حاضر ہے شراب
 رات دن خوب ہی کنتا جو رفو ہوتا یاد
 یہ ہی حسرت رہی وہ آنکھ اٹھا کر دیکھے
 جان جاؤ کہ رہو جو کہ نہ ہوتا ہو سو ہو
 کشتی حسرت و ارمان و امید اپنی آہ
 گھر کسی کے وہ گیا ہائے اسی دن مہماں
 فارغ البال دو عالم ہی سے ہو بیٹھے ہم
 لعل کب تک پڑھیں تے مسجد میں کھو بیٹھے ہم
 کب تک اس طرح کی دیکھیں تری خو بیٹھے ہم
 ہاتھ میں کب سے لیے ہیں یہ سپو بیٹھے ہم
 چاک سینے کو کیا کرتے رفو بیٹھے ہم
 پاس اُس شوخ کے جا کر کھو بیٹھے ہم
 پھر نہیں اٹھنے کے در پر ترے جو بیٹھے ہم
 ہمدو یاس کے دریا میں ڈبو بیٹھے ہم
 اُس کی دیوار کے جا سایے میں جو بیٹھے ہم
 جس نے پوچھا کہ تیری شکل یہ کیا ہے ٹمکنیں
 بے تماشا اُسے بس دیکھ کے رو بیٹھے ہم

﴿395﴾	ب-ر-خ-ش-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف۔ ۱۳۱ / م۔ ۲۰۳	ایک
۲۔	م۔ ۲۰۳،	راعظ
۳۔	الف۔ ۱۳۱،	ہلین

﴿396﴾

بیاری میں خدمت سے جو محروم رہے ہم جی جانے ہے بس جیسے کہ مغموم رہے ہیں ہم
 صدقے تری رحمت کے ہو کس طرح نہ مر جائیں جو زندگی اپنی ہی میں مرحوم رہے ہم
 وہ کون ہے معلوم نہیں دھیان میں جس کے موجود رہے آہ نہ معدوم رہے ہم
 ہر چند گناہوں سے نہ محفوظ رہے آہ صد شکر ثوابوں سے تو معصوم رہے ہم
 جب تھوڑی بہت یار کھلی دل کی حقیقت اک تے عمر تک چین سے تا روم رہے ہم
 قابل نہ حکومت کے ہوئے شکر خدا کا ایسے ترے اس عشق کے محکوم رہے ہم
 جب سے کہ وطن چھوڑ کے اس شہر میں آئے کیا کیا کہیں جو آہ کہ مغموم رہے ہم

یہ جہل میں بے خود ہوئے مجھولی سے اپنی
 غمگین رہے عالم میں ک نہ معلوم رہے ہم

﴿396﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ع-	شعر ندارد
۲-	ر-	شعر ندارد
۳-	ب-ر-ع-	شعر ندارد
۴-	الف- ۱۲۹ م- ۲۰۱ ب- ۱۱۶ ایک	
۵-	ر- ۹۲	کچھ ایسے ترے عشق-----
۶-	ع-	شعر ندارد
۷-	م- ۲۰۱ ب- ۱۱۶ ہی	
۸-	ع-ر-	شعر ندارد

﴿397﴾

اس شوخ سے ملنے کی طرح جان گئے ہم
 حسرت تھی کہ مہمان وہ کبھی ہم کو بلاوے
 کیا قہر ہے بس اپنے بھی ہو جاتے ہیں دشمن
 حسرت کی نہ کچھ پوچھ تری بزم سے ہر روز
 مدت تلک اپنا نہیں رہتا ہے ہمیں ہوش
 ہر شب کو گلا کاٹنے لگتے ہیں صد افسوس
 اس اپنے فنا ہونے کے قربان گئے ہم
 اب داغ ہے کس واسطے مہمان گئے ہم
 گر دھیان میں اُس کے کسی عنوان گئے ہم
 کیا کیا نہ لیے حسرت و ارمان گئے ہم
 ہدم کبھی اُس پاس گر اکٹا آن گئے ہم
 کیوں عید کے دن اُس کے نہ قربان گئے ہم

عاشق ہے تو جس پر اسے دیکھے ہے شب و روز
 غمگین تری ان آنکھوں سے پہچان گئے ہم

﴿397﴾	ش-ن-	غزل ندارد
۱-	ر-۹۳	بلائیے
۲-	ع-	شعر ندارد
۳-	الف-۱۲۹ م-۲۱۰ ب-۱۱۷	ایک
۴-	ب-ر-ع-	شعر ندارد
۵-	م-۲۰۲	لفظ "ہے" ندارد

ن

﴿398﴾

جان کر جان کھو نہ میری جان مان کہتا تو میرا کہتا مان
 مجھ کو تو ان دنوں میں ذبح نہ کر عید کے روز کچھو قربان
 بولتے تھے جو چہر کر مجھ سے اب نہیں بولتے کسی عنوان
 جانتے تھے مجھے جو اپنا دوست اب وہ یوں دیکھتے ہیں جوں انجان
 میں نے یہ ایک دن جو اُن سے کہا میں بلاؤں گا آپ کو مہمان
 تو مرے منہ کو دیکھ دیکھ کے وہ ہنس کے کہنے لگے یہ کیا امکان
 گالیاں اور دیجیے غمگین کو
 اس کے منہ میں تو ہاں نہیں ہے دہاں

﴿399﴾

اس نے مجھے دور سے دیکھا جہاں پھر نہیں ممکن کہ وہ ٹھہرے دہاں
 یوں جو تہہتا ہے دلا رات دن کیا کہیں عاشق تو ہوا میری جاں
 گردش اجراں بھی دکھائی مجھے اپنی بدی سے نہ پھرا آساں
 جو کہ گزرتی ہے ترے ہجر میں ہو نہیں سکتی وہ حقیقت بیاں
 غمگین سے کیا پوچھے ہو تو حال دل
 دیکھ لے منہ پر ہی ہے اس کے عیاں

﴿398﴾ م-ب-ن-ر-ع غزل ندارد

- ۱۔ نسخہ "ش" میں اس مصرعے کے نیچے ذرا خفی الفاظ میں لکھا ہے "چھیڑ کر جو کہ بات کرتے تھے"
 ۲۔ ش ۴۲ "گالی آپ دیجیے نہ غمگین کو" ذرا خفی خط میں دوبارہ یہ مصرعہ لکھا ہے۔
 "گالیاں اور دیجیے غمگین کو"

﴿399﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

﴿400﴾

میں کہاں اور سیر باغ کہاں بوئے گل کا یہاں دماغ کہاں
ہم کریں جو امید روز وصل شبِ فرقت سے انفراغ کہاں
اب کہاں وہ جنوں کہاں وہ بہار اب کہاں دل وہ اور دماغ کہاں
اب کہاں ہے وہ ذوق و شوق شراب اب وہ مینا کہاں ایتاغ کہاں
کم ہوا دل تو دور کر ٹمکیں
میں ہوں اب درپے سراغ کہاں

﴿401﴾

جہڑا سے اس کے اب فراغ کہاں دل کہاں آہ اور دماغ کہاں
مجھ کو نسبت نہ دے تو غیر سے یار صورتِ بلبِل کہاں دماغ کہاں
میرے دل کا یہ داغ جلتا ہے شمعِ موی کہاں چراغ کہاں
اس کے کوچے میں میں نے پایا جب
دل کا ٹمکیں طے سراغ کہاں

﴿400﴾	ش-ن-ع	غزل ندارد
۱۔	خ-۱۳۲	اور کہاں
۲۔	ایضاً	اب فراغ
۳۔	ر	شعر ندارد
۴۔	خ-۱۳۲	دماغ
۵۔	ایضاً	شوق و شراب
﴿401﴾	م-ب-ن-ر-ش-ع	غزل ندارد
۱۔	خ-۱۳۳	میں
۲۔	ایضاً	ایاغ

﴿402﴾

ممکن ہے کہ جو تو نہ ہو سرشار کسی دن
 ہم آنکھ بچا کر کہیں دربان کی اے شوخ
 پہلے ہی سے دل اس سے اٹھا ہلہل شیدا
 اے پردہ نشیں چھپ کے ملا کر کبھی ورنہ
 راتوں کو کہا مان اکیلے نہ اٹھا کر
 نکلا کرو رستے میں نہ منہ کھول کے پیارے
 ہے چٹم مرے شوق سے یہ جسم سراپا
 صرصر میں نہ بیٹھا کرو تم ہال سکھانے
 اس پیار سے اُس شوخ کی لگ چلیو نہ اے دل
 ممکن تھے دیکھا بھی چلے ہوشیار کسی دن
 گھس آئیں نہ گھر میں ترے ناچار کسی دن ۲
 آخر ہے خزاں یہ گل و گلزار کسی دن ۳
 ہو جائے گی الفت مری اظہار کسی دن ۴
 بیٹھیں نہ تری گھات میں دو چار کسی دن ۵
 ہو جائیں کہیں بند نہ ہزار کسی دن
 اس کے بھی مقدر میں ہے دیدار کسی دن ۷
 فریاد نہ کرتے پھریں عطار کسی دن ۸
 ہووے نہ کہیں پیار میں بیزار کسی دن ۹

ممكن تھے دیکھا بھی چلے ہوشیار کسی دن

تمتے نہیں جو دیدہ خوبار کسی دن ۱۰

﴿402﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱	ر-۱۱۰	نہ ہوشیار
۲	ر	شعر ندارد
۳	ایضاً	
۴	ایضاً	
۵	ب-ر	شعر ندارد
۶	ر-۱۱۰	کبھی
۷	ب	شعر ندارد
۸	ایضاً	
۹	ب-ر	شعر ندارد
۱۰	م-۲۷۴	دل
۱۱	نسخہ "ع"	میں اس غزل کا صرف مقطع شامل ہے

﴿403﴾

تجھ بن بتا تو اے بت گمراہ کیا کروں
پہلو سے دل چلا ہے تو اے جان تو بھی جا
مجھ میں تو غم سے دم ہی نہیں آہ کیا کروں
اس خون دل کے پینے سے کیونکر بچے گی جان
تیرے سوا اب اس کے میں ہمراہ کیا کروں
مطلق نہیں ہے آہ! اثر آہ میں مری
ہاتھوں سے عشق کے مرے اللہ کیا کروں
جب آہ بے اثر ہو تو پھر آہ! کیا کروں

میں نے دل اپنا جان کے ہمکنیں نہیں دیا
وہ دل کو میرے لے گیا ناگاہ کیا کروں

﴿404﴾

گملا میں ہے اس بدن کو دور کروں
بعد دل کو کروں ترے قربان
ہڈی ہڈی کو چور چور کروں
تیرے عشاق کے لیے ہر سنگ
پھر فدا جان کو ضرور کروں
تو مری جاں تو ہی ہے حور نہیں
تجھ سے ملنے میں جو تصور کروں
گراگ کہے ٹو تو کوہ طور کروں
تجھ سوا میں اگر نظر بھر کر
حور کو دیکھوں تو تصور کروں
اس شعور اور عقل سے اے دل
جی میں ہے تجھ کو بے شعور کروں
کشتی بادو فنا میں بیٹھ کر
سحر ہستی سے میں عبور کروں

اپنے آپے میں آپ اے ہمکنیں
آپ کا کب تک ظہور کروں

﴿403﴾	الف-م-ب-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
﴿404﴾	ع-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱	ش-۵۳	کس طرح اس-----
۲	م-۲۱۴	ہڈی ہڈی
۳	ش-	شعر ندارد
۴	ش-۵۳	میرا بس ہوتو
۵	ن-۳۸	لفظ "ہی" ندارد
۶	ش-الف-ب-	شعر ندارد
۷	ع-الف-ن-م-	شعر ندارد
۸	ن-۳۸	'اے دل تیری اس بے شعوری سے'
۹	ش-	شعر ندارد
۱۰	ایضاً	

﴿405﴾

اپنا اگر میں ہر بن مو سو زباں کروں
 جتنا کہ تو بلند ہے اتنا ہی پست ہے
 اس جنس دل کے سودے میں ہرگز نہیں ہے سود
 وہم و گماں سے ہے تو اے یار بے نیاز
 پاتا نہیں ہوں جس کو وجود و عدم میں آہ!
 ہوتا ہے اور یاروں کے دل پر تو جلوہ گر
 گر بس ہو تو بہار میں ہر شاخ غل پر
 تیری سمجھ میں قصہ عشق آئے گا نہ یار
 اس حسن لایمان کو کیونکر بیاں کروں
 تعریف اور کیا میں تری آسماں کروں
 کیا فائدہ کہ جان کا اپنی زیاں کروں
 میرا ہی وہ گماں ہے جو تجھ پر گماں کروں
 پھر مغاں تلاش میں اس کی کہاں کروں
 جوں جوں کہ اپنے دل میں تجھے میں نہاں کروں
 آباد بلبلوں کو میں اے باغباں کروں
 گر میں ہزار اس کی بیاں داستاں کروں

غمگین غزل میں دوسری ہی یہ ہے جی میں آج ۵

جو جو نہاں ہے دل میں اُسے میں عیاں کروں

﴿405﴾	ش۔	ن۔	خ۔	ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔				شعر ندارد
۲۔	م۔	۲۵۳			وہم کمانسی
۳۔	ب۔	ر۔			شعر ندارد
۴۔	ب۔	ر۔			شعر ندارد
۵۔	ر۔	۱۰۲			"غمگین غزل ہو دوسری یہ بھی ہے جی میں آج"

﴿406﴾

آمد شد اپنے دم کی نہ میں رائیگاں کروں ۱
 ہر ذرے اور مہر سے ہو جلوہ گر یہاں ۲
 ہے جی میں پہلے مر رہوں اے یار قتل سے
 بے لامکاں کے ٹھہرتی اس کی بنا نہیں
 جاتا ہوں خوبویوں کی مجلس میں اس لیے
 ساقی و مے کدے کو اگر چھوڑوں ۳
 واللہ کچھ علاج بتاؤں نہ جز شراب
 قاضی جی ذہبِ رز سے پڑھو گر میرا نکاح
 بھولوں اگر خدا کو تو یاد بتاں کروں
 اپنی جلا کے خاک اگر استخوان کروں
 قاتل کو اپنے کس لیے کیوں سرگراں کروں ۴
 تعمیر گر خیال سے اپنا مکاں کروں ۵
 لوگوں کو اس کے عشق سے تا بدگماں کروں ۶
 پھر سجدہ گاہ کس کا بتا آستان کروں
 پیر مغاں سے درد گرے اپنا بیان کروں
 تو مے کدے کا آپ کو پیر مغاں کروں ۷

وہ بزمِ عیش ۴ ہوتی ہے ماتم سرا تمام
 ممکن بیان حال میں اپنا جہاں کروں

﴿406﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۱۰۲	دم کی نہ اپنی آمد و شد رائیگاں کروں
۲۔	ایضاً	جہاں
۳۔	ر	شعر ندارد
۴۔	ایضاً	
۵۔	ایضاً	
۶۔	ر-۱۰۲	چھوڑ دوں میں شیخ
۷۔	ر-۱۰۲	اگر
۸۔	ر-	شعر ندارد
۹۔	ب-۱۵۰	عشق

﴿407﴾

برباد میں چمن سے اگر آشیاں کروں
 ہمایہ میرے نالوں سے از حد بہ تنگ ہیں
 قاضی و محتسب کا بھی جی کلبلا پڑے
 جس کو کہ دیکھتا ہوں اسی کا ہے اس کو عشق
 دیوانہ اس لیے ہوں کہ تعریف تیری یار
 ایسا ہوں پاک باز کہاگر گل کو بد نظر
 اسرار عشق جب کہوں تجھ سے کہ یار تب
 محروم عام و خاص نہ رہوں ۵ یہ جی میں ہے

وہ عندلیب ہوں کہ قفس گلستاں کروں
 صحرا کو چل کے اے دل ٹالاں ٹغاں کروں ۱
 اسرار سے کشتی کے اگر میں بیاں کروں ۲
 کس طرح میں کسی پہ بھلا بدگماں کروں
 کوئی نہ اعتبار کرے میں جہاں کروں
 بلبل بھی دیکھ لے تو خراب آشیاں کروں ۳
 پیدا نیا اک اور زمین آسماں کروں ۴
 بازار میں شراب کی ساتی دکان کروں

عملیں غزل تو تیسری متانہ اور لکھ

تا ۷۷ کثوں میں خوبی تری میں بیاں کروں

﴿407﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	ب-ر	شعر ندارد
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ر- ۱۰۲	ہوئیں

﴿408﴾

مے سے توبہ ترے کہنے سے کروں یا نہ کروں
 آپ رلوئے جو روؤں تو نہ رونے دے مجھے
 ہے دم نزع تو اک بار دکھا دے کھڑا
 زندگی ہجر میں جب میری تجھے ہو منظور
 اس کی صورت سے میں پوچھوں ہوں کیے آنکھیں بند
 غیر کو ہاتھ سے جب اپنے پلاوے وہ شراب
 میں گھر چھوڑ دیا تم نے نہ آتا چھوڑا
 وہ تو مننے ہی نہیں روٹھ کے مجھ سے ہدم
 کارکردہ ہے تو اس عقدے کو حل کر ہدم کے

پھر جو تو آپ پلاوے تو پیوں یا نہ پیوں
 ایسے رونے پہ بھلا یار ہنسوں یا نہ ہنسوں
 پھر ترے صدقے سے میں اس میں جیوں یا نہ جیوں
 تو یہ فرما کہ میں بن آئی مروت یا نہ مروت
 کہ قصور سے بھی میں تیرے ملوں یا نہ ملوں
 زہر کے گھونٹ میں اے یار پیوں یا نہ پیوں
 اب میں جنگل میں بھی اے یار رہوں یا نہ رہوں
 میں اگر روٹھوں تو پھر ان سے منوں یا نہ منوں
 وہ اگر مجھ سے کھلے تو میں کھلوں یا نہ کھلوں

گر روئیف اور توانی میں لکھے تو غمگین

تو غزل تیری میں اے یار سنوں یا نہ سنوں

﴿408﴾	ش-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔	۹۸ پلائے
۲۔	ب۔	۱۳۶ آدھا مصرع ناخوانا ہے
۳۔	ر۔	شعر ندارد
۴۔	ب۔	ر شعر ندارد
۵۔	ر۔	شعر ندارد
۶۔	ر۔	ب شعر ندارد
۷۔	ن۔	۴۲ غمگین
۸۔	ر۔	شعر ندارد
۹۔	ن۔	شعر ندارد

﴿409﴾

ہے وہ معشوق مرا کیوں اسے گھرا نہ سکوں ۱
 کہے سو بار میں جا کعبے پھر آؤں زاہد
 قید ہستی سے عدم کو میں ابھی جاتا ہوں
 رخم تلوار کا کھانا تری کیا مشکل ہے ۲
 کچھ نہ کچھ دل بے تاب ٹھہر جاوے گا
 طفل اشک اپنے کو بہلا ہی میں لوں گا ہدم
 مجھے جب چاہے تو آغوش میں لے رکھ پری
 کوئی عاشق تو نہیں ہے جسے سمجھا نہ سکوں
 کوچہ یار ہے کیا جا کے جہاں آ نہ سکوں ۳
 اس ۳ کا وعدہ ہے کہ کیا گھر سے کہیں جا نہ سکوں
 رخم ہجراں یہ نہیں کہ جسے کھا نہ سکوں ۴
 یہ ملاقات نہیں اس کی کہ ٹھہرا نہ سکوں
 کیا یہ وہ شوخ ہے ناداں جسے بہلا نہ سکوں
 تیرا سایہ نہیں آغوش میں جو آ نہ سکوں

ہاتھ کے گل تو دکھادیں گے اسے اے غمگین

داغ دل کچھ یہ نہیں ہے جسے دکھلا نہ سکوں

﴿409﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	۵۔	۴۲
۲۔	ایضاً	"میرا معشوق ہے کیوں اس کو میں گھرا نہ سکوں"
۳۔	ب۔	۱۳۶
۴۔	۴۔	۲۳۴
۵۔	ب۔	شعر ندارد
۶۔	۵۔	۴۲

﴿410﴾

مقابل تیرے گر کوئی بشر ہووے تو میں جانوں
تجھے جز سودے سے کچھ ضرور ہووے تو میں جانوں
ذرا صورت کو اپنی آزی میں غور سے دیکھو
کسی نے یہ غلط تجھ سے کہا ہے، ہے کمر اس کی
سوا اس کے کہ جس کو تو بلاوے آپ سے پیارے
تو میرے گھر میں اے پردہ نشیں مہمان بے رہ شب کو
ترے تیر مژہ کے رو برو جز میرے سینے کے
مجھے کہتا ہے یوں ناصح کہ تیرے آہ و نالے کا
مرے دل کو گلے کا اپنے تم تعویذ کر رکھو
جنون و عشق کا چل بدرقہ ہمراہ تو لے کر
بھلا اٹھتا ہے کیوں تو عے کشی کی یار محبت سے

بشر تو کیا اگر شمس و قمر ہووے تو میں جانوں
قیامت کو بھی پرسش اس کی گر ہووے تو میں جانوں
تمہیں پھر کچھ اگر اپنی خبر ہووے تو میں جانوں
کمر ہرگز نہیں اُس کی اگر ہووے تو میں جانوں
کسی کا تیرے کوہے میں گزر ہووے تو میں جانوں
کسی پر راز یہ افشا اگر ہووے تو میں جانوں
کماں ابد اگر کوئی سپر ہووے تو میں جانوں
کبھی اس سنگ دل کو کچھ اثر ہووے تو میں جانوں
کسی کی پھر تمہیں گر بد نظر ہووے تو میں جانوں
تجھے پھر راہ میں سالک خبر ہووے تو میں جانوں
ابھی گر رات آئے دوپہر ہووے تو میں جانوں

یہ سختی سے غمگین اپنی یہ معلوم ہوتا ہے
اگر اس بھر کی شب کی سحر ہووے تو میں جانوں

﴿410﴾ ب۔ ن۔ د۔ خ۔ ع غزل ندارد

۱۔ م۔ شعر ندارد

نسخہ "ش" میں یہ مطلع ہے۔ "الف" میں غزل کے آغاز میں حاشیہ پر اضافہ کیا گیا ہے۔
دوسرا شعر بطور مطلع درج ہے۔

۲۔ نسخہ م میں لفظ "اپنی" بہ تکرار دو بار لکھا گیا ہے

۳۔ ش۔ ۳۶ جو پھر اگر

۴۔ م۔ ۲۶۳ ہوئے

۵۔ ش۔ ۳۷ غمگین /

شعر حاشیہ الف۔ ۱۶۵

۶۔ ش۔ م شعر ندارد

۶۔ ش۔ ۳۶ "ڈرنہ کچھ مطلق"

۷۔ ش۔ ۳۷ "جو اس کے سنگ دل میں"

۸۔ ش۔ شعر ندارد

۹۔ م۔ ۲۶۳ خطر

۱۰۔ ش۔ شعر ندارد

۱۱۔ ایضاً۔

﴿411﴾

دیکھ کر کل اس کو اپنی بے قراری کیا کہوں
 قیس و لیلیٰ کا ابھی قصہ کہوں مگر حکم ہو
 جام پر میں جام ے دے دے کے آخر تک گیا
 میں جھکا بوسے کو اتنے میں کھل گئی اس کی آنکھ
 عقل نے مطلق مقید کر دیا تھا مجھ کو آہ!
 تار رونے کا ہے واں تہ بھی جو جگہ ہنسنے کی ہو
 پردہ دار اس کے ہیں پہلے تو مرے ہوش و حواس
 وصل کے دن تو صنم لہجہ مجھ سے پوچھ مت
 اور اس کی ہائے وہ غفلت شعاری کیا کہوں
 پر کہانی میں ہملا اپنی تمھاری کیا کہوں
 اور اس پر اس کی ہمد ہوشیاری کیا کہوں
 ہمدولہ اس وقت کی میں شرمساری کیا کہوں
 بن تیرے گزری جو اے فصل بہاری کیا کہوں
 ہجر میں اس کے میں اپنی اٹک باری کیا کہوں
 اور اس پردہ نشیں کی پردہ داری کیا کہوں
 ہجر کی شب جس طرح گزری گزاری کیا کہوں

پھر گئے وہ آکے میں ہوں منظر کا منظر

اور اے غمگین میں اپنی انتظاری کیا کہوں

﴿411﴾	الف-م-ب-ن-ش-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	الف-۱۵۸-م-۲۵۰	ہمدوں
۲۔	م-۲۵۰	وہاں

﴿412﴾

دل کو بدعا میں جان کو بکام دیکھوں اس رشک ماہ و خور کو گر صبح شام دیکھوں
 مقصود سے پھر اپنے رہ جاؤں باز سالک اس کی تجلیوں کو گر میں مدام لے دیکھوں
 دیکھی ہی گات اس کی جاتی نہیں ہے ہے ہے ہاتھوں سے دل کو کب تک میں تھام تھام دیکھوں
 ہرگز کبھی نہ لوں میں پھر نام بندگی کا اپنے سے واعظا میں اگر اپنے کام دیکھوں
 کافر ہوں شیخ جی میں اسلام گر نہ چھوڑوں کچھ بھی گر اس صنم کو اپنے سے رام دیکھوں
 ساقی بغیر اس کے اپنے مکاں میں کب تک یوں طاق میں دھرے ہوں مینا و جام دیکھوں
 ہر شب سحر کا وعدہ کرتا ہے تو ستم گر کب تک میں راہ تیری تا شام و شام دیکھوں
 جس میں بھلا ہو جس کا کہتا ہوں کوئی پوچھے مطلب غرض مجھے کیا جو خاص و عام دیکھوں
 ساقی ہوں سے پلانا ہے صرف کام میرا کیا کام مجھ کو جو میں پختہ و خام دیکھوں

لکھ ایک غزل بدل کر تو قافیے کو ہمکنیں

زندانہ تاکہ تیرا میں بھی کلام دیکھوں

غزل ندارد

﴿412﴾ ب-ن-ش-ر-خ-ع

۱۔ طبق م۔ ۲۸۶

مدام

الف۔ ۱۷۸

۲۔ طبق م۔ ۲۸۶

لفظ "ہوں" ندارد

الف۔ ۱۷۹

۳۔ طبق م۔ ۲۸۶

زندادہ

الف۔ ۱۷۹

﴿413﴾

ساتی میں ماہِ رمضان کیا رو سیاہ دیکھوں
 ہے زندگی عبارت تیرے ہی دیکھنے سے
 مے پی کے ساتھ تیرے اک شب یہ ہے تنہا
 اس کا کرم ہے مطلق میرے گنہ مقید
 یہ آرزو ہے دل میں محشر کے روزِ خاتم
 مرجاؤں روز و شب کے اعمال کا گر اپنے
 اپنے نباہ سے میں گزروں نہ اے ستم گر
 پردہ نشیں وہ ہم دم بے پردہ بھی اگر ہو
 کیا قہر ہے کچھ اپنا گر حال میں کہوں تو

یہ آرزو ہے میری وعدہ کرے وہ تمکین

اور اپنے گھر میں بیٹھا میں اس کی راہ دیکھوں

﴿414﴾

عابد جو ہوں تو میں ہوں معبود ہوں تو میں ہوں
 آدم جو ہوں تو میں ہوں شیطان ہوں تو میں ہوں
 موسیٰ جو ہوں تو میں ہوں فرعون ہوں تو میں ہوں
 کعبہ جو ہوں تو میں ہوں اور دیر ہوں تو میں ہوں
 ظاہر جو ہوں تو میں ہوں باطن جو ہوں تو میں ہوں
 عاشق جو ہوں تو میں ہوں معشوق ہوں تو میں ہوں

عالم جو ہوں تو میں ہوں بے علم ہوں تو میں ہوں

ہوں بود میں ہی تمکین نابود ہوں تو میں ہوں

غزل ندارد

﴿413﴾ ب-ن-ش-ر-خ-ع

غزل ندارد

﴿414﴾ م-ش-ن-ر-ک-ع

حاشیہ پر غزل سے قبل "غزل نسخہ ثانی" رقم ہے۔

نسخہ ب

مقبول

ب-۱۳۲

ا

﴿415﴾

مڑگاں کہے ہے اس کی گرتیل ہوں تو میں ہوں اور دل کہے ہے میرا منجیر ہوں تو میں ہوں
 سیاب سا جو دل ہے کہتا ہے صبر اس کو اب حق میں تیرے اے دل اکیر ہوں تو میں ہوں
 دل تو کہے ہے میرا دیوانہ میں ہوں یارو کاکل کہے ہے اس کی زنجیر ہوں تو میں ہوں
 جہراں میں تیرے ظالم آ دیکھ میری حالت بیمار ہوں تو میں ہوں اور پیر ہوں تو میں ہوں

عالم خدا کا خوش ہے یہ کیا تم ہے یارو
 غمگین ہوں تو میں ہوں دل گیر ہوں تو میں ہوں

﴿416﴾

صوفی و ترسا و شیخ و رند میخواروں میں ہوں کیوں نہ ہوں سب میں کہ دخت رز کے میں یاروں میں ہوں
 کاش میں وحشی دیوانہ مست و سودائی ہوں آہ ساقیا لیکن نہ ہو ایسا کہ ہوشیاروں میں ہوں
 فکر دنیا میں ہے کوئی ہے کسی کو فکر دیں سارے عالم میں میں ہی کم بخت بیکاروں میں ہوں
 بزم خواہاں میں کہا اس نے یہ جھک کر کان میں سچ بتا کیا بھلا میں ان طرح داروں میں ہوں
 دھیان اس کے ابروؤں کا ایک دم جاتا نہیں رات دن رہتا گھرا میں ہائے تلواروں میں ہوں
 بے کسی کا اپنی جب لاتا ہوں دل میں کچھ خیال تب یہ غم کہتا ہے میں سو طرح غم خواروں میں ہوں
 شب نشے میں میں نے جو چھیڑا تو وہ کہنے لگے آپ شاید جانتے ہیں میں بھی سرشاروں میں ہوں
 سب متاع دار دنیا کھو ہوا نادار آہ سے کدے میں تیرے ساقی میں بھی حق داروں میں ہوں
 دل سے باہر بھی کبھی جاتا نہیں تیرا خیال وہم ہے جو تو سمجھتا ہے کہ شطاروں میں ہوں
 مکر کا دعویٰ نہ کر اس بت کے تو ہے رندو مست ہے بجا گر شیخ یہ کہوے کہ مکاروں میں ہوں
 گو کشادگی کے سبب شکل مجسم ہو گیا محو لیکن اب بھی اپنے لطف انواروں میں ہوں

اس لیے پی میں نے غمگین تادم آخر شراب
 روزِ محشر تا نہ ہو ایسا کہ ہوشیاروں میں ہوں

﴿415﴾ ب-م-ن-د-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف-۱۸۱ / طبق ش

لفظ "تیر" ندارد

۲- الف-۱۸۱ / ش-۳۳ اکثر

﴿416﴾ ب-ش-۵-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف-۱۸۱ / م ۲۹۰ کسافت

﴿417﴾

چاہے جس بت کو چاہ اے عملیں ہے ہر اک یہاں الہ اے عملیں
 بس ہے یہ اہم ذات کا عرفان آخر اس کی ہے آہ اے عملیں
 علم کو اپنے علم میں کم کر وصل کی ہے یہ راہ اے عملیں
 غیر حق جاننا کسی شے کو ہے کبیرہ گناہ اے عملیں
 ہے اگر تو موحد صادق
 شرع کا کر نباہ اے عملیں

﴿418﴾

جو کچھ ہے وہ سب خدا ہے عملیں مگر یہ نہیں وہ تو کیا ہے عملیں
 ہے عشق یہ عالم آہ جس میں جو شے ہے وہ دربا ہے عملیں
 رکھ دم کو تو جس تا بہ مقدور کہتے ہیں کہ دم ہوا ہے عملیں
 اثبات وجود پر یہ رکھ یاد موقوف فنا بقا ہے عملیں
 ہر حال میں چاہیے رہے خوش بس اس کی یہی رضا ہے عملیں
 مت کر تو کسی سے چشم پوشی
 جب تک کہ یہ چشم وا ہے عملیں

﴿417﴾ ش-م-ب-و-ن-خ-ع غزل ندارد

﴿418﴾ م-ن-ش-و-خ غزل ندارد

بر حاشیہ ب- ۱۴۱

۱- الف ۱۸۲ خد

۲- ع شعر ندارد

﴿419﴾

دل ایک سا رکھا کر غمکیں خلا ملا میں
 دیکھے سے جس کے ہم نے دیکھا دلالہ خدا کو
 اس بندش کمر کا ہم پر کھلا نہ عقدہ
 جو بھیجتا بلا ہے آگاہ اس سے رہنا
 دشمن ہو کوئی تیرا یا دوست ہے یہ لائق
 سودل نہ خون ہوں جب تک لاوے نہ رنگ جب تک
 شاہد میں اور ے میں گزری ہے اب یہ میری
 جذب و سلوک طے کر معلوم یہ کیا بس
 آتی صفت ہے اس میں ایک ایک کے بعد واللہ
 لائق ہے شیخ جی کو خرقہ کو پھینکیں غمکیں
 گرمی نہیں وہ اس میں جو ہے تری قبا میں

﴿419﴾ ش-ب-۵-ر-خ-ع غزل ندارد
 ا-۲-۲۳۵ بھلا

﴿420﴾

حسن اس کا ہے نہاں اس طرح شیخ و شاب میں
 آشکارا ہیزِ انساں تو ابھی کر دیں لے دلا
 جو جو اس میں ہے وہی آتا ہے بس اس کو نظر
 ہے دل بے تاب کو ایسی لیاقت عشق کی
 دل میں سو خطرے ہیں تیرے ہو وہ کیوں کر جلوہ گر
 عشق ذاتی ہے وہی جس میں نہ ہو دے کچھ سبب
 اپنے ہم آپے میں ہیں اب آپ یوں بے اختیار
 چشمِ گریاں میں تصور ہے ترا اے شعلہ رو
 بزم میں اس آئینہ رو کی گیا کیوں ان کو لے
 عشق سے اس کے ہے ہم یوں شاب اپنی زندگی

آب نیماں جس طرح ہو گوہرِ نایاب میں
 پر شریعت کے غلّ آجائے گا آداب میں
 خواہ بیداری میں دیکھیں لے خواہ دیکھیں لے خواب میں
 قابلیت جیسی ہو اکسیر لے کی سیماں میں
 صاف عکس مہ نظر کب آئے موجِ آب میں
 فتن ہے وہ عشق جو ہے عالمِ اسباب میں
 جس طرح رہتی ہے گردشِ آب کو گرداب میں
 آب و آتش ہے بہم اس دیدہ پر آب میں لے
 جو کدورت دیکھتا ہوں صورتِ احباب میں بے
 جس طرح خورشید سے ہے روشنی مہتاب میں

لکھ غزل ایک اور اے غمگین بدل کر قافیہ

شرط ہے پر یہ کہ وحدت ہو بیاں آداب میں

﴿420﴾	ش-ن-خ-ر-ع	غزل ندارد
۱۔	ر ۹۹	کردوں مگر
۲۔	م-۲۳۳ / ر-۹۹	دیکھے / دیکھے
۳۔	الف-۱۵۴	اکثر
۴۔	ر-۱۰۰	سبب مطلق نہ ہو
۵۔	ب	شعر ندارد
۶۔	ر	شعر ندارد
۷۔	ر-۱۰۰	اب یوں
۸۔	الف-۱۵۴ / م-۲۳۳ / ب-۱۳۳	ایک
۹۔	ر-۱۰۰	غمگین اب

﴿421﴾

آتا خیال سا ہے نظر جو نقاب میں
 دوں گا جواب کیا میں کل اس کے سوال کا
 تشبیہ جس طرح کہ ہے مری ہے مجھے حجاب
 محروم دید گل سے رہے گا تو ہم صغیر
 جس کو نہ ذوق و شوق ہو ہر یک صدا سے آہ
 مانند سے حرام ہے طامات اور شطح
 شوق مشاہدہ کے سوا کچھ سبب نہیں
 ہمیری میں جو یہ رنج اٹھانے پڑے ہمیں
 وہ دیکھتا ہے اپنی خود ہی چشم کر کے واٹ

شب بھر دکھائی دے ہے وہی مجھ کو خواب میں
 گم ہو رہا ہوں آپ میں اپنے جواب میں
 تزییہ میں وہ اپنی سے یوں ہے حجاب میں
 پھنسا نہ دام زلف کے تو بچ و تاب میں
 کیا لطف یار اس کو ہو چنگ و رہاب میں
 جب تک کہ مست خوب نہ تو ہو شراب میں
 لخت دل اب جو آئے ہے چشم پر آب میں
 اے کاش دیکھتے نہ اُسے ہم شباب میں
 فرصت میں فرق میرے اتنا حباب میں

غمگین جو آہ و داری میں عاشق کو ہے مزا
 عے کش کو لطف وہ نہیں برق و سحاب میں

﴿421﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔	مطلع ندارد
۲۔	ر۔	”گم ہوں جب آپ خود ہی میں اپنے جواب میں“
۳۔	ر۔	کی
۴۔	ر۔	اپنے
۵۔	ر۔	شعر ندارد
۶۔	ر۔	شعر ندارد
۷۔	ر۔	شوق و مشاہدہ
۸۔	ر۔	شعر ندارد
۹۔	ب۔	دیکھ لے
۱۰۔	ر۔	”وہ دیکھ لے نہ اپنی ہی خود چشم کر کے وا“
	ب۔	شعر ندارد
۱۱۔	طبق ب۔ ۱۷۰ / م ۲۸۳	
	الف - ۱۷۷	آہ زاری

﴿422﴾

لڑتا ہے مجھ سے روز جو وہ بات بات میں
 دن رات آہ و نالہ سے رہتی ہے یہاں وہ سیر
 آفت ہوں ایک میں بھی کب آتا ہوں ان کے ہات
 ایک جام پی کے اٹھ ہی گیا اس کی بزم سے
 کیوں کر میں تیرے پاؤں سے اپنا اٹھاؤں سر
 جو کچھ کہے ہے وہ وہی کہتا ہے مجھ سے یہ
 وہ رہ کے اس کے کوچے میں پامال ہو گئے
 بے رحم جب کہ تو نے ہے تقصیر کی معاف
 مستی میں کیوں جوانی کی ڈارمی منداکی ہائے

گھر جا کے کیا ہوا یہ اُسے ایک رات میں
 جو سیر تو نے دیکھی نہ ہو شب برات میں
 ہر چند لوگ رہتے ہیں واں لٹ میری گھات میں
 ٹھہرا نہ غیر میری ذرا دوت و دات میں
 بیہات دل مرا ہی نہیں میرے ہات میں
 دیا ہی رہ کے دل بھی ہوا اُس کے سات میں
 پر کیا کریں کہ دل ہی نہیں اپنے ہات میں
 تب شبہ کیا رہا ہمیں واں کی نجات میں
 مجنوں کی ورنہ بیٹھے ہم بھی برات میں

پہنچا ہے درد کیا تجھے غمکس یہ سچ بتا

رو رو پڑے ہے ہائے جو تو بات بات میں

﴿422﴾ ب-ش-ن-خ-ع غزل ندارد

- | | | |
|----|------------------------|-----------|
| ۱۔ | ب۔ | شعر ندارد |
| ۲۔ | الف۔ ۱۵۴ م۔ ۲۴۴ ب۔ ۱۴۲ | وہاں |
| ۳۔ | ب۔ | شعر ندارد |
| ۴۔ | ایضاً | |
| ۵۔ | ب۔ ۱۴۳ | وحشت |

﴿423﴾

آتی کسی ہی طرح نہیں میرے ہات میں اس کے سوا کچھ عیب نہیں تیری گات میں
 وحدت وجود چھوڑ دوں کس طرح بولنا میری تو صرف یہ ہی ہے ایک کائنات میں
 ہیبت چھوٹا وہ مکان قدم شریف کیا سیر ہائے رہتے تھے بارہ وقات میں
 آنکھیں جنہیں ہیں دیکھ لے اے شیخ کور چشم لے جلوے اسی کے دیکھیں ہیں لات و منات میں
 کب ہوش اس کو آہ رہے ہے مفات کا جو رات دن کہ محو رہے اس کی ذات میں
 دو چار جام صبح پیا کر شراب کے تا دے تجھے دکھائی وہی شش جہات میں
 یہ بست و ہشت حرف ہیں نقطے میں جس طرح یوں علم مستتر ہے وہ اس کائنات میں
 اب جرم میرے لکھیں گے کس طرح کاتبین مطلق رہی سیاهی نہ ان کی دوات میں

غزلیں ہمارے واسطے لکھ اور اک غزل

یہ تو غزل ہے لطف ہے یوں تیری بات میں

﴿423﴾ ش-ن-خ-ع غزل ندارد

۱۔ نسخہ "ر" میں پہلے تین اشعار نہیں ہیں۔

۲۔ ۹۹ یوں مستتر رہے ہیں۔

۳۔ ایضاً ہر

﴿424﴾

نہ بیٹھو شیخ جی اللہ ہم رندوں کی صحبت میں
مجھے عالم کا نقشہ اور ہی دکھائی دیتا ہے
قسم ہے اس کی جو اس کے سوا دکھائی دیتا ہو
خبر ہو تو ہمیشہ ہونٹ ہی چاٹا کرے منعم
ہوا کرتے ہیں ان سے شب کو جب سب ہم نشیں رخصت
نہ طاقت زندگی کی ہے نہ قدرت آہ مرنے کی
بتا اے آئینہ رو تو یہ کیا ہے منعکس قضیہ
نہ کیوں تعریف میں اس کی زباں ہو لال سون کی
ترے کچھ قرض ہیں لا بوسے میں مرتا ہوں ابھی لے لے
نہیں یہ لطف سیری کا کسی نعمت سے منعم کو

کہیں لے اک روز فرق آوے نہ قبلے کی مشیت میں
دیوانہ تے ہو گیا شاید کہیں اس کی محبت میں
یہ عالم ہو گیا ہے اب مرا س کی محبت میں
مرا جو جو کہ آتا ہے فقیروں کو قناعت میں
تال تب وہ کیوں کرتے ہیں ہدم میری رخصت میں
پڑا رہتا ہوں بستر کے پر عجب سکتے کی حالت میں
کہ میں دیکھا کروں ہوں تیری صورت اپنی صورت میں
کف پا جس کی برگ گل سے خوشتر ہے نزاکت میں
نہیں لینے کے دینے آخرش ہوں گے قیامت میں
تبی دتی مرا جو دے ہے فقرا کو قناعت میں

یہ ہے اب حکم ساقی کا کہ مے خانے میں مستوں کے
امامت تو ہی اے غمگین کیا کر اس جماعت میں

﴿424﴾	ش-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ن-۳۳	نہیں
۲۔	ایضاً	گا
۳۔	م-۲۸۰	دیوانہ ہو گیا ہوں ہائے کیا اس کی محبت میں
۴۔	ن-	شعر ندارد
۵۔	حاشیہ بر الف	
۶۔	ب- م-۲۸۱	شعر ندارد
۷۔	طبق- م	الف- ۱۷۵ کی
۸۔	ن-۳۳	شعر بر حاشیہ الف- ۱۷۵
۹۔	طبق ب ۱۶۸ / م ۲۸۰ / ن ۳۳	نہ طاقت زندگی کی نہ قدرت آہ مرنے کی
۱۰۔	ن-۳۳	لفظ "پر" ندارد
۱۱۔	ب	شعر ندارد
۱۲۔	م ۲۸۰	ہوں
۱۳۔	بر حاشیہ الف-	ب- م شعر ندارد

﴿425﴾

علم بھی اپنا نہ تھا تھے جب کہ ہم باہوت میں علم آتے ہی یکایک آگئے لاہوت میں
 دیکھ کر اپنی صفاتیں اور اپنے حسن کو اپنے عاشق ہو گئے ہم آپ ہی جبروت میں
 حسن اپنا دیکھ کر کی یاں ملے تلک حمد و ثنا ہو گئے جسم لطیف اس عالم ملکوت میں
 عشق کی بے تابوں سے آگے یاں نہ ٹھکیں ہوئے ہم بہرے صورت نما ہنگامہ ناسوت میں
 جمع ہیں تھ میں یہاں بھی ۵ یار پانچوں مرتبے گاہ ہے ناسوت میں ۱ تو گاہ ہے باہوت میں
 کیا سچ بتلادیا ہم نے تجھے مبدا معاد
 پھر اسی صورت سے جانا سوت سے باہوت میں

﴿426﴾

محو ہیں ہم تو ترے دیدار میں فرق کرے کون گل و خار میں
 مانگ کے اس ماہ کے موتی مجھے تارے گناتے ہیں شب تار میں
 زندہ ہے ناچار کہ بالکل نہیں مرنے کی طاقت ترے پیار میں
 میں نے کہا دل ہے یہ مفلس کا مال فائدہ کیا حجت و تکرار میں
 بوسے کے بدلے بہت ارزاں ہے عقل ہو گر کچھ بھی خریدار میں
 نس کے کہا اس نے کہ چل ایسے دل دمزی کے دس جکتے ہیں بازار میں
 باتیں نہ ٹھکیں کی طرح کر رقیب
 فرق ہے سرشار میں ۱ ہوشیار میں

﴿425﴾	ش۔ ن۔ خ۔ ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۱۰۰	صفت کو
۲۔	ایضاً	اس قدر
الف۔ ۱۵۵	م۔ ۲۳۳	ب۔ ۱۳۳ یہاں
۳۔	ایضاً	یاں
۴۔	ایضاً	ہوئے
۵۔	ر۔ ۱۰۰	اے
۶۔	ایضاً	اور
﴿426﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع	غزل ندارد
۱۔	ن۔ ۳۲	اور

﴿427﴾

ہوش اپنا کیوں نہیں رہتا ترے سرشار میں
دیکھنے کو جس کے عالم سے اٹھائی ہم نے آنکھ
آنکھ میں چبھتے ہیں دلو اپنے اپنے رنگ پر
لن ترانی! کے مرے میں اڑ گئے موسیٰ کے ہوش
اُس سے تنہائی میں صحبت کی پڑی کیوں آہ خو
ہے^۲ یقیناً ہم وہ کب آتا ہے یاں وعدہ خلاف
دوست جو دل مانگیں گے تو میں ہائے کیا دوں گا جواب
نیم ابرو کھینچ اس نے کر دیا دل کو دو نیم
زنگی^۳ میں کر نہ باہر سے کدے سے یا خدا
کب کی قسمت میں ہیں یہ استخوان آتشیں

ہے یہ جی میں ایک دن پوچھیں گے اس سے پیار میں
اب نظر آتی ہے وہ صورت درودیوار میں
فرق کچھ چنداں نہ دیکھا ہم نے گل اور خار میں
ہے حلاوت کچھ عجب معشوق کے انکار میں
بیٹھنا باہم جو اب دشوار دوچار میں
پر تسلی تو ہے دل کو قول اور اقرار میں
خوں نہیں دکھائی دیتا دیدہ خوہار میں
کاٹ یہ دیکھا نہیں ہم نے کسی تلوار میں^۴
موت بھی آوے تو آوے خانہ غمار میں
آگ لگ جاوے نہ تیری اے ہما منقار میں

تو ہی پہلے پی لے اے غمگین کہ خدی ہے وہ شوخ
رات آخر ہو نہ جاوے حجت و کھرار میں

﴿427﴾	ش-ر-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ب-۱۳۹	ناخوانا
۲۔	ایضاً	
۳۔	ایضاً	
۴۔	ب	شعر ندارد
۵۔	ب-۱۳۹	ناخوانا

﴿428﴾

عیب جو جو کچھ عیاں ہیں سے کش و مخور میں
 سے کدے میں ہے وہی رندوں کی سب گفت و شنید
 ہاتھ جنت میں بھی آتا ہے ترا امر محال
 ہے اسی کا عشق تجھ کو گو کسی کا عشق ہو
 اختیار اس کا ہے جو مجبور ہے بے اختیار
 دمدم چبھتے ہیں میرے دل میں ہدم نیش غم
 اور بیماروں کو اپنے مجھ سے مت تشبیہ دے
 جسم و دل جان و جگر کچھ بھی نہیں رکھتے ہیں آہ

ہیں نہاں وہ واعظا سب خوشہ انگور میں
 جو کلیم اللہ کیا کرتے تھے کوہ طور میں
 اے صنم ہے فرق کتنا دیکھ تجھ میں حور میں
 کچھ نہیں ہوتا تجوی و جمغضلے نور میں
 فرق بس اتنا ہی ہے عطار اور مجبور میں
 آگ لگ جاوے کہیں اس خلیہ زنبور میں
 فرق ہر یک رنج میں ہے اور ہر رنجور میں
 عشق کی قدرت کہاں اب ہم سے بے مقدور میں

وہ انا الحق اور تو اب صرف کہتا ہے انا
 بس یہی ہے فرق عملیں تجھ میں اور منصور میں

﴿428﴾	ش-ن-خ	غزل ندارد
۱۔	ب-ر	شعر ندارد
۲۔	ب-ر	نسخہ الف میں اتنا حصہ خالی ہے۔
۳۔	ب-ر	شعر ندارد
۴۔	ب-ر	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	

﴿429﴾

وہ پردہ نہیں جب سے کہ مہمان ہے گھر میں میں جسم سے باہر ہوں میری جان ہے گھر میں
بتلا دی کسی نے تجھے اس کوچے کی کیا راہ رہتا جو دلا تو نہیں اک آن ہے گھر میں
اب ایسی حکومت تو کیا کرتا ہے گویا اس کشور دل کا ترے فرمان ہے گھر میں
شاید کہ ہوا ہے ترے کھڑے کے مقابل آئینہ جو اس طرح حیران ہے گھر میں
جو گھر میں مجھے میرے ہی کے رہنے نہیں دیتا آنے دے مجھے اپنے وہ امکان ہے گھر میں
گو دونو بہم رہتے ہیں ہم ایک ہی گھر میں میں اس سے ولے مجھ سے وہ انجان ہے گھر میں
ہے شور و غم کا ترے عالم میں نہایت گویا کہ ملاحی کی ترے کان ہے گھر میں
ہے درد و غم و رنج و بلا نالہ و فریاد اور اس کے سوا اور بھی سامان ہے گھر میں
اس جنس کے پیدا نہ ہوئے اور خریدار بے گو عشق کے سودے کی یہ دکان ہے گھر میں

غمگین کو کوئی آنے نہ دینا مرے نزدیک

ان کا بھی اب لوگوں کو فرمان ہے گھر میں

﴿429﴾	ر- ع	غزل ندارد
۱-	ب- ۱۲۸	بار
۲-	خ-	شعر ندارد
۳-	ایضاً	
۴-	م- ۲۲۱	لفظ "ہی" ندارد
۵-	خ-	شعر ندارد
۶-	م- ۲۲۱	مجھے
۷-	حاشیہ ش ۵۳ / ن ۴۴	رنج و غم و درد
۸-	حاشیہ ش / ن ۴۴ / ب ۱۲۹	"اس جنس کا پیدا نہ ہوا کوئی خریدار"
۹-	ش - ۵۳ / ۴۴	"تم جانو گے جو آنے دیا غمگین کو درتک"
۱۰-	م ۲۲۱ / ب ۱۲۹	یہی

﴿430﴾

بے طرح قید آ ہوا ہوں زلف کی زنجیر میں
کھینچ لاتا اس کو ہدم وہیں آدمی رات کو
ہوش سے کربات چھوڑا میں نے اس خط کا جواب
مت لگا باتوں میں جانے دے کہیں اس بت کے پاس
دیکھ اے دل کر نہ تعمیر خرابی کی بنا
وہ کہیں ہیں چھپ کے میں سو بار آیا ترے پاس
اس کی وہ نوبت وہاں ہے میری یہ حالت ہے یہاں
دل کی دل میں ہی نہ رہ جاویں کہیں یہ حسرتیں
کاش ہووے مخلصی کھسی مری تقدیر میں
جذب کچھ ہوتا اگر اس نالہ شب گیر میں
اور بو آتی ہے قاصد اس تری تقریر سے
ڈال مت میری نماز اے شیخ تو تاخیر میں
سو خرابی مستتر دنیا کی ہے تعمیر میں
پر میرا کیا بس ہے مگر ملنا نہ ہو تقدیر میں
کچھ عجب تاثیر دیکھی عشق کی تاثیر میں
فرق وہ لاتا نہیں اب تک میری توقیر میں

خوبی قسمت سے ملنا مگر نہ ہو تو کیا کریں
روز و شب کتنا ہے اے عملیں اسی تدبیر میں

﴿431﴾

بس میں نہیں کچھ اپنے ہیں میاد کے بس میں
 شاید کہ ہے اس قافلے میں ۱ محل لیلیٰ
 سچ کہتے ہو تم سب مگر اتنا تو سمجھے
 گریاں وہ مجھے دیکھ کے ہنس کے ۲ لگے کہنے
 کہتا ہے کہ شب کو بھی نہ رکھ دختر رز کو
 گر پہلے یہ ہوتیں ۳ تو نہ ہوتا کوئی عاشق
 ہوتے نہ ترے دام محبت میں گرفتار
 ورنہ نہ کبھی رہے ہم اس تنگ نفس میں
 وحشت سی مجھے آتی ہے آواز جس میں
 میں سو میں ہوں بدنام اگر آپ ہیں دس میں
 بارش یہ ہوئی اب کے ہے دس پانچ برس میں
 قصہ نہ ہو کس طرح بھلا مجھ میں عس میں ۴
 جو تو نے نکالی ہیں نئی قلم کی رسمیں
 پر کیا کریں بے بس ہیں کہ ہم اپنے نہیں ۵ بس ۶ میں

آگاہی حضوری میں اگر رہوے تو عملیں

کیا کسب و کمالات ہوں ہر یک نفس میں

﴿431﴾	ش-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ن-۳۷	میں ہی
۲۔	م ۲۳۷ / ب-۱۳۹	کر
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	م-۲۳۸	ہوئی
۵۔	ایضاً	لگائیں
۶۔	ن ۳۷	میں
۷۔	ب	ناخوانا

﴿432﴾

قوت نالہ و زاری کس میں طاقت شکوہ گزاری کس میں
 قتل شیشہ کی کس کو ہے ہوٹا ہوس پاؤں بہاری کس میں
 اس کر پر تو بندھا بھی نہ خیال ہے کر بند یہ بہاری کس میں
 مرگئے پر بھی نہ معلوم ہوا خواہش دل ہے ہماری کس میں
 زندگی کا ہے یہاں کس کو خیال فرصت روز شماری کس میں
 جان و دل دونو سے بیزار ہوں میں ہے تری کار براری کس میں
 دل کو بہلائیں تصور سے مگر طاقت نقش و نگاری کس میں
 دو جہاں کا نہ کیا ایک بھی کام ملے عمر یہ ہم نے گزاری کس میں
 ہم سے پوچھے ہے دم نزع وہ شوخ جان انگی ہے تمہاری کس میں
 جائے گمراہ یا رہے غمگین شب کو
 ہے خوشی کیبے تمہاری کس میں

﴿432﴾ ش-ع	غزل ندارد
۱- ن-۴۰	قتل شیشہ کا کس کو بیہ دماغ
۲- ایضاً	ہوادہ بہاری
۳- ر-خ	شعر ندارد
۴- ر	شعر ندارد
۵- ن-۴۱	قدرت
۶- ب	شعر ندارد
۷- ایضاً	
۸- ن-۴۱	ہوش بہان
۹- خ-۱۳۲	نقش و نگار
۱۰- ن-۴۱	دونوں عالم کا کیا ایک نہ کام
۱۱- ر	شعر ندارد
۱۲- ایضاً	

﴿433﴾

ایک! ایک ذرہ مقید یہ جو ہے آفاق میں
 کیا کریں تعریف اب تک معرفت ہم کو نہیں
 شیخ جی محراب ابرو اس کی گر دیکھو کبھی
 دل میں پاؤں دا بنے کا شب کو گذرا تھا خیال
 ہائے گر نامہ رانی ہو تو پھر کیا قہر ہو
 تیری جو آنکھوں میں ہے تاثیر اے عیسیٰ نفس
 عقل ہو جاتی ہے پٹا ہوش ہوتے ہیں ہوا
 جان بن جاناں کے دیکھے یوں نہ دوں گا تجھ کو میں
 عین مطلق ہے مقید دیکھ اے زاہد! یہ تو
 دیکھو کیا محو ہر یک اپنے ہے اطلاق میں
 اپنے اپنے یار کی تعریف ہے عشاق میں
 عقل تہہ کر کر کسی مسجد کے رکھٹا دو طاق میں
 درد تو سچ کہہ نہیں ہے تیری سیمیں ساق میں
 جب کہ یہ رنج و تعب ہیں آپ کے اشفاق میں
 یہ اثر دیکھا نہ ہم نے زہر اور تریاق میں
 اک شجر کی فکر گر کچے کبھی اوراق میں
 یہ ہی جھگڑا ہے فرشتے اور ترے مشتاق میں
 فرق کچھ مطلق نہیں تھکید اور اطلاق میں

قافیے کو تو بدل کر لکھ غزل غمگین کہ تا
 شعر مستانہ ترے مشہور ہوں آفاق میں

﴿433﴾	ش-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	م- ۲۳۷	ایک ذرہ
۲۔	طبق ب- ۱۳۸ / م- ۲۳۷ / ن- ۴۴	
	الف ۱۵۱	دکھو
۳۔	حاشیہ ن- ۴۴	غمگین
۴۔	ن	شعر ندارد

﴿434﴾

رہوں یوں منتظر ہجراں میں تیرا یار کب تک میں
 یہ کیا ہے وہ دے دے جس میں مرد آگن نشہ ہووے
 مجھے ہاتھوں سے وحشت میں نہیں ڈھب تنکے پھننے کا
 یہ ہوشیاری مری بدتر ہوئی ہے آہ غفلت سے
 پلاوے خم کے خم ساقی بہت ہے زندگی تھوڑی
 نہ مومن ہوں نہ کافر ہوں مگر ہے ایک سے الگ
 بتا اتنا مقید پھکڑی بیڑی میں اے عالم
 تصور میں ترے اس سبزہ خط کے بھلا گل رو
 وہ دے دے ساقیا جس سے مٹے بنیاد ہستی کی
 خیال اپنے تو باطن میں نہیں رکھتا ہے کیوں ہم
 نہیں ہوں مگر تو ہوں گا قابل دیدار کب تک میں
 ہوا کے اسپ پر ساقی رہوں اسوار کب تک میں
 بیاباں کے چنوں پاؤں سے اپنے خار کب تک میں
 رہوں غفلت سے اے پیر مغاں ہوشیار کب تک میں
 اس اک اک سلجام میں ہوں گا بھلا سرشار کب تک میں
 رکھوں اے شیخ اس تسبیح میں زگار کب تک میں
 رہوں وجہ مفاصل کے ترا پیار کب تک میں
 لگاؤں داغ دل پر مرہم زنگار کب تک میں
 خرابی کی عمارت کا رہوں معمار کب تک میں
 کروں اظہار تجھ سے داں کے یاں سرار کب تک میں

بہار آوے کہیں تمکین کہ دل کی بے کلی جاوے

رہوں دیوانہ اپنے کام میں ہوشیار کب تک میں

﴿434﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	م	شعر ندارد
۳۔	الف- ۱۷۶ م- ۲۸۰ ب- ۱۶۸	ایک ایک
۴۔	ب	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	الف- ۱۷۶ م- ۲۸۰ ب- ۱۶۸	وہاں کے یہاں

﴿435﴾

فائدہ کیا تجھ کو واعظ ہم سے قیل و قال میں
 پھر نہ بس ہوگی رہائی تجھ کو دام زلف سے
 دیکھنے پائے نہ کھڑے کی حقیقت اور ہم
 جو ارادہ تو کرے اے یار یہی وقت ہے
 کنگھی چوٹی اور ہستی کا جل جو اب ہوتا نہیں
 کیجیے کس شغل میں ساقی بسر عمر عزیز
 کیا ہوا عارض کو میرے جب ہی جانے دے بتا
 تیری یہ مشکل نہ آساں ہوگی اے دل جب تک
 اپنے مذہب میں نہیں صدیق ہے زندیق وہ
 دیکھنے سننے میں جتنا فرق ہو اے واعظا

آپ ہی ہیں ہم شرابی مست اپنے حال میں
 ڈال مت اے دل تو اپنی جان اس جنجال میں
 ہو گیا گم نقطہ علم آہ اُس کے خال میں
 ورنہ کچھ ہوتا نہیں ماضی و استقبال میں
 کچھ نہ کچھ ہے سچ بتا اے شوخ کالا دال میں
 ہاں مگر یہ بے کشتی بہتر ہے سب اشغال میں
 پوچھتا شوخی سے ہے وہ رکھ کے بیڑی گال میں
 تو حقیقت ایک دیکھے گا نہ سب اشکال میں
 یار جس کے فرق ہو افعال اور اقوال میں
 فرق اتنا ہی ہے میرے حال سے حیرے قال میں

کیا ہوا مجھ کو وہی ہوں میں و لیکن وہ نہیں

میں بھی حیراں اپنے اے ممکن ہوں اس احوال میں

﴿435﴾ ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

۱۔ ب شعر ندارد

۲۔ ایضاً

۳۔ م ۲۸۴ حال اور قال

﴿436﴾

کیوں کر نہ فکر محو ہو اُس کے جمال میں
میں کچھ کہوں ہوں اور تو کہتا ہے کچھ کا کچھ
واعظ عبث تو ہم سے کیا کر نہ قیل و قال
دستار و ریش و دانہ تسبیح دیکھ کر
اے مرغ دل نہ ہو جو گرفتار دلف یار
حیراں ہیں ہائے دیکھیں گے کس طرح وہ جمال
شاداں لے بھی رشک کھاتے ہیں امدودہ گیں ترے
اے دل نہ دوست جان کے کرنا کچھ التفات
نہیں تو گھر میں اپنے نہ جبہ بھی رکھ کبھی
برکت ہی صرف تاکہ رہے تیرے مال میں

﴿436﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ب-ر	شعر ندارد
۲۔	م-۲۵۱	حال
۳۔	م-۲۵۱	ر ۱۰۱ دام
۴۔	طبق م-۲۵۱ / ب ۱۴۷	
	الف-۱۵۹	لفظ "ہی" ندارد
۵۔	ر	شعر ندارد
۶۔	م-۲۵۱	شادی
۷۔	ر-ب-	شعر ندارد
۸۔	ر	شعر ندارد
۹۔	م-۲۵۱	جبہ

﴿437﴾

کچھ کہہ گیا ہے جب سے کہ غیر اس کے کان میں
ملکوت چرخ جھانکیں ہیں اس کو زمین پر
دیکھا وہ اپنی آنکھوں سے اس عشق میں ترے
گلچیں نے جو قدم گل و گلزار میں رکھا
جوں شہ گردہاد مجنوں کے رہتی ہے روح گرد
ہم ے کشوں کو جہلی تو داعظ کہے ہے کیا
تعریف اس کے حسن کی جز اس کے کیا کروں
مطلع لکھ اس غزل کا تو ایسا اخیر اب

تب سے نہیں ہے ہائے مری جان جان میں
یہ لوگ جس کو کہتے ہیں، ہے آسمان پر
جو کچھ نہ تھا کہیں مرے وہم و گمان میں
بلبل ترہہ کے مرغی بس آشیان میں
گر لیلیٰ و ش ہو کوئی کسی کاروان میں
آیات قلم و جہلؔ ہیں عاشق کی شان میں
آتا کسی طرح نہیں ہرگز بیان میں
عمکیں رہے غرور نہ ہیرو جوان میں

تجھ سا نہیں ہے کوئی زمین آسمان میں

پھونکا ہے یہ فرشتے نے ہر یک کے کان میں

-
- ﴿437﴾ ش ن د خ ع غزل ندارد
۱۔ طبق لفظ "مجنوں" ندارد
الف۔ ۱۷۳ کی
۲۔ نسخہ "ب" ۱۴۶ کے حاشیے میں حوالہ لکھا ہے۔ "آیت ظلومن جہولا"

﴿438﴾

کچھ دم نہیں ضعف سے بدن میں اک گرد ہے جامہ کہن میں
جو جز کہ نہ منتقم ہو اس کا بطلان ہے تیرے ہر سخن میں
بلبل میں رہا نہ ہوش جب دام صیاد نے رکھ دیا چمن میں
زخماں میں نہ تنگ ہو وہ وحشی جو ہم ہیں بہ جھگڑا تن بدن میں
غیروں سے کہے ہے وہ مجھے دیکھ ہوشیار ہے یہ دیوانہ پن میں
یوں مٹکتی ہے دل میں آتش عشق دون لگتی ہے جس طرح کہ بن میں
اس تن کی میں جو کہوں نزاکت یہ تاب و توان نہیں ہے تن میں
اس رشک پری کو سے پلا کر شیشہ میں اتار ہر سخن میں
لایا ہے گھر اپنے جب وہ بولا تو اک بلا ہے اپنے فن میں
کہتا نہیں کوئی اس کو سلوا سو چاک اگر ہوں پیرہن میں
جو چاہو کہو سنو کسی کو کچھ قید نہیں دیوانہ پن میں
وہ جن سے خلا ملا ہے ان کو خلوت ہے ہمیشہ انجمن میں
مستغرق ذات جو ہیں غمگین
ہر دم ہے انہیں سفر وطن میں

﴿438﴾ ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

۱۔ ب ۱۵۱ بہ تنگ

۲۔ ب شعر ندارد

﴿439﴾

جب چوری سے ممکن نہ ہو کچھ بات کروں میں
کیا سہاں ہے اب تک بھی سمجھتا ہے مبلغ
ہو نفس میرا معتقد اے شیخ جی صاحب
آتی ہی تصور میں نہیں آہ وہ صورت
بے چین ہوں ایسا کہ نہیں ہوتی تسلی
جو پاؤں سے گرمی میں اتارے نہ جرائیں
انسان تو انسان ہے پتھر بھی پکھل جائے
وہ سنگدل اس پر بھی سوجھا نہ پیچے

کس برتے پر لے اس سے ملاقات کروں میں
حق کی بھی گر اس سے مدارات کروں میں
گر آپ کی اظہار کرامات کروں میں
سو شکل سے گو فکر و خیالات کروں میں
جہراں کے یہ دن وصل کی گر رات کروں میں
کس طرح دراز اس کی طرف ہاتھ کروں میں
رو رو کے بیاں اپنے جو حالات کروں میں
کیا ایسے سے اے ہمدون ہبہات کروں میں

پہچان بھی اب تک نہیں جس شوق سے ممکن
کس طرح بھلا اس سے اشارات کروں میں

﴿440﴾

رہوں لہو عشق میں اس سنگدل کے میں پہاڑوں میں
کوئی کس طرح جاوے رات دن دربان اب اس کا
کبھی جاتے ہیں واں تے تو کیا اداسی دل پر آتی ہے
جہاں سے اپنے میں پردہ نشیں کو دیکھ لیتا تھا

دیوانوں کی طرح جا بیٹھتا ہوں گاہ جھاڑوں میں
بچھائے ہی رہے ہے چارپائی کو کیزاڑوں میں
ملا کرتے تھے اس سے آہ جن بیڑوں کی آڑوں میں
کسی گئے نے ہائے چونا بھر دیا ان سب درازوں میں

یقین ہے مجھ کو شاید اس پری رو پر ہے دیوانہ
سڑی بن بن کے جو ممکن پھرے ہے تواجاڑوں میں

﴿439﴾	ب-ش-ر-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	م ۲۴۶	پہ
۲۔	الف-۱۵۶ / م-۲۴۶	ہمدون
﴿440﴾	ش-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ب ۱۳۲	رہو
۲۔	م ۲۲۵ / ب ۱۳۲	بیٹھا
۳۔	الف-۱۴۳ / م-۲۲۵ / ب-۱۳۲ / ن-۳۹	وہاں
۴۔	ب-۱۳۲	کس
۵۔	ب ۱۳۲	آجاڑوں

﴿441﴾

مجھ کو مطلق نہیں غم اس سے بہت شاد ہوں میں
تری فریاد کروں حشر کو کیا ممکن ہے
جاؤں کس طرح تمہیں چھوڑ کے میں دیر و حرم
دیکھیں کس طرح ٹپٹی ہے کہ کہتا ہے وہ شوخ
یاد میں تیری ہر اک عضو کی ہر عضو ہے محو
لطف صحرا مجھے اس خانہ دیراں ہی میں ہے
گر کہوں میں کہ گرفتار محبت ترا
لوبھ دل پر تیرے بن دیکھے ہے کھنچی تصویر
دھیان کس سرو کی ہے مجھ کو قدو قامت کا

نہ مقید ہوں نہ مطلق ہوں نہ آزاد ہوں میں
پر اسے کی کروں جو صورت فریاد ہوں میں
نہ دیوانہ ہوں نہ مجنوں ہوں نہ فرہاد ہوں میں
تو تو مرشد ہے و لیکن ترا استاد ہوں میں
اک مجسم تری اے شوخ ہوا یاد ہوں میں
تیرے صدقے سے گمراہ ہے ہی میں آباد ہوں میں
تو وہ کہتا ہے کہ کیوں کیا ترا صیاد ہوں میں
وقت کا اپنے بہ از مانی و بہزاد ہوں میں
جو کھڑا ایک جگہ صورت شمشاد ہوں میں

لکھ ردیف اور بدل کر تو غزل اے غمگین

دو نو عالم سے جسے سنتے ہی آزاد ہوں میں

﴿441﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر- ۱۰۸	بندہ
۲۔	ر- ۱۰۹	نہ ہوں دیوانہ
۳۔	م- ۲۶۵	نبی
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	م- ۲۶۳	ہی آباد
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ب- ر	شعر ندارد
۹۔	ر- ۱۰۹	تصویر کھنچی

﴿442﴾

عاشق زار ہوں قائل دیدار ہوں میں
 رندو مستوں کی نظر میں تو گل و گلزار ہوں میں
 یار سمجھے تو میری بات کو مانے یہ دل
 ہو چکے جلد یہ اے کاش خرید اور فروخت
 جو جو تو مجھ کو دکھاوے وہ بجا ہے اے شوخ
 اختیار آہ مرا جبر ہے گر غور کرے
 ٹھہرتا جا کے نہ اس بزم میں ایک دم اہم
 ہے نشہ یہ بھی کہوں مگر کہ نہیں مجھ کو نشہ
 لایق دار ہوں میں سخت گنہگار ہوں میں
 برہمن و شیخ کی آنکھوں میں مگر خار ہوں میں
 اس کے نزدیک تو اے ہمدوں اغیار ہوں میں
 وہ خریدے ہے مجھے جس کا خریدار ہوں میں
 دیکھنے کا ترے اک لہ ہار گنہگار ہوں میں
 اپنے افعال کا ہر چند کہ مختار ہوں میں
 کیا کروں اس دل بے تاب سے ناچار ہوں میں
 پر بہت ساقی نشے ایسے سے ہوشیار ہوں میں

ہوں سو ہوں کیا کہوں میں کون ہوں کیا ہوں غمگین

سج مخفی کا عیاں دیکھ لے اسرار ہوں میں

﴿442﴾ ۵-ش-خ-ع غزل ندارد

۱۔ طبق م- ۳۶۶ ر- ۱۰۳

۲۔ الف- ۱۶۷ گلفدار

۳۔ ب شعر ندارد

۴۔ ب- ر شعر ندارد

۵۔ الف- ۱۶۷ م- ۲۶۶ ب- ۱۵۷ ایک

۶۔ ر شعر ندارد

۷۔ الف ۱۶۷ م ۲۶۶ ب ۱۵۸ ایک

۸۔ ب ر شعر ندارد

﴿443﴾

بس زلف رخ یار ہوں میں سو بلاؤں میں گرفتار ہوں میں
 بے خبر مجھ سے نہ رہتا ساتیلا کہیں ایسا نہ ہو ہوشیار ہوں میں
 حکم دل پر ہے نہ اس شوخ پر آہ ہاتھ سے دونوں کے ناچار ہوں میں
 دل کو ہر وقت جو مانگے ہے تو سچ بتا کیا ترا دلدار ہوں میں
 تم کو جو ہرز نہ کھلا ہو پوچھو آج گنجینہ اسرار ہوں میں
 مردماں میری عبث ہے تدبیر چشم بیمار کا بیمار ہوں میں
 پہروں رہتا نہیں اپنا بھی خیال اس قدر ہائے دل افکار ہوں میں
 خوب ہی یاری بجا لائے واہ تم تو کہتے تھے ترا یار ہوں میں
 گر ہوں آزاد تو بتلا عملیں

اپنا کیوں آپ گرفتار ہوں میں

﴿443﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

- ۱۔ ب ۱۴۱ مجھ سے ہوشیار تو رہنا ساتی
- ۲۔ ب شعر ندارد
- ۳۔ ابضاً
- ۴۔ طبق م ۲۴۱ (الف ۱۵۳۔ یار)

﴿444﴾

بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں
 ہمیشہ رو رو کے دھوتا ہوں میں کدورتِ دل
 جو غم سے ہجر کے رویا کرے بتا ظالم
 بغیر اس کے مجھے اس چمن میں اے ساقی
 یہ طفلِ اشک کو ہر چند کوئی بہلاوے
 خیالِ خواب ہو گر چشم میں تو آوے نیند
 نہ دیکھے اس کو تو ہمدِ کبھی ہے سینے میں
 ملے ہے پتلی سے جب اس کی پتلی اے ہمد
 کہے ہے وہ کہ میں بیزار ہوں بہت تجھ سے
 ملی تھی ہائے کبھی اس کی چشمِ مست سے چشم
 پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں
 و لیکن اس کے ہے اب تک غبارِ آنکھوں میں
 نہ ہووے کیوں کہ پھر اس کے غبارِ آنکھوں میں
 خزاں لگے ہے یہ ساری بہارِ آنکھوں میں
 بھرا ہی آئے ہے بے اختیارِ آنکھوں میں
 یہاں ہے صرف ترا انتظارِ آنکھوں میں
 کبھی ہے ہائے دل بے قرارِ آنکھوں میں
 تو ہائے ہوتی ہے کیا ہمنارِ آنکھوں میں
 کیا نہ کر تو مجھے دیکھ پیارِ آنکھوں میں
 ہمارے آج تک ہے غبارِ آنکھوں میں
 جمالِ یار نہیں بھولتا تجھے غمگین
 رہے ہیں وہی ترے گلزارِ آنکھوں میں

﴿444﴾	ن-ب-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	م-۲۳۹	تیرے بغیر
۲۔	ش-	شعر ندارد
۳۔	م-	شعر ندارد
		شعر بر حاشیہ الف-۱۵۸
۴۔	ش-۴۴	تیرے
۵۔	ش-	شعر ندارد
۶۔		ایضاً
۷۔		ایضاً
۸۔	طبق م-۲۵۰	
	الف-۱۵۸	کہا
۹۔	ش-	شعر ندارد
۱۰۔	ش-	شعر ندارد
۱۱۔	ش-۴۴	"خیال اُس کا نہیں بھولتا تجھے غمگین"

﴿445﴾

ہجر ہے ہمراہ جدھر جاؤں میں ہاتھ سے اب اس کے کدھر جاؤں میں لے
 لے نہ چلو کوچے سے اس کے مجھے جان سے جب تک نہ گذر جاؤں میں
 آپ کی مرضی ہو تو کچھ ڈر نہیں غیر کی گھر کی سے بھی ڈر جاؤں میں لے
 روز کے چلنے سے تو اے ہمدوں چولھے میں جاؤں کہیں مرجاؤں میں
 دور ہی سے دیکھ کے پھیرے گا ہے منہ پاس کبھی اُس کے اگر جاؤں میں
 کعبہ و بت خانہ ہے یکساں مجھے تو کہے اے یار جدھر جاؤں میں
 پھر نہ کوئی نام لے معشوق کا اپناٹ بیاں حال جو کر جاؤں میں
 جس کا ٹھکانہ نہ ہو غمگین کہیں
 اس کی کہاں لینے خبر جاؤں میں

﴿445﴾	ش-ب-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ن-۳۵	"اس کو کہاں چھوڑوں کہاں جاؤں میں"
۲۔	حاشیہ پر "الف" ۱۳۵	
۳۔	م-۲۲۶	شعر ندارد
۴۔	ن-۳۵	بھیر لے
۵۔	طبق-ن ۳۵	"نام نہ معشوق کا بھیر لے کوئی"
	الف-۱۳۵ م-۲۶۲	ابنی

﴿446﴾

وصل میں بھی اس پر از بس جو نہیں قدرت ہمیں
خاص ہم کو ہی برا کہتے ہیں یہ سب خاص و عام
کون ہے وہ ہمدرد یہ بھی خبر ہم کو نہیں
دو جہاں کا کام اے واعظ کریں کس وقت ہم
اس کے نقشے کے تصور میں یہ صورت ہے کہ آہ
مال دنیا ہم شرابی اس لیے رکھتے نہیں
بس گزارہ آہ صحرائے فنا میں ہو تو ہو
تجھ کو یہ چلہ کشی رہوے مبارک راہدا
بے قراری سے وہ ناخوش تو نہ ہوتا بے وفا

دیکھ کر آتی ہے کیا کیا آہ بس حسرت ہمیں
سے کشی سے یار اتنی ہے خصوصیت ہمیں
جس سے ایسی محویت کی ہائے ہے الفت ہمیں
شاہد و سے سے نہیں ہے یک نفس فرصت ہمیں
ہمدرد دو دو پہر رہتی ہے بس حیرت ہمیں
تا زکوٰۃ و حج کی اے واعظ نہ ہو حاجت ہمیں
جسم سے بھی اپنے اب آنے لگی وحشت ہمیں
ہے ہمیشہ انجمن میں یار سے خلوت ہمیں
کاش ہوتی ہائے ہمدرد صبر کی طاقت ہمیں

جب سے ہم آئے ہیں اے غمگین مقام انس میں
تب سے اپنے سے بھی کچھ آنے لگی وحشت ہمیں

﴿446﴾ ش۔ ر۔ ن۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ الف ۱۷۵-۲۷۹-ب ۱۶۷ ہمدرد

۲۔ ب شعر ندارد

۳۔ م ۲۸۰ دہشت

﴿447﴾

دم بھی لینے کی نہیں ہے ضعف سے طاقت ہمیں
دین کی الفت نہ دنیا کی نہ اپنے نفس کی
مست و دیوانہ کرے ہے آج کل بوئے شراب
جس بیاہاں دشت میں پہنچے ہیں جی لگتا نہیں
ہو دو عالم کو نہ فرصت اپنے سجدے سے کبھی
کس طرح مرجائیں؟ جہراں میں بھلا اے ہمدرد
وہ ہوئی تم کو نہ کبھے میں نہ ہووے شیخ جی
دل جو لینا ہو تو لے بوسہ نہ دینا ہو نہ دے
خود بخود بے خود ہوئے جاتے ہیں اے چرمخاں
دیکھ کر حیراں سے رہ جاتے ہیں ہر ذرے کو آہ
جلوہ دیدار تیرا دیکھ لیں مانند برق
قتل کا کچھ غم نہیں پر آنکھ پر پٹا نہ باندھ

سیر آفاقی کی اس پر ہار ہے قدرت ہمیں
ہے الگ وہ کون ان سے جس سے ہے الفت ہمیں
ے کے پینے کی کہاں اب ساقیا قوت ہمیں
لے نہ جاوے یہ کہیں دھت عدم وحشت ہمیں
ایک سجدے کی اگر اس بت کے ہو فرصت ہمیں
قتل کی ہے اس کے ہاتھوں سے بہت حسرت ہمیں
ے کدے میں آج ہے جو عزت و حرمت ہمیں
یاد تیری سے نہیں ہے حیلہ و حجت ہمیں
ے کشی کی اب نہیں واللہ کچھ حاجت ہمیں
اپنی اس حیرت سے اور آنے لگی حیرت ہمیں
اس قدر حیرت سے بے ملتی ہی نہیں فرصت ہمیں
تا نہ رہ جاوے ترے دیدار کی حسرت ہمیں

لکھ غزل اک دن اور اے غمگین ہمارے واسطے

جس کو سن اس شوخ کی بڑھ جائے اور الفت ہمیں

﴿447﴾	ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	۲	۲۷۹ جس سے ہے الفت ہمیں
۲۔	ب	۱۶۶ مست دیوانہ
۳۔	۴	۲۷۹ جاوین
۴۔	الف	۱۷۳ م ۲۷۹ ب ۱۶۶ ہمدرد
۵۔	۴	۲۷۹ ہوگی
۶۔	ب۔	شعر ندارد
۷۔	ایضاً	
۸۔	۴	۲۷۹ ہے
۹۔	ب	شعر ندارد
۱۰۔	حاشیہ بر الف	۱۷۵ م ۲۷۹ ب ۱۶۶ ایک
	ب۔ ۴	شعر ندارد

﴿448﴾

ساقی رہا ہے ہوش بس اب اس قدر ہمیں
 اپنی تو اپنی شیخ تو واللہ یقین جان
 کی صومعہ میں جس کی عبادت تمام عمر
 منظور جس طرف کہ نہ ہو دیکھنا اسے
 کچھ ہم کو اختیار نہیں ہے کشاں کشاں
 سمجھیں ہم اپنے نالے کو کس طرح بے اثر
 کرنے لگے ہے بزم میں جو وہ کسی سے بات
 آئی بہار دل میں نہ رہ جائے آرزو
 بے لن ترانی و ارنی مثل کوہ طور

عملیں غزل اک اور تو ایسی سنائی ہمیں

ہو درد عشق کا جسے سن کر اثر ہمیں

﴿448﴾ ش۔ ۵۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ر شعر ندارد

۲۔ ب۔ ر۔ شعر ندارد

۳۔ ر شعر ندارد

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ طبق ب۔ ۱۵۳ م ۲۵۸ م بے لن ترانی و ارنی مثل کوہ طور

الف ۱۶۳ زاہد و مانند ب۔ ۱۵۳۔ ر ۱۰۲ بے لن ترانی و ارنی مثل کوہ طور

ک۔ ر ۱۰۲ سنادے ہمیں

﴿449﴾

وہ شکر تفتہ لب اور تفتہ دل پا کر ہمیں
 کیا قیامت ہے اٹھاتے ہیں اب اپنی بزم سے
 اب اکیلا سو رہے ہے ہائے بے کھلے وہ شوخ
 منہ ہی منہ میں ہائے کیا کیا کہ کے رہ جاتا ہے چپ
 بات کل شب کے نشہ کی کچھ نہ کچھ ہے اس کو یاد
 ساتھ ے پینے کی کھائی تھی قسم اک بات پر
 وائے بے تابی دل وہ گھر میں جا کر شام سے
 بے خودی نے کی رفاقت ورنہ اس کے پاس والے
 بسملوں کو تیرے اے قاتل تڑپتے دیکھ کر
 کھینچتا اب تک نہیں ہے ہاتھ ایذا سے وہ آہ
 کہتے کس حسرت سے ہیں صیاد کو مرغ چن

پھینکتا ہے خاک پر بے جام دکھلا کر ہمیں
 پاس بٹھلاتے تھے گھر سے جو کہ بلوا کر ہمیں
 جو چٹتا تھا ذرا لے کھلے سے گھبرا کر ہمیں
 بزم میں گر بولیں کچھ اس سے تو جھنجھلا کر ہمیں
 دیکھتا ہے جو کہ کن آنکھوں سے وہ شرما کر ہمیں
 پھر پلائی اس نے شب باتوں میں بہلا کر ہمیں
 صبح تک باہر نہ آیا در پہ ٹھہرا کر ہمیں
 اڑ گئے سب عقل و ہوش و علم پہنچا کر ہمیں
 کیا ہی مارا رنک نے حسرت سے تڑپھا کر ہمیں
 سونے مرقد میں نہ دے گا پاؤں پھیلا کر ہمیں
 ذبح کرنا ہے تو کر گلشن میں لے جا کر ہمیں

گر نشے میں بھی کہیں اب تو اٹھانہ سے نقاب
 تو وہ دکھلاتا ہے عملیں آئینہ لا کر ہمیں

﴿449﴾ ش۔ن۔ر۔ غزل ندارد

۱۔	م ۲۳۵ ذرا	
۲۔	الف ۱۵۶-م ۲۳۵-ب ۱۳۵ وہاں	
۳۔	م ۲۴۷-ب ۱۴۶ کرنا	

﴿450﴾

جان مت لے اپنی صورت کو تو ترسا کر ہمیں
 کیا پشیمانی ہوئی ہے واں سے یاں آکر ہمیں
 کیا غضب ہے دیکھ کر وہاں ہم کو رہ جاتے ہیں چپ
 وائے حسرت کیا نصیب ہے کہ اس کی بزم میں
 ہم کو سمجھا کر گئے جب اُس کے سمجھانے کو آہ
 کیوں خوشی سے وہ نہ اٹھوا دیں ہماری نقش کو
 چتونوں میں وہ کہیں ہیں ہم کو یہ لگتا ہے تلخ
 باٹ کا روڑا ہوئے کوچے میں تیرے سنگدل
 ہم نے ٹھہرائی وہاں جانے کی اتنا دے کے دم
 جو نہ کہتا تھا وہ سب پہلے کہا لوگوں میں آہ
 ہاتھ اٹھاؤ عشق سے میرے وہ بھلمسی کے ساتھ
 منہ چڑھیں ہم اس کے کیوں کر ہمدرد جس کے کہ آہ

قل کرتلا ہے تو کر کھڑے کو دکھلا کر ہمیں
 ہائے پھینکا ہے کہاں اس عشق نے لا کر ہمیں
 گالیاں دیتے تھے سو سو جو کہ یاں آکر ہمیں
 سخت شرمندہ کیا اس دل نے لے جا کر ہمیں
 کیا نالہ شرمندہ ہوئے ہیں یار سمجھا کر ہمیں
 جو کہ پچھتاتے تھے اپنے در پہ بٹھلا ہمیں
 میٹھی آنکھوں سے تو محفل میں نہ دیکھا کر ہمیں
 پر گیا ہرگز نہ رستے سے تو ٹھکرا کر ہمیں
 خوب دوڑایا کل اُس نے ہائے دوڑا کر ہمیں
 پھر گلے ہدم لگایا اُس نے پچھتا کر ہمیں
 ہائے سمجھاتے ہیں کیا کیا پاس بٹھا کر ہمیں
 منہ لگاتے ہی نہیں ہیں لوکر و چاکر ہمیں

عاشقانہ دوسری بھی تم لکھو غمکین غزل
 پھر سناتا تم اکیلے شب کو گھر آکر ہمیں

﴿450﴾	ش۔ ن۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ب ۱۴۴	کرتا
۲۔	الف۔ ۱۵۵ م۔ ۲۴۴ ب۔ ۱۴۴	وہاں سے یہاں
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	م ۲۴۴۔ لفظ	”ہی“ ندارد
۵۔	م ۲۴۴۔ لفظ	”وہ“ ندارد
۶۔	م ۲۴۴	چتون
۷۔	ب	شعر ندارد
۸۔	الف۔ ۱۵۵ م۔ ۲۴۴ ب۔ ۱۴۴	ہمدردوں
۹۔	ب	شعر ندارد
۱۰۔	ایضاً	
۱۱۔	ب ۱۴۵ سناتا	

﴿451﴾

ہو جستجو کسی کی سوا تیرے مگر ہمیں
 مفتوں ہوئے ہیں جب سے کہ اُس بزمہ رنگ پر
 مجنوں کبھی نہ دشت میں رچے تری طرح
 جو اس پری سے ہم کو ملاوے بزورِ زر
 ہدم اسے سمجھتے ہیں ہم لاکھ فائدے
 کیا سیر ہے کہ دل میں ہی اس کا ملا نشان
 بے وعدہ وہ بھی آتی نہ آیا مگر وہ شوخ
 آتش نہاں جو واں سحقی ہوئی وہ عیاں یہاں
 جاویں تو تیرے کوچے سے جاویں کدھر سے آہ
 پہنچائے بے روشِ حرم بے خزاں میں جو
 تو ہو جیو نہ وصل ترا ہرگز ہمیں
 کیا کیجیے زہر بھی نہیں کرتا اثر ہمیں
 ملتا مگر اس کے کوچے میں رہنے کو مگر ہمیں
 ایسا کوئی بھی کاش طے معتبر ہمیں
 جو کچھ کہ پہنچے عشق میں اُس کے ضرر ہمیں
 جس کے لیے پھرائے ہے دل در بدر ہمیں
 ہوتا مگر انتظارِ قضا اس قدر ہمیں
 اُس سگدل سے پہنچے نہ کیوں کر شرر ہمیں
 دیتا نہیں دکھائی کوئی رکھذر ہمیں
 جو بے خودی ملا نہ کوئی راہبر ہمیں
 غمگین بدل کے قافیہ لکھ تیسری غزل
 رکھتا ہے دل سے دوست بہت تو اگر ہمیں

﴿451﴾ ر-ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- الف ۱۶۳-م-۲۵۸-وہاں

۳- ب شعر ندارد

۴- طبق ب ۱۵۳

(الف - م - ہجران) نقطوں کے بغیر ہجران لکھا معلوم ہوتا ہے لیکن کچھ تامل کے بعد بیخزائن میں ہی
 سمجھ آتا ہے

﴿452﴾

یار اپنا دکھا جمال ہمیں کہ رہے تا وہی خیال ہمیں
 وصل میں ہجر میں ہے وصل ایک ہے فرقت و وصل ہمیں
 تجھ ترا چاہے پی نہ پی واعظ نہیں بھاتی ۵ یہ قیل و قال ہمیں
 اشتیاق وصل میں ہدم اک اک دم ہے ماہ و سال ہمیں
 ہے یہ اے یار اب ہمارا حال نہیں معلوم اپنا حال ہمیں
 دو جہاں سے نکل کے آئے ہیں اپنے گھر سے نہ تو نکال ہمیں
 فکر نے تیری چال کے ہیبت نہ کر دیا ہائے پایمال ہمیں
 فیصلہ کس طرح کریں اُس سے نہیں منظور انفصال ہمیں

اک غزل اور بھی تو لکھ غمگین

کہ ترا منکشف ہو حال ہمیں

﴿452﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن ۳۶	اپنا دکھلا دے تو جمال ہمیں
۲۔	ن ۳۶ / م ۲۳۶ ب ۱۳۷	ہجر و ہجر
۳۔	ر ۹۹	فرقت وصل / ن ۳۶۔ ہجر اور وصل
۴۔	ن ۳۶	تیرا جی چاہے
۵۔	ر ۹۹	بھانا
۶۔	ر ۹۹	ایک اک
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ن ۳۶	آئیں
۹۔	ایضاً	گھر سے تو اپنے مت نکال ہمیں
۱۰۔	ایضاً	دھیان نے اس کی چال کے ہیبت
۱۱۔	ب ر	شعر ندارد
۱۲۔	ر	شعر ندارد
۱۳۔	ن ۳۶	تاہو معلوم تیرا حال ہمیں

﴿453﴾

اس قدر ہے ترا خیال ہمیں کہ نہیں ہجر میں ملال ہمیں
 تیرے بیت الحرام کے قرباں در پر اپنے ہی کر حلال ہمیں
 خاک سے اپنی کیوں اُگے نہ حنا تھی تمنائے پایمال ہمیں
 سب ہے یکساں نہیں پسند تری یہ سلامت روی کی چال ہمیں
 اس قدر یاد آئے اُس کے جواب بھول اپنا گیا سوال ہمیں
 مر گئے کیوں نہ دیکھتے ہی اُسے زندگی سے ہے انفعال ہمیں
 تیغِ ابرو وہ اور کھینچے ہے دیکھ کر ہمدردی سے ٹھحال ہمیں
 زندگی کیا کہ تیرے بن دیکھے موت بھی آہ ہے محال ہمیں

مکتب سے یہ گٹھ کے اے نکلیں

کہیں پھنسا نہ دے کلال ہمیں

﴿453﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- ایضاً

۳- الف ۱۵۰ م ۱۳۶ ن ۳۷ ہمدردی

۴- ب شعر ندارد

﴿454﴾

حسرت ہے تری یاد کی آرام جاں ہمیں
 اُس رہ سے پہنچے منزل مقصود سالکو
 جتنے ہیں رند میکدہ سب کی ہیں خاک پا
 اس سنگدل کی بات وہ کم کم سبک
 ہر اہی سے تمہاری جو رہ جانیں پیش و پس
 اُس بام پر پہنچنے کی کیونکر رکھیں اُمید
 جو فصل گل میں حظ ہے تجھے عندلیب آہ
 شب کو ہمارے ساتھ کیا اُس نے وہ سلوک
 یکساں ہے ہمدرد ہمیں یہ زندگی و موت
 لیاں سے لیکن اتنی ہے فرصت کہاں ہمیں
 جس راہ میں ملا نہ کوئی کارواں ہمیں
 پھر مغاں نہ تم کہو اے مے کشاں ہمیں
 لگتی ہے کوہ سے بھی زیادہ گراں ہمیں
 مت بھول جائیو کہیں اے ہرماں ہمیں
 لگتا ہے آہ دور بہت آسماں ہمیں
 دیتی ہے وہی لطف بہار و غزاں ہمیں
 اُس بے وفا سے آہ نہ تھا جو گماں ہمیں
 جو کچھ وہاں ہے وہ بخدا ہے یہاں ہمیں

نمکین غزل چار ہی لکھ قافیہ بدل

بھاتی بہت ہے سرسری تیری رہاں ہمیں

﴿454﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

ا- ب شعر ندارد

﴿455﴾

کہتے نہ تھے دہاں سے جو ہوں سے توں ہمیں گردن پکڑ وہ کرتے ہیں اب سرگوں ہمیں
 نزدیک اُن کے اب نہیں سودائیوں سے کم جو لوگ جانتے تھے بہت ذوقوں ہمیں
 در سے نہ اس کے جائیں گے صحرا و باغ کو ہے اب کی فصل اور طرح کا جنوں ہمیں
 دیکھی ہے جب سے اہمیت دل میں اس کی شکل ہوتی ہے اپنی شکل سے حیرت فزوں ہمیں
 لائلا کب ایسی وادی لق دق میں کوئی آہ وحشت ہی اپنی یار ہوئی رہنمیں میں
 اُس چشم پُر فسوں نے جو ہم پر کیا ہے سحر کیا کچھ کریں وہ یاد اگر ہو فسوں ہمیں
 سچائی کے اس کے ساتھ مکافات میں اب آہ پینا پڑا ہے اپنے جگر دل کا خوں ہمیں
 دُخم گراں سوا نہیں فصاحت کچھ علاج ہے اب کی فصل گل میں بہت جوشِ خوں ہمیں

وا اور بند چشم کی تمکین نہیں ہے قید

ہر چیز کا ہے ایک دروں اوریں ہر دروں ہمیں

﴿455﴾ ب- ۵- ش- ر- خ- ع- غزل ندارد

۱	۲	۲۶۱	لائلا ہے کب
۲	۲	۲۶۱	یہی
۳	۲	۲۶۱	فساد
۴	۲	۲۶۱	درون و بروں

﴿456﴾

لے کی تیرے صرف نہیں آرزو ہمیں غزل میں جو نہ کہتے تھے ہم! کو برا بھلا
 غیبت پر اپنے شب کو نہیں ایک دم قرار جس دن تلک کہ کھڑے کو دیکھیں گے تیرے یار
 ہونے کی آرزو کی نہ کچھ ہم کو آرزو جس کی ہمیں دلف سے جاتے ہیں اپنے ہوش
 اس تند خو کی بزم میں رونا نہ دیکھ چشم دو چار جام سے نہ نشے ہوں گے ساقیا
 کیا سیر ہے وہ پردہ نشیں دل میں ہے نہاں بیٹھے ہوں تو اٹھا کے بٹھاتا ہے اپنے پاس
 آتا ہے محتسب کہیں مجھے، شراب کا غمکین نشے چڑھیں گے نہ دو چار جام سے
 وہ حسرتیں ہیں جو نہ ہوئیں تھیں کبھی ہمیں دس پانچ خوب بھر کے پلا تو سید ہمیں
 صلواتیں وہ سناتے ہیں اب دو بدو ہمیں دینا نہیں وہ بیٹھنے کیوں رو برو ہمیں
 کیا جانے ہائے کس کی ہے یہ جستجو ہمیں دینا پڑے نہ ہاتھ میں اُس کے کدو ہمیں
 کیا کیا دکھائے گا نہیں معلوم تو ہمیں دس پانچ خوب بھر کے پلا تو سید ہمیں
 اور آرزو نہ یہ کہ نہ ہو آرزو ہمیں غمکین بدل کے قافیہ لکھ ہمیں غزل
 آتی نہیں وفا کی ذرا اُس سے بو ہمیں حالات اُس میں اپنے سنا مو بہ مو ہمیں

﴿456﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب ۱۵۴ مجھ

۲- ب شعر ندارد

۳- ایضاً

۴- ایضاً

۵- ایضاً

۶- الف-م- شعر ندارد (ب ۱۵۵)

۷- ب شعر ندارد

﴿457﴾

خط کا جواب گو کہ نہ مرقوم ہو ہمیں
 ساقی سوائے اتنے نشے کچھ نہیں ہوں
 ظلم و ستم کرے ہے وہ دن رات آہ پر
 ساقی ہزار شب سے زیادہ تو دے شراب
 شر خیر کا نہیں ہے ہمیں گو کہ اختیار
 ہر چند درد و رنج زیادہ ہیں ہجر سے
 ہم تجھ کو کس طرح سے صنم کہویں یا خدا
 خاطر نہ اپنی جمع کبھی حشر سے ہو آہ
 ایمان لا جان و دل وہ مرا لے کے شوخ آہ

پر کچھ سبب تو لکھیے کہ معلوم ہو ہمیں
 موجود جس قدر ہے یہ معدوم ہو ہمیں
 کہتا نہیں ہے کوئی کہ مظلوم ہو ہمیں
 ہوگا وہی نشہ کہ جو مقصوم ہو ہمیں
 کہتا مگر کوئی نہیں معصوم ہو ہمیں
 پر کون وصل میں کہے مہوم ہو ہمیں
 اقرار شرط جب ہے کہ مہوم ہو ہمیں
 گر یا اللہ فرشتہ قافلہ کہے مرحوم ہو ہمیں
 کہتا ہے شوخی دیکھو تم شوم ہو ہمیں

عملیں ہمارا نام ہے یہ جانتے ہیں سب
 پھر پوچھتے ہیں کس لیے مغموم ہو ہمیں

﴿457﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب-ر- شعر ندارد

۲- ب- شعر ندارد

۳- الف-۱۷۷-م-۲۸۳-ب-۱۷۰- یہاں

۴- ب- ۱۷۰ خان

۵- ر- شعر ندارد

۶- الف- ۱۷۷ وہ

۷- ب-ر- شعر ندارد

﴿458﴾

گاہ بہ گاہ جو کھڑا وہ دکھاتا ہے ہمیں
 بے جہت بے سبب افسوس ہے اے یار وہ شوق
 بزم کے لوگ چلے جاتے ہیں کمروں سے تمام
 آتشِ عشق سے ہم جل کے ہوئے خاک و لے
 گالیاں جتنی تجھے دینی ہوں دے لے اے شوق
 دل کے جلنے پہ نہ کس طرح بھریں ٹھنڈی سانس
 ہے یقین جس کے گرفتار ہیں رفتہ رفتہ
 ہم سمجھتے ہیں ترے جال بچانے کی طرد
 رحم بے چارگی چشم پر آتا ہے ہمیں
 کس لیے کاہے کو کیوں آہ ستاتا ہے ہمیں
 اپنی محفل میں وہ جس شب کو بلاتا ہے ہمیں
 اپنی جانب میں وہ اب تک بھی جلاتا ہے ہمیں
 کیوں شراب اپنے بھلا ساتھ پلاتا ہے ہمیں
 گرم و سرد اپنی دل الفت کے سکھاتا ہے ہمیں
 قید ہستی سے وہ اک روز چھڑاتا ہے ہمیں
 دام میں کس لیے سیاد پھنساتا ہے ہمیں
 اپنے احوال پر آتی ہے ہنسی اے تمکین
 جوں جوں وہ شوق جفا کار رلاتا ہے ہمیں

﴿458﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ب شعر ندارد

۲۔ ایضاً

۳۔ م ۲۶۹ سکھا ہے

۴۔ ب شعر ندارد

۵۔ ایضاً

﴿459﴾

عشق تو ہمو نہیں ہے ہمیں دل لگی سی مگر کہیں ہے ہمیں
 غیر سے وہ چٹاں چٹیں ہے ہم ہم کہیں کچھ تو ہم چٹیں ہے ہمیں
 جب سے دیکھا مکین کعبہ کو شیخ جوں کعبہ سب زمین ہے ہمیں
 جنت و دوزخ اور حشر و صراط جو وہاں ہے وہ سب یہیں ہے ہمیں
 جب سے دیکھی ہے ہم نے شوکتِ دل یہ سلیمان کا نگین ہے ہمیں
 اک سوا تیرے اے صنم بخدا نہ تو دنیا نہ اور دیں ہے ہمیں
 دوستو لوگ جس کو کہتے ہیں دشمن جاں وہ ہم نہیں ہے ہمیں
 ہے بغل کا یہ ہموٹ گھونا صرف اس دل سے اپنے کیں ہے ہمیں
 اپنی دل سوز آہ اور دم ساز یار یہ نالہ حزیں ہے ہمیں
 جس جگہ دیکھتے ہیں اے غمگین
 حاصل مدعا وہیں ہے ہمیں

﴿459﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- طبق م ۲۵۵- ب ۱۵۰-

الف- ۱۶۱ حشر صراط

۲- ب شعر ندارد

۳- الف- ۱۶۱-ب-۱۵۰-م-۲۵۵-ہمدیوں

۴- ب- شعر ندارد

﴿460﴾

خوف ہے دیکھوں میں کیوں کر اسے اک بار کہیں
 بزم کے گرد ترے غیر ہیں یوں اے گل رو
 گر وہ کافر کبھی جا بیٹھے بھی صنم خانے میں
 سن کے تصویر اتروانے کی یہ خوف ہے آہ
 بال اس طرح ہوا میں نہ سکھا رکھتے فتن
 زیر دیوار میں بیٹھ اس کے دعا مانگوں ہوں
 ابر ہاراں کی طرح بزم میں مت رو اے دل
 اپنے گھرے میں پلاتا ہوں کم اس واسطے شوخ
 دیکھتے دیکھ نہ لیوں مجھے دو چار کہیں
 جیسے گلشن کی حفاظت کو رکھیں خار کہیں
 برہمن ہو کہیں، ہو بت کہیں، ڈکار کہیں
 میری صورت سے نہ ہو جائے وہ بیزار کہیں
 سر پہ رکھ ہاتھ رہیں بیٹھ نہ عطار کہیں
 گرے سر پر مرے اس گھر کی یہ دیوار کہیں
 گالیوں کی نہ کرے تجھ پہ وہ بوچھاڑ کہیں
 ہو نہ جادے تو چڑھے گھوڑے پہ اسوار کہیں
 بزم میں اس کی جھاوے پہ نظر رکھ نکلیں
 کہ نہ آجائے تجھے اس پہ بہت پیار کہیں

﴿460﴾ ش۔ن۔ر۔خ۔ع۔ غزل ندارد

۱۔ طبق م۔ ۲۵۲ / ب ۱۳۸

(الف ۱۶۰ کیے)

۲۔ ب شعر ندارد

۳۔ ب۔م۔ شعر ندارد۔ حاشیہ بر الف ۱۶۰

﴿461﴾

یہ میرے کہنے سے وہ ہو نہ خفا اور کہیں
 ہرزہ گردی نہ کریں اس کے جو گھر جاویں
 کس جگہ اس دل بے تاب کو ٹھہراؤں میں
 خم کو دے منہ سے لگا جام نہ دے اے ساتی
 ہاتھ اٹھا کر یہ دعا اے بت کافرا ہے مری
 بزم میں اپنی دہرا کو مجھے کہتا ہے وہ شوخ
 ہوسوں کیا کہوں اُس کو بچے میں رکھتے ہی قدم
 گھر میں اب اپنے نہیں لطف بتیں لاکھ شراب
 ترے بیمار کو صیقلی سے نہ ہوگا آرام
 یہاں تو یہ جور و جہا، مہر و وفا اور کہیں
 گھر میں ملتا بھی ہے وہ شوخ سوا اور کہیں
 کہ ٹھہرتا ہی نہیں جز یہ فنا اور کہیں
 مجھے جانا ہے کہیں جلد پلا اور کہیں
 تیرے قدموں سے نہ لے جائے خدا اور کہیں
 تو تو مجھ پاس ہے پر دل ہے ترا اور کہیں
 دل کہیں جان کہیں میں آہ رہا اور کہیں
 یارو دیتی تھی یہ کیا لطف و مرا اور کہیں
 تجھ سوا یار نہیں اُس کی دوا اور کہیں

دل لگی چھوڑ دی کیا اپنی خوشی عملیں لے

اس ستم گر کے سوا دل نہ لگا اور کہیں

﴿461﴾	ب-ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	م ۲۴۷	کافر مری
۲-	الف-۱۵۷-م-۲۴۷-	بہمدوں
۳-	شعر بر حاشیہ الف	۱۵۷

﴿462﴾

تو اٹکا ہے جس سے غمگین وہ اٹکا ہے اور کہیں
تیرے دم سے اے ہدم کب دل سے بات یہ جاتی ہے
کچھ تو سنا ہے اُس نے کسی سے مجھ کو سنا کے جو کہتا ہے
دل ہی ٹھکانے اب نہیں ہدم الفت میں اس شوخ کی آہ
مجھ سے گسڑ ہے نائق اس کا اپنی اپنی قسمت ہے
میری آنکھ سے آنکھ ملا تو رات کو کھٹ میں سوتا تھا
آپ خدا تو ہو کر بندہ کس لیے نائق بنتا ہے
اس کو بتا کیا کہتے ہیں اے شیخ حاتم گر مجھ سے آہ

غمگین تیری باتوں سے معلوم ہمیں یہ ہوتا ہے
تو بیٹھا ہے پاس ہمارے دل تیرا ہے اور کہیں

﴿462﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ن	۳۸ وہ لطف بھلا۔۔۔۔۔
۲۔	الف۔ ۱۴۲۔ م۔ ۲۲۲۔ ب۔ ۱۲۹۔ گلا	
۳۔	ن	شعر ندارد
۴۔	م	۲۲۲ کھاتا
۵۔	ب۔ ن۔	شعر ندارد
۶۔	طبق ب۔ ۱۴۹۔ م۔ ۲۲۲۔	
	الف۔ ۱۴۲۔ تننا	
۷۔	ن	شعر ندارد
۸۔	م ۲۲۲ ب ۱۴۹ شوخ	
۹۔	ن	شعر ندارد

﴿463﴾

اس دل بے کل کو آہ پڑ بھی چکے کل کہیں
 دھڑکے ہے سینہ مرا اس کو گلے سے اتار
 ہائے وطن کے مرے بچ میں دریا ہے یہ
 خاک میں دل کو ملا سر میں ہے وہی ہوا
 دیکھ کے تو اس کی گات مان میری اتنی بات
 کوچے میں اس کے جا سب رو نہیں سکتا دلا
 اک سوا کر یقین دوسرا کوئی نہیں
 مان میرا یہ کہا زلف میں جی مت پھنسا
 کوچے میں تو اس کے لا خاک یہ رکھو صبا
 اور ہو کچھ یا نہ ہو فکر تم اتنا رکھو
 کاش مٹے اس کے یہ وعدے کی کل کل کہیں
 بوجھ کمر پر نہ دے یہ تری ہیکل کہیں
 اب چڑھوں کشتی پہ گر اترے یہ نخل کہیں
 جل گئی رسی تو کیا کاش چلے بل کہیں
 جھیلو حسرت سے ہاتھ سخت نہ ملل کہیں
 راہ میں اس بت کے تا ہووے نہ دلدل کہیں
 تا تری چشم دوہیں ہووے نہ احوال کہیں
 ہم ہیں مسافر دلا آج کہیں کل کہیں
 ڈھوڑ کے لانا اڑا ہو مرا مقتل کہیں
 یارو نہ ہو جائے وہ آنکھ سے اوجھل کہیں

راہ میں ٹمکیں بہت رکھو سنبھل کر قدم

چھین نہ لے محسب ہاتھ سے بوتل کہیں

﴿463﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- ایضا

۳- ب ۱۳۶ ذرا

۴- ب شعر ندارد

﴿464﴾

ہم نے دیکھا ہے اُسے جب سے کہ مہمان کہیں
تفرقہ دیکھ کے تجھ کو یہ پڑا مجمع حسن
اسم اے یار نودنہ رہیں یہ انساں کی مفتلا
بزم میں اپنی مجھے دیکھ کے کہتا ہے وہ شونخ
سخت دشوار ہے اس پردہ نشیں سے ملنا
بزم میں اس کی بناتا ہوں میں ہستی صورت
کر تصور نہ دلا اس کی بہت صورت کا
دیکھ سکتا ہی نہیں دیکھ کے اس شونخ کو آہ
قتل کا خوف نہیں مجھ کو یہ ڈر ہے قاتل
ہوئی فجر مرے حق میں شب وصل اے شونخ
بزم خواہاں میں بھی ہم بیٹھ لیے اے ہدم

ہائے گلتا ہی نہیں دل کسی امکان کہیں
میں کہیں دل کہیں اور آنکھ کہیں کان کہیں
شیخ کے کہنے میں مت آئیو نادان کہیں
وہ وہ یہاں آتے ہیں جو جان نہ پہچان کہیں
میری مشکل ہو الہی یہ اب آسان کہیں
مجھ پہ تا رونے کا لے کوئی نہ طوفان کہیں
مثل تصویر نہ رہ جائے تو حیران کہیں
ایسے کچھ جاتے رہے ہیں مرے اوسان کہیں
بھرے دامن نہ تراخوں سے میں قربان کہیں
اب تو وا کر تو ذرا بند گریبان کہیں
دل یہ گلتا ہی نہیں ہے کسی عنوان کہیں

لکھ توانی کو بدل کر تو غزل اے غمگین

تاکہ خاموش ہو جب تک دل نادان ہے کہیں

﴿464﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۴	۲۵۱ صفت میں
۲۔	ب	شعر ندارد
۳۔	۴	۲۵۲ نالان

﴿465﴾

سخت حسرت ہے کہ دن سے مجھے بلوا کے کہیں
 پوچھ مت دیکھ کے کیا ہوتی ہے میری حالت
 زیر دیوار تو اس پردہ نشیں کے اے دل
 ہائے کیا کیجیے قسم دے ہے وہ اپنے سر کی
 ساقیا دیر نہ کر مجھ کو پلا جلد شراب
 ہجر میں ہمدرد اس پردہ نشیں کے اک رات
 رہ گیا چپ ہی چپٹے سے مرے خوف ہے یہ
 خوف سے دیکھ میں سکتا نہیں ہدم کہ وہ شوخ
 میرے بہلانے کو باتیں یہ کیا کرتے ہیں یار
 میں نے مے چھوڑ دی پر خوف رہے ہے زاہد
 بزم میں پاس نہ تو بیٹھ کے کرنگ اسے

سو رہا رات کو اے ہمدرد وہ جا کے کہیں
 گالیاں دینے لگے گا ابھی جھنجھلا کے کہیں
 آہ کر بیٹھو ایسا نہ ہو چلا کے کہیں
 گر چٹ جائیے تھا بھی اسے پا کے کہیں
 مے کدے سے تیرے اٹھ جاؤں نہ اکتا کے کہیں
 مر رہیں گے یہی اب جی میں ہے کچھ کھا کے کہیں
 مجھ سے بدلہ وہ صنم لیوے نہ دم کھا کے کہیں
 ہائے لیوے نہ چمپا کھڑے کو دکھلا کے کہیں
 کوئی لاوے بھی یہاں تک اسے بہلا کے کہیں
 کوئی کہہ دے نہ خرابات میں یہ جا کے کہیں
 کچھ وہ کہہ بیٹھے ولا تھ کو نہ گھبرا کے کہیں

لکھ غزل قافیہ غمگین تو بدل کر لیکن
 لفظ کی جس کے نہ ہو خروار ردیف آ کے کہیں

ش-ن-ر-خ-ع-غزل ندارد	﴿465﴾
الف-۱۶۷-م-۲۶۷-ب-۱۵۸-ہمدردوں	۱
ب شعر ندارد	۲
الف-۱۶۷-م-۲۶۷-ب-۱۵۸-ہمدردوں	۳
ب شعر ندارد	۴
ب ۱۵۸ مے	۵
ب ۱۵۸ / م ۲۶۷ جزو	۶

﴿466﴾

دیکھ مت آئینہ ایسا نہ ہو پچھتائے کہیں
 رشک آتا ہے جس انداز سے دیکھا میں نے
 ان دنوں غیر بہت دوستی کرتا ہے خرچ
 دونو عالم سے نظر اٹھ گئی جس کی خاطر
 حال دل سن کے وہ بولا کہ یہاں پر کیا ہے
 پاؤں پر ہاتھ بہت اس کے یہ دوڑائے ہے دل
 خود بہ خود میکشو دل میرا بھرا آتا ہے
 صبر کا حکم تغافل سے ہے اس کے یہ خوف

جیسی صورت ہے مری تیری نہ ہو جائے کہیں
 اس طرح اور کو کھڑا نہ وہ دکھلائے کہیں
 اور کا اور نہ کچھ اس کو یہ سمجھائے کہیں
 کاش اک بار بھی مجھ کو وہ نظر آئے کہیں
 جس جگہ پہلے دل اپنا کوئی بہلائے کہیں
 کوئی آفت نہ نئی سر پر سے میرے لائے کہیں
 کوئی غم خالی نہ ساقی مجھے بتلائے کہیں
 دل بے تاب کو ایسا نہ ہو فرمائے کہیں

کس طرح یہ وعدہ پہ تکرار کروں اے ممکن
 خو ہے یہ کہ وہ اپنی قسم کھائے کہیں

﴿466﴾ ش-ن-ر-خ-ع-غزل نندارد

۱	م	۲۶۸	چرخ
۲	ب		شعر نندارد
۳	ب	۱۵۸	پہ
۴	ب		ناخوانا

﴿467﴾

یارو لے اغیار آہ دونو دنگ ہیں گفتگو اپنی کے اور ہی ڈھنگ ہیں
 کوہکن سے کم نہیں میں سرگذشت آپ شیریں سے اگر ہم سنگ ہیں
 تنگ ہوں میں ان کی آغوشی سے آہ وہ مری آغوش میں جو تنگ ہیں
 دوی اب ہونے لگیں اس بزم میں ہائے جن باتوں کی ہم کو تنگ ہیں
 میرے نالوں کے سر اور دین سنو آپ تو سنتے بہت آہنگ ہیں
 کھڑے کھڑے کر کے لے جاتے ہیں دل اس قدر یہ شوخ، شوخ و شنگ ہیں
 دیکھ غمگین غور سے ہر رنگ کو تیری بے رنگی کے یہ سب رنگ ہیں

﴿467﴾	ش-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن ۴۵	یار اور اغیار
۲۔	ن	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	ن ۴۵	نیرنگی

﴿468﴾

کون و مکاں میں ہم ہیں نہ کچھ لامکاں میں ہیں
میں جل کے خاک عشق کی آتش سے ہو گیا
احوال سے نہیں ہے میرے ایک کو خبر
جاتے کہاں ہیں آئے کہاں سے ہیں سالکو
ہے کس میں آسمان و زمین ان سے پوچھیے
رغاب باغ کو نہ قفس میں ہو رنج و غم
اتنا بھی ہوش شب کو نئے میں نہ تھا ہمیں
آزاد آپ اور بیکار بے قید ہے فقیر
آتی ہے بوئے عطر سے جو آج مجھ میں جان
پردہ ہے مجھ سے آج تک اس عیب کے سوا
پیشے ہی میں ہنوز ہے جن کا کہ مرغ روح

اور یار جانتے ہیں کہ ہم لے اس جہاں میں ہیں
لیکن وہ آج تک بھی مرے امتحاں میں ہیں
اور لوگ اپنے اپنے ہی وہم و گماں میں ہیں
مطلق خبر نہیں ہمیں جس سے کارواں میں ہیں
جو لوگ جانتے ہیں زمین و زماں میں ہیں
گر یہ سمجھ ہو ان کو کہ کس گلستاں میں ہیں
گھر میں ہیں اپنے ساقی کہ تیری دکان میں ہیں
مولانا! ہم سے پوچھو کہ کس خانداں میں ہیں
قطرے ترے پسینے کے کیا عطر داں میں ہیں
کیا کیا نہ وصف آوا مرے مہماں میں ہیں
کیوں کر کہیں نہ وہ کہ ہم اس آساں میں ہیں

تمکین وہ امتحاں میں مرے آگئے تمام

جو جو کہ محل فحش یار مرے امتحاں میں ہیں

﴿468﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب۔ ۱۷۲۔ ر۔ ۱۰۴	لفظ "ہم" ندارد
۲۔	ب۔ ۱۷۲	ہیں
۳۔	ایضاً	ہیں
۴۔	ب۔ ر۔	شعر ندارد
۵۔	م۔ ۲۸۷	کس
۶۔	ر	شعر ندارد
۷۔	ب۔ ۱۷۲	ہیں
۸۔	ر	شعر ندارد
۹۔	ب۔ ۱۷۲	مے بے قید یہ فقیر
۱۰۔	م۔ ۲۸۸	یہاں
۱۱۔	الف۔ ۱۸۰۔ ب۔ ۱۷۲	مولانا
۱۲۔	ب۔ ۱۷۲	ہیں
۱۳۔	ر۔ ب۔	شعر ندارد
۱۴۔	ایضاً	
۱۵۔	ب۔ ۱۷۲	ہیں
۱۶۔	ر۔	شعر ندارد
۱۷۔	ب۔ ۱۷۲	تھے

﴿469﴾

اک اپنے دل کے واسطے سودل کو دکھائیں ہیں۔ یہ لوگ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیں ہیں
گھبراہٹیں تب اُن کی کوئی دیکھے ہدمو۔ بستر جب ان کے در پر ہم اپنا جمائیں ہیں
رو رو کے گر کہوں مجھے کھڑا تو دو۔ ہنس ہنس کے وہ ۵ تو اٹھ کے میرا منہ دھلائیں ہیں
دن رات دل میں لیتے ہو تم میری چٹکیاں میں ایک لوں تو آپ ابھی تلملائیں ہیں۔
کچھ حسرتیں سی حسرتیں آتی ہیں ہدمو۔ گھر کی طرف سے میرے کہیں جب وہ جائیں ہیں
کیا خو پڑی ہے اُن کو نشہ پی کے بزم میں سب کی نظر چرا کے میرا منہ چڑائیں ہیں
پہچانتے نہیں ہیں کسی شکل سے ہم آہ سو سو طرح سے اپنی وہ صورت دکھائیں ہیں

غمگین وہاں نہ جائیو شب کو کہ تجھ کو دیکھ

دربان اُن کے آج بہت کڑکڑائیں ے ہیں

﴿469﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

- ۱۔ ن ۳۶ اپنی غرض کے واسطے سودل دکھائیں ہیں
- ۲۔ یہ شعر اسی غزل میں مصرع اولیٰ کے فرق سے دوبار درج ہے
- ن ۳۶۔ الف ۱۳۸۔ "سو سو طرح کے دیتے ہیں لالچ کہ یہ ٹلے"
- ۳۔ ب ۱۳۴ پ
- ۴۔ ن ۳۶ ذرا
- ۵۔ ب ۱۳۵ تو وہ
- ۶۔ ب شعر ندارد
- ۷۔ ب ۱۳۵ گڑگڑائیں

﴿470﴾

شیخ جی جس کے لیے جا کے حرم دیکھیں ہیں اپنے ہم کعبہ دل میں وہ صنم دیکھیں ہیں
 رنج کچھ ہم کو نہیں وصل کی امید میں یار تیرے ہجراں کے جو یہ جو رو دستم دیکھیں ہیں
 جتو جس کی میں ہے برہمن و شیخ خرابیلا روز و شب اس کو ہم اپنے سے بہم دیکھیں ہیں
 اپنے اعمالوں سے ہے تجھ کو امید اے زاہد ہم گنگار نرے ۲ اس کے کرم دیکھیں ہیں
 ہے وہ دلدار کہ جیسا یہ دلا یاد رہے ایسے انسان بہت غلق میں کم دیکھیں ہیں
 جس کی مسجد میں پرش تو کرے ہے عابد بتکدے میں بھی ہمیشہ اسے ہم دیکھیں ہیں

سر میں خواہش کوئی ان کے نہیں رہتی غمگین

جو کہ اس شوخ کے دن رات قدم دیکھیں ہیں

﴿471﴾

اس کو جس وقت ہم اپنے سے بہم دیکھیں ہیں پھر نہ کچھ درد نہ کچھ رنج و غم دیکھیں ہیں
 یہ تمنا ہے کروں سر کو میں اپنے قرباں ترے جس روز سے اے یار قدم دیکھیں ہیں
 جیسا دربان رکھا اس نے ہے در پر غمگین
 ایسے مکار بہت غلق میں کم دیکھے ہیں

﴿470﴾ ب- ش- ر- خ- ع- غزل ندارد

۱۔ ن ۴۰ جس کی تلاش میں ہیں برہمن و شیخ خراب

۲۔ ایضاً نرا

۳۔ ایضاً جیسا دلدار کہ تیرا ہے دلا یاد رہے

۴۔ م ۲۲۴ رہتی نہیں

۵۔ ن ۴۰ سر میں رہتی نہیں اے غمگین کوئی ان کے ہوس

﴿471﴾ م- ب- ر- ن- خ- ع- غزل ندارد

غزل حاشیہ بر الف- ۱۵۵

﴿472﴾

دوست دشمن سے اذیت ہے تری یاری میں
 کیا تماشا ہو مری آؤ شر ہار سے یار
 ہے مرا وہ بھی گرفتار ہوا یہ معلوم
 درد و ایذا میں مزا مجھ کو بہت ہے یارب
 حشر کا یاں لے سے بھی دھڑکا ہے زیادہ مجھ کو
 اٹھ گیا بیٹھتے ہی ہائے قیامت ہے وہ شوخ
 شیخ جی خواب میں بھی تم نے نہ دیکھا ہوگا
 ہوش میں ساتھ ترے پی کے وہ کب ہو سرشار
 یار دکھ دیتے ہیں کیا کیا مجھے غمخواری میں
 پھول وہ جھڑتے ہیں جو دیکھے نہ مکاری میں
 دیکھ صیاد کو بلبل کی گرفتاری میں
 موت بھی ہو تو اسی عشق کی پیاری میں
 کون میرے سے کہے گا تری روداری میں
 میں مدارات کی جب تک رہوں تیاری میں
 جو جو آتا ہے نظر مستوں کو بیداری میں
 ساقیا ہوش رہے جس کو کہ سرشاری میں

غم تو کما کما کے یہ دن کاٹے کر چندے غمکیں
 دل لگالیوں کسی شوخ سے بے کاری میں

﴿472﴾ ش ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔ الف ۱۶۷، م ۲۶۶، ب ۱۵۷ یہاں

۲۔ ب شعر ندارد

۳۔ ایضاً

۴۔ الف ۱۶۷-کے-ب ۱۵۸-کے

﴿473﴾

ممتاز دلبروں میں گو ہے وہ دلبری میں
 اب سامنے میں کس کے رو رو کہوں حقیقت
 اس واسطے ہیں بانگمی قاتل نے میری آنکھیں
 پہنچا یہ خاک میری بادِ مباداں تک
 سایہ مرا بھی مجھ سے رہتا ہے اب گریزاں
 ہوتا بہت ہے ظالم دل میرا نہوڑا نہوڑا
 عالم یہی کہے ہے عالم کو دیکھ تیرے
 میں بھی سنوں سنگر ہے مجھ کو سخت حیرت
 آفت ہے بد بلا ہے لیکن ستم گری میں
 دل لے گیا وہ میرا یارو ہنسی ہنسی میں
 تا دیکھنے کی حسرت رہ جائے اسلا کے جی میں
 تیرا اگر گذر ہو اس شوخ کی گلی میں
 کوئی نہیں ہے اپنا سچ ہے کہتا ہے کسی میں
 لڑنے لگے ہے جب تو بے وجہ اک ذری میں
 عالم نہ ہم نے دیکھا ایسا کسی پری میں
 جاتا ترا ہے آتے یہاں کیا کبھی کبھی میں

اک سج اور بھی غزل لکھ غمگین کہ دل کو میرے
 لاتے ہیں شعر تیرے کیفیت و خوشی میں

﴿473﴾	ب	ن	ش	ر	غزل ندارد
۱۔	۲	۲۶۹	جی کی جی میں		
۲۔	۴	۲۶۹	لفظ "کی" ندارد		
۳۔	خ		شعر ندارد		
۴۔	الف-۱۶۹-م-۲۶۹-ایک				

﴿474﴾

نازدارا و غمزہ ہے یوں تو ہر پری میں اس کی سی آن لیکن ہرگز نہیں کسی میں
اب سامنے میں کس کے رو رو کہوں! حقیقت دل میرا لے گیا وہ یارو ہنسی ہنسی میں
اس واسطے ہیں باندھی قاتل نے میری آنکھیں تا دیکھنے کی حسرت رہ جائے اس کے جی میں
پہنچا! یہ خاک میری یاد مباح وہاں تک تیرا اگر گذر ہو اس شوخ کی گلی میں

یوں عشق میں تمہارے کہتے ہیں مجھ کو ہدم
نملکس تجھے نہ دیکھا ہم نے کبھی خوشی میں

﴿475﴾

ہم دیشیوں نے جلوہ دیکھا ہے وہ کسی میں خورشید میں نہ مہ میں زہرہ نہ مشتری میں
عالم ترایاں میں اے شوخ کیوں کر آوے جن میں نہ وہ ملک میں انساں میں نہ پری میں
جتنے کہ دلہا ہیں ان کا ہے تو ہی دلبر کوئی نہیں ہے تیرے مانند دلبری میں
کل کا کیا ہے وعدہ اس نے یہ ہے قیامت برسوں گذر گئے ہیں جس کی ابھی ابھی میں
عارف وہی ہے کامل ہاوصف سکر جس کو باقی تمیز رہوے اے دل بھلے برے میں
ہے روز عید قرباں ہاتھوں سے اپنے دل کو قرباں کروں میں تجھ پر ہے آج یہ ہی جی میں
سایے کو اپنے کیوں کر آغوش میں میں لاؤں جو ہو ملاپ مجھ میں اور آہ اس پری میں
بس ہو اگر ہمارا بے بس ہی ہم رہیں بس ایسا مزا اٹھا یا ہے ہم نے بے بسی میں
دینے میں ایک بوسہ جاتا ہے کیا گرہ کا کچھ فائدہ نہیں ہے اے شوخ جز ری میں

یوں عشق میں تمہارے کہتے ہیں مجھ کو ہدم
نملکس تجھے نہ دیکھا ہم نے کبھی خوشی میں

﴿474﴾	م	ب	ن	ر	غزل ندارد
۱۔	خ ۱۳۲	کہیں			
۲۔	ش ۳۶	پہنچایا			
﴿475﴾	ن	ش	ب	ر	خ
۱۔	م ۲۷۰	وحشیو			ع غزل ندارد
۲۔	م ۲۷۰	لفظ "ہے"	ندارد		

﴿476﴾

رہیں نہ بندوں سے ایسے یہ بے وفائی میں
 کریں ہیں آہ ترحم اب اپنے بیگانے
 اسے ہے فکر جہاں اس کو غم نہیں اپنا
 ہر آن دیکھ چشم خور چمکتی ہے
 مرے گلے سے لپٹ جا ذرا ترے صدقے
 بغور دیکھ کہ آئینہ رو ترا کھڑا
 مریض عشق ترا کس طرح علاج کرے
 خراب یہ نہ ہو یارب کوئی خراباتی
 مجھے ہو دخل بتوں کی اگر خدائی میں
 جاہ دیکھ مجھے حیرتی آشنائی میں
 کہو کہ چین ہے شاہی میں یا گدائی میں
 یہ تاب ہے ترے اس پنچہ حنائی میں
 کہوں ہوں اس کے تصور سے یہ جدائی میں
 ہمارے دل کے مقابل نہیں صفائی میں
 مرا جو درد میں ہے وہ نہیں دوائی میں
 خراب ہم ہوئے جیسے کہ پارسائی میں
 روا یہ کون سے مذہب میں ہے کہ تو عملیں
 کرے ہے غلطی کو گمراہ رہ نمائی میں

﴿476﴾ ب۔ ش۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

﴿477﴾

کچھ بھلائی تو ہے بھلائی میں کیا بھلا ہے بھلا برائی میں
 قدر مطلق نہ ہو صفائی کی گر کدورت نہ ہو صفائی میں
 کاش بیگانہ اس سے میں رہتا مرگیا ہائے آشنائی میں
 آپ سے آپ آوے وہ مجھ پاس ہے یہ قدرت تری خدائی میں
 دوستی کی ہے تو کرو محکم فائدہ کیا ہے جگ ہنسائی میں
 وہ دوا آہ اور میں ہوں درد ضد ہے کیوں درد اور دوائی میں
 وصل میں وہ مرا نہیں ہدم جو مرا آہ ہے جدائی میں

لکھ غزل اور بحر میں غمگین

پر بتوں کی ہو بے وفائی میں

﴿477﴾ خ-ع- غزل ندارد

غزل بر حاشیہ ش-۴۹

- | | | |
|----|------|--------------------------|
| ۱۔ | ش ۴۹ | آپ سے آوے وہ مرے گھر میں |
| ۲۔ | ش | شعر ندارد |
| ۳۔ | ش ۴۹ | غمگین |
| ۴۔ | ش ۴۸ | غمگین |
| ۵۔ | ش | شعر ندارد |

﴿478﴾

ہوائے ترش رو کافر وہ تازہ آشنائی میں
 شمیم زلف سے جب سے معطر ہے دماغ اپنا
 تجلی پر تجلی الیٰ الیٰ ہر یک آن حاصل ہے
 وہی جانے صفائی جس نے اس کھڑے کو دیکھا ہے
 بہ دل جو کچھ کہ ہے وہ جان پر ظاہر میں بندہ رہ
 کسی معشوق کی ہرگز وفا میں یہ نہیں لذت
 دوا سے درد پر اک درد پیدا اور ہوتا ہے
 قدم گر عشق میں رکھتے تو وہاں کچھ دسترس ہوتی
 رسائی جس جگہ ہوتی نہیں ان نارساؤں کی
 فلک پر جا کے یہ لطف آہ آتش یار دیتی ہے

خدا حافظ میاں غمگین پڑے تم بھی کھٹائی! میں
 بسا اسی گئی ہو آنے اس مشک خطائی میں
 وہ کافر ہے جسے شک ہو بتوں کی کچھ خدا کی میں
 کہ سرتاپا کدر رہے آئینہ تیری صفائی میں
 خروش و جوش واللہ کچھ نہیں ہے خود نمائی میں
 ہمیں جو جو کہ لطف آتا ہے اس کی بے وفا کی میں
 ازل سے درد بھی مخلوط ہے میری دوائی میں
 برہنہ شیخ کے کیا ہاتھ آیا جہ رسائی میں
 رسائی اپنی واں کی میں نے پیدا نارسائی میں
 ستارے جس طرح چھوڑے کوئی بھر کر ہوائی میں

بھبکے کی چلی آتی ہے منہ سے تیرے اے غمگین

تردد کچھ رہا ہم کو نہ تیری پارسائی میں

﴿478﴾ ش-ن-و-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ نسخہ ب میں اس ہودی غزل کے آخری آدھا حصہ (misprint) ہے

۲۔ ب ۱۴۰ ان سے

۳۔ ب شعر ندارد

۴۔ ۲۴۰ - ب - ۱۴۱ کچھ وہاں

۵۔ ۲۴۰ - م - تیرے غمگین

﴿479﴾

مہجور اپنے کچھ نہیں پردہ نشیں سے میں
میرا وہ حال سن کے جو ہونے لگا خفا
مسیابہ جب کہ ہائے وہ آتا ہے سہمان
اس مہ کی سرد مہری سے ایسا ہوا ہوں سرد
محفوظ لوح میری نظر سے نہیں مگر
تیرے نگاہ سے نہیں وہ تیرے مجھ کو خوف
جھوٹے بھی گر کوئی مجھے والے دے ترا نشان
ہر چند مجھ سے دور ہے اے شوق تو ولے
بے راہ راہ کا ہو جسے ذوق و شوق یار
کچھ نیک و بد میں اب مجھے ہدم نہیں تیز
آتا ہے کہتے اس سے بھی غمکین مجھے حجاب
کیا حال دل کو اپنے کہوں ہم نشیں سے میں

﴿479﴾	ش	ن	د	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد				
۲۔	ایضاً					
۳۔	طبق	م ۲۷۸	(الف ۱۷۴ تیری)			
۴۔	ب	شعر ندارد				
۵۔	الف-۱۷۴-م-۲۷۸-وہاں					
۶۔	ب	شعر ندارد				
۷۔	م ۲۷۸ مگر					
۸۔	بر حاشیہ الف/					
ب	م	شعر ندارد				

﴿480﴾

ساتیا تھوڑے ہی دن پاس تیرے آنے میں
برہن و شیخ کروں دیر نہ یہاں آنے میں
سانے سے یہ گیا کون جسے دیکھ کے آہ
ہمدو چوری چھپے میں میں وہاں جاؤں گا
دیکھ اُس وقت کوئی دست درازی ان کی
دشمنوں کی کہیں بچی نہ ہوں اے دوستو آہ
شب کی اس شرم و حیا کو بھی ذرا کیجیے یاد
ہٹ گیا خوبیوں سے عالم کے یہ دل دیکھ کے آہ

اور کچھ دے ہے دکھائی ہمیں سے خانے میں
کعبہ و بتکدہ غمگین کے ہے کاشانے میں
ہائے باقی نہ رہا جان کے کچھ جانے میں
گریم قباح ہے بہت اس کے یہاں آنے میں
مگدگی لگتی ہے جب تلوے کے سہلانے میں
دل دھڑکتا ہے مرا یہاں انھیں بلوانے میں
شرم آتی ہے مجھے آپ کے شرمانے میں
اس کے وہ در سے ذرا جھانک کے ہٹ جانے میں

دوسری اور بھی لکھ ایک غزل اے غمگین
کر نہ تفسیر تو کچھ یاروں کے سمجھانے میں

﴿480﴾ ش ن خ ع غزل ندارد

- ۱۔ ر شعر ندارد
- ۲۔ ر ۱۰۵ نہ ہو دیر
- ۳۔ ر ۱۰۵ کعبہ و بتکدہ ہے غمگین کے کاشانے میں
- ۴۔ ر شعر ندارد
- ۵۔ م ۲۷۱ کہ
- ۶۔ ر ب شعر ندارد
- ۷۔ م-۲۷۱-ب-۱۶۰-تلووں
- ۸۔ ر شعر ندارد
- ۹۔ ایضاً
- ۱۰۔ ایضاً
- ۱۱۔ ب-۱۶۰-فرمانے

﴿481﴾

ایک دو روز خرابات کے بس جانے میں
دیکھیں وحشت اسے امسال کہاں لے جاوے
چھوڑ دوں مے کو میں کس طرح کہ جتنی ہے عمر
غیر کا منہ ہے کرے رو برو اپنے کچھ بات
زادہ! سچ کہوں میں زندگی یہ صرف مری
صبح آتا تجھے ہوگا یہ یقین جان ضرور
خوف آتا ہے تیرے روبرو کہتے بے درد
نیند آتی ہی نہیں جب سے لگی اس سے آنکھ
دوستی خرچ نہ کر یار میں مر جاتا آہ
تمکنی باندھے ہوئے گھور تو اس کو اے دل
رات دن تیرے تصور میں اب اے ماہ جبین

دل نہ کعبے ہی میں لگتا ہے نہ بت خانے میں
زور و شور اور ہی کچھ ہے ترے دیوانے میں
اتنی ہی مے بھی بھری ہے مرے پیانے میں
ہم دھمکنے کے نہیں آپ کے دھمکانے میں
مے کے پینے میں ہے اور عشق کے غم کھانے میں
دیر کی شب کو گر اے شوخ یہاں آنے میں
لطف جو جو کہ ہمیں تجھ سے ہے دکھ پانے میں
آنکھ لگتی نہیں کیا آنکھ کے لگ جانے میں
زندگی ہوگئی اس شوخ سے مل جانے میں
کیا سے کیا ہو نہ کہیں آنکھ کے جھپکانے میں
حاجت شمع نہیں میرے سپہ خانے میں

ساقیا خاک کو تمکین کی پس از مرگ تو خرچ

خم میں یا کیو یا کیو جیو پیکانے میں

﴿481﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	طبق۔ م ۱۲۴۲ / ب ۱۶۲				
	الف۔ زور شور				
۲۔	ب	ر	شعر ندارد		
۳۔	ر		شعر ندارد		
۴۔	ایضاً				
۵۔	ایضاً				
۶۔	ایضاً				
۷۔	ب	ر	شعر ندارد		

﴿482﴾

اب رہا کیا ہے جان جانے میں تم نے جو دیر کی ہے آنے میں
 میں ہی جاؤں وہاں کسی ڈھب سے ہوگا چرچا یہاں بلانے میں
 کسی کھانے میں وہ نہیں لذت ہے مرا جو کہ غم کے کھانے میں
 تم منا لاؤ دوستو سچ اس کو ہے قباحت میرے منانے میں
 جی ہی ہوتا نہیں ترا ٹھنڈا مجھ سوا اور کے جلانے میں
 تم کو میں چاہتا ہوں اے صاحب ہے یہ مشہور سب زمانے میں
 کچھ سمجھ میں مرے نہیں آتا اب ہے کیا فائدہ چھپانے میں
 دین و دنیا کو بھی نہ لوں ہدم اپنے یوسف کے میں بیگانے میں
 زاہد ۱۲۱۱ دیکھ حال غمگین کا ۱۳۱
 لطف یہ ہے شراب خانے میں

﴿482﴾ ر ع غزل ندارد

- ۱۔ ش ۳۱ یہ
 ۲۔ ش ۳۱ "جومزہ دیکھا غم کے کھانے میں"
 ۳۔ خ ۱۳۱ دوستوں
 ۴۔ ایضاً قیامت
 ۵۔ ر شعر ندارد
 ۶۔ ش ۳۱ / ن ۳۵ "ان کا ہوتا نہیں ہے جی ٹھنڈا"
 ۷۔ ع ر شعر ندارد
 ۸۔ خ ۱۳۱ جانتا
 ۹۔ ن ۳۶ غمگین
 ۱۰۔ طبعی ن ۳۶
 ۱۱۔ شعر بر حاشیہ الف-۱۳۸
 ۱۲۔ طبعی م ۲۱۵ / ب ۱۲۶ (الف ۱۳۸ زاہد)
 ۱۳۔ ر ۹۵ "دیکھا اے شیخ حال غمگین کا"

﴿483﴾

ہم دیوانے جو نکل جاتے ہیں ویرانے میں
 اس کو منظور ہے ہر ہال میں دل الجھانا
 مثل اس شمع کے جس سے کہ جلیں لاکھ چراغ
 آب کوثر میں ہے سچ جو لطف وہاں اے ساقی
 اس کا حملہ وہ نہ تھا سن کے جلا ہے کیا دل
 چشم مست اس کی نہ کیوں دیکھ کے دل ہو مدہوش
 بولتے بولتے رک رک کے نہ بول اے ظالم
 میں جو محفل میں گیا شب کو تو دیکھ اے ہدم
 کیا کہوں تم سے کہ اس شوخ سے کہہ کر اک بات
 شب بہت گذری ہے اے شوخ کہا مان مرا
 عقل پھر گھیر کے لے آتی ہے سے خانے میں
 ہے یہی بیچ دلا زلف کے سلجھانے میں
 کچھ کی بیشی کبھی ہوگی نہ خم خانے میں
 وہ مزا ہے ترے یاں بادۂ مستانے میں
 مفت بدنام ہوئے ہاتھ پہ گل کھانے میں
 طاقت دید نہیں شمع کے پروانے میں
 دم نہ رک جائے مرا اس ترے رک جانے میں
 وہ بھی گھبرا گئے کچھ لوگوں کے گھبرانے میں
 سخت شرمندہ ہوا اس کے میں شرمانے میں
 لطف جز رنج نہیں کچھ تیرے گھر جانے میں

چوٹی لکھ ایسی غزل سن کے جسے اے تمکین

ہوش لا رہوے نہ کسی عاقل و فردا نے میں

﴿483﴾	ن-ش-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر۔	۱۰۶
۲۔	ر۔	۱۰۶
۳۔	م	۲۷۲
۴۔	الف-۱۷۰-م-۲۷۲-ب-۱۶۱-یہاں	
۵۔	ر-ب	شعر ندارد
۶۔	ایضاً	
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔	ایضاً	
۱۰۔	ایضاً	
۱۱۔	ر۔	۱۰۶
		نہ رہے ہوش

﴿484﴾

واعظا میں چلوں کیونکر ترے فرمانے میں
 جو بہار اور خزاں میں وہ کرے آہ تمیز
 حکمتیں عشق کی سکھلائیں ہم افلاطون کو
 تو ہی فرما جو کیا اپنی خوشی ہو کچھ کام
 جو جو کہنا سچ نہ تھا دل نے بہت اس سے کہا
 دھیان میں باغ کے مصروف ہیں یہ اے میاں
 بہکتا جب میں نشے میں ہوں تو ہدم اس کے
 کھولے گر منہ کو تو بوتل کے لب اپنے کر بند
 ہائے ہم یہاں کے رہے اور نہ وہاں کے افسوس
 روح بھی میری رہے گی سجاوے خانے میں
 اس قدر ہوش کہاں ہے ترے دیوانے میں
 دل کے بیٹھیں کبھی دو روز بھی غم خانے میں
 دل کے میں حکم میں اور دل ترے فرمانے میں
 ہائے اس شوخ کے تھوڑے ہی سے رک جانے میں
 کہ خبر ہم کو نہیں ہم ہیں نفس خانے میں
 غیر تقصیر نہیں کرتے ہیں بہکانے میں
 لطف اے یار نہیں بات کے کھل جانے میں
 اپنے وہاں جانے میں اور کے یہاں آنے میں
 تیسری تو غزل اس طرح کی لکھ اے عکس
 عقل آجائے جسے سنتے ہی دیوانے میں

﴿484﴾ ش - ن - خ - ع - غزل ندارد

- | | | | |
|----|---|---------|-----------------------------------|
| ۱۔ | ر | ۱۰۶ | مٹی سے خانے کی |
| ۲۔ | ب | ۱۶۱ | اگرچہ |
| ۳۔ | م | ۲۷۱ | کہنا کہ نہ تھا |
| ۴۔ | ب | | شعر ندارد |
| ۵۔ | م | ۲۷۱ | سپر دنیا میں مصروف ہیں یہ اے صیاد |
| ۶۔ | ر | ۱۰۶ | پر |
| ۷۔ | ر | | شعر ندارد |
| ۸۔ | م | ۲۷۲ / ب | ۱۶۱ آہ |
| ۹۔ | ر | | شعر ندارد |

﴿485﴾

ہم ہی عابد ہیں ہمیں معبود ہیں ہم ہی قاصد ہیں ہمیں مقصود ہیں
 ہم ہی آدم ہیں ہمیں شیطان ہیں ہم ہی مقبل ہیں ہمیں مردود ہیں
 ہم ہی موسیٰ ہیں ہمیں فرعون ہیں ہم ہی پشہ ہیں ہمیں نمرود ہیں
 ہم ہی کعبہ ہیں ہمیں بت خانہ ہیں ہم ہی ساجد ہیں ہمیں مسبود ہیں
 ہم ہی عالم ہیں ہمیں بے علم ہیں
 بود ہیں ممکن ہیں نابود ہیں

﴿486﴾

بات دیکھوں مجھ سے وہ کرتا ہے یا کرتا نہیں
 آنکھ میں ان کے ہی آجاتا ہے اسے اساتی حجاب
 تو وفا سے بے وفایہ یہ ظاہر ایزار ہے
 وصل کی شب کیا کوئی دل کھول کر اس سے ملے
 بے ادائی میں عجب کچھ اس کی لکے ہے ادا
 خونِ مقتولوں سے اس قاتل کو یہ پرہیز ہے
 اس کی اکس پنہاں نظر ہر دم بنی رہتی ہے یار
 بات کہتا ہوں کہ دل دینا کسی کو ہے ستم
 آپ کا صاحب یہ بندہ کچھ بگلا کرتا نہیں
 اس کے بوسے کی جمنائے عیش ممکن تھے
 جو کہ تیرا نام لب سے آشنا کرتا نہیں

﴿485﴾	ب-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
﴿486﴾	ش-ن-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م ۲۷۵	لفظ "اے" ندارد
۲۔	طبق م	
	الف-۱۷۲-	ہونا
۳۔	طبق م	
	الف-۱۷۲-	لفظ "کچھ" ندارد
۴۔	الف-۱۷۲-م-۲۷۵-	ایک

﴿487﴾

کچھ تڑپنے کی مرے صیاد کو پروا نہیں ہم صغیر و فصل گل ہے کیا کروں پروا نہیں
 میری اس کی دوستی کے تو دماغے بج گئے کون سا گھر شہر میں ہے جس میں یہ چرچا نہیں
 چھوڑ کر مجھ کو لگایا جس نے دل اکٹلا اور سے کیا خرابی ہے کہ اس بن جی مرا لگتا نہیں
 جو وہاں جاؤں تو وہ ملتا نہیں ہے اپنے گھر اور بن جائے بھی واس میں ہائے رہ سکتا نہیں
 کیا نکالوں حسرتیں دل کی اگر ہو بس مرا بس میں ہوں میں اس کے اس پر ہائے بس میرا نہیں
 ایک دن تو بات میری تم اکیلے میں سنو روہرو لوگوں کے میں وہ بات کہہ سکتا نہیں
 اپنی یہ صورت ہوئی ہے دیکھنے کو جس کی شکل آج تک بھی ہم نے دیکھا ہائے وہ کھڑا نہیں

شب کو جو میں ارادہ نے اور کچھ ممکن کیا

تو وہ بولے ہم نہیں ہے ہے نہیں ہا ہا نہیں

﴿487﴾ ب- د- ر- خ- ع- غزل ندارد

۱۔	الف- ۱۴۴- ش- ۴۴- م- ۲۲۵- ایلک	غزل ندارد
۲۔	ش- ۴۴-	میراجی
۳۔	ش- ۴۴-	وہاں
۴۔	م- ۲۲۵-	ہو اس
۵۔	ش	شعر ندارد
۶۔	م	شعر ندارد
۷۔	ش	شعر ندارد

﴿488﴾

نہ بولوں اس سے تو اس دل کو ہائے تاب نہیں
 تجھے ہیلا ہو نہ لیاقت تو کیا کرے ساقی
 جو شب کو ساتھ وہ سوئے تو منہ لپیٹ کے آہ!
 یہ کیا غضب ہے اسے جب سے خواب میں دیکھا
 وہ کون سا ہے دل اے شوخ خوں نہیں تجھ بن
 وہ چشم کس کی ہے جو منتظر نہیں تیری
 وہ صوفی مجھ کو بتا جو نہ مست ہو تیرا
 بتا وہ دن کہ خفا مجھ سے تو نہ ہو دس بار
 جو کچھ کہوں تو مری بات کا جواب نہیں
 غلط ہے یہ کہ خرابات میں شراب نہیں
 سحر کو پھر کہے تجھ سے مجھے حجاب نہیں
 ہماری چشم کو تب سے خیال خواب نہیں
 وہ کون سا ہے جگر سخت جو کہاب نہیں
 وہ جان کس کی ہے جس کو کہ اضطراب نہیں
 بتا وہ شیخ مجھے تو کہ جو خراب نہیں
 بتا وہ دن کہ خفا مجھ سے تو نہ ہو دس بار
 جو عتاب نہیں

شراب پیوں وہ کہتے ہیں کیا ترے ہم ساتھ
 تری تو آنکھوں میں غمگین یونہی حجاب نہیں

غزل ندارد

﴿488﴾ ش-ن-ر-خ-ع-

ہوئی ہے

۱- ۲۶۱-۲

﴿489﴾

کون سا گھر ہے کھلے دریاں اور آباد نہیں
یاد میں اس کی فراموش ہوا ہوں ایسا
صدمہ سنگ جفا میں رہے کب تک ثابت
ہے بجا گر کہیں پتلا ہے تو ایجادوں کا
بن چھری جو کہ گلا کالے ہے عشاقوں کا
کوئی کہتا نہ کبھی ان کو مصور نقاش
تیری قامت نے کیا بے قدر ایسا اس کو
کیا زمانہ ہے وہ سزا پوچھتے ہیں اب ہم سے مرید
پہلے ہی روز وہ کرتا جو کیا وقت اخیر
پر یہ دل جس میں کہ ان دونوں کی بنیاد نہیں
کہ مجھے شکل بھی اُس شوخ کی اب یاد نہیں
شیعہ دل مرا آئینہ فولاد نہیں
کون سی شے ہے ترا جس میں کہ ایجاد نہیں
کیا تماشا ہے وہ کہتا ہے میں جلاذ نہیں
وقت میں تیرے مگر مانی و بہزاد نہیں
گر دوا کو کہیں اب ڈھونڈیں تو شمشاد نہیں
جن کے ارشاد کو مرشد کا بھی ارشاد نہیں
عہد میں تیرے صد افسوس کہ فرہاد نہیں
گر کہیں لوگ کہ غمگین ہے ترا دیوانہ
تو وہ کہتے ہیں کہ میں کوئی پری زاد نہیں

﴿489﴾	ش۔ ن۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۱۰۹۰	جو
۲۔	ب۔ ر	شعر ندارد
۳۔	ر	شعر ندارد
۴۔	ب۔ ر۔	شعر ندارد
۵۔	ر	ندارد
۶۔	ر۔ ۱۰۹	نضر
۷۔	ر	شعر ندارد

﴿490﴾

آپ سے میں یہ بے قرار نہیں
ترے وصل و وصال کا اپنے
اے مہا خاک میری اس در سے
مجھے اپنے پہ اختیار نہیں
کون ہے جس کو انتظار نہیں
کیوں اڑاتے ہیں گر غبار نہیں

﴿491﴾

غم تو غم جس کو خوشی بھی ہے وہ دلدادہ نہیں
وہم سے اپنے جو تیار کروں اک جنت
آہن دل کو کروں موم ابلا اس کے کس طرح
جو کروں آپ کی میں طرح سے دعوئی وجود
کنڈا دہنی سے مریدوں کو تلقین نہ کرے
وقت پر اپنے عیاں ہوتے ہیں مستور قدیم
تری صورت کو تصور سے میں کھینچوں کس طرح
زندگی موت میری ہاتھ ترے ہے قاتل
میں دل اتادہ لٹک پر ہے دماغ اس مہ کا
جو کہ ہستی میں مقید ہے وہ آزاد نہیں
آپ کی طرح سے میں شیخ جی خداداد نہیں
کچھ میں داؤد نہیں ہمدرد حداد نہیں
کچھ میں فرعون نہیں شیخ جی شداد نہیں
بڑے اے شیخ وہ کچھ قاتل ارشاد نہیں
لوگ ایجاد جو کرتے ہیں کچھ ایجاد نہیں
کچھ منظور نہیں مانی نہیں بہراد نہیں
مار کر تیشہ جو مرجاؤں میں فرہاد نہیں
یارو ملنے کی کوئی آہ اب افتاد نہیں

اے سنگر نہ فنا ہو کہ تیرے عملیں کا

نعرہ ذوق ہے یہ نالہ و فریاد نہیں

﴿490﴾ م-ب-ن-ر-ش-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ بر الف-۱۵۳

﴿491﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- ر ۱۱۲ میں

۲- الف-۱۸۰-م-۲۸۸-ب-۱۴۲-ہمدرد

۳- ب شعر ندارد

۴- ر ۱۱۲ مانند میں

۵- ب شعر ندارد

۶- طبق-م-۲۲۸-ب ۱۴۲

الف-۱۸۰-کن

۷- م ۲۸۸ پھر

۸- طبق-م-۲۸۸-الف-۱۸۰-قاتل

۹- ب-ر شعر ندارد

۱۰- ب شعر ندارد

۱۱- ر شعر ندارد

﴿492﴾

یہ عبادت تری مذموم ہے محمود نہیں
 وہ ہوا اور نہ ہوگا کبھی مقبول خدا
 اور ہی طرح کے ہوتے ہیں نئے سے تری
 واعظا سوچ کے کر بات تو بکتا ہے کیا
 تلخ اے شیخ ہے سخت اس لب شیریں کا عشق
 کم بہت آپ میں اُس شوخ کے گھر جاتا ہوں
 اس تامل سے تو دیتا ہے عبت جام شراب
 جو کہ معدوم ہوتا ہی نہیں اُس کو وجود
 جب سے سے پینے لگے بزم میں ساقی تیری
 جو تری فہم میں عابد ہے وہ معبود نہیں
 دین و دنیا کا دلال جو کوئی مردود نہیں
 کیا سبب ساقی وہ کیفیت معبود نہیں
 اور موجود یہ کیا ہے جو وہ موجود نہیں
 آپس جو لوش کریں جلوہ بے دود نہیں
 آمدورفت داں کچھ مری مسدود نہیں
 ساقیا مجھ کو نشہ حد سے کچھ افزود نہیں
 جو کہ موجود ہے ہوتا ہی وہ ناپود نہیں
 اپنے شاہد کے سوا کچھ ہمیں مشہود نہیں

اپنے آپ سے یہ مفلس ہو کہ ناپود ہو تو

اس سوا اور میں ممکن تری بہبود نہیں

﴿492﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر	۱۰۴ جوائے دل
۲-	طریق	نسخہ رسمیں ترتیب شعر مختلف ہے۔
۳-	م	۲۸۵ جلوہ
۴-	ب-ر-	شعر ندارد
۵-	ر	شعر ندارد
۶-	ر	۱۰۴ تیری ساقی

﴿493﴾

قدرداں کوئی مرا جز غم دلدار نہیں خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں
 جو کسی اور کا جز اُس کے طلبکار نہیں دین و دنیا سے اسے کچھ بھی سر و کار نہیں
 دل میں ہے اُس سے میں یہ پوچھوں کہ اے عیسیٰ دم کیوں تری چشم کا پچتا کوئی بیمار نہیں
 اے عزیزو یہ کہو عشق کے بازار میں اب میرے یوسف کا بھلا کون خریدار نہیں
 جو عے عشق سے ہے مست برابر اُس کے مقتب سارے جہاں میں کوئی ہوشیار نہیں
 آری ہاتھ سے اس کے بھی نہیں چھتی ہے دام الفت میں غرض میں ہی گرفتار نہیں
 یہ جو قاتل ہے مرا اس کے سوا اے عملیں
 اور سے روز جزا کی مجھے درکار نہیں

﴿493﴾ م-ب-۵-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	ش	شعر ندارد
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	ش-ر	شعر ندارد
۴۔	ر	کوئی مجھے کار نہیں
۵۔	ش	کچھ کار

﴿494﴾

کیا پوچھتے ہو دل کی کدھر ہے کدھر نہیں میں دل کی کیا کہوں مجھے اپنی خبر نہیں
 رہتی ہے دور دور شب ہجر میں بھی آوازِ نزدیک کچھ قضا کے بھی میری قدر نہیں
 وہ دل خراب ہو جسے تیرا نہ ہو خیال وہ چشم کور ہو جسے تجھ پر نظر نہیں
 رہتے تھے ایک گھر میں شب و روز جس کے پاس کوچے تک بھی اس کے اب اپنا گزر نہیں
 میں تیرے در کو چھوڑ کے اب جاؤں کس کے در مجھ کو تو تیرے در کے سوا کوئی س در نہیں
 اس کی جو صبح ہو تو قیامت کے روز ہو اپنی شبِ فراق کی ہدم سحر نہیں
 دل کون سا ہے جس کو نہ ہو تیرا اشتیاق وہ جان کون سی ہے کہ مشتاق تر نہیں

غمگیں کو وہ یہ کہتے ہیں جس بات کا ہے شوق

میں کیا کروں کہ میری طبیعت ادھر نہیں

﴿494﴾	ش - خ - ع -	غزل ندارد
۱۔	۹۷۔ ر	دہی سے شام ہجر میں بھی دور دور آہ
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	۱۳۲۔ ب	اور
۴۔	۲۔ ب	شعر ندارد
۵۔	۴۱۔ ن	کہتے ہیں وہ کہ غمگیں کو جس بات کا ہے شوق
۶۔	ر	شعر ندارد

﴿495﴾

رشتہ غم سے بندھی پہلی میری پرواز نہیں ۱۱ باغ نزدیک ہے پر طاقت پرواز نہیں
 نقش پر میری اسے ڈھونڈ کے لاویں وہ لوگ اس زمانے میں جو کہتے ہیں کہ اعجاز نہیں
 اک گھڑی جوڑ کے سر شیشہ ساعت کی طرح خالی کیجیے غم دل پر کوئی دمساز نہیں
 دیکھیے عشق میں کیا اس کے ہوا اپنا انجام سبزہ جس کے گل رخسار پر آغاز نہیں
 ناز ہر چند ترا خوب ہے ظالم لیکن واسطے میرے اکس آفت ہے یہ کچھ ناز نہیں
 سیرگشن کو وہ گل رو کہیں آیا ہے کہ آج ہم نے بلبل کی سنی باغ میں آواز نہیں

وہ تو محرم ہے ترا اس سے نہ کر کچھ پردہ

تیرے غمکیں سے چھپا کوئی تیرا راز نہیں

﴿495﴾ نسخہ ۹۵ کے مطابق یہ غزل دیوان سابق کی ہے اور اپنے استاد رنگین مرحوم کی غزل پر غزل لکھی

۱۱۔

۱۔ طبق ش۔ ۴۶ / ن۔ ۳۹

الف۔ ۱۴۰۔ ہیں

۲۔ ر۔ ۹۵ رشتہ غم سے بندھے ہیں مرے پر باز نہیں

۳۔ ش۔ ۴۶ / ن۔ ۳۹ جس کے رخسار پر سبزہ کا بھی آغاز نہیں

ب۔ ر۔ شعر ندارد

۴۔ الف۔ ۱۴۰۔ م۔ ۲۱۷۔ ر۔ ۹۵۔ ب۔ ۱۲۷۔ ش۔ ۴۶۔ ن۔ ۳۹۔ ایک

۵۔ ر۔ ن۔ ش۔ ب۔ شعر ندارد

۶۔ م۔ ۲۱۷ آواز

۷۔ ر۔ ن۔ ش۔ ب شعر ندارد

۸۔ ش۔ ۴۶ . ن۔ ۳۹ کچھ کر

﴿496﴾

اگرچہ ملنے کی کچھ اس سے ہم کو آس نہیں
 ترپہے دیکھ کے گھبرائے تو نہ اے قاتل
 وہ اور ہمدرد اس وقت آئے میرے پاس
 غم فراق سے ایسا مرا دماغ ہے بند
 مجھے تو دفن در میکدہ ہی پر کرنا
 نہ پوچھو ہمدرد احوال بزم کا اُس کی
 سرود و سے ہے زاہد بجا ترا انکار
 خدا کے واسطے جلدی سے اے صنم مجھ کو
 لیکن اپنے کہیں یاس آس پاس نہیں
 یہ خوف ہے مجھے کچھ جان کا ہراس نہیں
 ہزار سچ ہو مگر چاہتا قیاس نہیں
 کہ اس میں وصل کی آتی ہی بوئے یاس نہیں
 سوائے اس کے کچھ اے ساقی التماس نہیں
 کہ رات سے مجھے کچھ ہوش اور حواس نہیں
 ہوا و آب خرابات تجھ کو راس نہیں
 لگا لے چھاتی سے اب کوئی آس پاس نہیں
 صفائی ہوگئی کیا شب کو اس سے اے غمگین
 جو آج صبح سے چہرہ ترا اداس نہیں

﴿496﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- طبق م ۲۷۳

(الف ۱۷۱- نہیں)

۲- ب ۱۶۳ ولیکن اپنے کہیں یار آس پاس نہیں

۳- الف-۱۷۱-م-۲۷۳-ب-۱۶۳-ہمدرد

۴- ب شعر ندارد

۵- ب ۱۶۳ / م ۲۷۳ کہ رات سے مجھے ہوش اور کچھ حواس نہیں

۶- ب-۲۷۳-ہوا وہ اب

﴿497﴾

مگر کہوں وصل ہے تو وصل نہیں فصل کیوں کر کہوں کہ فصل نہیں
 تو بتادے یہ کیا ہے پھر مغاں کام کرتی ہماری عقل نہیں
 اپنے آپ سے کیا ہے وصل و فصل اصل یہ ہی ہے اور اصل نہیں
 تو کہے ہے جسے خدا اس کی تیری صورت ہے اور شکل نہیں
 جان ایمان اس غزل کو تو
 میری عملیں غزل یہ ہزل نہیں

﴿497﴾	ن-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۵۳	میری کچھ کام کرتی عقل نہیں
۲۔	ش-۵۳	اپنے آپ سے کیا وصل اور فصل
۳۔	ش-۵۳	بھی
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ش-۵۳	حزل

﴿498﴾

بہر میں جس کے مری جان میں اب جان نہیں
 مثل تصویر ہے نقشہ یہ ترا آئینہ رو
 عشق میں جس کے مری عمر ہوئی آہ تمام
 تجھے اے رعبِ پری دیکھ کے رہوے جسے ہوش
 چھوڑوں کہنے سے ترے دستِ رز کو واعظ
 بت پرستی سے جسے شوق نہ ہو اے زاہد
 رات دن لپٹے پڑے رہتے ہیں جس سے اس کا
 ہو گئے آہ کوئی دن کے ہم آپ ہی مہمان
 کیا کروں گا میں ترے بہر میں یہ تو ہی بتا
 آج آواز سناوے تو سنالے اے دل و

وصل ہو اُس سے کسی طرح یہ امکان نہیں
 کون سا شخص ہے جو دیکھ کے حیران نہیں
 اب تک اُس پردہ نشیں سے مجھے پہچان نہیں
 ہم کو ایسا نظر آتا کوئی انسان نہیں
 میں دیوانہ نہیں جاہل نہیں نادان نہیں
 میرے نزدیک وہ کافر ہے مسلمان نہیں
 دیکھنا ہم کو میسر کسی عنوان نہیں
 گھر میں جا کر جو دیکھا کہ لا وہ مہمان نہیں
 وصل میں میری یہ صورت ہے کہ اوسان نہیں
 در پر اس پردہ نشیں کے کوئی دربان نہیں

تیسری اور بھی لکھ ایک غزل اے غمگین

کون ہے جس کو سخن کا ترے ارمان نہیں

﴿498﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن-۳۴	نقشہ مرا اے آئینہ رو
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	ن-۳۵	کا
۵۔	ر	شعر ندارد
۶۔	طبق م-۲۲۳ / ن-۳۴ / ب-۱۳۰	
	الف-۱۴۳	تو
۷۔	نسخہ "ش" میں یہ شعر اس سے پہچھلی غزل میں شامل ہے	
۸۔	م-۲۲۳	دے
۹۔	ن-۳۴	آج آواز سناوے تو شتابی غمگین
	ش-	آج آواز سناوے تو سنالے غمگین
۱۰۔	نسخہ "ش" میں یہ شعر اس سے پہچھلی غزل میں شامل ہے	
۱۱۔	ن-ش	شعر ندارد

﴿499﴾

کوئی نادان بھی تجھ سا دل نادان نہیں ۱ دشمن و دوست کی کچھ بھی تجھے پہچان نہیں
 دھیان جس کا ہے مجھے اس کو مراۓ دھیان نہیں اور کا درد نہ ہو جس کو وہ انسان نہیں
 کوئی ممکن ہے کہ اکس آن وہ بیٹھے مجھ پاس ۲ چین دل کو مرے جس بن کہیں اکس آن نہیں ۳
 لاکھ میں سر کو دکھوں پاؤں پر اُس کے لیکن ہاتھ وہ مجھ کو لگانے دے یہ امکان نہیں ۴
 اس کو عارف نہیں کہتے ہیں کہ جو ہو عارف اس کو تم جان لو عارف جسے عرفان نہیں ۵
 کوئی ایسا نہیں ہندو و مسلمان و اللہ ۶ اے صنم جس کو تراۓ حسرت و ارمان نہیں ۷
 ہے یہ آواز اسی پردہ نشیں کی زاہد ق کس طرح ہائے سنے تو کہ ترے کان نہیں ۸
 اور بے پردہ دکھائی وہ تجھے دیتا ہے پر تری چشم کو اس حُسن کی پہچان نہیں ۹
 وہ کہیں ہیں کہ غزل ایسی ہی لکھ اے غمگین ۱۰
 لیکن ایسا نہ ہو کہ بیٹھے مری جان نہیں ۱۱

﴿499﴾	خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ش-۳۸ / ن-۳۷	تجھ سا نادان بھی کوئی اے دل نادان نہیں
۲۔	م-۲۲۲، ن-۳۷	جسے
۳۔	الف-۱۴۲، م-۲۲۲، ش-۴۸، ب-۱۲۹، ن-۳۷	میری
۴۔	الف-۱۴۲، م-۲۲۲، ش-۴۸، ب-۱۲۹، ن-۳۷	ایک
۵۔	ن-۳۷	ہائے ممکن ہے کہہی وہ بیٹھے مجھ پاس
	ش-۴۸	یہ تو ممکن نہیں ایک
۶۔	الف-۱۴۲، م-۲۲۲، ش-۴۸، ب-۱۲۹، ن-۳۷	ایک
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ن-۳۷	ہائے ممکن ہے کہہی وہ بیٹھے مجھ پاس
۹۔	ر-	شعر ندارد
۱۰۔	ب-۱۲۰	ہندو و مسلمان
۱۱۔	ن-۳۷	جس کو ملنے کا ترے حسرت و ارمان نہیں
۱۲۔	ر-۹۵	ترے
۱۳۔	ش	شعر ندارد
۱۴۔	ش-ر	شعر ندارد
۱۵۔	ش	شعر ندارد
۱۶۔	ر-۹۶	کہتے ہیں وہ کہ غزل ایسی ہی لکھ اے غمگین
۱۷۔	ش	شعر ندارد

﴿500﴾

اس میں ہم مستوں کی گزرے کوئی امکان نہیں
 جو اذیت کہ مجھے دیجیے بجا ہے صاحب
 معرفت پوچھو نہ اُس پردہ نشیں کی مجھ سے
 ان کے گھر کا وہ رہا ہی نہیں ہدم نقشہ
 وہ تو وہ ہے مگر ہم سے جو پوچھو ہدم
 لاکھ منت سے جو ہوتے تھے کبھی یہاں مہمان
 وصل و ہجر آہ ترا صرف ہے بے وہم و خیال
 دھیان گم مجھ میں مرا آپ ہوا جاتا ہے
 ہوں کہاں، کون ہوں معلوم کروں حال اپنا
 جیب میں کلڑوں کو دامان کے سیٹے سیٹے
 ہائے جس شہر میں سے کشا کی بھی دکان نہیں
 آپ انسان ہیں بندہ تو کچھ انسان نہیں
 ان حسابوں سے تو اپنی مجھے پہچان نہیں
 اب ملاقات کی صورت کسی عنوان نہیں
 دل لگانا کسی معشوق سے آسان نہیں
 اب کوئی گھر نہیں جس میں کہ مہمان نہیں
 اُس سوا اور کوئی اے دل نادان نہیں
 آج کل آہ کچھ اُس کا بھی مجھے دھیان نہیں
 فرصت اس شوخ سے اتنی مجھے اک آن نہیں
 نامہ اب مرے دامان و گریبان نہیں

منہ بتائے ہوئے آتا ہے نظر آج اداس
 بگڑی کچھ اس سے کہ ٹمکیں خوش و خندان نہیں

﴿500﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ ر- ۹۷ ساقی

۲۔ الف- ۱۳۳، پونچھوں / م ۲۲۳ / ر- ۹۷ بوجھ

۳۔ ر شعر ندارد

۴۔ ر- ۹۷ مجھ

۵۔ ر شعر ندارد

۶۔ ب- ۱۳۱ وصل ہجر

۷۔ ب- ۱۳۱- ر- ۱۳۱ بے یہ

۸۔ م- ۲۲۵ دامان گریبان

﴿501﴾

ہرجائی کا میرے جو مقرر مکان نہیں وہ کون سی جگہ ہے مرا دل جہاں نہیں
 باتیں وہ شب کی جتنی کہ کرتا ہے بدگماں مجھ کو نشتے میں اپنے سی ایسا گماں نہیں
 کہتے ہیں وہ کہ مجھ سے تکلف کیا نہ کر میرا ہے یہ مکان میں ترا مہماں نہیں
 کیوں روز جمعہ مسجد جامع میں جاؤں میں کیا سے کدے کا شیخ مرے آستان نہیں
 مشکل سے میں نے اپنے تغافل شعار کو اتنا کیا ہے گرم وہ کچھ بد زباں نہیں
 اک تو ہی رہ گیا ہے سوا تیرے آج دل کوئی حجاب اس کے مرے درمیاں نہیں
 جو سب جگہ ہو اور نہ ہووے کسی جگہ میں اُس کو کیا کہوں کہ کہاں ہے کہاں نہیں
 وہ بدگمانیاں مجھے اپنے سے آپ ہیں اُس بدگماں کو جو جو کہ مجھ سے گماں نہیں
 غمگین نہ بول مجھ سے ٹھکانے نہیں ہے دل

اب چند روز سے جو وہ رہتا یہاں نہیں

﴿501﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	نسخہ ب۔ ۱۴۰	میں پوری غزل میں مصرع ثانی کے آخری دو لفظ misprint ہیں
۲۔	ن۔ ۴۴	جیسا کہ شب کا حال وہ کہتا ہے بدگماں
۳۔	الف۔ م۔ ب	شعر ندارد
۴۔	ن۔ ۴۴	اے دلا
۵۔	ن۔ ۴۴	جو جو کہ اس کو ہمدرد مجھ سے گماں نہیں
۶۔	ایضاً	غمگین نہ مجھ سے بول ٹھکانے نہیں ہے دل

﴿502﴾

ہر بات پر کہے ہے تو شب کو نہیں نہیں
 دشمن ہوں اس کی جان کا میرا جو دوست ہو
 مدت سے تیرے وعدے کے ہوں انتظار میں
 دل خاندہ خدا ہے تو آگاہ اس سے رہ
 دوراں کی سرد مہری سے جو دے ہمیں نجات
 ہے چشم کون سی وہ نہیں جس میں جلوہ گر
 وہم و گماں کو آپ کچھ اس میں نہیں گزر
 اپنے بیگانے ظاہر و باطن میں کی تلاش
 بے اختیار شب کو میں اُس سے چٹ گیا
 یہ ہی نہیں نہیں ہے تو اک دن ہمیں نہیں
 کہتے ہیں وہ کہ اور سے کچھ مجھ کو کہیں نہیں
 کس طرح بات کا مجھے تیرے یقین نہیں
 یہ وہ مکاں نہ جان کہ جس میں مکیں نہیں
 ساقی وہ سے کدے میں سے آتشیں نہیں
 دل کون سا ہے جس میں وہ پردہ نشیں نہیں
 یہ سے کدہ ہے شیخ جی عرش بریں نہیں
 اس کا سراغ ہمدون ملتا کہیں نہیں
 کہتا ہی رہ گیا وہ نہیں رے نہیں نہیں
 غمگین کی مجھ کو کہتے ہیں وہ غم ہے یہ پسند
 میری جفا و جور سے اندوہ کیں نہیں

﴿502﴾	ش-۵-ر-ب-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	طبق م-۲۸۵	
	الف-۱۷۸-	کو
۲۔	الف ۱۷۸-م-۲۸۵-	ہمدون

﴿503﴾

ہرزہ گرد آہ مرا یارو کہاں آہ نہیں
اُس کی تعریف کی ہے دل کو تنہا ہدم
ایک میں آہ جہاں ہوں وہ وہاں آہ نہیں
عمر آخر ہوئی اے ہدم اب تک لیکن
پر بیاباں کی اسے کم بخت زباں آہ نہیں
آشیاں مرغ دل ان مستوں کے کرتے ہیں جہاں
عشق کا میرے اسے وہم و گماں آہ نہیں
گلستاں زاہدو ہرگز وہ یہاں آہ نہیں
بزم میں رو برو کیوں غیر کے کرتے ہو سبک
گر ملاقات مری تم کو گراں آہ نہیں
منع مت کر کہ مجھے اس میں فوائد ہیں بہت
میرے ملنے سے اگر تجھ کو دیاں آہ نہیں
جان ہے وہ محض ہوا جو نگراں آہ نہیں
صرف مضغ ہے وہ دل جو نہیں تیرا مشتاق
ہم جہاں رہتے ہیں زاہد وہ جہاں آہ نہیں
دو جہاں میں ہو تو کچھ تجھ کو نشاں دیں وہاں کا
دل ہی رہتا ہے مرے سینے میں نالاں عملیں

ایک مدت ہوئی وہ آہ و نفاں آہ نہیں

﴿504﴾

ترے کھڑے سا مہر و ماہ نہیں
یہ بتا مجھ کو اے مرے یوسف
زلف سے کوئی شب سیاہ نہیں
کون سے دل میں تری چاہ نہیں
بھر میں تیرے اے ستم گر اب
طاقت مبر مجھ کو آہ نہیں
سجدہ کرتا ہوں کو اے زاہد
کافر عشق کو گناہ نہیں
تیرے عاشق کی اے مرے دلبر
تجھ سوا اور پر نگاہ نہیں
اس میں سب خوبیاں ہیں اے عملیں
بات کا اپنی پر نباہ نہیں

﴿503﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- الف ۱۸۰-م ۲۸۹، ب ۱۷۳ ہمدسون

۳- ب شعر ندارد

۴- ب- ۱۷۳ ان

﴿504﴾ م-ب-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- خ- ۱۳۳ کرنا

۲- ش- ۴۲ غمگینی

۳- حاشیہ الف- ۱۸۲ - خ شعر ندارد

۴- خ- ۱۳۳ خوئے بیان

۵- ش شعر ندارد

﴿505﴾

بات اُس کے وصل کی دل سے مرے جاتی نہیں کون سی حسرت ہے اُس شب کی جواب آتی نہیں
 گات اس کی دیکھ کر کیا کیا امنگ آتی ہے آہ لوں لگا سینے سے لیکن یہ مری چھاتی نہیں
 آئینہ دکھلا نہ ہدم جب سے دیکھی ہے وہ شکل اور کی اور اپنی صورت کچھ مجھے بھاتی نہیں
 ذوقِ دل تنگی سے اس کو وجد ہے بے اختیار دام سے بلبل یہ اے میاد گھبراتی نہیں
 سر بھرا مجھ دیوانے کو پھراتی ہے مگر ہائے یہ تاثیر الفت اس کھلایاں لاتی نہیں
 زندگی و موت کچھ ہی وقت پر موقوف ہے ہجر سے مہلک مرض میں بھی قضا آتی نہیں
 ایک دن بھی ہائے وہ کھڑا نہ دکھلایا مگر اُس کی فرقت شب کو کیا کیا مجھ کو دکھلاتی نہیں
 بے حجابی کا کبھی دے دخترِ ردِ مشورہ تو اسے شرم و حیا یہ حکم فرماتی نہیں

ے کدے سے روز و شب باہر نہیں آتا ہے وہ
 اور تو کہتا ہے غمکین میں خراباتی نہیں

﴿505﴾	ر-ش-ن-خ-ع-غزل ندارد
۱۔	ب شعر ندارد
۲۔	الف-۱۶۶-م-۲۶۵-ب-۱۵۷-پہاں
۳۔	ب شعر ندارد
۴۔	ب-۱۵۷ سچ ہے
۵۔	ایضاً کے

﴿507﴾

وعدہ شب ہے مگر دن ہائے ڈھلتا ہی نہیں
 دل لگانے کو ہم ایک آندھی تھے ہر یک گل سے یار
 یہ پہاڑ اے ہمو چھاتی سے ٹٹا ہی نہیں
 اب کسی کے رنگ بو پر جی یہ چلتا ہی نہیں
 سا قیاس ہے کہ راہ عشق میں مستانہ وار
 دل کے بہلانے کو وہ تصویر کیوں دیکھی کہ آہ
 اب کسی صورت سے دل میرا بہلتا ہی نہیں
 میری الفت کا شجر جو ہائے پھلتا ہی نہیں
 شب نئے میں میں نے چھل بل کی تھی دل لینے کو آہ
 کیوں جلے ہے یاد میں اس زلف کے دل گر چراغ
 مجھ سے سو سو رنگ دم دم میں بدلتا ہے وہی شوخ

دم لکھتا ہے مرا بن دیکھے غمگین جس کو ہائے
 گھر کے باہر اپنے وہ عالم لکھتا ہی نہیں

﴿508﴾

جو کہ یارو اس نہت عیار سے ڈرتے نہیں
 آتش دوزخ سے اے داعظ عبث تو مت ڈرا
 وہ جہاں میں پھر کسو مکار سے ڈرتے نہیں
 یار سے ڈرتے ہیں ہم اور نار سے ڈرتے نہیں
 وہ کسی کے غنجر و تلواریں سے ڈرتے نہیں
 وہ کسی دشت و بیاباں خار سے ڈرتے نہیں
 جو طریق عشق میں رکھتے قدم ہیں بے دھڑک

کون سے رسم ہیں اے غمگین ذرا ہم کو ہتا
 جو کہ اس کے ابروئے غم دار سے ڈرتے نہیں

﴿507﴾	ب-ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	م-۲۲۰	جلتا
۲-	ایضاً	عشق مستانہ وار
۳-	ایضاً	دل چھلتا
۴-	م-۲۲۱	لفظ "وہ" ندارد
۵-	الف-۱۴۱	سوخ
﴿508﴾	م-ب-ن-ر-ش-خ-ع-	غزل ندارد

﴿509﴾

وہ ہمارے گھر میں گر آویں تو آسکتے نہیں
ہائے کیوں زندہ رہے ہم ہجر کی شب کو جو اب
خاک بر سر در بدر پھرتے ہیں دیوانوں کی طرح
مجھ کو آکر تو نصیحت ناصحا کرتے ہو اور
ہم جو روٹھیں تو منالیویں وہ جب چاہیں ہمیں
گھر میں وہ پردہ نشیں دیتا ہے لاکھوں گالیاں
جب کہ ہم قابو میں تھے کیا کیا ستاتا تھا وہ شوخ
وہ پلاوے جس قدر چاہے ہمیں ساقی شراب
جز فتا مانیہ نقش پا کے اے باو صبا
اور ہم چاہیں کہ والہ جاویں تو جاسکتے نہیں
شرم کے مارے کسی کو منہ دکھا سکتے نہیں
اس پری کے در تلک جاویں تو جاسکتے نہیں
رو برو اس کے زباں بھی تم ہلا سکتے نہیں
اور وہ روٹھیں تو ہمیں ہرگز مناسکتے نہیں
ہائے ہم آواز باہر سے سنا سکتے نہیں
اب جو وہ قابو میں ہے تو ہم ستا سکتے نہیں
ہم اگر اک جام بھی چاہیں پلا سکتے نہیں
اس کے کوچے سے بس اب ہم اٹھ کے جاسکتے نہیں

اُس شہِ خواہاں تلکِ غمگین گزر ہو کس طرح
جس کے کوچے کے گدا بھی ہم کہا سکتے نہیں

﴿509﴾ ر-ب-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف-۱۳۹-م-۲۱-ش-۳۵-ن-۳۳-وہاں

۲- ۴۲ ہرگز ہم

۳- ۵-ش- شعر ندارد

۴- ایضاً

۵- ایضاً

۶- ۲-۵ شعر ندارد

﴿510﴾

اس کو جو دوست کہ دیکھ آتے ہیں وہی دشمن مرے ہو جاتے ہیں
 مجھ کو ناکام سمجھتے ہیں وہ غیر کو کام کو فرماتے ہیں
 بن نہیں آتی ہے ہم سے کچھ بات جو اکیلا بھی انھیں پاتے ہیں
 یاد میں اُن لب و دندان کے ہم اپنے لب کاٹ کے رہ جاتے ہیں
 یہ غضب دیکھیں ڈرتا ہوں میں اور پر جبکہ وہ جھنجھلاتے ہیں
 دل کی پیتابی کے باعث ہم آہ ق گاہ بہ گاہ جو وہاں جاتے ہیں
 کوئی سمجھاؤ انھیں ببر خدا جو مجھے اُن کے سمجھاتے ہیں
 مسکرا کر وہ یہ کہتے ہیں ہمیں آپ کس کے لیے یہاں آتے ہیں
 وہ کہیں ہیں کہ برا ہو اُن کا
 جو مجھے ممکن سے لڑواتے ہیں

﴿510﴾ ر-خ- غزل ندارد

نسخہ الف میں یہ الگ غزل کے طور پر درج ہے جبکہ "ش" میں یہ تمام اشعار ایک ہی غزل کے طور پر
 درج ہیں۔ نسخہ "ب" میں پہلا شعر پچھلی غزل میں ہے۔ باقی اس میں شامل ہیں۔ نسخہ "ع" میں
 ایک شعر پچھلی غزل میں ہے۔ باقی اس میں شامل ہیں

ع شعر ندارد

۱- ایضاً

۲- ایضاً

۳- م ۲۱۹ دیکھو/ ش ۵۰/ ن ۳۶ دیکھو کہ

۴- ع ۱۱۶ گاہ گاہ

۵- الف- م- ن- ب- ع- شعر ندارد

نسخہ ش میں قلمزد کرنے کے بعد اس شعر پر صحیح کا لفظ لکھا ہے

۶- ش ۵۰ وہ یہ کہتے

۷- طبق- م ۲۱۸/ ن ۳۶/ ب ۱۲۷/ ع ۱۱۶-

۸- الف- اُس

۹- ش ۵۰ مجھ کو جو۔۔۔

نسخہ "ش" میں یہ شعر قلمزد کر دیا گیا ہے اور باقی کسی نسخے میں بھی یہ شعر نہیں ہے۔

گھر کے لوگ اُن کے یہ کہتے ہیں ہمیں

آپ کس واسطے یہاں آتے ہیں

﴿511﴾

گر کبھی خواب میں وہ آتے ہیں ہم تعجب سے چونک جاتے ہیں
 مجھے کہتے ہوئے گل نہ کھایا کر آپ پھر کیوں حنا لگاتے ہیں
 وہ جو بیمار ہے ترا اُس کے منہ میں پھوؤں سے عے چواتے ہیں
 بزم میں وہ نشے کی کیوں ہدم میری باتوں پہ مسکراتے ہیں
 اس کو چھیڑ اس کو چھیڑ کر وہ آہ مجھے کس کس طرح ستاتے ہیں
 جان جاتی ہے آہ یاں میری دیکھیے واں سے کب وہ آتے ہیں
 اب تک بھی وہ مجھ سے اے عملیں
 دیکھتے ہیں تو منہ چھپاتے ہیں

-
- ﴿511﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
 ۱۔ طبق م ۲۳۱ / ب ۱۳۳ / ن ۴۱ /
 (الف ۱۴۷ گھر)
 ۲۔ ایضاً
 (الف ۱۴۷ ہیں)
 ۳۔ ن۔ ب شعر ندارد
 ۴۔ ایضاً

﴿512﴾

خفا اُن کو جو مجھ پر ان دنوں میں یار پاتے ہیں
 جو گل ہم ہاتھ پر کھا کھا کے گلدستہ بناتے ہیں
 سکھائیں اور بتلائیں ہیں جن کو سیکڑوں باتیں
 نشے میں جب ہم بگڑے ہے تب کیا لطف ہوتا ہے
 کوئی پھینکے ہے پتھر کوئی دیتا ہے ہمیں گالی
 نہ دیکھا آہ کیا کیا دیکھنے کے واسطے جن کے
 رہی کیا دود ماں تاک کی اب آبرو ہے ہے
 بتا ہمدل کہ مجھ سا پا شکستہ کس طرح پہنچے
 تو کس کس ڈھنگ کی آ کے یہاں باتیں بناتے ہیں
 تو گھر میں اپنے اپنے غیر کیا کیا گل کھلاتے ہیں
 تماشا ہے کہ اب وہ ہم کو باتوں میں اڑاتے ہیں
 جوں وہ ہم کو مناتے ہیں توہ اُن کو ہم مناتے ہیں
 دیوانے بن کے جب زنجیر در ان کی ہلاتے ہیں
 بھلا ہم بھی تو دیکھیں اب ہمیں کیا کیا دکھاتے ہیں
 کہ سے کش محتسب کو دختر زرق سے لگاتے ہیں
 فرشتے کا گذر جس جا نہ ہو وہ واں ہلاتے ہیں

غزل لکھ اور گر غمگین ہماری تجھ کو خاطر ہے

کہ بے تابانہ تیرے شعر ہم کو دل سے بھاتے ہیں

﴿512﴾ ر- ب- خ- ع- غزل ندارد

۱۔	بر حاشیہ ش	۴۳-۴۲
۲۔	ایضاً	۳۱- ۳۹ ۵ / آ آ
۳۔	ش	۴۱
۴۔	ش	۴۱ ۳۹ ۵ / ک
۵۔	ایضاً	اور
۶۔	م	۲۱۵
۷۔	م	۲۱۵ ۳۹ ۵ / وہ
۸۔	ش	شعر ندارد
۹۔	م	۲۱۶ دخت زور
۱۰۔	ش	شعر ندارد
۱۱۔	ن ۳۹	غمگین
۱۲۔	ش	شعر ندارد
۱۳۔	ایضاً	

﴿513﴾

یہاں سے جب اپنے وہ گھر جاتے ہیں دھیان کیا کیا مجھے تب آتے ہیں
 تن بدن کا نہیں رہتا کچھ ہوش جب وہ کھڑا مجھے دکھلاتے ہیں
 بچا مرے نام سے جن کو نفرت آہ وہ جی سے مجھے بھاتے ہیں
 کر کبھی اُن کو لگاتا ہوں گلے ہائے کیا کیا اچی گھبراتے ہیں
 مسکراتے ہیں وہ جب غیر کو دیکھ اٹک ہم آنکھ میں بھر لاتے ہیں
 کس خوشی سے وہ مجھے کہتے ہیں آپ کس کے لیے غم کھاتے ہیں
 کون کہتا ہے کہ تم گھر میں نہ تھے کس لیے آپ قسم کھاتے ہیں

اک غزل اور بھی پڑھ اے تمکین

شعر سننے ترے ہم آتے ہیں

﴿513﴾ ر-خ- غزل ندارد

۱- ب-ع-ش- شعر ندارد

۲- نسخہ الف میں یہ شعر دو بار لکھا گیا ہے۔ ایک بار متن اور ایک بار حاشیہ میں۔

۳- ب-ع شعر ندارد

۴- ایضاً

ش ۴۹ / ۴۵

جو کبھی اُن کو لگاتا ہوں گلے

نو وہ کس کس طرح گھبراتے ہیں

۵- ع شعر ندارد

۶- م-ب شعر ندارد

شعر بر حاشیہ الف- ۱۴۰

۷- ن-م-ب شعر ندارد

شعر بر حاشیہ الف- ۱۴۰

۸- الف- ۱۴۰- م- ۲۱۸- ش- ۴۹- ن- ۴۵- ۱

۹- ن- ۳۹- غمگین

﴿514﴾

جب کہ نشے میں مجھ سے لڑکر غیر کے گھر وہ جاتے ہیں
 کہہ ہوتے ہیں جہیں بہ جہیں اور ابرو گاہ چڑھاتے ہیں
 روز کہوں ہوں شب آؤں گا اب تک آیا آہ نہیں ملے
 یارو جاؤ اپنے گھر تم آج وہ شب کو آدیں گے
 ہم وحشت میں جوں مجنوں اُس آہو چشم کے ہجر میں آہ
 دیکھا ہے اُس پردہ نشیں کو تم نے کبھی اے حضرت دل
 جس کے رنگ نہ صورت کچھ کس رنگ سے اُس کو دیکھو گے
 سو اے بیٹے اے غمگین تب دل میں! میرے آتے ہیں
 مجھ کو دیکھ کے محفل میں اب کیا کیا وہ جھنجھلاتے ہیں
 جھوٹ کا پتلا سچ ہے میں ہوں آپ یہ حق فرماتے ہیں
 شرم و حیا ہے ان کو نہایت لوگوں میں شرماتے ہیں
 صحرا صحرا جنگل جنگل دل کو اب بہلاتے ہیں
 آپ جو ہر دم اس کو چپے میں جاتے ہیں اور آتے ہیں
 آپ بھی عنقا ہیں اے حضرت! ایسے رنگ جو لاتے ہیں

اور غزل لکھ اے غمگین اس بحر میں میری خاطر سے

حسب حال یہ شعر ترے بس جی سے مجھ کو بھاتے ہیں ۵

﴿514﴾	ر۔ ب۔ ش۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	۲۲۱ . ۲	۱۔
۲۔	۳۸ ۵	روز کہوں ہوں آؤں گا شب کو اب تک آنا آہ نہیں
۳۔	۳۸ ۵	صبح میں ہی ہوں
۴۔	۳۹ ۵	غمگین
۵۔	۵	شعر ندارد

﴿515﴾

جو بے تاب کی حالت میں کبھی گھران کے جاتے ہیں۔
 کہیں ہیں لوگ ان کے ہم جو گھر میں ان کے جاتے ہیں
 جو اپنے روٹنے کی بات پر وہ روٹھ جاتے ہیں
 جو ان کی اچلاہٹ کا تصور آن بندھتا ہے
 جو کہتا ہوں کہ یہ کیوں گرمی صحبت ہے غیروں سے
 جو کہتا ہوں کبھی میری کہانی غور سے سن تو
 تو کیا کیا نکتیں ہم پہ کھینچ کر واس سے آتے ہیں
 بھلا یہاں کس لیے حضرت سلامت آپ آتے ہیں
 تو پھر سو سو طرح کی دل پر ایذائیں اٹھاتے ہیں
 تو کس کس طرح بستر پر پڑے ہم کے تلملاتے ہیں
 تو کہتے ہیں کہ تجھ کو کیا کسی کو ہم اُجلاتے ہیں
 تو کہتے ہیں کہ چپکا رہ نہیں کچھ ہم نہ سناتے ہیں
 ہوئے کم اس قدر ہم دھیان میں اس شوخ کے غمگین
 اگر ڈھونڈے ہیں ہم اپنے کو تو بس اس کو ہی پاتے ہیں

﴿515﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

- ۱۔ نسخہ "ن" اور "ش" میں پوری غزل میں صیغہ واحد "جاتا ہوں، آتا ہوں" استعمال کیا گیا ہے۔
- ۲۔ ن۔ ۳۸۔ میں
- ۳۔ الف۔ ۱۳۹۔ م۔ ۲۱۶۔ ش۔ ۵۰۔ ن۔ ۳۸۔ وہاں
- ۴۔ یہ شعر اس سے پچھلی غزل میں بھی شامل ہے / ن شعر ندارد
- ۵۔ ن ۳۸ / ش ۵۰ میرے
- ۶۔ ن ۳۸ / ش ۵۰ تو پھر سو سو طرح سے الٹا ان کو میں مناتا ہوں
- ۷۔ ایضاً۔ پڑا میں تلملاتا ہوں
- ۸۔ ن ۳۸ میں جلاتا ہوں
- ۹۔ ش شعر ندارد
- ۱۰۔ ن ۳۸ میں سناتا ہوں
- ۱۱۔ حاشیہ الف۔ ۱۳۹ / م۔ شعر ندارد
- ۱۲۔ ن ۳۸ تصور میں ہوا میں اُن کے گم ایسا کہ اے غمگین
 اگر ڈھونڈوں میں اپنے کو تو بس ان کو ہی پاتا ہوں

﴿516﴾

ہم تصور تری صورت کا کیا کرتے ہیں معنوی درد دل اپنے کی دوا کرتے ہیں
 میں دل آزرده جگر خستہ ازل سے خود ہوں آپ کس واسطے یہ جو رو جھا کرتے ہیں
 قدر ان مستوں کی ہے فرض تمہیں اے مستو باادب مستی میں جو اس سے رہا کرتے ہیں
 وہ ہی گمرہ ہمیں گمراہ کرے ہے ساقی تجھ سوا جس کو کہ ہم راہ نما کرتے ہیں
 حسرت آتی ہے مجھے دیکھ کے ان کو کیا کیا روز و شب بے میں جو مدہوش رہا کرتے ہیں
 اے خوشحال کہ جو ہستی کو اپنی اس کے نقطہ خال میں بس محو و فنا کرتے ہیں
 فاعل سے کشی گر میں ہوں تو یہ بھی پیویں زاہد و شیخ عبث میرا گلہ کرتے ہیں
 وہ طرح ہم کو بتا ساقی کہ دیکھیں اس کو جس کی تعریف کہ ہر یک سے سنا کرتے ہیں

بند رہتی نہیں حاجت کبھی ان کی تمکین
 جو کہ حاجت کسی بے کس کی روا کرتے ہیں

﴿516﴾	ش-ن-ر-خ-	غزل ندارد
۱-	ع	شعر ندارد
۲-	ایضاً	
۳-	ایضاً	
۴-	ایضاً	
۵-	ع	۱۱۵ ایک

﴿517﴾

عشق میں تیرے ہم جو مرتے ہیں روز و شب آہ آہ کرتے ہیں
 ہجر میں اس کے ہدموں دو چار زیست کے دن ہم اور پھرتے ہیں
 ہم کو آتی ہیں حسرتیں کیا کیا اس کے کوچے سے جب گذرتے ہیں
 تیری مڑگاں کے دونو پر کالے پڑے دل کے مرے کترتے ہیں

ہم جہاں میں کسی سے اے غمگین

نہیں ڈرتے پڑا اس سے ڈرتے ہیں

﴿518﴾

ہم تو اپنی وفا پہ مرتے ہیں وہ ہزاروں جفائیں کرتے ہیں
 ہے بتوں کو خدائی کا دعویٰ یہ بھلا کب خدا سے ڈرتے ہیں
 آہ! کس شمع رو سے لو باندھیلا ٹھنڈی سانسیں جو آپ بھرتے ہیں
 اپنی آنکھیں ملا کروں ہوں میں جس جگہ وہ قدم کو دھرتے ہیں

اس کے کوچے سے آہ اے غمگین

لوگ کس طرح سے گذرتے ہیں

﴿517﴾ م-ب-ش-ر-ن-ع- غزل ندارد

۱- خ ۱۳۳ بھرتے

۲- ایضاً پس

﴿518﴾ ر-م-ن-ب-ع- غزل ندارد

۱- خ ۱۳۳ باندھے

﴿519﴾

کچھ آج خیر ہے کیوں مجھ سے آپ لڑتے ہیں
یہی کہے ہے مرا دل مٹے نہ یہ جھگڑا
میں اُس کی بزم میں کیوں لے گیا انھیں ہے ہے
بگڑ گئے تھے نئے میں ہم اُن سے اک شب کو
کریں ہیں بزم میں جب آسمان کی وہ باتیں
نصیب یہ نہ ہو دشمن کو دیکنا یارب
چڑھیں ہیں ڈھب پہ مرے وہی تو کیا غریبی سے
زباں سنبھالیے کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں
وہ مجھ سے جب کہ کسی بات پر جھگڑتا ہے
کہ میرے یار مجھے دیکھ کر اکڑتے ہیں
وہ بات بات میں اُس روز سے بگڑتے ہیں
حیا و شرم سے بس ہم زمیں میں گڑتے ہیں
بہم ملے ہوئے دو دل جہاں پھڑتے ہیں
کہیں ہیں چھوڑ ہمیں تیرے پاؤں پڑتے ہیں

خدا کے واسطے جایا نہ کر وہاں ممکن
وگر نہ لوگ تجھے آج کل پکڑتے ہیں

﴿519﴾	ش۔	غزل ندارد
۱۔	ب۔۱۳۵۔	بگڑتے
۲۔	ب۔۱۳۵۔	اُس
۳۔	۴۱	بگڑ گیا تھا ننھے میں میں اُن سے اک شب کو
۴۔	۵	شعر ندارد
۵۔	ب ۱۳۵	ملنے
۶۔	۵	شعر ندارد
۷۔	۲ ۲۳۲	لفظ "وہ" ندارد
۸۔	۵	شعر ندارد

﴿520﴾

نشتے میں بزم سے جب اُس کے اٹھ کے چلتے ہیں
یہ دل میں آتی ہے دنیا سے کاش اٹھ جاؤں
جو دے کے دم انھیں لاتا ہوں گھر تو رستے میں
نہ روؤں خوں نہ ملوں کس طرح کف افسوس
ہمیں جو دیکھتے ہیں سوزِ عشق میں چلتے
لگے ہے دل کوئی بن تیرے بزمِ خواہاں میں
بغیر میرے اکیلا نہ شب کو نکلا کر
جیا سی آتی ہے پردہ نشیں ترے غم میں
نشتے سے نشتے کے یہ حالت ہے راہ چلتے ہیں
نکلتے ہیں نہ ہمیں سن کے گھر سے وہ باہر

گرے ہی پڑتے ہیں جوں جوں کہ ہم سنہلتے ہیں
وہ زانو بیٹھتے ہی اپنے جب بدلتے ہیں
وہ چلتے چلتے کوئی دس جگہ بچلتے ہیں
کہ اس کے پاؤں میں اب غیر منہدی ملتے ہیں
تو دل ہی دل میں بہت اپنے غیر چلتے ہیں
یہ ان دلوں میں نہیں ہے جو دل بھلتے ہیں
کہ دن دیوالی کے اے شوخ چلتے ملتے ہیں
جو باہر اپنے کبھی گھر سے ہم نکلتے ہیں
سنجالیں جو ہمیں وہ بھی نہیں سنہلتے ہیں
بغیر دیکھے نہ ہم ان کے در سے ملتے ہیں

رفیقِ قلب یہ ہیں اس کے عشق میں عمکیں

ذرا سی گرمی سے جوں موم ہم پکھلتے ہیں

﴿520﴾	ش۔ ن۔ ر۔	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	م	دیوانے ۲۵۶
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	حاشیہ الف ۱۶۲	پریمی شعر دہرایا گیا ہے۔ اس میں مصرعِ اولیٰ ہے
		”یہ ناتوانی سے حالت ہے راہ چلتے میں“
۵۔	ب۔ م	شعر ندارد
۶۔	ب	شعر ندارد

﴿521﴾

وہ نہ یہ بند تبا باندھتے ہیں میرے سینے کی ہوا باندھتے ہیں
ہم نے دیکھا ہے نہ آتے جاتے آہ دپہ بندی وہ کیا باندھتے ہیں
کس نے ان رگوں کی باتیں کیں ہیں باندھنوں آپ بھلا باندھتے ہیں
جوں جوں سنتے ہیں میرا نالہ و آہ اور اپنی وہ ہوا باندھتے ہیں
بیٹھے بیٹھے وہ وہاں ہوتے ہیں تنگ ہم تصور یہ بلا باندھتے ہیں
کھولتے زلف کو بے وجہ نہیں مجھے زنجیر پا باندھتے ہیں
ہمدرد سخت مجھے حیرت ہے وہ کمر سے کھو کیا باندھتے ہیں
ان کی رہتی نہیں عملیں وہ آنکھ
تنگلی ہم جو ذرا باندھتے ہیں

﴿521﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ ن ۴۴ رنگ

۲۔ ایضاً کھولنا زلف کا۔۔۔

۳۔ الف-م-ن-۴۴ سخت حیرت ہے مجھے اے ہمدرد

﴿522﴾

شاہد وے سے جو دل لاپنا لگا رکھتے ہیں
 بزمین چاک پڑے پھرتے ہیں سارے صوفی
 شور بحروں کی سٹا کا ہے نرے پانی سے
 بن کے دیوانہ گہے گاہ شرابی اُس کو
 کان رہتے ہیں لگے کھٹکے پہ بس صبح تنک
 جب سے اقرار کیا مجھ سے یہاں آنے کا
 رکھ نہ امید وفا ان سے جو جزیم جہا
 ہائے جس شب کو کریں قصد یہاں آنے کا
 مجھے گھر آتے ہوئے دور سے دیکھیں ہیں تو آہ
 تو تو واعظ ہے کہوں کیا مرے پینے کا
 وہ کدورت میں عجب آہ صفا رکھتے ہیں
 آپ جس دن سے کھلے بند قبا رکھتے ہیں
 دُور و مرجان یہ سب تہہ میں چھپا رکھتے ہیں
 اپنی آواز بہر کیف سنا رکھتے ہیں
 مجھے گھر اپنے وہ جس شب کو بلا رکھتے ہیں
 اپنے پاؤں میں لگائے وہ حنا رکھتے ہیں
 جو جو دنیا سے کہ امید وفا رکھتے ہیں
 دل سے سو باتیں وہ اُس روز بنا رکھتے ہیں
 غیر کو پاس بلا کر وہ بٹھا رکھتے ہیں
 اب خرابات میں سے کش بھی گلزار رکھتے ہیں

اپنے غمگین کے بغیر آپ اٹھانا نہ قدم
 دشت و صحرا کی اگر سر میں ہوا رکھتے ہیں

﴿522﴾	ش-ہ-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م ۲۷۷ / ب ۱۶۵	دل اپنا جو
۲۔	ر ۱۱۰	جو کہ تشبیہ سے دل اپنا لگا رکھتے ہیں
۳۔	ر	شعر ندارد
۴۔	ایضاً۔	
۵۔	ایضاً۔	
۶۔	ایضاً۔	
۷۔	ایضاً۔	
۸۔	ب	شعر ندارد
۹۔	م ۲۷۸	میر
۱۰۔	م ۲۷۸ / الف ۱۷۴۔	گلا
۱۲۔	ب۔	شعر ندارد

﴿523﴾

عشق اُس پردہ نشیں کا جو نہاں رکھتے ہیں
جن کو دکھلائی کہ دیتا ہی نہیں وہ کھنڈا
عرض احوال کی گو اس سے نہیں ہم کو نہاں
سرد مہری سے تری پیر ہوئے ہیں لیکن
جس کی دیوار نہ در سقف نہ بنیاد ہے آہ
اسم کی تیرے ہی آواز کریں ہیں محسوس
خاک سے کیوں نہ اُگے نرگس شہلا اپنی
چشم بینا تو کی ہے دیوے تو دیکھیں تجھ کو
دن کو جو کوچے میں آنے نہیں دیتے ہدم
قل ہاتھ اپنے سے کیوں کر وہ کرے گا کہ ہم آہ

وہ خموشی میں عجب آہ و نغاں رکھتے ہیں
اور ہی اور وہ کچھ وہم و گماں رکھتے ہیں
بے زبانی میں مگر لاکھ نہاں رکھتے ہیں
گری عشق سے ہم دل کو جواں رکھتے ہیں
ہم دیوانے بھی عجب طُرفہ مکاں رکھتے ہیں
جس پر یار میرے ہاتھ جہاں رکھتے ہیں
یہاں بھی در پردہ ہم آنکھیں نگراں رکھتے ہیں
چشم کو تیری طرف ہم نگراں رکھتے ہیں
شب وہ گھراپنے بھلا مجھ کو کہاں رکھتے ہیں
نہ مرے ہجر میں یہ جان گراں رکھتے ہیں

ان قوانی کے سوا اور غزل میں ممکن

عشق کا اپنے ہم اور اس کے بیاں رکھتے ہیں

﴿523﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- ایضاً

۳- طبق ب ۱۶۳

الف / م- ہی

۴- م- ۲۷۷- تو

۵- ب شعر ندارد

۶- ایضاً

﴿524﴾

دوئی دور کر کے جو ہم دیکھتے ہیں تو ہے ایک دیر و حرم دیکھتے ہیں
یہ کچھ کفر اٹھا ہے دل میں ہمارے کہ کعبے میں بیٹھا صنم دیکھتے ہیں
خدا کے کرم سے سمجھتے ہیں بہتر صنم تجھ سے جو ہم ستم دیکھتے ہیں
کسی کو نہیں دیکھتے ہم جہاں میں اسی کو خدا کی قسم دیکھتے ہیں
جنہیں دو گھڑی وصل ہوتا ہے حاصل وہ اک عمر جہراں کھلا غم دیکھتے ہیں
سران کا دو عالم سے گزرے ہے پیارے جو اکسار تیرے قدم دیکھتے ہیں
یہ کہتے ہیں ہم چشم مجھ کو کہ تجھ کو کچھ ان دنوں روز ہم چشم غم دیکھتے ہیں
خدا دشمنوں کو نہ دکھائے عملیں
جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں

﴿525﴾

رات دن ہم شراب پیتے ہیں ہجر میں بے خودی کی جیتے ہیں
ہے یہی شغل دمدم دل کو چاک کرتے ہیں اور سیتے ہیں
بس کہ پیار ہجر و وصل ہیں ہم نہ تو مرتے ہیں اور نہ جیتے ہیں
ایک عملیں پہ کیا مقرر ہے
جتنے عاشق ہیں سب پہ بیتے ہے

﴿524﴾ خ- غزل ندارد

۱۔

۲۔ ش ۴۴ کا

۳۔ الف-۱۳۹، م-۲۱۶، ش-۴۳، ب-۱۲۶، ن ۳۹ ایک

۴۔ ن- ش شعر ندارد

۵۔ ش ۴۴ روزوں

۶۔ ب-ع-ن-ر-م- شعر ندارد

۷۔ ع- ۱۱۹ لفظ "کچھ" ندارد

﴿525﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

حاشیہ الف-۱۴۳

﴿526﴾

جان جاتی ہے یہاں تک آؤ دم لگتا ہے اب تو مل جاؤ
 میرے گھر میں گر آ نہیں سکتے اپنے گھر میں ہی لے مجھ کو بلواؤ
 ابر ہے آج سے کٹھن مجھ کو خوب ہی سے شراب پلواؤ
 دل لے مرا صاف ہے ہوا سو ہوا تم بھی دل میں نہ اپنے کچھ لاؤ
 ایک دن کا ہو روز کا جلتا دوستی ایسی بھاڑ میں جاؤ
 میرے جو جی میں تھا سو عرض کیا آپ کے دل میں کیا ہے فرماؤ
 اُس نے وعدہ کیا ہے اے غمگین
 شام تک اپنے دل کو بہلاؤ

﴿526﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	م۔ ۲۹۶	مجھے
۲۔	ش۔ ۵۹	میرادل
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	ب۔ ۱۷۶	وعدہ اس نے کیا ہے اے غمگین

(527)

اے عاقلو مجھے تم دیوانہ مت بناؤ
لوگوں کو مے پلا کر محفل میں یوں چمکاؤ
میں سچ پوچھتا ہوں باتیں نہ تم بناؤ
دیوار اور در سب کرتے ہیں کھاؤ کھاؤ
کچھ یہ نہیں میں کہتا مجھ کو گلے لگاؤ
کہتے ہیں لوگ داں کے تم یاں نہ آؤ جاؤ
مجنوں کو تم چھپاؤ یارو ہمیں دکھاؤ
کیا ہو جو مے کشو تم ہم کو بھی مے پلاؤ
گر میں نہ ہوں تو آؤ میں ہوں تو پھر نہ آؤ

”شعبہ انجمن ہے غمگین ہر ایک گھر کا

بے فائدہ تم اُس پر جی مفت مت جلاؤ

﴿527﴾ ب- ش- ن- ر- خ- ع- غزل ندارد

الف-۱۹۷-م-۳۱۲-وہاں-----یہاں

۴۲-۲ گهر

﴿528﴾

مذہب ہے تیرا کیا ہمیں ملکیں یہ لے بنا تو
ہیں خوب نئے کھڑے کو مستانہ دکھا تو
ساقی کی سنوں یا سنوں واعظ میں تری بات
انسان نہ ایسا نہ پری حور نہ غلمان
ہوتا ہی نہیں درد و الم مجھے آہ
کیا مجھ کو چلائے گا میں پہلے ہی سے ہوں خاک
وہ دے دے کہ جس سے کسی رہ کا نہ رہے ہوش
سے خانے سے قم قم کی چلی آتی ہے آواز

ملکیں تری وحدت کی ہے تقریر عجب گول

پھر کیا ہے تو بتلا کہ نہ بندہ نہ خدا تو

﴿528﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر-۱۱۵	لفظ "یہ" ندارد
۲۔	ب-ر-	شعر ندارد
۳۔	م-۳۰۵	تری میں بات
۴۔	ب-ر	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	ایضاً	
۷۔	م-۳۰۶	لفظ "ہی" ندارد
۸۔	ب-ر	شعر ندارد

﴿529﴾

اس واسطے ہوا تھا رندوں کا رہ نما تو
وہ بحرِ عشق میں پھر ڈوبے ہے اک نہ اک دن
صوفی تو بن کے پیارے جو چاہے گالیاں دے
ہے اس کی مہربانی تجھ سے حجاب رکھنا
قاصدِ زبانی میری اس شوخ سے یہ کہنا
لے دیکھ وہ کہے ہے گر جائے تجھ سے دیکھا
کیا دل کی سے پیارے چندے کٹے کی صحبت
کافر ہو یا مسلمان ہو کبر خواہ ترسا
اک عمر گزری سنتے تعریف تیری پیارے
محفل میں اس کی جاکر پھر پی شراب بارے
ہوتا نہیں ہے اے دل گر قلبِ ماہیت تو
تا سے کدے میں غمگین پھیلائے اٹھا تو
اس آب سے بس جس کا ہو آشنا تو
لیکن شراب پی کر مت کہہ برا بھلا تو
ورنہ بسانِ شبنم اکسلا دم میں ہو ہوا توسع
جیسا لکھا ہے خطِ خط میں ایسا ہی مجھ سے تھا تو
پر شرط ہے کہ کہو بندے کو مت خدا تو
رونے کو میں ہوں طوقاں ہنسنے کو بد بلا تو
جس کا ہے جو کہ مطلب اس کا ہے مدعا تو
لیکن کھلا نہ ہم پر ہے کون اور کیا تو
توبہ پر اپنی اے دل ثابت بہت رہا تو
بندے سے کیوں ہوا ہے تلا ہمیں خدا تو

لکھ اور بھر میں تو غمگین غزل و لیکن

محفل میں سے کشی کے اس کو نہیں ستا تو

﴿529﴾ ش-۵-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- الف-۱۹۳-م-۳۰۵-ب-۱۸۱-ایک

۳- ب شعر ندارد

۴- ب-۱۸۱- میں نے

۵- ب شعر ندارد

۶- ب-۱۸۱- جی

۷- ب شعر ندارد

۸- م-۳۰۵-ب-۱۸۱- غمگین

نسخہ "الف" میں غمگین قلمزد کر کے "اے دل" لکھا گیا ہے۔

۹- شعر پر حاشیہ الف-۱۹۳ م-ب شعر ندارد

﴿530﴾

پیری میں اُس جوان پر عاشق ہوا ہے تو رندوں کا حق امام ہے تو رہنما ہے تو
شب کے تو روٹھنے کو ذرا دل میں یاد کریں میں تجھ سے بولتا نہیں حد بے وفا ہے تو
کھڑے کو اُس کے دیکھ کے مطلق رہا نہ ضبط منہ سے نکل گیا ہے کہ کیا جانے کیا ہے تو
بے حکم جڑے ہوئی نہیں شب کو کوئی بات ہے تقصیر میری کیا ہے کہ مجھ سے خفا ہے تو
یہ سچ ہے سچ بتا تجھے اللہ کی قسم چاہے ہے اکسے صنم کو ہم نے سنا ہے تو
میرے تو درد کا نہ ہوا تجھ سے کچھ علاج کیا جانے کس کے دروغ کی قاتل دوا ہے تو
موتی جو ہے بے صدف سے اُسے آب یہ کہاں موتی کے سیپ کا گہر بے بہا ہے تو
سولیسویوں سے جو شب اُس کے گھر رہا تو بولی وہ پری کہ دیوانہ ہوا ہے تو
وہ بات ہوئی ہے نہ کبھی ہوگی تا عیش جس بات کے لئے مرے گھر میں رہا ہے تو

عمکیں جو تونے چھوڑ دی یوں لیے شراب
کہہ کس کی چشم مست کا بے خود ہوا ہے تو

﴿530﴾	ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ش-۵۸	سج
۲-	م-۲۹۲	رکھ
۳-	نسخہ "ب" ۱۷۴ میں متن میں نویسی مصرع ہے جبکہ حاشیہ میں یہ مصرع درج ہے۔ "یہ حکم کوئی بات ترے شب ہوئی نہیں"	
۴-	ش-۵۸	اُس
۵-	ب	شعر ندارد
۶-	طبق م-۲۹۲	
۷-	(الف-۱۸۶ قتل)	
۸-	طبق ش-۵۹	
۹-	(الف-۱۸۶ ہو)	
۱۰-	ب	شعر ندارد
۱۱-	ایضاً	

﴿531﴾

یاد تم اپنی دلایا نہ کرو میں جو بھولوں تو بھلایا نہ کرو
 ے سے کر بیٹھیں گے ورنہ توبہ ہمیں بن اس کے پلایا نہ کرو
 صلح کر تم کو ہے ہم سے منظور بزم میں آنکھ لڑایا نہ کرو
 کچھ بھروسا نہیں دم کا ہدم یوں مجھے چھوڑ کے جایا نہ کرو
 لوگ اب کرنے لگے ہیں چرچا ہر کہیں مجھ کو بلایا نہ کرو
 جب میں قائل ہوں نہ یہاں آنے کا گر مرے دھیان میں آیا نہ کرو
 ہو کسی طرح نہ جس کی برداشت اس طرح کا تو ستایا نہ کوئے

دوستو خاطر غمگین ہے اگر

شب کو گھر اپنے بلایا نہ کرو

﴿531﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ن-۵۰	بیٹھوں گا
۲-	ن-۵۰	مجھے
۳-	ر	شعر ندارد
۴-	ر	شعر ندارد
۵-	ن-۵۰	یہاں نہ آنے کا میں جب ہوں قائل
۶-	ر-۱۱۶	دھیان میں میرے گر آیا نہ کرو
	ب	شعر ندارد
۷-	ر-ب	شعر ندارد
۸-	ن-۵۰	دوستو غمگین کی گریہ خاطر

﴿532﴾

بھر بھر کے جام دے دل خانہ خراب کو مستوں سے کر گریزا نہ ساقی شراب کو
 قاصد نہ آپ بن کے ہم افسوس والے گئے جو ہائے اپنے کانوں سے سنتے جواب کو
 سینے میں ٹھہرتا ہی نہیں میرے ایک دم کیا اضطراب ہے دل پر اضطراب کو
 شب کو نشے میں اس کے گلے ہی لپٹ گیا کچھ بھی رہا حجاب نہ مجھ بے حجاب کو
 دیکھوں تو کوئی دیکھنا بھی سکتا ہے مجھ سوا منہ سے ذرا اٹھا دے تو اپنے نقاب کو
 بھری پر اپنی ہائے بس آتا ہے مجھ کو رحمے جب دیکھتا ہوں تیرے شکر شباب کو
 رونے سے اس کو کام ہے ہو جبر یا وصال مردم یہ کیا ہوا مری چشم پر آب کو
 جو ولولہ جوانی میں بھری میں وہ کہاں ہوتا اگرچہ عشق ہے ہر شیخ و شاب کو
 لوں میں کہیں نہ راہ عدم انتظار میں قاصد تو جلد لائیو خط کے جواب کو

غمگیں غزل لکھ ایسی کہ جس میں ہو ذکرِ ے

بھاتی غزل بہت ہے تری! مجھ خراب کو

-
- ﴿532﴾ ب۔ ر۔ ع۔ غزل ندارد
- ۱۔ الف۔ ۱۸۵ / م۔ ۲۹۱ / ن۔ ۴۷ / ش۔ ۵۷ "عزیز"
- ۲۔ ش۔ ۵۷ ساقی نہ کر غریز تو ہم سے شراب کو
- لیکن ش۔ ۵۷ کے حاشیے پر مندرجہ بالا مصرع بھی لکھا ہے۔
- ۳۔ الف۔ ۱۸۰ / م۔ ۲۹۱ / ن۔ ۴۷ / ش۔ ۵۷ وہاں
- ۴۔ ن۔ ۴۷ قاصد ہم آپ بن کے نہ افسوس وہاں گئے
- ۵۔ خ۔ ۱۳۵ سے
- ۶۔ نسخہ "الف" تکرار "دیکھ بھی" لکھا ہے
- ۷۔ ب۔ ۴۷ / ش۔ ۵۷ / غمگیں کی آہ پیری پہ آتا ہے مجھ کو رحم
- ۸۔ شعر بر حاشیہ ش۔ ۵۷
- ۹۔ حاشیہ ش۔ ۵۷ اگرچے
- ۱۰۔ خ۔ ۱۳۵ ترے

﴿533﴾

ہم پر تو خود روا تو نہ رکھ احتساب کو
گھر سے نہ کھوئی کسی خانہ خراب کو
مدت ہوئی یہ خوف ہے خط کے جواب کو
کل سے بس اس کی دیکھ کے چشم پر آب کو
کہتے ہیں لوگ دار پر آتا ہے خواب کو
گر میرے دل کے دیکھے کوئی بیچ و تاب کو
کہتا نہیں کوئی مرے عالی جناب کو
اپنا یہی وجود ہے جو ہے حجاب کو

وہ بے حجاب جب ہو کہ غمکین کسی طرح

محبوب کیجیے اپنے سے اُس کے حجاب کو

﴿533﴾ ن-ش-و-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- ۲۹۲-آنا

۳- ب شعر ندارد

۴- ایضاً

۵- طباقی ۲۹۲

الفاظ ۱۸۶-جود

۶- ب شعر ندارد

﴿534﴾

رہنے دے حشر پر تو عذاب و ثواب کو
جو لطفِ آرزو ہے، بر آنے میں وہ نہیں
یارب نصیب میں ہے خرابی مرے اگر
خوف و رجا جو رکھے تو رکھ قرب و بعد کا
برپا یہ حشر پھر ہو خرابات میں کہیں
اس اپنی ہوشیاری سے ہے دشمنی بہ دل
پوشیدہ تو ہو شیعہ دل میں یہ دختِ رز
محب مرے عشق نے اس سے کیا مجھے
جہراں میں اس کی غمخوری و سے کشی سوا
واں بے خواب میں بھی چہر مغاں یہ خیال تھا
امرت ہے داعظا تجھے یہ گھونٹ دہر کا

اس سے کدے میں پی ہی لے زاہد شراب کو
اے شوخ! اپنے رخ سے اٹھامت نقاب کو
تو سے سوا کراب نہ کر مجھ خراب کیا
کر دل سے دور اپنے ثواب و عذاب کیا
مطرب نہ لہجہ ہاتھ میں چنگ و رہاب کو
رکھتا بجاں ہوں دوست میں اس شراب کو
ڈرے میں جو چھپائے کوئی آفتاب کو
کیا جانتا تھا ورنہ وہ شرم و حجاب کو
میں اور جانتا ہی نہیں آتش و آب کو
کرتا ہوں یاں خیال جو میں اپنے خواب کو
آنکھوں کو بند کر کے تو پی لے شراب کو

سائل سے کیا سوال کرے جو کریم ہو
ڈرتا عبث ہے حشر کے غمکین جواب کو

﴿534﴾ ش۔ ن۔ ع۔ غزل ندارد

- | | | |
|----|-------------------------------|-----------|
| ۱۔ | خ۔ ۱۳۶ | شیخ |
| ۲۔ | ب | شعر ندارد |
| ۳۔ | خ | شعر ندارد |
| ۴۔ | ب۔ ر۔ خ | شعر ندارد |
| ۵۔ | ب۔ ر۔ | شعر ندارد |
| ۶۔ | ر۔ خ | شعر ندارد |
| ۷۔ | الف۔ ۲۰۰۔ م۔ ۳۱۔ ب۔ ۱۸۶۔ وہاں | |
| ۸۔ | ایضاً | یہاں |
| ۹۔ | ب۔ ر۔ خ۔ | شعر ندارد |

﴿535﴾

بات اک ایسی کہی ہے اُس نے مجھ سے رات کو
میری چھاتی ہے جو رہ جاتا ہوں چھاتی کوٹ کر
جی لگا ہے کچھ کہیں ایسا کہ جی لگتا نہیں
میری ایذا سے ہے مقصد اور کچھ مطلب نہیں
اس سے جب کہتا ہوں کچھ کہتا ہے تب کہتا ہے وہ
میں اکیلے رات کو اس ڈھب سے پہنچا اُس کے پاس
وصل قسمت میں نہیں تو کاش ہو جاوے وصال

اس روئیف و قافیہ کے لکھ سوا غزل

وہ قسم دے کر کہیں ہیں مان میری بات کو

﴿535﴾ ر-خ-ع غزل ندارد

۱۔	طبیق م-ب-ش-ن- (الف- ۱۸۷ کی)	غزل ندارد
۲۔	ن-۴۷ جب	
۳۔	ش-۵۹ تم	
۴۔	ب شعر ندارد	
۵۔	ش-ن-پ شعر ندارد	
۶۔	ش-۵۹ / ن-۴۷ غمگین	
۷۔	ب شعر ندارد	
۸۔	ش-ن شعر ندارد	

﴿536﴾

رمضان کی چھوڑ ساقی تو گفت و شنید کو
 اے نیک ، بد سمجھو نہ خراباتیوں کو تو
 جو مصقلہ سے دم کے کرے رنگِ دل کو صاف
 آتا ہے جو کہ دید میں ہے تم کو اس میں شک
 ہر شے جدید علم میں اس کے قدیم ہے
 دھو رکھ تو اپنے منہ کو کہ دیکھا نہ جائے گا
 لاتی نہیں ہے تو بھی جو اس دلف و خط کی آہ
 آیات اپنے مصحفِ رو کی یہ یاد ہیں
 کافر ہے اور دہری ہے طہ ہے اور کبر
 محروم مت شراب سے رکھ روزِ عید کو
 نسبت ہے اس سے ایک شفیق و سعید کو
 جوں آئینہ وہ دیکھ لے پھر اس حدید کو
 دیکھو گے کس طرح سے تم اس ناپید کو
 ہم ایک جانتے ہیں قدیم و جدید کو
 اور آنکھیں چاہیے ہیں دلا اس کی دید کو
 کیا جانے کیا ہوا ہے صبا سے برید کو
 گویا کیا ہے حفظِ کلامِ مجید کو
 کہتا ہو جو قدیم کہ واعظِ جدید کو

غملیں بدل کے قافیہ لکھتا ہوں وہ غزل

ارشاد پیر کرتے ہیں جو کچھ مرید کو

﴿536﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ۴-۳۰۳ چاہئیں

۲- ب شعر ندارد

۳- ب-۱۸۰ میں

﴿537﴾

وہ جب سے گیا ہے اپنے گھر کو حیراں میں دیکھتا ہوں در کو
 جی گھر میں لگا نہ اپنے اس کلا دیکھا مری چاؤں کے اثر کو
 جتنے میں ۳ وہ شون ہوئے رخصت کیا جاوے دل گیا کدھر کو
 پڑتا ہے نظر مجھے وہ ہی آہ دیکھوں ہوں میں آنکھ بھر جدھر کو
 دل سانہ عزیز وں سے جب آئے تب بھیجوں کسے کہو خبر کو
 کولھے پہ نہ ہاتھ رکھ مری جان پنچے نہ چک کہیں کر کول
 ممکن مرے دم میں دم نہیں ہے
 جس وقت سے وہ گیا ادھر کو

﴿537﴾	ب-ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	۴۹-۵	جی اس کا لگانہ اپنے گھر میں
۲-	ایضاً	آہ
۳-	الف-۱۹۰	لفظ "میں" ندارد
۴-	الف-۱۹۰-م-۳۰۱-ن-۴۹-وہاں	
۵-	ن-	شعر ندارد
۶-	ایضاً	

﴿538﴾

کیا مریدی نسبت ذاتی نہ ہو جس پیر کو
 جس کی صحبت میں فنا حاصل نہ ہو وہ شیخ کیا
 پاس جن کے بیٹھنے سے تجھ کو آجاوے نہ سکر
 وہ ہے مرشد حکم میں جس کے ہو ہدم قبض و بسط
 یوں مریدوں کو پلاوے دل سے لہجہ معنوی
 گر دہاں سے وہ کرے اپنی بیان معرفت
 دل میں رکھے مبتدی کے عشق کی بنیاد وہ
 دل پہ طالب کے کرے گر قصد تو وقت سماع
 جب تک صحبت میں اُس کی کچھ نہ ہو تجھ کو اثر
 بے تصرف باطنی کے کچھ نہ لانا اعتقاد
 گر کمال اُس میں نہ ہو کچھ اور تو اتنا تو ہو
 جو مقید خود ہے وہ کس کو کرے آزاد آہ

میرا مت کر بیٹھنا اے یار بے تاثیر کو
 ہو نہ پیاں یار جس میں کیا کرے اُس تیر کو
 دور سے ہی کر سلام اُن سب فقیر و پیر کو
 اور گھٹنہ مثل گل کر دے دل دگیر کو
 طفل کو دیتی ہے مادر جس طرح سے شیر کو
 محو ہووے جو سنے اُس کی کوئی تقریر کو
 نیست کروے دو جہاں کی دل سے جو تعمیر کو
 کھول بے ارشاد دے وہ تبرجم اور زیر کو
 معتقد سن کر نہ ہو لوگوں کی تو تقریر کو
 دیکھ کر تو ظاہری اوقات اور توقیر کو
 پھر روا ہرگز نہ رکھ بیعت میں تو تاخیر کو
 فکر اپنی ہی رہے ہے پائے در زنجیر کو

غل میں شیطان کے نہ آویں گے کہیں ہیں ہوشیار
 اس غزل کی تیرے غمکیں دیکھ کے تحریر کو

﴿538﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- م- ۳۱۸ / ب- ۱۸۶ پسر

۲- طبق م- ۳۱۸ - ب- ۱۸۷ - ر- ۱۱۷

(الف- ۲۰۰ زبانی)

﴿539﴾

کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے جس کو
 جو کیفیت کو اُن آنکھوں کی دیکھے
 نظر پر مغال کی کیا ہے
 مجھے جو شب کو آتے اُس نے دیکھا
 بتائی راہ دل کو کس نے واں کی
 خدا محفل میں رکھے میری عزت
 وہ یہ کہہ بیٹھتا ہے جس کو تس کیا
 میاں غمگین ذرا آئینہ دیکھو
 تمہارا منہ ہے جو دیکھو گے دس کو

﴿540﴾

شراب کی ہوئی عادت جو آہ ہے تم کو
 جو دوڑ دوڑ کے جاتے ہو اُس کلی میں روز
 کہے ہے دیکھ کے وہ مجھ کو بزمِ خواہاں میں
 نہیں ہے بندے میں جور و جفا کی اب طاقت
 ہر آن اُس بہت قاتل کے عاشقوں کو دیکھ
 وہ کون پردہ نشین! یاں رہے ہے پردہ نشین
 مرے نہ وصل کی شب کس لیے کہ ہجراں کا
 شب اپنے قول و قسم پر تم آئے پیارے خوب
 گناہ ہے یہ مرا کیا گناہ ہے تم کو
 کسی نہ آہ کسی سے تو راہ ہے تم کو
 کہ ان میں ہم بھی سنیں کس کی چاہ ہے تم کو
 یہ عشق کا مرے صاحبِ دہا ہے تم کو
 اجل کہے ہے خدا کی پناہ ہے تم کو
 ہمیشہ اپنے جو دل پر نگاہ ہے تم کو
 اب آہ پیش یہ روزِ سیاہ ہے تم کو
 ہم اور کیا کہیں بس واہ واہ ہے تم کو
 سوائے شاہد و مے دو جہاں میں اے غمگین
 کچھ اور کام بھی شام و پگاہ ہے تم کو

﴿539﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- شعر بر حاشیہ الف- ۲۰۱

﴿540﴾ ب-ن-ش-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف-۱۹-م-۳۱۶- یہاں

﴿541﴾

جاں کا نہ ہوش دل کو نہ دل کا ہے جان کو
مت دل لگا تو اس سے کہ دنیا ہے پیر زال
پہروں حواس رہتے نہیں دیکھ کر مرے
بھولے سے نام لوں اگر اُس کا تو دل کہے
مت ذکر تم کیا کرو وحدت وجود کا
وہ کام کر کہ جس میں نہ تیرا رہے نشان
گر ہو خبر کہ کون یہ کرتا ہے قتل عام
کچھ زیادہ قال نہ تو اپنے حال سے
دیکھا ہے جب سے میں نے کسی مہمان کو
گر چاہتا ہے چاہ کسی نوجوان کو
آوے اگر کبھی وہ یہاں ایک آن کو
اے کاش دے جلا کوئی ایسی زبان کو
لگتا بہت برا ہے یہ اب میرے کان کو
بے فائدہ نہ ڈھونڈ ولا بے نشان کو
دل چاہے آہ نچل پھر کسی کا امان کو
وہ جانتا ہے یار نہان و عیان کو
غمگیں نہیں جہاں میں تیرے مثل کوئی شے
مت جھانک تو زمیں کو نہ دیکھ آسمان کو

﴿541﴾ ش۔ ن۔ ر۔ غ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ب۔ ۱۸۱ بھرہ

۲۔ طبعی م۔ ۳۰۴ / ب۔ ۱۸۱

الف۔ نہان عیان

﴿542﴾

بیاباں سے بھی دیراں گھر ہے اب مجھ خانہ دیراں کو
 وہ اس کی چشم کافر دیکھ رو بیٹھا ہوں ایماں کو
 کبھی تو چاک کرتا ہے گریباں اور کبھی دامن
 بایں بے اختیاری یہ کرے دعویٰ بے خدائی کا
 اگر وہ مہ قریب شام اپنی بام پر آوے
 کشش نے چاہ کی کس کے مجھے اس چاہ میں ڈالا
 دم آخر ہی مینار وہ جاوے نہ تا حسرت
 مرے پردہ نشیں کو کچھ خبر اب تک نہیں مجھ سے
 مجھے تم دیکھتے ہو لوگ تم کو دیکھ لیوں گے
 میں وہ مجنوں نہیں گھر چھوڑ کر جاؤں بیاباں کو
 ہوا برگشتہ دیں سے دیکھ اُس برگشتہ مڑگاں کو
 نکل جاویں گے ہاتھوں سے جنوں کے ہم بیاباں کو
 حقیقت منکشف اپنی ۱ ہو گر ہر ایک انساں کو
 فلک پر ٹھہرنا مشکل پڑے خورشید تاباں کو
 عزیزو یہ ہوا معلوم پیچھے ماو کنعاں کو
 نفس میں ہی سے دکھلا دے ہمیں سیر گلستاں کو
 بیاں کس سے کروں میں ہائے اپنے درد پنہاں کو
 بس اے صاحب ذرا بندے کو چلن میں سے مت جھانکوا
 غزل اس طرح کی لکھ اور غمگین میری خاطر سے
 کہ شوق دید پیدا جس سے ہو ہر ایک انساں کو ۲

﴿542﴾	ب۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ش۔ ۱۲۰	نہیں معلوم غمگین کیا ہے عشرت چشم گریاں کو
۲۔	م۔ ۲۹۹	کہ جو خون دل اپنے سے حنا باندھے ہے مڑگاں کو
۳۔	ش۔ ب۔ ر	امان
۴۔	شعر بر حاشیہ الف۔ ۱۹۰	غزل ندارد
۵۔	ن۔ ۴۷	شعر ندارد
۶۔	ن۔ ۴۷ - الف۔ ۱۹۰	وہ
۷۔	ن۔ ۴۷	دعوا
۸۔	ش	گر اپنی ہو۔۔۔۔۔
۹۔	ش۔ ن	شعر ندارد
۱۰۔	ش۔ ۱۲۰ - ن۔ ۴۷	شعر ندارد
۱۱۔	ش۔ ۱۲۰ - ن۔ ۴۷	تم اُس کو
۱۲۔	م۔ ن۔ ش	خدا کی واسطے غمگین کو چلن سے مت جھانکو
		شعر ندارد

﴿543﴾

شہود اس کا یہاں تک ہے مری اس چشم گریاں کو کہ اب گلے نہیں دیتی ہے مڑگاں سے یہ مڑگاں کو کہے ہے اس سے تو پہلے یہ کہو شب کو مستی آنا سوا دن کے کبھی وہ رات کو رہتا نہیں ہدم مجھے مت لے چلو اے ہدمو خوبوں کے مجمع میں رہے کیوں کر نہ عریاں اے پری رو تیرا دیوانہ میں گھر میں جاؤں کیا جب سے گیا ہے گھر مرا مہماں حقیقت اپنی جاں کی دید میں مشکل ہے گر آوے گریبان قبا کا اپنے عالم دیکھ اے ظالم

کہ اب گلے نہیں دیتی ہے مڑگاں سے یہ مڑگاں کو بلانے کو وہ میرے بھیجتا جس دن ہے درباں کو کسی نے بدگماں ایسا کیا ہے میرے مہماں کو نہ ہوں آشفہ میرے دیکھ وہ حال پریشاں کو بجائے طوق بیڑی جانتا ہے جیب و داماں کو بھرا آتا ہے دل دیکھنے سے خالی گھر کے دالاں کو دکھاؤں کس طرح تجھ کو دلا میں جان کی جاں کو تعجب سے مرے مت دیکھ تو چاکہ گریباں کو کوئی وحشی نہ طے جو کر سکا اس رہ کو ٹمکیں مگر پایاں نہیں ہے آہ وحشت کے بیاباں کو

﴿543﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ م۔ ۳۰۰ حیراں

۲۔ طبق م۔ ۳۰۰ / ب۔ ۱۷۷ (الف۔ ۱۹۰ تب)

۳۔ ایضاً (الف۔ ۱۹۰ اون)

﴿544﴾

ایسے شرابی ہیں یہ غمگین دیکھ تو ان سرشاروں کو
 روٹا ایسا مت رو آنکھو غلق کو جس سے ایذا ہو
 محفل میں دن عید ہو جس کی رات ہو جیسے شب برات
 آتش عشق سے جل جل کر جو خاک ہوئے ہیں اے واعظ
 سے پی اٹھ سے خانے میں چل کر تا معنی ظاہر ہوں تجھے
 اُس کو مقام و بحال شمر معلوم پڑے بس اے زاہد
 ہجر کی شب کو نیند کہاں اُس ماہ جبین کے غم میں آہ
 پینے سے جو تک کریں ہیں ان کو پلاتا ہے وہ شراب
 مست کیے دیتی ہیں آنکھیں جن کی سب ہشیاروں کو
 کہتے ہیں یہ سب ہمسایے جو کھوں ہے دیواروں کو
 کون وہاں آنے دیتا ہے ہم سے دل افکاروں کو
 دوزخ کا کچھ خوف نہیں ہے مطلق ان بیچاروں کو
 مسجد میں تو بیٹھا عابد مت پڑھ ان طوماروں کو
 کوئی موصوف ہو یا صوفی جو دیکھے ان اشعاروں کو
 صبح تک یہ شغل ہے میرا گنا کروں ہوں لا تاروں کو
 تشنہ کام رکھے ہے ساتی ہم سے تو لا میخواروں کو

موسم میں برسات کے جس دن مینہ برسے خالص وہ شراب

خوب ہی پیویں ہم اے غمگین اور پلاویں یاروں کو

﴿544﴾	ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ش-۱۱۱	اب
۲-	ب	شعر ندارد
۳-	ایضاً ش-۱۱۱	
ہجر کی شب کے درد و الم جو کھنچ چکے ہیں اے واعظ		
روز جزا کا خوف نہیں ہے مطلق ان بیچاروں کو		
۴-	ش-۱۱۱	مکشوف
۵-	ش-۱۱۱	کیا پڑھتا ہے طوماروں کو
۶-	ب	شعر ندارد
۷-	ن-۳۶	اور
۸-	م-۲۹۷	حال سے
۹-	ایضاً	موجد
۱۰-	ن-۳۶	میں
۱۱-	ایضاً	میں
۱۲-	ب	شعر ندارد
۱۳-	م-۲۹۷	تواب -
	ش-۱۱۱	اب
۱۴-	م-۲۹۷	ہم پیویں خوب بھی اے غمگین اور پلاویں یاروں کو
	ش-۱۱۱	ہم بھی پیویں اے غمگین اور خوب پلاویں یاروں کو

﴿545﴾

بس ہو میرا تو ملا لوں تجھ کو دے کے دم پاس سلاووں تجھ کو
 تھنہ خوں ہو ابھی تو میرا جو کلیجے سے لگالوں تجھ کو
 پھر بہت یار پیوں گا میں شراب پہلے تھوڑی سی پالوں تجھ کو
 منہ پروانہ جلوں گا آخر شمع ساں پہلے جلاووں تجھ کو
 نیند آتی نہیں وہ کہتے ہیں شب کو جب تک نہ ستا لوں تجھ کو
 نور دیدہ ہے مرا تو اے اشک گھر سے کس طرح نکالوں تجھ کو
 گر نہ پڑو تو نئے میں ممکن
 ٹھہر اے یار سنبالوں تجھ کو

﴿546﴾

چمن پڑتا نہیں ذرا مجھ کو یا الہی یہ کیا ہوا مجھ کو
 میں بھی اپنے ہوں کام میں ہوشیار یار دیوانہ مت بنائے مجھ کو
 میں بھلا کوئی مانتا ہوں برا تو برا کہہ لے یا بھلا مجھ کو
 تجھ سے جس شکل ہو سکے اے یار اپنی صورت ذرا دکھا مجھ کو
 اس شرابی کی دیکھ کر آنکھیں ہوش اپنا نہ کچھ رہا مجھ کو
 ہوں میں اس وقت جان سے بیزار دیکھ اے دل نہ تو ستا مجھ کو
 ہے یہی آرزو کہ اب تجھ سے نہ کرے پھر خدا جدا مجھ کو
 دیکھ کر ان بتوں کو اے ممکن
 یاد آتا ہے بس خدا مجھ کو

﴿545﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

۱- الف-۱۸۶ ہوں

۲- م- شعر ندارد

﴿546﴾ ب-ر-ع غزل ندارد

۱- ش ۵۴ ہوں اپنے

۲- ن ۴۸ بتا

۳- خ ۱۳۵ برا

۴- ن ش شعر ندارد

۵- شعر بر حاشیہ الف-۱۸۵ م-خ-ن شعر ندارد

۶- ش شعر ندارد

﴿547﴾

یہیں بٹھا کے تو دے محتسب مزا مجھ کو مگر نہ در سے خرابات کے اٹھا مجھ کو
 وضو شراب سے کرتا ہوں ے کدے میں نماز یہاں لا تلک تو ہے پرہیز و اتقا مجھ کو
 قسم سے خاک خرابات کی کہ تشنہ ہوں شباب آب عنب ساقیا ہلا مجھ کو
 غرض تھی دیکھنے تیرے سے تجھ کو دیکھ لیا نصیب سے نہیں کچھ اپنے اب گلستا مجھ کو
 یکا یک آ کے اٹھا ہی دیا شب اس بت نے گھر اپنے بیٹھے ہی بیٹھے ملا خدا مجھ کو
 مرض رہا نہ مجھے کثرت اور وحدت کا بس ایک جام میں غمگین ہوئی شفا مجھ کو
 نکالے مجھ سے غریقوں کو بحر وحدت سے ملا نہ ہائے کوئی یار و آشنا مجھ کو
 کبھی تو مجھ سے نہ کرتا تھا بات خلوت میں سو اب ہزاروں سناتا ہے برملا مجھ کو
 میں جانتا ہوں تری گفتگو ہے در پردہ یہ لوگ کہتے ہیں جتنا برا بھلا مجھ کو

لپٹ پڑے نہ کہیں دخت رز سے اے ساقی

دکھائی دیوے ہے غمگین یہ جتنا مجھ کو

﴿547﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ ر ۱۱۶ کہ پہاں

۲۔ ب ر شعر ندارد

۳۔ م ۳۱۰ اور گلا

۴۔ ب ر شعر ندارد

۵۔ نسخہ ب میں یہ شعر دوبار لکھا گیا ہے

۶۔ ب ر شعر ندارد

۷۔ ر شعر ندارد

۸۔ ر شعر ندارد

۹۔ ب ر شعر ندارد

﴿548﴾

پند ہے تری اے بے وفا جفا مجھ کو غلام سمجھتے ہیں یہ لوگ با وفا مجھ کو
خدا گواہ ہے نازاں ہوں اپنی قسمت پر ہزار شکر کہ تجھ سا صنم ملا مجھ کو
یہ خیر تھی نہ سنا ورنہ میں چٹ جاتا بھلا کہو تو وہ پھر تم نے کیا کہا مجھ کو
خبر نہیں کہ وہاں کون کون آتے ہیں سوائے ہجر کے یہ رنج ہے جدا مجھ کو
فراق میں کہیں اے کاش ہو یہ جان ہوا کہ رشک تجھ سے نہ ہو دے یہ اے صبا مجھ کو
جو اُس نے راہ بتائی نہ میں گیا اُس راہ خلافِ نفس ہوا یار رہنا مجھ کو
یہ جب سے اُس کے مرے درمیاں ہے دفترِ رز رہے ہے اور ہی کچھ وصل میں نشا مجھ کو
خرابی یہ ہے کہ میں اور چاہتا ہوں آہ نہیں پہلے دید پر اُس کی کچھ اکتفا مجھ کو
نفس میں لطف وہ صیاد نے دکھائے آہ کہ یاد باغ نہ اے ہم نفس رہا مجھ کو
غزل تو اور بھی لکھ اس طرح کی اے غمگین

کہ درو ہجر میں ہو جائے وہ دوا مجھ کو

﴿549﴾

کب جدائی کی تاب ہے مجھ کو وصل میں اضطراب ہے مجھ کو
میں تو اپنی خوشی سکا جیتا ہوں ورنہ والے سے جواب ہے مجھ کو
حالِ دل کس طرح کہوں اس سے چشم کا اکسل حجاب ہے مجھ کو
ہجر میں آہ اس کے اے ہدم زندگی بھی عذاب ہے مجھ کو
عشق میں تیرے یار دنیا میں
آہ غمگین خطاب ہے مجھ کو

﴿548﴾ ب-ن-ش-و-خ-ع غزل ندارد

ا- م ۳۱۰ لفظ 'ہے' ندارد

﴿549﴾ ب-م-ن-ع-غزل ندارد

یہ غزل نسخہء الف ص ۱۹۰ کے حاشیے پر اس صراحت کے ساتھ درج ہے کہ "در آخر نوشتہ است"
اور ص ۲۰۲ پر بھی بتکرار درج کی گئی ہے۔

ا- ش-۵۸-ہی

ب- الف ۱۹۰ وہاں

ج- ایضاً ایک

د- خ شعر ندارد

﴿550﴾

داغِ قول و قرار ہے مجھ کو حسرتِ انتظار ہے مجھ کو
 خوش تر از صد ہزار دیرانی سیرِ باغ و بہار ہے مجھ کو
 میٹھی میٹھی نہ مجھ سے باتیں کر زہرِ تیرا یہ پیار ہے مجھ کو
 ضعف دیتا نہیں اٹھانے سر یار یہ جسم زار ہے مجھ کو
 ہے شبِ مرگ یہ شبِ ہجران روز ، روز شمار ہے مجھ کو
 یار و اغیار مولس و غمخوار یہ دل بے قرار ہے مجھ کو
 گھر سے باہر لگے یہ دل کس طرح عادتِ انتظار ہے مجھ کو
 بات کی بھی نہیں ہے اب فرصت ہائے کیا کاروبار ہے مجھ کو
 میں نے مانگا نہ تھا دیا ہے بھیر یہ جو کچھ اختیار ہے مجھ کو

تو ہی ساقی ہو آج اے غمگین

رات کا پھر خمار ہے مجھ کو

﴿550﴾ ش ر ع غزلِ ندارد

۱۔ خ ۱۳۵ بیٹھے بیٹھے

۲۔ ب شعرِ ندارد

۳۔ ب خ شعرِ ندارد

۴۔ ب شعرِ ندارد

۵۔ خ شعرِ ندارد

۶۔ ن ۴۹ وائے

۷۔ خ شعرِ ندارد

۸۔ ن ۴۹ تو ہی دے جام گر نہیں ساقی

شب کا غمگین خمار ہے مجھ کو

﴿551﴾

آرزوئے وصال ہے مجھ کو کیا خیال محال ہے مجھ کو
 خواب ہے یہ خیال ہے کیا ہے دمدم یہ خیال ہے مجھ کو
 جو گزشتہ ہو اور آئندہ سب وہ معلوم حال ہے مجھ کو
 جب سے چھوٹا ہوں دام زلف سے میں جان اپنی وبال ہے مجھ کو
 حال سن کر مرا وہ کہتا ہے چڑ تری قیل و قال ہے مجھ کو
 خواب بھی اب تو خوش نہیں آتا آہ کس کا خیال ہے مجھ کو
 وصل اور ہجر دونوں یکساں ہیں فرح عین ملال ہے مجھ کو
 کہیں آیا کچھ اس کے دل پہ ملال خود بخود جو ملال ہے مجھ کو
 گو کہ ہوں میں کمال نقصان میں پر یہ نقصان کمال ہے مجھ کو
 روز و شب خواب میں ہی رہتا ہوں خواب کا یہ خیال ہے مجھ کو
 شش جہت صاف اب تو اے دل لکھنا اظہار اس کا جمال ہے مجھ کو

لکھ بدل قافیہ غزل غمگین

ترا بھاتا یہ قال ہے مجھ کو

﴿551﴾	ش-ب-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	۴۶-ن	کون ہوں میں کہاں اور کیوں ہوں
		نسخہ "الف" کے حاشیے میں درج اسی شعر کا مصرع اولیٰ یوں ہے
۲۔	ش-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	۴-ن-	شعر ندارد
		شعر پر حاشیہ الف ۱۸۶
۵۔	۵-ن	شعر ندارد
		شعر پر حاشیہ الف ۱۸۶
۶۔	۴-ن	شعر ندارد
		شعر پر حاشیہ الف
۷۔	ش-	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔	ایضاً	
۱۰۔	ش-۵۸-ن-۴۶	شش جہات صاف اب تو اے غمگین
۱۱۔	ش-۵۸	اس کا اظہار
۱۲۔	ش-	شعر ندارد

﴿552﴾

عشق کا ہائے نہ ہونا یہ اہم ہے مجھ کو
 شوقِ مستی میں اب اُس چشم کے سے خانے میں
 ہجر کے خوف میں اب وصل کی امید میں آہ
 کیوں نہ پہنچوں بسرِ چشم تیرے قدموں تک
 بات آتی ہے نہیں دھیان میں اُس کے کوئی
 نیستی کے میں ہوں اب شوق میں ایسا بیدار
 درد کا کچھ نہیں بے درد مرے درد تجھے
 رہ گیا بات وہ کیا شب کو تو کہتے کہتے
 پاؤں کچھ ایسے نکالے ہیں مری وحشت نے
 میں ہوں وہ ہلہل محضوں کہ گرفتاری دام
 سنگ ہر یک بخدا مثل صنم ہے مجھ کو
 جائے محراب دعا ابرو کا خم ہے مجھ کو
 زیت و مرگس مری جان بہم ہے مجھ کو
 خضرہ یار ترا نقش قدم ہے مجھ کو
 بات کا اُس کی پہلا درد و الم مجھ کو
 عالم ہستی مرا خوابِ عدم ہے مجھ کو
 تری بے دردی کا کیا درد یہ کم ہے مجھ کو
 گر کسی سے میں کہوں تری قسم ہے مجھ کو
 روح مجنوں سے بھی اب دشت میں دم ہے مجھ کو
 روضہ غلد ہے اور باغِ ارم ہے مجھ کو

بت کدے کعبے میں جا کر میں کروں کیا عملیں

خانہ دل ہی مرا دیر و حرم ہے مجھ کو

﴿552﴾	ب	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱	ن	۴۶	اب غم عشق نہ ہونے کا یہ غم ہے مجھ کو			
۲	طبق م	۳۰۱	(الف-۱۹۱)			لفظ 'اُس' ندارد
۳	م	۳۰۱	کے			
۴	ن	۴۶	زیست اور مرگ			
۵	طبق م	۳۰۱	(الف ۱۹۱)			بسرچشم
۶	م	۳۰۱	یہ			
۷	ن	۴۶	کچھ نہیں درد مرے درد کا ہے درد تجھے			
۸	م	۳۰۱	ہے دم			

﴿553﴾

یارو سبھاؤ نہ مجھ وحشی و دیوانے کو
 مستعد ہوتے ہیں جب کعبہ کے ہم جانے کو
 صوفی ابریق وضو رکھتے ہیں جس طرح کہ پاس
 کچھ نشہ ہی نہیں ہوتا ہے ہمیں لاکھ شراب
 اور اُلٹے وہ بناتا ہے ہمیں سوداگی
 آپ ہی آپ سمجھ جاؤں میں کیونکر اے یار
 جو جو ہم کرتے ہیں اُس کو وہی منظور ہے صرف
 آشیاں پھر نہ بناویں گل و گلزار میں وہ
 مجھے وحشت ہے یہ چشموں سے یہ خوف ہے آہ

ڈھونڈ لو جا کے کسی عاقل و فرزانی کو
 دل یہ کہتا ہے کہ مت چھوڑا تو مے خانے کو
 یوں بغل میں لیے رہتا ہوں میں پیانے کو
 کیا بلا ساقی ہوئی ہے ترے خم خانے کو
 عقل کی بات کہیں کیا ترے دیوانے کو
 اے نہ وہ آئے کوئی آئے بھی سمجھانے کو
 اور سب حکم ہے ظاہر کے یہ فرمانے کو
 بلبلیں دیکھیں اگر میرے نفس خانے کو
 کریں آباد نہ آہو مرے دیوانے کو

منحصر حد و نہایت ہے یہ ایوانِ فلک
 زیب اور نہیں ممکن ترے کاشانے کو

﴿553﴾	ش	ن	شعرندارد
۱۔	م	۳۱۱	جھوڑیو
۲۔	ب	ر	شعرندارد
۳۔	ایضاً		
۴۔	ر		شعرندارد
۵۔	م	۳۱۱	بلبلیں
۶۔	ب	ر	شعرندارد
۷۔	ر		شعرندارد
۸۔	ب	۱۸۳	منحصر
۹۔	ر	۱۱۶	

﴿554﴾

یار آتا ہے دیکھیے کیا ہو دم ہی جاتا ہے دیکھیے کیا ہو
 اس بغیر آپ دل مرا مجھ کو حد ستاتا ہے دیکھیے کیا ہو
 چشم کی راہ سے مد خون جگر دل بہاتا ہے دیکھیے کیا ہو
 شمع ساں روز مجھ کو محفل میں وہ جلاتا ہے دیکھیے کیا ہو
 باتوں باتوں میں تجھ کو اے عملیں
 وہ ڈراتا ہے دیکھیے کیا ہو

﴿555﴾

دل ٹھکانے نہ ہو تو کب کچھ ہو دل ٹھکانے رہے تو جب کچھ ہو
 اب کے بگڑی کڑھب ہے اے ہمدرد پھر بنے اُس سے، ایسا ڈھب کچھ ہو
 کچھ عجب آپ کی حقیقت ہے ابھی تو کچھ تھے اور اب کچھ ہو
 بولتے ہائے کیوں نہیں مجھ سے سچ کہو آج کیا غضب کچھ ہو
 تو ہے جب تک نہیں ہے کچھ عملیں
 تو نہ ہووے تو یار سب کچھ ہو

﴿554﴾ م-ب-ن-ش-ر-خ-ع غزل ندارد

بر حاشیہ الف- ۱۸۸

﴿555﴾ م-ب-ن-ش-ر-خ-ع غزل ندارد

۱۔ ش ۵۴ بتلایار
 ۲۔ ش ۵۴ میں ملوں
 ۳۔ ش شعر ندارد

﴿556﴾

مجھ سے کیوں آہ ہوا ہے وہ خفامت پوچھو
 مرضِ عشق ہے اک پردہ نشیں کا مجھ کو
 قتل کر مجھ کو جلا خاک بھی پھرے، کی برباد
 ہم نہیں کہنے کے کیوں ناک میں دم کرتے ہو
 خرقہ صبر کے کیوں کٹڑے اڑائے میں نے
 چاہتے کس کو ہیں ہم کس کو نہیں اے ناصح
 نہ تو ہندو نہ مسلمان نہ ترسا نہ یہود
 اور کا کیا ہے رہا ہوش نہ اپنا بھی مجھے
 ذکر کرنا بھی یہ اُس کا ہے جفا مت پوچھو
 اُس کی ہر ایک سے پنہاں بھی! دوا مت پوچھو
 کس کو کہتے ہیں وفا مجھ سے وفا مت پوچھو
 ہائے جو کان میں کل اُس نے کہا مت پوچھو
 ہائے یہ حال تم اے تنگ قبا مت پوچھو
 یہ نہ بتاویں گے ہے اس میں دفا مت پوچھو
 میرے مذہب کی حقیقت بخدا مت پوچھو
 کیا گیا عشق میں کیا آہ رہا مت پوچھو
 نہیں وہ قابلِ اظہار میاں غمگین آہ
 جو جو کچھ اُس نے کہا ہم سنا مت پوچھو

﴿556﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔	۱۱۹۔ ر۔	مے
۲۔	ایضاً	کردی
۳۔	۳۰۸۔ م۔	ہائے کل کان میں جو اس
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	ایضاً	شعر ندارد

﴿557﴾

ہے مجھے کس کی چاہ مت پوچھو نہ کہوں گا میں آہ مت پوچھو
اپنی چاہت کی جو کہوں سو کہوں لیکن اُس کا نباہ مت پوچھو
قتل ہونے دو مجھ کو پر اُس سے ہے مرا کیا گناہ مت پوچھو
نہ بتاویں گے نام اس کا ہم ہمیں دم دے کے واہ مت پوچھو
کیوں تباہی میں آہ پڑتے ہو میرا حال تباہ مت مت پوچھو
جس کو دن رات کی رہے نہ خبر اس کی شام و نگاہ مت پوچھو
ہم دیوانوں سے ساکن طریق عشق کی دیکھو راہ مت پوچھو
کیا کہوں حسن اس صنم کا میں ہے خدا کی پناہ مت پوچھو
ہم دیکھو آہ غمگین کی اب ہے کس پر نگاہ مت پوچھو

﴿558﴾

کاہے کی عید آہ جو تم ہی بعید ہو گھر میرے آؤ تاکہ مرے گھر بھی عید ہو
لختِ دل اس طرح سے مڑے کے ہے درمیاں ماتم روزوں کے حلقے میں جیسے شہید ہو
واللہ اُس کو دلوں جہاں کا نہ غم رہے جو شیخ ان بتوں کا بہ دل آ مرید ہو
کب مجھ سے خاکسار کو دیکھے وہ آنکھ بھر جس شخص کی کہ عالم ہالا پہ دید ہو
قربان ہو کے تیرے جو قدموں پہ جان دے
امرو کمان غمگین کو اُس روز عید ہو

﴿557﴾	ش۔ ۵۔ ع	غزل ندارد
۱۔	م	۳۰۶ کہو
۲۔	ب	ر شعر ندارد
۳۔	م	۳۰۶ کیا میرا ہے
۴۔	ب	ر خ شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	ر	۱۱۵ دوانوں
۷۔	ر	شعر ندارد
﴿558﴾	م۔ ب۔ ۵۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
		غزل بر حاشیہ الف۔ ۱۹۳

﴿559﴾

آنکھ میں چبھتے ہیں یہ گلزار جس سے خار ہو کب میسر دیکھیے اُس کا ہمیں دیدار ہو
چار آنکھیں جس نے اُس سے کیس سو وہ مری گیا کوئی ہم بچتے ہیں اب اُس چشم کے بیمار ہو
توئی معشوقی ہو اُس پر مثل بلبل میں فدا اس جہاں کے باغ میں یوں لاکھ گر گلزار ہو
میں گلے سے ان کے جب چٹا تو وہ کہنے لگے ہاتھ کو میرے جھٹک اور مجھ سے وہ بیزار ہو
ہے قسم تمکین مجھے کہتا نہ مالوں کا ترا لاکھ تو گر گر پڑے میرے گلے کا ہار ہو

﴿560﴾

کب بھلا سرشتگی میں مجھ سے پھر تعمیر ہو ہاتھ مجھ وحشی کے گر ان پاؤں کی زنجیر ہو
میں دیوانہ ہوں بہت اے دوستو نازک مزاج باغ میں امسال مری قید کی تدبیر ہو
یک قلم نقشہ نہ تیرا کھچ سکا بہزاد سے دیکھ تجھ کو رہ گیا حیراں وہ خود تصویر ہو
کا کریزی یوں دوپٹے پر ہے گوٹے کی نمود ابر کے دامن میں جیسے برق کی تحریر ہو
خاک مجنوں کی ترے برہاد دیں گر بعد مرگ حلقہ موج ہوا ہر ہر قدم زنجیر ہو
سُن کے میرا حال وہ بولا مجھے جب ہو یقین اب کے اچھی اور بھی اس سے اگر تقریر ہو
یہ سمجھتا ہے کہ اس دم آنکھ پر پٹی نہ باندھ جبکہ قاتل میری اے قاتل تری شمشیر ہو
عشق کے بوتہ میں ہدم آتش اجراں سے آہ جل کے دل گر خاک ہو جاوے تو کیا اکسیر ہو
کیا قیامت ہائے گزرے اُس کے دل پر ہجر میں جو کہ اے تمکین ہمیشہ وصل میں دلگیر ہو

﴿559﴾ ۲-ب-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

غزل بر حاشیہ الف-۱۹۵

﴿560﴾ ۳-ش-ر-خ-ع غزل ندارد

۱-ب شعر ندارد

۲-ب شعر ندارد

۳-الف-۱۸، ۲-۲۹۶ اکثر (ن-اکسیر)

۴-ب شعر ندارد

﴿561﴾

نہیں دیکھا اسے اگر دیکھو محو ہو آہ جس قدر دیکھو
 چشم دل کھول کر اگر دیکھو وہ ہی دکھائی دے جدھر دیکھو
 عمر گزری ہے دیکھتا ہوں میں کبھی مجھ کو بھی اک نظر دیکھو
 پھر کمر کھینچ کھینچ باندھیو تم پہلے اپنی ذرا کمر دیکھو
 نہ کہے بن رہیں گے حال اپنا تم ادھر دیکھو یا ادھر دیکھو
 یہی اقرار مجھ سے تھے پیارے آنکھ اٹھا کر ذرا ادھر دیکھو
 کر نہ ہو شیخ جی کسی سے کشود کوئی دن میکش بھی کر دیکھو
 جب فنا ہو تمھاری یہ ہستی تب بٹا کا کہیں اثر دیکھو
 محفل ہستی عدم نہ ہو جب تک نہیں ممکن کہ کچھ شر دیکھو
 اُس کے آنے کی آہ اے غمگین
 کب تک یہ رہے خبر دیکھو

﴿561﴾ ش-ب-ر-خ-ع غزل ندارد

ا- م ۳۰۸ تمہیں

﴿562﴾

رات بھر کی شراب کو دیکھو تیرا پر اس کے حجاب کو دیکھو
 نہ رکھو یہ خیال اے آنکھو مجھ کو تم اور خواب کو دیکھو
 تم کو فرصت ہے دیکھنے کی اگر ہمدرد تو حجاب کو دیکھو
 آتش غم سے یہ جلا ہے دل جیسے اچھے کہاب کو دیکھو
 اس کے دعاں کی تاب کو دیکھو اور موتی کی آب کو دیکھو
 گر نہ دیکھا ہو نوح کا طوقاں میری چشم پر آب کو دیکھو
 بحر ہستی میں یوں ہیں ہم اک دم ہمدرد جیسے حجاب کو دیکھو
 دیکھ کر کیا کرو گے مجنوں کو مجھے خانہ خراب کو دیکھو
 گر نہ دیکھا ہو بے اثر گریہ میری چشم پر آب کو دیکھو
 میرے پیری میں عشق کو ہے اس کے عہد شہاب کو دیکھو

مجھ پہ بہتاں ہے صرف اے ملکیں

مجھے دیکھو شراب کو دیکھو

﴿562﴾	ب-ش-خ-ع	غزل ندارد
۱	ر-۱۱۸	اور
۲	م-۲۹۹	لفظ "یہ" ندارد
۳	ن-۴۹	مجھے اور شب کے خواب کو دیکھو
۴	الف-۱۸۹-م-۲۹۹-ن-۴۹	ہمدردوں
۵		شعر بر حاشیہ الف ۱۸۹
	م-ن-۲	ر شعر ندارد
۶	ن-۲	شعر ندارد
۷		شعر بر حاشیہ الف ۱۸۹ م-ن شعر ندارد
۸	م	شعر ندارد
۹		شعر بر حاشیہ الف ۱۹۰
	م-ن	شعر ندارد

﴿563﴾

اُس تغافل شعار کو دیکھو اور مجھ بے قرار کو دیکھو
گل پہ سبزہ اگر نہ دیکھا ہو خطِ رخسارِ یار کو دیکھو
کفِ پا دیکھو مجھ دیوانے کو اور صحرا لے کے خار کو دیکھو
گر نہ دیکھی ہوں روز و شب باہم زلف و رخسارِ یار کو دیکھو
اس کے وعدے کو ہمدوموں تم اور اس مرے انتظار کو دیکھو
مرے اس اعتبار کو تم اور اُس کے قول و قرار کو دیکھو
وہجہ رخصت اب اُس کے حضرتِ دل اس بناؤ سنگمار کو دیکھو
لکھ بدل قافیہ غزل غمگین
مجھ سے کہتا ہے یار کو دیکھو

﴿564﴾

یارو اُس نوجوان کو دیکھو اور مجھ ناتوان کو دیکھو
دیکھو ان ماہ و حور کو بہرِ خدا اور مرے مہربان کو دیکھو
تمہیں اپنا نشان نہیں معلوم کس طرح بے نشان کو دیکھو
ہر مکاں میں ہے لا مکاں موجود یارو تم جس مکان کو دیکھو
اس غزل اور قافیے میں کہو
اپنی اے غمگین شان کو دیکھو

﴿563﴾	ش	ر	ع	غزل ندارد
۱۔	ن	۳۶		بیابان
۲۔	م	۲۹۸/خ	۱۳۶	دیکھیں
۳۔	ن	۳۶		رخ کو اور زلفِ یار کو دیکھو
۴۔	ن	۳۶		آہ اے یارو
۵۔	ن	۳۶		اور
۶۔	خ			شعر ندارد
۷۔	خ	ن		شعر ندارد
۸۔	الف ۱۸۹ میں			اے غمگین کو قلمزد کر کے حضرت دل لکھا گیا
				م ۲۹۸/ن ۳۶/خ ۱۳۶/ب ۱۷۷۔ اے غمگین
۹۔	ب			شعر ندارد
﴿564﴾	۲۔ ب۔	ش۔ ن۔	ر۔ خ۔	ع
				غزل ندارد

﴿565﴾

غم سے جسے خوشی ہو خوشی سے ملال ہو
 معلوم غلطی کو کہو کیا اُس کا حال ہو
 جس جا کمال یار ہے اس جا زوال ہو
 تو رہ وہاں جہاں نہ کمال و زوال ہو
 جز بت پرستی کوئی نہیں تجھ میں فعل نیک
 تجھ سا خدا کرے نہ کوئی بدخصال ہو
 ہر جاک اُس کو کہتے ہیں سب اور فیلسوف
 تیری سی شوخ جس کی یہاں چال ڈھال ہو
 بیداری اور خواب میں دیکھے ہیں وہ تجھے
 جن کو کہ صرف یار تیرا ہی خیال ہو
 رہنے دو مجھ شرابی کو نقص عمل میں تم
 اے شیخ جی تمہیں کو مبارک کمال ہو
 نقل مکان کی آرزو ہے لامکان میں
 اللہ اس مکان سے کہیں انتقال ہو
 اُس نیک خو سے جس سے کہ بنتی نہیں ہے آہ
 مجھ سا جہاں میں کوئی نہ یہ بدخصال ہو

ٹمکیں غزل ایک اور بھی لکھ میرے واسطے
 لیکن ہر ایک شعر ترا حسب حال ہو

غزل ندارد

﴿565﴾ ب۔ ن۔ ر۔ ش۔ خ۔ ع

﴿566﴾

بن اُس کے گر کسی طرف اپنا خیال ہو پوشیدہ تو ان آنکھوں سے اُس کا جمال ہو
تاریک سب یہ روشنی تیری ہو مہر گر ہر ذرے میں نہ جلوہ گر اُس رخ کا خال ہو
اے شوخ خوف کیا اُسے مگر نکیر کا دن رات جس کو تجھ سے جواب و سوال ہو
ہجر اور زندگی سے بہت تنگ ہوں میں آہ یا وصل ہووے جلد کہیں یا وصال ہو
مے کدے میں شوق ہو گر تجھ کو حال کا جا مدرسے میں کرنی اگر قیل و قال ہو
اے مبتدی خیال ہے کیا ہجر و وصل کا ہے کس کو کس سے فصل جو پھر اتصال ہو
کیونکر نہ سر نکالے وہ ہفت آسمان سے جو کوئی ترے زیرِ قدم پایمال ہو
مفلس جو اپنے آپے سے رہوے مدام یارے درکار اپنے واسطے کیا اُس کو مال ہو
کس طرح میرے شعر کو سمجھے تو مدی سمجھے اسے تو جو کہ تیرا حسب حال ہو
غمگین کے درد کا ہے عبث تجھ کو رخ یار جس کو خوشی نہیں ہے اسے کیا ملال ہو

﴿565﴾ شروع غزل ندارد

۱۔ ب۔ ر شعر ندارد

۲۔ ایضاً

۳۔ ر شعر ندارد

۴۔ الف ۱۹۹ رہوے

۵۔ ر ۱۱۷ مفلس رہے جو آپے سے اپنے مدام یار

﴿567﴾

کہے ہے ساقی کہ تجھ سا کوئی خراب نہ ہو ارے تو کیا کرے جو ایک دن شراب نہ ہو
 یہ ڈر ہے اُس کو تغافل کی خو نہ ہو ورنہ سوال وہ کروں جس کا کبھی جواب نہ ہو
 تمہیں پلاؤں تو خطرہ نہیں مگر ہے یہ خوف کہیں خراب مرے شیخ جی شراب نہ ہو
 وہ دل ہی کیا کہ رہے خوں نہ جو برنگِ ے وہ کیا جگر کہ چپ عشق سے کہاب نہ ہو
 وہ جان کیا کہ نہ ہو مثلِ آتشِ سوزاں وہ چشم کیا کہ شب و روز جو پُہ آب نہ ہو
 وہ کیا ہے عاشق بے باک جس کو کچھ ہو حجاب وہ کیا صنم ہے ہمیشہ جسے حجاب نہ ہو
 وہ کیا شرابی نہ ہو ہوش جس کو عالم کا وہ کیا شراب کہ پی کر جسے خراب نہ ہو
 وہ وجد کیا کہ خوش آواز کا رہے محتاج وہ رقص کیا کہ بے مطرب و رہاب نہ ہو
 جہاں تلک کہ ہو کارِ ثواب کر عملیں
 بشرط اس کے کہ تیری غرضِ ثواب نہ ہو

﴿567﴾ ن ش ر خ ع غزل ندارد
 ۱۔ طبق ۱۷۹ الف لفظ قطعہ ندارد
 ۲۔ ۲ ۳۰۳ ہوئے

﴿568﴾

مے ہو مطرب ہو چمن ہو وہ دلا آرام نہ ہو
 دل دھڑکتا ہے قدم رکھنے سے قاصد کے شباب
 بزم ماتم سے بھی وہ بزم ہے بدتر جس میں
 وہ ترا عشق کرے اے صنم بندہ نواز
 پی کے قلبان کبھی دیتا ہی نہیں مجھ کو وہ شوخ
 دل لگا کر کوئی کس طرح سے دل اس سے چھرائے
 ہم سے بدکار شرابی نہ ہوں عالم میں اگر
 چشم تر سے مری ہووے یہ مشابہ نہ اگر
 ترے وعدے سے تسلی مجھے جب ہو بد عہد
 سر بھی اکسانے کو ملتی نہیں اس و سقف میں جا
 مستو یہ خوف ہے جس دن دل بھرے پیانہ عمر

وصل موقوف ہے اُس وقت پر اُس سے ممکن

دن نہ ہو رات نہ ہو صبح نہ ہو شام نہ ہو

﴿568﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر- ۱۱۹	دل
۲۔	الف- ۱۹۹-م- ۳۱۶-ب- ۱۸۵	وہاں
۳۔	ر- ۱۱۹	کہیں داہب کا وہاں سے مجھے پیغام نہ ہو
	ب-	شعر ندارد
۴۔	ب- ر-	شعر ندارد
۵۔	ب	شعر ندارد
۶۔	ر	شعر ندارد
۷۔	ع	شعر ندارد
۸۔	ب- ر	شعر ندارد
۹۔	طبق م- ۳۱۶-ب- ۱۸۵	
	(الف- ۲۰۰ ب)	
۱۰۔	ر ۱۱۹	مستون
۱۱۔	م- ۳۱۶-ر- ۱۱۹-ب- ۱۸۵	دم

﴿569﴾

بزم میں اس کی دلا دیکھ تو گریان نہ ہو
طوف کعبہ ہے اسے فتویٰ عاشق سے حرام
تنگ دل آہ یہاں تک ہوں کہ اس وحشت پر
ذکر و فکر اس کو کسی طرح کا رہتا ہی نہیں
طرف منزل کے قدم بار ہوا ہے رکنا
خاتہ دل میں مرے مجھ کو نہیں گنجائش
دور ہی عشق سے تو رہو کہ جب تک ہدم
ناشای ہے مجھے جیسی کہ اس سے اے یار
رہے آوارہ فرقت وہ دل پر وہ نشیں
اس کے لوگوں نے کیا ہے کوئی دریاں برطرف
ہوتی مامور مودت نہ بقران یہ خلق

اور ہی قافیے میں آج غزل لکھ ٹمکیں

تا غزل کہنے سے دل تیرا پریشان نہ ہو

﴿569﴾ ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

۱- م-۳۱۵ بھراسے

۲- ایضاً نہیں

۳- ب شعر ندارد

۴- م-۳۱۶ آورہ

۵- ب شعر ندارد

۶- م-۳۱۶ لوگو

﴿570﴾

نہ تو بسلا ہم ہیں وہ نہ تم وہ ہو ہم آ تم اب ایک ہیں آہا ہو ہو
 ساقی ایسی شراب دے خالص کہ نہ پھر میری تیری میں تو ہو
 قید دونو جہاں سے کب نکلیں دل ترا جب تلک نہ پہنچ سو ہو
 شب کو جاویں گے اُس کی بزم میں پھر اس میں جو ان دنوں میں ہو سو ہو
 ہر قدم سر رکھے بجائے قدم عشق گر تجھ کو یک سرمو ہو
 گل سا خنداں ہو وہ تو کیا ہو لطف غنچہ لب میں جس کے یہ بو ہو
 فیض ہے بوئے زلف سے اُس کی سارے عالم میں کوئی خوشبو ہو
 اب ہوس بس کرو نہ ہوش و حواس کہیں دیکھ اُس کو تم نہ پھر چھو ہو
 نہیں ہجر و وصال سے راضی کوئی ہم سا نہ آہ بد خو ہو
 کیوں نہ سب کو سنائے وہ سیدھی جس کی الٹی جہان سے خو ہو

اپنا معشوق تو ہی ہو غمگین

اور اپنا تو آپ دل ہو ہوا

﴿570﴾	ب	ش	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	۱۷۸	اب				
۲۔	ن	۴۹	ہم اور تم ایک ہیں				
۳۔	ن	۴۹	چھوٹے				
۴۔	ن	۴۹	یکسو				
۵۔	ن		شعر ندارد				
۶۔	ایضاً						
۷۔	ن	۴۹	جس کے غنچہ دم میں یہ بو ہو				
۸۔	ن		شعر ندارد				
۹۔	ایضاً						
۱۰۔	ب	ن	شعر ندارد				
۱۱۔	برحاشیہ	الف	۱۹۲				
۱۲۔	ن	۴۹	اور تو ہی اپنا آپ دل جو ہو				

﴿571﴾

بیٹھے بٹھائے محفل سے تم مجھ کو آہ اٹھاتے ہو غیروں کو بلوا بلوا کر اپنے پاس بٹھاتے ہو
 لہر نہیں ہے ذرہ تم کو ماہ جیوں یہ کیا ہے غضب جب سے آنکھ لڑی ہے تم سے لیل و نہار رلاتے ہو
 راہ کی بات کہوں تم سے جو دل میں غبار نہ گزرے کچھ کوچے میں اغیاروں کے کیوں شب کو آتے جاتے ہو
 کہنے سے میں تمہارے کوئی اُس کے کو سے ملتا ہوں
 مجھ غمگین کو اے یارو بے فائدہ آکے ستاتے ہو

﴿572﴾

غمگین تم اپنے جیسے بُت بے وفا سے ہو مومن بھی آہ کوئی نہ ایسا خدا سے ہو
 ہے بوئے زلف سے تری شکوہ مجھے بہت حاضر ہے یہ صبا جو گلہ کچھ صبا سے ہو
 اے رعب گل یہ غنچہ دل وہ نہیں مرا جو یہ کلفتہ کچھ تری لا مہر و وفا سے ہو
 کل بھی کہیں سے آئے تو چہرہ اداس تھا تم کس لیے پھر آج ہٹاؤ خفا سے ہو
 پانی بھرے ہے خضر کا آب حیات والے جو رعب خشکی کہ تری خاک پا سے ہو
 آرزو تھ سے میں ہوں یہ کیا ذکر اے صنم بیزار کس طرح کوئی اپنے خدا سے ہو
 زاہد ہمیں قبول نہیں چھوڑنی شراب ملتا کبھی خدا بھی گر اس اتقا سے ہو
 وہ پہنچنے نہ پائے کہ ہم قتل ہو گئے قاتل سے تیز دتی نہ دستِ قضا سے ہو
 ساقی سے لڑ پڑا میں نشے کے اتار میں دو اس کی سڑے کشتو مجھے جو کچھ سزا سے ہو
 غمگین ہے در پر اُس سے کسی نے کہا تو وہ
 بولا کہ مجھ کو کیا کوئی میری بلا سے ہو

﴿571﴾ م ب ن ر غزل ندارد

حاشیہ الف ۱۸۷

﴿572﴾ ش-ب-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

۱- طباق م-۳۱۲-الف-۱۹۸ میری

۲- الف-۱۹۸، م-۳۱۳ وہاں

۳- طباق م-۳۱۳ (الف، ۱۹۸- کو)

﴿573﴾

ہم سے اے حضرت دل بچ کو اب کیسے ہو
 جب غرض ہوتی ہے کرتے ہو! خوشامد کیا
 شیخ سے! شاب تلک دیتے ہو تم حضرت عقل سے
 اور بزرگی کے نشے میں ہیں یہ مدہوش جناب
 بے مدد غیر کے اٹھ سکتے نہیں! تس پر آپ
 جو خست کہ تمہیں ہے یہ نہ تھی قاروں کو
 یہ سمجھتے ہو کہ دی ایک جہاں کی دولت
 اور دو بخش کبھی دونو جہاں ادنیٰ کو لا
 ہم تمہیں جانتے ہیں قبلہ من جیسے ہو
 لکے جس وقت غرض جیسے کے پھر تیسے ہو
 کبھی خو لڑکوں کی جیسی کہ نہ ہو ویسے ہو
 کہ شرابی کوئی بدست نہ یہ سے سے ہو
 اپنے نزدیک جواں مرد و شہم و کے سے ہو
 جو سخاوت کہ تمہیں ہے نہ کبھی طے سے ہو
 مگر کسی شخص کو دیتے کبھی دو پیسے ہو
 تو یہ کہتے ہو کہ کیا ہم نے دیا ایسے ہو

کچھ غرض آپ سے عملیں کو نہیں حضرت من
 واسطے اپنے ہو تم ایسے ہو یا ویسے ہو

﴿573﴾	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	۴	۲۹۷	لفظ "ہو"	ندارد
۲۔	۴	۲۹۷	لفظ سے	ندارد
۳۔	۵	۵۰-ش-۱۱۶	شیخ اور شاب کو دیتے ہو کبھی حضرت عقل	
۴۔	۴	۲۹۸	لفظ "ہی" ندارد	
۵۔	۴	۲۹۸	لفظ "و" ندارد	
۶۔	۵۰-ش-۱۱۶	اور کبھی دونو جہاں بخش دو الگ ادنیٰ کو		

﴿574﴾

لے گیا وہ درہا دل آہ یارو دیکھو
 وہ تو احوال ہے کہ دکھائی اسے دیتے ہیں دو
 عشق کی رہ میں بہت عقبہ ہیں چلیو ہوشیار
 دیکھ مجھ وحشی کی صورت غیر سے کہتا ہے وہ
 شیخ جی دل سے نہیں چھوٹے دنیا کے داغ
 اور کچھ چتون دکھائی ہائے دیتے ہیں مجھے
 ہو گئی تھی شب کو اس زلف رسا تک دسترس
 اپنے سائیں کا یہ نکتہ آج تک ہے مجھ کو یاد

اور جاں دینے کو ہوں تیار مجھ کو دیکھو
 تم نہ واعظ کے کہے سے ایک کے دو دیکھو
 یار منزل سے نہ رہ جاوے کہیں تو دیکھو
 بس اسی منہ سے یہ عاشق ہے مرا لو دیکھو
 تم انہیں آب عنب سے بھی ذرا دھو دیکھو
 آج اُس کو گھور کر دیکھو نہ آنکھو دیکھو
 میرے ہاتھوں کی ذرا اے یار خوشبو دیکھو
 شان مرشد کی سمجھو دیکھ جس کو دیکھو

دل اڑا جاتا ہے اُس کے وجد سے بے اختیار
 اپنے غمکین کی ذرا ہا ہا و ہو ہو دیکھو

﴿574﴾ ش ب ن ر خ ع غزل ندارد
 ا م ۳۰۷ احوال

﴿575﴾

سرد مہری سے تری غمگین کے رنک حور آہ
 ایک بھی پہچانتا مطلق نہ تھا ہم کو اسے
 آہ و نالہ ہے یہ اس کا ہجر کے باعث سے بس
 دل کو جو جو دوپہر ساقی نہیں آتا ہے ہوش
 خوں ہے کا مسئلہ قاتل میں پوچھوں کس سے آہ
 کیوں نہ ہم آہیں ہمیں چیتے ہیں دل میں بیش غم
 دل سے جاتا ہی نہیں ہے وصل میں بھی وہم ہجر
 ہائے کیا ہوگا اگر آوے گی فصل نو بہار
 بجلا بے پایاں کی آمد دمدم ہے اس میں پر
 تیرے قدموں کے نہ پہنچا جو کبھی نزدیک شوخ
 نام و ننگ و صبر و طاقت ہوگئی کافور آہ
 عشق نے دونوں کو عالم میں کیا مشہور آہ
 رنج سے کرتا نہیں کچھ وہ ترا رنجور آہ
 ہو گیا یہ کس کی چشم مست کا محذور آہ
 میں اکیلا اور تیری طرف ہے جہور آہ
 آپ کر بیٹھیں ابھی کالے کوئی زبور آہ
 ہو گیا کیا یہ کلیجے کا مرے ناسور آہ
 ہے ابھی سے یہ جنوں کا سر میں اپنے شور آہ
 کوزہ دل یہ مرا ہوتا ہے نہیں مامور آہ
 ہم سے کیا جانے کہ کیا ہے اب اسے منظور آہ

آہ کرنے کی بھی اب طاقت نہیں ہے کیا کریں

نا توانی کا بہت غمگین ہے ہم پر دور آہ

﴿575﴾	ب-ش-ر-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م-۳۲۵	لفظ "ہجر" ندارد
۲۔	طبق م	
	(الف-۲۰۶-پایان)	
۳۔	م-۳۲۵	ہوتا ہی
۴۔	م-۳۲۵	آہ اب کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے کیا کریں
۵۔	ایضاً	لفظ "زور" ندارد

﴿576﴾

کس کی گئی ہے دل پہ سناں لگاہ آہ جو دروں سے کراہ رہا ہے یہ آہ آہ
مستوں کے آہ و نالے پہ واعظ عبث ہے طعن کیا جانے تو کہاں سے ہے اے دل سیاہ آہ
ہر روز آتے جاتے ہیں اور بھولتے ہیں بس کوچے کی یاد رہتی نہیں اُس کی راہ آہ
یوسف کو کیا کوئی بند زلیخانے بس جھکائے سچ ہے کہ معتبر نہیں عورت کی چاہ آہ
طاقت رہی نہ ضعف سے اُس کی بھی ہمدردی تسکین دل کو کرتی تھی جو گاہ گاہ آہ
بس دیکھتے ہی اس کو رہا دل کو پھر نہ ہوش اتنا ہی منہ سے کہہ کے کہ تیری پناہ آہ
اے شوخ ناز و غمزہ و انداز نے ترے جان و دل و جگر کیے میرے تباہ آہ
تو ہی تھا ہے تو نبی اے دوست دوستی ممکن نہیں کہ ہم سے ہو اس کا تباہ آہ

کیوں بے کردوں گناہ کہ بے اختیار ہوں

غمکین یہ بے گناہی ہے میرا گناہ آہ

﴿576﴾	ش۔ ن۔ ب۔ ر۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	خ۔ ۱۳۷	دور
۲۔	خ	شعر ندارد
۳۔	طبق م۔ ۳۱۹۔ (الف۔ ۲۰۲۔ ذہ)	
۴۔	خ	شعر ندارد
۵۔	الف۔ ۲۰۲، م۔ ۳۱۹	ہمدردی
۶۔	خ	شعر ندارد
۷۔	خ۔ ۱۳۷	کیونکر
۸۔	یہ شعر الف۔ ۲۰۳ کے حاشیے پر درج ہے لیکن اس کی ردیف آہ کے بجائے توبہ ہے۔ اس شعر کے اوپر ”مطلع“ کا لفظ بھی درج ہے۔ مے کی اس کی سے کل رات کو میری توبہ میں نے توبہ سے اے پیر سخاں کی توبہ	

﴿577﴾

واعظ نصیحت کر اپنی کوتاہ سے چھوڑیں مجرم استغفر اللہ
جان و دل و جسم اس کے ہیں یہ سب کیوں درد ہم کو ہے بتلاؤ اللہ
مت دے کدے سے مسجد میں لے جا رہے دے مجھ کو اے شیخ گمراہ
دیدار ہم کو حاصل نہیں ہے الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ
دل مفت اپنا دے بیٹھے اس کو صد آہ صد آہ صد آہ
رہتا نہیں ہے کچھ ہوش اپنا اس کا تقور کرتا ہوں ہر گاہ
دیکھا اسے کو جاتا نہیں ہے جو بت کٹا مرے ہے حسب دل خواہ
کھڑے پہ کھولے بالوں کو مت پھر یوں جھٹ پٹے میں شام و سحر گاہ
کہتا ہے واعظ دے مت پیا کر تو باہ تو باہ تو باہ تو باہ

کیا حسن رکھتے ہیں غمگین صنم یہ

اللہ اللہ اللہ اللہ

﴿577﴾ ب- ہ- ش- ر- ع- غزل ندارد

۱- خ شعر ندارد

۲- خ "کیے"

﴿578﴾

مسدود تو نے کی ہے جو یہ کھکشاں کی راہ
جس راہ پر کہ جو چلے اہم یہ یاد رکھ
زاہد خدا کی راہ میں خطرات ہیں بہت
رخصت کر آ کے اس کو کہ تالے روئے عدم
پہنچیں گے سب وہ منزل مقصود بے گماں
وہ بام پر اشارے سے کہتا ہے مجھ کو آ
منزل تلک نہ پہنچ تیری ہوگی عمر بھر
رہنا پڑا ہے کوچے میں اُس بُت کے اب مجھے
کیا اور سلسلے سے ہوئی آسماں کی راہ
بے شبہ اُس کے واسطے ہے وہ وہاں کی راہ
اپنی تو وہ ہی راہ ہے جو ہے بتاں کی راہ
کھوٹی نہ کر تو اپنے عبث ناتواں کی راہ
چلتے ہیں اپنے اپنے جو وہم و گماں کی راہ
افسوس جانتا نہیں میں آسماں کی راہ
جب تک کہ تجھ سے چھوٹے نہ ان ہمراہ کی راہ
چلتا نہیں ہے کوئی مسلمان جہاں کی راہ

فمکیں غزل اک ایسی ہی کہہ اور ہم پر اب
تیرے سخن نے تھی جو نہاں وہ عیاں کی راہ

﴿578﴾ ب-۵-ر-ش-خ-ع- غزل ندارد

۱- طبعی م- ۳۲۸

الف- ۲۰۷ دیہے

﴿579﴾

صیاد کس کو یاد ہے اب آشیاں کی راہ
سامان کا جو فکر نہ کرتے تو خوب تھا
اندوہ بعد مرگ کسی کا نہ کیجیے
خاطر نشان رکھ اس کا بتاویں گے ہم نشان
پیتے ہیں مے کشوں میں مزے ہا مزے شراب
کوئی نہیں سوائے شریعت کے سالکو
سچ یوں ہے واعظا کہ ہمیں بھی نہیں خبر
اس رہ میں سالکو نہ کبھی رکھو تم قدم
یارو معاف مجھ کو رکھو تم پیو شراب
ہم بھول بھی قفس میں گئے گلستاں کی راہ
اس زاوہ راحلہ نے یہ ہم پر گراں کی راہ
یاراں ازل سے ہے یہی سارے جہاں کی راہ
کچھ بے نشان نہیں ہے دلا بے نشان کی راہ
ہم کو پسند اپنے ہے پیر مغاں کی راہ
جو طے ہوا ایک رہ میں یہاں اور وہاں کی راہ
ہم جو کہ راہ چلتے ہیں ، ہے یہ کہاں کی راہ
اپنی جو راہ ہے نہیں ہر رہرواں کی راہ
میں دیکھتا ہوں اپنے کسی مہماں کی راہ
مجنوں جو پوچھنی ہے تو غمکین سے پوچھ لے
لیلیٰ کے ڈھونڈتا ہے تو کیا کارواں کی راہ

غزل ندارد

﴿579﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع-
الف-۲۰۷-م-۳۲۸-ابک
۲-م-۳۹۲-کرو

﴿580﴾

چشم سر سے دم بخود یوں رکھ سویدا پر نگاہ
بے حمنائی پر اے دل یوں تو رکھ اپنے نظر
چشم مردہ جوں رکھے ہے جان شیدا پر نگاہ
تیرے ظاہر پر نظر اُس کی ہے جیسے باطنی
آرزو مند اپنی رکھیں جوں حمنائے پر نگاہ
دس سے بہتر تجھ وہ ہو رکھتا ہے چشم غلق میں
چشم پوشیدہ تو یوں رکھ اُس ہویدا پر نگاہ
دیکھ اے دل کیجیے مت اپنے سے اعلا پر نگاہ
تاکتی ہے پردہ شیشہ سے صدفِ رز ہمیں
کیوں نہیں رکھتا نہاں اس آشکارا پر نگاہ
آشکار اس سے ہے صد چنداں دلا جو آشکار
جوں مسافر کوئی رکھے اپنے کالا پر نگاہ
یوں تعلق سے نظر میں دل کو رکھ تو اپنے نہاں
دام دنیا میں پھنسے دس پانچ ہیں جس کے سبب

ماشتوں میں اک رعوت سی لگی آنے مجھے

جب سے اے تمکین پڑی ہے اپنے رونا پر نگاہ

﴿580﴾ ش - ن - ر - خ - ع - غزل ندارد

۱۔	طریق م ۲۳۰ - ب - ۱۹۱	غزل ندارد
۲۔	الف - ۲۰۹ - جو	جو
۳۔	ایضاً	
۴۔	الف - ۲۰۹ - جو	جو
۵۔	ب - ۱۹۱ - تمہیں	تمہیں
۶۔	ب	شعر ندارد
۷۔	ب	شعر ندارد

﴿581﴾

بعید ہے جو ترے دل میں مہر ہو اے ماہ
 سیاہی دیدہ گریاں کی یوں سفید ہوئی
 کہ مہل ماہ سے ہے سیکڑوں برس کی راہ
 یہ بحر اشک میں اس جسم زار کی ہے نمود
 کہ جوں سفید بہت برس کر ہو بڑ سیاہ
 دکھائی تل میں دیتا ہے جیسے برگ کاہ
 یہ خضر عشق نہ ہوتا اگر مرے ہمراہ
 جو اس کی سرمہ آلودہ چشم پر ہو غش
 کہو تو ہمدو کیونکر کرے وہ نالہ و آؤں
 بغیر تیرے دکھائی مجھے نہیں دیتا
 نہ اس میں مہر کی تفسیر ہے نہ مہ کا گناہ
 جو ایک بار بھی مجھ پر کرے وہ نیم لگاؤں
 دوبارہ زندگی ہوتی ہے میری اے مردم

جو اس کے در کے گدا ہیں سو ان ہی کی اے تمکین

غلامی کرتے ہیں دائم تمام خردشاہ

-
- ﴿581﴾ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد
 ۱۔ ش۔ ۶۰ / ن۔ ۵۰ مہر و ماہ
 ۲۔ الف۔ م۔ ب۔ ن شعر ندارد
 ۳۔ ش۔ ۶۰ نسخہ ”ب“ (نیم نگاہ) ناخوانا
 ۴۔ ش۔ ۶۱ اس

﴿582﴾

عشق نے معشوق کو بھی دکھ دکھایا واہ واہ
 حق میں یوسف کے زینچا کی ہوئی وہ چاہ چاہ
 مے کشو شیخ و برہمن پر کرو مت اعتراض
 اپنی اپنی سب چلے جاتے ہیں دیکھو راہ راہ
 جوں تیرک ایک دو طرے تو دے پیر مغاں
 چھوڑ مت خالی کہ آتے ہیں ترے درگاہ گاہ
 شاہ کوئی بھی نہیں اے دل سوا درویش کے
 گو کہ سلاطین کو کہے دنیا کی خلقت شاہ شاہ
 کیوں ہوا عاشق تو اس بے نور مہ پر اے چکور
 مہ یہ کیا مہ ہے ترا گر ہے تو میرا ماہ ماہ
 کیا خزاں نے حال گلشن کا کیا بعد از بہار
 اب گلوں کی جا چن میں رہ گئی ہے گاہ گاہ
 زخم دل مت ناصحا سلوا خدا کے واسطے
 دیکھ لیتے ہیں ہم اس رخنے سے اُس کو گاہ گاہ
 کیا چہل سو جھی تھی گویا کچھ نشہ میں نہ تھا
 ساقیا اچھی پلائی تو نے شب کو واہ واہ
 آپ کو کھو دے کرے اُس شوخ کی یاں ایک تلاش
 عشق میں عشاق کی ہے یہ دل گمراہ راہ

نیر مسایہ کہیں ہیں رات کو آتی نہیں
 آج دو دن ہو چکے غمکین کو کرتے آہ آہ

﴿582﴾ ش-ب-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ۳۲۵-م لفظ "میں" ندارد

۲- الف-۲۰۶-م-۳۲۵-بیہاں

﴿583﴾

رہتا جو روز و شب ہے ابد وہ جو آبدیدہ
دیکھیں جمال اپنا وہ ماہ کب دکھاوے
ناچار ہوں کروں کیا تجھ پاس شاو خواہاں
دامن سے اس کے کیوں کر ہم ہاتھ اٹھائیں یارو
آنکھوں پہ تیرے عاشق ابرو مگر ہوئے ہیں
گرمی سے حسن کے یوں عارض پہ ہے پینا
میں نے دل اور دیں کو قربان کیا ہے تجھ پر
مطلب رکھوں نہ دیں سے اور کام اُس منم سے
دیدہ مگر ہے مرا کیا آب کا ندیدہ
ہوتا غلام جس کا یوسف ہے زر خریدہ
اک ناز کا ہے لشکر اور میرا دل جریدہ
جب مبر کا ہمارے ہو پیرہن دریدہ
جو دیکھتے ہیں اُس کو یہ اس قدر خمیدہ
شبنم کے قطرے گل پر ہوتے ہیں جوں چکیدہ
ابرو کمان اس پر مجھ سے ہے تو کشیدہ
اس واسطے ہوا ہوں دنیا میں آفریدہ

ہے دُخم دل میں کاری آیا ہے یار سر پر
کر جان نثار غمگین اتنا نہ ہو طہیدہ

﴿583﴾ ۲-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- حاشیہ ص-۶۰ یہ دیدہ آبدیدہ

۲- الف-۲۱۰ قطرہ

﴿584﴾

جس روز سے پری رو تیرا کیا نظارہ
 بوئے سخن بھی تجھ میں غنچہ دہن نہیں ہے
 اس دن سے میرے دل نے سب سے کیا کنارہ
 یہ بھید تو جہاں میں سب پر ہے آشکارا
 جب سے دیا ہے میں نے اس عشق کو اجارہ
 نزدیک مہل کے جیسے ہو مشتری ستارہ
 میرا یہ شیشہ دل ہے آہ پارہ پارہ
 عارض برنگ گل ہیں اور زلف مثل سنبل
 جولا لعل لب ہیں تیرے اور دل بساں بے خارہ
 غمکس مرے ہے تجھ بن تو اُس کے پاس جاوے
 تو زندگی ہو اُس کی عیسیٰ نفس دوبارہ

-
- ﴿584﴾ م-ب-ن-ر-ع- غزل ندارد
 ۱۔ طبق ش-۶۰ /
 (الف- ۲۰۹ ہو گیا)
 ۲۔ ایضاً
 (الف- ۲۰۹ کے)
 ۳۔ خ شعر ندارد
 ۴۔ ش-۶۱ جیسے مہ کیے ہو
 ۵۔ ش-۶۱ مہ
 ۶۔ خ-۱۳۸ جود
 ۷۔ ایضاً بشان
 ۸۔ ش-۶۱ مانند لعل لب ہیں اور دل بساں خارہ

﴿585﴾

تو ہی بندہ ہے اور تو ہی الہ
 تو ہی آگاہ ہے تو ہی غافل
 تو ہی ہے روز اور تو ہی ہے شب
 تو ہی ہے درد اور سُرخ و سفید
 تو ہی حیوان اور تو ہی انسان
 تو ہی مرغ ہے توئی زہرہ
 تو ہی ممکن کا اپنے قاتل ہے
 تو ہی ہے مے کدہ تو ہی کعبہ
 اس کو حق الیقین سمجھو والہہ
 تو ہی غافل کرے تو ہی آگاہ
 توئی ہے شام اور تو ہی ہے پگاہ
 تو ہی ہے سبز اور تو ہی ہے سیاہ
 تو ہی ہے سنگ اور تو ہی ہے کاہ
 تو ہی خورشید اور تو ہی ہے ماہ
 تو ہی عشاق کی ہے پشت و پناہ
 تو ہی ہے راہ اور تو ہی ہے بے راہ

تو ہی شاداں ہے اور تو ہی ممکن

تو ہی درویش اور تو ہی شاہ

﴿585﴾ ب-م-ش-ن-و-خ-ع- غزل ندارد

﴿586﴾

میں جس کے عشق میں جلا ہوں مثل پروانہ نہ بھیجا وصل کا اس شیخ رُو نے پروانہ
تھ کو رہوے مبارک بہشت اے زاہد ہمارے واسطے بس ہے مٹاں کا سے خانہ
یہ ایک جان بیکار کیا چیز ہے اگر ناصح ہزار جان ہو کروں تو ثار جانانہ
ہماری تیری بنے کس طرح سے اے زاہد تجھے تو کعبہ خوش آتا ہے ہم کو بت خانہ
یہ میرے بختِ رمیدہ کی یارِ خوبی ہے جو آشنا ہے سو پھرتا ہے مجھ سے بیگانہ
جو اس کے عشق میں دیوانہ ہے سوائے ناصح نہ اس کے ساتھ ہے عاقل نہ کوئی فرزانہ
تمہاری زکسِ مخمور پر ہے جس کی تاک نہ اُن کو جام ہی آتا ہے خوش نہ پیانہ

مرے بھی عشق کا غمگین تو کر یقین پیارے

کہ بعد مرگ کے ہووے گا ایک افسانہ

﴿586﴾	۲-ب-۵-۶-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ش-۶۲	ہجر
۲-	ایضاً	نو
۳-	ش	شعر ندارد
۴-	ش-۶۲ "اس"	
۵-	ش	شعر ندارد

﴿587﴾

چاہے وہ غافل رکھے چاہے رکھے آگاہ وہ
جس صنم پر دین اور ایماں کیا میں نے ثار
شیخ تو کہے کو جا ہم سے کدے کو جائیں گے
مجھ سے بے مرضی کہیں شب کو ہوئی تھی کوئی بات
طور اور اطوار سے معلوم ہوتا ہے ہمیں
کچھ گنہ ہو یا نہ ہو کرتا ہے غشاقوں کو قتل
جو دیوانہ جائے صحرا چھوڑ کر در یار کا
دوست کا اپنے جو دشمن ہو وہ کیا انسان ہے
وام الفت میں پھنسے جب سے کہ اس صیاد کے
جانتا ہوں میں کہ ہے ہر حال میں ہمراہ وہ
رام ہو جاوے کسی صورت سے یا اللہ وصل
اب ہماری راہ ہے یہ اور تیری راہ وہ
روٹھتا ہے دن میں سو سو بار جب سے آہ وہ
اب نہیں ہے آپ کے دل میں ہماری چاہ وہ
اب ہمارے وقت کا ہے ہائے نادر شاہ وہ
مثل مجنوں ہے نہایت عقل کا کوتاہ وہ
تو ہی کر انصاف ہم خواہ میں ہوں خواہ وہ
ہو گیا اے ہم صفیرو ہم سے بے پرداہ وہ

میں کسی کے ساتھ تمکین شب کو پیتا تھا شراب
سب نشہ جاتا رہا جوں آگئے ناگاہ وہ

﴿587﴾	ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ن-۵۱ / ش-۱۱۷	کرے
۲۔	ش-۱۱۷	اس سے کچھ مطلب نہیں ہو میرے ہمراہ وہ
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	طبق-م-۳۲۰-ب-۱۸۸-ش-۱۱۷-ن-۵۱	الف-۲۰۳ لفظ "ہار" ندارد
۵۔	ب	شعر ندارد
۶۔	م-ب	شعر ندارد
۷۔	شعر بر حاشیہ الف-۲۰۳	
۸۔	م-ب	شعر ندارد
۹۔	ایضاً	
	بر حاشیہ الف-۲۰۳	
	م-ر-ب	شعر ندارد

﴿588﴾

بولتا ہی نہیں کسی سے وہ بسکہ شرمائے ہے ہنسی سے وہ
 دل لیا جس سے بے خبر اس کے کہیں جاتا رہے نہ جی سے وہ
 درد و غم کو مرا کرے ہے رفیق تنگ ہو میری بے کسی سے وہ
 دل کسی کو دیا ہے کیا تو نے مجھ سے پوچھے ہے دلبری سے وہ
 جب کبھی میرے بس میں آتا ہے گالیاں دے ہے بے بسی سے وہ
 کس سے راضی ہے یہ بتا اہم نہیں بیزار کچھ مجھے سے وہ
 دل جو بھاگے ہے میرے سایے سے کہیں لپٹا کسی پری سے وہ
 ذکر ہے ہافت اس کی حیرت میں ہے مژدہ خفی جلی سے وہ
 جب سے اس نے لیا ہے دل، مجھ کو سخت دیکھے ہے بے دلی سے وہ
 آپ عاشق ہے اپنی صورت کا اس رکھتا ہے آری سے وہ
 کیوں تو گریاں ہے اے مرے غمگین
 کاش پوچھے کبھی ہنسی سے وہ

﴿588﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ب شعر ندارد

۲۔ م۔ ۳۲۸ لفظ "کو" ندارد

۳۔ ب شعر ندارد

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ م۔ ۳۲۸ سخت حیرت دیکھے ہے بے دلی سے وہ

ب شعر ندارد

﴿589﴾

جب تصور میں مرے اے ہمدرد آتا ہے وہ
میں جو اب دیکھوں تو کرلیتا ہے نیچی اپنی آنکھ
غیر رہ جاتا ہے ششدر میری چالیں دیکھ کر
دل لگا ہے مجھ سے اُس کا اس قدر کچھ ان دنوں
اور باتیں کیا کہوں اس کی اسلا میں لو سمجھ
پھر نہیں رہتی کسی کو تاب و طاقت بات کی
جب کہ عاشق دین و دنیا کو کرے اُس پر غار
روبرو غیروں کے ہو جاتا ہے جس دم بس خفا
جس کو راحت ایک شب ملتی ہے الفت میں کبھی

سب حواس و ہوش اپنے ساتھ لے جاتا ہے وہ
ایک شب کے ساتھ سونے پر یہ شرماتا ہے وہ
جب کہ تختہ نزد اپنے ساتھ کھلواتا ہے وہ
دو گھڑی کو اپنے گھر جاؤں تو گھبراتا ہے وہ
ایک بوسے پر مجھے سو بار ڈھکاتا ہے وہ
اپنی باتوں پر کبھی جو آہ آ جاتا ہے وہ
تب کہیں جھلکا کچھ اپنا آہ دکھلاتا ہے وہ
کیا کہوں ہمدرد کہ جو جو مجھ سے فرماتا ہے وہ
عمر بھر اے ہمدرد پھر آہ دکھ پاتا ہے وہ

اس زمیں میں ۱۲ میں لکھ غزل غمگین بدل کر قافیہ

مان کہتا اب رہاں اپنی سے فرماتا ہے وہ ۱۵

﴿589﴾	ب- خ- ع-	غزل ندارد
۱-	الف-۲۰۳-م-۳۲۰-ن-۵۱-ہمدرد	
۲-	ر	شعر ندارد
۳-	ایضاً	
۴-	م-۳۲۱	جاوے
۵-	ر	شعر ندارد
۶-	م-۳۲۱	اس
۷-	ر	شعر ندارد
۸-	ر-۱۲۱	اپنی
۹-	طبق ش-۱۲۳	
	(الف-۲۰۳ صفا)	
۱۰-	بر حاشیہ الف-۲۰۳	
۱۱-	م-۳۲۱	لفظ "میں" ندارد
۱۲-	الف-۲۰۳-ش-۱۲۳-ہمدرد	
۱۳-	حاشیہ الف-۲۰۳	
	ر-۲-	شعر ندارد
۱۴-	م-۳۲۱	لفظ "میں" ندارد
۱۵-	م-ش	شعر ندارد

﴿590﴾

یہ نہیں معلوم سچ کہتا ہے یا ہنتا ہے وہ
 رہ نورو بے خودی میں ہو گیا میں تو فنا
 میری چھاتی پھٹی اب ٹوٹی کر جاتی ہے آہ
 اس میں اے دل یک سر مو فرق کچھ مطلق نہیں
 ہے ہجوم چشم غمگناں ز بس ہر عضو پر
 اور رستے پھیر کے ہیں مان کے یہ کہنا مرا
 دین و دنیا کے تو بدلے میں بہت سستا ہے وہ
 گو نہ پہنچا واں کہ جس بستی میں بس بستا ہے وہ
 کچھ خبر ہے ہمدوم کس پر کمر کتا ہے وہ
 جس کو ہونا ہو مقید زلف میں پھنستا ہے وہ
 نرگس شہلا کا گویا ایک گلستا ہے وہ
 راو دل سے جا بہت نزدیک کا رستا ہے وہ

شب جو محفل میں نشے کی ذکر میرا آگیا

تو لگا کہنے کہ غمگین ایک المتا ہے وہ

﴿590﴾	ش	غزل ندارد
۱۔	الف-۲۰۳-م-۳۲۱-ب-۱۸۸-ن-۵۲-وہاں	
۲۔	م-۳۲۱	لفظ "بس" ندارد
۳۔	ر-۱۲۱	گو نہیں پہنچا وہاں جس بستی میں ہستامی وہ
۴۔	ب-ر-	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	میں
۶۔	ب	شعر ندارد
۷۔	ن-۵۲	دیر میں پہنچے گا تو
۸۔	طبق م ۳۲۱ / ب ۱۸۸	
	(الف-۲۰۳) ہو	
	ر	شعر ندارد

ی

﴿591﴾

چشم کو جو ہے ایسی بے خوابی کیا نہیں سوتے مردمِ آبی
 جو ترے دل کو لوں وہ کہتے ہیں کیا دلوں کی ہے ایسی کمیابی
 یوں تر پہتا ہے دل کہ جوں بسل ہو کیوتر برنگِ سیلابی
 حرفِ یابی جسے کہ حاصل ہے اس کے نزدیک کیا ہے شےِ یابی
 غیر کی بات پر شبِ اے ہدم اس نے دانتوں میں کیوں زباں دابی

وہ کہیں ہیں یہ کیا ہے اے عملیں
 وصل میں بھی تجھے ہے بے تابی

﴿591﴾	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ش	ب		شعر ندارد
۲۔	ب			شعر ندارد
۳۔	ش	ب		شعر ندارد

﴿592﴾

جب سے کہ ہوش آیا ہے شور و عشق و مستی
ہموار میکشی کر تو ے کدے میں اے دل
کوچے سوا تمھارے ہے سب جگہ سے دشت
گر مفت دیں کسی کو ہوتا گراں ہے لینا
لی پہلے تو نے چنگی یا میں نے گدگدی کی
یہ آدمی زمیں سے پہنچے ہی نہ فلک پر
اللہ اس کو کھوے جاوے کہیں عدم کو
میری رقیب ہدم ہے میری آہ ہستی

ظاہر میں ہے مسلمان باطن میں ایک کافر

چھپ چھپ کرے ہے غمگین واللہ بت پرستی ۵

﴿592﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	طبق۔ م	۳۱۷۔ ب	۲۳۵	ہموار	
				الف۔ ۲۶۰۔ ہمواری	
۲۔	ر	شعر ندارد			
۳۔	م	۳۱۸	لفظ	"یہ"	ندارد
۴۔	ر	ب	شعر ندارد		
۵۔	ر	شعر ندارد			

﴿593﴾

کر میرے تصور میں وہ تصویر نہ ہوتی تو مجھ سے طبیعت مری تغیر نہ ہوتی
 اس شوخ کی صحبت نہ اگر ہوتی میسر نسبت میں مری یہ کبھی تاثیر نہ ہوتی
 صحرائے فنا ہی میں ٹھہرتا ترا وحشی گردن میں اگر زلف کی زنجیر نہ ہوتی
 بے تاب یہ دل گر نہ ہو جوں پارہ سیما تو حُب ترے حق میں مری اکسیر نہ ہوتی
 ہر شب کو نہ ہم منتظر اس طرح سے رہتے اس لطف سے گر آپ کی تقریر نہ ہوتی
 میں بے سرو پا رنک سے قاصد ابھی مرتا اس خط کی گر اس ہاتھ سے تحریر نہ ہوتی
 گر قید دو عالم سے میں آزاد نہ ہوتا ے خانے میں زاہد مری توقیر نہ ہوتی
 واعظ تجھے ہوتی ے گلگوں کی اگر قدر تو مدرسے میں مستوں کی تکفیر نہ ہوتی

ملکئیں یہ اگر عشق سا معمار نہ ہوتا

تو کون و مکان کی کبھی تعمیر نہ ہوتی

﴿593﴾	ش-ن-ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۴۱ ہوتی نہ اگر پیرمغان سے مجھے الفت
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	خ-ر-ب	شعر ندارد
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ب-ر-خ	شعر ندارد
۶۔	ب	شعر ندارد
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ر	۱۴۱ لفظ "یہ" ندارد
۹۔	م	۴۶۱ کون مکان

﴿594﴾

کیوں کر نہ عمارت رہے برباد ہماری
 ہو جاتی ہے شکل اپنی اُسے یاروں فراموش
 عادل نے آواز تو ہو جائے وہ ظالم
 مرشد کے تصدق سے یہ عالم ہے ہمارا
 پھرتا ہو وہی نظروں میں جب قامت موزوں ہے
 اس شوخ کو کیا ہائے لکھیں ہمدرد ہم آہ
 پچھلے ہے تپ عشق سے یاں ہڈی کا گودا
 آنکھ اپنی کو کرتا ہے دم قتل وہ اب بند
 صورت ہی کہیں دیکھ کے جنگل کو نہ بھاگے
 ہم وحشی ہیں اے ہمدرد آزاد مقید
 ہم داد طلب کرتے ہیں کیا قہر ہے اس سے

ہے صرف ہوا پر ہی یہ بنیاد ہماری
 جو شخص کہ صورت کو رکھے یاد ہماری
 تاخیر عجب رکھتی ہے فریاد ہماری
 رہتے ہیں غلامی میں سب آزاد ہماری
 کیا آنکھوں میں پھر ٹھہرے شمشاد ہماری
 لائق ہی نہیں لکھنے کے روداد ہماری
 کرتا ہے عبث فصد تو فساد ہماری
 یہ شکل سے بیزار ہے جلا د ہماری
 تصویر وہ کیا کھینچے گا بہزاد ہماری
 وحشت ہی پہ موقوف ہے معیاد ہماری
 ستا نہیں جو شوخ کہ بیداد ہماری

ناچار ہوا تب نام رکھا یاروں نے غمگین
 خوش دیکھی نہ جب خاطر ناشاد ہماری

﴿594﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر-۱۳۲	یار
۲۔	ر-ب	شعر ندارد
۳۔	ب-۲۳۸	جب نظروں میں پھرتا ہو وہی قامت موزوں
۴۔	الف-۲۶۳-م-۳۲۵-ب-۲۳۸-ہمدردوں	
۵۔	ب	شعر ندارد
۶۔	ایضاً	
۷۔	ایضاً	
۸۔	الف-۲۶۳-م-۳۲۵-ب-۲۳۸-ہمدردوں	
۹۔	م-۳۲۶ / ب-۲۳۸	بیداد ہے اس سے
۱۰۔	شعر پر حاشیہ الف-۲۶۵	
۱۱۔	ر-۱۳۲	ہوں

﴿595﴾

مجھ مت کر کہاب اے ساقی کہیں دے چکے شراب اے ساقی
 ہو نہ جس کا حساب محشر میں دے وہ دے بے حساب اے ساقی
 مجھے جیسا کیا ہے مت و خراب تیرا خانہ خراب اے ساقی
 وہ پلائے کہ مجھ میں ابھی تجھ میں نہ رہے کچھ حجاب اے ساقی
 روزہ داروں کو جو کرے سیراب ہے نہایت ثواب اے ساقی
 وہ دے ناب دے کہ پیری میں ہو دوبارہ شباب اے ساقی
 وہ مجھے دے شراب ہو جس سے بحر ہستی پیاب اے ساقی

دہم جام دے تو غمگین کو

زندگی ہے حباب اے ساقی

﴿595﴾	ش۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ر۔ ۱۳۷	کونہ مجھ کو
۲۔	م۔ ۳۷۹	چکے
۳۔	ن۔ ۷۷	ہوسکے حشر کونہ جس کا حساب
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ر۔ ۱۳۷ خ۔ ۱۴۰	اور
۶۔	ب۔ ر	شعر ندارد
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	خ۔ ر	شعر ندارد

﴿596﴾

چھٹنے کی تم سے پھر نہیں عادت شراب کی
جس کو سوال پر ہیں مرے لاکھ اعتراض
مملو ہے جو دماغ میں بوئے عرق تری
بے فکر و بے حساب پیا کر شراب ناب
کس طرح بے حجاب ہو اُس بے حجاب سے
برباد ہو نہ جائیں کہیں سیکڑوں کے گھر
اپنا وہ منہ تو دیکھے کہ جو دیکھے منہ ترا
رندوں کے سے پلانے کی ایسی ہے مجھ کو دھن
وہ چم مست ایسی چڑھی ہے نگاہ پر
غملیں کہاں وہ پردہ نشیں اور تو کہاں
اپنے خیال میں تری باتیں ہیں خواب کی

﴿597﴾

یاد آئی بات جب اس یار کی
نبض دیکھ جیسی نے میری یوں کہا
دیکھنا یہاں تو ہے اب اس کا حال
تو ہی جا بہر عیادت ایک دم
مجھ میں یہ طاقت نہیں اے تدخو
اس کا کوچہ بھی تماشا ہے کہ روز
عشق میں جو مجھ کو ہے غملیں خطاب
سو بدولت ہے تری سرکار کی

﴿596﴾ م-ن-ش-ب-ر-ع- غزل ندارد

۱- خ-۱۴۲ ترا نہ

۲- ب-۲۳۹ کو

۳- م-۳۳۰ لفظ "یر" ندارد

﴿597﴾ م-ن-ش-ب-ر-ع- غزل ندارد

۱- الف-۲۸۶ ایک

۲- خ-۱۴۲ ترے

﴿598﴾

حقیقت کچھ ہوئی مکشوف جس کو تیری قامت کی
 میں اپنے دم سے صحرائے عدم ہر دم گریزاں ہوں
 نہ رکھے مجھ سے گرفت عداوت ہی بھلا رکھے
 ہمیں کثرت میں وحدت منکشف آخر ہوئی یارو
 دل اپنا صاف رکھ تو پاک الفت مجھ کو ہے تجھ سے
 یہ نادم میں ہوا اک شب کو اُس کے ساتھ ے پی کر
 شریعت سے قدم باہر نہ رکھنا دیکھو اے دل تو
 یہ مستغرق رہا دل ان بتوں کے عشق میں میرا
 ہوا دعوٰی آگاہی وہ کیا اے دل کہ اب تجھ کو
 تمنا اس کو ہر دم آہ رہتی ہے قیامت کی
 کہوں کیا تجھ سے ہدم ہے یہ حالت میری وحشت کی
 کہ تا معلوم ہو تاثیر مجھ کو اپنی الفت کلا
 یہاں تک جان و دل سے ہم نے اس وحدت کی کثرت کی
 اگر کچھ جھوٹ ہو اس میں قسم ہے تیری عصمت کی
 کہ اس دن تک ندامت ہدمو ہے اُس ندامت کی
 حقیقت کو تجھے مکشوف ہے اپنی حقیقت کی
 پرستش وہ بھی ان کی تھی خدا کی جو عبادت تھی
 نہ آگاہی کی آگاہی ہے نہ آگاہی ہے غفلت کی

بدل کر لکھ ردیف اب اور اے غمگین غزل لیکن

کوئی دو چار بیتیں اس میں ہوں پند و نصیحت کی

﴿598﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ر	شعر ندارد
۲۔	ن-۶۴	الفت
۳۔	ر	شعر ندارد
۴۔	ن-۶۴	اے دلا ہرگز
۵۔	ر-۱۲۸	دیکھ تو اے دل
۶۔	ب-۲۱۸	تیرا
۷۔	م-۳۸۹	لفظ ”ہے“ ندارد
۸۔	ر	شعر ندارد
۹۔	ر-ن	شعر ندارد

﴿599﴾

یاد ہے وہاں بات تجھے رات کیلا
 کہتے ہیں وہ بات ہے جو میری چڑ
 ایسے پری زاد کو لایا ہوں یاں
 ایک ذرا سی مری اُس بات پر
 سب سے مری ترک ملاقات ہے
 جاؤں میں کس طرح سے کبھے کو شیخ
 آپ نہ آتے ہیں نہ جاتے کہیں
 مجھ کو کیا پانے سے بد اعتقاد
 اور بھی غمگین یہ بدل کر ردیف
 لکھیے غزل اپنے ہی حالات کی

﴿599﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	۳۸۳۔ م۔	لفظ ”وہ“ ندارد
۲۔	۸۴۔ ن۔	یاد تجھے بات میری وہ رات کی
۳۔	۸۴۔ ن۔ ب۔ ۲۱۴۔ م۔	مے مے مے
۴۔	الف۔ ۲۴۰۔ م۔ ۳۸۳۔ ن۔ ۸۴۔ ب۔ ۲۱۴۔ یہاں	
۵۔	۸۴۔ ن۔	تجھ سے صنم جب سے ملاقات کی
۶۔	۸۴۔ ن۔	آپ تو جانتے ہی نہیں ہیں کہیں
۷۔	۲۱۵۔ ب۔	لکھی
۸۔	۸۴۔ ن۔	غمگین غزل ایک بدل کر ردیف
		اور بھی لکھ اپنے تو حالات کی

﴿600﴾

خبر جب سے سُنی دل نے پری رو تیرے آنے کی
 قسم اللہ کی وہ بُت مرے گھر آپ سے آیا
 رلا کر مجھ کو وہ ہنس کر لگے یوں غیر سے کہنے
 وہ ہی ہے رہنما اپنا وہ ہی ہے ہادی و مرشد
 نہ آیا میرے دم میں ایک چھتیا ہے وہ ہدم
 یہاں آتا رہا ہدم گھر اپنے بھی نہیں رہتا
 مریضِ عشق کی تیرے یہ حالت ہے کہ بستر سے
 نہ بھولوں گا میں اس پردہ نشیں کے بات درہاں کی
 کوئی کافر عجب گمراہ تھا اُس سے خدا سمجھ
 تو میں دیکھوں ہوں تب سے سیر کیا کیا اس دیوانے کی
 وہ کافر ہو مسلمان جس کی نیت ہو بلانے کی
 کہ اس کم بخت کو بدخو ہے کیا میرے کھانے کی
 ہمیں جو راہ تلاش دے کوئی گھر اُس کے جانے کی
 طرح ہر چند ڈالی میں نے وہاں پس جمانے کی
 یہ بدخو ہو گئی ہے ہر کہیں اب اُس کو جانے کی
 پرستاروں کو مشکل ہے بٹھانے اور اٹھانے کی
 مجھے گو فیلسوفی یاد ہے سارے زمانے کی
 نکالی رسم یہ جس نے بتوں سے دل لگانے کی

شرابِ ارغوانی کی جوانوں کو تعجب ہے
 ہوسِ غمگین کو بے پیری میں بھی ہے پینے پلانے کی

﴿600﴾	ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ح۔ غزل ندارد	
۱۔	۶۵۔ ن۔	ٹسوے بہانے کی
۲۔	۶۵۔ ن۔	وہی ہادی ہے اور مرشد
۳۔	۳۸۲۔ م۔	بتلاوے
۴۔	۶۵۔ ن۔	یہاں آنے کا کیا امکان گھر۔۔۔۔۔
۵۔	۳۸۲۔ م۔	اٹھانے اور بٹھانے کی
۶۔	۶۵۔ ن۔	تیرے دل میں
۷۔	۶۵۔ ن۔	ہوسِ غمگین ہے پیری میں بھی پینے اور لانے کی

﴿601﴾

جو جی میں لاتے ہیں ہم سے کدے سے جانے کی
 سخن قبول نہ جس جاں ہو ہوشیاروں کا
 سوائے خم نہیں ہم دور جام سے واقف
 یہ کیا غضب ہے کہ جاتا ہے دل کچا اُس طرف
 یہ گل کی طرف ہے معروف بلبل شیدا
 یہ بات کیا ہے کہ آیا تھا شب کوئی مہماں
 ہوئی ہے ضعف سے بس مجھ کو ناتوانی یار
 خدا کے واسطے اب دعویٰ عشق مت کہو
 نہ آب ہے نہ غور اُس کے عشق میں اے دل
 شراہوں کو وہ بخشنے تو کیا عجب واعظ
 کرے ہے ساقی وہیں فکرم سے پلانے کی
 سنے ہے کون وہاں بات مجھ دیوانے کی
 خبر ہے کس کو یہاں گردش زمانے کی
 سنی ہے جب سے کہ اس دربا کے آنے کی
 کہ باغباں کی خبر ہے نہ آشیانے کی
 تم آپ خوبی مگر دیکھو اس بہانے کی
 یہ شکل آہ ہے اب میری ناتوانی کی
 کرے نہ یار کہیں فکر آزمانے کی
 مگر ہے فکر تجھے میری جان کھانے کی
 خدا کے کس کو ہے معلوم کارخانے کی

اسی کی یاد بھلائیے دے گی تجھ کو اے غمگین

تو فکر اپنی نہ کر اور کچھ بھلانے کی

﴿601﴾	ش-۵-۴-۳-۲-۱	غزل ندارد
۱	۴۳۱-۲	لفظ "ہو" ندارد
۲	ب	شعر ندارد
۳	ایضاً	
۴	۴۳۱-۲	اب ہے
۵	ب	شعر ندارد
۶	ایضاً	
۷	۴۳۱-۲	بھلاوے

﴿602﴾

اس شعلہ رو سے جب سے مری آنکھ جا گئی
 کبھے میں وہ ظہور ہے جو بت کدے میں ہے
 کیا جانے تب سے سینے میں کیا آگ آ گئی
 اے شیخ منصفی سے تو کہو خدا کی
 اور تیرے ہاتھ میں رہے قاتل حنا کی
 یہ اور کیسی ہجر کی پیچھے بلا گئی
 اور میں نے دی دعا تو تجھے بددعا کی
 شاید گلوں کے کھلنے کی اس کی ہوا کی
 تیرے خیال میں جو یہ آنکھ اک ذرا کی
 خوابیدہ بخت نے وہیں بیدار کر دیا

غملیں جو ایک آن پہ تیری ادا ہوا

کیا خوش ادا اُسے تری اے خوش ادا گئی

﴿603﴾

میں مری جاؤں گا موت آہ گر نہ آوے گی
 شب وصال میں ظالم یقین نہ تھا یہ مجھے
 شراب شیشے میں جس دم نظر نہ آوے گی
 کہ مہر مجھ پہ تجھے تا سحر نہ آوے گی
 ہمارے ہاتھ یہ جب تک کمر نہ آوے گی
 نئے میں بات یہ پھر ہمارے نہ آوے گی
 کسی کے ہاتھ کبھی بے ضرر نہ آوے گی
 ہزار لیے پھر و بن اس کے گھر نہ آوے گی
 قیامت آوے گی لیکن سحر نہ آوے گی
 کہ تیرے گھر کی مجھے اور خبر نہ آوے گی
 مقدسے میں نہ ہاتیں بتا تو شب کی یار

گلہ ہے نامہ بروں کا عبث میاں غملیں

ہوا بھی جا کے ادھر پھر ادھر نہ آوے گی

﴿602﴾ م ن ب ر ع غزل ندارد

۱۔ ش ۷۲ پہلے

۲۔ خ شعر ندارد

۳۔ ش ۲۷ مجھ کو دیے

﴿603﴾ ب۔ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

﴿604﴾

یہی اب مشورہ دیتی ہمیں تقدیر ہے اپنی
یہاں تک دل کو اپنے آہ اس وحشت سے وحشت ہے
خیال اس کے دہن کا آکے گنجائش نہیں پاتا
وہ آئینے میں نقشہ دیکھ کر اپنا لگے کہنے
شبیبہ یوسف کی اپنی دیکھ کر بولے مصور سے
نہ اس کو بے قراری کچھ نہ تسکین ہم کو ہوتی ہے
توقع جس کے استحکام کی اک دم نہیں ہدم
کسی کو جو نہ کہنا ہو سو وہ وہ ہم کو کہتے ہیں

کہ جو تقدیر میں ہے تو کبھی تدبیر ہے اپنی
کہ وہ وحشت ہی گویا ہو گئی زنجیر ہے اپنی
طبیعت ان دنوں میں اس قدر دلگیر ہے اپنی
عجب صورت کی کچھ واللہ یہ تصویر ہے اپنی
یہی پڑتا ہے دھوکا کون سی تصویر ہے اپنی
عجائب ہدمو یہ آہ ہے ہے تاثر ہے اپنی
نہایت آہ بے بنیاد یہ تعمیر ہے اپنی
اب اس محفل میں ایسی عزت و توقیر ہے اپنی

وہ ابرو کے اشارے سے کہیں ہیں مجھ کو اے غمگین

عجب کچھ دم خم و جوہر کی یہ شمشیر ہے اپنی

﴿604﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ن-۸۳	کچھ
۲-	ر	شعر ندارد
۳-	ن	شعر ندارد
۴-	حاشیہ الف م-ر	شعر ندارد
۵-	ب ۲۲۰	دل
۶-	ن ۸۳	کہتا
۷-		شعر ندارد
۸-	ن-۸۵	اشارہ کر کے ابرو کی طرف کہتے ہیں وہ غمگین

﴿605﴾

جس شخص کو ہر شے میں کہ اُس نور کی سوچھی
اثبات کیا جس نے اُس سے نفی کر اپنا
خوں جاری شب و روز جو اس رخنے سے دیکھا
سینہ جو مشک ہے یہ اُس تیر مژہ سے
اُس شوخ کے دل نذر کیا جس نے کہ اُس کو
ہر بات میں وہ کرنے لگا جبکہ تغافل

عملیں مجھے ان آبلہ دل پہ تمہارے
بس دیکھتے ہی خوشہ انگور کی سوچھی

﴿606﴾

کہتے ہیں اُس کو میری محبت نہیں رہی
اس دشمنی کو دیکھیے میرا رقیب جان
مجھ کو اک اور سے وہ لگا کر کہے ہے شوخ
کیا روزِ جہر کی میں کہوں اُس کے وصل میں
میرے مرض کی مجھ سے وہ تب پوچھتا ہے باتِ
ناخن بھی کھس گئے کہیں قاتلِ شباب آ
کیا عاشقوں کے خون سے اب دھوئے تو نے ہاتھ
غیروں کو رنج دے ہے تو اٹھتا ہے دل کو لطف

عملیں ہزار شکر کہ ہجراں میں مر گیا
محشر میں مجھ کو اُس سے خجالت نہیں رہی

﴿605﴾ ب۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

اس غزل میں غمگین نے دورِ منصور کے ساتھ "شور" کا قافیہ باندھا ہے۔

۱۔ ش۔ ۷۳۔ آپ

۲۔ ش۔ ۷۳۔ باللہ

۳۔ ش۔ ۷۳۔ اسی

۴۔ ن۔ ش۔ شعر ندارد

۵۔ ایضاً

﴿606﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ ن۔ ۷۵۔ میرے مرض کا مجھ سے وہ اب پوچھتا ہے حال

یہ غزل نسخہ اول ۲۹۳ ہر اس عبارت کے ساتھ درج ہے کہ "غزلِ دویم اوّل نوشتہ شد"

﴿607﴾

ہم مر کے خوش ہوئے کہ مشقت نہیں رہی
کس وقت میرے بالیں پہ آیا ہے دیکھنا
اے کاش زندگی میں بھی لکھیں ایک آہ
جب سے کہ دھبہ رز سے گرفتار ہو گئے
یہ دام سے تعلق خاطر ہے ہم صغیر
کہتے ہیں مجھ کو وہ کہ اٹھایا ہے اس نے سر
اے شوخ اپنی بزم میں مت دے مجھے شراب
زاہد کیا ہے جب سے کہ طوفانِ حریم دل

عمکیں غزل تو اور بھی لکھتا ہے پرہمیں

تیری غزل کے سننے کی طاقت نہیں رہی

﴿608﴾

موزوں کریں ہیں اس کو جو بات دل میں آئی
اس عیدِ خوش کے اے دل مت آج سامنے جا
یا چکنی چڑی دل سے کرتے تھے ہم سے باتیں
تم آپ لاکے بیٹھے بوتلِ گلاس صاحب
کہتا تو سچ ہے اہم ناچار ہوں کروں کیا
تفصیل تیری دیکھی بس اے طیب ہم نے
مے کے نشے میں کل شب کہنے لگے وہ مجھ سے
دل کی کدورت ان کی آبِ عنب نے دھوئی

رکھ دل کی دل میں عمکیں اپنے نہ لا رہاں پر

جو بات منہ سے نکلی ہوتی ہے وہ پرائی

﴿607﴾	ش	ب	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱	ن	۸۲	دل آہ بول اٹھا کہ قیامت نہیں رہی			
۲	ن	۸۲	میں سطر کے نیچے الگ خط میں		لفظ "یہ" لکھا ہے	
۳	ن	۸۲	درگاہ دل کا طوف			
۴	ن	۸۲	اور			
﴿608﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد				
۱	ب	شعر ندارد				
۲	ب	شعر ندارد				

﴿609﴾

بلبل چمن میں نالاں بے اختیار آئی ہشیار ہو دیوانو پھر نو بہار آئی
 بھولے سے یاد اس نے شاید کہیں کیا ہے ہنگی جو مجھ کو ہدم دو چار بار آئی
 چشم حیا ہے زمرس اس چشم سے تجھے کیا خاک چمن سے باہر جو شرمسار آئی
 دونو جہاں سے بالکل دل اٹھ گیا ہمارا ایسی طبیعت اس پر کچھ ایک بار آئی
 مجھ پاس اس نشے میں آیا ہے تو جو شب کو اس وقت جی میں ایسی کیا میرے یار آئی
 اہل دول کے جھوٹے ہیں اعتبار سچ ہے دنیا نظر ہمیں بھی بے اعتبار آئی
 بلبل کو دیکھ گل کو مجھ کو گلے لگایا کیا جی میں تیرے سچ کہہ اے گلقدار آئی
 ترپے ہے دل نفس میں بے اختیار میرا فریاد ہم صغیر و بے و فصل بہار آئی

پردے میں جو کبھی تھی تیرے مغاں نے عملیں

وہ ہی نظر حقیقت اب آشکار آئی

﴿609﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

شعر ندارد

۱- ب

۲- ایضاً

۳- ایضاً

۴- ایضاً

۵- ایضاً

۶- ایضاً

ک- طبق ۲- ۳۴۸ / اب- ۲۵۳ (الف- ۲۷۷- مصنفین)

﴿610﴾

دے مجھے کس طرح وہ دکھائی
 جو مری چشم کی ہو پینائی
 اس کی کس طرح میں سنوں آواز
 جو مرے گوش کی ہے شبنوائی
 عقل میں کس طرح سے وہ آوے
 ہے وہی میری عقل سے و دانائی
 کام کرتا ہے وہ مرے سب اور
 مجھ پہ کرتا ہے کارفرمائی
 جان اس کو حباب بحر عدم
 یہ جو گنبد ترا ہے بینائی
 میں جو دیتا ہوں عقل مجنوں کو
 تو وہ مجھ کو کہے ہے سودائی
 جس کی کوئی جگہ نہیں نکلیں
 جس جگہ دیکھو ہے وہ ہرجائی

﴿610﴾ ش-ع-	غزل ندارد
۱- ۴۰۸-۲	لفظ "ہے" ندارد / ر-۱۳۰- ہو
۲- ۱۳۰-۲	آدھا مصرع مٹا ہوا ہے
۳- ۱۴۱-خ	عقل دانائی
۴- ر-	شعر ندارد
۵- ن-	شعر ندارد
۶- ب-	شعر ندارد
۷- ر-	شعر ندارد

﴿611﴾

یاں تلک آہ گر آتا کوئی جان سے کاہے کو جاتا کوئی
چھوڑتا کاہے کو میں گھر اپنا اپنے گر گھر میں بلاتا کوئی
ے سے کس واسطے کرتے توبہ اپنے گریا ساتھ پلاتا کوئی
چونک چونک اٹھتے نیند سے ہم اپنے گر پاس سلاتا کوئی
جب سے ان آنکھوں نے دیکھا اُس کو اب نظر ہی نہیں آتا کوئی
ہم اگر ہنسنے کے قابل ہوتے کیوں ہمیں آہ رلاتا کوئی
میں نہ مرتا کبھی اُس صورت سے شکل گر اپنی دکھاتا کوئی
دکھ یہ کاہے کو اٹھاتا میں اگر اپنی محفل میں بٹھاتا کوئی
مر ہی جاتے نہ کبھی بچتے ہم گر تصور میں نہ آتا کوئی
جب سے ان آنکھوں نے دیکھا تجھ کو اب نظر ہی نہیں آتا کوئی
دل اگر قابو میں ہوتا عملیں
کس لیے ہم کو ستاتا کوئی

﴿611﴾ ش-ب-ر-خ-ع-غزل ندارد

۱- ن-۸۳ گکو

۲- م-۳۷۲ نہ یوں نیند سے

۳- حاشیہ الف-۲۳۵ م-ن شعر ندارد

﴿612﴾

آج یہ والا کرے خبر کوئی کل کلاں کو نہ جائے مر کوئی
 زندگی میں تو ترے وصل سے شوخ نہ ہوا ہائے بہرہ واد کوئی
 شرط کرتے ہیں تو اٹھالے نقاب دیکھیں دیکھے تو آنکھ بھر کوئی
 تجھ سے رکھے نگاہ جو دل کو ہمیں آتا نہیں نظر کوئی
 راہ میں بیٹھتا ہوں یہاں کہ وہاں شاید آنکھ تار ادھر کوئی
 کیا بلا ہے وہاں کہ وہاں جا کر نہیں پھرتا ہے نامہ بر کوئی
 جس کے گھر میں کبھی وہ آتا ہو اس کے ہمسایہ لے دے گھر کوئی
 روز جاتا ہوں اس کے کوچے میں لاوے مجھ سا تو دل جگر کوئی
 دمدم دیکھتا رہوں ہوں میں دیکھتا ہو نہ تار ادھر کوئی
 آج گر شام کو نہ آیا وہ مر ہی جاوے گا تار سحر کوئی
 بزم میں اپنی دیکھ مجھ کو کہا در پہ درباں نہیں مگر کوئی
 اب تو بازار ہو گیا ہے یہ گھر کس کس آیا یہاں ہے ہر کوئی

ہو مژہ عدم وجود سے جو
 ڈھونڈے غمکیں اُسے کدھر کوئی

﴿612﴾ ب-ش-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف-۲۶۳-م-۳۲۳-وہاں

۲- طبق-م-۳۲۳ (الف-۲۶۳ بہرور)

﴿613﴾

کسی میں تم میں سے ہمت ہو تو پلاؤ کوئی
 میں تم کو غیر سمجھتا ہوں عقل و ہوش و حواس
 سوائے میرے کسی کو بھی بزم میں اُس کے
 ہزار خوبیوں سے دل کو لگاؤ پر یارو
 کچھ اُس کی بزم میں میرا بھی ذکر ہوتا ہے
 نہ ہو یہ سنگترہ عرشِ بام ہی اُس کا
 خفا میں جان سے بیٹھا ہوں دل کے ہاتھوں سے
 دکھائی دے نہ دکھائے سے جو چھپے نہ چھپائے
 مری نظر میں تو ہجراں کے غم سے اے غمگین
 جو بات اُس میں ہے بے ساختہ وہ آہ کہاں
 مجھے نہ ساقی سے اے سے کشتِ بھڑاؤ کوئی
 تم اُس کے کوپے میں مت میرے ساتھ آؤ کوئی
 نہیں منائی کوئی آؤ اور جاؤ کوئی
 خدا کو مانو مت اس بت سے دل لگاؤ کوئی
 خبر تم اپنی مجھے دوستو سناؤ کوئی
 یہاں جو پہنچے سو اے دل نہیں لگاؤ کوئی
 جو تم سے روٹھوں تو یارو مجھے مناؤ کوئی
 چھپاؤ کھڑے کو گو ایسے یا دکھاؤ کوئی
 سوائے مرنے کے جی کا نہیں بچاؤ کوئی
 ہزار سادہ رہے یا کرے بناؤ کوئی

بدل کے قافیہ لکھتا تو ہوں غزل غمگین

مگر جو لطف ہو اُس میں سو وہ بناؤ کوئی ۲

﴿613﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ب	شعر ندارد
۲-	ب	شعر ندارد

سے نہ جو اسے آواز کیا سنائے کوئی
یقین ہے اُس کو ہوئی ہوگی نہ فلک کی سیر
ہزار چند منائے سے اور جو روٹھے
قریب کا کروں جوں جوں کہ قصد ہو وہ بعید
جو عین دل ہی ہوا ہووے کرتے کرتے یاد
عیاں وہیں سے ہو صاحب نظر کی آنکھوں میں
قسم خدا کی نہ بھولوں میں وہیں لوں پہچان
نہ کل تک رہے کچھ ہوش وصل و ہجر اے یار
جو میرے رونے پر ہنسا ہے یار کا موقوف
تو دیکھ دیکھی ہیں وہ آنکھیں ہم نے اے ہدم

وہ شب کو بزم میں کہنے لگے یہ غیروں سے
کہ شرط بدتی ہے غمکس کو گر ہنسائے کوئی

شب کو اُس مہ سے جو مدت میں ملاقات ہوئی
پاؤں سہلائے ہیں بس صبح تک اس کے سوا
ہم کبھی گھر میں گئے اُس کے تو پھر اے ہدم
مر ہی جاتا میں اگر آج نہ آتا شب کو
کل سر شام جو محفل میں مری طرف سے آہ
تو وہ جھنجھلا کے لگے کہنے یہ مجھ سے ہے ہے

مجھ سے آزر وہ جس سے کہ ہوئے تھے غمکس

رات کو ہائے نشے میں وہی پھر بات ہوئی

ہم ان کے گھر میں کسی ڈھب جا نہیں سکتے
 محال ہے کہ بلاویں ہمیں وہ اپنے گھر
 دکھاؤ پیارے کسی شکل خواب میں صورت
 یہ بے قراری سے میری اب ان کو خطرہ ہے
 اسے ہے جس سے کہ الفت ہم اس کی صورت
 دل اس کا جس سے ہے موقوف اس کی صورت
 جو ہم کو رو رو سناتے تھے حال دل اپنا
 جو دیکھتے ہیں اُسے دیکھتے ہی رہتے ہیں
 بتا وہ پردہ نشیں کس طرح طے ناصح
 جو ہم کو آ کے مٹاتے تھے لاکھ منت سے
 غزل کے بحر تم اس بحر کے سوا ہمیں
 غزل اک اور ہمیں کیا سنا نہیں سکتے

﴿616﴾	ر۔خ۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	بر حاشیہ الف ۲۲۰۔	
۲۔	۴۔ن۔ب	شعر ندارد
۳۔	الف، ب۔م۔ش۔ن	خطرا
۴۔	ب ۲۰۴	ہی
۵۔	ش۔ن۔	شعر ندارد
۶۔	الف۔م۔ب۔ش۔	شعر ندارد
۷۔	ش۔۷۶ / ن۔۸۱۔	اب اپنا حال ہم ان کو سنا نہیں سکتے
۸۔	ب۔شعر ندارد	
۹۔	ن۔۸۱ / ش۔۷۶	ہلاویں
۱۰۔	ایضاً	غمگین
۱۱۔	ایضاً	پرائے
۱۲۔	م۔ش۔	شعر ندارد۔
۱۳۔	بر حاشیہ الف ۲۲۰	
۱۴۔	ش	شعر ندارد

﴿617﴾

تم مجھے سے پلا نہیں سکتے کیا وہ توبہ تڑا نہیں سکتے
 ہم چلے آئے یار کجے سے پر ترے در سے جا نہیں سکتے
 مٹوایے ہیں کس کے دھیان میں ہم کہ پلک بھی ہلا نہیں سکتے
 ہم نے ایسا صنم کیا ہے خدا جس کے بندے کہا نہیں سکتے
 ہم تصور سے اس کے اے ہدم اپنی پٹس بجا نہیں سکتے
 دوں وہ پردہ نشیں ہے جس کو ہم دھیان میں اپنے لا نہیں سکتے
 شب نٹے میں ہوئی وہ ہم سے بات کہ اب اُن کو منا نہیں سکتے
 کیا غضب ہے کہ اپنے حق میں یار بات بھی کچھ بنا نہیں سکتے

یارو اغیار دوں اے عملیں

ایک دل میں سا نہیں سکتے

﴿617﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ن-۵۹	دنیا نہیں
۲-	ب-ر-	شعر ندارد
۳-	ر	شعر ندارد
۴-	حاشیہ الف ۲۲۰	ب-م- ر شعر ندارد
۵-	ر-۱۲۷	تو
۶-	ب	لفظ "قطعہ" ندارد
۷-	ب-ر	شعر ندارد
۸-	ن-۵۹	یار بھی ہائے اس مقلبے میں بات کچھ بس بنا نہیں سکتے
۹-	ب	شعر ندارد

﴿618﴾

ہمیشہ وصل ہی میں اُس کے جو اوقات کو کاٹے جدائی کی میاں غمگین وہ کیونکر رات کو کاٹے
 بھلا وہ کب نے اس قصہ جانکاہ کو ہدم ہمیشہ جو بھری مجلس میں میری بات کو کاٹے
 لگا سکتا نہیں میں ہاتھ اُس کا کل کو اس ڈر سے مبادا ہے وہ انہی اڑ کے میرے ہاتھ کو کاٹے
 ترہتادل ہے جوں بجلی گھٹا جاتا ہے جی ہر دم ترے اس ہجر میں کیونکر کوئی برسات کو کاٹے
 سحر سے شام تک ہے آہ و زاری آہ اے غمگین
 کہاں تک ہجر کے اب کوئی مکروہات کو کاٹے

﴿619﴾

دل تری چاہ میں ڈبو بیٹھے ہاتھ ہم جان سے بھی دھو بیٹھے
 ہدمو جی نہ چاہے اٹھنے کو اُس کی باتیں اگر سنو بیٹھے
 ہم نے کچھ عشق میں نہ پایا آہ اور دل کو گرہ سے کھو بیٹھے
 دل تو پہلے ہی بہ گیا خوں ہو آخرش اب جگر کو رو بیٹھے
 شب کو تلوے لگا میں سہلانے ق تو وہ بوللا پرے رہو بیٹھے
 اب نہ آویں گے ہم تمہارے ہاتھ کب افسوس تم ملو بیٹھے
 در سے اُس کے نہ جاؤ دیو و حرم
 تم تو غمگین یہیں رہو بیٹھے

﴿618﴾	م-ب-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	الف ۲۸۹	کیونکہ
﴿619﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	م- ۳۸۶	بولے
۲۔	ر-	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	

﴿620﴾

اُس پاس سحر تک کوئی گر شام سے بیٹھے ممکن ہے کہ وہ دو گھڑی آرام سے بیٹھے
 دیکھا نہ مجھے آنکھ اٹھا کون گھڑا ہے کرتے وہ رہے شغل سے و جام سے بیٹھے
 اک چپ کی سی لگ جاتی ہے بس دیکھ کے اس کو جو بولتے ہیں اپنی دلارام سے بیٹھے
 نیچے کھڑے رہنے کی نہیں رہتی ہے طاقت وہ دیکھیں ہیں جب مجھ کو لب ہام سے بیٹھے
 گلچیں کے ہم ہاتھ سے چھوٹ آہ قفس میں کیا چین سے صیاد اور آرام سے بیٹھے
 راتوں کو کھڑے پھرتے ہیں بس جس کے لیے اُس پاس اک دن بھی نہ ہم عشرت و آرام سے بیٹھے

کیوں منتظر اس شوخ کے عملیں ہوئے تم جو

چلنے سے رہے پھرنے سے سب کام سے بیٹھے

﴿621﴾

ایسی بد خو کی چاہ کیا کیجیے اور نہ کیجیے تو آہ کیا کیجیے
 چھوڑنا آہ بت پرستی کا ہے کبیرا گناہ مت کیجیے
 خوف دیں ہے مجھے کہ وہ کافر ہے خدا کی پناہ کیا کیجیے
 اُس کے کوچے کی آہ اے ہدم نہیں آتی ہے راہ کیا کیجیے
 وہ یہ کہتے ہیں تو ہے ہرجائی
 تجھ سے عملیں نہاہ کیا کیجیے

﴿620﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- الف-۲۴۳-م-۳۳۳-ب-۲۵۰-ایک

۲- ایضا

۳- ب شعر ندارد

﴿621﴾ م ن ب ع غزل ندارد

۱- خ ۱۳۳ ایسی

۲- ش ۸۹ کبیرا

۳- خ شعر ندارد

۴- ر شعر ندارد

کھولے ہیں اُس نے دیکھ کے بند قبا مجھے
 بڑھ جائے جس سے اور بھی آزار عشق آہ
 پیتا تو میں ہوں اور چڑھی ہے انھیں شراب
 تسکین دل جو چاہو نہ ہووے گی ہمدو
 ہے جائے رشک بیٹھ نہ تھا تو میرے پاس
 کرتا ہے قتل غمزہ ہر اک آن دل کو آہ
 اُس چشم مست سے ہوئی جب سے دو چار چشم
 آئی ہے نیند سوئے اتنی سی بات پر
 کچھ اور طور کی یہ لگے ہے ہوا مجھے
 تو اے طیب دے کوئی ایسی دوا مجھے
 کہتے ہیں یہ جو لوگ برا اور بھلا مجھے
 لو وصل بھی قبول کیا اور ہوا مجھے
 کچھ اعتبار شوق نہیں ہے مرا مجھے
 دیتی ہے جان تازہ تری ہر ادا مجھے
 دن رات اک نشہ سا رہے ہے چڑھا مجھے
 کیا کیا نہ شب کو بزم میں تولے کہا مجھے

ہر چند ہے یہ دل ، دل بے دعا مگر
 غمکیں نہیں ہے اس سے بھی کچھ دعا مجھے

﴿623﴾

سمجھا ہے تو نے اے ستم ایجاد کیا مجھے خوش تر تری وفا سے ہے جور و جفا مجھے
 دل کا یہ رنگ ہو جے جو تجھے دسترس ہو یاں دل کہتی زبان لال سے ہے وہ حنا مجھے
 میں نے کہا نہ جن کو نشے میں بھلا برا وہ بے نشہ کہیں ہیں برا اور بھلا مجھے
 تیری طبیعت اور ہے میرا مزاج اور ناحق شراب دیکھ نہ ظالم پلا مجھے
 مور و ملخ سے کم ہے جہاں عاشقوں کی قدر لے اپنے پاؤں ہائے گئی واں قضا مجھے
 ایسی پلا شراب نہ اترے کبھی نشہ طاقت نہیں خمار کی ابھی ساتیا مجھے
 ہجراں ہو خواہ وصل ہو ہر حال میں مگر منظور صرف یار ہے تیری رضا مجھے
 بیگانہ جاننے میں ہے راحت بہت اسے ہو لاکھ رنج سمجھے وہ گر آشنا مجھے

عملیں غزل ایک اور بھی لکھ اس زمیں میں تو

بھاتا ہر ایک شعر ہے دل سے ترا مجھے

﴿623﴾	ش	ب	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ن	۶۸	سمجھا یا			
۲۔	ن	۶۸	م	۳۰۲	تو	
۳۔	طبق م	۶۸/۳۰۲	الف	۲۵۱	لفظ	"یہاں" ندارد
۴۔	ن	۶۸	لے			
۵۔	ن	۶۸	سے			
۶۔	الف	۲۵۱	جانتے			

﴿624﴾

اب تو کہتے ہیں سب خراب مجھے اور دے ساقیا شراب مجھے
 وصل ہو یا وصال ہو اے کاش نہیں بھراں کے غم کی تاب مجھے
 ترے وعدے سے آہ وعدہ خلاف اور ہوتا ہے اضطراب مجھے
 اک نظر بھر تو دیکھنے دے اُسے نہ جلا دیدہ پُر آب مجھے
 اب تو ہم ہر ایک ذرے میں نظر آتا ہے آفتاب مجھے
 بو پیسے کے مت سگھا اپنی راس آتا نہیں گلاب مجھے
 جب کسی نوجواں کو دیکھوں ہوں یاد آتا ہے شباب مجھے
 ان بتوں سے ہے زندگی ورنہ دے چکا ہے خدا جواب مجھے
 اس پری کے خیال میں ہمدرد ہائے کیا ہو گر آئے خواب مجھے

ہے یہی اب خیال اے عملیں

کہ نہ آوے خیال خواب مجھے

﴿624﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	۴	خ	شعر ندارد		
۲۔	حاشیہ	الف	۲۳۲	۴	شعر ندارد
۳۔	ن	۵۵	غمگین		
۴۔	حاشیہ	الف	۲۳۲	۴	شعر ندارد
۵۔	ن	شعر ندارد			

﴿625﴾

جو تھ کو دینی ہے دے ساقیا شراب مجھے خراب کر نہ تو اے خانماں خراب مجھے
بتوں کی دید کو اپنی خوشی میں جیتا ہوں دیا خدا نے تو مدت سے ہے جواب مجھ
اب اس زمانے میں جتنے ہیں رند اور ادبаш شرایوں میں سمجھتے ہیں انتخاب مجھے
حجاب مجھ سے نہ رکھ کس طرح کہوں اُس سے کہ اُس کو دیکھ کے آتا ہے خود حجاب مجھے
مرا جو حال ہے تبدیل کر نہیں سکتا زمانہ لاکھ دکھاتا ہے انقلاب مجھے
جو قتل تو کرے دیتا ہوں تجھ کو اے کافر شہید ہونے سے جتنا کہ ہو ثواب مجھے
شراب کہنے سے پی لے تو میرے اے زاہد تجھے ثواب ہر کیف اور عذاب مجھے
نہ جاگنے کی خبر ہے نہ آہ سونے کی عجب آہ ہے یا رب خیال خواب مجھے
نشتے میں سے کہ جب آتا ہے ہوش اے ہدم یہ بحر ہستی پڑے ہے نظر سراب مجھے
میں مر ہی جاؤں کہیں نامہ بر مرے خط کا خدا کے واسطے دیتا نہ تو جواب مجھے

بدل کے قافیہ لکھنے ہے تو غزل ممکن

نہیں ہے سننے کی شعروں کی تیرے تاب مجھے

﴿625﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱	ر	شعر ندارد			
۲	م	۴۳۳	رندو اور		
۳	ر	شعر ندارد			
۴	ایضاً				
۵	ب	ر	شعر ندارد		
۶	ر	۱۴۸	توسیع کہنے	-----	
۷	ر		شعر ندارد		
۸	ر	ب	شعر ندارد		
۹	ایضاً				
۱۰	ر	۱۴۸	لکھی تو ہے		

﴿626﴾

گلے چٹ کے وہ کرتا ہے جبکہ پیار مجھے خدا کرے کہ رہیں تب حواس یار مجھے
 کروں ہوں بات پر اے شوخ اعتبار ترے نظر میں کیوں نہ ہو عالم کے اعتبار مجھے
 بڑھے ہے اور بھی بے تابلی اس تردد میں کہیں وہ دیکھے نہ محفل میں بے قرار مجھے
 میں ہارتا بھی ہوں تو اُس کو جانتا ہوں فطل بشرطِ جو وہ کھلاتا ہے بدقار مجھے
 میسر اس کی ہو کب دیکھیے ہم آغوشی یہ جس کے واسطے عالم سے ہے کنار مجھے
 چن میں یار مجھے اُس نے اس روش سے کیا بن اُس دیوانے کے ہے یہ خزاں بہار مجھے
 دماغ گل بدلوں کو کہاں ہے یاد کا آہ ہزار نالہ سنا عندلیب زار مجھے
 میں ایک بحرِ دو عالم کے درمیان میں ہوں کہے ہے جو کہ جدھر ہے وہ دار پار مجھے
 میں دیکھ لوں تجھے تک سنگ سے یار اک دم پھر اگر ان آنکھوں پہ میرے ہو اختیار مجھے

کس نے وعدہ کیا ہی نہیں ہے اے تمکین

ہمیشہ کس کے لیے ہے یہ انتظار مجھے

﴿626﴾	ش	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۴۳۴	جاہوں			
۲۔	ایضاً	بشطر				
۳۔	ب		شعر ندارد			
۴۔	طبق م ۴۳۴ ب	۲۴۴				
	(الف)	۲۶۹	کو			
۵۔	ب		شعر ندارد			
۶۔	م	۴۳۴	کی			
۷۔	ب		شعر ندارد			
۸۔	ب		شعر ندارد			
۹۔	ایضاً					

﴿627﴾

صیادؑ دیکھ چھوڑیو پر توڑ کر مجھے
کیا وصل کی میں تجھ سے کہوں تھا وصل یار
جھوٹا بیا ہے جام ترا جب سے ساقیا
اس رنگ صندلی کی تصور نے ہدمو
اٹنا سا دوسرے کو بھی کرتا ہوں میں خراب
وہ تلخ جام ے دے کہ جس سے رہے نہ عقل
جب سے کہ آرزو ہے میں اُس بت کو دیکھ لوں
کیا کام تھا بہار و خزاں سے وگر نہ یار

عملیں بدل کے قافیہ لکھ اور ایک غزل

رکھتا ہے دل سے دوست بہت تو اگر مجھے

﴿627﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۳۶	کیجیورہا		
۲۔	ر	۱۳۶	کو		
۳۔	ر	۱۳۶	تھا وہ وصل یار		
۴۔	ر	۱۳۶	پس		
۵۔	الف	۲۷۶	چھوٹا		
۶۔	ر	ب	شعر ندارد		
۷۔	ر	۱۳۶	آنا نہیں ہے اس کو سوا کچھ ہنر مجھے		
۸۔	م	۴۴۶	اتنی		
۹۔	طبق م	۴۴۶			
	(الف)	۲۷۶	(سی)		
۱۰۔	ب		شعر ندارد		
۱۱۔	ر	ب	شعر ندارد		
۱۲۔	ر۔ ب		شعر ندارد		

﴿628﴾

دووں جہاں کے واسطے کرتا ہے بس مجھے
فرمت نہیں ہے وصل سے اب یک نفس مجھے
رکھتا نہ خشتِ ے کدے میں زیرِ سرِ کبھی
صیاد فکر میں ہے رہائی کی ہم صغیر
رہنے دے دے کدے ہی میں شب بھر نشہ ہے خوب
ایسی بھری ہے سر میں ہوا اُس کے عشق کی
اس رہ میں ساتھ لہجہ نہ تو زاد و راحلہ
ششدر ہوں کس طرح کروں یا اس سے تین پانچ
خوش ہوں میں اپنے وقت سے ایسا کہ اب نہیں

ہوئے گر آہ عشق ترا ایک خس مجھے
غم ہجر کا بھی بھول گیا یار بس مجھے
ہوتی گرج اُس کے پاؤں تک دسترس مجھے
کشتن ہوا ہے جب سے کہ دام و نفس مجھے
گھیرے نہ راہ میں کہیں ساقی عس مجھے
دنیا و دیں کی کچھ نہیں حرص و ہوس مجھے
ہاگ بلند سے یہ کہے ہے جس مجھے
کہتا ہے ایک بات کی جو شوخ دس مجھے
آئندہ و گزشتہ کا کچھ پیش و پس مجھے

مجبور اس قدر ہوں میں غمگین نہ پوچھ حال
بے اختیار کرتی ہے بس اک گس مجھے

﴿628﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۳۶	کرنا		
۲۔	ر	۱۳۶	ہونے		
۳۔	ب	ر	شعر ندارد		
۴۔	ر	ر	۱۳۶	جو	
۵۔	ر	۱۳۶	ہانوں		
۶۔	ر		شعر ندارد		
۷۔	م	۳۳۷	زاد راحلہ		
۸۔	ر		شعر ندارد		
۹۔	ر		شعر ندارد		
۱۰۔	ایضاً				

﴿629﴾

زاہد دُور میں یہ کیا پہچانے اور جانے مجھے
 سب نئے درہاں ہیں در پر آہ کیا جانے مجھے
 دیکھ بے تابی دل میری اکیلے میں وہ شوخ
 جب نشے میں مے کے ہو جاتا ہوں میں مدہوش آہ
 ہاتھ کا پھلنے دیا تسکین دل کو اُس نے پر
 کیا کہا تھا میں نے کل شب کو یہ کیا خو ہے تری
 جو چمپا کرشب کو لے جاتا تھا گھر میں اس کے پاس
 دیکھتے ہشیار ہیں جب مے کدے میں ساقیا
 بزم میں اس شعلہ رو سے گرم محبت دیکھ کر
 شیخ کل شب کو یہ کہتا تھا کہ ہے وقتِ اخیر
 پہلے مرنے سے مرے سمجھا ہوں اس کا اب میں ترنیل
 جو خدا کو یار پہچانے وہ پہچانے مجھے
 اُس کے گھر میں دے بھلا کیونکر کوئی جانے مجھے
 اب بھی لگتا ہے بعضے وقت سمجھانے مجھے
 اپنا جھلکا تب وہ کچھ لگتا ہے دکھلانے مجھے
 داغ دل پر اور ہدم گل پڑے کھانے مجھے
 اک ذرا سی بات میں لگتا ہے دمکانے مجھے
 اب نہیں دیتا وہ درہاں در تلک آنے مجھے
 منچے ماریں ہیں پتھر اور مستانے مجھے
 شمع پر گرتے ہیں کیا کیا جل کے پروانے مجھے
 خانقہ سے لے چل اپنے ساتھ مے خانے مجھے
 کچھ نہ رہوے ہوش ایسے دے دو پیانے مجھے

تیسری بھی لکھ غزل غمگین بدل کر تو ردیف

تیرے سارے شعر کا ہیں یہ مے کے پیانے مجھے

﴿629﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر				شعر ندارد
۲۔	ایضاً				
۳۔	ر-ب				شعر ندارد
۴۔	ر				شعر ندارد
۵۔	ب-ر				شعر ندارد
۶۔	ایضاً				
۷۔	ر				شعر ندارد
۸۔	م-۳۵۶				کی
۹۔	ب-ر				شعر ندارد
۱۰۔	ر-۱۴۷				پہلے مرنے سے سمجھتا ہوں نہ اس کا اب میں سر
۱۱۔	ر-۱۴۷				قافیہ
۱۲۔	م-۳۵۶				ہیں شعر پر

﴿630﴾

عشق دنیا میں نہیں دیتا سر اکسانے مجھے
جبکہ وہ سمجھا یہ کس کا منہ ہے پہچانے مجھے
عقل مجنوںوں سے بدتر جن کی ہے اے اہمو
یاد انہیں افسوں نہ تغیر اُس پری کا کچھ نہ سحر
جو ہوا ہے اور نہ ہووے گا کسی سے تا عثر
سے کدے میں تیرے آکر تفکّل ہارے بھیں
جو مری صورت سے شرما تے تھے اے ہدم نہ پوچھ
کوئی سے کش ان کو سمجھاتا نہیں ہے ساقیا
ایسے کاذب کے خن کا صدق ہو کیونکر بھلا
رہبری میری سمجھ کر زاہد و اہل دول
خائفہ میں تم چمپاؤ شیخ جی ہمت ہے اگر

قبر میں کیونکر یہ دے گا پاؤں پھیلانے مجھے
تب لگا ہر شکل سے کھڑے کو دکھانے مجھے
ہائے سودائی وہ سب کہتے ہیں دیوانے مجھا
کیا نکالیں گے دیوانے پن سے یہ سیانے مجھے
حضرت عشق اب لگے وہ کام فرمانے مجھے
راہ میں ساقی ملے ہر چند سے خانے مجھے
اب لگے کھڑے سے اپنے وہ ہی شرمانے مجھے
شیخ و زاہد واعظ اب آتے ہیں سمجھانے مجھے
منہ پہ منہ بچ پر لگے ہے جو کہ دکھانے مجھے
اپنی بتلاتے ہیں رہ یہ کورے اور کانے مجھے
سے کدے میں کھینچ لے جاویں نہ متانے مجھے

لکھ غزل ایک اور اے تمکین مگر یہ شرط ہے

شعر کو اپنے تو ہی آیار سمجھانے مجھے

﴿630﴾	ش	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۳۵۴	مجنوں			
۲۔	ب		شعر ندارد			
۳۔	م		مصع ازل ندارد	م-۳۵۴-لہیں		
۴۔	م	۳۵۵	واعظا			
۵۔	ب		شعر ندارد			
۶۔	م	۳۵۵	لگے ہے			
۷۔	ب		شعر ندارد			
۸۔	م	۳۵۵	کو			
۹۔	ب		شعر ندارد			

﴿631﴾

در سے جو اپنے اٹھاتا ہے مجھے دیکھیے کس جا بٹھاتا ہے مجھے
 یاد میں اُس زلف و رخ کے مردماں روز و شب یہ دل رلاتا ہے مجھے
 چین اک دم بھی نہیں پڑتا ہے ابلا تیرا غم ہر دم ستاتا ہے مجھے
 بے گنہ اس ہجر کی آتش میں اب شعلہ رو تو کیوں جلاتا ہے مجھے
 مثل لے ہوتا ہوں نالاں ہمدو جب ذرا وہ منہ لگاتا ہے مجھے

اُس کو لے جاتے دیکھ کر غیروں کے ساتھ ساتھ

غمگیں سے کیا کیا دھیاں آتا ہے مجھے

﴿632﴾

خواب اپنے خیال سے ہے مجھے ہجر یعنی وصال سے ہے مجھے
 خامشی ل سے تری ہے میرا قال خامشی تیرے قال سے ہے مجھے
 وقت سے اپنے خوش ہے میرا حال وقت خوش اپنے حال سے ہے مجھے
 ہے کمال اپنے اس زوال سے یار یہ زوال اب کمال سے ہے مجھے
 زندگی سے ہے انتقال مرا زندگی انتقال سے ہے مجھے
 جان سے ہے مرے جمال ترا جان تیرے جمال سے ہے مجھے
 ہجر سے تیرے ہی ہے مجھ کو وصال ہجر ترے وصال سے ہے مجھے

غم خوشی سے ہے مجھ کو اے غمگیں

اور فرحت ملال سے ہے مجھے

﴿631﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔ ش ۱۰۵ آہ

۲۔ الف ۲۹۰ کی

۳۔ ش ۱۰۵ آہ

﴿632﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔ ر ۱۳۵ خامشی الف-۲۷۴-م-۳۴۲-خاموشی

۲۔ ر شعر ندارد

۳۔ ایضاً

۴۔ ب ۲۵۰ ہجر ہی سے تیرے ہی مجھ کو وصال

۵۔ ر- شعر ندارد

﴿633﴾

یارب مجھے تو نہ دو جہاں دے دیدار مگر یہاں وہاں دے
 باتوں میں لپیٹوں گر اُسے لاکھ ممکن وصل کی زباں دے
 کیونکر کوئی اس کے منہ کو پکڑے دُشام جو زیر لب نہاں دے
 نالاں ہی رہوں گر اُس کے دل کو تاثیر یہ نالہ و فغاں دے
 اک سجدہ کروں زمیں پہ اُس کو فرصت مجھے اتنی آسماں دے
 ہو شوق تجھے تو وصل کا سا جہراں میں ذوق یہ بیاں دے
 کیا دیں میں وہ دے مکانِ جنت دنیا میں مجھے جو لا مکاں دے
 پیری میں اسے سمجھ قیمت دُشام جو تجھ کو وہ جواں دے
 دے اور نہ قدر داں کو ممکن

تولے تو وہ دل کو رائیگاں دے

﴿634﴾

دنیا دے خدا مجھے نہ دیں دے دیدار اپنا مگر یہیں دے
 محبت دے دوستوں کی اپنے غلام دے نہ اور حور عین دے
 اک غیر سوا کہ وہ بھی ہے عین دل کو نہ میرے کسی سے کیں دے
 دے لوگوں کو جو کہ چاہے ، مجھ کو صرف اپنی تو ذات کا یقین دے
 ہو تلخ تو سمجھوں اُس کو بیٹھا گر دہر مجھے وہ نازیں دے
 دے دل میں تو مرے عشق اپنا اس خالی مکاں میں کیں دے
 اس قافلے کو بدل کے غمگین
 کہہ اور غزل ہمیں یہیں دے

﴿633﴾ ش-ب-ر-ن-خ-ع غزل ندارد

﴿634﴾ ب-ش-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

۱۔ غمگین نے "عین" کو "عین" باندھا ہے۔

﴿635﴾

اب تو پاس اپنے مجھے آنے دے میں ترے پاؤں پر دوس جانے دے
 گھر مرا جس نے چھڑایا مجھ سے اپنے گھر مجھ کو وہ کب آنے دے
 پچھلے شکوے نہ کروں گا اے یار تو بھی ان شکووں کو آ، جانے دے
 اپنی صورت جو نہ دیکھے ہدم مجھے کب شکل وہ دکھلانے دے
 مرا آبادی میں لگتا نہیں جی ق یار جنگل کو نکل جانے دے
 منع مت کانٹوں میں پھرنے کو کر اکلا ذرا تلووں کو سہلانے دے
 بہت بجٹی نہ کر اے غمگین تو
 وہاں جو فرمائے تو فرمانے دے

﴿635﴾	ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ن-۵۳ / ش-۷۸	میرا گھر
۲۔	م-۳۵۰	میں
۳۔	ن-۵۳ / ش-۷۸	میں نہیں کرنے کا پچھلے شکوے
۴۔	ب	شعر ندارد
۵۔	ش-ن-ب	شعر ندارد
۶۔	ش-۷۹	اب
۷۔	ن-۵۳	اپنے تلوے مجھے سہلانے دے
۸۔	م-۳۵۱ / ش-۷۹ / ن-۵۳ / ب-۲۰۵	جو وہ فرمائے سو

﴿636﴾

ہیں اُن پہ کھلے حسرت و ارمان ہمارے
جز اُس کے سخن اور سنائی نہیں دیتا
کھڑے کی ملاحت کے تصور میں ترے دل
اے سے کٹو جو ساقی پلاوے نہ ہمیں سے
ہو مٹل محبت میں شمر تو بلا یہ پہنچیں
جب سے کہ خفا وہ ہے یہ ہے یاروں کی حالت
ہم جسم و دل سے جان سے ہیں جن کے ہر عنوان
تھوڑے ہی سے رونے میں تری بزم میں اے شونخ
ہم اور ہی ہیں فکر میں مت بول تو ناصح
اس واسطے کیا جاوے کس وقت وہ آوے
کس طرح بھلا ہوویں وہ مہمان ہمارے
کرہیں یہ عجب طرح کے کچھ کان ہمارے
دغموں پہ لٹھکتا ہے نمک دان ہمارے
کہنے سے وہ کب کھولے گا دکان ہمارے
اس سیبِ ذقن تک لب و دندان ہمارے
گویا کہ نہ تھی جان نہ پہچان ہماری
ہوتے ہی نہیں وہ کسی عنوان ہمارے
کیا کیا نہ بندھے سر پہ ہیں طوفان ہمارے
اس وقت ٹھکانے نہیں اوسان ہمارے
جوں درجے ہیں کھلے دیدہ حیران ہمارے
پیاری یہ جانے کی نہیں عشق کی ٹمکیں
ناحق یہ پرستار ہیں ہلکان ہمارے

﴿636﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب- ۲۳۹ بھئی

۲- ب شعر ندارد

۳- طبق م- ۴۲۶ / ب- ۲۳۹

(الف- دل جان)

۴- ب شعر ندارد

۵- ابضاً

۶- م- ۴۲۷ جو

﴿637﴾

رہتا ہے مجھ کو تیرا جتنا کہ دھیان پیارے
جس کے نہیں ہے ظاہر باطن میں امرا اس کا
اقرار کر کے دو کا دیتے ہو ایک بوسہ
مت پوچھ حال میرا آتی ہے شرم مجھ کو
اُس شب کے رنج دینے رہویں گے یاد مجھ کو
ہوں محو عشق ایسا پردا نہیں ہے مجھ کو
میں بدگماں ہوں کیونکر وہم و گماں کو میرے
دیتا نہیں ہے آنے تیرا یہ دھیان پیارے
ہاتھوں سے تیرے تجھ سے ہے الامان پیارے
لائق نہیں ہے تم کو اتنا بھی سہان پیارے
کیا دو بدو کروں میں اُس کا بیان پیارے
ثقلوں میں دم ہے جب تک ہے جاں میں جان پیارے
لاتا ہے چرخ ہر دم گو آسمان پیارے
دیتا نہیں ہے آنے تیرا یہ دھیان پیارے
غمکیں کے اور تیرے اس عشق کی کسی کو
اب تک خبر نہیں ہے کچھ کان و کان پیارے

﴿637﴾	ش-ر-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	طبق م-۴۱۵	ب-۲۳۳
	الف-۲۵۸	اور
۲۔	ب	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	ب-	شعر ندارد
۵۔	طبق م ۴۱۵	
	الف-۲۵۸	لفظ "یہ" ندارد

﴿638﴾

جام سے میں جو کہ اُس مہ کے قدم دیکھا کرے درد سر کیا ہے اُسے جو جام جم دیکھا کرے
کس طرف ہے کس طرح ہے، ہے کدھر اس کا خیال چاہیے دل کو ہر انساں دمدم دیکھا کرے
کفر اور اسلام کی تحقیق ہے اس کی عبث روز و شب ہر شے میں جو اپنا صنم دیکھا کرے
دید میں تیری کسی صورت سے پھر نقصاں نہیں بے کم و بیشی اگر تو بیش و کم دیکھا کرے
لب ہنسی سے بند رہتے ہی نہ تھے جس شوخ کے کوئی کن آنکھوں سے اس کو چشم غم دیکھا کرے

چشم سر سے اور سر سے ان صفات و ذات کو
ہے وہی عارف جو اے غمگین بہم دیکھا کرے

﴿639﴾

خدا نصیب میں ایسی مرے شراب کرے کہ ایک جرہہ میں مدھوش اور خراب کرے
سوال اس سے کرے آہ کیا کوئی ہدم جو کچھ کہے نہ سنے اور لا جواب کرے
جو عام شے ہے سوئے وہ منتخب ہے عالم میں بتاؤ کون سی پھر شے کو حق انتخاب کرے
وہ بے حجاب ہو کس طرح مجھ سے اے غمگین
جو آپ اپنے سے سو سو طرح حجاب کرے

﴿638﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

ا- ب- ر شعر ندارد

﴿639﴾ م-ب-ن-ش-خ-ع- غزل ندارد

ا- ر- ۱۴۰ مرے نصیب میں ایسی خدا شراب کرے

ب- ر- ۱۴۰ وہی

س- ر- ۱۴۰ کا

﴿640﴾

ایسی بے رحمی نہ میرا کہیں صیاد کرے کہ قفس میں سے چنل میں مجھے آزاد کرے
 ایسے ظالم سے بھلا کیا کوئی فریاد کرے داد جو اُس سے کہ چاہے تو وہ بیداد کرے
 کس سے دیکھا یہ سنا جائے کہ گل ہوں برباد اور یوں مرغ چن نالہ و فریاد کرے
 قد و قامت سے نہ ہو جس کے کہ طوبا ہمسر لم ترانی کہو کیا اُس سے یہ شمشاد کرے
 اُس کے میں جو و جفا دوستوں کیونکر بھولوں غیر کو پاس میرے بیٹھ کے جو یاد کرے
 دوست ہو کر مجھے جیسا کہ کیا تو نے خراب کوئی دشمن کو بھی اس طرح نہ برباد کرے
 ظلم سے ایسے سنگمر کے ہو کس طرح نجات رات دن جو کہ ہزاروں ستم ایجاد کرے
 خون کا اپنے نہیں تجھ سے مجھے کچھ دعوئی چاہے تو قتل کرے چاہے تو آزاد کرے

جب منیر ہی نہ ہو دیکھنی اس کی صورت

کہو کس شکل سے ٹمکیں کوئی دل شاد کرے

﴿640﴾	ب۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ش۔ ۱۱۵	مجھے باغ میں
۲۔	حاشیہ الف۔ ۲۲۸ / حاشیہ ش۔ ۱۱۵	
۳۔	ش۔ ۱۱۵	ہمدون
۴۔	حاشیہ الف۔ ۲۲۹ م۔	شعر ندارد
۵۔	ن	شعر ندارد

﴿641﴾

جو ملکِ عشق میں غمگین تو بودِ دل و ہاش کرے
 دکھائی دے ہے اُسے ایک حسن کا سو حسن
 اگر ہو کشفِ دلوں پر تو اُس کے شکر میں یار
 کہیں ہیں دیکھے ہے جس کو وہ مر ہی جاتا ہے
 خیال سے نہیں جاتی ملاحات اُس رخ کی
 وہ بے قرار کو ایسے کب آنے دے نزدیک
 عجب طرح کی ہے اس مرے دُغمِ دل کی خراش
 جو زرِ لے اسے کھوتا ہوں بت پرستی میں
 تو چاہئے کہ سوا غم نہ کچھ معاش کرے
 میرا وہ شیشہ دل کیوں نہ پاش پاش کرے
 کسی کے راز کو لائق ہے تو نہ فاش کرے
 نظر وہ مجھ دلِ آزرده پر بھی کاش کرے
 مرا نہ دُغمِ جگر کس طرح خراش کرے
 جو دور ہی سے مجھے دیکھ پاش پاش کرے
 کھجاؤں جسے تو ناخن وہ ہی خراش کرے
 خدا کسی کو بھی مجھ سا نہ بد معاش کرے

بھرا ہے حسن سے جس کے جہاں اسے غمگین
 کوئی دیوانہ ہو تجھ سا تو ہاں تلاش کرے

﴿641﴾	ش-ن-غ-ع	غزل ندارد
۱۔	ب۔ ۲۴۱	بود ہاش
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	ب۔ ر	شعر ندارد
۴۔	ایضاً	
۵۔	ایضاً	
۶۔	ایضاً	
۷۔	ر۔ ۱۳۳	اے
۸۔	ر۔ ۱۳۳	دوانہ

﴿642﴾

مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے
 خشک ہو جائے نخلِ عشق مرا چشم تر آبِ گر دیا نہ کرے
 نہیں عاشق وہ صاف ہے فاسق اپنے جو یار کی رضا نہ کرے
 نہیں ممکن ہے یہ رہے وہ بقا جو کوئی آپ کو فنا نہ کرے
 جاوے اُس کو عارفِ کامل جس کے کچھ دعیان میں رہا نہ کرے
 بت پرستی سے میں کروں توبہ ایسا عابد مجھے خدا نہ کرے
 رہی بہتر فریق میں غمگین تا کوئی کچھ ترا گلہ نہ کرے

عاشقِ پاک ہے وہ اے غمگین

اپنے جو یار کا گلہ نہ کرے

﴿642﴾	خ-ع-	غزلِ ندارد
۱۔	ش-۶۲ / ن-۷۷	یار کی اپنے جو رضائے کرے
۲۔	ب-ر-	شعرِ ندارد
۳۔	ش-۶۲ / ن-۷۷	یہ تو ممکن نہیں رہے وہ بقا
۴۔	طبق-ب ۲۰۰ / م-۳۳۲ آہ	
۵۔	الف-۲۱۷	وہ بہتر فریق ہیں غمگین
۶۔	ش-ن-ر	شعرِ ندارد
۷۔	ر-۱۲۶	جو کبھی
۸۔	حاشیہ بر الف-۱۲۷ / حاشیہ م ۳۳۲	ب شعرِ ندارد

﴿643﴾

ترا وہ وحشی بھی جنگل کی گر ہوا پکڑے تو شرط ہے جو اُسے دوڑ کر صبا پکڑے
 گزر نہ گرم تو یوں خاک عاشقاں سے کوئی کفن نہ پھاڑ ترا دامنِ قبا پکڑے
 نشے میں اس لیے کرتا نہیں میں تجھ سے بات جو کچھ کہے تو میاں کون منہ ترا پکڑے
 بتوں کی بندگی میں چھوڑوں زندگی میں اگرچہ تو شیخ جی مجھے روزِ جزا خدا پکڑے
 شکارِ دل کو کیا اُس کے عشق نے اس طرح ضعیف صید کو جس طرح باز جا پکڑے
 جو دیکھ کر میں کوئی بات جان سے گزروں تو آپ کہیے کہ پھر غیر کیا مرا پکڑے
 کہوں میں ایسے سے کس طرح بات مطلب کی جو دیکھتے ہی مجھے دوڑ کر گلا پکڑے
 پھر اُس کو تیری خدمت میں یار رکھوں گا جو عقل یہ دلِ ناداں مرا ذرا پکڑے
 رقیب کیا تو یہ اوپر دڑی پکڑتا ہے جو اس کے گھر مجھے پکڑے تو تو بجا پکڑے
 تری جفائیں یہاں تک اٹھاؤں اے عالم کہ کان نام سے میرے تری جفا پکڑے

مجھے یہ خوف ہے پیتا ہے جا کے داں ٹمکنیں

اسے کلال کے گھر محتسب نہ آ پکڑے

﴿643﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	م۔ ۴۰۳	ترا وحشی بھی وہ
۲۔	ن۔ ۶۰	بتوں کی میں نے پرستش میں گر کیا ہو منصور
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	حاشیہ الف۔ ۲۵۲	م۔ ن۔ ب شعر ندارد

﴿644﴾

اب میری تنگی نہیں بھتی ہے آب سے پانی نشہ کرے ہے زیادہ شراب سے
 لاکھوں خیال مجھ میں سے ہوتے ہیں آشکار اٹھتا ہوں چونک جبکہ یکا یک میں خواب سے
 حُسنِ بطوں ظہور سے دُگنا نہ کیوں ہوا یار شب کا ہے لطف اور ہی کچھ ہاتھاب سے
 جزِ خامشی سوال کا اُس کے نہ تھا جواب اب دم بخود میں آپ ہوں اپنے جواب سے
 آمیختہ عرق میں نہ جب تک کہ ہو ترے آتی نہیں ہے بو ہمیں عطر و گلاب سے
 گر ہو مجھے نہ عشق ترا تو ہوں میں عدم ذرے کو جس طرح ہو وجود آفتاب سے
 کس طرح بے حجاب ہوں اُس سے میں ہمدو ہوتا ہے بے حجاب وہ میرے حجاب سے

عین حقیقت اپنی میں دائم رہے یہ محو
 غمگین کی صرف عرض یہ ہے بو تراب سے

﴿644﴾	ش	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۳۳۳	نظرِ بڑے			
۲۔	الف-۲۷۵-م-۳۳۳-ب-۲۵۱-خاموشی					
۳۔	ب	شعر ندارد				
۴۔	ایضاً					

﴿645﴾

ساقی خراب تر ہوں میں گو ہر خراب سے
دیکھا بہت بغور نہ دیکھا گیا اسے
دوزخ کے پھر عذاب سے کیا اس کو خوف ہو
باقی نہ چھوڑتا کوئی دنیا و دیں کے کام
جس طرح نور مہر سے روشن ہے ماہتاب
اب جی میں ہے کہ عالم معنی میں ہوویں محو
الفت اگر نہ تجھے کو خراباتیوں سے ہو
مگر دحب رز کو دوست رکھو تم نہ شیخ جی
پیری پہلے ہدموں نہیں موقوف کچھ مرے
مرقد میں مجھ سے پوچھیں گے کیا منکر و نکیر

پر گفتی بھی نہیں اب تک شراب سے
اب آنکھ سامنے نہیں ہوتی حجاب سے
املا خبر نہ جس کو ہو کار ثواب سے
فرمت اگرچہ ملتی مجھے کم حباب سے
یوں نور مہر کو ہے مرے ماہتاب سے
صورت کے دل بہ تک ہے حد انقلاب سے
تو بغض بھی نہ رکھ کسی مست و شراب سے
تو بغض بھی نہ چاہیے تم کو شراب سے
یہ شور عشق سر میں ہے عہد شباب سے
فرمت یہیں نہ نہیں ہے سوال و جواب سے

غملیں جو اپنے آپ سے رکھے محاسبہ

کیا غم ہے اُس کو روز جزا کے حساب سے

﴿645﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر-۱۳۷	خوف ہو اسے
۲۔	ب-ر	شعر ندارد
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	ر-۱۳۷	کا
۵۔	م-۲۲۲	تم
۶۔	ب-ر	شعر ندارد
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ر-۱۳۷	میں
۹۔	ب	شعر ندارد
۱۰۔	م-۲۲۳	پیشہم

﴿646﴾

ہوں تنگ محتسب میں ترے افساب سے روزہ تو کھولنے دے بھلا تو شراب سے
جو کام کر تو اُس کی محبت میں کر دلائ نیم و امید رکھ نہ عذاب و ثواب سے
بوئے عرق کی اُس کے نہ تعریف کر رقیب سو گلیاں تو کر لے تو پہلے گلاب سے
کہیں گے لوگ شیخ جی رندوں سے پٹ گئے باتیں نئے میں کچھ مت مجھ خراب سے
لکھتا نہ کاش مجھ کو وہ ظالم جواب خط ایسا جلا ہوں آہ میں خط کے جواب سے
ہوں شکوہ مند اپنی ہی چشم پر اُب کا مجھ کو گلہ نہیں ہے تیرے رخ کی تاب سے
آتا ہے یوں خیال میں کہ اُس کے مجھ کو ہوش سوتے سے چونک اٹھے ہے کوئی جیسے خواب سے

غمگین تو اس زمیں غزل اور ایک لکھ

ہم کو پسند شعر ہیں تیرے شباب سے

﴿646﴾	ن	ش	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۳۶	مجھے		
۲۔	ر	۱۳۶	اے دل جو کام کرتو وہ کر عشق یار میں		
۳۔	ب		شعر ندارد		
۴۔	ر		شعر ندارد		
۵۔	ر	ب	شعر ندارد		
۶۔	ر	۱۳۶	شاکسی ہوں میں تو اپنی		
۷۔	ر		شعر ندارد		

﴿647﴾

پھر وصل کا قرار ہوا ہے حبیب سے آتا ہے ہول پر مجھے اپنے نصیب سے
 رکھتا ہے جو مریض سے پرہیز اپنے آہ مجھ کو پڑا ہے کام اب ایسے طبیب سے
 میرا علاج شربت دیدار یار ہے کہہ دو مجھ مریض کے کوئی طبیب سے
 پہچانتے تھے دور سے جو مجھ کو رات کو اب دن کو دیکھ رہتے ہیں وہ عنقریب سے
 اس نے کہا کہ جاؤں گیا منہ سے جا نکل لہنا نہیں ہے ہائے ہمیں اپنے حبیب سے
 تعلیم جس سے اس کو ہیں آداب دوستی بدلا لے یا خدا تو مرا اس ادیب سے
 آنسو بھرے ہوئے میری آنکھوں میں دیکھ کر یوں مسکرا کے کہنے لگے وہ رقیب سے
 اس درد سے ہزاروں موتے ہیں کہے ہے وہ جو پوچھتا ہے جینے کی میرے طبیب سے

غمگین یہی ہے وحشی و دیوانہ کیا مگر

روتا ہے کیوں یہ پوچھو کوئی اس غریب سے

﴿647﴾	ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ش-۷۵	ملیے گا کل
۲۔	ش-۷۵	حول
۳۔	ش-	شعر ندارد
۴۔	شعر بر حاشیہ الف-۲۱۵	
۵۔	م-ب-ش-	شعر ندارد
۶۔	ش	شعر ندارد
۷۔	ایضاً	
۸۔	بر حاشیہ الف-۲۱۵ / م-ب	شعر ندارد
۹۔	ش-۷۵	غمگین اسی دیوانے کا شاید کہ نام ہے

﴿648﴾

ٹھہرے وہاں رہنے کے ہر شب کو بڑے حشرات سے
 میں کہوں سیدی تو تم سیدی سناتے ہو مجھے
 قیس! وہم دوڑے جو وحشت میں، ہم آگے بڑھ گئے
 خط کے بنوانے کی دے دے کر اُسے میں نے صلاح
 ہے کبیرہ سے ہر طاعت میں کچھ گر کبیر ہو
 زہد سے توبہ کرے اور آگے یاں پیوے شراب
 وقت کو ہر وقت کہتے ہیں غنیمت جالیے
 قال اپنے حال کے لائق ہے ہر انسان کو
 پر جلتے ہے روز دل گرمی کے دن اور رات سے
 ٹیڑھے کیوں ہوتے نہیں غیروں کی ٹیڑھی بات سے
 وہ دیوانہ رہ گیا پیچھے ہمارے ساتھی سے
 اپنے حق میں آپ کانٹے بوئے اپنے ہات سے
 عاجزی اس راہ میں بہتر ہے سو طاعت سے
 مُطلق زاہد اگر کچھ ہو مرے حالات سے
 ہائے میں بیزار کیوں ہو اپنی اس اوقات سے
 فائدہ بے سکر عملیں طمع اور طامات سے

لکھ غزل اک اور عملیں جس میں اب اُس شوخ کا
 حال تازہ کچھ کھلا ہو یار تجھ پر رات سے لا

﴿648﴾ ش۔ رخ۔ ع غزل ندارد

۱۔ طبق ن۔ ۶۰۔

الف ۲۴۷ / م ۳۹۵ قیس ہم

۲۔ ب۔ ۲۲۲۔ م۔ ۳۹۵ ساتھ

۳۔ ایضاً ہاتھ

۴۔ ب طامات

۵۔ الف۔ ۲۴۷۔ م۔ ۳۹۵۔ ب۔ ۲۲۲۔ یہاں

۶۔ ب شعر ندارد

﴿649﴾

سرگراں مجھ سے نہ ہونا ہر ہے تیری گات سے
اک ذرا سے ہاتھ دوڑا سنا پہ بھنچلاتا ہے تو
دائے شوقا اس کی ہر اکسلا بات پر نکلے ہے دم
دل کو اللہ ہی بچاوے اس بُتِ کافر کے آہ
دھول دھپہ غیر پر، مجھ سے تغافل ہے مدام
دائے حسرت ہوئی قدموں تک نہ اس کے دسترس
اک حقیقت کے سوا ہر فرد پر کر تو نظر
اُس کو مطلق ان مفااتوں کا نہیں رہتا ہے ہوش
سنگدل ہے سخت تو مجھ پر کھلا یہ رات سے
میں بھی ہوتا ہوں خفا کچھ تیری مٹکی لات سے
جان آجاتی ہے مجھ میں آہ جس کی بات سے
ناز سے غمزے سے عشوے سے غرض ہر بات سے
تنگ ہوں اس کی ان حرکات اور سکناات سے
خاک میں ہوم ملا میں ہائے جس کے ہات سے
گر مفااتوں سے تجھے مطلب ہے موجودات سے
مست جو مستانہ رہتا ہے شراب و ذات سے

دل کی ممکنیں ایک سی حالت نہیں رہتی مدام

کس طرح ہزار میں اپنے نہ ہوں حالات سے

﴿649﴾	ش-ب-و-خ-ع	غزل ندارد
۱	۶۹-۵	لگ جانے
۲	۳۹۶-۴	پک
۳	۶۹-۵	ہر ایک آفات سے

﴿650﴾

بغض نہیں بندے کو کسی سے میں کہتا ہوں محبت سے
ایسا خوف نہیں ہے مجھ کو عشق میں اس کی نصیحت سے
مال نہیں کچھ دین اور دنیا کو ہر دل بے قیمت ہے
شیخ جی صاحب تم محفل میں ہم مستوں کی مت بیٹھو
مسکن اور محرک اس کا اور ہے بے تفسیر ہے یہ
دیکھا جاتا ہم سے نہیں ہے ہدم سب یوں کہتے ہیں
پلی جو شراب بہت سی ہم نے آمستی میں اے ہدم ہے

چاہومت ہر ایک کو صاحب باز آؤ اُس الفت سے
جیسا میں بیزار ہوا ہوں ناصح تیری نصیحت سے
ارزاں ایسا کیوں کرتا ہے بچو اس کو قیمت سے
یونہی بکھرتی پھرے کی ناحق گھر پہنچو اب حرمت سے
ہو نہیں سکتا کچھ اے صاحب اس بندے کی طاقت سے
گھر جب اپنے وہ جاتا ہے دیکھے ہے تو حسرت سے
دیر و حرم میں آگ لگا دی اس کافر کی الفت سے

اور غزل لکھ اے غمگین اس بحر میں میری خاطر سے

لا تو ردیف و قافیہ اُس کا اپنی اور طبیعت سے

﴿650﴾	ب - خ - ع	غزل ندارد
۱۔	ش - ۹۲	تم سمجھے ہو بعض اس کو میں کہتا ہوں محبت سے
۲۔	ن - ۵۶	ساکن / ش - ۹۲ ساکت
۳۔	ن - ۵۶ / ش - ۹۳	ہے اور
۴۔	ن - ۵۶ / ش - ۹۳	اے غمگین
۵۔	ن - ۵۶ / ش - ۹۲	کعبہ اور بت خانہ پھونکا اُس کافر کی الفت سے
۶۔	ن -	شعر ندارد

﴿651﴾

تجھے اپنی یہ لکڑی نستی کم ایک ساعت سے
 مطیع اپنے کو کم کر دے یہ لائق ہے اطاعت میں
 مجھے تو پوچھتا ہے طنز سے اچھے تو رہتے ہو
 نہ لکھے حسرت و ارمان میرا ایک اے ظالم
 تلاش اُس کی کو یاں سے پھر وہیں جانا لگا ہدم
 ہمارے ہدم ے کدے کو شیخ جی بدنام مت کرنا
 کدھر جاؤں کروں کیا رہ گیا حیران حیرت میں
 تکبر میں وہ معشوقی کی کچھ پروا نہیں کرتا
 بنے کس طرح صحبت و دونو ہم ناچار ہیں ہدم

خودی کے ساتھ بہتر سو برس کی سچا عبادت سے
 شراب اچھی مری زاہد خودی کی تیری طاعت سے
 بہت خوش ہوں میں ظالم تیری در پردہ عنایت سے
 خبر ہو تجھ کو کچھ بھی گر مرے ارمان و حسرت سے
 میں آیا جستجو میں واں سے یاں جس کی محبت سے
 زیادہ ے کہیں مت پہنچو تم اپنی طاقت سے
 بتنگ آیا بہت جب اپنی اے ہدم میں وحشت میں
 رہیں ہیں ہم بھی اکڑے اپنے دلوں کی محبت سے
 اُدھر وہ اپنی عادت سے ادھر میں اپنی خصلت سے

رہے قسمت رہے قسمت رہے قسمت اگر نکلیں

کبھی ہوں بہرہ و فردا دل محمدؐ کی شفاعت سے

﴿651﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۳۹۰	لفظ	"ہے"	ندارد
۲۔	ر	۱۴۵	کو جو کچھ بھی مرے		
۳۔	ر		شعر ندارد		
۴۔	م	۳۹۰	وہاں		
۵۔	ب	۲۱۹	جانے		
۶۔	ر		شعر ندارد		
۷۔	ر	۱۴۵	بتنگ آیا عبث جبکہ میں ہدم اپنی وحشت سے		
۸۔	ر		شعر ندارد		
۹۔	طبق م	۳۹۱	(الف ۲۴۴	صحہ)	
۱۰۔	الف	م/۲۴۴	۳۹۱	مردا / ب	برور فردا

﴿652﴾

ہوا رسوا یہ بعد از مرگ بھی میں تیری الفت سے
 قیامت کا تجھے ہو خوف ہم کو کیا ہے اے واعظ
 نہیں تو دیکھتا ہے آئینہ اے آئینہ رو شاید
 کروں میں صبر کب تک جرم و طرہ پر اے ساقی
 اگر رکھے قدم اُس راہ میں کچھ دسترس ہوتے
 ہم اس پائے شکستہ کے نہ کیوں مکھڑ ہوں زاہد
 مرا دیوانہ ہو نا اُس پری پر کیا تعجب ہے
 تجھے محنت مشقت اُس کی خاطر فرض ہے اے دل
 ہر اک شے اپنی عالم میں نہیں رکھتی ہے مثل اپنی
 جسے لذت ہے تنہائی و خاموشی میں اے ہدم
 نشانِ قبر پنہاں ہو گیا خاکِ مذلت سے
 یہیں فرصت نہیں اک دم ہمیں! حشر و قیامت سے
 مجھے جو دیکھتا ہے اس تعجب اور حیرت سے
 پلائے آج تو مجھ کو زیادہ میری طاقت سے
 یہ لائق ہے کہ مٹ پھیرے کسی کی تو نہ حاجت سے
 بچے اس کے سبب کعبے کے جانے کی مسافت سے
 نہ آوے عقل میں جو کچھ وہ ہوتا ہے محبت سے
 غرض اُس کو نہیں گو تیری کچھ محنت مشقت سے
 کسی کو بھول کر مت دیکھنا اے دل کراہت سے
 عجب کچھ لطف میں گزرے ہے اُس کی عیش و عشرت سے

غزل لکھ اس زمیں میں تیری تو اور اے غمگین

مگر ایسی خبر جو دل کو دے جو محبت سے

غزل ندارد

﴿652﴾ ش ن د خ ع

"ہمیں" ندارد

لفظ

۳۸۹

م

شعر ندارد

ب

﴿653﴾

ہمیں اے ہمدو ہر روز کی صحبت نہیں اُس سے
 بچا کر بزم میں سب کی نظر مجھ پاس وہ آیا
 زمانہ ہے برا لوگوں سے ڈر ہے مجھ کو اور اس کو
 کیا تھا قول اور اقرار کل جس جانہ جانے کا
 جو مجھ سے سا ہو دیوانہ اور ہرزہ گرد بازاری
 یہ نازک ہے کہ فرضاً بھی تصور میں نہیں آتا
 کسی محفل میں مل جاویں تو مل جاویں کہیں اُس سے
 کیا وہ کام شب اُس نے نہ تھا جس کا یقین اُس سے
 ملوں کس طرح تو ہٹا اے ہم نشیں اس سے
 ہوئی مجھ سے ملاقات آج پھر ہمدو وہیں اس سے
 ملے کس طرح یوں بے پردہ وہ پردہ نشیں اُس سے
 ملے کس طرح ہٹا تو بھلا کوئی کہیں اُس سے
 پڑا رہتا ہوں میں جس کلمہ اجزاں میں اے غمگین
 عجب رہتی تھی صحبت روز و شب ہے ہے یہیں اُس سے

﴿653﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۴۰۹	جاوے		
۲۔	ن	۸۲	کے ڈر سے		
۳۔	ب	۲۳۱	ایسا نہ ہو		
۴۔	ن		شعر ندارد		
۵۔	ایضاً				
۶۔	ن	۸۲	مرقا		

﴿654﴾

ایکس دم غافل نہ روا تو مے کے استعمال سے
میری شورش اور مستی کا نہ کر مجھ سے سوال
شوق اس کا ہے تو واعظ کر خموشی اختیار
خیر و شر کی کچھ اضافت کر نہ اپنی طرف تو
تو نہ ان اشکال موہومہ کو موہومہ سمجھ
دوہا ہی دنیا ہے رکھے زاہد خدا سے جو کہ باز
عشق ہے آخر دلا اس میں قفل شرط ہے

غفل اے غمگین یہی بہتر ہے سب اشغال سے
پوچھتا اے شیخ کچھ میں بھی ہوں تیرے حال سے
علم یہ حاصل نہیں ہوتا ہے قیل و قال سے
حشر کو بے فکر ہوتا نامہ اعمال سے
ہے جدا اک ایک عالم یار سب اشکال سے
تو سمجھتا ہے عبارت مال اور اطفال سے
تنگ آیا ہوں بہت میں تیرے ہی استہجال سے

دو جہاں سے مے سوا غمگین غرض تجھ کو نہیں

ہو گیا معلوم تیرے قول اور اقوال سے

﴿654﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱	ر	۱۴۰	کوئی		
۲	ر	۱۴۰	ہو		
۳	ر		شعر ندارد		
۴	ر	۱۴۰	تواہنی طرف		
۵	ر	۱۴۰	مے وہی دنیا		

﴿655﴾

ملیے کسی ڈھب سے اس منم سے کیا کام ہے دیر اور حرم سے
 فرصت نہیں دیکھنے کی اس کے ہے مجھ کو گلہ یہ چشم نم سجا
 جو دل ہو شراب شوق سے مست بہتر ہے ہزار جام جم سے
 پا تک مجھے گرچہ دسترس ہو آنکھوں کو ملوں ترے قدم سے
 بگڑیں گے اسی طرح اگر آپ بننے کی نہیں ہے تم سے ہم سے
 غمگین کے اگر مٹناہ بخشے نزدیک یہ ہے تیرے کرم سجا
 غمگین جو غزل لکھے تو اک روز
 نزدیک ہے یہ ترے کرم سے

﴿655﴾ م ب ن د خ ع غزل ندارد

۱۔ بر حاشیہ الف ۲۹۴

۲۔ ایضاً

۳۔ اسی صفحے پر غزل دوم ازل نوشتہ شد کہی الفاظ درج ہیں

﴿656﴾

ایسی نہ روش سے چل اے غچہ دہن ہم سے ورنہ نہیں ہونے کی یہ سپر چمن ہم سے
انگلیٹ کو جب اُن کے لاتے ہیں تصور میں کیا کیا ہی چھپاتے ہیں اپنا وہ بدن ہم سے
ہے عہد تیرا ایسا جیسی میری توبہ ہے مت عہد کیا کر تو اے عہد شکن ہم سے
ہے عشق جدید اپنا قابل نہیں فرقت کے کج رو نہ ابھی سے پھر اے چرخ کہن ہم سے
نیار ہی رکھتی ہے یہ آب و ہوا یاں کی جس دن سے کہ چھوٹا ہے اے یار وطن ہم سے
ہم رعب گل اپنا پھر دکھلا ہی تجھے دیں گے مت بحث کیا کر تو اے مرغ چمن ہم سے

اس پر بھی کرے ہے رم وہ چشم یہ غمگین
ہر چند نہیں ڈرتے جنگل کے ہرن ہم سے

﴿657﴾

تو لاکھ اٹھائے ہاتھ ہم سے ہم سر نہ اٹھائیں گے قدم سے
مرا عدم و وجود ہے ایک کیا مجھ کو وجود اور عدم سے
دیکھا بھی اُسے میں پوچھتا ہوں جو آئے ہے دیر اور حرم سے
ہے صبح سے مجھ کو یہ ہی دھڑکا اللہ بچاوے شام غم سے
بگڑیں گے اسی طرح اگر آپ بننے کی نہیں ہے تمہارے ہم سے
اب مجھ کو یقین ہوا وہ تھا جھوٹہ کچھ شک نہ رہی تری قسم سے

فرمت نہیں دیکھنے کی غمگین
ہے مجھ کو نگہ یہ چشم نم سے

﴿656﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع	غزل ندارد
۱۔	۳۸۵-م	دکھلائی
۲۔	ب	شعر ندارد
﴿657﴾	ش۔ ر۔ خ۔ ع	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	ن	۵۹ مجھ
۳۔	ب	شعر ندارد
۴۔	ن	۵۹ تجھ

﴿658﴾

اٹھ کے جب گھر کو لے چلا وہ سرو قد چمکین سے
زلف ہے تیری پیڑ شب اور کھڑا ماہتاب سے
آہ جب کلی یکا یک اس دل غمگین سے
کیا انھیں تشبیہ دوں میں سنبل و سرین سے
مذہب عشاق میں سجدہ بتوں کو فرض ہے
زادہ واقف نہیں تو عاشقوں کے دین سے
غیر میرے سامنے سے اڑ کے جا سکتا ہے کب
پیش چل سکتی نہیں چڑیا کی کچھ شاہین سے

یار کہتا ہے کہ غمگین تو نے وہ بھی ہے سنا
عشق نے جو کچھ کیا فرہاد اور شیرین سے

﴿659﴾

آہ و نالہ ہے یہ میرا صرف اُس کی چاہ سے
شام توبہ توڑتا ہوں صبح کرتا ہوں درست
ہو مؤثر کس طرح نالہ سے وہ اور آہ سے
جی میں ہے توبہ کروں اپنی میں اس توبہ سے
مشربیہ انسانِ کامل سے نہیں ہے اس کو شرب
خیر خواہی جو کرے اپنے نہ ہر بد خواہ سے
جادۃ الفت سے باہر بسنے دلا مت رکھ قدم
ورنہ تو بے راہ پڑے گا یار اپنی راہ سے
اُس قد موزوں کو میں تشبیہ دوں اے سرو واہ
تجھ طویل القد و قامت عقل کے کوتاہ سے
ہے شکستہ دام اس کے تو درستی کر بھلا
کوئی یہ کہہ دو مرے صیاد بے پردہ سے
غرق ہو چاہ وطن میں خط کو دل دیکھے ہے یوں
ڈوبتا چاہے سہارا جیسے برگ کاہ سے بے

معاذ غفلت ہے اس آگاہ رہنے سے مدام
مگر نہ ہو باور تو غمگین پوچھ ہر آگاہ سے

﴿658﴾	م-ب	ن-ر	ع	غزل ندارد
۱	خ	۱۳۳	سے	
۲	ش	۱۰۲	لفظ	ندارد
۳	خ	۱۳۳	آفتاب	
﴿659﴾	ش	ر	خ	ع
۱	ن	۵۵	وہ شوخ بھر اس آہ سے	غزل ندارد
۲	ب	شعر ندارد		
۳	ب	لفظ	مشرب	ندارد
۴	ن	۵۵	اے	
۵	ن	۵۵	تجھ طویل القد سے اور تجھ عقل کے کوتاہ سے	
۶	ب	م	شعر ندارد	
۷	ایضاً			

﴿660﴾

ہے گلہ مند ادھر بلبل دستاں مجھ سے اور چھپتا ہے ادھر دیکھ گلستاں مجھ سے
دوستو پوچھو نہ تم کچھ مرا ایماں مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں سب کبر و مسماں مجھ سے
ایک سے ایک کو ہم دونوں میں جو وحشت ہے میں گریزاں ہوں بیاباں سے بیاباں مجھ سے
کیا رہائی کی تری خار و جنوں سے میں نے خوش تو اس پر بھی نہیں اے تن عریاں مجھ سے
مجھے صحرا ہی اسی صورت آبادی ہے میں ہوں خوش اس سے مرا خانہ ویراں مجھ سے
مجھ کو سوتے سے اٹھاتا ہے جو تو سو سو بار شب کو کیا کام ہے تلا دل نالاں مجھ سے
شام سے صبح تک ہائے سہ یہ دھڑکا ہی رہا کہیں آزرده مرا جائے نہ مہماں مجھ سے
استقامت کے نہ کیوں اپنے رہوں میں صدقے کہ گریزاں ہی رہی گردِ شہ دوراں مجھ سے
آل مرداں نے میری جد سے کیا جو کہ سلوک وہ ہی رہ چلتے ہیں اس شہر کے انفاں مجھ سے

ایسی مطلب کی غزل دوسری لکھلا اے غمگین

کہ مرا سن کے خوشی جس سے ہو جاناں مجھ سے

﴿660﴾	ش - ر - خ - ع	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	ب	شعر ندارد
۳۔	۸۲ - ۵	صرف نہ ڈہر کا ہی رہا
۴۔	۲۲۷ - ب	لفظ "مجھ سے" ندارد
۵۔	۵	شعر ندارد
۶۔	۸۲ - ۵	کہا
۷۔	۸۲ - ۵	کہ جسے سن کے خوشی ہو میرا جاناں مجھ سے

﴿661﴾

گیا ہے وہ دل آزرده جو میرا مہماں مجھ سے
 یقین کامل ہے اب واں ایکسٹ دم میں جا پہنچتا ہوں
 تو ہی اس کا نشان ہے بے نشان کس طرح کہتا ہے
 عجب ہو سب کو پیری میں جوانی عود کرنے کا
 امید وصل پر ہر چند ہے یہ زندگی لیکن
 نہ تھی کل وصل کی شب آہِ اک روز قیامت تھا
 جہاں جی چاہتا ہے دوستو ۵ واں بیٹھ رہتا ہوں
 یہ سے حاضر ہے میں کہتا نہیں پینے نہ پینے کو
 تو کیا کیا تنگ ہوں میں جاں سے اپنی اور جاں مجھ سے
 رہا ہے قد آدم ہمدوم اب لامکاں مجھ سے
 کہا جاتا نہیں ہے اے دل اس کو بے نشان مجھ سے
 رہے ایسا ہی پیری میں اگر وہ نوجواں مجھ سے
 رہا جاتا ہے زندہ تیرے ہجراں میں کہاں مجھ سے
 خدا نے صبح کی ہمد نہ پوچھ اس کا بیاں مجھ سے
 نہیں کوئی مکاں جب سے چھٹا ہے وہ مکاں مجھ سے
 پھر اس شب کی طرح ہو جائیومت بدگماں مجھ سے

خیال یار اس میں بسکہ گنجائش نہیں پاتا ہے
 تنگ آیا ہے اے تمکین زمین و آسماں مجھ سے

﴿661﴾	ش-ب-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ن-۷۵	اور سری جاں
۲۔	ن-۷۵	الک دو دم میں پہنچتا ہوں
۳۔	ن-۷۵	رجوع ایسا ہی پیری میں رہے گروہ جوان مجھ سے
۴۔	الف-۲۵۲-م-۳۰۴-ن-۷۵-ایک	
۵۔	ایضاً	
۶۔	الف-۳۵۳	لفظ "مجھ سے" ندارد
۷۔	ن-۷۵	ہجوم غم جو میرا اس میں گنجائش نہیں پاتا

﴿662﴾

حسرتا خوش جو نہیں لب خنداں مجھ سے میرے آزرده رہے ہیں لب و دنداں مجھ سے
 کیا ہنسی ہے کوئی دل کا لہو پانی کرنا جسم اٹک اب نہ رکھو دیدہ گریاں مجھ سے
 شب کو سوتے میں ترے بال کھلے دیکھے تھے پوچھ مت شوخ مرا خواب پریشاں مجھ سے
 ے کشی میں نے سکھائی جنھیں اپنی خاطر وائے حسرت کہ وہ پیٹتے ہیں پنہاں مجھ سے
 خوف ہے مجھ کو کہ دشمن نہ سمجھتے ہوں کہیں دوستی ایسی جو کیلے رکھتے ہیں یہ خواہاں مجھ سے
 دل لے دیا جاں بھی دی پر وہی کاوش ہے اسے اب خدا جانے کہ وہ کس سے کا ہے خواہاں مجھ سے
 منہ بھرائی کے بھی چسکے کا مزا تھر ہے یارے اور ہی باتیں لگا کرنے وہ درہاں مجھ سے
 یاد آسودگی آتی ہے مجھ آوارہ کو آہ جس روز سے چھوٹا ہے وہ زنداں مجھ سے
 دل سے پہروں میں یہی باتیں کیا کرتا ہوں ہائے کیا ہو جو خوشی ہو مرا جاناں مجھ سے

حسرتا ہے یہ دل اندوہ غموں کا پتلا ہے

اور وہ چاہیں ہیں غمکیں دل شاداں مجھ سے

﴿662﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
نسخہ	الف- فولیو- ۲۵۳	ندارد			
۱-	ن-۶۵		کہے		
۲-	ن-۶۴		مر گیا		
۳-	ن-۶۴		کاسے کا ہے خواہاں مجھ سے		
۴-	ب		شعر ندارد		
۵-	ن-۶۴		منہ بھرائی کا بھی جسکا ہے بلا اب دیکھو		
۶-	ن-۶۴		خفا		
۷-	ن-۶۴		وائے حسرت کہ ایک اندوہ کا پتلا ہے یہ دل		

﴿663﴾

رہا جاتا نہیں ہے اس میں مجھ وحشی خرابی سے
 تو نقشہ مہر کا اے ماہ پھر برعکس ہو جاوے
 نقاب اپنے نہ کھڑے سے اٹھاپڑہ ہی رہنے دے
 قدم رنجہ نہ محفل میں مرے جب وہ کرے ساقی
 درستی تجھ کو گر منظور ہے مجھ دل شکستہ کی
 جہاں ٹھہروں وہی جا کان سیلاب آہ ہوتی ہے
 نظر برق آہ آتی ہے مگر وہ رخ نہیں آتا
 نہیں خوان فلک میں ان سوا کچھ سو بھی خالی ہیں
 خراب آپ ہوا میں شیخ تو کیا آہ کہتا ہے
 اسد کا انتخاب اپنی تسکلی کو کیا پیدا
 ہوا آباد معمورہ مرا ایسا خرابی سے
 حجاب مہر کھڑے کو نہ ہو گر آفتابی سے
 ہوا جاتا ہوں میں محبوب تیری بے حجابی سے
 تو یہ فرما کہ کیا بیٹھا میں سر پھوڑوں گلابی سے
 بچانا ساقیا تو نفس کی تو کامیابی سے
 بہ ننگ آیا ہوں از حد دل کی اپنے اضطرابی سے
 جلی اس کی آہی گزرتی ہے شتابی سے
 حکم پر خاک کوئی دمہ کی ہو رکابی سے
 ملی ہے میکدے میں سے مجھے سو سو خرابی سے
 جب آیا ننگ ہر شاعراں کی انتخابی سے

سوالات اپنے سب غائب ہوئے یک لخت اے عملیں

یہاں تک ننگ آیا اس کی میں حاضر جوابی سے

﴿663﴾ ش۔ ن۔ ر۔ خ۔ ع غزل ندارد

ب شعر ندارد

۱۔

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

شاعروں

۲۲۱۔ ۲۔

﴿664﴾

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
یہ رنج مجھ کو ہوا آہ مے کے پینے سے
نمود ہو قلا ہے جیسی کہ اس کی گل پر
جو خاص بندے ہیں اس کے انھیں سوا اس کے
سوا تمھارے نہیں اور سے مجھے کچھ کام
ترے یہ چہرے پہ خط ایسے زیب دیتا ہے
یہ شک نہ ہوگا حیرا نام میرے دل سے یار
وہ اپنے آئینے میں اپنی شکل کو دیکھے

کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی لکھنے سے
کہ درد بھی نہ ہوا دغم لگا کے سینے میں
بہار چہرے پہ تیرے یہ ہے پسینے سے
نہ کام مال سے نے در سے نے خزینے سے
یہ تم سے آکے لگاتے ہیں غیر کہنے سے
بہار سونے پہ جیسی ہو سبز مینے سے
مثال اس کی نہ دے نقش اور لکھنے سے
جو صاف دل رہے اس کبر اور کہنے سے

اب اس قدر مجھے اس عشق نے ستایا ہے

بتنگ آیا ہوں تمکین میں اپنے جینے سے

﴿664﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

نسخہ "ش" ص-۱۰۰ پر اس غزل کا مطلع قلمزد کر دیا گیا ہے۔ اس غزل کے دو اشعار نسخہ الف کے
صفحہ ۲۹۲ پر بتکرار درج ہیں۔ نسخہ ش کے مطابق یہ اشعار مندرجہ بالا غزل کے ساتھ حواشی میں
لکھے گئے ہیں

الف ۲۸۸ ہوتی ہوتی ا۔

ب۔ یہ شعر نسخہ الف کے صفحہ ۲۸۸، ۲۹۲ اور ۲۵۰ پر تین بار لکھا گیا ہے۔

صفحہ ۲۵۰ پر مصرعہ یوں ہے۔ ع یہ تجھ سے لوگ لگاتے ہیں آکے کہنے سے

صفحہ ۲۸۸ " " " یہ تم سے آکے لگاتے ہیں لوگ کہنے سے

صفحہ ۲۹۲ " " " یہ تم سے آکے لگاتے ہیں غیر کہنے سے

﴿665﴾

برا بھلا بھی سنا ہم نے ہر کینے سے مگر نہ باز رہے اس شراب پینے سے
 نشست میری درست آہ ہے نہ کچھ برخاستہ بجا ہے اور یہ بیٹھے ہیں سب قرینے سے
 خوشی سے میں کبھی دیتا نہ ہوتا ایسی خوشی خوشی وہ جیسی ہوئی میرے دل کو چھینے سے
 درگھ قتل میں کرتا ہے اس لیے قاتل وہ جانتا ہے کہ بیزار ہوں میں جینے سے
 رہوں شراب میں پیر مغاں میں لا یہ مدہوش کہ سراٹھے نہ مراے کدے کے زینے سے
 مجھے شعور نہیں یار علم مجلس کا یہ باتیں بزم میں کرتے ہیں سب قرینے سے
 کیے گیا وہ کوئی دو گمڑی تلک آف آف لگا دوپٹے کا آچل جو میرے سینے سے

نہ روؤں آتشِ جہراں میں کس طرح ٹمکیں

بڑھے ہے اور ٹپش آنسوؤں کے پینے سے

﴿665﴾	ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن ۵۷	مری درست نہیں سچ نشست اور برخاست
۲۔	ب ر	شعر ندارد
۳۔	م ۴۰۱ / ن ۵۷	نہ ہوتے ایسے خوش
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ر- ۱۳۱	دریغ
۶۔	ر- ۱۳۱	یوں
۷۔	ر	شعر ندارد
۸۔	ایضاً	
۹۔		یہ شعر صفحہ ۲۸۸ پر بھی درج ہے۔ پہلا مصرعہ یوں ہے۔ نہ روؤں کیونکہ میں اب اس کیے ہجر میں ناصح

﴿666﴾

صدقے ترے جور اور جفلا کے پھرنا کہیں گرد مت وفا کے
 روٹھے ہے وہ اپنے گھر بلا کے لڑتا ہے شراب پی پلا کے
 دیوانے ہوئے ہیں اُس پری پر ہیں آدمی ہم بھی بد بلا کے
 اللہ کچھ ان بتوں کے نزدیک بندے ہی نہیں ہیں ہم خدا کے
 میں روٹھ کے کیوں منا نہ ہے وہ روٹھ گئے منا منا کے
 باتوں ہی میں شب گئی ہوئی صبح تا وا کریں بند وہ قبا کے
 محفل میں نشے کی کیوں ہو وہ ہدم چھیزیں ہیں بھی کو ادبدا کے
 کیا شرم سے وہ جخل ہوئے ہیں سے بزم میں شب مجھے پلا کے
 اب شب کو دھاؤں گا تیرے پاؤں وہ رہ گئی بات دب دبا کے
 پشمر دہل یہ دیکھ غنچہ دل کیا گل وہ ہما ہے کھل کھلا کے
 تھے ہم سے بھی ایسے وہ رقبہ باتیں نہ کرو چبا چبا کے
 ہدم میرے استخوان کو دیکھ اڑتے ہیں حواس اب ہما کے

بوسے کے عوض میں ان کو عملیں

پرچھا کرو دل کو دے دلا کے

﴿666﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب- ۲۱۱ خفا

۲- نسخہ ب میں یہاں سے آخر تک ہر مصرع اول کا پہلا لفظ ناخوانا ہے

۳- ن- ۷۰ ہواس

﴿667﴾

بندے ہیں ہم ایسے خود نما کے دکھلائے ہے منہ چھپا چھپا کے
 کر مہر صبا ہوا ہے میں وہاں کی ہم خاک ہوئے ہیں جل جلا کے
 جی رہ نہ سکا بگڑ گئے ہم وہ بیٹھے جو شب کو بن بنا کے
 پیاروں کو تیرے موت آوے طالب ہوں وہ تجھ سے گر شفا کے
 رہتا ہے ہمیشہ پنجہ خور قربان تیرے پاؤں کی حنا کے
 کیونکر میں شرم اس کی توڑوں جو مجھ نہ بول مگر بلا کئی
 یہ خواب میں کیا خیال آیا سوتے سے جو چونکے ہڑبڑا کے
 سب کو تو شراب دن کو روزہ صدقے ہوں دلا تری ریا کے
 بے ہاک شرابی ہائے میں اور پتے ہیں وہاں شرم و حیا کے
 اب اور غزل بھی پڑھیے غمگین
 سن رہ گئے اک غزل سنا کے

﴿667﴾	ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	الف-۲۳۶	مکمل ہے
۲-	الف-۲۳۹-م-۳۷۱-ب-۲۱۰-ن-۵۷-وہاں	
۳-	الف-۲۳۶	ہو
۴-	ب	شعر ندارد
۵-	م-۳۷۱	چونک
۶-	م-۳۷۱	جوہ

﴿668﴾

عشق میں دل اُن کو دے جب جان سے جانے لگے
غیر سے باتوں میں وہ آنکھیں سی جھپکانے لگے
شبِ نئے میں غور سے ہدم وہ مجھ کو دیکھ دیکھ
ہائے کیوں سوتے انھیں اُس طرح دیکھا شب کو جو
کیا کہوں میں ان سے احوالِ خراشِ زخمِ دل
ہاتھ کھینچا کیا مری الفت سے جو ہر بات پر
اب تک تلاں میں بلبل کی طرح بالکل نہیں
ذوقِ بے تابی میں ان کی و میں نہ سمجھا کوئی بات
چوری چوری غیر سے آنکھیں لڑاتے تھے وہ کل
ٹھنڈی سانسیں مجھ کو بھرتے دیکھ کر محفل میں غیر
غزہ رمضان ہوا گھر میں ہمارے روزِ عید

تب وہ بے پردہ ہمارے سامنے آنے لگے
میں نے جو گھورا تو مجھ کو دیکھ شرمانے لگیا
خود بخود آدابِ مجلس اپنے بتلانے لگے
دن میں دس دس بار غش پر غش مجھے آنے لگے
مگر کیا کچھ عرض تو وہ کان کھیلانے لگے
تم چل کر اس طرح سے پاؤں پھیلانے لگے
تم برنگِ گل کہو کیوں ایسے کھلانے لگے
بھولے بھولے منہ سے وہ جب مجھ کو سمجھانے لگے
میں نے جو تاکا تو مجھ کو آنکھ دکھلانے لگے
بس نہ کچھ جو چل سکا تو اُن کو گرمانے لگے
مے کدے میں ہاتھ اپنے دو نہ پکانے لگے

کثرتِ مے سے ہوا غمگین بجائے مختب

دیکھ اسے در بند ہونے ہائے مے خانے لگے

﴿668﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	ر-ب	شعر ندارد
۳۔	ب-۲۵۹	سب
۳۔	ر-	شعر ندارد
۴۔	م-۲۵۶ / ب-۲۵۹	ان سے میں
۵۔	ر	شعر ندارد
۶۔	ر-ب-م-	شعر ندارد
۷۔	ر-ب	شعر ندارد
۸۔	م-۲۵۶	شوق
۹۔	ب-۲۵۹	کے
۱۰۔	ر-۱۳۹	جب وہ
۱۱۔	ر-۱۳۹	جب وہ
۱۲۔	ر-	شعر ندارد
۱۳۔	ب-ر-	شعر ندارد

﴿669﴾

اک روز یہ ہے جی میں دل کھول کے رو لیں گے
 شب میں نے جو چھیڑا تو بھنجیلا کے وہ یوں بولے
 دل کی وہ گرہ اس کے کھلنے کی نہیں ہرگز
 کچھ دل کو تمھارے بھی لگتا ہے بھلا یارو
 یہ دل میں ہے اے ہدم ہیں جس کے کہ ہم بل
 دشنام ہو یا بوسہ جو کچھ تو ہمیں دیوے
 عشاقوں کے سب قہقہے ہو جائیں گے بس برہم
 یہ گوہر اشک اپنے ہم خاک میں رو لیں گے
 تو ہم سے نہ بولا کر ہم تجھ سے نہ بولیں گے
 جب تک کہ نہ جان اپنی اس عشق میں کھولیں گے
 دل اُن کو میں دیتا ہوں وہ مجھ سے کہو لیں گے
 اس عید کراۓ قرباں بھی اُس شوخ پہ ہولیں گے
 کافر وہ غنیمت ہے ہم تجھ سے کہ جو لیں گے
 ہم دفتر عشق اپنا جس وقت کہ کھولیں گے

کس منہ سے میاں غمکس دل دیتے ہو بوسے پہر
 تم لے نہیں سکنے کے وہ چاہیں گے سولیں گے

﴿669﴾	ش۔ ب۔ ر۔ خ۔ ع	غزل ندارد
۱۔	م۔ ۳۴۶	لفظ "کو" ندارد
۲۔	ش۔ ن	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	حاشیہ الف۔ ۲۱۹	
ن۔ م۔	شعر ندارد	

﴿670﴾

گر رتجکے میں آپ نہ ہم کو بلائیں گے
 جو بھید کی میں اُن کے کہوں اُن سے کوئی بات
 تم روٹھے یاد رہوے کہ ہم چھوٹے تم سے بس
 اُن کا ہوتا بھی یاں نہیں میرا یہ وہم تھا
 کچھ کام کے نہیں مگر آزاد بھی نہ کر
 جس جا کہ آج تک نہیں کھتی کسی کی دال
 وہ سے کدے کو آتے ہیں ساتی کہیں چھپا
 مدت کے بعد شکر کہ جاگے مرے نصیب
 تو ہم بھی ساری رات محلہ جگائیں گے
 تو لاکھ لاکھ طرح کی باتیں بنائیں گے
 وہ دن گئے کہ رو رو کے پہروں منائیں گے
 اس ایک دل میں دونو جہاں کب سائیں گے
 تیری غلامی بیٹھے ہی بیٹھے بجائیں گے
 کل دیکھنا کہ ہم وہیں کھر لگائیں گے
 مگر مجھ کو دیکھ لیں گے تو ہرگز نہ آئیں گے
 جو تم کہو ہو ساتھ ہم اپنے سلائیں گے

سے ہم سے منگا کے غیر کو دی سب سے پلا شراب
 غمگین خوش تھے تم کہ ہمیں وہ پلائیں گے

﴿670﴾ ش ر خ ع غزل ندارد

- | | | | |
|----|-------|-----------|---|
| ۱۔ | ب | شعر ندارد | |
| ۲۔ | ن | ۷۶ | تم |
| ۳۔ | ن | ۷۶ | مجھ |
| ۴۔ | ایضاً | شب | |
| ۵۔ | | | غمگین میں خوش ہوا تھا کہ مجھ کو پلائیں گے |

﴿671﴾

ایک دن نہ ایک دن یہ دل اپنا گنوائیں گے کب تک ہم ایسے شوخ سے گولی پچائیں گے
 لالچ تو دیکھو روٹھوں ہوں اس پر بھی اُن سے آہ اور آہ ہے یقین نہ مجھے وہ منائیں گے
 جس جا کہ جا کے پھر نہیں آیا یہاں کوئی ہندو کہیں ہیں ہم یونہی وہاں آئیں جائیں گے
 یہ جنس دل تو لے لے تو بوسے کے قرض میں اور نقد جان سے بھی ترا من منائیں گے
 گانے کا گر خیال ہو تو میرے روبرو وہ منہ ہی منہ میں شرم سے بس گنگنائیں گے
 گر میں دکھاؤں آہ کبھی ان کو آئینہ طوطے کی طرح جھٹ وہیں آنکھیں پھرائیں گے
 گر مہر کا لے نام کوئی اُن کے روبرو رخسار نازکی سے وہیں تہمتائیں گے

غمگین غزل میں دوسری اس شوخ سے کہو

مطلب کی اپنے بات تمہیں ہم سنائیں گے

﴿672﴾

زندگی سے اگر نجات ملے تو دوہارا مجھے حیات ملے
 بے جہت عشق بے جہت ہر جہاں بے جہت اس سے شش جہاں ملے
 نہ رہا ہوش کچھ سر و پا کا ہاتھ سے اس کے جب یہ بات ملے
 سب یہ باتیں ہیں ظاہری تیری دل سے تو مجھ سے کوئی بات ملے
 دل ہوا شوق اس حتماً میں میرے سینے سے اس کی گات ملے

اُس سے کس وقت ملیے اے غمگین

جو نہ دن کو ملے نہ رات ملے

﴿671﴾	ش۔ن۔ر۔خ۔ع	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	ایضا	
﴿672﴾	ش۔ع۔	غزل ندارد
۱۔	ن۔۲۷	معرفت اپنے نفس کی ہو جسے
۲۔	ر۔۱۴۲	اس کو
۳۔	خ۔۱۴۱	ہات
۴۔	خ۔۲۔ن۔ر	شعر ندارد
۵۔	بر حاشیہ الف ۲۴۶	ر۔۲۔خ۔ شعر ندارد
۶۔	ر۔۱۴۲	ملے کس وقت اس سے اے غمگین

﴿673﴾

کیا غم ہے محتسب مجھے سرشار دیکھ لے یہ ڈر ہے سے فروش نہ ہشیار دیکھ لے
ایسے میں ہے بہار خزاں ہے پھر عندلیب جو دیکھنا ہے تجھ کو تو گزار دیکھ لے
خالم وہاں طریق عیادت ہی چل کہ تا وقتِ اخیر تجھ کو وہ بیمار دیکھ لے
یوں دل کو بدلے بوسے کے لیتا ہے دیکھ دیکھ جوں جنس کوئی خوب خریدار دیکھ لے
سو طرحدار دیکھنے آیا کریں مجھے مگر مجھ کو اکسا نظر وہ طرحدار دیکھ لے
لوٹا کرے ہمیشہ وہ کانٹوں پہ ہم صغیر دامن میں گل کے بلبل اگر خار دیکھ لے

در پر میں اُس کو دیکھ کے جلدی سے چپ گیا
غمکین غضب ہو مگر وہ ستکار دیکھ لے

﴿674﴾

کیوں مجھے ہے ملال کیا جانے یار تو میرا حال کیا جانے
دل مرا آہ کچھ نہیں معلوم کس لیے ہے نڈھال کیا جانے
بیٹھے بیٹھے کرے ہے دل پامال کوئی تیری سی چال کیا جانے
جو کہ ہو شاہ حسن اے یارو مجھ گدا کا وہ حال کیا جانے
رات دن اور جاگتے سوتے کیوں ہے اُس کا خیال کیا جانے
اُس کی رفتار سے یہ دل میرا کیوں ہوا پامال کیا جانے
باغ کا حال آہ اے غمکین
کیا ہوا اب کے سال کیا جانے

﴿673﴾	ب-ش-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ن-۷۳	یک
۲-	ن-۷۳	بر
﴿674﴾	م-ب-ن-ع-	غزل ندارد
۱-	ر	شعر ندارد
۲-	ش-۶۷	تو کمرے ہر قدم میں دل پامال
۳-	ر	شعر ندارد
۴-	ر-خ	شعر ندارد
		شعر بر حاشیہ الف-۲۹۳
۵-	خ-۱۳۴	کیا
۶-	خ-۱۳۴ / ر-۱۳۱	کی

﴿675﴾

بلبل کبھی آنکھیں بیاہان میں اپنے
 دیکھا تجھے دیا ہے کہ ہم سنتے تھے جیسا
 محتاج دو عالم کی حکومت کے خیر ہوں یار
 سے پی کے عبادت سے نہ جب تک ہو محبوب
 جو بھولے سی جاتے ہیں ہم اس شوخ کی اب یاد
 دلجی ہو ہم کو تو کسی زلف سے ابھیں
 دنیا تو ہے کیا دین بھی نہیں دھیان میں آتا
 جس کے کہ مقید ہیں اسے بھولیں نہ مطلق
 پہنچیں گے نہ وہ منزل مقصود کو سالک
 ہو کا کہوں کس طرح مقام اپنے میں دل کو
 مشکل ہے بہت دن یہ کئے ہمدو اس سے
 مت پوچھ کہ کیوں چاک کیا تو نے گریباں

پھر اڑ کے نہ جاوے وہ گلستان میں اپنے
 اب فرق نہیں آنکھ میں اور کان میں اپنے
 دل اپنا اگر آہ ہو فرمان میں اپنے
 زاہد تو نہیں آنے کا کچھ دھیان میں اپنے
 کچھ فرق ہوا ہے مگر اوسان میں اپنے
 آشفہ ہیں خود حال پریشاں میں اپنے
 آیا ہے خدا جانے کہ کیا دھیان میں اپنے
 بس صرف یہی قید ہے زندان میں اپنے
 معروف ہیں جو راہ کے سامان میں اپنے
 اب ہو بھی نہیں اس دل ویران میں اپنے
 ایسا ہے کہا رات کو کچھ کان میں اپنے
 منہ ڈال ذرا یار گریبان میں اپنے

کب تک کریں ہم صبر کہ اب صبر کی غمگین

طاقت نہ رہی آہ دل و جان میں اپنے

﴿675﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	م-۴۳۷	جنتنا
۲۔	م-۴۳۷	نہیں
۳۔	م-ب-	شعر ندارد
۴۔	ب	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	ب	شعر ندارد

﴿676﴾

آواز یہ کس کی ہے بھری کان میں اپنے
 پٹلا ہوئے حیرت کا جسے دیکھ کے ہم آہ
 صحرا نے پس از مجنوں کے غم و شیو مجھ کو
 مہ خوری کے دو گر وہ نان دیکھ لو بس اور
 جس سے کہ مجھے لاگ ہو ہوتی ہے اس سے لاگ
 جو چوری سے رکھتے تھے چھپا کھڑکیوں میں
 دل کا بھی ہوا خون سفید آہ ہے کیا وقت
 اب پاؤں دہانے بھی وہ دیتا نہیں سیہات
 جب سے نہیں دم غیر سے کرتے تھے وہ کچھ بات
 یا لا دشت ہے اے وشیو پایاں نہیں جس کو

لکھ ڈالو غزل دوسری تم اور بھی غمگین

تا چند دو غزلے رہیں دیوان میں اپنے

﴿676﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

شعر ندارد

ب

ایضاً

ایضاً

ایضاً

کا

ب- ۲۳۵

م- ۲۳۷

یا دشت ہی آوے وشیو پایاں نہیں جس کو

﴿677﴾

ساقیا ہائے جلایا تو نے جام کیا یہ پلایا تو نے
 رگنڈر اپنی میں جوں نقش قدم خاک میں ہم کو ملایا تو نے
 میں نے چاہا مرا چاہا نہ ہوا کس طرح ہو کے نہ چاہا تو نے
 یونہیں روٹھوں کو مناتے ہیں آہ مجھ کو جیسا کہ منایا تو نے
 کیوں کیا میں نے بھروسہ دم کا دم جو ہر روز بتایا تو نے
 اپنا کھڑا نہ دکھایا لیکن ہم کو کیا کیا نہ دکھایا تو نے
 رات بھر بیٹھ کے وہاں اے غمگین
 لطف سا لطف اٹھایا تو نے

﴿678﴾

خوب اے عشق زلایا تو نے خانہ دل کو ڈھپایا تو نے
 شعلیں رو رات کو محفل میں مجھے شمع ساں آہ جلایا تو نے
 رگنڈر اپنی میں جوں نقش قدم خاک میں ہم سے کو ملایا تو نے
 دو گھڑی بھی بہ طریق مہماں اپنے گھر میں نہ بلایا تو نے
 ہاتھ سے تیرے موا ہے غمگین
 یہاں تک اُس کو ستایا تو نے

﴿677﴾ ب-ش-خ-ع- غزل ندارد

ا- ر شعر ندارد

﴿678﴾ م-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

ا- طبق ش-۶۶

الف-۲۸۶- شعلہ

ب-ش-۶۶- معجہ

﴿679﴾

ے جنوں کا نشہ ہو تو کچھ خمار آوے خزاں کہاں ہے کریں فکر جو بہار آوے
جلا کے خاک میری تو اگر کرے برباد ہوائے سر میں نہ تو بھی مرے غبار آوے
نہ جان و دل ہے نہ ایمان نہ جسم ہے مرا میں مر ہی شرم سے جاؤں کبھی وہ یار آوے
عجیب وعدہ و اقرار و قول کرتا ہے کہ بے قرار کو جس سے نہ کچھ قرار آوے
میں صدقے اپنے جنوں کے یہ جس میں ہے تاثیر جو گل کو دیکھوں تو نظروں میں میری خار آوے
وہ شب نہ دیکھی کہ بیزار تو نہ ہو مجھ سے وہ روز مرگ ہی ہوگا کہ تجھ کو پیار آوے

یہی ہے آرزو عملیں کہ اس کے وعدے کا

ہمیشہ مجھ کو اسی طرح اعتبار آوے

﴿680﴾

جو نہ وہم و گمان میں آوے کس طرح تیرے دھیان میں آوے
تجھ سے ہدم رکھوں نہ پوشیدہ حال دل گریں بیان میں آوے
مری یہ آرزو ہے وقت مرگ اُس کی آواز کان میں آوے
میں نہ دوں گا جواب تو کہہ لے جو کہ تیری زبان میں آوے
یہ شب وصل خیر سے گزرے تو مری جان ، جان میں آوے
صاف جھوٹا ہو اے رقیب اگر تیری کر کر یہ چھان میں آوے
ہائے کیا ہو ابھی جو اے ہدم وہ صنم اس مکان میں آوے
مر کھلے چم دل تو تجھ کو نظر وہ ہی سارے جہان میں آوے

اس کی تعریف کیا کرے عملیں

ہل الہی جس کی شان میں آوے

﴿679﴾ ش-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- ایضا

﴿680﴾ ب-ش-ر-ع- غزل ندارد

۱- خ-۱۳۸ گریبان

۲- خ شعر ندارد

۳- خ-۱۳۹ کروں

﴿681﴾

گو اس میں جان رہوے یا خواہ جان جاوے
کیوں اُس سے ہائے روٹھا پھر عمر بھر نہ روٹھوں
تسکین خراش کو ہو زخمِ جگر کے کیونکر
اس کے سوا جہاں میں گو دیکھتا نہیں تو
اب انتظار کی بھی طاقت نہیں ہے مجھ میں
کیا احتیاج اس کو تسخیرِ انس و جن کی
توبہ ہے میری جو پھر توبہ کروں میں سے
اب ایسے قلب دل سے کیونکر کروں بسر میں
اس حسرتِ آرزو میں سارے جہاں سے روٹھا
تیری قسم جو شب کو پھر گھر میں تیرے آوے
اپنے خیال میں بھی گر اب کے وہ مناوے
ناخن کہاں جو سر بھی اپنا کوئی کھجاوے
پر چشمہ و دل میں تیرے ممکن نہیں سماوے
اے کاش کوئی آکر زنجیر در ہلاوے
جو اپنے دل کو ہدمِ قابو میں اپنے لاوے
ساتی کبھی وہ اب کے توبہ مری تراوے
جو وصل میں سلاوے ہجراں میں جو چکاوے
ممکن نہ یہ ہوا پر مجھ کو کوئی مناوے
مٹا ہے رنج و غم کا انصاف کر کہ ممکن
محفل میں کیوں خوشی کی تھک کو کوئی بلاوے

﴿681﴾ ش۔ ر۔ ب۔ د۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

۱۔ طبق ۴۱۴ (الف۔ ۲۵۸۔ چشم دل)

﴿682﴾

کوئی اُس بُت کو کیوں کر بھول جاوے گا خدا دیکھے سے جس کے یاد آوے
 بہت آتا ہے یاد اُس کا ستانا بلا سے پھر کہیں آکر ستاوے گا
 ترا بندہ ہوں میں مغمیہ گر مجھے تو دھڑ رز سے ملاوے گا
 جہاں جاوے وہاں ہیں آپ موجود کہاں ہاتھوں سے اُن کے کوئی جاوے گا
 کبھی نکلا نہیں جو گھر سے باہر وہ میرے گھر بھلا کس طرح آوے گا
 کرے تاثیر گر یہ جذبہ عشق تو پھل شب تجھے یاں بے کھینچ لاوے گا
 وہ کہتے ہیں کہ غمگین تو ہے بے درد بھلا تجھ سے کوئی کیا دل لگاوے گا
 ترا طاغوت بس تو ہی ہے غمگین
 تجھے ہے شرط اپنے کو بھلاوے گا

﴿682﴾

- ۱۔ نسخہ رسمی ردی "جائے"، "آئے" ہے
- ۲۔ ن- ۷۲ / ش- ۸۸۔ بلا سے پھر وہ آوے اور ستاوے
- ۳۔ ر- ش- ب- شعر ندارد
- ۴۔ ر- ش- ب- ن شعر ندارد
- ۵۔ ایضاً
- ۶۔ ش- ۸۸ کرے تاثیر جو یہ عشق اپنی
- ۷۔ ن- ر- م- ب شعر ندارد
- ۸۔ بر حاشیہ الف- ۲۱۶ ش- ۸۸۔ تو تجھ کو کھینچ کر گھر میرے لاوے
- ۸۔ طبق نسخہ ش- ۸۸
- الف- م- ب- ر- ن شعر ندارد
- ۹۔ ن- ۷۲ ووہی طاغوت بس تیرا ہے غمگین
- کہ جو اس شوخ کو تجھ سے بھلاوے

﴿683﴾

اس مرض میں مجھے اکسیر کی جا ہو جاوے
اپنی جو شخص حقیقت میں فنا ہو جاوے
حال دل کیا کہوں تجھ پر ہے عیاں ظالم
ایک ہی آن میں دل آن کا مہمان ہوا
تھی مجھے اس کی خبر آہ نہ اے رنک پری
سچ بتا رخ پہ ترے آئینہ رو کیوں ہے غبار
منتظر ہوں میں کئی روز سے گر اس شب کو
تجھ سوا دیکھنے نہ وہ ماہ سے لے تا ماہی
آکے مت مستوں کو تو چند دیا کر اے شیخ
تو ہی تلا کہ شراب اُس کو ہے کس طرح حرام

کیا تماشا ہو اگر سے سے شفا ہو جاوے
کیا تعجب ہے کہ بندہ وہ خدا ہو جاوے
خوف آتا ہے کہ تیرا نہ گلہ ہو جاوے
اک ادا اور سہی تاکہ ادا ہو جاوے
کہ ترا عشق مری جان بلا ہو جاوے
اس کدورت سے یہ دل تاکہ صفا ہو جاوے
اپنے وہ وعدے پر آجائے تو کیا ہو جاوے
جس کو دیدار ترا ماہ لقا ہو جاوے
کہیں اس تیرے دفا میں نہ دفا ہو جاوے
جو کہ اے شوخ بہر کیف تیرا ہو جاوے

حالی دل دیکھ مرا اُس سے نہ کہنا غمگین

اس بھلے میں کہیں ناحق نہ برا ہو جاوے

﴿683﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	ر- ۱۲۳	پوری غزل میں ردیف "جائے" ہے
۲۔	ب- ر	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	ر-	شعر ندارد
۵۔	ر- ب-	شعر ندارد
۶۔	م- ۳۳۶	دیکھ لے
۷۔	ر-	شعر ندارد
۸۔	ب- ر	شعر ندارد
۹۔	طبق م ۳۳۶ - ب- ۱۹۶ - ر- ۱۲۳	
	(الف- ۲۱۳ - حال دیکھ دل)	

﴿684﴾

ترے بیمار کی مشکل ابھی آسان ہو جاوے
 کرے کیا دوستی اب کوئی ایسے بے مروت سے
 بھلا اُس عہد شکنی پر یہ کیا ارشاد ہوتا ہے
 مکدر ہے بہت وہ میں ترا بندہ ہوں اے ہدم
 وہ گھر میں غیر کے گرسن لے میرا اپنے گھر آنا
 تری اس پاک دامانی سے و بے باکی پر اے ظالم
 یہی حاصل ہے اے دل عمر بھر کی انتظاری کا
 نہ ہوگا اُس کو دیدار خدا روز جزا زاہد
 بہ ہر صورت نظر میں اپنی رکھ تو وہ ہی اک صورت

جو تو ہالیں پہلے اے عیسیٰ نفس اک آن ہو جاوے
 جو ہو کر آشنا پھر اس طرح انجان ہو جاوے
 یہاں پر ہم سے تجھ سے عہد اور پیمان ہو جاوے
 صفائی اُس سے گر اب کے کسی عنوان ہو جاوے
 جو آنا ہو گھر اپنے تو وہاں مہمان ہو جاوے
 اگر یوسف بھی ہو تو صدقہ و قربان ہو جاوے
 میسر دیکھنا اُس کا اگر اک آن ہو جاوے
 بچوں سے جو مسلمان کوئی بے ایمان ہو جاوے
 دلا جب تک تجھے اُس شکل کی پہچان ہو جاوے

وہ کہتے ہیں نہیں جاتا ہے یہ دیوانہ پن اُس کا
 عجب انسان ہے تمکین اگر انسان ہو جاوے

﴿684﴾	ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب- ۲۰۶	پر
۲۔	ب	شعر ندارد
۳۔	م- ۳۵۳	پاک داسنی
۴۔	ن- ش	شعر ندارد
۵۔	ن	شعر ندارد
۶۔	م- ۳۵۵	لفظ "یہ" ندارد

﴿685﴾

اگر عاقل کوئی دیکھے ترا دیوانہ ہو جاوے
کئیں دس پانچ دن کیا زندگی کے عیش و عشرت میں
صنم الفت میں تیری سے نے یہ تاثیر پیدا کی
تمنا ہے یہاں تک تک یہ سبب فلک ہووے
سوا اُس سنگ دل کے کس کی چھاتی ہے سنے اس کو
یہ عالم تھا ترا اے شمع رو شب تیرے کھڑے پر
تعب ہے کہ اے سیاد تیری قید الفت میں
جو مجنوں دیکھ لے تو عاقل و فرزانه ہو جاوے
اگر اس شہر میں دو چار جاے خانہ ہو جاوے
کہ گرس کبے میں جا بیٹھوں تو وہ بُت خانہ ہو جاوے
کہ وہ ناچار مجھ سے دوستو ہم خانہ ہو جاوے
اگر اُس کے ہمارے عشق کا افسانہ ہو جاوے
جو ہوویں شمع کے پر ہال تو پروانہ ہو جاوے
ہمارا مرغ دل بے دام اور بے دانہ ہو جاوے

قیامت توڑتا وہ تند خمستی میں اے غمگین

شکستہ ہاتھ سے میرے اگر پیمانہ ہو جاوے

﴿685﴾ ش-ن-ب-خ-ع- غزل ندارد

ہوری غزل میں "جاوے" کے بجائے ردیف "جائے" ہے۔

۱۔ ر- ۱۲۶ کامل

۲۔ ش- شعر ندارد

ر- ۱۲۶ جوہورا شہریہ سے خانے کا سے خانہ ہو جائے

۳۔ ش- ر شعر ندارد

۴۔ ش- ر- ب شعر ندارد

۵۔ حاشیہ برالف- ۲۱۹ ر- ب شعر ندارد

۶۔ ایضاً

۷۔ ر- ۱۲۷ توڑ دے

۸۔ ش- ۹۶ قیامت آج لاتا غیر تیرے سر پر اے غمگین

۹۔ ب شعر ندارد

﴿686﴾

یا تو اس دل کی تلملی جاوے یا کہیں جان بیتی جاوے
 کس سے دیکھے وہ جائیں طور اطوار کس سے وہ گفتگو سنی جاوے
 یا انھیں آئے دلبری کی تمیز یا مرے جیسی دل دی جاوے
 اُس کی جو بات ہے سوائے ہدم نہ کہی کچھ نہ کچھ سنی جاوے
 میرے نیشے کوں گھور کر بولے کہیں ایسا نہ ہو یہ جی جاوے
 مگر نہیں مجھ سے خوش خفا ہی رہو کچھ نہ کچھ چھیڑ ہی چلی جاوے
 کوئی ممکن ہے اے صبا میرے غنچہ دل کی بے کلی جاوے
 کیا ہی رنگ لائے آج یاں منہدی تیرے تلوں سے گر ملی جاوے

یاد اُس کی میں یاد رکھ شکلیں

بھول تھوڑی بہت چلی جاوے

﴿686﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

- ۱۔ ن۔ ۸۵ یا میرے دل سے تلملی جاوے
 ۲۔ ن۔ ۸۵ کاش یا جان بیتلی جاوے
 ۳۔ م۔ ۳۹۴ نہ سنی اور نہ کچھ کہی جاوے
 ۴۔ حاشیہ الف۔ ۲۴۶ م شعر ندارد
 ۵۔ ایضاً

﴿687﴾

فی الحقیقت تجھے گر اُس سے محبت ہووے
علم کے اپنی طرف علم کو رکھ اپنے رجوع
ہے حقیقت میں وہ مردود طریقت واللہ
مے کدے کی کرے اس ریش سے جاروب کشی
قید ہستی ہی میں ہستی سے تو ہووے آزاد
مے کشو شیخ کے تم جہل مرکب دیکھو
دیکھیں تا اُس قد و قامت کو کیا جس نے دوتا
رو برو سے میری نظروں کے وہ گم ہو جاوے
سن کے مرنے کی کسی کے نہ کراے ناداں خوف

جو کہ مشکل ہے سب آساں وہ محنت ہووے
تا حقیقت میں تجھے روح کی حیرت ہووے
معرفت پر جسے انکار شریعت ہووے
صاف جب شیخ تیری راہ طریقت ہووے
اپنے گرنس پر اے دل تجھے قدرت ہووے
جاننا اپنے سے ہے جو کہ کرامت ہووے
کاش اے یار کہیں جلد قیامت ہووے
اُس کے اب دیکھنے کی گر مجھے حسرت ہووے
دیکھ زندوں کی تو غفلت کو کہ عبرت ہووے

عشق کا نام کسی کے بھی نہ لے اے تمکین

تجھ کو معلوم اگر اپنی حقیقت ہووے

﴿687﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱۔ طبق م ۴۴۳ / ب۔ ۲۵۲ (الف۔ ۲۷۵۔ کرامات)

۲۔ ب شعر ندارد

۳۔ م مصرع اول ندارد

﴿688﴾

ے مجسم نشہ نہ گر ہووے تو تجھے کس طرح اثر ہووے
 بے ریا کام وہ نہیں کرتا نیک و بد کا جسے کہ ڈر ہووے
 نہ رہے یاد زندگی و موت محو تو اس میں اس قدر ہووے
 دل نہیں ہو ثمر ہے حقل کا جس سے تجھ کو نہ کچھ ثمر ہووے
 سمجھے تشبیہ کو تو گر تنزیہ دونوں عالم سے بے خطر ہووے
 خانہ دل سے تو نہ آ باہر تا نہ اے یار در بدر ہووے
 نہ ادھر علم ہے نہ ہے معلوم علم ہے وہ جو رخ ادھر ہووے
 شیخ جی آپ کی عبادت سے ق یا تو مجھ کو بھی کچھ اثر ہووے
 یا مرے ساتھ ے پو ہے شرط اپنی پھر تم کو گر خبر ہووے
 لکھ غزل ایک اور بھی عملیں
 غم سے فرصت تجھے اگر ہووے

 ﴿688﴾ ش-ن-ر-ب-خ-ع- غزل ندارد

﴿689﴾

میرے یارب نہ در نہ گھر ہووے میں ہوں اور مے کدے کا در ہووے
 منحصر ساقیا نہیں مے پر زہر گر دے تو کارگر ہووے
 مجھ کو اُس کی خبر نہیں درکار کاش اپنی نہ کچھ خبر ہووے
 نہ لے مجھ کو ہائے گھر تیرا اور تو یار گھر بہ گھر ہووے
 کیا ہے بکنے میں فائدہ واعظ یک سخن بس ہے گر اثر ہووے
 تیری صورت ہی ہے جواب خط نامہ ہو یا نہ نامہ بر ہووے
 یہی دھڑکا ہے مے کدے میں مجھے ق محاسب کا نہ یاں گزر ہووے
 دیکھ کر دھبہ زر کو اے ساقی وہ نہ مدہوش بد نظر ہووے

اس کی تب کچھ خبر لے عملیں
 جب تو اپنے سے بے خبر ہووے

﴿689﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱-	ر-۱۳۷	میرا
۲-	ر-ب	شعر ندارد
۳-	ر-ب	شعر ندارد
۴-	ر-ب	شعر ندارد

﴿690﴾

جس کی نہ اُس کے رخ پر ہر دم نگاہ ہووے
 اتنا کہاں رہے گا عاشق کو ہوش قاتل
 چشم دل اپنی سے دھو خوب مل کے واعظ
 اس رشک مہر کو ہم گر ایک دم نہ دیکھیں
 جو دوڑ کر چلے گا آخر وہ گر پڑے گا
 کیا ہو برابر گر تجھ کو کہے یہ عالم
 یہ رخ و عیش دنیا ہیں چند روز اس میں
 پھر راہ و رسم کی کچھ پرواہ نہیں کسی سے

دونوں جہاں میں غمگین وہ رو سیاہ ہووے
 محشر میں دیکھ تجھ کو جو داد خواہ ہووے
 یہاں اُس کی دید میں کچھ گر اشتہاہ ہووے
 تو چشم میں ہماری عالم سیاہ ہووے
 رکھ وہ طریق اپنا جس میں نباہ ہووے
 پھر کیا جہاں میں تیری گر واہ واہ ہووے
 درویش خواہ ہووے یا بادشاہ ہووے
 تھوڑی بہت بھی اُس سے گر تجھ کو راہ ہووے

تقصیر اور گنہ کا کچھ ڈر نہیں ہے غمگین
 لیکن کسی کی اس بن دل کو نہ چاہ ہووے

﴿690﴾ ش-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- م-۳۵۹ لفظ "سین" ندارد

۲- م-۳۶۰ کو

﴿692﴾

کہیں جو باغ میں مجھ کو نظر شمشاد آتا ہے
یہ مرفان چمن کس کے اسیر دام ہوتے ہیں
رگ جاں کے لیے شانی ہے اُس کا نشتر مڑگاں
کیا غم بھول کل کا آج شاید اس کو دیکھا ہے
سیاہی اپنے آہو چشم کی ہے بسکہ آنکھوں میں
کہے ہے قیس سے فرہاد مجھ کو دیکھ کر آتے
پلانا جام اوروں کو نہ دینا مجھ کو اے غمگین

تو اُس کا قد موزوں آہ کیا کیا یاد آتا ہے
بھلا تو کس لیے اس باغ میں صیاد آتا ہے
طیبیو فصد کو میرے عبث فساد آتا ہے
دلا جو کوچہ جاناں سے ایسا شاد آتا ہے
تو مجھ وحشی کو سب صحرا نظر آباد آتا ہے
کہ دیوانہ نہ یک میرا ترا استاد آتا ہے
وہ اُس کا بھول جانا مجھ کو کتنا یاد آتا ہے

غزل لکھ فرق کر کے قافیے میں اور اے غمگین

اگر در پردہ کچھ کرنا تجھے ارشاد آتا ہے

﴿692﴾	ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب- ۲۰۵	قد و موزوں
۲۔	ن-ش-	شعر ندارد
۳۔	ب-ن-ش	شعر ندارد
۴۔	ش- ۸۳	میں دونوں مصرعے شامل ہیں۔ "شراب اوروں کو نہ دینا اور نہ دینا مجھ کو اے غمگین"
۵۔	ن- ۷۲	مجھے وہ بھول جانا اس کا کتنا یاد ہے۔
۶۔	ن- ب	شعر ندارد

﴿693﴾

بے خبر پاس مرے جب وہ صنم آتا ہے
 مجھ سے کس واسطے ہدم یہ الجھتا ہے دل
 مرے نزدیک نہیں غیر کو ایک ذرہ وجود
 تیرے دکھ دینے سے راحت ہے مجھے اے ظالم
 ہجر کے سوختے کچھ کم نہیں دل کو ناصح
 کیا قیامت ہے کہ ہوتا ہوں وہیں شادی مرگ
 شاید آیا ہے وہ کوچے میں دیوانہ بے تاب
 بزم میں اس کی جو جاؤں تو بڑی ہے پتا
 یار اس وقت کی بے تابی کا عالم مت پوچھ
 پھر خدا جانے مرا ہوش کہاں جاتا ہے
 جب وہ بال اپنے کبھی مجھ سے سلجھواتا ہے
 دور کر غیر سے کیا مجھ کو تو دھمکاتا ہے
 آہ بیزار وہ ہوتا ہے جو دکھ پاتا ہے
 جی جلانے کو تو کس واسطے سمجھاتا ہے
 قتل کا حکم مرے جبکہ وہ فرماتا ہے
 خود بہ خود کہتے ہیں وہ دل مرا گھبراتا ہے
 مگر نہ جاؤں تو یہ دل جان مری کھاتا ہے
 در پر اپنے مجھے جس وقت وہ ٹھہراتا ہے
 حسب حال آہ ترے شعر ہیں کیا اے عملیں
 جو تو ہر روز غزل اک نئی بے کہلاتا ہے۔

﴿693﴾	ش-ن-ر-خ-ع-غزل ندارد	
۱۔	ب	شعر ندارد
۲۔	ایضاً	
۳۔	ایضاً	
۴۔	ایضاً	
۵۔	۴۲۹-م	لفظ "سے" ندارد
۶۔	ب	شعر ندارد
۷۔	۲۴۱-ب	ہی

﴿694﴾

شبِ فرقت میں مجھ کو وصل کا جب دھیان آتا ہے
 جو بولوں تو قیامت ہے نہ بولوں تو قیامت ہے
 مرے گمروہ کبھی آدے تو اس صورت سے اے ادم
 دیوانہ اس پری پر دیکھ مت ہو یہ مرا کہنا
 تری قیامت کی کس کے رو برو تعریف کی میں نے
 تصور سے میں اُس کے بے خودانہ آہ پوچھوں ہوں
 جہاں زنداں سے چھوٹا یوں ترے کوپے میں جاتا ہوں
 یہی کہتے ہیں اُس سے جو کہ صاحبِ مجھ سے کہتے ہیں
 کہوں کیا آہ جو جو چاہی اسی سے کرتا ہوں
 مجھے یہ خوف ہے اس آئینہ رو کو نہ دیکھا ہو
 کہوں کیا آہ جو جو حسرت و ارمان آتا ہے
 وہ گھر سے غیر کے جب یہاں کسی عنوان آتا ہے
 کسی کے گھر میں کوئی جس طرح انجان آتا ہے
 تری بھی عقل میں کچھ اے دلِ نادان آتا ہے
 قیامت غیر کو بھی ہاندھنا طوفان آتا ہے
 تجھے کچھ دھیان میرا بھی ترے قربان آتا ہے
 کیوڑ بھاگ کر جوں اپنے گھر گردان آتا ہے
 کسی کے گھر جو ملنے کو کوئی انسان آتا ہے
 بلانے مجھ کو اس کا گھر کبھی دربان آتا ہے
 کہ قاصدِ واں سے کچھ حیران و سرگردان آتا ہے

رقیبوں کے سبب میں بات کر سکتا نہیں غمگین

جو دو دن کے لیے وہ یاں کبھی مہمان آتا ہے

﴿694﴾ ش۔ب۔ر۔ع۔ غزل ندارد

یہ غزل نسخۃ الف صفحہ ۲۹۲ پر بتکرار درج ہے۔

- | | | |
|----|----------------------|---|
| ۱۔ | ۶۹۔ | کبھی گھر میں وہ آئے تو یہ انداز ہوتا ہے |
| ۲۔ | ۳۵۳۔ | میں |
| ۳۔ | شعر پر حاشیہ الف۔۲۹۲ | |
| | خ۔ | شعر ندارد |
| ۴۔ | الف۔۲۹۲۔ | جب |
| ۵۔ | خ۔ | شعر ندارد |
| ۶۔ | ایضاً | |

﴿695﴾

جب کہ وہ شوخ میرے پاس کبھی آتا ہے
گل رخسار نظر پڑتے ہیں دوں دوں اُس کے
در پر اُس پردہ نشیں کے کوئی جا کر کہہ دو
نہیں معلوم کہ ان آنکھوں کو ہوتا ہے کیا
وہ بیاں میں نہیں آسکتے نشیب اور فراز
صدف غم سے ٹکلتے ہیں خن جوں گوہر
چشم گریاں سے مرے دیکھ کے سادون کی جھڑی
آہ بے ساختہ نکلتے ہے یہ بے تابی میں

اس کو میں اور وہ مجھے دیکھ کے شرماتا ہے
جوں جوں زلفوں میں مجھے اپنے وہ الجھاتا ہے
کہ ایک آوارہ تیرے کوچے میں چلاتا ہے
اپنی صورت مجھے جس وقت کہ وہ دکھاتا ہے
ہائے جو جو وہ مجھے عشق کے دکھاتا ہے
نجر مواج جو دل میں مرے لہراتا ہے
مجھ پہ دشناموں کی بوچھاڑ وہ برساتا ہے
میری تعمیر نہیں کس لیے جھنجھلاتا ہے

عاشقانہ غزل ایک اور بھی لکھ اے تمکین

شعر واللہ مجھے جی سے ترا بھاتا ہے

﴿695﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- ب- ۲۴۰ وقت کہ وہ

۳- ب شعر ندارد

۴- ایضاً

﴿696﴾

بیٹھے بٹھائے محفل سے تو مجھ کو آہ اٹھاتا ہے
 جز حیرت کے سچ کہہ ٹمکیں ہاتھ ترے کیا آتا ہے
 مہر نہیں ہے ذرہ تھوڑا کو ماہ جنیں یہ کیا ہے اندھیر
 حیرات کو بات کہوں تجھ سے جو دل میں غبار نہ گزرے کچھ
 جیتے جی بھی گر میں بولوں کھاتا ہوں اس سر کی قسم
 وحشت کی میں قید میں ایسا ادھر ادھر بنگلوں ہوں آہ
 صدقے میں اس منہ کے جاؤں دل یہ کہے ہے بے یز میں آہ
 ایسا تیرا کھڑا کیوں ہے جو دیکھے سو عاشق ہو
 غیروں کو بلوا بلوا کر اپنے پاس بٹھاتا ہے
 سو سو بار جو اُس کو چپے میں بے خود ہو جاتا ہے
 جب سے آنکھ لڑی ہے تجھ سے لیل و نہار رلاتا ہے
 کوچے میں اغیاروں کے کیوں شب کو آتا جاتا ہے
 اب کے ایسا میں نہیں روٹھا جو تو مجھ کو مناتا ہے
 مرغ چمن جیسے کہ نفس میں ترہہ ترہہ گھبراتا ہے
 چپکے چپکے ہونٹوں میں جب کچھ کچھ وہ فرماتا ہے
 حسن پر اپنے جھنجھلا عالم مجھ پر کیوں جھنجھلاتا ہے
 اک غزل اب دل اور بھی کہہ لے یاروں کی گر خاطر ہے
 کہنے سے تو شعر کے ٹمکیں اتا کیوں گھلاتا ہے

﴿696﴾	ب	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ن	۵۶	تم			نسخہ الف ۲۲۷ میں یہ شعر اس سے اگلی غزل کے حاشیے میں درج ہے
۲۔	ن	۵۶	بڑی ہے مجھ سے			
۳۔	ن	۵۶	راہ کی بات کہوں			
۴۔	ن	۵۶				نسخہ الف ۲۲۷ میں یہ شعر بتکرار اس سے اگلی غزل کے حاشیہ میں بھی درج ہے
۵۔	ن	۳۶۲	لفظ	ہے	ندارد	شعر ندارد
۶۔	ن	۳۶۲	لفظ	اب	ندارد	شعر ندارد
۷۔	ن	۵۷	گھبراتا ہے			ایضاً

﴿697﴾

غیر کے گھر میں جب وہ جاتا ہے اپنے گھر تب مجھے بلاتا ہے
 میں جو روٹھوں تو وہ خفا ہو کر عجب انداز سے مناتا ہے
 وصل کی شب کو شمع گل کر کر رات بھر شمع ساں جلاتا ہے
 میں ہی جانوں ہوں اور دل میرا مجھ کو جس طرح ستاتا ہے
 نہیں سنتا ہے پھر کسی کی بات جب وہ باتوں پر اپنی آتا ہے
 حال دل میں کہوں تو پھر رک کر اور پھر دیر مجھے سناتا ہے
 میں تجھے جانتا ہوں جیسا ہے اتنی باتیں تو کیوں بناتا ہے
 مگر کبھی میں ہنسوں تو اے ہمدرد مجھ کو سو سو طرح رلاتا ہے

میں جو روؤں تو آہ اے غمگین

پھر وہ ہنس ہنس مجھے ہنساتا ہے

﴿697﴾ م-ب-ر-ن-خ-ع- غزل ندارد

- ۱۔ ش-۸۱ اپنی باتوں پہ جب وہ آتا ہے
 ۲۔ ش-۸۶ غمگین
 ۳۔ حاشیہ الف-۲۹۱ ش- شعر ندارد
 ۴۔ نسخہ "ش" میں یہ شعر قلمزد کر دیا گیا ہے

﴿698﴾

جو مجھ سے روٹھ کر وہ رات کو گھر اپنے جاتا ہے
 نشے کا لطف کچھ اس کے بیاں ہوتا نہیں ہم
 لیا دل جس نے دزدیدہ نگہ سے آہ اے ہم
 بجاتا ہے ہتھیلی پر جو سروسوں اپنے گھر بیٹھے
 بھائی جو نہیں دیتا ہے واعظ آنکھ والوں کو
 جو ے چھوڑے ترے دام سخن ہی تو واعظ
 لٹا سا لگنے گھر لگتا ہے اپنا داں سے پھر آکر
 جلیں ہیں غیر کیا کیا بیٹھے بیٹھے بزم میں جب وہ
 تو پھر میں کیا کہوں اس وقت کیا کیا جی پڑا آتا ہے
 کبھی اپنی خوشی ساقی ہمیں جو ے پلاتا ہے
 وہ مجھ سے بات بھی کرنے میں اب آنکھیں چراتا ہے
 وہ جا کر باغ میں اب دیکھیے کیا گل کھلاتا ہے
 نشہ ے کا بس اُن اندھوں کو وہ وہ کچھ دکھاتا ہے
 اُمید و بیم کے تو جال کیوں نا حق بچھاتا ہے
 وہ چوری سے کبھی گھر اپنے جو مجھ کو بلاتا ہے
 اشاروں سے مجھے اپنے سے پہلے ہی اٹھاتا ہے
 غزل آج اور بھی لکھ ڈال تو جلدی سے اے غمگین
 زمانہ دیکھیں کل کس کھیل میں تجھ کو لگاتا ہے

﴿698﴾ ن-خ-ر- غزل ندارد

نسخۃ الف صفحہ ۲۱۹ کے حاشیے پر اور صفحہ ۲۹۶ پر اس صراحت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

"غزل دویم در ورق دو صد و نوزدہ نوشتہ شد"

- | | |
|----|----------------------|
| ۱۔ | م-۳۳۷۔ لفظ کیا ندارد |
| ۲۔ | ش-۷۹۔ ۴ / ب-۲۰۳۔ پر |
| ۳۔ | شعر بر نسخۃ الف-۲۹۶۔ |
| ۴۔ | ایضاً |

﴿699﴾

اپنا عاشق جان کے مجھ کو کس کس طرح رلاتا ہے
 گاہ کرے ہے زلف پریشاں ابرو گاہ چڑھاتا ہے
 اس پر بھی مجھے لوگ کہیں ہیں نا فرمانی کرتا ہے
 ناصح تو اس پردہ نشیں کے گھر جانے کو منع نہ کر
 ہوش نہ رہوے جس سے اپنا ایسی تلخ شراب پلا
 صبح کو اک دن وہ بولے یہ کانٹے سے کیا چبیتے ہیں
 پینے سے اب بے کے کافر کچھ مجھ سے تکرار نہ کر
 کوہ و بیاباں سبز ہے ساقی دیہ نہ کر جلا دے شراب
 اٹھ نہیں جاتا میں دنیا سے آتا ہے اس وقت یہ جی پر
 آپ بنے ہے غیروں سے اور مجھ پر ان کو ہنساتا ہے
 ایک نہ ایک نئی آفت وہ میرے سر پر لاتا ہے
 اور میں کام وہی کرتا ہوں جو کچھ وہ فرماتا ہے
 ہاتھ سے دل جاتا ہے میرا ہائے ترا کیا جاتا ہے
 اوروں کی سی کیا اے ساقی مجھ کو شراب پلاتا ہے
 میرے تلوے آنکھوں سے جو شب کو تو سہلاتا ہے
 موسم میں برسات کے ناحق کیوں تو مجھ کو جلاتا ہے
 بجلی بھی ہے چمک دن اور ابر بھی جھک جھک آتا ہے
 غیر کو اپنے پاس بلا کر جب وہ ہائے ہنساتا ہے

بات کہوں گر کچھ اُس ڈھب کی تو وہ ہنس کر کہتے ہیں

ایسی باتیں مت کر تمہیں جی میرا گھبراتا ہے

﴿699﴾	ب	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ش	۱۱۲	م	مجھ کو سڑی سودائی بنا کر کس کس طرح ستاتا ہے
۲۔	الف	م	ن	شعر ندارد
۳۔	ن	۵۳	ن	کا کل گاہ بناتا ہے
۴۔	طبق ن	۵۳		
(الف ۲۲۸-م-۳۶۲-میں کام اور وہی کرتا ہوں)				
۵۔	ن	ش		شعر ندارد
۶۔	م	ن		شعر ندارد

﴿700﴾

جو چوسر میں کبھی وہ غیر کو گویاں بناتا ہے
 لگے ہے دل دھڑکنے اور سنائے سے آتے ہیں
 عجائب کچھ مزا ہوتا ہے اس کی شرم میں ہدم
 جلی باتوں سے اس کی جب کہ میں جلتا نہیں تو پھر
 وفا کرنے سے میرے تو نہ آیا ہاتھ کچھ ظالم
 اسے منظور جب ہوتا ہے اٹھنا آہ محفل سے
 وہ دن مت ہو جو تیرے ہاتھ آؤں وہ یہ کہتے ہیں
 دعا دیتا ہوں ہو سکے جام کوثر کا نصیب اس کے
 تو میرا ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے
 جہاں اتنا سنا میں نے کہ وہ تشریف لاتا ہے
 اکیلے جب چٹٹا میں ہوں اور وہ منہ چھپاتا ہے
 جلانے کو مرے غیروں کو وہ ظالم جلاتا ہے
 ستانے سے مرے کیا تیرے تہلا ہاتھ آتا ہے
 تو مجھ کو پاس اے ہدم بلا کر وہ بٹھاتا ہے
 تو میرے رات بھر بے فائدہ پاؤں دہاتا ہے
 کوئی مومن مسلمان جو مجھے ساغر پلاتا ہے

جو ایسا شخص روٹھے تو منے کس طرح اے تمکین

کہ جو اس کو مناؤں میں تو وہ الٹا مناتا ہے

﴿700﴾	د-خ-ع	غزل ندارد -	نسخہ "م" میں صرف پہلا شعر اس غزل میں ہے۔ باقی اس سے اگلی غزل میں شامل ہیں۔ نسخہ الف میں پہلا شعر حاشیے پر ہے۔
۱۔	ش-ب-ن	شعر ندارد	
۲۔	ش-ن	شعر ندارد	
۳۔	ش-ن-ب	شعر ندارد	
۴۔	ایضاً		
۵۔	ایضاً		
۶۔	ن-۶۱ / ش-۷۹	میں اس کو نصیب ہو جام کوثر کا	

﴿701﴾

جب نشہ وہ نگار کرتا ہے ہائے کیا مجھ سے پیار کرتا ہے
 جان بوجھ آہ وہ کہیں ہیں مجھے ان دنوں کس کو پیار کرتا ہے
 صبح تک جاگتا ہوں میں اور وہ روز شب کا قرار کرتا ہے
 تجھے پڑتا ہے تب قرار اے شوخ جب مجھے بے قرار کرتا ہے
 یہ نشہ اُس شراب کا مت جان جو مجھے پر غمار کرتا ہے
 باغ میں جا کے خونِ مرغِ چمن کیوں تو اے گلخدا کرتا ہے
 تجھے اپنا بھی ہوش ہے غمگین
 جو ہمیں ہوشیار کرتا ہے

﴿702﴾

جوں جوں وہ تجھ کو پیار کرتا ہے اور دل بے قرار کرتا ہے
 گل سے کھڑے پہ تیرے اے گل رو کیا پینا بہار کرتا ہے
 ایک دو تل ہوتے رہتے ہیں جب وہ آنکھیں دو چار کرتا ہے
 دل لیا تو نے جب سے وہ تجھ پر جان اپنی نثار کرتا ہے
 ایسے وعدہ خلاف کا غمگین
 کوئی بھی انتظار کرتا ہے

﴿701﴾	ش-ب-خ-ع	غزل ندارد
۱	ن-۶۳ / ر-۱۲۶	ہائے کیا کیا بہار کرتا ہے
۲	ن-۶۳	جان اور بوجھ
۳	طبقی ن-۶۳	(م-۴۰۶- وہ اور)
۴	ر	شعر ندارد
۵	ن	شعر ندارد
۶	م-۴۰۶	انگلدار
۷	ن	شعر ندارد
﴿702﴾	م-ب-ن-ر-ع	غزل ندارد
۱	ش	معکو جوں جوں وہ پیار کرتا ہے
	۸۸	

کوئی بھی دیدہ و دانستہ ایسا کام کرتا ہے
 وہ گھر ہیں غیر کے کیا کیا مرے اور چین کرتا ہے
 وہ سب قول و قسم جھوٹے تھے اب ہرگز نہ مانوں گا
 اکیلے بھی نہیں وہ ہم سے ہم اُن سے لپٹ سکتے
 نہ پوچھو آہ جو باتیں کہ آتی ہیں مرے دل میں
 گزر ہوتا نہیں کچھ میں جس دن تیرے میں اُس دن
 وہ مرتا ہے دلا اک اور پر تو جس پہ مرتا ہے
 کوئی اتنا نہیں کہتا کہ باہر کوئی مرتا ہے
 گیا تھا تو جہاں معلوم ہے بس کیوں کرتا ہے
 ادھر تو شرم ہے اُن کو ادھر جی اپنا ڈرتا ہے
 کوئی سر جوڑ کر باتیں جو کچھ آپس میں کرتا ہے
 گزر جاؤں کہیں دنیا سے یہ جی پر گزرتا ہے
 جو بوسہ مالکیے تو وہ چڑھا کر ناک کہتے ہیں
 انہیں باتوں سے ٹمکیں تو مرے جی سے اترتا ہے

﴿703﴾ ۴-ب-ر-خ-ع غزل ندارد

۱۔	ن	۷۶	جی
۲۔	ن	۷۶	دل

﴿704﴾

جسے دیدار ہے اس کا وہ حیراں وار نکلتا ہے
 نظر سے مبتدی گم اس کو مت کرنا نہ گم ہووے
 وہاں اے خضر وہ ہم بے سرو پا کس طرح پہنچیں
 بہانے کس لیے کرتا ہے یہ وہ سے نہیں ساقی
 یہ اب اتنا ہوا ہے بولتا ہے جو کہ لوگوں میں
 عجب برسات میں ہے سیر غمگین تیرے نیچے میں
 یہ حالت جا بجا ہے کوہ کی لے یاں سے جھرنے تک
 قطار ابر سیہ میں یوں نظر آتی ہے بگلوں کی
 کہیں دیتی مزہ آواز ہے کوئل پیسے کی لا
 کوئی طاووس تو رقاص ہے کوئی معنی ہے
 نشہ پی پی کے منہ میں خور و گاتے ہیں جمولے پر
 پلاتا مے کشوں کو مے لا ہے ساقی جام بھر بھر کر

نہیں دیکھا جو واعظ تولنے توڑ اور نکلتا ہے
 وہ اک جو دید شے یابی میں تارا سا چمکتا ہے
 جہاں پائے خیال اپنا بھی چلتے چلتے بہکتا ہے
 کہ جس سے کچھ خمار آتا ہے یا کچھ سر دھمکتا ہے
 اکیلے میں تو وہ ہدم بہت مجھ سے بچکتا ہے
 نظر جاوے جہاں تک وہاں تک سبزہ لہکتا ہے
 کہیں سے آب جاری ہے کہیں پانی ٹپکتا ہے
 ستارے شب کو جیسے اس طرح ہریک دل چمکتا ہے
 کہیں بس جانور خوش رنگ جوں بلبل چمکتا ہے
 بیاں جھاڑے کا عالم یار ہو کیا مجھ سے سکتا ہے
 ستم چھڑتی ہے سارنگی غضب طیلا کھڑکتا ہے
 ادھر بجلی چمکتی ہے ادھر بادل کڑکتا ہے

یکایک دید میں اس کی جو مجھ کو لے آئی حیرت
 تو یاروں نے کہا شاید آہوا غمگین کو سکتا ہے

﴿704﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر- ۱۳۴	نہیں دیکھا ہے واعظ تولنے اس کو اور بکتا ہے
۲۔	ر	شعر ندارد
۳۔	ب- ۲۴۹	تھکتا
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ایضاً	
۶۔	ب- ر	شعر ندارد
۷۔	م- ۲۴۱ / ب- ۲۴۹ / ر- ۱۳۴	کی
۸۔	ر- ۱۳۵	نظر جائے جہاں تک سبزہ ہی سبزہ لہکتا ہے
۹۔	ب- ۲۴۱	سے
۱۰۔	ر- ۱۳۵	ایک
۱۱۔	ر- ۱۳۵	کہیں آواز دیتی ہے مزا کوئل پیسے کی
۱۲۔	ر- ۱۳۵	کو کون ساقی
۱۳۔	ر- ۱۳۵	آ
۱۴۔	ب- ۲۴۹	شاہد
۱۵۔	سکتا	

﴿705﴾

ساتھ دم کے جو غم لکھا ہے ہائے اس غم سے دم لکھا ہے
 گر اُسے دیکھیے تو کیا کیجیے جس کے بن دیکھے دم لکھا ہے
 شرم سے اس کی ابروؤں کے ہلال مردماں پُشت غم لکھا ہے
 جو وجود اس جہاں میں ہے موجود صرف اسلا میں عدم لکھا ہے
 تجھ میں بے ساختہ پن اے ظالم کچھ قیامت ستم لکھا ہے
 صدقے اس کی جفا کے میں جس کے ہر ستم میں کرم لکھا ہے
 اس کم و کیف میں بھی اے داعظ قہ صاف بے کیف و کم لکھا ہے
 مرے ہرجائی کا کبھی گھر سے نہیں باہر قدم لکھا ہے
 سن کے در پر خبر مرے گھر سے غیر سے وہ بہم لکھا ہے
 دل کہیں پھر دیا ہے عملیں نے
 گھر سے جو چشم غم لکھا ہے

﴿705﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	ب			شعر ندارد
۲۔	ر	۱۳۰			اسی
۳۔	ر	۱۳۰			صاف بے کیف و کم نکلتا ہے
۴۔	ر	ب			شعر ندارد
۵۔	ب	لفظ	قطعہ		ندارد
۶۔	ر				شعر ندارد
۷۔	ر	ب			شعر ندارد
۸۔	ب	۲۶۱			ناخوانا

﴿706﴾

غلط کہتا ہے تو اُس کا وہاں معلوم ہوتا ہے
نزاکت پر تری اے گل بدنلا شیدا جو بلبل
بہار داغ دل ہے اس روشن اس چاک سینے میں
سبک روحی مگر ہے ہار جسم زار پر مرے
کسی دشمن نے جا کے لا دوتی کچھ خرچ کی ہوگی
کمر سے تیری اور موسے میاں ہے فرق سرتایا
وہ گلزار گلستاں آتش دوزخ سمجھتے ہیں
خنن یہ چچ ہے ہدم کہاں معلوم ہوتا ہے
رگہ گل اُس کو خار آشیاں معلوم ہوتا ہے
کہ در سے باغ کے جوں گلستان معلوم ہوتا ہے
کہ دم لیتا مجھے ہدم گراں معلوم ہوتا ہے
خفا جو وہ نصیب دشمنان معلوم ہوتا ہے
کہ وہ تو ہے نہاں اور یہ عیاں معلوم ہوتا ہے
ترا کوچہ جنھیں باغ جتاں معلوم ہوتا ہے

خوشی سے اپنے غمکین کے جو ہنتے ہو رونے پر
مگر اُس سے خفا ہو مہریاں معلوم ہوتا ہے

﴿706﴾	خ	ع	غزل ندارد
۱	ن	۳۰۱	گلان
۲	ن	۷۰	سے
۳	ن	۷۰	سے
۴	ب	شعر ندارد	
۵	ر	۱۴۴	سبک روحی بھی کیا شے ہے کہ جسم زار پر میرے
۶	ب	۲۰۱	کر
۷	م	۳۴۴	خرچ
۸	ر	شعر ندارد	
۹	ایضاً		
۱۰	ہر حاشیہ الف	۲۱۸	
۱۱	م	ن	ب
		ر	شعر ندارد

﴿707﴾

عشق میں یہ ہی آہ ہوتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے
 زیر دیوار کوئی نالاں ہے کوئی کوشک پر اپنے سوتا ہے
 کوئی دیتا ہے چشم تر سے آب حنم غم کوئی دل میں بوتا ہے
 جب اُسے دیکھتا ہوں اے ہدم میرے سینے میں درد ہوتا ہے
 چھوڑ دے اے دلا تو اُس کی چاہ کس لیے اپنی جان کھوتا ہے
 مجھ سے ہنس کر لگے وہ یوں کہنے
 غمکیں کس واسطے تو روتا ہے

﴿708﴾

دل اُس کو دیا اب کیا تدبیر سے ہوتا ہے جو کام کہ ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے
 تاثیر نہیں رکھتی یہ آہ رسا اپنی پیکاں نہیں پھر اب کیا اس تیر سے ہوتا ہے
 دل زلف میں اب تیرے اس طرح پھنسا عالم جوں قید میں دیوانہ زنجیر سے ہوتا ہے
 بھلا تو بھلا ناصح اُس رفک گلستان بن گلکش چمن مجھ سے دلگیر سے ہوتا ہے
 غمکیں کو تو اسبلا ناصح مت قتل کر اے قاتل
 جو قتل کہ ہوتا ہے نصیر سے ہوتا ہے

﴿707﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

﴿708﴾ م-ب-ن-ر-خ-ع غزل ندارد

ا-ب-ش-۱۰۱ آ

﴿709﴾

تو جس کو ڈھونڈتا ہے کیا تجھ سے وہ جدا ہے تو آپ ہی خدا ہے تو آپ ہی خدا ہے
 کہتے ہیں وہ بقا ہے کہتے ہیں یہ فنا ہے ہرگز نہ کچھ فنا ہے مطلق نہ کچھ بقا ہے
 میں کون اور تو کون یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے آتا نہیں سمجھ میں کیا جاوے کہ کیا ہے
 پوجے کوئی خدا کو پوجے کوئی صنم کوئی میں پوجتا ہوں جس کو وہ صرف اک انا ہے
 مطلق فنا نہیں ہے ہستی کو تیرے اے دل اس حیثیت سے ہستی لیکن تری فنا ہے
 ممکن نہیں کہ اُس میں تاثیر کچھ نہ ہووے جس کا سخن کہ داعظ واللہ بے ریا ہے
 یوں دیکھ اُس کو اس میں عملیں ذرا نظر کر
 جس شے میں ہے کدورت پھر اُس میں اک مفا ہے

﴿710﴾

تیرے کوچے کا جو اے مہ گدا ہے وہ ہفت اقلیم کا بس بادشاہ ہے
 تمہاری زلف سے مُٹکِ سخن کو جو دوں تشبیہ تو میری خطا ہے
 جو عاشق ہیں ترے اے یار اُن کی وہی مرضی ہے جو تیری رضا ہے
 جن آنکھوں کا میں ہوں بیمار مردم نظر آویں تو پھر دوہیں شفا ہے
 اگر وہ بہت خفا ہے تجھ سے عملیں
 تو تو بھی غم نہ کھا تیرا خدا ہے

﴿709﴾	ن	خ	ع	غزل ندارد			
۱۔	ر	۱۲۲	تو کون ہے میں کیا ہوں یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے				
۲۔	ش	۶۲	پوجے ہے شیخ حق کو اور برہمن صنم کو				
۳۔	ش	شعر ندارد					
۴۔	ر	۱۲۲	ہو نہ کچھ بھی				
۵۔	ش	شعر ندارد					
﴿710﴾	م	ب	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد

﴿711﴾

نہ پوچھلے ہجر میں جو حال اب ہمارا ہے
اے بھی دیکھ لے اے دل نظر سے عبرت کی
نہ دیکھوں تجھ کو تو آتا نہیں کچھ آہ نظر
مجھے جو بام پہ شب کو بلائے ہے وہ ماہ
یقین جان تو واعظ کہ دین و دنیا میں
عجب طرح سے نظر پڑ گیا مرے غم
مجھے جو دوستی ہے اُس کو دشمنی مجھ سے
جو گھر میں جاؤں کبھی اُن کے تو وہ کہتے ہیں
کہا جو غم نے پلاتے ہو بزم میں سب کو

اُمید وصل ہی پر ان دنوں گزارا ہے
یہ دید میلہ ہے عالم کا جو نظارا ہے
تو میری پتلی کا آنکھوں کی یار تارا ہے
مگر عروج پہ کیا ان دنوں ستارہ ہے
بس اُس کی صرف مجھے ذات کا سہارا ہے
قیامت آہ وہ کھڑا بھی پیارا پیارا ہے
نہ اختیار ہے اُس کا نہ میرا چارہ ہے
تم آئے کس لیے کیا کام یاں تمہارا ہے
مگر ہمیں ہی نہیں کیا گنہ ہمارا ہے

﴿711﴾	ب	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م۔ ۳۶۰ / ش۔ ۱۰۹	ہوچھو			
۲۔	م۔ ۳۶۰ / ن۔ ۷۹	طور			
۳۔	ن۔ ۷۹ / ش۔ ۱۰۹	اسید وعدہ دیدار پر گزارا ہے			
۴۔	خ	شعر ندارد			
۵۔	م۔ ۳۶۰	آتا ہی نہیں			
۶۔	ش۔ ن	شعر ندارد			
۷۔	ایضاً				
۸۔	ایضاً				
۹۔	ایضاً	م۔ ۳۶۰	میرے میرے		
۱۰۔	ش	ن	شعر ندارد		
۱۱۔	ایضاً				
۱۲۔	ش	۱۰۹	جائوں		
۱۳۔	ش	ن	شعر ندارد		
۱۴۔	ن	م۔ ۳۶۰ / خ۔ ۱۴۵	میں نے		
۱۵۔	ن	۷۹	مگر ایک ہم کو نہیں کیا گنہ ہمارا ہے		

تو بولے وہ کہ جسے چاہیں ہم پلائیں شراب خوشی ہماری تیرا اس میں کیا ۱۶ اجارا ہے
 وہ کہتے ہیں کہ یہ پتلا ہے اک شرارت کا غرض کے وقت بنے عیا غمگین مگر بچارا ہے ۱۸
 گیا وہ پردہ نہیں جب سے اپنے گھر غمگین
 تمام غلق سے دل کو مرے کنارہ ہے ۱۹

﴿712﴾

اب مجھ سے وہ یہ خلا ملا ہے خلوت میں ہے وہ جوا بر ملا ہے
 ہم کو بھی دکھا جمال اپنا سنتے ہیں تجھے کہ خوف نما سے
 مگر ہو یہ جواں کو تو ہو میر پیری میں ہمیں جو دلاسل ہے
 جب دل ہی نہ ہو بجا تو نامح جو کچھ تو کہے وہ سب بجا ہے
 کعبے میں ملا نہ بت کدے میں اللہ یہ دل کہاں گیا ہے
 سب شعر نے تمہارے مولا ق ہادی مرے اب تھا تھا ہے
 کافر ہو کرے نہ مجھ کو کافر کیا تو ہی صنم مرا خدا ہے
 اک بند اب اور پڑیے غمگین
 ایسے میں درخشاں کھلا ہے

۱۶	ن	۷۹	کچھ
۱۷	ش	ن	شعر ندارد
۱۸	ش	۱۰۹	۷۹
۱۹	خ	ن	شعر ندارد
	ن	۷۹	گیا وہ پردہ نہیں کہ اپنے گھر
			نوجوہپ کے رونے میں اور کنارہ ہے
	ش	۱۰۹	روتابے
﴿712﴾	ش	ر	خ
۱	م-۳۷۷/ن-۵۳	اب-۲۱۲	جوہ
۲	الف	۲۳۷	خونما
۳	ایضاً	ولولا	(ولولہ)
۴	حاشیہ	الف	۲۳۷
	م	ب	شعر ندارد
۵	م	۳۷۸	اور بھی

﴿713﴾

جس دن سے کہ وہ جدا ہوا ہے کیا جاچے کھل دل کو کیا ہوا ہے
آتے ہی جو دن کو سو گیا تو جاگا کہیں رات کا ہوا ہے
ہوگا جو تجھ سے سب بجا ہے جو کچھ کہ ہوا بجا ہوا ہے
تجھ سے کیا کیل میں نے وہ بات جس بات پہ تو خفا ہوا ہے
سن کر وہ مری کہانی بولا یہ قصہ بہت سنا ہوا ہے
جس سنگ کو میں تراشتا تھا اب بت وہ مرا خدا ہوا ہے
ہے اس میں بھلا کہ چھوڑ دے تو یہ عشق تجھے برا ہوا ہے

غملیں جو کرے ہے یہی باتیں

کیا اُس نے نشہ پیا ہوا ہے

﴿714﴾

جہاں میں جو ہشیار پیدا ہوا ہے محبت میں سرشار پیدا ہوا ہے
ترے دام الفت میں مرغ دل اپنا ابد سے گرفتار پیدا ہوا ہے
وصال آہ جلدی ہوا میرا کہ مجھ کو یہ ہجراں کا آزار پیدا ہوا ہے
نہیں کچھ طلب اُس کو اُس سے بھی یار جو اُس کا طلبگار پیدا ہوا ہے
سوا ترے عاشق کسے مر مر جھیں ہیں کوئی بھی بہ نگرار پیدا ہوا ہے
اُسے دلوں عالم سے آزاد جانو جو اُس کا گرفتار پیدا ہوا ہے

﴿713﴾ ب ر خ ع غزل ندارد

۱۔ طبق م ۳۵۹

۲۔ ن ۶۱/ش ۹۳ کی ہے میں نے

۳۔ ن ۶۱ بر

۴۔ ن ش شعر ندارد

۵۔ ن م شعر ندارد/حاشیہ الف ۲۲۶

﴿714﴾ م ن ب خ ب خ

۱۔ ر ۱۳۹ ہو جلد میرا

۲۔ ر ۱۳۹ زیادہ

۳۔ ش ۶۸ ہوئے

﴿716﴾

پیاسے سمجھ کے آتے ہیں مجھ پاس آب ہے
 یکساں ہے جس کے پینے سے بس موت و زندگی
 آبِ حیات کیوں نہیں ظلمات جا کے ہم
 گر شک ہو کچھ یقین میں تو مشکل ہے ورنہ یار
 باطن میں ایک بحر ہے موج تو ولا
 بجھتی نہیں ہے تنگی سوز جگر کی آہ
 حیرت ہے یہ کہ تھلا کو وہ آتا نہیں نظر
 اے دل بے اگر کرے تو کسی شخص پر عتاب
 مست و خراب دیکھ کے کہتے ہیں مجھ کو رند
 یاں ذکر آب کا نہیں الا شراب ہے
 آبِ حیات اپنی وہ زاہد شراب ہے
 اپنی تو آبِ زندگی ساقی شراب ہے
 مگر نکیر کا بہت آساں جواب ہے
 ظاہر میں گو وجود ترا جوں حجاب ہے
 اس سے کشی سے ساقی مرا دل کباب ہے
 وا اور بند چشم پہ جو بے حجاب ہے
 یہ جان رکھ کہ تجھ کو خدا کا عتاب ہے
 اس میکدے میں کم کوئی ایسا خراب ہے
 غمگین غزل اک اور بھی لکھ عارفانہ تو
 ہر ایک شعر یار تیرا انتخاب ہے

﴿716﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱	ب	۱۲۲/۱۹۲			سراب
۲	ب	۱۲۲/۱۹۲	۱۲۲	میں	
۳		حاشیہ الف ۲۱۱			
۴	ب	ر	شعر ندارد		
۵	ر	۱۲۲	یہ ہے		
۶	ب	۱۹۲	مجھ کو		
۷	م	۳۳۳	لفظ	اگر	ندارد
۸	ب	۱۲۲/۱۹۲	۱۲۲	۶	
۹	ب	ر	شعر ندارد		

﴿717﴾

روزِ دشب اس ہجر میں بے تاب ہے دل نہیں یہ پارِ سیما ہے
 خاک میں اے چشم مت رلا اسے یہ مرا اٹک گھر نایاب ہے
 تیری نقد پر یہی پھبتی ہے شوخ یہ گل اورنگ یا غناب ہے
 ساقیا مجھ کو نہ دے جامِ شراب ہجر میں اُس کے یہ عے خوناب ہے
 چاہیے غمکسِ خیال اُس کا رہے کیونکہ یہ دنیا بجائے خواب ہے

﴿718﴾

غمکس نے تیرے آج سے کیا پی شراب ہے ایسا ہی وہ الست سے رند و خراب ہے
 تھی بات جو حجاب کی وہ بات ہو چکی اب مجھ میں تجھ میں ہائے یہ کیا حجاب ہے
 پردہ ترا یہ صاف ہے بے پردگی کے ساتھ کھڑا دکھائی دے ہے عجائب نقاب ہے
 اپنا حساب تو شب ہجراں کو دے چکا اے شیخ روزِ حشر کے وہ بے حساب ہے
 میرا سوال اور ہے اس کا جواب اور یہ کچھ عجیب ہائے سوال و جواب ہے
 یاں خونِ دل ہے اور جگر سوختہ کا غم واں وہ خوشی ہے اور شراب و کباب ہے
 دنیاں کو کس کے دیکھ کے چکے ہے چشمِ برق دُرِ یتیم میں یہ کہاں آب و تاب ہے

﴿717﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔ ش ۹۷ روزِ شب

۲۔ ش ۹۷ مت رلا تو خالک میں اے چشم دیکھ

﴿718﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔ ن ۱۰۹۔ ش ۱۰۹ روزِ ازل سے ایسا ہی رند و خراب ہے

۲۔ ش ۱۰۹ جس بات کا حجاب تھا وہ بات ہو چکی

۳۔ ش ۱۰۹ پردہ ہے صاف آپ کا

۴۔ ش ۱۰۹ میرا سوال اور تمہارا جواب اور

۵۔ ش ۱۰۹ یہ کچھ عجیب مزے کا سوال و جواب ہے

۶۔ ش ۱۰۹ خشکی

۷۔ حاشیہ الف ۲۲۷ م شعر ندارد

۸۔ حاشیہ الف ۲۲۷

م شعر ندارد

ظاہر ہیں تیرے چہرے سے آثار عشق کے رنگ زرد آہ سرد ہے چشم پر آب ہے
 ہو مثل خاک آتش غصہ سے کر حذر
 جذبہ مجید غمگین ترا بو تراب ہے

﴿719﴾

نزدیک زاہدوں کے یہ جو کچھ ثواب ہے ہم سے جو کوئی پوچھے تو خالص عذاب ہے
 میری نظر کے سامنے ہے رات دن وہ شوق لیکن میں دیکھتا نہیں یہ کیا حجاب ہے
 دیکھو ہر ایک ذرے میں ہے وہی جلوہ گر روشن جس آفتاب سے یہ آفتاب ہے
 پردے میں جس کے حسن سے بے تاب ہے یہ دل بے پردہ دیکھنے کی اسے کس کو تاب ہے
 حیرت ہے اس کو کس کی یہاں یار ہے تلاش جس کو تخت و فیہ واں سے خطاب ہے
 ظاہر کے اعتبار ذرا دور کر کے دیکھ ق دریا و موج و قطرہ کی وہی ایک آب ہے
 بحر عدم کے بیچ میں یہ عارضی وجود نزدیک دور بینوں کے مثل حجاب ہے
 بے ہوشی ہوشیاری ہے جب کے خیال میں بیداری واں جو دیکھے تو عین خواب ہے

غمگین کے پاس دیکھو نہ کوئی نہ جائیو

ورنہ خراب ہو گے وہ جیسا خراب ہے

۷۹	ایضاً	۱۱۰	خاک و آتش
۸۰	ش	ع	غزل ندارد
﴿719﴾	ن	ج	خاصہ
۸۱	الف	۲۱۱	جلوہ گروہی
۸۲	ر	۱۲۳	ہر شے میں دیکھتا ہوں کہ ہے وہ ہی جلوہ گر
۸۳	ش	۶۱	ذره جس آفتاب کا یہ آفتاب ہے۔
۸۴	ایضاً		شعر ندارد
۸۵	ش		
۸۶	ایضاً		
۸۷	ش	۶۲	لفظ "و" ندارد
۸۸	م	۳۳۳	بے ہوش
۸۹	ر	۱۲۳	بیداری دیکھتے تو وہاں عین خواب ہے
۹۰	ر	۱۲۳	دیکھو کوئی بھی نہ جائیو

﴿720﴾

کچھ بت کدہ نہ کعبہ نہ دیرانہ خوب ہے | جس جا کہ تو نہ ہو وہ صنم خانہ خوب ہے
 اس گردش زمانہ میں جب تک کہ تو ہے یار | محفل میں دور و گردش بیانہ خوب ہے
 واعظ نہ کر تو قصہء محشر عبث بیان | اس سے تو لیلیٰؑ مجنوں کا افسانہ خوب ہے
 مجھ کو نئے میں دیکھ کے بولے وہ غیر سے | تم صوفیوں سے یہ مراستانہ خوب ہے
 بوئے ریا سے دم لیا جاتا نہیں ہے شیخ | اس تیری خانقاہ سے مے خانہ خوب ہے
 آگاہی دل سے خوب ہے اے شیخ و برہمن | رہتا بس ایک اپنے سے بیگانہ خوب ہے
 ہوشیار اپنی جو رہے دیوانگی سے یار | سو عاقلوں سے ایک وہ دیوانہ خوب ہے
 ساقی نے جام دے کے کہا مجھ کو یاد رکھ | اس مے کدے میں زیست غیر بیانہ خوب ہے
 جو چھپ کے قفس سے پیے رات دن شراب | ساقی وہ ہم سے عاقل و فرزانہ خوب ہے

ظاہر ہو جس میں رعبی و باطن میں وجد و ذوق

غمگین وہ گفتگوئے ظریفانہ خوب ہے

﴿720﴾	ش-ن-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۴۱ دیرو حرم ہے خوب لہ مے خانہ خوب ہے
۲۔	م	۳۶۱ زمانی
۳۔	ر	۱۴۲ قیس و لیلیٰ
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	ب	شعر ندارد
۶۔	ب	ر۔ شعر ندارد
۷۔	ایضاً	
۸۔	ر	۱۴۲ پوشیدہ سکر جو کہ رکھے خلق سے مدام
۹۔	ب	۲۶۳ غافل
۱۰۔	م	۲۶۳/۳۲۲ وجد و ذوق / ر ۱۴۲ ذوق شوق
۱۱۔		نسخہ م کی غزلیات یہاں تمام ہوتی ہیں اور یہاں "نعت تمام شد" کے الفاظ درج ہیں
		نسخہ ب کی غزلیات بھی یہیں اختتام پذیر ہوتی ہیں۔

﴿721﴾

دین و دنیا کا تفکر کچھ نہ کر معیوب ہے دھیان اُس کا صرف رکھ غمگین کہ سب سے خوب ہے
جو کہ طالب اُس کے ہیں اس کے سوا ان کے تئیں کام نے دوزخ سے نے جنت انھیں مطلوب ہے
آپ رحمت سے تو اپنے دھوکے اس کو کر سفید میرے اعمالوں کا یا رب سب یہ مکتوب ہے
فرض ہے روزہ نہ اُس پر اور نہ کچھ واجب نماز جو کہ اُس کے عشق میں اے محسب مجذوب ہے
محسب مگر کہوے اے غمگین مجھے رند و خراب

یہ شراب شوق اس دل کو مرے مرغوب ہے

﴿722﴾

مت پوچھلے کسی کہ مرا جو حبیب ہے واحسرتا کہ آہ وہی بس رقیب ہے
جز مرگ کیا علاج ہے ایسے مریض کا جس کا کہ آہ دھمن جاں خود طیب ہے
میرے نصیب میں ہے خرابات اور شراب اے صومعہ نشیں ترے ہی تقویٰ نصیب ہے
اس سے بگڑ جاتی ہے ے کے نشے میں آہ دشمن یہ دوستو مری کم بخت حبیب ہے
تعلیم جس کو مدرسہ غیب سے ہے یار اُس کا ہی نفس واسطے اُس کے ادیب ہے
قرب اور بُعد اُس سے نہیں یار تجھ کو کچھ اپنے سے تو بید نہ کچھ عنقریب ہے

﴿721﴾ ب م ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔	طبی ش	۱۰۵	(الف ۲۹۰ انون)	
۲۔	ش	۱۰۵	کام نہ دوزخ سے ہے جنت نہ کچھ مطلوب ہے	
۳۔	ش	۱۰۶	واعظا	
۴۔	ش	۱۰۶	کو	
۵۔	ش	۱۰۶	پر شراب تیز	

﴿722﴾ ب م ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔	م	۴۴۴	ر	۱۴۶	پوچھو
۲۔	ر	۱۴۶	طیب		
۳۔	ر	۱۴۶	ترا		
۴۔	ر		شعر ندارد		
۵۔	ر	۱۴۶	کی ملے		
۶۔	ر		شعر ندارد		

مصروف جسم دے جاں بہت رکھ نہ تو دلا اس باغ میں بہار تک عندلیب ہے
جب تک ہے علم ذاکر و مذکور و ذکر و آہ ہر اک ان میں واسطے تیرے صلیب ہے
ہرگز فنا بغیر نہیں کفر سے نجات ان سب تعینات سے باہر حبیب ہے
کچھ احتیاج یہاں نہیں ہرگز فیض کی
عملیں ہمارے شہر میں نائب فیض ہے

﴿723﴾

یہ عجب حیرت کی عملیں بات ہے میں جہاں ہوں وہاں نہ دن نہ رات ہے
ہے وہاں ماضی نہ استقبال کچھ حال ہے وہاں اور نہ کچھ اوقات ہے
آیا کس جا سے ہوں جاؤں گا کہاں کون ہوں میں اور مری کیا ذات ہے
جر کہتے ہیں جسے ہے اختیار دل جو اپنا ہے سو اپنے ہات لے ہے
جو نہ سمجھے اس کو اے عملیں اگر
تو تو پھر پیہات ہے پیہات ہے

۷	م	۴۴۴	جسم جاں
۸	ر		شعر ندارد
۹	طبق م	۲۵۳ ب / ۲۵۶ (الف)	ذکر و آہ
۱۰	م	۱۳۷ / ۲۵۳ ب	ہر ایک تیرے واسطے ان میں صلیب ہے
﴿723﴾	م	ب	ن
۱	طبق ش	۶۵	ہات

الف-۲۹۵-ہاتھ

﴿724﴾

مان کہا یہ بھی کوئی بات ہے چار گھڑی یار رہی رات ہے
 میں ہوں کہاں لائق جور و جفا آپ کی یہ صرف عنایات ہے
 مجھ پہ مقرر نہیں سچ ہے صنم تجھ کو خدائی سے ملاقات ہے
 جو کہ گیا واں وہ وہیں کا ہوا منڈی بھی جودہا کی طلسمات ہے
 آج کی شب مجھ سے ملے وضعِ رز شیخ جی گر تم میں کرامات ہے
 جو کہ تیرے دھیان میں آوے دلا صرف تیرا وہم و خیالات ہے
 آج میرے قابو میں تم آگئے ق ۱۔ کہیے کہاں مکی کہاں لات ہے
 اب کہو ہے شرط کروں گلدی آپ کا منہدی سے بندھا بات ہے
 غیر سے لڑتی ہے ادھر تیری آنکھ ق ۲۔ اور ادھر مجھ سے اشارات ہے
 دن کو تو آتا ہے میرے پاس تو رات کو اوروں سے ملاقات ہے

سن لو خراباتیں غمگینوں سے صرف

ان اندوں آباد خرابات ہے

﴿724﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	نسخہ ب لفظ	قطعه	ندارد	ندارد	
۲۔	ب	شعر ندارد			
۳۔	ایضاً				
۴۔	م	لفظ	قطعه	ندارد	
۵۔	م	۳۸۴	لفظ	بے	ندارد
۶۔	ب	شعر ندارد			
۷۔	ایضاً				
۸۔	الف	۲۴۰	خرابیتو		
۹۔	ن	۷۸	تم آج کل		
۱۰۔	ن	۷۸	غمگین سے		

﴿725﴾

جس ے کدے میں ان دلوں اپنی نشست ہے
اب تک ہے وہ سوال جو روزِ الست تھا
سب ے کدے میں آتے ہیں ہوشیار اور مست
پی زاہدا کہ یہ وہ ہی جامِ شراب ہے
طاعت کرے ہے دیکھو متعین کی آپ اور
تو ایک سا سمجھ لے بلند اور پست کو
ہر چیز کا وجود و عدم ایک تو سمجھ
کائنات ہے عشقِ حسن ہے طعمہ جہاں ہے بحر
کچھ دور ے کدہ نہیں اس خانقاہ سے
دنیا کے کم نہیں ہیں تعلق بھی عشق سے
از بسکہ مجھ کو خوب نشہ ہے شراب کا
ایسا نشہ چڑھا ہے مجھے کچھ شراب کا

ہشیار واں خراب تر از رنیل و مست ہے
جس شے کو دیکھ اُس سے صدائے الست ہے
ساتی مرے ہی واسطے کیا بندوبست ہے
پیر مغاں سے کو ہمیں دست و بدست ہے
کہتا ہے شیخ مجھ کو کہ تو بت پرست ہے
نیچے سے جو بلند ہے اوپر سے پست ہے
ہے ہست نیست اور جو ہے نیست ہست ہے
قسمت میں کس سمک کے الہی یہ شت ہے
اے دل جو قصد تو کرے تو ایک جست ہے
جس کو کہ دیکھتا ہوں سو وہ سینہ محبت ہے
صوفی بھی میری نظروں میں اب ے پرست ہے
صوفی کو دیکھتا ہوں تو وہ ے پرست ہے

خواہش کی جو کہ ضد ہے وہ ہی اپنی آرزو
ہم ماشتوں کی فتح ہی ممکنِ شکست ہے

﴿725﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	۲۵۷	دنو		
۲۔	م	۳۵۳	رندبست		
۳۔	ر	شعر ندارد			
۴۔	ایضاً				
۵۔	م	۳۵۳	لفظ "ہے"	ندارد	
۶۔	ر	شعر ندارد			
۷۔	ب	ر	شعر ندارد		
۸۔	ب	ر	شعر ندارد		
۹۔	ر	م	ب	شعر ندارد	

﴿726﴾

کروں کیا آہ یہ مجھ ناتواں پر روز آفت ہے
 غم مردہ مرے دل میں دوبارہ پھر ہوئے زندہ
 خریدا نقد جاں دے کر یہ جس عشق کا سودا
 میسر کس کو ہے دولت ہے گو کیا ہی غازی ہو
 نہ کیوں بہتر ہوں دندان کلاں یا قوت لب تیرے
 مثال آئینہ ہوں صاف دل اس خاکساری پر
 کنارے آبِ کے ہوتا ہے دگنا شمع کا جلوہ
 نظر خورشید سے کوئی ملا سکتا ہے اے مہ رو
 ترا نقشہ تو ہے اپنا عجب نقشے کا نقشہ تماشا
 مد اسوس آگیا ہے خط مرے ورنہ بتا دیتا

لکے کل غیر سے وہ پوچھنے کیا مر گیا غمگین

کہا تب اس نے یوں تسلیم کر صاحب سلامت ہے

﴿726﴾	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱	ش	۷۱		نہ دل کو صبر میرے لئے وہاں تلک جانے کی طاقت میرے
۲	ب	۲۰۱		ہوا
۳	ن	۷۲		غم مردہ دوبارہ پھر مرے دل میں ہوئے زندہ
۴	ب	۲۰۱		کیو
۵	ن	۷۲		یعقوب/ش ۷۱ یعقوت
۶	م	۳۳۵		آپ
۷	ش	۷۱		جلوا
۸	م	۳۳۵		چشم کا
۹	م	۳۳۵		چہر
۱۰	ش	۷۲		میرے

﴿727﴾

ہادی و مرشد کا یہ ارشاد ہے عشق بتاں دوست خداداد ہے
 صرف اسیری میں مجھے ہے یہ غم اور کی اب فکر میں صیاد ہے
 بھول گیا دو ہی گھڑی دن چڑھے شب کی قسم بھی وہ تجھے یاد ہے
 رشک سے قامت کے تیرے سرو قد بے سرو پا باغ میں شمشاد ہے
 شکر کہ ویران یہ ہوا مختب بارے خرابات اب آباد ہے
 پوچھو نہ مولا مرے مذہب سے کچھ سائیں جی بندہ تو یہ آزاد ہے

غمگین ہی مرشد ہے سمجھتے تھے غلام

اُن کا بھی درہاں مگر استاد ہے

﴿728﴾

تیرے غمگین کی یہی بنیاد ہے روز و شب نالہ ہے اور فریاد ہے
 گھر میں آنے کی منادی ہے مرے اور پھر کاہے کو یہ بیداد ہے
 یہ دل و دیاں مرا اے میری جاں تیرے غم سے اک ذرا آباد ہے
 قید جس کا دل ہے تیری زلف میں دونوں عالم سے وہ بس آزاد ہے
 یاد جس کو تم کبھی کرتے نہیں اُس کو ہر دم میں تمھاری یاد ہے
 جاں و دل تو لے چکے اے میری جاں اور کچھ فرمان ہی کیا ارشاد ہے

دھو سکا اُس کے نہ دل کا کچھ غبار

رونا غمگین کا یونہی برباد ہے

﴿727﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب ۸۲/۲۱۶	لفظ	"نہ"	ندارد	
۲۔	۳۸۳	م	غمگین ہی مرشد سمجھتے تھے ہم		
﴿728﴾	م	ش	ن	ب	غزل ندارد
۱۔	۱۳۹	ر	جن		
۲۔	۱۳۹	ر	ہی		
۳۔	۱۳۹	ر	چلے		
۴۔	۱۳۹	ر	فرمائیں		

﴿729﴾

دو دن سے دیکھتا ہوں ترا رنگ زرد ہے بے درد بچ بتا کہ مرے دل میں درد ہے
اب ضعف سے یہ حال ہے اس جسم زار کا پیراہنِ نمد میں ترے ایک گرد ہے
ہے روحِ فرد اپنی جگہ غور کر کے دیکھ لے ایک سے کروڑ تلک فرد فرد ہے
دل تو شہید پہلے ہی پلے س میں ہو گیا اے عشق کس سے جھ کو یہ جنگ و نبرد ہے
جو اجتماعِ ضد کا نہ قائل ہو دیکھ لے نالہ تو میرا گرم ہے اور آہ سرد ہے
نزدیک اپنے یارے سوا اپنے یار کے مطلب کسی سے جو نہ رکھے وہ ہی مرد ہے
غمگین جسے میں بے ڈھونڈوں ہوں گہر بہ گہر وہ آہ
کہتا ہے مجھ کو صاف بڑا ہرزہ گرد ہے

﴿729﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ن	۵۶	اُس سنگدل کا رنگ کئی دن سے زرد ہے		
۲۔	ب	۲۳۰	زوج		
۳۔	الف	۲۵۵-م-۳۰۹-ب-۲۳۰	حلقہ		
۴۔	ن	۵۶	بھڑکی ہے آہ سینے میں اور آہ سرد ہے		
۵۔	ن	۵۶	یارو		
۶۔	ب		شعر ندارد		
۷۔	م	۳۰۹	ک		
۸۔	ن	۵۶	پھرتا ہوں گہر بہ گہر جسے آہ ڈھونڈتا		
			کہتا ہے وہ کہ غمگین بڑا ہرزہ گرد ہے		

﴿730﴾

ہر چند تری غیر سے صحبت برآر ہے تو بھی یہ جان تجھ پہ مری جاں نثار ہے
ایسی بہار پر نہیں کوئی جہاں میں باغ داغوں سے جیسی دل میں ہمارے بہار ہے
یوں چاہو تم کسی کو کوئی چاہے تم کو گو الفت جو مجھ کو تم سے ہے وہ درکنار ہے
وعدہ کیا تھا شام کا آیا نہ صبح تک اب شام پھر ہوئی ہے ترا انتظار ہے

عملیں تو صاف دل ہے صنم منی آئینہ

اُس کی طرف سے دل میں ترے کیوں غبار ہے

﴿731﴾

جو شخص روز و شب ترے در پر کھڑا رہے اک دم خطا اُس کے پاس تو آکر کھڑا رہے
جو تیری انتظاری میں ہو بے قرار یار کیا خاک آہ بیٹھے وہ پتھر کھڑا رہے
رنگار جس کی فتنہ ہے آفت ہے قہر ہے برپا ہو حشر گر وہ سنگر کھڑا رہے
خورشید کا بھی تنگ ہو عرصہ جو شام کو وہ ماہ اپنے بام پر آکر کھڑا رہے
پھر کچھ مرض نہ رہوے جو اپنے مریض کے بالیں پر آ کے وہ ، دلبر کھڑا رہے
اس غول کو لاکھ غول کے برابر سمجھو توس قاتل مرا جو نعت بے سر کھڑا رہے
غیروں کو اپنے گھر میں بٹھاؤ خوشی سے تم عملیں صد آہ بزم کے باہر کھڑا رہے

پاؤں میں بھی نہ اُس کے کہے گی کہ بیٹھ جا

دو سو برس جو عملیں تو یکسر کھڑا رہے

﴿730﴾	م	ب	ن	د	خ	ع	غزل ندارد
۱	ش	۱۰۰	کسو				
﴿731﴾	ب	ر	خ	ع			غزل ندارد
۱	ن	۶۳	تو				
۲	ش	ن	شعر ندارد				
۳	م	۳۱۳	تم				
۴	ش	ن	شعر ندارد				
۵	ش	۱۰۷	غیروں کو اپنے پاس بٹھاوے خوشی سے تو				
۶	ن	۶۳	لفظ	صد	ندارد		
	ش	۱۰۷	اور مجھ سا				
۷	(ش)	(۱۰۷)	الف	م	ن		شعر ندارد

﴿732﴾

دیکھ لے زمرس کو بلبل ان دنوں گلزار ہے ورنہ پھیرا مہمان ہے آخریٰ کو یہ بیمار ہے
 نوک پر کانٹے کی یہ جو خون ہے اے باغباں! پاؤں میں کس دل شکستہ کے چہا یہ خار ہے
 ایک اپنے دوست نے جا کر جو یہ اُس سے کہا ق رحم کیجیے وہ تمہارا عشق بیمار ہے
 تو وہ بولے دیکھتا ہوں اُس کو میں اور وہ مجھے پھر وہ غم کھاتا ہے اس کو اور کیا درکار ہے

ایک تو ہے رات کالی دوسرے ہے غیر ساتھ

تو جدا تمکین نہ ہو ہرگز کہ وہ سرشار ہے

﴿732﴾ م-ب-و-ر-ح- غزل ندارد

۱- ش-۱۰۷/خ-۱۳۳ یہ

۲- ایضاً کس واسطے

۳- طبع ش-۱۰۷ (الف-۲۹۰ اپنا عیان)

۴- ش-۱۰۷/خ-۱۳۳ ان سے

۵- ش-۱۰۷ غمخوار

﴿733﴾

اب کئی دن سے جو اُن کا صرف ہم پر پیار ہے
یا تو روز آتے تھے یا آتے ہوا دو دن بچ میں
جیتے جی جاوے نہ وہ جو دہا کی منڈی کی طرف
خاص خلوت خانہ جو دل تھا مرے محبوب کا
مست ہوں جس سے نہیں دیتا وہ اب اتنی ہے شراب
گر نشہ سے کا ہو تو ہر خار ہے مایہ گل
آپ آیا تو نہ تو نے اور منگوائی خبر
اُن کا سارا گھر ہماری شکل سے بیزار ہے
بیٹھنا اس پر بھی یاں کا تم کو صاحب ہار ہے
یہ نصیحت یاد رکھے جو ہمارا یار ہے
دیکھتا ہوں ہر طرف اس میں لگا بازار ہے
سے کٹو ہشیار ہو ساقی بہت ہشیار ہے
اور ہدم بے نشہ ہر گل بجائے خار ہے
پانچ دن سے اے صنم بندہ ترا پیار ہے

کیوں نہ لکھے تو بدل کر قافیہ غمگین غزل

عاشقوں سے عاشقوں کو رنک ہوتا یار ہے

﴿733﴾	د	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۴۱۱	دودو	
۲۔	ن	۵۶	منڈ	
۳۔	الف	م	شعر ندارد	
۴۔	ن	ش	شعر ندارد	
۵۔	طبق ب	۲۳۱	(الف ۲۵۶ م ۴۱۱ اپنی)	
۶۔	ش	ن	شعر ندارد	
۷۔	ایضاً			
۸۔	ش	ن	آپ آیا تو خبر کو اور نہ منگوائی خبر	
			پانچ دن سے او میاں غمگین ترا بیمار ہے	
۹۔	ن	ش	شعر ندارد	

﴿734﴾

دل کو نہ میری لکھ نہ مجھے دل کی خبر ہے اب میری طبیعت نہیں معلوم کدھر ہے
 زاہد مجھے کچھ کام نہیں تیرے ہنر سے نزدیک مرے بے ہنری لاکھ ہنر ہے
 کانوں سے سنی ہم نے نہ ان آنکھوں سے دیکھی تو آپ ہی کہتا ہے میاں تیری کمر ہے
 بیمار کی پہنچی ہے ترے آہ یہ حالت اُس کا جو پرستار ہے سو اس سے ہتر ہے
 کھینچتا ہے ہر اک آہ کے ساتھ آہ ادھر دل ہے اٹا یہ مری آہ میں کیا آہ اثر ہے
 ہر ذرہ مری خاک کا ذمہ ہے پس از مرگ از بسکہ ترے مہر کی اُس پر جو نظر ہے
 ایمان کو عارف کے سمجھ سایہ دیوار اک دم میں ادھر ہے تو پھر اک دم میں ادھر ہے
 لائق ہے کہ تو منتظر اُس راہ میں رہ بیٹھ اُس شوخ کا جس راہ سے دن رات گذر ہے

باطن کی جو آنکھوں سے انھیں دیکھے تو غمگین

اندھیر نرا روشنی مٹس و قمر ہے

﴿734﴾	ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ن-۶۵/ش-۸۳	اور نہ مجھے دل کی خبر ہے
۲۔	حاشیہ الف-۲۲۲	
	ن-۲- شعر ندارد	
۳۔	حاشیہ الف-۲۲۲	
	ن-۲- شعر ندارد	
۴۔	ن-۶۵/ش-۸۳	جو اس
۵۔	ن-۶۵، ش-۸۳	ہر آہ کے ساتھ آہ ادھر کھینچتا ہے دل
۶۔	ن-۶۵	اب مجھ پہ نظر ہے
۷۔	ش-	شعر ندارد
۸۔	ش-ن-	شعر ندارد
۹۔	ایضاً	

﴿735﴾

رضائے حق کی طلب جس کو ہو ہوا پر ہے جسے رضا سے غرض کچھ نہ ہو رضا پر ہے
 کس ہی حال سے دل سے نہ کچھ تو دعا جو اعتماد قدر پر ہے اور قضا پر ہے
 عبث نہ کیجیے انکار قتل کا میرے کہ داغ خونِ ابھی دامنِ قبا پر ہے
 ہوائی کیوں نہ ہو اپنا سوال اور جواب ہماری نامہ بری قاصدِ صبا پر ہے
 ولا تو آتشِ فرقت میں اور بھی دم کھا کہ اُج کل وہ پری اور ہی ہوا پر ہے
 عمارت اپنے خرابات کی ہے باخلاص بنائے صومعہ زاہد تری ریا پر ہے
 خلا محال ہے اور آہ وصل بس موقوف حیا و شرم سے اب تجلیہِ خلا پر ہے
 تو اُس صنم سے بھی مطلب نہ رکھو اے تمکین

جو اعتماد مقرر ترا خدا پر ہے

﴿735﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۳۵	خون کا ابھی		
۲۔	ر	شعر ندارد			
۳۔	ابضاً				
۴۔	ر	ب	شعر ندارد		

﴿736﴾

جوں طور ہمیں ہر ایک شجر ہے اے شیخ یہ عشق کا ثمر ہے
 کس ماہ کے حسن کا گدا ہے کانہ لیے مہ جو در بدر ہے
 قبلہ ہے وہ مرے مرغ دل کا اس کی تو اسی طرف نظر ہے
 کیا آئی قضا ہماری ہدم وہ شوخ تھا جو اس قدر ہے
 کوچے سے ڈرا نہ اُس کے مجھ کو جس جا کہ ہے ڈر مرا وہ گھر ہے
 آیا کب اور وہ گیا کب تجھ کو بھی کچھ دلا خبر ہے
 دل میں نہیں اس کے گری عشق افسوس کہ سنگ بے شر ہے
 آگاہی میں ہے فتوح ہر دم غفلت میں ہر ایک دم ضرر ہے
 لکھ ایک غزل اب اور غمکین
 ہر شعر میں تیرے اکھ اڑ ہے

﴿736﴾	ب	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ن	شعر ندارد				
۲۔	ایضاً					
۳۔	ایضاً					
۴۔	ایضاً					
۵۔	الف-۲۳۲-م-۳۶۹-ن-۶۲-ایک					

﴿737﴾

بچا ذوق عشق اُس کا جس کا کہ گم نہ در ہے وحشت ہے اور وہ ہے جنگل ہے اور بر ہے
 یاراں! یہ عشق ذاتی ہے کیا شجر کہ جس میں ٹہنی نہ اور پتا گل ہے نہ کچھ ثمر ہے
 جو ساتھ اڑدھے کے باہم شراب پیوئے علاج کی طرح سے کس کا دل و جگر ہے
 آگاہ عشق ہیں یہ معشوق اور عاشق ورنہ ہر ایک ان میں اے یار بے اثر ہے
 آسائش اور راحت مطلق نہ ہو گی اُس کو جس کی طبیعت اے دل ہر دم ادھر کے ادھر ہے
 تیرے حواسِ خمسہ لیویں نہ لوٹ رہزن ہشیار راہ چلنا منزل یہ پُر خطر ہے
 جتنے کہ دور ہیں سمجھیں ہیں عیب اُن کو نزدیک تیرے تجھ میں جو جو کہ یہ ہنر ہے
 یہ بے کشتی سکھائی متانہ کس نے تجھ کو دامان و جیب بالکل جو بے سے تر ہے
 ہے محو ذکر اُس کا ، ہر ایک شخص ہر دم گو با خبر ہے اُس سے یا خواہ بے خبر ہے
 بے قیمت اُس کو جانو اُس کی نہیں ہے قیمت نزدیک عامہ کے جو خاص بے قدر ہے
 رخسار اس کے کیونکر دکھائی دیویں اُن کو زلفوں میں اُس کے جن کا دل آہ سر بسر ہے

جیسے محیط ممکن ہر ثوب میں ہو پنہ
 ہر شے میں اس طرح وہ اے یار جلوہ گر ہے

﴿737﴾ ن ش خ ع غزل ندارد

۱۔	طبق ب	۱۹۴		
	الف۔ اے			
۲۔	ر	۱۲۴	یارو	
۳۔	ر	۱۲۴	جو ساتھ اڑدھے کے باہم پئیں شرابیں	
۴۔	م	۳۳۵	آثار عشق کے ہیں	
۵۔	ر		شعر ندارد	
۶۔	ب	۱۹۵	اودھر ایدھر	
۷۔	ر	۱۲۴	اب لوٹ لیں نہ رہزن	
۸۔	ب	ر	شعر ندارد	
۹۔	ر		شعر ندارد	
۱۰۔	ایضاً			
۱۱۔	ایضاً			

﴿738﴾

بے قراری دل کی ہدم دیکھیے کب تک رہے
 بحر ہستی و عدم کے اس تلاطم میں دلا
 ہجر کا درد و الم غم دیکھیے کب تک رہے
 آمد و شد دم کی ہر دم دیکھیے کب تک رہے
 ہائے بے دینا مجھے دم دیکھیے کب تک رہے
 عے کشی اُس کی یہ کم کم دیکھیے کب تک رہے
 مجھ دل آزرده سے باہم دیکھیے کب تک رہے
 مہر پر اس طرح شبنم دیکھیے کب تک رہے
 ہے تعب تر عرق خورشید رو منہ پر ترے
 دمدم یہ مہربانی اور خفگی اُس کی آہ
 صرف مجھ کو اب یہی غم ہے کہ ممکنِ فیر سے
 وہ مرے کہنے سے برہم دیکھیے کب تک رہے

﴿738﴾ ش-ب-ر-ع- غزل ندارد
 ۱- خ-۱۴۱ کہ دنیا
 ۲- خ شعر ندارد
 ۳- ایضاً

﴿739﴾

اُس سے ملنے کی عبت تدبیر ہے مل رہیں گے ہم اگر تقدیر ہے
 ہو دلا سیماں سامت بے قرار تیرے حق میں صبر ہی اکیلا ہے
 جس سے حاصل ہو طریق عشق شیخ وہ ہی بت واللہ اپنا پیر ہے
 ایک دم یہ بھولا تجھ کو نہیں تیری اس دل پر کھنچی تصویر ہے

یہ بھی غمگین سے کبھی پوچھا نہ یار

کس لیے تو اس قدر دلیکیر ہے

﴿740﴾

کل شب سے گیا جو وہ ادھر ہے کیا آج اداس ہائے گھر ہے
 اب کون خبر وہاں سے لاوے قاصد کی تو اور ہی خبر ہے
 بن میرے رہے ہے وہ بھی ٹالاں اتنا تو اس آہ میں اثر ہے
 مجھ پر بھی ذرا ظہور اب تو اُس ماہ کی مہر کی نظر ہے
 کس طرح بسر کروں میں دن رات شب بھر کی روز سے ہتر ہے
 ہے فائدہ بے خودی کا حاصل ہر چند شراب میں ضرر ہے
 کوچے میں نہ یار کے نہ مجھ پاس اے دل نہ ادھر نہ تو ادھر ہے
 معلوم نہیں مجھے تیرا حال خوش رہ مری جاں تو جدھر ہے

ہم پوچھیں! ہیں کچھ کہے ہے تو کچھ

غمگین اب دل ترا کدھر ہے

﴿739﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد

۱۔ الف ۲۸۹ اکثر

۲۔ طبق ش ۱۰۲

(الف) ۲۸۹ (مجھ)

﴿740﴾ م ب ش ر خ ع غزل ندارد

۱۔ ن ۷۳ بوجھے

۲۔ ن ۷۳ غمگین ترا دل بتا کدھر ہے

﴿741﴾

جبر میں اُس کے یہ دل جینے سے میرا سیر ہے
پیش چل سکتی نہیں مطلق کسی کے عشق سے
تیری اس چشم سید کے دور سے میں ہوں خراب
مجھے کو یہ ڈر ہے کمر لچکا نہ کھا جاوے کہیں
آنکھ سے اوچھل ہوا جس وقت وہ خورشید رو
یہ دلا بے تاب ترپھا جائے ہے اے ہمدو

اے اجل بھر خدا آ جلد اب کیا دیر ہے
یہ زیر جس پر ہوا وہ اس کے نیچے زیر ہے
کچھ نہ طالع کی ہے گردش نہ دنوں کا پھیر ہے
آپ کی پٹوار کے دامن کا بھاری گھیر ہے
پھر ہماری آنکھ میں سارا جہاں اندھیر ہے
جلد بتلاؤ کہ کیا آنے میں اُس کے دیباہ ہے

رو بہ بازی عجب اس دل کو اے غمگین ہے یاد

رو برو اس کے تو بکری اور مجھ پر شیر ہے

﴿742﴾

کیوں خفا ہے مجھ سے سچ کہہ کیا مری نصیر ہے
شب کو دروازے میں وہ مہ آ کے الٹا پھر گیا
تیرے رہنے کے نہیں قابل یہ سقف لا جورد
مجھ دیوانے میں پری رو اور تجھ میں ہے یہ فرق
اُس جواں کے واسطے مجھ بھر سے رکھتا ہے ضد
یہ یقین ہو جائے بالکل آج شب کو آئے گا
مجھ شکستہ دل کے خط کا اُس نے لکھا توسل جواب
وہ بھی آہو چشم اب کرنے لگا خلقت سے رم

شام ہوا سے صبح گھر جانے کی جو تدبیر ہے
صدقے اس طالع کے کیا اٹنی مری تقدیر ہے
سخت بے بنیاد اے دل اس کی یہ تعمیر ہے
ہے طلائی تیری میری آہنی زنجیر ہے
ہمدو یہ غیر بھی ظالم بڑا بے ہیر ہے
اُس کے وعدے کی نئی ہر روز یہ تقریر ہے
پر پڑھا جاتا نہیں وہ کچھ عجب تحریر ہے
دیکھ اے مجنوں مری وحشت میں کیا تاثیر ہے

باغ میں صیاد چھوڑے تو نفس میں آئے یہ

اس قدر غمگین مرا یہ مرغ دل دلگیر ہے

﴿741﴾	ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱	ن-ش	شعر ندارد
۲	ن-۸۱/ش-۷۳	یہ عجب کچھ رو بہ بازی غمگین اس دل کو میرے یاد
﴿742﴾	ش-ب	ر-خ-ع-غزل ندارد
۱	م-۳۷۱	سے ہی
۲	ن-۷۳	سخت بے بنیاد اس کی اے دلاتا تاثیر ہے
۳	ن-۷۳	لو
۴	بر حاشیہ الف ۲۳۳م	شعر ندارد

﴿743﴾

کچھ نہیں معلوم کیا موسیٰ خدا کی راز ہے خاک سے بھی اب تک ارنی کی جو آواز ہے
 بعد مرنے کے بھی رہتا ہے وہی راز و نیاز عاشق و معشوق کا بھی کچھ عجب انداز ہے
 عارضی ہے یہ بھی ہدم کچھ نہیں اس کو وجود دم کو جو کہتا ہے تو ہر دم مرا دساز ہے
 خاک ہونے پر بھی یہ آہ و زاری سوز دل جمع کرنا چار عنصر عشق کا اعجاز ہے
 یہ مریض عشق کو تھا تیرا ظالم انتظار مند گئیں آنکھیں و لیکن چشم اب تک باز ہے
 اس کے ان نازوں پہ سراپنا کیا تو نے ثار پاؤں چوموں تیرے اے دل مجھ کو تجھ پر ناز ہے
 کس طرح کرتا ہے ناحق دیدہ و دل کا گلہ
 راز کا تمکین ترے وہ شوخ ہی غماز ہے

﴿743﴾	ش-ن-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۱۳۱-ر	کا
۲۔	۱۳۱-ر	رب کا ارنی کی ابھی تک خاک سے آواز ہے
۳۔	۱۳۱-ر	دہتے ہیں
۴۔	۴۱۱-م	عجب کچھ
۵۔	ب۔	شعر ندارد
۶۔	ب۔ ر	شعر ندارد

﴿744﴾

جاناں کے آہ آنے کی یاں کس کو آس ہے ہم بے کسوں کو موت سے بھی اپنی یاس ہے
 اُس کے خیال سے بھی لے نہیں بہتا یہ دل ایسی کچھ آج اپنی طبیعت اداس ہے
 غش کا نہ لٹخوں سے کرو یارو تم علاج بوئے دہن ہی اُس کی مجھے غش میں راس ہے
 بیٹھے جو اُن سے پوچھیے کب آپ آئیں گے اب اس قدر یہاں کسے ہوش و حواس ہے
 وہ ہم نہ دل نہ اور وہ امید وصلِ یار کس بات کا پھر آہ یہ خوف و ہراس ہے
 حیراں ہوں ہائے میں کہ یہ کس کی ہے پھر تلاش جس کی مجھے تلاش ہے وہ میرے پاس ہے
 ممکن ہے چین نالہ و زاری سے ہو یہاں آب و ہوا مجھے اُسی کوچے کی راس ہے
 بے ذہنِ رز کے تیل چڑھے گی نہ یہ منڈھے شرم و حیا تجھے مجھے خوف و ہراس ہے

وہ آوے یا نہ آوے یہ در پر ہے منتظر

ایسا کچھ اُس کی بات کا عملیں کو پاس ہے

﴿744﴾	ش	ب	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ن	۶۳	ہی			
۲۔	ن	۶۲	ان لٹخوں سے غش کا نہ یارو کرو علاج			
۳۔	ن	۶۲	ہواس			
۴۔	ن	۶۲	وہ ہم ہیں اور نہ دل ہے نہ امید وصلِ یار			
۵۔	م	۳۸۸	لفظ "ہے" ندارد			

﴿745﴾

واعظ کمالِ شرع کا ہم کو بھی پاس ہے پر نشہ شراب میں کس کو حواس ہے
 یاس و امید ہوتی ہے ہجراں و وصل پر ہم کو نہ ہجر و وصل نہ امید و یاس ہے
 ساقی خدا کو مان کہیں جلد دے شراب سب کے بھرے ہیں میرا ہی خالی گلاس ہے
 جس حق کی زاہدا تو عبادت کرے ہے وہ تیرا ہی فکر و وہم خیال و قیاس ہے
 معشوق ہو کے مجھ کو وہ پہچانتا ہے شوخ اور اُس کی اب تک مجھ کو شناس ہے
 سب عاشقوں میں میں تو ہوں کم رو یہ قہر ہے اور آہ خوب رویوں میں وہ رو شناس ہے
 مردود ہو جسے کہ ہونے ملے کی اُس کے یاس کافر ہے جس کو ملنے کی کچھ اُس کے آس ہے
 میرے نہ آس پاس مرا کچھ نہ اس کو پاس باوصف اُس کے وہ ہی میرے آس پاس ہے
 اُس نے نہ آنکھ اٹھا کے کہا بزم میں کبھی آبیٹھ جا تو کس لیے ایسا اُداس ہے
 جاتا تو اُس کی بزم میں ہوں آج پھر مگر کچھ دل کو خود بخود مرے خوف و ہراس ہے

اب اور ہی توانی میں غمگین غزل لکھو

مے کے نشے میں تم کو اگر کچھ حواس ہے

﴿745﴾	ش	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	شعر ندارد				
۲۔	م	۲۵۰۔	ب ۲۵۵	وہم و خیال		
۳۔	ب	شعر ندارد				
۴۔	م	۲۵۵/۳۵۰	ب ۲۵۵			
۵۔	ب	شعر ندارد				
۶۔	ایضاً					

﴿746﴾

دہدم اُس صنم سے اب چھیڑ ہے اور مساس ہے
 بعد سے کچھ غرض نہیں قرب کی کچھ طلب نہیں
 ذوق نہ کچھ حضور کا شوق ہے کچھ نہ غیب کا
 ایسی پلا دو آتھ پی نہ سکے جسے جواں
 وائے رے میری بے کسی کوئی یہ پوچھتا نہیں
 یار! یہی شناس ہے اُس کی جو کچھ نہیں شناس
 اپنے خدا کا شیخ جی شکر ہے اور پاس ہے
 وصل کی کچھ خوشی نہ اب ہجر سے کچھ ہراس ہے
 یعنی نہ مجھ سے دور وہ اور نہ میرے پاس ہے
 پیری میں مجھ کو ساقیا تلخ شراب راس ہے
 کس کے لیے خفا ہے تو کس کے لیے اداس ہے
 اُس کی نہیں جسے شناس وہ ہی خدا شناس ہے

اور غزل سنا ہمیں آج بدل کے قافیہ
 دل کو سخن ہی میں لگا کس لیے تو اداس ہے

﴿746﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	۲۲۲	کی		
۲۔	طبیق ۲-۳۹۳-۵/۶۶-ب-۲۲۲				
۳۔	ن	۶۶	غبوب		
۴۔	ن	۶۶	نہ وہ		
۵۔	ب	ن	شعر ندارد		
۶۔	ن		غمگیں		
۷۔	ن		شعر ندارد		

﴿747﴾

زلف میں دل کیوں پھنسا افسوس ہے ہائے اب وہ مجھ سے کالے کوس ہے
خط دیے قاصد کو جب وہ دن ہوئے تب کھلی یہ غیر کا جاسوس ہے
ہجر ہی کو تو سمجھ اے دل وصال وصل سے کس واسطے مایوس ہے
رہروانوں جلد ہو تم ہوشیار اب یہی ہر دم صدائے کوس ہے
ہم نے تو دیکھی نہیں کہتے ہیں دوس غیر کی صورت بہت منحوس ہے
سرتلے جو میرے رکھ سوتا تھا ہاتھ اس کی اب مشکل مجھے پاؤں ہے
جس معلم نے کیا تعلیم عشق وہ ہی دل اب مجھ کو جالینوس ہے
کیا عجب گر کی ہو سیر آسماں شیخ اپنے وقت کا کاؤس ہے
ہے وہ مطلق بھی مقید اس کے ساتھ جب تلک سینے میں دل محبوس ہے

پاس تیرے بیٹھتے آتا ہے خوف

تو تو ممکن قلب کا جاسوس ہے

﴿747﴾	ش-۵-خ-ع-ر	غزل ندارد
۱-	ب-	شعر ندارد
۲-	ایضاً	
۳-	ب-۲۵۷	لوگ
۴-	ب	شعر ندارد

﴿748﴾

یاں لذتِ عے کسی کو نہ عے کی تلاش ہے اور اپنی عے فروشی پہ غمگین معاش ہے
اے شیخ غیر سے نہیں کچھ ہم کو معرفت اے تو اُس کی کیسی خراش و تراش ہے
آب و خورش کی میرے نہ پوچھو اپنے عشق میں جزے نہیں ہے ہوش کہ کیا آب و آتش ہے
عریاں کو تیرے دامنِ صحرا گیم ہے وحشی کو تیرے خارِ بیاباں فراش ہے
کب دیکھیے کہ ہوں گے بہمِ دونو ایک جا جس کی کہ مجھ کو اور اسے میری تلاش ہے
دیکھے ہیں اُس کے جب سے کہ ناخن بڑھے ہوئے دخمِ جگر میں تب سے زیادہ خراش ہے
لیتا ہے زرِ مریدوں سے مکرو فریب سے دیکھا تو شیخ تو بھی بڑا بد معاش ہے
اپنی متاعِ خانہ نہیں جز کدوئے عے سو بھی شکستہ کہنہ یہ رخت و قماش ہے
چندے حرم میں چندے رہا شیخِ دیر میں ق چندے سے عے کدے میں مری بودِ ہاش ہے
لیکن قریب ہے کہ ملے وہ مکاں مجھے ق جس طرح کے مکان کی مجھ کو تلاش ہے
یاراں نہ سمجھے کوئی تو کیا کیجیے بھلا اپنا سخن نہاں نہیں کچھ فاش فاش ہے

جو کوئی یہاں قریب ہو جل الوریہ سے

غمگین پھر اُس سے کس لیے وا۱۰ دور ہاش ۱۱ ہے

﴿748﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۳۹	ب		
۲۔	ر	شعر ندارد			
۳۔	ب	۲۶۰	آب آتش		
۴۔	ر	ب	شعر ندارد		
۵۔	ر	شعر ندارد			
۶۔	م	۲۶۰/۳۵۷	اپنی		
۷۔	ر	شعر ندارد			
۸۔	الف	لفظ	قطعہ ثانی ندارد		
۹۔	ر	۱۳۹	یارو		
۱۰۔	ر	الف-۲۸۲-م-۳۵۷-وہاں-ب-۲۶۰-وہاں			
۱۱۔	م	۳۵۸	دور باس		

﴿749﴾

ہر ایک دم یہ غیب سے مجھ کو سر دوش ہے
مستی میں لائیو نہ زباں پر وہ بزرگ بھی
ساقی شراب اور پلا وقت خوش ہے آج
دو دن سے مے کدے میں ملی ہی نہیں شراب
یاں ایک ایک لمحہ گزرتا ہے ماہ و سال
آباد رہویں پیر مغاں تیرے رند و مست
اے مے کشو نہ خوف کرو احتساب کا
چینی ہو تلخ مے تو چلو خانقاہ میں
اس مے کدے میں رکھتے ہیں زُفارِ سحر میں
مے پی صدائے چنگ پہلا وقتِ خروش ہے
پیر مغاں سے جو تجھے گوش و بگوش ہے
چنگ و سرود و رقص ہے اور دل بہ جوش ہے
زاہد نمازی و روزہ کا یاں کس کو ہوش ہے
فردا پر آج تک ترے مانند دوش ہے
ہر طرف مے کدے میں صدائے بجوش ہے
اپنا جو محاسب ہے وہ خود ہادہ نوش ہے
صوفی شہر اپنا ہر اک مے فروش ہے
پہاں شراب کش ہے جو یاں خرقتہ پوش ہے
عملیں ریائے محض ہے کچھ مبر یہ نہیں
فریاد دل کرے ہے اگر تو خموش ہے

﴿749﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	۲۵۶	مے		
۲۔	ر	۱۳۸	نماز روزہ کا یاں	-----	
۳۔	ر	۱۳۸	مجھ کو ایک لحظہ		
۴۔	ر		شعر ندارد		
۵۔	ر	۱۳۸	خراب کش مے جو یاں	-----	

﴿750﴾

انسان وہ ہیلا شیخ جی جو عشق کیش ہے
 نزدیک اپنے یاد رہے تم کو دوستو
 اپنے سوا تو اُس کی نہ کر جتو کہیں
 کیا غم خوشی کی میں کہوں ہجر و وصال میں
 جمعیت اُس کی فرض ہے حاصل ہو جس طرح
 کیا ے کدے میں اور وہ دیر و حرم میں کیا
 جس میں ہوا نہ ہو فجر عشق کا نمود
 چل تجھ کو لے چلوں میں خرابات میں دلا
 شکل بشر میں ورنہ ہر اک گاؤ میں ہے
 دشمن وہی ہے جو کہ قریب اور خویش ہے
 جو کچھ کہ ترے پس ہے وہ ہی دیکھ پیش ہے
 کہ یار نیش نوش ہے کہ نوش نیش ہے
 تیرا ہی دل یہ واسطے تیرے پریش ہے
 سب جا ہے ایک سا نہ کہیں کم نہ بیش ہے
 ہوم زمین دل وہ ہر از ہمیش ہے
 اندوہ گیس ہے کس لیے تو روزِ عیش ہے

قابل کشیدنی کے وہ غمگین نہیں شراب

جس کے کہ جوشِ لحن سے خم میں کشیش ہے

﴿750﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۳۵۱	دوبی		
۲۔	ر	شعر ندارد			
۳۔	ب	ر	شعر ندارد		
۴۔	ر	۱۳۸	مے		
۵۔	ر	۱۳۸	اور		
۶۔	ر	۱۳۸	یکساں		
۷۔	ر	ب	شعر ندارد		
۸۔	م	۳۵۱	اور		
۹۔	ب-ر	شعر ندارد			
۱۰۔	ر	۱۳۸	کشیدگی		

﴿751﴾

غم نہیں مرگ کا ذرا بلکہ بہت نشاط ہے غمگین ہمیں یہاں قہض روح عالم انبساط ہے
میرے حریم دل میں جب سے ہوا ہے جلوہ گر اپنے بگلا دم سے ہمدوم دمدم احتیاط ہے
دل سے اک اپنے ربط تھا سو وہ نہ دل سے رہا نہ ربط پوچھ نہ مجھ سے یار تو جس سے اب ارتباط ہے
وصل کی اور ہجر کی چلتے ہیں راہ درمیاں رہنے دے حشر زابدا ہم کو یہیں صراط ہے
رات کے سے آپ ہی آپ کچھ غمگین سے اور اُس سے ہائے
اور نئے چھیڑ چھاڑ ہے اور ہی اختلاط ہے

﴿751﴾	ش	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۲۹	نو
۲۔	م	۳۹۳	بھی تو
۳۔	ر	۱۲۹	وہ دل /خ ۱۳۱ نہ وہ دل
۴۔	م	۳۹۳	لفظ "تو" ندارد
۵۔	ن	۷۲	چلتی ہے
۶۔	ن	۷۲	یہی
۷۔	م	۳۹۳	رات سے کچھ آپ ہی آپ غمگین۔۔۔
۸۔	م	۳۹۳	اور ہی کچھ
۹۔	ر		شعر ندارد

﴿752﴾

اپنی تو ذمہ رز یہ ہمیشہ سے تاک ہے نے محنت کا ڈر ہے عس سے نہ پاک ہے
 فرہاد و قیس کا تو زمانہ گزر گیا اب عشق کی ہمارے ہی دنیا میں دھاک ہے
 گر لوگ بدگماں ہیں پر آگاہ ہے خدا ہم کو تو اُس صنم سے فقط عشق پاک ہے
 گلچیں کو ڈر ہے جیسے کسی باغبان کا اس طرح دیکھنے میں مجھے اُس کے پاک ہے
 مر جائیے تو چھوٹے اس قید ہجر سے
 اُس کے بغیر زندگی ممکن ہے یہ خاک ہے

﴿752﴾ م ب ن ر خ ع غزل ندارد
 ا ش ۷۰ ہو

﴿753﴾

باغ سے گزرا ترا شاید کوئی غمناک ہے
 کیوں نہ پہنچے قاب قوسین ایک دم میں وہ سوار
 خاک سے انسان اور انسان سے دل ہے غرض
 عشق میں ہے کفر اسفل اور اعلا کا خیال
 فکر خطروں کا نہ کر اے سالک دریائے دل
 ہم نے بنوایا جو حمام اُس نے تو آکر کہا
 برق و شعلہ شرم سے ہوتے ہیں گم اے ہمدوم
 مرد انگن کیوں نہ ہووے ساقیا تیری شراب
 کچھ نہیں آتا سمجھ میں ہائے پھر کیا ہے درنگ
 غور سے دیکھے تو ان اربع عناصر کی ہے جان
 حاصل و منظور ان دو چشم سے ہے یک نظر
 ہے پریشاں بوئے گل اور گل گریباں چاک ہے
 ہمدوم جبرئیل جس کا بستہ فزاک ہے
 گزہ خاک آوی جیسے حاصل افلاک ہے
 طالب اُس کا آدم اور اُس کی وہ ذات پاک ہے
 بحر میں بہتا بہت ایسا خس و خاشاک ہے
 میں نہانے کا نہیں یہاں کا بڑا دلاک ہے
 فرصتِ عمر اپنی ایسی تیز اور چالاک ہے
 آب کی جا پرورش سے تو کرتا تاک ہے
 آرزوئے قل مجھ کو اور وہ سفاک ہے
 ظاہرا ہر چند اے دل سب میں اکثف خاک ہے
 شرم کر واعظ کہ آخر تیرے منہ پر خاک ہے

کوئی دہری اور لحد بھی نہیں دیکھا ہے آہ
 جس قدر ممکن گنہ کرنے میں تو بیباک ہے

﴿753﴾	ش	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	الف ۲۸۳	عرض				
۲۔	م	۳۵۸	لفظ	"آہ"	ندارد	
۳۔	ب	شعر ندارد				
۴۔	ب	شعر ندارد				
۵۔	ب	شعر ندارد				
۶۔	ایضاً					

﴿754﴾

غمگین بطوں ظہور سے یاں لا تک ہنگ ہے
 جو مست ہیں الست سے اے واعظ ان کو کچھ
 خطرہ ہے عین خطرے کو خطرہ نہ تو سمجھ
 دیکھیں تو کیا ہو اپنے ہی اپنے خیال میں
 حیرت ہے کس لیے نہیں معلوم کیوں مجھے
 بحر تقیدات کو اک گھونٹ کر گیا
 وحشی کو تیرے دھبہ عدم اور نیستی
 دعویٰ صلح مکمل ہے اسی منزل سے شیخ جی
 محبت ہے مجھے تجھ سے شب و روز کی مگر
 اس کو فنا ہوتا سے بھی اب آہ رنگ ہے
 مطلق خبر نہیں ہے کہ کیا نام و رنگ ہے
 یہ یاد رکھ کہ یار صفائی ہی رنگ ہے
 بن دیکھے تیرے کھڑے کئے ہر ایک رنگ ہے
 تھی جیسی یاں کی ویسی ہی واں کی رنگ ہے
 دریائے پیکراں کا دل اپنا ہنگ ہے
 بد تر ہزار ہار ز قید فرنگ ہے
 باوصف تم کو اپنے سے دن رات جنگ ہے
 کھلتا نہیں ہے کیا یہ ترا رنگ ڈھنگ ہے

غمگین متید اب نہیں بے رنگ و رنگ کا
 بے رنگ کو کہے ہے وہ اے یار رنگ ہے

﴿754﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

ہمیں ملنے والے نسخہ "الف" کا ص-۲۶۸ کا فولیو نہیں تھا۔

- | | | |
|----|-----------------|-------------------------|
| ۱۔ | ر-۱۳۳ | اتنا |
| ۲۔ | ب-ر | شعر ندارد |
| ۳۔ | طبق ۲۴۳ / ر-۱۳۳ | (م-۴۳۲۔ "ہر" ندارد) |
| ۴۔ | طبق ب-۲۴۳ | (م-۴۳۳۔ لفظ "سے" ندارد) |
| ۵۔ | ر | شعر ندارد |
| ۶۔ | ایضاً | |

﴿755﴾

کلیں کا آج نظروں میں کچھ اور رنگ ہے
یکساگونہ بے خودی کے سوا کچھ غرض نہیں
ہر چند ساقیا نہیں ہم کو نشے میں ہوش
بے تاب کس طرح نہ رہے دل کہ ہدمو
دیر و حرم کی جا ہمیں اے شیخ و برہمن
اپنی حقیقت اپنے میں دیکھیں ہیں جو انہیں
اے رو بہ غوفقیروں کو مت جان تو حقیر
مستوں سے تو لڑ نہ کر اے شیخ چلے کش
ہم تکلف غنچہ دل کس طرح ہو آہ
باغ جہاں کا دمدم اب اور رنگ ہے

غزل غزل پہ درد کی لکھ اور اک غزل
دیکھیں کہ قال و حال کا کیا تیرے ڈھنگ ہے

﴿755﴾ ش ن ع غزل ندارد

نسخہ الف کا صفحہ ۲۵۸ نہیں ہے

۱۔	ب	۲۴۲	ایک
۲۔	ب	۲۴۳-۳۳۱	ہنگ
۳۔	ر	شعر ندارد	
۴۔	خ	شعر ندارد	
۵۔	خ	ر	شعر ندارد
۶۔	خ	شعر ندارد	
۷۔	خ	۱۴۲-۱۴۳	اک نہنگ
۸۔	ر	شعر ندارد	

﴿756﴾

ہر چند سیر نہ مجھے ساقی محال ہے
کوچے میں دیکھ کشتہ طے ہیں کئی دلا
وہ نقطہ جس کا نام سویدا ہے عام میں
ازبس کہ ذکرِ عیش کو کہتے ہیں نصف عیش
زاہد ہو خواہ صوفی ہو سے کش ہو خواہ رند
تعریف سلک گوہرِ داندان کیا کروں
ڈرتا ہوں دیکھے خواب پریشاں نہ وہ کہیں
تو خواہ بے حجاب ہو یا با حجاب ہو
ہر آہ مثل شعلہ میری غیر دیکھ دیکھ
جز آہ و نالہ ہوتی نہیں چشم آہ تر
جوا بے صفت ہے دال ہے جس میں صفت ہے ذال
ظہر شراب بھی کسی دکان میں نہیں

ہجراں و وصل دونوں میں اس کو ذوال ہے
چل جلد اُس کی بزم میں یہ نیک فال ہے
کہتے ہیں خاص وہ ترے عارض کا خال ہے
شعروں میں اس لیے یہ میرے قیل و قال ہے
ایک ایک اپنے اپنے جدا مست حال ہے
مگر صدف زہاں مری اے شونخ لال ہے
یا رب یہ شب کو کیوں مجھے اُس کا خیال ہے
جو دیکھے تجھ کو شونخ یہ کس کی اُجھال ہے
محفل میں اب اڑانے لگا منہ سے رال ہے
اب کے بہار کا بھی عجب خشک سال ہے
ورنہ حقیقت اپنی میں اک دال و ذال ہے
ہر گویا ر میں سے کا یہ کال ہے

ہم اپنے آپ عشق میں غمگین رہیں ہیں مست
فرقت کہاں کی اور کہاں کا وصال ہے

﴿756﴾	ش	و	خ	ع	غزل ندارد
۱	م	۳۰۰/۱۳۸	ب/۲۲۵	ع	ہر طرح
۲	ر	شعر ندارد			
۳	ر	۱۳۸	عشق		
۴	ایضاً				
۵	طبق م	۳۰۰/۲۲۵	ر	۱۳۸	
	الف	۲۵۰	ایک ایک کو		
۶	م	۳۰۰	دندان میں کیا کروں		
۷	ر	ب	شعر ندارد		
۸	م	۳۰۰	کا		
۹	ر	ب	شعر ندارد		
۱۰	ب	شعر ندارد			
۱۱	ب	۲۲۶	خوبی		
۱۲	ب	۲۲۶	کہ		
۱۳	م	۳۰۱	دال ذال		
۱۴	ر	شعر ندارد			
۱۵	ایضاً				

﴿757﴾

بے پردہ رو برو مرے اُس کا جمال ہے لیکن ہزار حیف کہ حجاب خیال ہے
 مے کے نشے میں مست رہے جو کہ ہوشیار نزدیک عارفوں کے وہ صاحب کمال ہے
 خورسند رہ تو شاہد و مے میں دلا مدام ہر چند اس جہان میں رنج و ملال ہے
 جس نے کیا ہے مجھ کو گرفتار درد ہجر دشمن مرا کہاں کا ترا یہ وصال ہے
 بیداری اور خواب میں پیر مغال ہوتا آتا ہے جو نظر مجھے یہ کیا خیال ہے
 نشوونما ہو نظم کی جوں انتقال بعد ایسا ہی یاں سے واں بھی ترا انتقال ہے
 ممکن نہیں کہ دیکھیں دو عالم میں تجھ سوا پر دیکھنا ترا ہمیں ہر سحر محال ہے
 جب تک کہ رو بکاری ہو اُس سے وکیل عشق اپنا مقدمہ ہی یہاں انفصال ہے
 پھر اُس کو خوفِ دشمنی محتسب سے کیا جس کا کہ دوست شہر میں کوئی کلال ہے

غمگین غزل میں تیسری ضمنای لکھ بھلا
 اُس مہ جبیں کے وصل میں کیا تیرا حال ہے

﴿757﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	شعر ندارد			
۲۔	م	۳۹۹	نطق		
۳۔	ر	شعر ندارد			
۴۔	طبق م	۲۲۵ ب/۳۹۹		(الف ۲۳۹)	امرو محال
۵۔	ر	شعر ندارد			
۶۔	ایضاً				

﴿758﴾

کیا حسن ہے وہ آہ وہ کیا جمال ہے
مردوں کو زندہ زندوں کو مردہ کرے ہے تو
باقی نہیں ہے حال سوا اور مجھ میں کچھ
مجھ کو نہ کر مقید زنجیر زلفِ یار
کرنا عبت ہے منع شراب و سماع کو
میری وداع تم سے ہے اے بخت و سرور
اے میر حسن گرم نہ سر پہ سے یوں گزر
آیا ہے جب سے کچھ تری تعریف کا خیال
خوبی ہے یار جو ترے عارض کے خال میں
ہم خیال اُس کے نہ رکھ ہجر و وصال کا
بحر فنا بقا کے طلاطم کو دیکھنا
خاطر ہے گرمیؔ تو غزل اور ایک لکھ

دیکھا تو خیرہ خیرہ نکاو خیال ہے
اے فتنہ زیر پا تری اعجاز چال ہے
کہتے ہیں یار آگے سے اب یہ بحال ہے
تقصیر وار گو کہ مرا بال بال ہے
زاہد تجھے حلال ہے ہم کو حرام ہے
رخصت تمہیں بھی آج سے رنج و ملال ہے
اکھ ڈڑہ ٹھہر جا مرا وقتِ زوال ہے
کر ہیں یہ دونوں گوش و زباں میری لال ہے
خویوں میں اس جہاں کے بہت خال خال ہے
جس کا وصال ہجر ہے ہجراں وصال ہے
دم دم میں ہجر عنکبیں ہے دم دم وصال ہے
عنکبیں ترا جو حال ہے بس وہ ہی قال ہے

عنکبیں لکھ ایک اور غزل تو مرے لیے

جو تیرا حال ہے وہی میرا بھی حال ہے

﴿758﴾	ش	خ	ع	غزل ندارد
۲	۳۹۹م	سج/ن ۷۴		باقی نہیں ہے مجھ میں ذرا حال کے سوا
۳	ر	شعر ندارد		
۴	ایضاً			
۵	۴	۳۹۹	لفظ	"سر" ندارد
۶	ن	۷۴	یک	
۷	ر	شعر ندارد		
۸	ن	۷۴	آیا تھا دل میں کچھ تری	
۹	ن	۷۴	دونوں	
۱۰	ن	۷۴	خویاں	
۱۱	ر	شعر ندارد		
۱۲	ن	شعر ندارد		
۱۳	حاشیہ	الف ۲۳۹م	ب	شعر ندارد
۱۴	۴	۳۹۹	تومری	
۱۵	ن	شعر ندارد		
۱۶	الف	۴	ب	ن شعر ندارد

﴿759﴾

نہر تصور سے بس اُس کا خیال ہے ملتا تو اس سے ہمو خواب و خیال ہے
 پامال دل کو میرے کیا ہر قدم کے ساتھ رفتار کبک گرد ہے یہ اس کی چال ہے
 جس کی جدائی کا مجھے مطلق نہ تھا خیال اب خواب میں بھی دیکھتا اس کا محال ہے
 بے عشق تو خدا نہیں ملتا ہے مطلقاً واعظ بے حصول تری قیل و قال ہے
 بوسے کا میں نے شب کو جو اُس سے کیا سوال جھنجھلا کے وہ یوں بولے تیری یہ مجال ہے
 گھر سے جسے کیا تھا بدر تو نے ماہ رو وہ ناتواں اب آہ بہ مثل ہلال ہے

جب سے کہ تیری زلف میں دل اُس کا جا چنسا

غمکین کا تب سے یارو پریشان حال ہے

﴿760﴾

عقل کو ہر چیز میں گھلے ڈھل ہے معرفت میں لیک حیران عقل ہے
 ہے وہ عالم صاحبِ عقل اور یہ غل اصل وہی ہے یہ اُس کی نقل ہے
 فرع عین اصل ہے گر ہو شعور فرع ہی غل صاحبِ غل اصل ہے
 اعتباری لفظ ہیں یہ فصل و وصل دورا کر ہو تو وصل لا ، فصل ہے
 وصل غمکین اسم ہے اک فصل کا
 وصل کہتے ہیں جسے وہ فصل ہے

﴿759﴾	م-ش-ن-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
﴿760﴾	ب ن خ ع	غزل ندارد
۱۔	طبق م ۳۶۴ ش ۱۰۸ ر ۱۴۲	"میں" ندارد
۲۔	م	۱۳۳ ر ۳۶۴ ظل ہے
۳۔	ش	۱۰۸ ہے اور
۴۔	م	۱۳۳ ر ۱۴۲ فصل و وصل
۵۔	م	۳۶۴ وصل فصل

﴿761﴾

واعظ یہ مے کدے کا مرے آستان ہے
آتا نہیں حرار پہ مطلق کبھی وہ شوخ
نزدیک مے کشوں کے یہ پھیکے ہیں سب سخن
شب کو کہانی میری ہے ہی کہ اُس کے سامنے
ہوتا نہیں ہے تیر جو اُس پر خطا تو بس
بجوں پہنچ شباب کہ تیرے نصیب سے
زاہد یقین جان کہ بے شاہد و شراب
بلبل نہ آشیانے کو کس طرح بھول جائے
تھا گلستانِ قفس اُسے جب آہ ہم صغیر
کوئی نہیں ہے دوست سوا اُس صنم کے یار

جس جا پہنچ تری ہے وہ اور آستان ہے
شاید کہ خاک سے بھی مری بدگمان ہے
ہر چند واعظ تری ادھچی دکان ہے
در پردہ گر تو دوست مرا قصہ خوان ہے
اُس کا نشانہ خاص مرا استخوان ہے
صحرا میں ناقہ لیلیٰ کا بے ساربان ہے
تکلیف و زاہد سب یہ تراہ رائگان ہے
اس کا ہر ایک گل میں زبں آشیان ہے
اب مرغِ دل کو اپنے قفسِ گلستان ہے
دشمن ترا خدا کی قسم دو جہان ہے

اُس کی طرف نہ اپنے نہ دونو جہان کے

غمگین ترا بتا مجھے کس طرف دھیان ہے

﴿761﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۳۴	مے جس جگہ پہونچ تری وہ آستان ہے		
۲۔	م	۴۳۹	نہیں		
۳۔	ب	ر	شعر ندارد		
۴۔	ر	شعر ندارد			
۵۔	ر	۱۳۴	کہہ دے مری اس کے سامنے		
۶۔	ب	ر	شعر ندارد		
۷۔	ب	شعر ندارد			
۸۔	م	۴۲۹	تیرے		
۹۔	ر	ب	شعر ندارد		
۱۰۔	ر	شعر ندارد			
۱۱۔	ر	۱۳۴	خالق کی سمعت یا اگر ہے مخلوق کی طرف		
			غمگین ترا کہ کس طرف تیرا دھیان ہے		

﴿762﴾

جلد آ قاتل کہ لب پر جان ہے اپنا دم اب کوئی دم مہمان ہے
 جو جفا کش چاہے خوبیوں سے وفا جاپے اس کو کہ وہ نادان ہے
 باغِ گل مت ایسی جھڑی اے چشم تر تیرا رونا نوح کا طوقان ہے
 تیر مڑگاں سے اگر چھلنی ہے دل تو کہاں ابرو پہ جاں قربان ہے
 ہے ارادہ آج کیا شب خون کا پھر مٹی پر جو رچایا پان ہے
 کچھ ہوس مجھ کو نہیں اے میری جاں دو ہی باتوں کا مگر ارمان ہے
 یا تو بوسہ دے نہیں دل پھیر دے اب یہی گلو ہے یہی میدان ہے
 آہ اور نالے سے اے غمگین ترے

سخت مسایہ ترا نالان ہے

﴿762﴾	م-ن-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	الف-۲۸۶	ہاندہ
۲۔	ایضاً	چھڑی
۳۔	الف-۲۸۶	جلنی
۴۔	ش-۹۷	چہایا

﴿763﴾

یاں یہ مہمان کوئی دم کی جان ہے واں وہ گھر میں غیر کے مہمان ہے
 کس نے گھورا شب کو محفل میں حمیں صرف یہ بہتان اور طوفان ہے
 دیکھ اک دن آئینہ اے سادہ رو پوچھ مت مجھ سے کہ کیوں حیران ہے
 تو لے اس کو یا خدا لے ، کوئی لے اے صنم یہ ایک میری جان ہے
 تجھ کو مشکل ہے کہ بوسہ دے مجھے مجھ کو دل دینا تجھے آسان ہے
 غیر سے پیانہ بازی شب کو اور روز مجھ سے وعدہ و پیمان ہے
 نقشہ تصویر کی مانند آہ اس کی محفل بھی عجب سنان ہے
 ہے کسی کی کب کسی کو واں خبر جو ہے سو حیرت میں بس انسان ہے

تجھ سے مومن اور یوں ہو بت پرست

یہ بھی اے غمگین خدا کی شان ہے

﴿763﴾	ش	ب	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	طبق	۸۳	(الف)	۲۳۱	صرف بہتان اور یہ طوفان ہے	
۲۔	ن	۸۳	دے بوسہ مجھے			
۳۔	ن	۸۳	عہد اور پیمان ہے			

﴿764﴾

نہ دیکھے اُس کو تو آہ و فغاں ہے
 نہیں کرتا کسی کا کوئی مذکور
 سبک عالم کی نظروں میں ہوا ہوں
 ہر اک دم دم چلا جاتا ہے ہدم
 تجھے جب نغش پر دیکھے ہے میری
 ہمارا دل بھی لالے کی کلی ہے
 ڈرا ناصح نہ مجھ کو اُس کے ٹو سے
 تمھاری مانگ میں موتی نہیں ہیں
 ہما مجھ کو جلا کر اُس نے مارا
 ترے پیار میں باقی نہیں کچھ
 دہس ہے عشق اُس پردہ نشیں کا
 جو آوے وہ تو یہ دل پھر کہاں ہے
 جہاں سنتا ہوں میرا ہی بیاں ہے
 و لیکن مجھ سے وہ بت سرگراں ہے
 رواں راو عدمؔ یہ کارواں ہےؔ
 اجل کہتی ہے اس مڑے میں جاں ہے
 اگر اے شوخ تو غنچہ دہاں ہےؔ
 جہاں ڈر ہے وہاں اپنا مکاں ہےؔ
 فلک پر مہ جییں یہ کھکشاں ہےؔ
 تری قسمت میں کب یہ استخاں ہے
 مگر لب پر اک آو ناتواں ہےؔ
 تو ہر اک دم مرا آو نہاں ہےؔ

قناعت کی بدولت ہم کو غمگین

برابر رتبہ سودو زیاں ہے

﴿764﴾ ب ہ د خ ع غزل ندارد

۱۔ ش ۱۰۴ ولے وہ مجھ سے اب تک سرگراں ہے

۲۔ ش ۱۰۴ سوئے عدم

۳۔ حاشیہ الف ۲۲۵ م

شعر ندارد

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

﴿765﴾

درو ہے جس سے وہی درمان ہے دل لیا جس نے وہ میری جان ہے
 میں تو اُس کی آشنائی میں موا اور وہ انجان کا انجان ہے
 لالہ ساں کیونکر نہ ہو سینے میں داغ یار اپنا آہ نافرمان ہے
 اس کماں ابرو پہ لاکھوں جان سے یہ دل گوشہ نشیں قربان ہے
 کچھ بہلتا ہی نہیں بہلائے سے طفلِ اٹک بس ایسا مرا نادان ہے
 دل خدا کا گھر لیا ہے جس نے چھین وہ بت کافر مرا ایمان ہے
 دل کی میرے بھی کبھی حسرت نکالے ایک بوسے کا مجھے ارمان ہے
 سن کے وہ جھنجھلا لگا کہنے مجھے تجھ کو بوسہ دوں یہ کیا امکان ہے
 سب بچوں سے نہ ہو کس طرح خوشی غمگین دیوانہ اور نادان ہے

اس سے غمگین اور لکھ اچھی غزل

شعر تیرا یار میری جان ہے

﴿765﴾	ب	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ش	شعر ندارد			
۲۔	م	ن	شعر ندارد		
۳۔	ش	۶۶	لفظ "بس"	ندارد	
۴۔	م	ن	شعر ندارد		
۵۔	ن/۶۶/ش	۶۶	میں کہا یہ عرض ہو میری قبول		
۶۔	بر حاشیہ	الف ۲۳۱	ن	م	شعر ندارد
۷۔	ش	شعر ندارد			

﴿766﴾

نہ وہ مومن نہ کافر ہے نہ ہندو نے مسلمان ہے
 سنا ہے میں نے جب سے غیر کے گھر میں وہ مہماں ہے
 کیا واں خانہ زنداں کو روشن نور دیدہ نے
 ضرورت قید کرنے کی نہیں ہے قید خانے میں
 تمہیں شب دیکھ کر محفل میں رویا کون کافر ہو
 سخن شنوا ترا ناصح ہوا ہے یہ نہ ہووے گا
 ہمیں اس نالہ گرم اور آو سرد کی دولت
 مری تربت کو بعد از دفن کچھ بے نشاں ہدم
 پرستش سے بتوں کی تو مسلمانوں کو ہے مانع
 تجھے جس نے کہ چاہا تو ابھی اُس کا دین و ایماں ہے
 نہ دم میں دم ہے تب سے اور نہ مری جان میں جان ہے
 یہاں بیت الحزن میں بے بصارت پھر کنعاں ہے
 کہ دیوانے کو اُس کی وسعت صحرا ہی زنداں ہے
 ہنسی سے غیر نے مجھ پر یہ باندھا صرف طوفاں ہے
 کہ دل کچا بھڑی ہے کوئی دانا ہے نہ ناداں ہے
 زمستاں عین تابستاں ہے تابستاں زمستاں ہے
 کہ اک پردہ نشیں کے دل میں مرے راز پنہاں ہے
 بڑا بے دیں ہے اے واعظ ترا کیا خاک ایماں ہے

تم آئینے میں پہلے اپنی صورت دیکھ تو پیارے

یہ پیچھے پوچھو مجھ سے کہ غمکیش کیوں تو حیراں ہے۔

﴿766﴾ ب ش ن خ ع غزل ندارد

یہ غزل نسخہ الف کے صفحہ ۲۲۹ اور ۲۹۲ پر بتکرار درج ہے۔ صفحہ ۲۹۲ پر اشعار کی ترتیب لرن ہے۔

۱۔	ر	۱۴۴	تواسی کا
۲۔	م	ر	شعر ندارد
۳۔	ر		شعر ندارد
۴۔	ابضاً		
۵۔	م	۳۶۵	لفظ "کے" ندارد
۶۔	ر		شعر ندارد

﴿767﴾

اُس کا نشانہ جب سے مرا اتخوان ہے
 جوں گنگ ترے عشق میں گویا زبان ہے
 جتنے کہ عشق باز مسماں ہیں اے صنم
 خورشید مہرباں ہو شبنم پہ جس طرح
 کیونکر سنوں مقدمہ دید میں ترے
 نام و نشاں ترا جو رہا حشر تک تو کیا
 ہم نہ فلک کے شیخ نہیں پوچھتے خبر
 دیتا نہیں دکھائی سوا تیرے گو کہ اور
 مرغ خیال بھی نہیں پر مارتا وہاں
 اے دل فنا بقا کے مہڈل سے رکھ خبر

عملیں تو دوسری بھی غزل اب سنا ہمیں

ہر ایک شعر یار تیرا میری جان ہے

﴿767﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱	ر	۱۳۳	تری		
۲	ر	۱۳۳	دیکھتے کو		
۳	ب	ر	شعر ندارد		
۴	ر		شعر ندارد		
۵	ایضاً				
۶	ایضاً				
۷	ایضاً				

﴿768﴾

اگر اے گلبدن تو گلبدن ہے تو میرا داغ دل ہر اکلا چن ہے
 عزیز چاہ میں ڈوبا ہوں جس کے وہ میرا یار یوسف بھرن ہے
 تو اس کو شمع رو کر آکے روشن ترے بن یہ اندھیری انجمن ہے
 کہاں ہے گل کو ترے منہ سے لگا کہ تو رکب گل اے غنچہ دہن ہے

جو شیریں لب اگر ہے سنگدل تو

تو غمکین بھی بجائے کوہکن ہے

﴿769﴾

اُس تھک لے مجھ کو جاتا کون ہے واں سے یاں پھر آہ لاتا کون ہے
 میں تو اپنا دل جلانے سے رہا پھر یہ دل میرا جلاتا کون ہے
 خود بخود بے چین جو رہتا ہوں میں ہائے یہ مجھ کو ستاتا کون ہے
 گھر سے میں بیزار کچھ اپنے نہیں سر بھرا پھر پھراتا کون ہے
 مجھ کو اپنا بھی نہیں ہے کچھ خیال دھیان میں ہر دم یہ آتا کون ہے
 روز میں کرتا ہوں توبہ سے یار پھر مجھے ہر شب پلاتا کون ہے

میں تو رونے سے رہا اپنی خوشی

پھر مجھے غمکین رلاتا کون ہے

﴿768﴾	م-ب-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ش-۹۸	یلک
۲-	طبق ش-۹۸	الف-۲۹۳ شمع
﴿769﴾	ش ر خ ع	غزل ندارد
۱-	الف-۲۱۴-م-۳۳۷-ب-۱۹۶-ن-۵۲	
	وہاں سے یہاں	
۲-	ب ۱۹۶	ہائے یہ مجھ کو ستاتا کون ہے
۳-	ب	شعر ندارد
۴-	ن	شعر ندارد

﴿770﴾

نفع نقصان سب برابر سا ہمارے دل میں ہے
 پرزے پرزے تو کرے میرے تو میں مرتا نہیں
 عشق کی آتش کی ہر دم کیوں نہ ہو دل کو ہوا
 کاروان عشق میں ہمراہ لیلیٰ کے رواں
 بزم آرائی بہت کی دوستو تم نے مگر
 کم ہے کیا تعریف یہ انساں کی قصہ مختصر
 چھوڑ دینا غیر کا آساں کر اُس بت پر خدا
 نقش کو میرے وہ قاتل دیکھ کر کہنے لگا
 فائدہ اتنا ہمیں تحصیل ہے حاصل میں ہے
 میں کوئی مرتا ہوں میری جان تجھ قاتل میں ہے
 شورش و سودا و وحشت میری لا آب و گل میں ہے
 روج مجنوں اب تلک بھی پردہ محمل میں ہے
 جسم ہے میرا یہاں اور جان اس محفل میں ہے
 دو جہاں کی ایک اک تفصیل اس مجمل میں ہے
 میری اس کی کشمکش سے سخت وہ مشکل میں ہے
 اس قدر زخموں پہ اب تک جان اس بمل میں ہے
 ہو امید وصلی جاناں کس طرح غمگین بھلا
 جو کہ اس کے دل میں ہے وہ سب ہمارے دل میں ہے

﴿770﴾ ش-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	ن-۸۰	نفع اور نقصان
۲۔	م-۳۸۷	نفع نقصان سب برابر ہمارے دل میں ہے
۳۔	ر-۱۲۸	لاحاصل
۴۔	ر	شعر ندارد
۵۔	م-۳۸۷	ہمدم
۶۔	ن-۸۰	تیرے
۷۔	ر-	شعر ندارد
۸۔	ر-۱۲۸	آج تلک
۹۔	ر-۱۲۸	انسان کی یہ
۱۰۔	ن-۸۰	ہے
۱۱۔	ر-	شعر ندارد
۱۲۔	ب-ر	شعر ندارد

﴿771﴾

کرشمہ غمزہ جو اس کے رخِ نگو میں ہے وہ سب شراب کے عے کش ترے سیو میں ہے
 بن ایک ایک کی تائید کہہ نہیں سکتا میری زباں پہ ہے شیشہ کے جو گلوں میں ہے
 یہ جوئے چشم سے عشاق کی ہے اے مردم جو آبِ صاف کہ ہر ایک آبجو میں ہے
 پھنسنے نہ زلف میں دل اُس کے کس طرح جس کے ہزار مکر و فریب ایک ایک مو میں ہے
 نہیں وہ گرمی کسی خوہد کی گالی میں جو آگ شوخ تیری میں اور تو میں ہے
 خبر بھی ہے تجھے اے بے خبر دلا تیری وہ جستجو میں ہے تو جس کی جستجو میں ہے
 مال پر ہیں رکھتے نظر یہ دنیا دار حصول کیا انھیں دو دن کی ہاؤ ہو میں ہے
 کروں حواس سے کیا تجھ سے آہِ ہدم بات میں گو کہ یہاں ہوں لیکن دل اس کے کو میں ہے
 جو آرزو کہ ہے اس دل کی دل میں ہے موجود پھر آہِ دل یہ میرا کس کی آرزو میں ہے
 ہزار ہار لڑے اور وہ ملے ہے مجھے وہ خود پسند ہے جو میرے تند خو میں ہے
 سوائے سردی و خشکی نہیں ہے ماہ میں کچھ یہ گرمی کا ہے کی اس میری ماہ رو میں ہے

مقام ہو کھلے جس کو سو جانے اے ممکن

کہ کیا وہ ہو ہے کہ جو اپنی ہاؤ ہو میں ہے

﴿771﴾ ش-ن-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ب شعر ندارد

۲- ایضاً

۳- ۴۲۳- مال پر نظر نہیں رکھتے یہ دنیا دار

۴- ب شعر ندارد

۵- ایضاً

۶- ایضاً

﴿772﴾

نہیں بھی وہ نہیں جو کچھ نہیں ہے کہیں بھی وہ نہیں جو کچھ کہیں ہے
 بیاں ہوتا نہیں چلے عالم اس کا عجب کچھ طرح کا وہ نازیں ہے
 بتوں کا عشق چھوڑوں کس طرح شیخ کہ یہ ایماں ہے میرا اور دیں ہے
 فلک پر آج تو غرہ سے مت دیکھ کہ کل جانا تجھے زیر زمیں ہے
 کہیں ہیں لامکاں جس شوخ کو لوگ دلا ہر یک لہ مکاں میں وہ کہیں ہے
 میں ہی ہوں کچھ نہیں میرے سوا اور یہ جو سمجھا وہی اے ہم نشیں ہے
 نہ کر ایمان ڈالوں ڈول اپنا تجھے گر بات کا میری یقیں ہے
 ذرا اپنے میں غمکس غور سے دیکھ
 جسے تو ڈھونڈتا ہے وہ یہیں ہے

﴿772﴾	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۲۳	کچھ
۲۔	ر	۱۲۳	عجب طرح کا وہ بھی نازیں ہے
۳۔	ب	ر	شعر ندارد
۴۔	ب	ن	شعر ندارد
۵۔	ر	۱۲۳	کے
۶۔	ایضاً	اک	
۷۔	ن	ش	شعر ندارد
۸۔	ن	ش	شعر ندارد
۹۔	ر		شعر ندارد

﴿773﴾

جینے کا مجھے گماں نہیں ہے اس ہجر میں میری جاں نہیں ہے
 وہ کون سا دل ہے جس میں ظالم ہاتھوں سے تیرے فغاں نہیں ہے
 کبے کو عبث نہ جا تو زاہد بتلا کر تو حق کہاں نہیں ہے
 پہلو میں یہ شمع ساں جلے ہے کچھ داغ دلا اب نہاں نہیں ہے
 جاناں سے ہے آہ جو کہ واقف جان اُس کی ہے لیک جاں نہیں ہے
 کس طرح کہوں میں تم سے اہم اس درد کا کچھ بیاں نہیں ہے
 عملیں بہت اُس کے لو میں ڈھونڈا
 دل کا کہیں کچھ نشاں نہیں ہے

﴿773﴾	م	ب	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
۲	ش	۹۹	توکہ				
۲	طبق	ش	۹۹				
	الف	۲۹۶	لفظ	دل ندارد			

﴿774﴾

وفا تو تجھ میں نہیں ہے مگر جفا تو ہے خوشی نہیں ہے اگر مجھ سے تو خفا تو ہے
 چھپائے سے کوئی چھپتا ہے میں نے تاز لیا کہ شب کہیں نہ کہیں یار تو رہا تو ہے
 وہ شب کو آئیں گے کہتا ہے سچ تو اے ہدم کسی سے میں نے بھی اس بات کو سنا تو ہے
 جو جی میں آئے س کرو اپنی آپ تم تعریفیں وفا تو خیر مگر آنکھ میں حیا تو ہے
 ہماری اس کی محبت کا شہر میں چرچا یہ یاد رہوے کہ اب کچھ نہ کچھ ہوا تو ہے
 خدا ہی جانے کہ کیا کیا یہ ساگ لادے گا گھروں میں غیلا کے اک تو تیا بنا تو ہے
 مجھے تو پاک محبت ہے صرف اس بت سے نہ ہو کسی کو یقین جانتا خدا تو ہے

اگرچہ موتی و مولگا نہیں ہے غمکس پاس

جو عاشقوں کی ہے دولت سودہ وفا تو ہے

﴿774﴾	ر	ع	غزل ندارد
۱۔	ش	۸۹	بھلا
۲۔	ایضاً		آوے گا
۳۔	خ	۱۳۵	آوے
۴۔	ن	۸۰	جودل میں آئے کہا کجیے مگر تم
	نسخہ	ش	میں یہ شعر قلمزد کر دیا گیا ہے
			جوجی میں آوے کہوسج کہیں گے ہم تجھ سے
			وفا تو خیر نہ ہو شرم اور حیا تو ہے
۵۔	خ		شعر ندارد
۶۔	ش	۸۹	م ۳۵۵ غیروں
۷۔	خ		شعر ندارد

﴿775﴾

ہے عیاں تو ہی اور نہاں تو ہے ارے غافل سمجھ کہ ہاں تو ہے
 تو نہیں جانتا کہاں تو ہے تو نہیں اُس جگہ جہاں تو ہے
 اور کیا چاہیے نشان تیرا یہ نشان ہے کہ بے نشان تو ہے
 لاکھ تو آپ کو چھپاتا ہے پر مرے سامنے عیاں تو ہے
 ہے قل الروح اس سخن کا گواہ کھلا مری جان میری جاں تو ہے
 کون سا ہے ترا مکاں اے شوخ جس جگہ دیکھتا ہوں واں تو ہے
 تو تو ہے ہر مکان میں موجود ہے یہ حیرت کہ لامکاں تو ہے
 تو تو میں میں بہت نہ کر عملیں
 یہ یقین جان رکھ میاں تو ہے!

﴿775﴾	خ-ع-	غزل ندارد
۱-	ر- ۱۲۵	ہر
۲-	ر	شعر ندارد

﴿776﴾

شب و روز جس کی تمہیں جستجو ہے وہ اے مرد ماں چشم کے رو برو ہے
 شمیم اس کی بے خود کیے دے ہے مجھ کرا صبا آج تجھ میں یہ کس گل کی بو ہے
 مجھے جو نہ چاہے نہ چاہوں میں اُس کو ہمیشہ سے یہ عاشقو میری خو ہے
 لڑوں ہوں نشے میں میں ہر شب کو اُس سے مجھے جس سے الفت ہو یہ میری خو ہے
 وضو پر وضو دمدم ٹوٹتا ہے عجب پھسپسا شیخ جی کا وضو ہے
 بھڑا سا قیام ہی منہ سے مرے گر نہ شیشہ پیالہ نہ جام و سبو ہے
 مرا واعظا موجد شور و مستی شراب اور شاہد کا روئے نکو ہے

شب اک بات پر اُس کے درہاں نے عملیں

کہا مجھ سے میرا بھی استاد تو ہے

﴿776﴾	ش	ر	ب	خ	ع	شعرندارد
۱۔	ن	۷۰	کھلا ایک چھوکیے میں یہ غنچہ دل			
۲۔	ن		شعرندارد			
۳۔	حاشیہ	الف	۲۴۲	م		شعرندارد
۴۔	ن		شعرندارد			
۵۔	ایضاً					

﴿777﴾

ہائے بیری میں تجھے اس نوجواں کی چاہ ہے راہبر کس کا قول ہوگا آپ ہی گمراہ ہے
یہ جو رنگا رنگ ہیں سب رنگ ہیں بے رنگ کے تو دلا غافل ہے یا ہر رنگ سے آگاہ ہے
بت پرستی کا پڑا ہے اب تو بندے کو مزا حشر کے دن اے مسلمانو مرا اللہ ہے
تو صراطِ استقیم اے دل سمجھ ہر یکسلا راہ اپنی اپنی راہ میں کیونکر کوئی گمراہ ہے
اصل اصلاً کچھ نہیں ہے ہدم اپنے عشق کی یوں ہی ناحق خلق میں اس کا عبث افواہ ہے
فیضِ نبوی سے اگر کچھ بھی ہے اے دل بہرہ مند خیر خواہی اس کی کر تو جو ترا بدخواہ ہے
اس غمِ ہجراں میں میرا شکوئی اب ہدم نہیں ہاں مگر یہ نالہ شبِ یلا سحر کی آہ ہے

لکھ غزل اک اور اے غمگین اسی انداز کی

شعر ہر یک عاشقانہ یار تیرا آہ ہے

﴿777﴾	ب۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	۸۱۔ ۵۔	مے گا
۲۔	۳۵۶۔ ۲۔	یک کسی راہ
۳۔	۵۔ ۳۔	شعر ندارد
۴۔	ایضاً	
۵۔	۸۱۔ ۹۰۔ / ۳۔	غمگین
۶۔	ایضاً	اور
۷۔	۵۔ ۳۔	شعر ندارد

﴿778﴾

یا مری صورت سے اُس کی چشم کو اکراہ ہے دامن مڑگاں سے یا مردم نگہ کوتاہ ہے
 چین بن اُس بت کے دیکھے ہائے پڑتائی نہیں مجھ پہلے آفتؔ یہ کہاں کی یا مرے اللہ ہے
 راہ دل سے جاؤں یا کعبے سے میںؔ یادیر سےؔ کون سی نزدیک کی اے شیخ ان میں راہ ہے
 قید کرتا ہے کوئی بھی اپنے یوسف سا عزیز سخت بیہودہ زلیخا واہ تیری چاہ ہے
 ہاتھ سے اے ہمدو اس آہ کی تاثیر کے آہ ہے صد آہ ہے صد آہ ہے صد آہ ہے
 کوئی بلبل سے یہ بے پروا نہ ہو گا دام میں جس قدر صیاد بے پرواہ ہمارا آہ ہے
 میرا کہنا مان لے دل تو کسی کا مت جلا خیر خواہ ہوں میں ترا گو تو بدخواہ ہےؔ

معرفت کی اُس کے غمگین کچھ پیچھے تلاش ہے

پہلے اپنی بھی حقیقت سے بتا آگاہ ہے

﴿778﴾	ب	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱	۴	۳۵۶	یہ			
۲	۵	۸۳	مجھ پہ پہ آفتؔ			
۳	۴	۳۵۶	یامین			
۴	۵	۸۳	بت کلبے سے جاتوں یا کعبے سے میں اُس بت کے پاس			
۵	۵	۸۳	میرا مجھ سے بے پروا ہے			
۶	حاشیہ	الف ۲۲۳	م	ن	شعر ندارد	
۷	۵	۸۳	معرفت کی اُس کے تو تلاش کرتا ہے عبث			
			اپنی اے غمگین حقیقت سے بھی تو آگاہ ہے			

﴿779﴾

ساقی طلوع پر شب ہجراں میں ماہ ہے طالع میں میرے ہائے یہ روزِ سیہ ہے
 بن تیرے باغ میں نہیں گلِ داغِ دل سوا اور ہر شجر کی جا بھی ایک اپنی آہ ہے
 خیاطِ عشق اس کو کشادہ تو کر ذرا سر پر مرے یہ تنگ فلک کی کلاہ ہے
 جس کو میں چاہتا ہوں سمجھ کر کچھ اونچ نیچ وہ بت کہے ہے اس کو خدا کی پناہ ہے
 جو ان کی راہ پر نہ چلے کوئی سالکو گمراہ اس کو کہتے ہیں گم اس کی راہ ہے
 سنے سے پند کے ہے مفید اس کا دیکھنا واعظ بہ از زباں تیرے ہر اکسلِ گناہ ہے
 بلبلِ سمجھ کے رکھو چمن میں ذرا قدم ہر ایک گل کے نیچے یہاں دامِ گاہ ہے
 باطن میں جان وہ ہی ہے مختارِ خیر و شر ظاہر میں کہہ کہ جو ہے میرا ہی گناہ ہے
 تسمہ لنگوٹ فقر ہے یا سیلی تاجِ ابس یا سبھ اور خرقہ ردا و کلاہ ہے
 جب تک طلوعِ آتش سوزاں نہ دل سے ہو ہرگز نہیں ہے عشق وہ صورت کی چاہ ہے

ہمکنیں لکھ اور ایک غزل قافیہ بدل
 آگے سے کچھ بھی اب تو ذرا رو براہ ہے

﴿779﴾ ش-ن-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱۔	۴۵۳-۲	کل
۲۔	۴۵۳-۲	یلک
۳۔	۴۵۳-۲	بے

﴿780﴾

یہ کس کے ستر کے لیے ہر شب سیاہ ہے
 غم میں یہ کس کی زلف کے ہے شام نیلگوں
 کس کی ہے جستجو میں فلک کو دوام چرخ
 ہیں کس کے انتظار میں اشجار پا بہ گل
 جاں محو کس کی فکر میں رہتی ہے روز و شب
 یہ گوش ہائے کس کی صدا کے ہیں منتظر
 کس کی امید وصل سے ہے اپنی زندگی
 سب کا طریق کس کے لیے ہے جدا جدا
 یہ تجھ سے کس نے کی ہے گنہ کی ممانعت
 کرتا یہ کس کے حکم سے پھر تو گناہ ہے

غمگین یہ طرفہ تر ہے نہیں آج تک خبر

ہے مجھ کو کس سے عشق مجھے کس کی چاہ ہے

﴿780﴾	ش	ر	غزل ندارد
۱۔	طبق ب م		
	۳۳۸	خاک / الف ۲۱۴	حاک
۲۔	۴	۳۳۸	یہ
۳۔	۵	۸۳ م / ۳۳۸ ب / ۱۹۷	یہ کس کے آہ ہے
۴۔	۵	۸۳	کس کے لیے ہے سب کا طریقہ جدا جدا
۵۔	۵	۸۳	طرفہ ہے یہ کہ غمگین نہیں آج تک خبر
۶۔	۵	۸۳	عشق و معجھے

﴿781﴾

جو کہ غمگین خدا رسیدہ ہے دونوں عالم سے دل بریدہ ہے
 میں جو کھوڑے گیا تو وہ بولا یہ بھی کم بخت کیا ندیدہ ہے
 یہی تعریف ہے ترے اے شوخ نہ تو دیدہ نہ تو شنیدہ ہے
 اُس نظر باز کو جہاں دیکھا پھر مرا ہوش بس بریدہ ہے
 رنج و غم کی نہیں رہی طاقت بلکہ یہ دل ستم رسیدہ ہے
 قرب جب سے ہوا مجھے اُس کا اور بھی تب سے وہ کشیدہ ہے
 کر ترا حال ہو تو تو سمجھے شعر یہ ایک ایک چیدہ ہے
 وہ کہے ہے مجھے ہے چشم حیا
 اور غمگین تو شوخ دیدہ ہے

﴿781﴾	ب	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	ش	شعر ندارد
۲۔	م	۳۶۹	نہ تو دیدہ ہے نہ تو شنیدہ ہے
۳۔	ر		شعر ندارد
۴۔	ر	۱۴۳	ہے کچھ طاقت
۵۔	خ		شعر ندارد
۶۔	ر		شعر ندارد

﴿782﴾

شمع ترا یہ کھڑا ہے اور دل مرا پروانہ ہے
 اپنی کماں ابرو پر جب سے تیر مڑہ وصل لیس کرے
 قید نہ کیوں ہو مرغ دل اپنا اُس کے نفس میں اے صیاد
 حال دل اپنا جب میں سناؤں تب وہ چمڑک کر کہتے ہیں
 ایک دو عاشق اُن کے ہوں گے تیرا عاشق عالم ہے
 جام پہ جام دے دے کے بھر بھر ہوش نہ رہوے تا اپنا
 عالم کے سے خانہ میں دن رات شراب و شاہد سے
 اپنا اپنا مذہب ہے اور اپنا اپنا کعبہ ہے
 عاقل سن سن شعر ترے دیوانے بن بن جاتے ہیں
 مست و دیوانہ تجھ سا تمکین آج نہیں ہے عالم میں
 داغ جگر یہاں عشق میں تیرے مثل چراغ خانہ ہے
 جان ہماری قرباں ہو اور دل تو خیر نشانہ ہے
 دام ہے اس کی زلف سیاق اور خال بجائے دانہ ہے
 تیرا یہ احوال نہیں ہے قصہ ہے افسانہ ہے
 شیریں کا یہ لیلیٰ کا تو کیا سنتا افسانہ ہے
 میری عمر کا خالی جب تک اے ساتھ پیانہ ہے
 مست رہے جو اے ساتی ہوشیار وہی مستانہ ہے
 میرا مشرب سے ہے زاہد مرا سے خانے میں
 عجب طرح کا تمکین تو بھی مست ہے اور دیوانہ ہے
 ایسے شعر کہے ہے گو یا عاقل اور فرزادہ ہے

میں نے یہ جب اُن سے کہا تم پاس ہمارے آؤ کبھی

وہ بولے سودائی ہے تمکین یا تو کچھ دیوانہ ہے

﴿782﴾	ب	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ن	ش/۷۰	۶۹	بر	
۲۔	ن	۷۰	وہ		
۳۔	ش	۶۹	تو	۷۰ جب	
۴۔	ن	۷۰	اے	ناصر/ش ۶۹	"اے صیاد"
۵۔	ن	۷۰	تیری		
۶۔	حاشیہ	الف	م/۲۲۵	شعر ندارد	
۷۔	ایضاً				
۸۔	ش	ن	شعر ندارد		
۹۔	ش	ن	شعر ندارد		
۱۰۔	ش	ن	شعر ندارد		
۱۱۔	ایضاً				
۱۲۔	ایضاً				
۱۳۔	ش	م	ن	شعر ندارد	

﴿783﴾

جواب اُس کی ہماری صرف اُس کی بے حجابی ہے دل ویراں کی اپنی ہائے آبادی خرابی ہے
 ہوا ہے بیٹھنا اٹھنا بھی مشکل اس کے وعدے پر جو مجھ کو انتظاری ہے تو دل کو اضطرابی ہے
 عجب مستانہ حالت ہے مری اس عشق میں تیرے کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا شرابی ہے
 وہ شب کو بولے مجھ کو چھوڑ بننے کی نہیں صحبت تجھے اپنی شتابی ہے مجھے اپنی شتابی ہے
 سمجھ یہ مت جواب آیا نہ اس کو بات کا میری کہ خاموشی ہی بس اس کی دلا حاضر جوابی ہے
 نہ پایاں حسن کو اس کے نہ اپنے عشق کو ہدم نہ ہو ناکام دل حاصل ہی اپنی کامیابی ہے
 کہیں یاد آگئی وہ چشم مستانہ تجھے اے دل دھری جو سامنے تیرے بھری سے سے گلابی ہے

بدل کر لکھ ردیف اب اور اے غمگین غزل جلدی

کہ سننے کی ترے شعروں کی حد مجھ کو شتابی ہے

﴿784﴾

نہ میں پلانے نہ پینے میں کیا خرابی ہے جو مجھ کو دیکھے ہے کہتا ہے یہ شرابی ہے
 مرے جگر سے جو بو آئی جل کے وہ بولے کہ اس محلے میں رہتا کوئی کہانی ہے
 شراب تو نے کہیں شب کو پی ہے اسے بد عہد کہ چشم مست تری آج پھر گلابی ہے
 پیوں نہ شیخ تو ہوتا ہوں یار سے محبوب شراب پر ہی مری اُس کی بے حجابی ہے
 کہا جو میں نے کچھ اُن سے تو وہ گئے کہنے ق میں کیا کروں کہ مری ہر طرح خرابی ہے
 نہ آؤں تو نہیں بنتی جو آؤں یہاں غمگین تو تجھ کو اپنی اسی بات کی شتابی ہے

﴿783﴾	ش-ن-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱	م-۳۲۰	لفظ "دیوانہ" ندارد
۲	ب	شعر ندارد
۳	ایضاً	
۴	ایضاً	
۵	م-۳۲۰ / ب-۲۳۶	غمگین
۶	ب-	شعر ندارد
﴿784﴾	ش	ر
۱	ن	۷۹
۲	ن	۷۹
۳	م	۳۸۵
	لفظ	"اے" ندارد

﴿785﴾

بات مستانہ زباں سے جو نکل جاتی ہے
 وصل کی ہمدو جو بات کہ ٹھہراتا ہوں
 کس طرح بن تیرے بہلاؤں طبیعت اپنی
 بات کرتا نہیں کرتا ہے تو کچھ ایسی بات
 چھپ کے ایک بوسہ مجھے حسن کی دے اپنی زکات
 ساتھ بس دن کے میرا ٹوٹنے لگتا ہے دم
 نثر جیسی کہ مٹھی وہ لکھے ہے مت پوچھ
 اس کے کوچے میں یہی طور ہے ہے شب و روز
 خانہ آبادی دنیا میں تمھاری افسوس
 کس طرح چاہے وہ دیکھا نہیں جیسا کہ میں ہوں

وائے یہ بے کسی و ضعف ترا اے عملیں

موت بھی آتی نہیں دیکھ کے ٹل جاتی ہے

﴿785﴾	ش-ن-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	ب۔	شعر ندارد
۲۔	ب	شعر ندارد
۳۔	الف- ۲۶۵	زکوات
۴۔	ب- ۲۳۰	آن
۵۔	ب- ۲۳۰	خانہ آبادی میں دنیا میں----

(تھوڑی سی تبدیلی کے یہی شعر مقطع ہے)

﴿786﴾

گر یہی دل کو بے قراری ہے تو مجھے آج رات بھاری ہے
 ہوگا اچھا کبھی نہ اے جراح زخم دل آہ میرا کاری ہے
 ہمدو اس کو لاؤ یاں ورنہ میرا سینہ ہے اور کٹاری ہے
 یہ شب ہجر تجھ بن اے پیارے ہم نے کس کس طرح گزاری ہے
 آئینہ ہاتھ سے نہیں رکھتا اس کی صورت پہ پیاری پیاری ہے
 وصل میں ہم نے دکھ اٹھائے ہیں ق اس کی فرقت یہ کیا بچاری ہے
 اس کی صورت کو بھی ترستے ہیں آہ یہ شکل اب ہماری ہے
 جس کے آنے کی کوئی طرح نہیں اس کی ہے اب انتظاری ہے
 اب غزل اور بھی لکھو غمگین عرض خدمت میں یہ تمھاری ہے
 غم گئے بھول اپنے غمگین کو
 پر اُسے یاد بس تمھاری ہے

﴿786﴾ ر خ ع غزل ندارد

نسخہ الف پر صفحہ ۲۱۷ اور ۲۸۵ پر یہ اشعار مکرر درج ہیں ماسوائے ایک شعر کے، وہ اس غزل میں شامل کر دیا گیا ہے۔

نسخہ الف - ۲۸۵

۱۔	م	۳۴۳	لفظ	یہ	ندارد
۲۔	ن	ش	شعر ندارد		
۳۔	ایضاً				
۴۔	ش	۶۶	اس کے آنے کی انتظاری ہے		
۵۔	ن	۷۶	ایک		
۶۔	ایضاً	کہو			
۷۔	ش	شعر ندارد			
۸۔	الف	م	ب	ر	ن
					شعر ندارد

﴿787﴾

پھر وہی نالہ اور زاری ہے پھر وہی شور و بے قراری ہے
 پھر وہی ہے خروش و جوش ہمیں ۲ پھر وہی دل کو اضطرابی ہے
 پھر وہی اپنی ہے فراموشی پھر وہی اُس کی یادگاری ہے
 پھر ہوا ہے فسادِ ساخوں میں پھر حمنائے زخمِ کاری ہے
 پھر وہی شوق ہے خرابی کا پھر وہی آہِ ذوقِ خواری ہے
 پھر ہے دل پر وہی ہجومِ یاس پھر وہی ناامید واری ہے
 پھر وہی گاہ گاہ غفلت ہے پھر وہی گاہ ہوشیاری ہے
 پھر وہی اس کی بات پر ہے یقین پھر وہی اس کی انتظاری ہے
 پھر اُسے ڈھونڈنے لگیں آنکھیں پھر وہی اُس کی پردہ داری ہے
 پھر وہی اپنی وہ ہوا پر ہے پھر وہی میری خاکساری ہے
 پھر وہی صلاحِ کارِ جنوں پھر وہی عشقِ کاروباری ہے
 پھر بھرا ہے دماغ میں سودا پھر امیدِ فصلِ نو بہاری ہے
 جو جوانی میں طرح تھی ممکن وہی پیری میں پھر ہماری ہے

جو مجازی میں طرح تھی ممکن

وہ حقیقی میں پھر ہماری ہے

﴿787﴾	ش-ع-	غزل ندارد
۱-	ب-۱۹۸	شور و بے قراری
۲-	ن-۵۸	بہر و بے جوش اور خروش ہے آہ
۳-	خ	شعر ندارد
۴-	ب-خ	شعر ندارد
۵-	خ	شعر ندارد
۶-	خ	شعر ندارد
۷-	الف-م-ب-ن-خ	شعر ندارد
		۱۲۵-ر

﴿788﴾

نہ تو گریہ نخل اور زاری ہے ہائے یہ کیسی بے قراری ہے
 اور کا انتظار ہے اس کو مجھ کو اور اُس کی انتظاری ہے
 کسی صورت سے بھولتی ہی نہیں ہے آہ یہ کس کی یاد گاری ہے
 کیا کہوں تم سے بے قراری کی بے قراری سی بے قراری ہے
 ہجر کی بھی نہ آہ ہو جیسی ہے وصل کی ہم نے شب گزاری ہے
 تجھ پہ گر ہو تو گنگ ہو واعظ حال جو کچھ کہ مجھ پہ طاری ہے
 بے خودانہ کبھی رہے یہ دل کبھی اور اُس کو ہوشیاری ہے
 پاؤں وحشت نے پھر نکالے ہیں بسکہ ایام نو بہاری ہے
 یہ نہ گزرے الٰہی دُشمن پر میں نے جس طرح شب گزاری ہے
 جس کو ہم جانتے تھے اپنا یار ہائے اوروں سے اُس کو یاری ہے
 تم تو کل قتل ہو چکے عملیں
 دیکھیے آج کس کی باری ہے

﴿788﴾	د	خ	غزل ندارد
۱۔	ش	۷۸	بے اور نہ
۲۔	ر	۱۴۵	آہ وزاری
۳۔	ش	۷۸	۱۱۹ ع اور مجھے اُس کی انتظاری ہے
۴۔	ش	۷۸	بھولتی ہی نہیں کسی صورت
	ع	۱۱۹	کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
۵۔	ر		شعر ندارد
۶۔	ر	۱۴۵	جیسے
۷۔	ش	ع	ب شعر ندارد
۸۔	ش		شعر ندارد
۹۔	ش	ر	شعر ندارد
۱۰۔	ش	ر	ع ب شعر ندارد
۱۱۔	بر حاشیہ الف	۲۱۷	
۱۲۔	بر حاشیہ الف	۲۱۷	

﴿789﴾

خدا کے واسطے آپک کہیں حد انتظاری ہے غرض تجھ بن قرار دل عجائب بے قراری ہے
 تمہاری شکل بن دیکھے یہ اپنی ہو گئی صورت کسی کی ہو نہ یہ صورت جو اب صورت ہماری ہے
 وہ جب دیکھے ہے آئینے کو کیا کیا مسکراتا ہے کہ صورت یعنی میری بھی قیامت پیاری پیاری ہے
 ترے ہجراں میں اے عالم کبھی کے مر گئے ہوتے یہ عمر اپنی امید وصل میں ہم نے گزاری ہے
 تو اب کے سال مجھ کو گلستاں میں قید کر چکیں
 کہ تازہ ہے جنوں اے یار فصل نو بہاری ہے

﴿790﴾

رات بھر ساتھ مرے اُس کو ہم آغوشی ہے دن کو پھر دیکھو تو اہم وہ ہی رو پوٹی ہے
 ترے سرشار کی کیا تجھ سے کہوں میں حالت ل کوئی دم ہوش ہو تو اُس میں بھی بے ہوشی ہے
 کان دھر کر نہ سنی ہائے میری بات کبھی اور دن لڑا رات تھیں غیروں سے سرگوشی ہے
 ہو کے چپ اُس کے تصور سے کروں ہوں باتیں گفتگو آہ مری دوستو خاموشی ہے
 گر یہی شرم و حیا ہے تو بتا اے عالم پھر مرے ساتھ یہ کیوں کا ہے کوئے نوشی ہے
 سایہ ساں وہ نہیں آتا مری آغوش میں آہ جس پری رو سے شب و روز ہم آغوشی ہے
 یاد میں تیری یہ عالم ہے تیرے غمکیں کا
 اپنے عالم سے بھی اب اُس کو فراموشی ہے

﴿789﴾	م	ب	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
﴿790﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد		
۱۔	ن	۶۷			دل بیمار کی کیا تم سے کہوں میں حالت		
۲۔	ن	۶۷			شب و روز		
۳۔	ب	ن			شعر ندارد		
۴۔	ن				شعر ندارد		

﴿791﴾

اس کی غیروں پہ مہربانی ہے ہائے یہ میری قدردانی ہے
 اٹھنے دیتی نہیں ترے سر سے اب یہ احسان ناتوانی ہے
 جی میں کیا کیا انگ آتی ہے بسکہ ایام نوجوانی ہے
 ان دنوں میں تو غیر پر اس کی کچھ نہایت ہی مہربانی ہے
 مرا قصہ وہ سن کے یوں بولے آپ بیکار یہ کیا کہانی ہے
 مجھ کو چینیے کا یاں گماں نہیں واں انہیں اور بدگمانی ہے
 میرے منہ میں رہاں نہیں گویا آپ کی یہ جو بدربانی ہے
 لطف بھری میں کیا ہے اے عکس
 عشق ہے اور نوجوانی ہے

غزل ندارد

﴿791﴾ م-ب-ن-ر-ع-

۱- طبق ش-۱۰۸

بکنے

الف-۲۹۱

شعر ندارد

۲- خ

﴿792﴾

جس پر اس مہ کی مہرانی ہے اس پر ایک قہر آسانی ہے
 وہاں تو وہ زور نوجوانی ہے یاں یہ پیری و ناتوانی ہے
 جان لب تک بھی آ نہیں سکتی ضعف ہے اپنی زندگانی ہے
 میرے منہ میں زباں نہیں گویا آپ کی یہ جو بد زبانی ہے
 اس کے بن دیکھے آہ جیتا ہوں سخت جانی سی سخت جانی ہے
 نہ فتا ہے نہ کچھ بھتا تجھ کو تو ہی باقی ہے تو ہی فانی ہے
 مگر نہ ہو تجھ سے دو جہاں کا کام شکر کر تیری کاروائی ہے
 میری سن کیا سن ہے مجنوں کی وہ کہانی بہت پرانی ہے
 دیکھ کیا کیا لئے ہے وہ گل رو رنگ میرا جو زعفرانی ہے
 ہاتھ کے گل کی پوچھ مت تمہیں ایک گل رو کی یہ نشانی ہے
 لکھ غزل ایک اور اے تمہیں
 اپنی گر طبع آزمائی ہے

﴿792﴾ ب-خ-ع- غزل ندارد

۱- حاشیہ بر الف- ۲۲۱ م-ر- شعر ندارد

۲- ش- ۸۰ جان لب سے نہیں نکل سکتی

۳- م- ۳۵۱ میر

۴- ر شعر ندارد

۵- ش- ۸۰ اس کے دیکھے بغیر جیتا ہوں

۶- م- ۳۵۱ لفظ ”ہے“ ندارد

۷- ش- ۵ شعر ندارد

۸- م- ۳۵۱ کافرائی

۹- ش- ۵ شعر ندارد

۱۰- ش- ۵ شعر ندارد

۱۱- طبق م- ۳۵۱ (الف- ۲۲۱ کیا)

۱۲- ش- ۵ شعر ندارد

۱۳- ایضاً

﴿793﴾

طالع دید کس کو جانی ہے پھر یہ کاہے کو لن ترانی ہے
 میں جو دیکھوں ہوں ذرے ذرے میں تجھ کو یہ تیری مہربانی ہے
 جب سے دیکھا حریم دل میں تجھے میں ہوں اور اس کی پاسبانی ہے
 ہوں گر آگاہ تو فنا ہو جائیں اپنی غفلت ہی زندگانی ہے
 حال دل اس سے کیا کہوں ہدم یونہی ناحق قصہ خوانی ہے
 آج سے میں نہیں ترا عاشق عشق میرا یہ جادوانی ہے
 ہو فنا سے فنا نہ کیوں پہلے آفرش یہ جہان فانی ہے
 موت آتی نہیں ہے مردہ جاں زندگی اپنی ناتوانی ہے
 نہ تو زندہ نہ اور مردہ میں کچھ عجب اپنی زندگانی ہے
 کیا کہوں مجھ سے بدگماں کو مرے بدگماں سی بدگماںی ہے

ہاتھ کے گل کی پوچھ مت عملیں

ایک گل رو کی یہ نشانی ہے

﴿793﴾ ش ن خ ع غزل ندارد

۱۔ ر شعر ندارد

۲۔ ایضاً

۳۔ ب ر شعر ندارد

۴۔ ر شعر ندارد

۵۔ ب ر شعر ندارد

۶۔ ایضاً

۷۔ الف ۲۲۲ ہاتھ سے گل کو

یہ شعر نسخہ ن اور ش میں اس سے پچھلی غزل کا مقطع ہے جبکہ الف م اور ب

میں اس غزل میں شامل ہے ر شعر ندارد

﴿794﴾

ایک دو دن کی زندگانی ہے اور قصہ یہ سب کہانی ہے
 زلف سے تیری ہے پریشاں دل اس سبب مجھ کو سرگرمی ہے
 جان تن سے نکل نہیں سکتی یاں تلک آہ ناتوانی ہے
 قصہ زلف کیا بیان کروں تھوڑی شب اور بڑی کہانی ہے
 منہ پہ کچھ اور دل میں ہے کچھ اور گفتگو تیری سب زبانی ہے
 کچھ میری قبر نامعلوم کہ مجھے درد اک نہانی ہے
 عاقبت کا بھی کام کر تمکین
 آخرش یہ جہاں فانی ہے

﴿795﴾

میں چاہوں نہ چاہو تم یہ چاہ نرالی ہے میں چاہوں نہ چاہو تم یہ چاہ نرالی ہے
 اتنی تو ہماری بھی کرتا ہے وہ اب عزت اتنی تو ہماری بھی کرتا ہے وہ اب عزت
 ہوں میں تو ترا محرم کچھ مجھ سے نہ کر پردہ ہوں میں تو ترا محرم کچھ مجھ سے نہ کر پردہ
 در پر جو مجھے اپنے دیکھے ہے تو اب اُس نے در پر جو مجھے اپنے دیکھے ہے تو اب اُس نے
 چہب غنّی وہ آفت ہے وہ گات قیامت ہے چہب غنّی وہ آفت ہے وہ گات قیامت ہے
 کے رات ابھی ۳ کے دن چودہ کا توکل ہے سن کے رات ابھی ۳ کے دن چودہ کا توکل ہے سن
 شاید کہ کہیں سے وہ اب چاند نکل آیا شاید کہ کہیں سے وہ اب چاند نکل آیا
 چھاتی کی یہ ہے صورت بلور کی ہے صورت چھاتی کی یہ ہے صورت بلور کی ہے صورت

غنّے کو ہوا اس کی پہنچی نہیں پر اس نے

ترکیب و طرح تمکین اب گل کی سی ڈالی ہے

﴿794﴾	م	ب	ن	ر	خ	ع	غزل ندارد
﴿795﴾	ب-ر-ع	غزل ندارد					
۱-	ش-۱۱۰	اور					
۲-	م-۳۶۱	دیوار پیچھے					
۳-	م-۳۶۱	بھی					
۴-	خ	شعر ندارد					
۵-	حاشیہ الف-۲۲۷	م-ن-خ	شعر ندارد				
۶-	ایضاً						

﴿796﴾

تری یہ حمد اے واعظ سفیدی پر سیاہی ہے
 دلیلوں سے کریں ہیں کور چشم اثبات یہ اس کا
 کج دوا کج سوا ہرگز قدم سیدھا نہیں رکھتا
 ترے اقرار اور انکار سے ہوتا ہے کیا قاتل
 گدائی جور سے کرتے ہیں شہ اپنی رعایا سے
 بھلا وہ اپنی رہ میں واعظا گمراہ ہیں کیونکر
 سے و معشوق سے انکار کس مذہب میں ہے جائز
 رہوں ہوں ہرزہ گردی میں جو اس کے واسطے میں تو
 ہمیں ہر شے مجسم صورتِ حمدِ الہی ہے
 کہ رخشاں حسن جس کا مہر سے لے تا بہا ہی ہے
 عجب انداز سے چلتا وہ کچھ بانکا سپاہی ہے
 ہمارے قتل کی دیتا ترا مکھڑا گواہی ہے
 گدائی میں فقیر بے نوا کو بادشاہی ہے
 جدھر کو راہ ہے جس کی ادھر وہ شخص راہی ہے
 یہ تیری گفتگو سب واعظا وہی چاہی ہے
 کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے وہی ہے

دیوانہ بن کے صحرا میں قدم آگمیں نے رکھا ہے

پری رو چاہتا ہے تیرا سراسر اک چاہی ہے

﴿796﴾	ش	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ب	۱۹۱	دلیوں		
۲۔	ب	۱۹۱/۱۲۱	پھر		
۳۔	ر	۱۲۱	درخشاں		
۴۔	ایضاً	ماہ			
۵۔	ر	شعر ندارد			
۶۔	ب	۱۹۱	فقیری		
۷۔	ر	شعر ندارد			
۸۔	ر	۱۲۱	بھلا واعظ وہ اپنی راہ میں گمراہ ہیں کیونکر		
۹۔	ب	ر	شعر ندارد		
۱۰۔	ایضاً				
۱۱۔	ر	۱۲۱	دوانہ		
۱۲۔	م	۳۲۱-۱۲۱-ب ۱۹۱	قدم رکھا ہے غمگین لے		
۱۳۔	ر	۱۲۱	چاہتا		

﴿797﴾

تجھ میں جو ہے تو اُس کو تو حق جان بھی چلا
 ہر شے میں ہے موجود نہیں ہے کسی شے میں
 اُس بت پہ فدا دین اور ایمان کروں میں
 تو جس سے کہ انجان ہے اے جان یقیں جاں
 پئی ہو جسے شوق سے وہ آکے پیے یاں
 ہم کون ہیں آئے ہیں کہاں جائیں گے کس جاں
 اوّل ہے نہ آخر ہے نہ ظاہر ہے نہ باطن
 عرفان جو کہتے ہیں سو عرفان بھی ہے
 اُس دوست بے رنگی کی پہچان بھی ہے
 اے شیخ میرا دین اور ۴۔ ایمان بھی ہے
 موجود ہے جو کچھ وہ مری جان بھی ہے
 ق ے کش کی اب اس شہر میں دکان بھی ہے
 اب فکر ہمیں ہر دم و نل ہر آن بھی ہے
 بے کیف کا عشاق کو فرمان بھی ہے

وہاں جام دے جس سے نہ رہے علم دو عالم

ساتی ترے غمگین کو بس ۱۲ ارمان بھی ہے

﴿797﴾	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	۱۲۳	اب مجھ میں جو ہے اس کو تو حق جان بھی ہے
۲۔	ر	۱۲۳	ہمدم
۳۔	م	۳۳۳	بے رنگی
۴۔	م	۳۳۳	واوار
۵۔	ش	ن	شعر ندارد
۶۔	ر	۱۲۳	خوب
۷۔	ش	ن	شعر ندارد
۸۔	ش	۵/۶۳	میں کون ہوں آیا ہوں کہاں جاؤں گا کس جا
۹۔	ن	۵۸	مجھے
۱۰۔	م	۳۳۳	لفظ و ندارد
۱۱۔	م	۱۹۳	ایک ۱۲۳ اک
۱۲۔	ر	۱۲۳	لفظ "بس" ندارد

﴿798﴾

دل کدورت سے صفا مانگے ہے درد سے یعنی دوا مانگے ہے
 ترے بیمار کی اس کا غمخوار روز مرنے کی دعا مانگے ہے
 سچ بتا کیا ہے تری اس میں صلاح تجھ کو وہ شوخ دلا مانگے ہے
 اس کو لذت نہیں بیماری کی جو مرض سے کہ شفا مانگے ہے
 ناز و انداز و ادا شوخ ترا مجھ سے مفلس سے یہ کیا مانگے ہے
 وحیو دامن صحرا سے مرا تن عریاں یہ قبا مانگے ہے
 خوں نہیں بچڑ مڑگاں میں ترے اور حنا فندق پا مانگے ہے
 تنگی دل کو مری دیکھ کے آہ غنچہ کھلنے کی ہوا مانگے ہے
 بے خبر حیرے عدم سے یہ وجود دمہم یار فنا مانگے ہے
 عقل عملیں کی ہے دیوانوں کی
 لو فنا سے یہ بھا مانگے ہے

﴿798﴾ ش م ب ر خ ع غزل ندارد
 ۱۔ الف شعر ندارد
 ۲۔ ایضاً
 ۳۔ ایضاً

﴿799﴾

کب یہ عملیں کسی کو دیکھے ہے جس کو دیکھے تجھی کو دیکھے ہے
 ساری محفل میں وہ یہ کہتے ہیں یہ دیوانہ بھی کو دیکھے ہے
 مجھ پہ پڑتی ہے اور اُس کی آنکھ دیکھنے کو سبھی کو دیکھے ہے
 تجھ کو منظور بھی ہے دل لینا یا یونہی میرے جی کو دیکھے ہے
 منتظر یوں ہوں اُس کے ہنسنے کا جیسے بلبل کلی کو دیکھے ہے
 پہروں آئینہ رکھ کے سامنے وہ اپنی ہنس ہنس کو دیکھے ہے
 اُس کو اللہ یاد آتا ہے جو کہ تیری مٹی کو دیکھے ہے

دونوں عالم میں صرف اے عملیں

سچ ہے یہ تو اسی کو دیکھے ہے

﴿799﴾	ب	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	ر	شعر ندارد			
۲۔	ش	۹۳	دل کا لینا بھی ہے تجھے منظور		
۳۔	ش	شعر ندارد			
۴۔	ایضاً				
۵۔	ر	۱۴۴	سچ تو یہ ہے		
۶۔	ش	۹۳	صرف تو ایک اسی کو دیکھے ہے		

﴿800﴾

وہاں وہ اس دل نے ستایا ہے کہ جی جانے ہے
 باتیں کرنے میں کسی اور سے مجھ کو اس نے
 نکلنے کا وہ ترے شب کو نشے میں عالم
 ہر مو کیا کہوں میں تم سے وہاں سے قاصد
 پنا کے سے شب کو خفا ہو کے ترے جانے سے
 ہائے اُس پردہ نشیں نے مجھے اس شکل سے آہ
 بن ترے دکھنے یہ اٹھایا ہے کہ جی جانے ہے
 ایسا آوازوں سے ستایا ہے کہ جی جانے ہے
 دل میں کچھ ایسا سمایا ہے کہ جی جانے ہے
 ہائے پیغام وہ لایا ہے کہ جی جانے ہے
 وہ وہ دل پرے مرے آیا ہے کہ جی جانے ہے
 اپنی صورت کو دکھایا ہے کہ جی جانے ہے
 بیٹھ کر بزم میں شب اُس کی کہوں کیا تمکین
 لطف وہ میں نے اٹھایا ہے کہ جی جانے ہے

﴿800﴾	ب	ج	ع	غزل ندارد
۱	ر	۱۴۳	ایسا	
۲	ر	۱۴۳	وہ	
۳	ر	۱۴۳	آواز	
۴	م	۳۷۳	لفظ "ہے"	ندارد
۵	ر	۱۴۳/خ	۱۳۹	میں

﴿801﴾

جب تغافل کا مجھے اُس کے تصور آئے ہے
 اچلاہٹ کا جب اُس کی دھیان مجھ کو آئے ہے
 ایک حسرت ہو تو کہیے لاکھ حسرت آئے ہے
 روز و شب رہتا ہے میرے پاس وہ اے ہمدرد
 بات اُس کی بھی مرا دل عقل میں لاتا نہیں
 اس طرح یہ آتش دل اب رلائی ہے مجھے
 کب یقین یہ تھا کہ میں اُس بت کو دیکھوں غیر پاس
 خاندانی ہے یہ دیوانہ کرو مت اس کو قید
 تو وہیں اے ہمدرد غفلت سی کچھ آجائے ہے
 سنسنی سی دوڑ سارے تن بدن میں جائے ہے
 بات اس کے کان میں جب غیر کچھ کہہ جائے ہے
 پر اکیلے میں وہ مجھ سے اب تلک شرمائے ہے
 یہ وہ دیوانہ ہے گریز مجنوں اسے سمجھائے ہے
 جس طرح ہوتی ہے بارش جب بہت گرمائے ہے
 دیکھتا ہے آہ بندہ جو خدا دکھلائے ہے
 سلسلہ اپنا یہ دل مجنوں تلک پہنچائے ہے

اس ردیف و قافیہ میں لکھ غزل غمگین ایک اور

شعر کہنے سے تو ایسا کس لیے گھبرائے ہے

﴿801﴾	ب-ر-ش-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	نسخہ الف- ۲۳۰	میں یہ شعر حاشیے میں بتکرار لکھا ہے
۲۔	۳۶۶-م	گھر
۳۔	۳۶۷-م	لفظ "ایک" ندارد
۴۔	ن-	شعر ندارد

﴿802﴾

جبکہ ہمسایہ مرے وہ شوخ مہماں آئے ہے
 غیر کے جب ساتھ میرے گھر میں وہ آجائے ہے
 اس کو ہم چشمو بھلا کس طرح میں ٹھنڈا کروں
 جب اکیلے میں گلے اُس کے چٹ جاتا ہوں میں اب
 پوچھتا تھا کل وہ لوگوں سے کہ میرے ہجر میں
 دل کو جمعیت میسر کس طرح ہو ہدمو
 پردہ ظلمات سے مشکل ہے اس کو پے کی راہ
 گو کہ اس پردہ نشیں کا دیکھنا مشکل ہے پر

دل کی بے تابی سے ہدم دم ہی نکلا جائے ہے
 ہائے میں کیا کیا کہوں جو جو کہ دل پر آئے ہے
 آتش دل اُس کی مڑگاں کی جھپک بھڑکائے ہے
 منہ سے کچھ کہتا نہیں لیکن بہت شرمائے ہے
 اب وہ دیوانہ کہو دل کس طرح بہلائے ہے
 سو پریشانی وہ کافر زلف سر پر لائے ہے
 پر یہ خضر عشق آسانی سے واں پہنچائے ہے
 اپنا نقشہ وہ بہر صورت مجھے دکھلائے ہے

جب شب ہجراں میں مجھ کو نیند آتی ہی نہیں

سورہوں کچھ کھا کے غمکیں یہی دل پر آئے ہے

﴿802﴾ ش-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

۱- ۳۶۷-۲ لفظ 'میں' ندارد

۲- ۳۶۷-۲ ن ۶۲ گہرائی

﴿803﴾

شاید گئے تھے شب کو گھر اس کے بن بلائے
 ہو خواہ وجد و وجدان اور خواہ ہو تواجد
 بہکیں نہ کس طرح ہم اے عے کٹھنٹے میں
 نعلے پہ میرے آکر ہنس کر لگا ہو کہنے
 کیوں دوست دل سے ہدم اس شوخ کے ہوئے ہم
 اس مہر کو ستم ہم کیونکر نہ سمجھیں مہ رو
 دیکھیں ہیں اس کی آنکھیں کس سے لگائیں آنکھیں
 اُمی نہیں ہوں لیکن دیتا نہیں دکھائی
 دن بھر ہوا غمگین جو تجھ کو منہ چھپائے
 پڑتا ہے ناچنا ہی جس ناچ وہ نچائے
 رہتا نہیں ہے ساقی ہر روز بن پلائے
 میرے لیے پڑا ہے یہ صرف دم چرائے
 دشمن جو جاں کے سب اپنے ہیں اور پرائے
 وعدہ تو شام کا تھا اور آپ صبح آئے
 خویوں میں کون ہے وہ جو آنکھ میں سمائے
 سو بار دن میں کھڑا اپنا وہ گر دکھائے

شاید ہنسی ہنسی میں بگڑی ہے اس سے غمگین

رونی جو اپنی صورت بیٹھا ہے تو بنائے

﴿803﴾ ش-و-ب-ر-خ-ع- غزل ندارد

ا- م- ۴۴۱ لفظ "ہیں" ندارد

﴿804﴾

مر گئے مت پوچھ شب کی بے قراری ہائے ہائے
 ذکر مت کر یار اپنے بت کے نقشے کا مجھے
 وہ بھی اپنے حسن پر مفتوں ہے کب ہو میرا یار
 جس کی تعریفوں میں ہدم گھس گئی میری رہاں
 مجھ کو بے ل کر کے اس نے پھیر لی پھر اپنی آنکھ
 قتل ہم کو تو کیے اک عمر گزری ہدموں
 جام ایسا دے رہوں میں مست جس سے تابہ حشر
 کاش شب کو وہ صنم آوے الہی میرے پاس
 لاکھ سودا ایک سر ہے مجھ دیوانے کا یہ حال
 اپنے رونے کا نہیں رونا مجھے رونا ہے یہ
 خاک ہونا اے صبا میرا ملا سب خاک میں
 سے کشی کی بزم ساقی ہوئی جاتی ہے تمام

زعمی تھی اور کوئی دن ہماری ہائے ہائے
 یاد آتی ہے وہ صورت پیاری پیاری ہائے ہائے
 ہے تیرا اغیار سے بھی اُس کی یاری ہائے ہائے
 اس کی کس منہ سے کروں شکوہ گزاری ہائے ہائے
 داغ ہے دیکھی نہ میری جاں فثاری ہائے ہائے
 اب وہ لے بیٹھا ہے کس کی سوگداری ہائے ہائے
 آ چلی پھر مجھ کو ساقی ہوشیاری ہائے ہائے
 مجھ سے تا دن کو نہ کھینچے شرمساری ہائے ہائے
 آئی تس پر سر پہ یہ فصل بہاری ہائے ہائے
 وہ بھی اب چھپ چھپ کرے ہے اٹکلہاری ہائے ہائے
 دی اڑا اس درہ سے تو نے خاکساری ہائے ہائے
 اب تک آئی کیا نہیں ہے میری باری ہائے ہائے

اس نے وعدہ یاں کے آنے کا کیا اب تک نہیں
 مجھ کو ٹمکن ہے یہ کس کی انتظاری ہائے ہائے

﴿804﴾	ش-و-ر-خ-ع-غزل ندارد
۱۔	ب-۲۳۳ مسیے
۲۔	ب شعر ندارد
۳۔	ایضاً
۴۔	م-۴۱۷ ڈر

﴿805﴾

کل شب کو وہ نئے میں یکا یک جو آگئے
 اُس گل کی بو جو آئی نسیمِ سحر سے آہ
 شب کو یقین ہے غیر کے گھر میں رہیں گے وہ
 آیا خیال کس کے غمکدان کا ہے مجھے
 مجھ کو نشہ بہت ہے نہ دے ساقیا شراب
 اُس چشمِ زرکی کا جو بے نیاز ہوں سو ہوں
 کیونکر اب اعتبار ہو اس بات پر ہے یاد
 جاننا جو تھا گھر اپنے تو دینا تھا مجھ کو زہر
 توبہ کے پاؤں! میرے وہیں ڈگمگائے
 بس ہاتھ پاؤں یار مرے سننا گئے
 تجھ کو جو اس خوشی سے گھر اپنے بلا گئے
 زخمِ جگر تمام جو یوں تھلکا گئے
 لحظہ ہوا وہ آنکھوں سے آنکھیں ملا گئے
 تم پوچھ پوچھ یارو میرے کان کھا گئے
 تم میرے سر کی صاف قسم جھوٹ کھا گئے
 اچھی شراب آپ بھی شب کو پلا گئے

غمگین نہ پوچھ تو جگر و دل کی کچھ خبر

خوں ہو کے ساتھ اشک کے وہ بہہ بہا گئے

﴿805﴾	ش۔ ب۔ ع	غزل ندارد
۱۔	۱۴۶۔ ر۔	میرے پاؤں
۲۔	۷۴۔ ن۔	ہمدم بس ہاتھ پاؤں میرے سنسنا گئے
۳۔	۷۴۔ ن۔	شعر ندارد
۴۔	۷۴۔ ن۔	سلا
۵۔	۷۴۔ ن۔	شعر ندارد
۶۔	۷۴۔ ن۔	کایہ مجھے
۷۔	۷۴۔ ن۔	ہم کو
۸۔	۳۸۲۔ م۔	لفظ "جو" ندارد
۹۔	۷۴۔ ن۔	شعر ندارد
۱۰۔	۷۴۔ ن۔	شعر ندارد
۱۱۔	۷۴۔ ن۔	جاننا تھا گھر جو
	۷۴۔ ن۔	شعر ندارد

﴿806﴾

تم آکے ہائے باغ میں کیا گل کھلا گئے مرغ چمن قفس میں جو یوں ترپہڑا گئے
 بوسے کا اُن لبوں کے جو گزرا مجھے خیال بولے وہ کیوں یہ ہونٹھ میرے جھل جھلا گئے
 دل تو لیا ہے اس نے مرا نامہ مگر بک بک کے تم اب اور میری جان کھا گئے
 آتی نہیں ہے حور بھی میرے خیال میں لکھڑا وہ جب سے خواب میں مجھ کو دکھا گئے
 کہتے تھے آپ تجھ کو نشہ مجھ سے ہے بہت اب کہیے کس کے پاؤں بھلا لڑکھڑا گئے
 نکلی جو آہ میرے دل بے قرار سے بے اختیار بزم میں وہ تلملا گئے
 تا صبح چشم و گوش رہے در پہ منتظر دم دے کے گھر وہ اپنے جو شب کو سلا گئے

ہم کو رہا نہ حضرت غمکیں سے کچھ گلہ

وہ دوسری غزل ہمیں ایسی سنا گئے

﴿806﴾ ب۔ ش۔ ر۔ خ۔ ع۔ غزل ندارد

ا۔ م شعر ندارد

﴿807﴾

کچھ بس نہ چل سکا وہیں ناچار ہو گئے زلفوں کو دیکھ اس کی گرفتار ہو گئے
 چھیڑا جو ان کو میں نے تو جھنجھلا کے یوں کہا ذرا سے منہ لگانے میں تم یاڑ ہو گئے
 کیا وہ دوا کریں مرے آزار عشق کی عیسیٰ خود اس کی چشم کے پیار ہو گئے
 دیوانے ایسے ہم نہیں جو چاہیں اور کو بس ہم تمہیں کو چاہ کے ہوشیار ہو گئے
 یوں آپ تو وہ دیتے رہے مجھ کو گالیاں جب میں نے کچھ کہا وہیں ہزار ہو گئے
 آخر ہمیں نے عشق کی آتش قبول کیا مگر تمہارے پہلے کے سب یار ہو گئے
 تم کو رہا نہ حضرت دل ہوش سے کئی دو جام میں ہی واہ یہ سرشار ہو گئے
 یک ذرہ ہوش دونو جہاں کا نہیں رہا ہمدرد ہم ایسے عشق میں سرشار ہو گئے
 غمگین بدل کے قافیہ لکھو غزل اک اور
 کیوں حال دل کے نظم سے ناچار ہو گئے

﴿807﴾ ب-خ-ع- غزل ندارد

۱- ر- ۱۳۱ کی

۲- م- ۳۱۲ یار

۳- ر شعر ندارد

۴- ایضاً

۵- ش- ۱۰۳ نووہ

۶- ش- ۱۵۳ / ن- ۷۶ ہم نے ہی آخر عشق کی آتش قبول کی

۷- ر شعر ندارد

۸- ر- ش- ن شعر ندارد

۹- ن- ۷۶ / ش- ۱۰۳ غمگین تم

۱۰- حاشیہ الف- ۲۵۷ م- ر شعر ندارد

۱۱- ن- ش شعر ندارد

﴿808﴾

آپ اپنے وصل کے لیے مجبور ہو گئے اپنے ہم اختیار سے مجبور ہو گئے
 تعزیر سے گزر گئے معذور جب رکھا یاں تک کیے گناہ کہ مغفور ہو گئے
 اتنی ہی غلطی کو نہ ہوئی اپنی کچھ شناخت جتنے کہ ہم جہاں میں مشہور ہو گئے
 اپنا سا شیخ کو بھی کیا ہے شراب خوار جھینگر کے حق میں رند یہ زبور ہو گئے
 نزدیک تیرے آتے ہی پیر مغاں ہمیں اپنے خیال و وہم وہ سب دور ہو گئے
 تکرار جو نہیں ہے تجلی کو تو بتاں ایک ایک اپنے حسن پہ مغرور ہو گئے
 دیوانہ مختب نے سمجھ کر کیا نہ امر ہم کثرت شراب سے معذور ہو گئے
 اس کو تو اختیار سمجھتے ہیں اور جبر یہ لوگ جو جو کاموں پہ مامور ہو گئے

ساقی قسم ہے شب کو کہ غم کی بزم میں

ہم بن چے شراب ہی مخمور ہو گئے

﴿808﴾ ش-ن-خ-ع- غزل ندارد

۱- ر- شعر ندارد

۲- ایضاً

۳- ایضاً

۴- ر- ۱۴۷ وہم و خیال جتنے تھے سب دور ہو گئے

﴿809﴾

اُس کی مڑگاں کے جو اس دل پہ خطا تیر ہوئے
 شمع گل لینے میں جو ہوگئی شب کو خاموش
 گوش مقصود تلک ایک نہ پہنچا ہم
 واسطے اپنے ہوا دامن صحرا زنداں
 کیوں نہ آباد مرا رہوے خرابہ کہ مکاں
 دائے قسمت کا لکھا اُن میں سے خطاے قاصد
 گالیاں کھانے کو ہم دینے کو عشرتِ برباد
 بات کا میری جواب اُس کو نہ آیا تو کہا
 بہرِ وادِ ہجر سے بھی وہ نہیں کچھ وصل تو وصل
 جیس بہ ابرو ہوئے وہ دشت بہ شمشیر ہوئے
 کیا زباں کھول کے وہ میرے گلوگیر ہوئے
 آہ سب راہ میں گم نالہ شب گیر ہوئے
 گو کہ ہم وحشی مقید نہ بہ زنجیر ہوئے
 دوں دوں برباد ہوئے جوں جوں کہ تعمیر ہوئے
 ایک پہنچا نہ وہاں جتنے کہ تحریر ہوئے
 ہائے اُس شوق سے کیوں طالب توقیر ہوئے
 اب مری جان کو تم صاحب تقریر ہوئے
 وصل جو یار سے کہتے ہیں بہ تہذیر ہوئے
 دوستوں کا تو ہوا کس لیے دشمنِ تمکین
 حالِ دل سن کے ترا ہائے وہ دگیر ہوئے

﴿809﴾	ش-ن-ب-ر-خ-ع-	غزل ندارد
۱۔	۴۲۳	عزت
۲۔	طبق م-۴۲۳ (الف-۲۶۳-بہرور)	
۳۔	۴۲۳-م	نہ

﴿812﴾

ان کی خوشی پر ہی رہا کیجیے جی میں ہے اب کچھ نہ کہا کیجیے
 پاؤں تیرا گھر میں ٹھہرتا نہیں ہاتھ سے کیا تیرے دلا کیجیے
 رکھی کوئی دن ہے اگر دوستی شب کو بہت سے نہ پیا کیجیے
 دم بھی کھتا نہیں اس ہجر میں اب کہو کس طرح جیا کیجیے
 دیکھیں کہ کیا گزرے ہے اک روز تو اس کو تصور میں خفا کیجیے
 گریہ سے کرتے ہیں اگر مجھ کو منع آپ نہ ہر یک سے ہنسنا کیجیے
 ہجر میں جب مبر نہ ہو ہمدوم پھر کہو کیا اس کے سوا کیجیے
 وقت کے ہیں آپ اگر پارسا مبر کی تو میرے دعا کیجیے
 پھر نہ کوئی آئے ملاقات کو اپنا اگر حال کہا کیجیے
 آج سے پینے کے نہیں ہم شراب شب کے نشے کا نہ گلہ کیجیے
 تو بھی ادھر جا کے نہ آوے گی پھر پیک اگر باد صبا کیجیے

جس میں کہیں لوگ اُسے بے حیا
 اتنی نہ عملیں سے حیا کیجیے

﴿812﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

- ۱۔ ۵۴-ن روئے سے مت ہو جیسے ناخوش مرے
 ۲۔ طبق م- ۳۷۵ / ۵۴-ن / ب- ۲۰۹ (الف ۲۳۵-گلا)
 ۳۔ ۵۴-ن غمبگن سے اتنی نہ حیا کیجیے

﴿814﴾

جب تک یہ زندگی کیجیے دل کی اپنے پاسانی کیجیے
 لایعہ طاقت کہاں سے اس قدر جو بیان نہ ناتوانی کیجیے
 شعر کا بھی شوق گر ہووے اسے اپنے ڈھب کی شعر خوانی کیجیے
 دل کہاں جو کیجیے تجھ پر ثار جاں کہاں جو جانفشانی کیجیے
 ہم کو اب کوئی گماں تجھ سے نہیں کس گماں پر بدگمانی کیجیے
 شیخ جیہ دیتیے جوانوں کو نہ پند یاد اپنی بھی جوانی کیجیے
 کیا مزے آتے ہیں اے عملیں اگر
 ذکر کچھ اُس کی رہانی کیجیے

﴿814﴾	ش-ر-ب-خ-ع	غزل ندارد
۱۔	طبق-ن-۳۶	
	م-۳۹۵	لفظ "جی" ندارد
۲۔	الف-۲۴۷	لائے
۳۔	الف-۲۴۷	بیانی
۴۔	م-۳۹۵	لفظ "جی" ندارد

﴿816﴾

شمع رو عاشق کو یوں اپنے جلانا چاہئے کچھ ہسانا چاہئے اور کچھ رلانا چاہیے
 زندگی کیونکر کئے بے شغل اس پیری میں آہ تم کو اب اس نوجوان سے دل لگانا چاہیے
 اس میں سب راز نہاں ہو جائیں گے ہم پر عیاں پھر اسے اک بار گھر اپنے بلانا چاہیے
 منہ سے لگنے دیجیے پھر دیکھیے بندے کے قیل ایسے عکس کو تو اے صاحب بلانا چاہیے
 پھر یہ ممکن ہے کہ میرے پاس تو اک دم رہے کچھ نہ کچھ اے یار بس تجھ کو بہانا چاہیے
 میں شب ہجراں میں تیرے یار جاگا ہوں بہت پاس اپنے وصل میں مجھ کو سلانا چاہیے
 عاشق و معشوق میں ہوتا ہی ہے راز و نیاز گو وہ روٹھے یا منے مجھ کو منانا چاہیے
 جو نہ عاشق کو ستاوے کا ہے کا معشوق ہے وہ کہیں ہیں اپنے عاشق کو ستانا چاہیے
 تیرے اس بیمار کا آیا ہے اب آنکھوں میں دم اس کے بالیں پر تجھے اک بار جانا چاہیے

گو بہت ہوشیار عاشق اے پری رو ہیں ترے

لیکن ان میں ایک ممکن سا دیوانہ چاہیے

﴿816﴾	م۔ ب۔ ن۔ ر	غزل ندارد
۱۔	خ	اپنے یوں
۲۔	خ	شعر ندارد
۳۔	ش۔ ۱۱۳	مجھ کو
۴۔	حاشیہ الف۔ ۲۹۱	
۵۔	ایضاً	
۶۔	ایضاً	

﴿815﴾

ایک یہ تو مت کہو تم گھر کے جانے کے لیے اور کچھ باتیں کرو میرے کڑھانے کے لیے
 تیرے دیلا پر آ کے کل بیٹھا نہ تھا وہ بے قرار آج اس کو لوگ آئے ہیں اٹھانے کے لیے
 ہائے جس کے واسطے یہ حال ہے کہتا ہے وہ یہ بتایا حال ہے کس کے دکھانے کے لیے
 صدقے اس تقدیر کے میں وہ ہی الٹی ہوئی میں نے جو تدبیر کی ہے اُس کے بلانے کے لیے
 وہ پری رو راہ میں کہتا ہے مجھ کو دیکھ کرے میں یہ رستا چھوڑ دوں گا اس دیوانے کے لیے
 ہائے کس کس طرح اپنی چھب کو کرتا ہے درست گات کو وہ شوخ اب مجھ سے چھپانے کے لیے
 ہائے یوں کہنے لگا وہ سن کے میری سرگذشت اس قدر بکنا ہے کیوں تو سر پھرانے کے لیے
 غیر سے جو یوں خوشی ہو ہو کے کرتا ہے وہ بات بات اے اہم نہ یہ ہے میرے کڑھانے کے لیے

دیکھ کر بے تاب غمگین ہوں مجھ کو چٹون میں کہا

پھر مری محفل میں آیا تملانے کے لیے

﴿815﴾	ب۔ ر۔ خ۔ ع۔	غزل ندارد
۱۔	ش۔ ۷۷	ستانے
۲۔	ن۔ ۵۳	تیرے در بہ کل جو آ بیٹھا تھا جی دینے کو آہ
	ش۔ ۷۷	تیرے در پر جو کل
۳۔	ش۔ ۷۷	وہ یوں کہے
۴۔	م۔ ۳۴۸	کی تھی
۵۔	ش۔	دیکھنا میرے جب مجھے رستے میں تب کہتا ہے وہ
۶۔	ش۔	شعر ندارد
۷۔	حاشیہ الف۔ ۲۲۰ / م۔ ن	شعر ندارد
۸۔	ش۔ ۷۷	وہ کرتا ہے بات
۹۔	ش۔ ۷۷	غمگین
۱۰۔	م۔ ن	شعر ندارد
	ش۔ ۷۷	اس نے

﴿817﴾

صرف مجھ کو عشق تیرا چاہیے عشق ہو تیرا تو پھر کیا چاہیے
 یار ایسا ہے کہ جیسا چاہیے کس طرح جیسا ہے ویسا چاہیے
 یہ بہانہ نیک ہے پی کر شراب آج اُس کو خوب چھیڑا چاہیے
 جس کے بن دیکھے ہے یہ حالت مری دیکھیے تو کیا ہو دیکھا چاہیے
 وہ بلاوے گا جنازے پر تمہیں زندگی جس کو دوبارہ چاہیے
 یار بے پردہ ہے روز و شب مگر دیکھنے کو چشم بینا چاہیے
 جو نہ سمجھے اُس کو سمجھاتا ہے تو نامسا اتنا تو سمجھا چاہیے
 چاہیے تم کو کہ جو چاہے تمہیں کچھ نہ کچھ اُس کو بھی چاہا چاہیے
 بس ہے اُس کی چشم بے و پینے کا خیال یہاں کے اب جام و مینا چاہیے
 موت سے برتر ہو جس کی زندگی زندگی کو اس کی دیکھا چاہیے
 دیکھ ہدم کیا نشہ ہے اُن کو آج ہائے اب یاں مگر ہمارا چاہیے

وصل کی بھی آرزو نکلیں نہ ہو

یعنی عاشق بے حنا چاہیے

﴿817﴾ ش خ ع غزل ندارد

۱۔ ر شعر ندارد

۲۔ ب ر شعر ندارد

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ م ۳۹۲ سمجھنا

۶۔ ر شعر ندارد

۷۔ ر ۱۲۹ چشم و بینی

۸۔ ر شعر ندارد

﴿818﴾

کوئی قامت خوبصورت چاہیے دیکھیے پھر کیا قیامت چاہیے
 صبر کی قدرت نہیں ہم کو مگر آہ کرنے کو بھی طاقت چاہیے
 چشم تر یا خشک لب یا رنگ درد عشق کی کچھ تو علامت چاہیے
 بزم میں اُس کی نہ پینا پھر شراب آدی کو اپنی عزت چاہیے
 بعض ہی رکھیے نہ ہو الفت اگر یہاں کے الفت محبت چاہیے
 ہو طریقت کا اگر کچھ شوق و ذوق تو تجھے پاس شریعت چاہیے
 کچھ نہ کچھ انساں کو اے دل ہے ضرور گر نہ دولت ہو قناعت چاہیے
 جرم و طاعت جان مت اپنے سے تو گر تجھے اے یار عصمت چاہیے
 کچھ نہیں درکار اور اس راہ میں صرف اک اُس کی محبت چاہیے

لکھ بدل کر قافیہ غمگین غزل

کچھ تو یاروں کو نصیحت چاہیے

﴿818﴾	ش	خ	ع	غزل ندارد	
۱۔	حاشیہ	الف	ب ۲۴۵	ن	ر شعر ندارد
۲۔	ر	ب	شعر ندارد		
۳۔	ایضاً				
۴۔	ن	شعر ندارد			
۵۔	ن	۷۴ غمگین			
۶۔	ایضاً				
۷۔	ایضاً				
۸۔	ن-۷۴	غمگین			

﴿819﴾

بچیا شمشے کے شمشے جس قدر مل چاہیے
 نچے میں تو وہ ہو بیٹھا گردہوں طفلان شہر
 چاہ کے لائق ہے میرا گل بدن یا گل ترا
 زلف و عارض کی ترے جس کو میر ہو بہار
 جو درازی کا کرے باتوں کی کچھ اُس کے خیال
 زود رنج اُس کی طبیعت ہے دلا دیر آشنا
 لیکن اس سے کے نشے کو کچھ تحمل چاہیے
 تیرے دیوانے کو اتنا تو تحمل چاہیے
 گل کو یا اُس گل بدن کو کس کو بلبل چاہیے
 باغ و بستاں اُس کو کب گل لا اور سنبل چاہیے
 معتقد اُس کا یہ لازم ہے تسلسل چاہیے
 تجھ کو ہر یک بات سے اُس کے تغافل چاہیے

طوق و بیڑی سے ترا غمگین کوئی ہوتا ہے قید
 اس دیوانے کے لیے زنجیر کا کل چاہیے

﴿819﴾	ب	ر	ن	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	م	۳۶۶				بچے شمشے جس قدر مل چاہیے
۲۔	ش	۱۱۴				بچ میں بیٹھا ہو وہ اور۔۔۔
۳۔	م	۳۶۶				تحمل
۴۔	ش	۱۱۴				تیرا گل
۵۔	م	۳۶۶				تیر
۶۔	ش	۱۱۴				اور سنبل و گل چاہیے
۷۔	ش					شعر ندارد
۸۔	ایضاً					
۹۔	م	۳۶۶				طوق سرسی
	ش	۱۱۵				طوق بیڑی سے نہیں ہونے کا اے غمگین یہ قید

﴿820﴾

میں خفا ہوتا نہیں مجھ کو خفا کر دیکھیے
 جی میں ہے اس نوجواں سے دل لگا کر دیکھیے
 میں نکلنے کا نہیں منگوا کے اب جام و شراب
 ہنجر خورشید کو کیا دیکھتے ہو مہریاں
 مردک ہاں تم کو کس کی شکل آتی ہے نظر
 لوح کا طوفاں سنا ہے آپ نے دیکھا نہیں
 زلف سے اس کی مقابل کیجیے مشکِ ختن
 میں گلے کا آپ کے ہرگز نہ ہوں کا شکوہ منہ
 میں گزرنے کا نہیں اپنی بھلائی سے کبھی
 گر نہ ہو باور تو سو جور و جفا کر دیکھیے
 عشقِ پیری میں برا ہے پر بھلا کر دیکھیے
 آپ جتنی چاہیے مجھ کو پلا کر دیکھیے
 آپ منہدی ہاتھ میں اپنے لگا کر دیکھیے
 میری آنکھوں سے ذرا آنکھیں ملا کر دیکھیے
 دیکھنا ہو گر تمہیں مجھ کو رلا کر دیکھیے
 کس کی بوجھ ہے اب اتنی خطا کر دیکھیے
 آپ جیسا چاہیے میرا گلہ کر دیکھیے
 تم سے جو کچھ ہو سکے میرا برا کر دیکھیے

صرف بے پردہ ہے وہ پردہ نشیں ٹمکیں اگر
 اس خودی کے اپنے پردے کو اٹھا کر دیکھیے

﴿820﴾	ب-ر-خ-ع	غزل ندارد
۱	ش-۱۱۲	عشق گو
۲	م-۳۶۳	ملوا
۳	ایضاً	میں
۴	م-ش	شعر ندارد
۵	بر حاشیہ الف-۲۲۸	م-شعر ندارد
۶	حاشیہ الف-۲۲۸-م-ن	شعر ندارد
۷	ایضاً	
۸	ایضاً	

﴿821﴾

اپنی باتوں پر کھلا اے شوخ گر آ جائے منہ نہ تیرا دیکھے اپنا نہ منہ دکھائیے
 اس توقع پر پڑا رہتا ہوں در پر آپ کے تا کبھی اس منتظر پر بھی کرم فرمائیے
 ہنس کے وہ کہتے ہیں غیروں سے کہ لایا ہے یہ فیل اٹک گر آنکھوں میں اُن کو دیکھ کر بھر لائیے
 ہاتھ سے کچھ اس سنگمر کے تعجب ہے ہمیں دکھ نہیں معلوم ہوتا لاکھ گر دکھ پائیے
 غیر نے تو دوں کہا اور میں نے اس سے یوں کہا آپ دم دے دے کے اب منڈھی تو مت لڑوائیے
 کیا خرابی ہے کہ اپنا بھی نہیں رہتا ہے ہوش اُس کے کھڑے کا تصور جبکہ دل میں لائیے
 یہ نہیں کہتا کہ پڑ رہ تو بھی پٹی کے تلے صبح تک آنکھوں سے تلوے اُس کے گر سہلائیے
 جبکہ وہ میٹھی نظر سے دیکھ لیتا ہے مجھے یہ ہی دل کہتا ہے بس قربان ہو ہو جائیے
 دل تمہارا بھی سبجا ہے کسو پر ناصحا ۵۰ پھر نصیحت کیجیے گا پہلے یہ بتلائیے
 اس کو میں چھوڑوں کہے سے آپ کے ممکن نہیں میٹھی باتوں سے کسی نادان کو بہلائیے
 اُس پر تو رو سے کہے ہے دل کہ تو بھی عشق کر
 ایسے دیوانے کو غمگین کس طرح سمجھائیے

﴿821﴾ ش-ر-خ-ع- غزل ندارد

نسخہ ب میں پوری غزل میں "آجائے، دکھلائے، فرمائیے" وغیرہ لکھا ہے

۱۔	۳۷۲-۴	لفظ "کبھی" ندارد
۲۔	ب	شعر ندارد
۳۔	ایضاً	
۴۔	۵۴-ن	یوں
۵۔	۲۰۸-ب	لفظ "قطعہ" ندارد
۶۔	ب	شعر ندارد
۷۔	ایضاً	

﴿822﴾

ناصحا ہیں آپ دانا یہ بھلا فرمائیے! گھر میں اُس پردہ نشیں کے دن کو کیونکر جانیے
 روز و شب جہراں میں دل کس شغل سے بہلائیے ہاتھ کیونکر سر تک اس ضعف میں پہنچائیے؟
 قدرائے صاحب جب اس بندے کی ہوتھوڑی بہت گر کسی سے آپ بھی میری طرح دکھ پائیے
 یہ ہستی سے بھی نہیں وہ پوچھتا روتا ہے کیوں اشک سو سو بار گر آنکھوں میں بھر بھر لائیے؟
 دس کے دو ہی دیجیے لیکن یہ اس میں شرط ہے آپ بوسہ دیجیے اور غیر سے گنوائیے؟
 اس قدر بے دید ہے نہ پوچھ کہ بیٹھے ہے وہ میرے گھر میں سے نکلیے اٹھیے باہر جانیے
 بھول جاوے دن دھاڑے گھر وہ اپنا رنگ ماہ رات بھر تارے جسے میری طرح گنوائیے؟
 اُس کی محفل میں سے اٹھ کر کچھ نہ پوچھو ہمدوم سخت مشکل ہے جو آسانی سے گھر تک آئیے
 آتے جاتے میں بہت پڑتی ہے محنت کیا کریں گی جی میں ہے رہنا اُسی کوچے میں اب ٹھہرائیے

منظر ہیں یار سب غمگین اسی انداز کے

دوسری بھی اب غزل اچھی اے کوئی فرمائیے

﴿822﴾	ش	ر	خ	ع	غزل ندارد
۱۔	نسخہ	ب	میں	جائے	فرمائے پہنچائے وغیرہ لکھے ہیں
۲۔	ن	شعر ندارد			
۳۔	م	شعر ندارد			
۴۔	م	شعر ندارد			
۵۔	م	۳۷۱	اٹھ کے		
۶۔	ب	شعر ندارد			
۷۔	ن	۷۸	اے دلا		
۸۔	ن	۷۹	اس بحر میں فرمائیے		

رباعیات

- ۱
 غمگین تیری حمد سے معزہ ہے خدا
 تو سمجھے ہے میں کروں ہوں توصیف و ثنا
 جو حمد کہ اس کی یار تو کرتا ہے
 یہ لہ تری ہی حمد ہے وہ ہے اس سے درا
- ۲
 ہے اس کی ہر طرح پرستش بخدا
 آتش ہو سنگ ہو و یا آب و ہوا
 سب کا مطلوب وہی ہے اے غمگین
 لے شیخ و برہمن اور گہر و ترسا
- ۳
 غمگین کرے کوئی نعت کیا اس کی بھلا
 ہے جس کے لیے ظہور ارض و سما
 احمد میں نہیں ہے منحصر گو کہ احدؑ
 پر خلق ہے احمد اور احمد ہے خدا
- ۴
 سب نبیوں میں خاتم الرسل ہیں اعلا
 غمگین اسے جانتے ہیں اعلا ادنا
 اس کا جو خاتم خلافت ہووے
 ہو مرتبہ کیوں نہ سب سے اس کا ہالا
- ۵
 غمگین یہ کہے ہے مجھ سے ساقی میرا
 کرہٹا تو کس لیے ہے یہ میرا تیرا
 جو تو ہے وہ میں ہوں میں ہوں جو کچھ تو ہے
 بتلا تجھے کس کے وہم نے سنا ہے گھیرا
- ۶
 وہ سب کو نشے میں ہائے اس کا آنا
 اور بات پہ روٹھ روٹھ ہر دم جانا
 غمگین جس روز مجھ کو آنا ہے یاد
 کہتے ہیں لوگ پھر ہوا ہے گے دیوانا

نسخہ الف اور ش میں رباعیات نہیں ہیں۔

- خ- رباعی ندارد
- ۱- طبق ب- ۲۹۱ م- ۳۸۳ یہ تیری ہے وہ ہے اس سے درا
- ۲- طبق ب- ۲۹۲ کرتا یہ تو
- ۳- طبق ب- ۲۹۲
- م- ۳۸۳ "ہے" ندارد
- ۴- طبق ب- ۲۹۲ لفظ "ہے" ندارد

۷

ہے جس کی صفت میں سورہ انبیا جز فاطمہ وہ نہیں جہاں میں کوئی
تا زندگی اس کی حب سن غمگین رسا ہو جس کے حق میں بھقہ کیا کہنا

۸

غمگین ہو خلیفہ مگر کبھی بعد نبی تو ختم نبوت میں ہو امت کو شبہ
ظاہر ہیں امیر مومنین یعنی علی کوئی کہے تھا محمدؐ اور کوئی علیؑ

۹

ہے جس کو خطاب لمحکم لمحی کا غمگین وہ ہیں سوء علی عالم میں
ہے رفع کنندہ حشر کی گرمی کا جو ترا حمد ہو ہمتی و حمی کا

۱۰

حسین کی خارجیۃ قدر جانے کیا تو جان و دل ان پر کر فدا اے غمگین
جبریل ہلائے تھے جن کا گہوارا تھا کوئی رسولؐ کو نہ ان سے پیارا

۱۱

کیا مرتبہ بیاں ہو ان اصحابوں کا کیونکر نہ سلام ان پہ بھیجے غمگین
جن سے کہ جہاں میں دین کو ضیا جن کا ہو علی مؤید اے یار بھلا

۱۲

کیونکر نہ فدا ہو جان و دل غمگین کا ویزدہم امام ہیں آل نبیؐ
جس جا کوئی نام لے محی الدین کا نقصان ہے دین میں یار ان سے کیس کا

۱۔	۲۔ ۵۔	رباعی ندارد
۲۔	ایضاً	
۳۔	ایضاً	
۴۔	ب۔ ۲۹۲	خوارجی
۵۔	۲۔ ۵۔	رباعی ندارد
۶۔	ایضاً	
۷۔	ایضاً	

غمگیں تو پیلا کرے ہے دن رات شراب
مرشد ترا وہ کون سا مے کش تھا
دنیا کا کچھ نہیں تجھے شرم و حجاب
جس نے کہ تجھے کیا ہے تلم بخت خراب

تو ہی نہ کسی محال پر بند رہا
دا چشم پر اس تیرے تصور اس کا
عشق کیونکر وہ تجھ سے پر بند رہا
غمگیں کس طرح سے نظر بند رہا

کر اپنے وجود کو تو ہر طرح خراب
نگلی جس وقت کانسہ سر سے ہوا
غمگیں یہ ترا وجود تیرا ہے حجاب
ہوتا ہے عین بحر تو دیکھ حجاب

جب دل میں کبھی میرے آتے ہیں آپ
اپنی بھی مجھے خبر نہیں رہتی آہ
اور اپنا ذراش جمال دکھاتے ہیں آپ
کب آتے ہیں آپ اور کب جاتے ہیں آپ

چپ بیٹھے تو دھیان میں ہے اس کے دن رات
غمگیں نہ خیال دین نہ فکر دنیا
گر بات کرے تو کسی سے تو اس کی بات
کلتی ہے عجب طرح سے تری اوقات

گر ذکر جہاں تک ہو تجھ سے دن رات
کر علم کی اپنے تو نفی اے سالک
پر شرط یہ ہے کہ مانے غمگیں کی بات
اور جہل کا کر دوام اپنے ثبات

۱۔	۴۸۴-م	سا
۲۔	۴۸۴-م	لفظ "ہے" ندارد
۳۔	۲۹۳-ب	عنقا
۴۔	۲۹۳-ب	ہوتا
۵۔	۴۸۵-م	زرا
۶۔	۲۹۳-ب	لفظ "تو" ندارد

۱۹

پیدا کرو شیخ جی بتوں سے الفت
اپنا یہ مجاہدہ کرو مت برباد
محشر میں نہ تا کہیں تمہیں بے وحدت
جنت میں رہے گی ورنہ تم کو حسرت

۲۰

تشنہ ہی وہاں سے آئے سب مست است
تسکین نہ ہوئی گئے سب آخر تشنہ
جب تک کہ یہاں رہے، رہے بادہ پرست
غمگیں جتنے تھے آہ ہوشیار و مست

۲۱

بولوں جو پکار کر تو کہتے ہیں پھوٹ
کہتے ہیں وہ چکیاں تو لے ہے دل میں
اور بات پہ میری جی میں جاتے ہیں لوٹ
غمگیں باتیں تیری ہیں مرے سر چوٹ

۲۲

ہر چند بلائے ناگہانی ہے موت
مرنے سے پہلے جو مرے اے غمگیں
اک روز نہ اک! روز آتی ہے موت
واللہ کہ اس کی زندگانی ہے موت

۲۳

دل پر لگی تیرے گر کبھی عشق کی چوٹ
مس بھی ہے بجائے اپنے در سے بہتر
تو حسن و قبح پر ہی تو جادے لوٹ
جو قلب کسی کو سمجھے اس کا ہے کھوٹ

۲۴

یہ عشق ہی اس ظہور کا ہے باعث
راتی جو ہے تجکو اس سے غیبت غمگیں
قلبت کا اور نور کا ہے باعث
واللہ کہ یہ ظہور کا ہے باعث

۲۵

تفصیل مجھے ہوا نہ کچھ اپنا مزاج
ہو جانا فنا مشاہدے میں اس کے
جو درد کا میں اپنے کروں کوئی علاج
غمگیں انسان کی یہی ہے معراج

ایک روز نہ ایک

۱۔ ب۔ ۲۹۳۔ م۔ ۳۸۶

قصور

۲۔ م۔ ۳۸۶

نہ کچھ ہوا

۳۔ ۵۔ ۸۵

گر حشر کے ڈر سے تیرا گھبرائے مزاج اور اس کی ہو دید میں فنا اے غمگین
کر اپنی صفات فعل سب تو تاراج تا مانگے نہ کوئی دیہہ ویراں سے خراج

گر، ے کا نشہ نہ ہو تو مستی ہے یچ غمگین یہ بات یاد رکھنا مری
اور عشق نہ ہو تو بت پرستی ہے یچ جب تک نہ فنا ہو تو یہ ہستی ہے یچ

مجھ کو نہیں یاد جانفشانی کی طرح مجنوں کی بھی روح ہائے تحلیل ہوئی
کوئی نہیں اور زندگانی کی طرح بس دیکھ کے میری ناتوانی کی طرح

غمگین تو طلاق دے دو عالم کو صباح تا مستی ے میں پھر نہ ان کا رہے ہوش
اور شام کو دخت رز سے کر اپنا نکاح ارواح و مثال اور عناصر اشباح

معلوم نہیں کہ کیا ہے اس گل میں شاخ اس پیش ادب کے ہاتھ سے اے غمگین
ہوتا نہیں جو نشے میں بھی میں گستاخ ہیں تے میرے جگر میں اور دل میں سوراخ

باریک ہے دل کے ایک گھر میں سوراخ ان دونوں جہاں سے ہے نکلنے کی وہ راہ
آتا نہیں پر میری نظر میں سوراخ اس غم سے ہیں آہ بس جگر میں سوراخ

آساں نہیں ہے کچھ ہماری تقلید اس کا ہے نشہ یہ ہمیں اے غمگین
مشکل ہے کوئی کرے گر اس شوخ کی دید عالم میں کسی کے جو نہیں دید و شنید

۱۔	۵-۸۶	اور کوئی نہیں ہے زندگانی کی طرح
۲۔	۵-۸۶	ہونے نہیں جو نشے میں بھی ہم گستاخ
۳۔	ب-۲۹۶	اس
۴۔	۵-۸۶	ہے اس کا مشاہدہ ہمیں اے غمگین

غمگین بس ایک خود بخود ہے وہ وجود
کس طرح بھلا پرستش اس کی نہ کریں
ہوتا ہر شے میں ہے تجھے جو مشہود
ہم بندے ہیں اُس کے اور وہ ہے معبود

وہ ڈھائی پریم کے ہیں انھر مجھے یاد
خرد شیریں کا پھر نہ رہتا کچھ ہوش
کرتا اس کو وہ گر کبھی میں ارشاد
مرتا غمگین بغیر تیشہ فرہاد

رمضاں میں آرزو تھی ہو ماہ عید
امید سے کس طرح نہ خالی ہو یہ دل
دیکھا تو عید میں بھی ہے وصلِ بعید
قربانی کی عید ہے محرم سے شدید

کیوں رکھیں نہ شیخ و برہن تھ سے حد
بت پوجتے پوجتے ترا اے غمگین
تھ سا نہ سہ پوش نہ کافر ہو اشد
یہ کعبہ دل ہوا ہے حجرِ اسود

ہے وصل سے اس کے اور ہجراں سے معاذ
دیتا ہے دکھائی وہ نہ جز اس کے اور
ہر حال میں آہ اپنے جاناں سے معاذ
غمگین اس اپنی چشم حیراں سے معاذ

افسوس کدھر گئے وہ ے کش ے خوار
آیا ہے یہ وقت آہ کیا اے غمگین
جو رہتے تھے مسجدوں میں دائم سرشار
ے خانہ میں دیکھتے ہیں اب ہم ہوشیار

دل سے نہیں کچھ کسی کے کوئی باہر تلے
تسکین دل کو بھلا ہو کیونکر غمگین
کیا جانے کوئی نجس ہے یا ہے طاہر
باطن کے مطابق نہ ہو جب تک ظاہر

۴۰

واعظ تجھے یاد ہے وہ کوئی تدبیر
ہوتے ہیں گناہ گار اے غمگین ہم
پھر جائے یہ جس سے مجرموں کی تقدیر
کرتے ہیں گناہ کی کریں مگر تقصیر

۴۱

واعظ تیرے وعظ پر کروں جاں نثار
جتنی نیرے تھی وہ ایک گھونٹ کی
صدقے ترے جاؤں اے مرے بھولے مدار
جتنے تھے عیب وہ کیے سب اظہار

۴۲

غمگین تیری چشم ہے یہ مرآتِ ظہور
اور قلب ترا ہے بکھ مرآتِ بطون
تو ناظر تشبیہ ہے اور وہ منظور
وہاں ایسی تجلیات ہیں اور حضورؐ

۴۳

دن جس کو بغیرؐ میرے ہوتا تھا پہاڑ
غمگین کیا قہر ہے کہ درہان اس کا
رکھتا جو نہ شب کو تھا دوپٹے کی آڑ
اب بند کرے ہے دیکھ کر گھر کے کواڑؐ

۴۴

کر طعن نہ اس شراب دہانی پر
مگر کفر دوئی نہیں تجھے اے زاہد
مت کبر کر اپنے زہد نفسانی پر
قشقہ یہ کبود کیوں ہے پیشانی پر

۴۵

خنداں ہے جام پاک دامانی پر
لوٹیں ہیں مست تری نادانی پر
گریاں شیشہ ہر زہد نفسانی پر
لوٹیں ہیں مست تری نادانی پر

۱۔	ب۔ ۲۹۷	جائے
۲۔	م۔ ۲۹۰	حضور
۳۔	ب۔ ۲۹۸	تغیر
۴۔	ایضاً	کیواڑ
۳۷	۲۔	رباعی ندارد

دنیا و دین کو تو اے غمگین چھوڑ
ان دونوں سے وہ صنم بری ہے واللہ
نفرین حمین کو تو اے غمگین چھوڑ
شک اور یقین کو تو اے غمگین چھوڑ

چل راہ بریدہ پاؤں کی لگی چھوڑ
رگوں میں نہ قید رہ مشارح کی طرح
رکھ جان کو فراخ اور دل تنگی چھوڑ
غمگین آزاد ہے تو بے رگی چھوڑ

جو عشق نہیں ہے کوئی اپنا دسار
مت چھوڑو عشق کو کبھی اے غمگین
کہنے کا نہیں کسی سے لیکن یہ راز
گر ہو نہ حقیقی تو غنیمت ہے ہمار

ہے پیشہ عشق کی بہت راہ دراز
دشت ہی کو دیکھ کام فرمانا تو
اور حیرا سوا جنون نہیں ہے دسار
غمگین رہ جائے گا نہیں راہ سے ہار

گر بات کروں میں کوئی سازش آمیز
جس چشم سیاہ کا ہوں غمگین بیمار
کرتا ہے وہ شوخ اور آہ گریز
اُس چشم کو اب تک ہے مجھ سے پرہیز

مدت سے دام میں پڑا ہوں بے بس
مت چھوڑ چن میں دیکھ ظالم مجھ سے
صیاد مجھے اسی میں رہنے دے بس
خالی دیکھا نہیں یہ جانے کا نفس

غمگین جس کی تجھے ہے دن رات تلاش
وہ تو ہی ہے دیکھ اپنے دل میں رکنا
گر تجھ کو بتاویں ہم تو کچھ ہو بٹاش
اس سز کو نہ کچھ کسی پر تو فاش

ہیں جو کہ خیال تھا وہی آیا پیش
کس طرح وصال ہو منیر غمگین
مجھ پاس نہ جان و دل نہ ایمان نہ کیش
وہ طالب جاں ہے اور میں ہوں درویش

غمگیں باوصف نقش خود ہے فاش
حیرت میں غموش رہ تو مثل تصویر
فناش کی نقش کو ہمیشہ ہے تلاش
پہاں نہیں راز یہ جو کرتا ہے فاش

غمگیں کچھ یاد تھہ کو ہے نعرہ دوش
بے تاب تجھے کیا تھا کس نے بتلا
ہم بھی تو سنے کہ کیا وہ تھا جوش و خروش
کیا تھا کہ سحر تلک نہ تھا تجھ کو ہوش

اپنے کو نہ دیکھے جو فنا ہے وہ شخص
جس کا کہ عدم وجود ہو غمگیں ایک
ہو دید میں اس کے جو بٹا ہے وہ شخص
تو جان یقین اسے خدا ہے وہ شخص

خوبوں کو کسی سے بھی بھلا ہے اخلاص
دشمن کے دوست، دوست کے دشمن ہیں
رکتا ان سے بہت برا ہے اخلاص
غمگیں ایسوں سے کب روا ہے اخلاص

ہیں عام تو بے خبر مگر کہتے ہیں خاص
جس کا تجھے عشق ہے بتا کیوں اسے
تیرے تو نہیں عاشقوں کے واللہ خواص
غمگیں نہیں آہ تجھ کو اس و اخلاص

آگاہی دوام اس کی تجھ پر ہے فرض
اک دم بھی نہ بھولنا کبھی اس کی یاد
غافل کہیں نہ رکھو اپنے پر فرض
غمگیں یہ قبول کچھ میری عرض

کیونکر پایاب ہو محبت کا شط
مستی سے ہمیشہ دیکھ رہو ہوشیار
جب تک نہ شراب کی بغل میں ہو بط
غمگیں یہ چاہتا ہوں میں تجھ سے فقط

سب سے ہے بلا بری محبت واعظ
فرما سے ترے کرے وہ کیا خوب اس کو
غمگیں پر روز و شب ہے آفت واعظ
ہر دم ہے حشر اور قیامت واعظ

۶۲

تو چاہے اگر رہے گنہ سے محفوظ
مستی میں جو لطف ہے سو وہ اے غمگین
دن رات شراب میں رہا کر محفوظ
ہوتا ہی نہیں کسی طرح سے محفوظ

۶۳

دنیا کی بہت قلیل ہے یار متاع
غمگین وہ روز دیکھ تو آج سمجھ
ہے اس پہ عبث خدا کے بندوں میں نزاع
آخر جس روز اسے ہوتا ہے وداع

۶۴

اتنا غم جہر سے کہاں دل کو فراغ
کیا خاک کروں گا تصور اس کا غمگین
جو وصل کا میں لگاؤں کچھ اُس کے سراغ
یاں کس کو مصوری کا ہے آہ دماغ

۶۵

غمگین مت بولیو کبھی یار دروغ
تو لاکھ ڈکار لیوے جھوٹے لیکن
ہوگا تری بات کو نہ بے صدق فروغ
تسکین کرتی نہیں ہے کاذب آروغ

۶۶

اک دم نہیں دل کو عشق سے آہ فراغ
یہ حال ہے غور کر تو مجھ غمگین کا
جو دوست کہ وصل کا لگاؤں میں سراغ
زاہد ہے کسے بہشت و دوزخ کا دماغ

۶۷

گر تجھ کو حقیقت اپنی ہووے مکشوف
باقی نہ رہے اگر کوئی تجھ میں صفت
تو ہی عارف ہو اور تو ہی معروف
غمگین تو ہی بہر صفت ہو موصوف

۶۸

ہرگز نہیں شرع اور حقیقت میں خلاف
قائل ہو تم اگر حقیقت کے تو پھر
میں آپ بھی شیخ جی یہ کہتا ہوں صاف
غمگین کو مے سے کیوں نہیں رکھتے معاف

۶۹

گر ہو کسی رند و شیخ کی عقل شریف
غمگین کر غور تو سخن پر مرے
یا شے کوئی ہو ضرور جس کی توصیف
صالح کی ہے صنم کی نہیں وہ تعریف

کہتا تو سچ ہے میری طاقت ہے طاق
چلنے پھرنے سے پھر اُسے کیا غمگین
اٹھنا اور بیٹھنا بھی ہے مجھ پر شاق
بستر پہ کرے جو اپنے سیرِ آفاق

مل جائے اگر تجھے کوئی یارِ شفیق
اور فکر میں رہوے تو اُسی کے دن رات
غمگین ہو جائے اس میں یہ دل بھی رفیق
تب معرفتِ نفس کہیں ہو تحقیق

جب عشقِ مجاز سے ہو پیدا تجھے ذوق
غمگین جس وقت ہوویں نہ درو ایک
تب عشقِ حقیقی سے ضروری ہے شوق
پھر دیکھ کہ کیا محیط ہے تحت و فوق

مستوں کو نہیں ہے محاسب سے کچھ ہاک
ڈرتے ہیں شرابی ایسے کس سے غمگین
رکتے ہیں ہمیشہ دخترِ رز پر تاک
جن کا دامن تلکِ گریباں ہو چاک

کر لئی میں غیر کی نہ کچھ تو تحریک
اپنی ہی فنا کی فکر رکھ اے غمگین
اور اُس کو یقین جان لے بے تھلک
تجھ بن نہیں اور کوئی اللہ کا شریک

گر مرد ہے کر نفس سے جنگ
گر تو نے شکست دی تو ہے فتح تیری
کیا چیز ہیں اس کے روبرو شیر و پلنگ
رکھے گا عمر بھر دگر نہ یہ تنگ

دنیا اور دین کا ہے جو کچھ حاصل
آساں پوچھیں ہیں یار وہ مجھ سے سخن
آتا ہی نہیں دہاں پہ غمگین جز دل
گویم مشکل دگر نہ گویم مشکل

دل تنگی سے تنگ ہے بہت اپنا حال
ساقی اس مے کدے میں غمگین کو تیرے
بن مے کے شکستگیِ دل ہے یہ محال
رمضاں ہوا ہے ہائے ماوِ شوال

جس کے نہ شراب کا رہے ہاتھ میں جام
ہر حال میں بے خودی غرض ہے غمگین
پختہ نہیں عشق میں ہو ہے عاشق خام
آغاز سے لے کے عشق کے تا انجام

ہر صبح کا آنا ہے اجل کا پیغام
اک دن تری جان لیں گے یہ شام صبح
ہر شام کرے ہے ملک الموت سلام
غمگین وہاں چل جہاں نہ ہو صبح نہ شام

جانے کی انھیں ہے اضطرابی غمگین
یہ وقت ملا نہ پھر ملے گا ہرگز
جو ہو سکے کرلے تو شتابی غمگین
وہ مست ہیں اور تو شرابی غمگین

بے فکری سے بے قراری ہوتی ہے فزوں
دن رات رہے ہے ایسی حیرت وحشت
ہوتا ہے خیال و فکر سے اور جنوں
یہ کیا ہے ظہور اور وہ کیا ہے بطون

پیتا ہوں شراب میں یہ سب پر ہے عیاں
رہتا نہیں مے میں ہوش کچھ غمگین
کرتا نہیں بات کا یقین میرے جہاں
ہوتے ہیں اس سبب عیاں بر نہاں

وہ حظ نہیں پارسائی دانائی میں
تو عشق پرست اور وہ نار پرست
جو لطف ہے مے کشی کی رسوائی میں
غمگین کیا فرق تجھ میں ترسائی میں

کس مے کا بتا خمار اب ہے تجھ کو
گزری شب و صبح ہوگئی اے غمگین
حیرت کیوں ایسی یار اب ہے تجھ کو
کس ماہ کا انتظار اب ہے تجھ کو

۱۔ ب ۳۰۵ ہر صبح کو آنا ہے اجل کا پیغام

۲۔ ب- ۳۰۵ شام صبح

۳۔ ۲- رباعی ندارد

بے وجہ یہ کیوں ہے آہ و زاری مجھ کو
اٹھنا اور بیٹھنا ہوا ہے مشکل
بے وعدہ یہ کیوں ہے انتظاری مجھ کو
یہ کس کے لیے ہے بے قراری مجھ کو

ایمان سمجھ لے علم نقلیٰ کو تو
غمگین صحبت میں بیٹھ درویش کے تا
مقبول نہ رکھ دلیل عقلی کو تو
دیکھے اپنے جمالِ اصلی کو تو

بتلاؤں تجھے میں مقصدِ عالی کو
فارغ تو مے کشی سے ہو کر غمگین
جامع ہو جو کہ قالی و حالی کو
پھر کیا رہے توڑے گر خمِ خالی کو

فریاد نہیں ہے طاقتِ نالہ و آہ
جس پردہ نشیں پہ آہ مرتے ہیں ہم
اور شوق نے صبر کو کیا آہ جاہ
دیکھیں اسے زندگی میں کاش اک نگاہ

غمگین مگر تو ہے عاقل و فرزانه
ہی جام پہ جام مے تو بھر بھر ہر دم
مجنوں رہ اُس پری پہ یا دیوانہ
جب تک کہ بھرے نہ عمر کا پیانہ

ہشیار چلیں ہیں بادہ تاب کی راہ
غمگین کیا سیر ہے کہ یہ آتشِ عشق
بیدار چلیں ہیں خواب در خواب کی راہ
آتی ہے دل میں چشم پر آب کی راہ

مطلق ہیں اور ہم میں تہقید ہے دیکھ
کیا قدر تو خاکوں کی جانے غمگین
حادث ہیں قدیم ہم میں جاوید ہے دیکھ
ہر ذرہ میں لاکھ لاکھ خورشید ہے دیکھ

غمگین تو نہ پوچھ شب کی بے خوابی کی
مگر جائے نہ یہ وہاں تو وہ آئے یہاں
اور اٹک کے آہ میرے سیلابی کی
افسوں کہ مرے دل نے بیتابی کی

غمگین یہ شراب ذات کی مستی ہے ویرانی نظر میں اک اور بستی ہے
جس نیست نما سے ہم ہوئے ہست نما وہ نیست نہیں ہے محض ایک ہستی ہے

کس واسطے آہ و نالہ زاری کیجیے کس واسطے اُس کی انتظاری کیجیے
شب تھوڑی بہت رہے ہے اب اے غمگین لے تا بہ سحر شراب خواری کیجیے

ہوئے نہ شراب کا اگر شوق مجھے تو ہو کبھی یہ لطف اور ذوق مجھے
ماتحت لگا نظر وہ آنے غمگین دیتا تھا دکھائی جو کہ مافوق مجھے

غمگین ہیں رباعیات تری جو یہ چند عارف کرے کس طرح نہ ہر یک کو پسند
ذڑے میں کیا ہے مہر کو پوشیدہ دریا کو کیا ہے تو نے کوزے میں بند

اے یار تری مہربانی ہے صہب اے دل یہ تری جاں فشانی ہے صہب
جیتے تو ہیں پر مرے سے بدر غمگین بن اس کے یہ اپنی زنگانی ہے صہب

پوچھ تو جس کو ہے وہی اک معبود مگر قصہ کسی کا ہے وہی اک مقصود
ہر یک کا جدا وجود گو تو جانے غمگین موجود ہے وہی اک وجود

قاصد کو یہاں سے لے جاوے کاغذ ممکن نہیں جو وہاں سے لاوے کاغذ
آیا نہ ہو آہ جس کے خط بھی غمگین کیونکر وہ بھلا تجھے لکھا دے کاغذ

آثار گو کیا وجود ہے سن اے یار جو آس کو بطون سے کروں میں اظہار
آیا جو ظہور میں وہ ہے عین بطون غمگین اس میں سمجھ لے تو محو آثار

۱۰۱

بالکل نہیں صبر تو بھی ہے کچھ عطار
جو علم قدیم میں ہے اسی کے غمگین
ایمان اسی پہ رکھتے ہیں سب دین دار
ہوتا وہی ہے اس میں میں ہوں ناچار

۱۰۲

دن رات شراب عشق میں رہ مخمور
غمگین پوچھے جو تو حضوری کی طرح
یعنی کہ فنا میں اپنی مست کر تو تصور
غیبت اپنی سے یار اُس کا ہے حضور

۱۰۳

غمگین ہے دوست ذہب زر کا مشہور
فاعل ہے اور خیر و شر کا زاہد
رہتا ہے شراب میں ہمیشہ مخمور
مستوں کو نہ کہہ برا بھلا رکھ معذور

۱۰۴

وہ کہتے ہیں بھید میرا کھولا مت کر
سو بار کہا ہے تجھ سے اور کہتے ہیں
اور جام میں مے کے زہر گھولا مت کر
غمگین تو نشے میں ہم سے بولا مت کر

۱۰۵

غمگین ظاہر میں گو دیوانہ ہے تو
سڑیوں کیسی تو نے اپنی رکھی وضع
باطن میں لیکن اک سیانا ہے تو
کم بخت بری بلا کا دانا ہے تو

۱۰۶

غمگین تو اس کی لوجوانی کو دیکھ
افسوس کریں ہیں آہ پیر و جواں
اپنی پیری اور ناتوانی کو دیکھ
اس عشق میں تیری زندگانی کو دیکھ

۱۰۷

اک جام تو میرے ہاتھ سے بھی پیچھے
ساتی کے تو ہاتھ سے بہت پی ہے شراب
تکرار نہ اس میں آپ اب کچھ کیجیے
غمگین کے بھی ہاتھ سے ڈڑا سی لیجیے

۱۰۸

غمگین یہ شراب ذات کی مستی ہے
جس ہست نما سے ہم ہوئے ہست نما
ویرانی نظر میں ایک اور ہستی ہے
وہ نیست نہیں محض ایک ہستی ہے

کب تک ترے عشق میں بھلا کوئی رہے
آئینے سے جو رہے مکرر غمگین
اور دونو جہاں سے برا کوئی رہے
کس طرح کسی سے وہ صفا کوئی رہے

۱۱۰

اس کی باتوں پہ اعتماد کیا
ابھی بیٹھا تھا میں خوش غمگین
یوں ہی تا صبح دل کو شاد کیا
بھول کھائی جو اس کو یاد کیا

۱۱۱

قربان کیا ہے دل کو اس ابد کمان پر
وعدے پر اُس کے کیا سے آتا ہے اعتبار
مرا جگر سراپے کھیلا ہوں جان پر
مرتا ہوں غمگین اپنے دل بد گمان پر

۱۱۲

اس نے مجھے دور سے دیکھا جہاں
جو کہ گذرتی ہے ترے ہجر میں
پھر نہیں ممکن کہ وہ ٹھہرے وہاں
ہو نہیں سکتی وہ حقیقت بیاں

۱۱۳

اڈل تو پلا پلا شرابی کرنا
پھر بزم شراب میں نہ دینا آنے
اور مگر نہ ہیں تو اضطرابی کرنا
آخر غمگین کی یہ خرابی کرنا

۱۱۴

دنیا میں آکے ہم نے کیا کیا دیکھا
بس لے کے دیں سے آسمان تک غمگین
جو دیکھا سو دیکھا جو نہ دیکھا دیکھا
جس میں دیکھا اسی کا جلوہ دیکھا

۱۱۵

گھبرائے ہے جی خوف سے ہر آن مرا
ہر [کذا] نہ تجھے ہوا ہے کیا اے غمگین
عاشق نہ کہیں ہو دل نادان مرا
بھری میں نہ کر عشق کہا مان مرا

۱۱۶

وہ شب کو نشے میں ہائے اس کا نام آتا
غمگین جس روز مجھ کو آتا ہے یاد
اور بات پہ روٹھ راٹھ ہر دم جانا
کہتے ہیں لوگ پھر ہوا دیوانا

۱۱۷

ہم آئیں گے شب کو روز ہم سے کہنا
 غمگین یہ بقول درد شکوہ ہے عبث
 اور غیر کے گھر میں آہ جا جا رہنا
 اپنا اپنا ہر ایک کا ہے لہنا

۱۱۸

بے قیدی مشارب سے بھی ہے ایک مشرب
 مٹنے کہ مذاہب ہیں یہ سب صورت میں
 سب راہ سے غمگین یہ مگر ہے اقرب
 ان سب کا بیولا ہے ہمارا مذہب

۱۱۹

وہ آب حیات یہی پانی ہے شراب
 ہم مست ہیں جس شراب میں اے غمگین
 دیتی جو عمر جادوانی ہے شراب
 ہے یوں کہ وہ اپنی زندگی ہے شراب

۱۲۰

کیوں شب کو نشے میں گھر میرے آتے ہیں آپ
 سے خواری اسی سے چھوڑ دی غمگین نے
 ہر روز فنا جو ہو کے پھر جاتے ہیں آپ
 پی پی کے شراب ٹیل یہاں لاتے ہیں آپ

۱۲۱

چپ بیٹھے تو دھیان میں ہے اس کے دن رات
 غمگین نہ خیال دیں نہ فکر دنیا
 مگر بات کرے کسی سے تو اس کی بات
 کتنی ہے عجب طرح سے تری اوقات

۱۲۲

کوئی نہیں غیر یاد رکھ مری بات
 مگر ذکر کو چاہے جی ترا اے غمگین
 اس فکر میں محو تو رہا کر دن رات
 اپنی ہی لٹی کر اور اپنا ثبات

۱۲۳

معتوق ترا وہ مہ جیوں ہے افسوس
 افسوس کہ تجھ کو ہائے اب اے غمگین
 کہتے ہیں سارے ہم نشیں ہے افسوس
 مرنے کا اپنے کچھ نہیں ہے افسوس

۱۲۴

تو چاہے اگر رہے گنہ سے محفوظ
 مستی میں جو لطف ہے وہ وہ اے غمگین
 دن رات شراب سے رہا کر مخلوط
 ہوتا ہی نہیں کسی طرح سے مخلوط

جہتی نہیں دل میں دو جہاں کی تعریف
دون عشق کی جس زمیں میں بھڑکے غمگین
ہر چند کہ دیں سے یار دنیا سے شریف
کاہے کی رنج اس میں کاہے کی خریف

ناچار جواب اس کا دیتا ہوں میں تھک
کہتے ہیں محیط حق کو عالم میں تعلم
کرتے غمگین جو ہیں یہ یک یک
مکن نہیں علم ذات سے ہو منفک

اس کا پیغام لے کے جب آتے ہیں لوگ
غمگین کرتے ہیں ایسی ایسی تقریر
کیا کیا جب آہ مجھ کو گھبراتے ہیں لوگ
بس جان ہی میری لے کے پھر جاتے ہیں لوگ

تو چاہے مجھے کھلے تجدد امثال
اور جس کا مقام یہ نہ ہو اے غمگین
کر بحر فنا کی موجوں پہ خیال
اوراق شجر کو دیکھ لے وہ فی الحال

ہیں اور ہی اور کچھ محبت کے خیال
اک دم میں ہی ہجر اور اک دم میں ہی وصل
عاشق کی نہ پوچھ تو طبیعت کے خیال
غمگین کیا کیا ہیں ہائے الفت کے خیال

جب کچھ میں کہوں کہیں ہیں دم کھاؤ تم
اک بار نہیں تمہیں یہ سو بار کہا
اس بات کی ہم سے پر قسم کھاؤ تم
غمگین دو روز اور غم کھاؤ تم

غمگین گھر اس کے جب کہ جاتے ہیں ہم
آتی نہیں نیند جب ہنس جب ناچار
سوحسرتیں لے کے وہاں سے پھر آتے ہیں ہم
پاس اس کو خیال میں سلاتے ہیں ہم

محفل میں جو اس کی کوئی لے مرا نام
پیغام مرا جو لے کے جاوے غمگین
دیتا ہے ہزار ہا اسے وہ دشنام
معلوم نہیں اسے طے کیا انعام

ہم نہیں کوئی آہ اپنا جز غم
غم بھاگے ہے اپنی بے کسی سے غمگین
اور غم کو کہیں تو کہہ نہیں سکتے ہم
ہم کوئی دم رہے تو اپنا ہے دم

ایمان جسے نہ ہو وہ انسان نہیں
ایمان سے جو کوئی نہ گذرے غمگین
مطلق کچھ اس میں ہم کو خلجان نہیں
تو جان لے اُس شخص کو ایمان نہیں

بن جس کے نظر مجھے کچھ آتا ہی نہیں
مرجاؤں جو ایک دم نہ دیکھوں اُس کو
اب تک اسے آہ میں نے دیکھا ہی نہیں
غمگین دیکھوں تو زندہ رہتا ہی نہیں

پختہ ہے وہ عشق میں ترے خام نہیں
جو چاہے برا بھلا اسے کہہ لیوے
غمگین کو خیال تنگ اور نام نہیں
پر اُس کو برے بھلے سے کچھ کام نہیں

سب طرف تعینی ہیں کچھ طرف نہیں
سب طرف کو برطرف کر اے غمگین تو
سب حرف تعینی ہیں کچھ حرف نہیں
اُس طرف کو دھیان رکھ جدھر طرف نہیں

سن قرب لوافل و فرائض کا بیان
کاہے یہ جان اور ہوتا ہے وہ جسم
غمگین جامع ہے گو کہ کامل انسان
کاہے یہ جسم اور اس کی وہ جان

غمگین ہجراں میں بے قراری نہ کروں
میں وعدہ خلاف ٹھہرتا ہوں الٹے
ہے شوق وصال اضطرابی نہ کروں
آنے کی گر اس کے انتظاری نہ کروں

کب تک اے یار بت پرستی کیجیے
ٹھہرائی ہے ہم نے یہ ہی جی میں غمگین
اور پی کے شراب خوب مستی کیجیے
ہستی کو عدم عدم کو ہستی کیجیے

۱۴۱

کوچے میں اس کی گو گدائی کیجیے
لیکن نہ ہو یہ کہ خود نمائی کیجیے
ہر چند کہ خود خدا ہیں اے غمگین ہم
کیا بندگی کر کے اب خدا کی کیجیے

۱۴۲

کہتے ہیں خدا کو علم ہے اجمالی
غمگین یہ کفر سے نہیں کچھ خالی
اعیان میں نہ ہو تو کس طرح سے ہو ظہور
تفصیل کرے ہے یہ ہی فہم عالی

۱۴۳

گرہ ہو کوئی تو رہنمائی کیجیے
ہو درد کسی کو تو دوائی کیجیے
جز اک وجود کچھ نہیں ہے موجود
غمگین جو کدر تو صفائی کیجیے

۱۴۴

مرنے نہیں دیتی ناتوانی میری
سبھے ہیں لوگ سخت جانی میری
مرتا ہوں پڑا میں آہ جس قاتل پر
غمگین وہی ہے زندگانی میری

۱۴۵

یوں آپ ہی آپ کوئی کب کچھ سمجھے
مرشد کامل ملے تو جب کچھ سمجھے
سب کچھ جسے کہتے ہیں اسے سمجھے نہ کچھ
وہ جو نہیں کچھ اس کو سب کچھ سمجھے

۱۴۶

کچھ ہوش حواس تن بدن کا نہ رہا
یہ ہجر میں اس کے حال پہنچا آہ مرا
دن رات رہی تھی جس سے محبت غمگین
رہ جاتے ہیں مجھ کو دیکھ ہکا بکا

مخمسات

مخمسات

1

تھا قصد سیر اپنا اک عمر سے وہاں کا عتقا بھی خوشہ چیں ہے جس باغ و بوستاں کا
معلوم ہی نہ تھا کچھ نام و نشان جہاں کا چندے سے ہوں مکیں میں غمگیں اب اس مکاں کا
ہوتا گذر نہیں ہے جس جا فرشتہ قافلہ کا

ہستی کی قید کے دکھ کب تک یہاں سہوں میں اس باغ بے بقا میں بے بال و پر رہوں میں
احوال اپنا تجھ سے کچھ تو بھلا کہوں میں اس گلستاں کا طائر اے ہم صغیر ہوں میں
جس جا پتا نہیں ہے عتقا کے آشیاں کا

ہر چند تجھ کو بھولیں کم بخت یہ دیوانے اور دوستی دنیا یا دیں دل میں ٹھانے
گر کوئی بھید ان کو سمجھائے تو نہ مانے یہ چاہیں یا نہ چاہیں یہ جانے یا نہ جانے
مقصود پر تو ہی ہے ہر ایک انس و جاں کا

آتا ہے دید میں جو اپنا ہی یہ گماں ہے بے اصل آہ بالکل یہ کون اور مکاں ہے
سب بے ثبات یاں کا یہ باغ و بوستاں ہے اس گلستاں میں بلبل ایک اور گلستاں ہے
اس سے لگا تو دل کو تا غم نہ ہو خزاں کا

باندھی ہے تو نے کس سے ملنے کی آس اے دل رہتی یہی ہے جی میں دن رات یاس اے دل
جاتے ہیں کھوئے میرے اس میں حواس اے دل جانے کا قصد واں لگے ہے کس کے پاس اے دل
ہم نے سنا نہ دیکھا نام و نشان جہاں کا

۱۔ م۔ ۴۷۱ / ر۔ ۱۵۰ خان

۲۔ م۔ ۴۷۱ / ر۔ ۱۵۰ / ب۔ ۲۸۱ تجھ سے اپنا

۳۔ م۔ ۴۷۲ سمجھائیں

۴۔ ر۔ ۱۵۰ واں

گرا بھید برہمن یہ اے ہم نشیں سمجھتا تو کفر چھوڑتا وہ اور قدر دیں سمجھتا
جو کچھ سمجھ ہے میری وہ بے یقین سمجھتا بت سے زیادہ ان کو واللہ نہیں سمجھتا

ہر چند شیخ جی میں عاشق ہوں ان بتاں کا
آگاہ لوگ اس سے عالم میں ہیں بہت کم غفلت میں یہ خوشی ہیں مطلق نہیں انہیں غم
رہتا ہے فکر غمکین اب مجھ کو یہ ہی ہر دم کہتا نہیں ہے کوئی اہل زمیں سے ہر دم
نقشہ ہے دمدم میں کچھ اور آسماں کا

﴿ایضاً﴾

ہر چند کہ دل مرا مرے ہاتھ نہیں اب اور ہجر کی طاقت مجھے ہیبت نہیں اب
پر کیا کروں کچھ لطف ملاقات نہیں اب محفل میں بھی وہ چھپ لے کے اشارات نہیں اب
جانے کی واں اپنے کوئی بات نہیں اب

کیوں زندہ رہا میں کہ یہ دن آنکھوں سے دیکھوں غیروں سے وہ چشمک کرے ان آنکھوں سے دیکھوں
وہ آنکھیں نہیں میری کہ جن آنکھوں سے دیکھوں میں جا کے وہاں کیا کروں کن آنکھوں سے دیکھوں
آنکھوں میں بھی لے وہ اس کے عنایات نہیں اب

کس طرح سے باندھوں میں بھلا اس پہ کوئی جوڑ ہر بات کا ہے یاد مری ہائے اسے توڑ
میں شب کو جو چمٹا تو کہا اس نے یہ منہ پھوڑ کل دن سے میں آؤں گا تو اس وقت مجھے چھوڑ
رستے میں کوئی دیکھ نہ لے رات نہیں اب

سچ یوں ہے کہ جاتے تھے جہاں بزم میں اس کی تو بول نہ سکتے تھے عیاں بزم میں اس کی
ہوتے تھے اشارات نہاں بزم میں اس کی کس بات پہ اب جائیں وہاں بزم میں اس کی
ہونٹوں میں بھی وہ حرف و حکایات نہیں اب

۱۔	ر۔ ۱۵۰	کچھ
۲۔	ب۔ ۲۸۲	غم کا نہیں انہیں غم
۳۔	ش۔ ن	مخمس ندارد
۴۔	ر۔ ۱۵۱	چھپ چھپ
۵۔	طبق ب۔ ۲۸۲	

کیوں لائے مجھے ہلا موتم وہاں سے اٹھا کر جو ایسے پشیمان ہوئے یاں مجھ کو بٹھا کر
بچھتا ہوں میں آپ بھی اس ضعف میں آکر بہلا ہلا جو دل اپنے کو اس کوچے میں جا کر

طاقت میرے پاؤں میں یہ بیہات نہیں اب

کیوں باگ کہو مستی سے اب موڑ دی تم نے اور دختر رز سے کہو کیوں توڑ دی تم نے
کیا وجہ گلابی کہو جو پھوڑ دی تم نے میخواری مگر شب کی کہیں چھوڑ دی تم نے

اے شیخ جی وہ کشف و کرامات نہیں اب

جس دن سے لگے رہنے ہم اس بزم سے محروم دائم غم ہجراں میں رہا کرتے ہیں مغموم
کچھ اپنی خبر ہم کو نہیں ایسے ہیں مہوم کس طرح سے احوال کو اپنے کریں معلوم

اک دم کی بھی فرصت ہمیں دن رات نہیں اب

آزردہ نہ ہو مجھ سے تو تجھ سے کہوں اک بات اب سخت برے کلتے ہیں ہم رندوں کے اوقات
ایسے تو کسی شیخ کے بھی ہوں گے نہ حالات میخواری نہ شورش ہے نہ وہ مستی ہے بیہات

اے ساقی یہ مسجد ہے خرابات نہیں اب

جب آتے نہ تھے یاں تو ہمارے تھے عجب طور رکھتے تھے خیالات میں دنیا کے شہی بس غور
کیا جانے کہ کیا دل کو ہوا اپنے یہ فی الفور صحبت میں ترے جزے و معشوق کے لبس اور

غملیں ہمیں کچھ وہم و خیالات نہیں اب

۱۔	م۔ ۴۷۴ / ب۔ ۲۸۳ / ر۔ ۱۵۱	بچھتایا
۲۔	ایضاً	بہلاؤں
۳۔	م۔ ۴۷۴	مصروع ندارد
۴۔	ایضاً	
۵۔	ب۔ ۲۸۳	ہی کے
۶۔	ر۔ ۱۵۲	نہیں اور

﴿ایضاً﴾

بن دیکھے اس کے رہوے اس دل کو تاب کیونکر جوں جام سے نہ ہوئے یہ دیدہ پر آب کیونکر
 کاٹیں یہ دن کہو ہم خانہ خراب کیونکر رمضاں ہے ہائے ساقی پیوں شراب کیونکر
 اور اس سے بن ہے ہم ہوں بے حجاب کیونکر
 شاید کہ ان دلوں ہے ہم سے خفا تو ساقی کس واسطے ہوا ہے یہ بے وفا تو ساقی
 دے جام جلد ہم کو مت کر جھانگے تو ساقی اس سے زیادہ دل کو اب مت جلا تو ساقی
 رہوے گا اس مزے پر پھر یہ کہاب کیونکر
 ایسا نہیں جنوں کا کچھ شور آہ سر میں بہلاؤں دل کو جا کر جنگل میں اور بر میں
 لگتا ہے باغ ویاں ہدم مری نظر میں گھر اپنے گر گیا وہ ڈھنڈا ایسے گھر میں
 پھر دل لگے گا تیرا خانہ خراب کیونکر
 رہتا ہے دل یہ اس کے انداز کی طلب میں اور جاں رہے رہے ہر دم اک راز کی طلب میں
 آنکھیں ہیں میری اپنے دماز کی طلب میں سامع رہے ہے اس لہ کی آواز کی طلب میں
 دے لطف تم کو ہے ہے بین و رہاب کیونکر
 اپنا برا مقدر آخر بہلا ہے ہم کو پینے کا سے کے ہر دم تازہ نسا ہے ہم کو
 جو عشق ان بتاں کا ایسا دیا ہے ہم کو جرم و گنہ کی خاطر پیدا کیا ہے ہم کو
 واعظ بہلا کریں ہم کار ثواب کیونکر

☆	ش-ن	مخمس ندارد
۱۔	ر-۱۵۲ / ب-۲۸۳	رہتی
۲۔	ر-۱۵۲	رہوے
۳۔	ر-۱۵۲	سے ماہ صوم ساقی بی لیں شراب کیونکر
۴۔	م-۴۷۵ / ب-۲۸۳	خفا
۵۔	م-۴۷۵ / ب-۲۸۵ / ر-۱۵۲	سیرا
۶۔	ر-۱۵۳ / م-۴۷۵	ہر دم
۷۔	ر-۱۵۳ / م-۴۷۵ / ب-۲۸۵	م

میں پوچھتا ہوں تجھ سے گرتا تو نے خوب سے پی
اور اس نشے میں مارا گالی کسی کو یا دی
نزدیک عارفوں کے حرکت ہے سب وہ سے کی
جب تک نہ ہووے حاصل غمگین فنائے فعلی
جنت میں جائے گا تو پھر بے حساب کیونکر

جوں عندلیب ہے نہ گلستان سے غرض دیوانہ وار کچھ نہ بیابان سے غرض
پروانہ ساں نہ شمع شبستان سے غرض زاہد کی طرح حور نہ فلماں سے غرض
غمگیں کو اپنی صرف ہے جاناں سے غرض

جب آہ اس پری کے ہوئی دل میں میری چاہ
جنگل میں شہر چھوڑ کر رہنے لگا تہا
میں بھی سڑی ہوں مجھ کو بتا عشق کی گئے تو راہ
مجنوں سے مشورہ تو یہ پوچھا ہے گاہ گاہ
داناٹ سے کام مجھ کو نہ نادان سے غرض

دیتا نہیں دکھائی یہ ہشیار کچھ مجھے بننا ہی آہ نہیں ناچار کچھ مجھے
اس میں نہیں ہے عذر بس اے یار کچھ مجھے حاضر ہے لیجیے نہیں نکرار کچھ مجھے
لکے گر آپ کے دل نالان سے غرض

ہے یہ دعا کہ یہ تجھ سے نہ ہوں ایک دم جدا
ایسا ہو وصل پھر نہ رہے نام وصل کا
گم ہوں یہ دونو تا نہ ملے ان کا کچھ ہٹا
مطلب یہی ہے ان کو کروں تجھ پہ میں فدا
دل سے مجھے ہے اور نہ کچھ جان سے غرض

۱۔	م۔ ۴ / ۲۷۵ ر۔ ۱۵۳	ہمدرد
۲۔	طبق م۔ ۴ / ۲۷۶ ب۔ ۲۸۵ ر۔ ۱۵۳	
	الف۔ ۳۰۴ گو	
☆	ب۔ ش۔ ر۔	محسوس نندارد
۳۔	م۔ ۴ / ۲۷۶	لگے
۴۔	م۔ ۴ / ۲۷۶	ساتھ
۵۔	ن۔ ۸۸	دانان سے مجھ کو کام۔

آتے مجھے ہیں یار نظر کچھ یہ جنگ سے لے
آزردہ ہو رہے ہیں وہ اس میرے ڈھنگ سے
ہزار اور میں بھی ہوں اب نام و نگ سے
پنکوں ہوں سرجنوں میں میں اس در کے رنگ سے
جوں قیس کچھ نہیں ہے بیابان سے غرض

اے شیخ تو نے دیکھا ہے مسجد میں کب مجھے
ہاں بت کدے میں دیکھے ہے تو جب نہ جب مجھے
کہتے ہیں بت پرست مسلمان یہ سب مجھے
ہے کام اس صنم کی پرستش سے اب مجھے
کافر ہوں گر ہوں دین اور ایمان سے غرض

دن کو بھی یہ کروں ہوں دعا رات کے سوا
لوں اور ہاتھ سے نہ تیرے ہاتھ کے سوا
کچھ اور آرزو نہیں اس بات کے سوا
غمگین کی ہے یہ عرض تری ذات کے سوا
یارب مجھے نہ ہو کسی انسان سے غرض

﴿ایضاً﴾

میں نے ہر چند بچایا بہت آفات سے دل
ہر قدم دیکھتے ہی اس کے گیا ہاتھ سے دل
ایسا آزرده یہ کم بخت لے ہے اک بات سے دل
گرم محبت نہیں اس سے بھی وہ کل رات سے دل
ہائے یہ سرد ہوا سب کی ملاقات سے دل

رنج و غم دل پہ رہے جب یونہی بیٹھے بیٹھے
ہوئے کتفرج بھلا کب یونہی بیٹھے بیٹھے
کشی کرتے تھے ہم سب یونہی بیٹھے بیٹھے
اس نے بات ایسی کہی شب یونہی بیٹھے بیٹھے
اٹھ گیا ہائے میرا ہر سو سب بات سے دل

۱۔	طریق م۔ ۴۷۷ / ن۔ ۸۸ الف۔ ۳۰۴ ہو	
۲۔	ن۔ ۸۹ / م۔ ۴۷۷ ہاتھ	
۳۔	الف۔ ۳۰۵ تیر	
۴۔	ن۔ ۸۹ نہ ہو مجھے	
۵۔	ش۔ ۵	مخمس ندارد
۶۔	ب۔ ۲۸۶ الف۔ ۳۰۵ ہاتھ	
۷۔	ر۔ ۱۵۳ ایسا آزرده یہ کم ہے فقط اک بات سے دل	
۸۔	م۔ ۴۷۸ / ر۔ ۱۵۳ ہوئی	
۹۔	ر۔ ۱۵۳ پر	

ایسا بد حال ہے کس واسطے اے دل تیرا ہے یقین عشق ہی اس کی مجھے چھب محنتی کا
دم دیے تیرے لیے میں نے نہ اس کو کیا کیا وائے حسرت کہ وہ لگا نہیں لگنے دیتا

ورنہ خوب اس کے لگاتا میں تجھے گات سے دل

دل اس فن میں ہے اے ہر موہم کو ایسا کہ سمجھتے ہیں یہ سب ہادیؑ و مرشد مولا
عقل چکر میں یہاں آہ ہے لیکن بخدا فیلسوفیؑ کا ہمیں اپنی بڑا تھا دعوا

لے گیا پر نہیں معلوم وہ کس گھات سے دل

کچھ غم ہجر نوالہ نہیں جس کو کھالے کس طرح سینے سے اس کوہ کوٹتے ہے ہالے
اب تو اڑتے ہیں جگرؑ دل کے میرے پر کالے کوئی لے کے مجھے قدموں پہ اس کے ڈالے

ورنہ جاتا ہے ابھی ہائےؑ میرا ہات کے سے دل

کوہ تمکین ہے یقین جان مرا دل اے شیخ ہو گرفتار تلون میں وہ کیا دل اے شیخ
تیرے قابو میں بھی ہے دیکھ بھلا دل اے شیخ سو جگہ جائے ہے مسجد سے ترا دل اے شیخ

میراؑ جاتا ہی نہیں آہ خرابات سے دل

کچھ سمجھتا ہی نہ تھا ہائےؑ یہ دل نیست و ہست کس کو کہتے ہیں بلند اور کسے کہتے ہیں پست
اس پر اس شوخ نے دے دے کے کیا اور بھی مست اختیار اس کو نہ کرتا یہ کبھی روز الست

عشق کی گر ہو خبردار مکافات سے دل

۱۔	م۔ ۴۷۸ / ب۔ ۲۸۶ - ۲۹۶ / ر۔ ۱۵۳	مرشد و ہادی
۲۔	ر۔ ۱۵۳	فلسفیت
۳۔	م۔ ۴۷۸	بڑا دعویٰ تھا
۴۔	ر۔ ۱۵۳	کوہ الم کوٹالے
۵۔	م۔ ۴۷۸	جگر و دل
۶۔	م۔ ۴۷۸ / ب۔ ۲۸۶	پر
۷۔	طبی ایضاً - م۔ ۴۷۸ / ب۔ ۲۸۶	
	الف۔ ۳۰۵ لفظ "ہائے" ندارد	
۸۔	الف۔ ۳۰۵ / ب۔ ۲۸۶	ہاتھ
۹۔	ر۔ ۱۵۳	نہیں

بار خلقت کا نہ اپنے پہ لیا کر واعظ ساتھ ہم مستوں کے مے آکے پیا کر واعظ
خلق کو ہند جو دے نیک دیا کر واعظ مے و معشوق کا کچھ ذکر کیا کر واعظ

سخت بیزار ہے اس تیری خرافات سے دل
جو شمر آہ ملا ہے شجر الفت میں اس کا مذکور کروں گا کبھی میں فرصت میں
اس کے مت پوچھ خبر آہ ہے کس حالت میں بیٹھنے جب سے لگا مستوں کی یہ صحبت میں
اٹھ گیا عالم دنیا کی ہر اک بات سے دل
جب کسی شخص کو ہوتی ہے کسی شخص کی چاہ اپنا بیگانہ کوئی بھی نہیں رہتا ہمراہ
گر نہ باور ہو مرے حال پہ تو کیجیے نگاہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس شمع کو غمگیں لیں آہ
پہنچا اس جا کہ وہاں اپنے رہا سات سے دل

﴿ایضاً﴾

بھج کر لوگوں کو بلواتا ہے ڈھونڈا کر ہمیں ہائے کیا کیا نعتیں ہوتی ہیں واں لے جا کر ہمیں
پاس اپنے بزم میں یہ شب کو بٹھلا کر ہمیں وہ سنگتر تشنہ لب اور تفتہ دل پا کر ہمیں
پھینکتا ہے خاک پر بے جاں دکھلا کر ہمیں

۱۔	ب۔ ۲۸۷	پر
۲۔	ر۔ ۵۵	لگا
۳۔	م۔ ۳۷۹ / ب۔ ۲۸۷	دل کی مت پوچھو
۴۔	ب۔ ۲۸۷	پک
۵۔	ر۔ ۱۵۵	تو کر لو میری حالت پہ نگاہ
۶۔	ر۔ ۱۵۵	اے غمگیں آہ
۷۔	ر۔ ۱۵۵ ہات / ب۔ ۲۸۷	سات
☆	ر۔ ش۔ ن	مخمس ندارد
۸۔	الف۔ ۳۰۵ م۔ ۳۷۹ ب۔ ۲۸۸	وہاں
۹۔	م۔ ۳۷۹ / ب۔ ۲۸۸	بہر
۱۰۔	م۔ ۳۷۹	مے

سو ڈراؤ اس کو کیا ممکن ہے جو اگلے وہ شوخ
شب کو یہاں رہوے تو پہر بچھے ہی سے سکے وہ شوخ
خوف سے سوتا نہ تھا ہم سے کبھی ہٹ کے وہ شوخ
اب اکیلا سو رہے ہے ہائے بے کھٹکے وہ شوخ

جو چہنٹا تھا ذرا کھٹکے سے گھبرا کر ہمیں

خوب گلچھرے اڑائے رات کو ہو ہو کے شاد
جان کر مستی میں سے کی ہائے محنت دی بہاد
اب وہ کرنے کا نہیں ہرگز ہمارا اعتماد
بات کل شب کے نشہ کی کچھ نہ کچھ ہے اس کو یاد
دیکھتا ہے جو کن آنکھوں سے شرما کر ہمیں

ہائے ہم کیونکر نہ روویں اپنی اس اوقات پر
بچ وہ ہنستا ہے ہمارے دیکھ کر حالات پر
ہم نے توبہ کی تھی سے پینے کی اس کی بات پر
اور کھائی تھی قسم بھی کیا کہیں اک بات پر
پھر پلائی اس نے شب باتوں میں بہلا کر ہمیں

ایک دن گھر میں نہ بیٹھے چین اور آرام سے
اور اٹھایا ہاتھ ہم نے اپنے ننگ و نام سے
واسطے جس کے گئے ہم دو جہاں کے کام سے
دائے بیتابی دل وہ گھر میں جا کر شام سے
صبح تک باہر نہ آیا در پہ ٹھہرا کر ہمیں

ہم کو اپنا بھی بھروسا اب نہیں اے میری جاں
ہم ہوئے یاری سے اس عالم کے بالکل بدگماں
چشم و گوش و جان و دل کوئی نہیں اپنا یاں
بے خودی نے کی رفاقت ورنہ اس کے پاس واں
اڑ گئے سب عقل و ہوش و علم پہنچا کر ہمیں

تیری سفاکی کا شہرہ ہے جہاں میں گم رہ گم
قتل کیوں کرتا ستم نہیں عالم تجھے کس کا ہے ڈر
اس تغافل سے ترے ناچار ہو کر سر بسر
بسلوں کو حیرے اے قاتل تر پہنچے دیکھ کر
کیا ہے مارا گئے رشک نے حسرت سے تر پہا کر ہمیں

یاد جب آتی ہے اس پردہ نشیں کی انجمن
پوچھ مت پنہاں اٹھاتے جو جو ہیں رنج و محن
مرگ کے ہم وقت کہویں ہائے یہ کس سے سخن
گفتگو میاد سے کرتے ہیں جو مرغ چمن
ذبح کرنا ہے تو کر گلشن میں لے جا کر ہمیں

۱۔	۲۸۰ / ب۔ ۲۸۹	اپنا نہیں ہے کوئی یہاں
۲۔	طریق ۲۸۱ / ب۔ ۲۸۹ (الف۔ ۳۰۷ گھر گھر)	
۳۔	۲۸۱ / ب۔ ۲۸۹	کرتا ہی نہیں
۴۔	الف۔ ۳۰۷	مار

اس کو رہنا اس قدر اے ہمو بھاتا ہے چپ اپنی محفل میں وہ جوں تصویر بٹھلاتا ہے چپ
لب ہلاوے کوئی تو آنکھوں سے فرماتا ہے چپ منہ ہی منہ میں ہائے کیا کیا کہہ کے رہ جاتا ہے چپ
بزم میں گر اس کی کچھ بولیں تو جھنجھلا کر ہمیں

جس کی محفل میں رہا کرتے تھے ہم دن اور رات جب یہ دیکھا اس نے دل اس کا نہیں ہے اس کے ہات
عمر بھر کے بعد تب کی اس نے بس ہم سے یہ بات ہاتھ اٹھاؤ عشق سے تم میرے کھلمنسی کے ساتھ
ہائے سمجھاتا ہے کیا کیا پاس بٹھلا کر ہمیں

ہم نے کیا کیا اس سنگر کو پلائی ہے شراب پر نشہ ہوتا نہیں اچھا اسے خانہ خراب
جان کر ہم عالم مستی میں اس کو بے حجاب گر کہیں سے کا نشہ ہے دلا اٹھا منہ سے نقاب
تو وہ دکھلاتا ہے غمگین آئینہ لا کر ہمیں

﴿ایضاً﴾

اس کی تو یہ خو ہے بس آج کہیں کل کہیں بات پر اپنے وہ ہائے ٹھہرے بھی چنچل کہیں
اس کی طبیعت سے یہ جا چکے چمیل بل کہیں اس دل بے کل کو تا آہ پڑے کل کہیں
کاش مئے اس کے یہ وعدے کی کل کل کہیں

کان کو ہو جس سے دکھ بھٹ پڑے سونا وہ یار جی کو جو بے کل رکھے کاہے کاہے وہ سنگار
مجھ کو لگے ہے گراں کیا تجھے ہوگا نہ بار دھڑکے ہے سینہ مرا اس تلے کو گلے سے اتار
بوجھ کمر پر نہ دے یہ ترے پیکل کہیں

ے کے سوا کچھ نہیں ایسے مرض کی دوا دل میں ہو دنیا کی جا اور ہو ظاہر گدا
کون سے مذہب میں ہے ایسی فقیری روا خاک میں گو تو ملا سر میں ہے وہ ہی ہوا
جل گئی رسی تو کیا کاش جٹے بل کہیں

پینے کا مے کے بہت ہائے ہے ہم کو خیال گر نہیں ملتی کبھی تو نہیں ہوتا ملال
دیکھ کے ڈرتا ہوں میں آپ کی یہ چال ڈھال دیوے نہ تم کو شراب بن لیے گر کچھ لکال
گردی نہ رکھ آئو سائیں جی کل کہیں

۱۔	ب۔ ۲۸۹	جھنجھلا
۲۔	۲۸۱ / ب۔ ۲۸۹	بٹھا
☆	ش۔ ۵۔ ر	مخمس ندارد
۳۔	ب۔ ۲۹۰	اس

واعظ و زاہد کے تو دم میں گر آیا کہیں! صرف رگڑوائیں گے خاک پہ تیری جبین
 بات کا کر اعتبار میری ہی اے ہم نشیں ایک سوا کر یقین دوسرا کوئی نہیں
 تا تیری چشم دوہیں ہووے نہ احوال کہیں
 دل نہ لگے جس جگہ دل کو وہاں بس لگا جلد نکل جائے تو چرخ سے دنیا کے تا
 زیر فلک جو کوئی یار رہا سو لٹا مان میرا یہ کہا زلف میں جی مت پھنسا
 تو ہے مسافر دلا آج کہیں کل کہیں
 تو نے بہت پی ہے مے جان نہ کچھ اس کو کم دیکھ بڑھے ہے نشہ ہائے تجھے دمدم
 جبکہ چلا اٹھ کے میں تب وہ لگے یہ بولا صنم راہ میں غمگین ذرا رکھو نہ سنبھل کر قدم
 چھین نہ لے محاسب ہاتھ سے بوتل کہیں

۱۔	۲۔ ۳۸۲ / ب۔ ۲۹۰	کچھ گر
۲۔	۲۔ ۳۸۳ / ب۔ ۲۹۱	رہوے
۳۔	ایضاً	رہا
۴۔	ب۔ ۲۹۱	دوہیں یہ بولا صنم
۵۔	۲۔ ۳۸۳	لفظ "یہ" ندارد
۶۔	ب۔ ۲۹۱	رکھو

اس مخمس کے اختتام پر نسخہ ب میں "تمت تمام شد" کے الفاظ درج ہیں۔ اس کے بعد رباعیات کا آغاز ہوتا ہے۔

قطعاتِ تاریخ

قطعات تاریخ

(۱)

تاریخ اختتام دیوان تاریخ، گفتہ شد در تمام مصرعہ اخیر ناتیجہ مصرعہ اخیر بے کم و بیش لے
فکر میں تاریخ کی دیوان کے یوں کہا ہاتف نے کیوں بھڑا ہے
از سر درد دل اے غمگین ترا آج دیوان مخزن اسرار ہے
۱۲۵۳ھ

(۲)

تاریخ وفات مہاراجہ عالیجاہ دولت راؤ سندھیہ بہادر لکھنؤ گفتہ شد
جبکہ عالی جاہ کا مسکن ہوا باغ جانا فکر میں تاریخ کی غمگین ہوا گریہ کنناں
ملک ہند آباد تھا جس سے کہا ہاتف نے تب اٹھ گیا دنیا سے اب وہ حاکم ہندوستان
۱۲۳۲ھ

(۳)

تاریخ مسند نشینی و جلوس چکوراؤ سندھیہ بہادر والی لکھنؤ ریاست
”شکراؤ کہ حق بجن دار رسیدہ“

۱۲۳۲ھ

(۴)

تاریخ گریختن بیجاپائی صاحبہ از لشکر ظفر اثر گفتہ شد
فتح و ظفر نصیب مہاراجہ کز سپاہ شد رشتہ توقع ہائی کینہ
مگر یخت از میانہ و تاریخ این فرار غمگین چنین نوشت کہ ہائی گریختہ
۱۲۳۹ھ

قطعات تاریخ نسخہ الف، ب، م، میں شامل ہیں۔ ذیل میں انہی کا تقابل پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔	طبق	ب	۳۱۰
	الف۔ م	عبارت ندارد	
۲۔	طبق	ب	۳۱۰
	الف	عبارت ندارد	
۳۔	م۔	تاریخ ندارد	
۴۔	طبق	ب	۳۱۰
۵۔	ایضاً		

تاریخ وفات استاد لکھنؤ دیوان نواب سعادت یار خاں المتخلص بہ رنگیں
جب استاد رنگیں ۳ جہاں سے گئے تو اک یاد گاری رہی رنگیں
خود نے کہا یہ ہی تاریخ ہے کہ ساتھ ان کے عمکیں گئی رنگیں
۱۲۵۱ھ

(۶)

تاریخ وفات والدہ میت خاں گفتہ
”بارحت بہ پوست“ ۱۲۳۳ھ

(۷)

تاریخ تکیہ خود کہ کوزیر قلعہ تعمیر نمود شدہ
”ایں تکیہ میر سید علی قادری“
۱۲۳۳ھ - ۱۲۳۵ھ

(۸)

تاریخ باغچہ کہ در تکیہ تعمیر کندہ بودم
اپنے تکیے کے باغچے کی یاد فکر تاریخ میں ہوئے جب ہم
غیب سے یہ ندا ہوئی عمکیں اس کی تاریخ کہہ ۳ تو ہارم
۱۲۳۳ھ

۱	۲	تاریخ ندارد
۲	طریق	۳۱۰ ب
۳	ب	۳۱۰ رنگی
۴	ب	ناخوانا
۵	۴	تاریخ ندارد
۶	ایضاً	
۷	ر ۱۵۵	لفظ ”ک“ ندارد،
	یہ تاریخ ’ر‘ ۱۵۵	پر بلا عنوان درج ہے۔
۸	ب ۳۱۱	تاریخ تیاری تکیہ خود نوشتہ شد
۹	ب ۳۱۱	سنہ ندارد
۱۰	۴-ن-ش	تاریخ ندارد
۱۱	ب ۳۱۱	تاریخ باغچہ تکیہ کہ زیر قلعہ ندہ [ناخوانا] واقع است گفتہ شد
۱۲	ر ۱۵۵	رکھ

(۹)۱

تاریخ وفات تلور چشمی مسماۃ سلمیۃ النسا بیکم دختر تلور [ناخوانا]

سیدہ نے دنیا سے جب غلہ بریں کو رحلت کی آنکھوں میں تاریک ہوا تب میری نور مہر و مہ
فکر نہ کر تاریخ کی غمگین یہ مجھ سے ہاتف نے کہا جان کو لعلی کو نکال کے اس سے ہے ہے برخورداری کہہ

۱۲۵۲ھ

(۱۵)۱

تاریخ وفات خوش دامن صاحبہ

چونکہ خوش دامن ازیں عالم برقت ایں دل غمگین من ۹ از غم فرد
گفت در تاریخ عقل دور ہیں از سر ہیبت خوش دامن برود

۱۲۵۲ھ

(۱۶)۱

تاریخ خطبہ عمر دراز خاں

چون ۱۱ از سر عین خواست غمگین تاریخ ہاتف گفت کہ خطبہ ۱۱ عمر دراز

۱۲۵۶ھ

۱	۲-ش-۵	تاریخ ندارد
۲	طبق-ب	۳۱۱
۳	ایضاً	
۴	ایضاً	
۵	ناخوانا	
۶	ب ۳۱۱	کی
۷	۲-ش-۵	تاریخ ندارد
۸	ب ۳۱۱	خود
۹	ب ۳۱۱ / ر ۱۵۶	ما از غم
۱۰	۲-ش-۵	تاریخ ندارد
۱۱	طبق-ب	۳۱۱
۱۲	ب ۳۱۱	خطہ

تاریخ وفات محی سالار خاں بہادر

کہ از دوستان فقیر بودند

جبکہ جنت کو گئے سالار خاں دل پہ گزرا اپنے حد رنج و الم
غیب سے تب یہ ندا مجھ کو ہوئی ان کی ہے تاریخ تمکین درد و غم

۱۲۵۴ھ

(۱۸)

ایضاً

سالار خاں جی مردند آہ آہ سالار خاں مردند

۱۲۵۴ھ

(۱۹)

تاریخ بنائے تعمیر مسجد و عید گاہ کہ ملاں مداری صاحب بنا نمود اند

کہ در سرکار عالی جاہ بہادر بسیار محترم بودند

باشندہ ادجینی

تاریخ بنائے تعمیر مسجد و عید گاہ

خوب کی ملاں مداری نے بنا عید گاہ و مسجد دارالسلام
شاعروں نے فکر کی اس بات کی تا کریں تاریخ ان کی انصرام
از سر وجدان تمکین نے کہا ہے یہ مسجد کعبہ ہر خاص و عام

۱۲۵۳ھ

۱	ر-م-ش-ن	تاریخ ندارد
۲	ب	عبارت ندارد
۳	م-ش-ن	تاریخ ندارد
۴	عبارت طبق ر	۱۵۶
۵	الف- ۳۱۰	تاریخ بنائے تعمیر مسجد و عید گاہ کہ ملاں مداری صاحب بنا نمود اند
	ب- ۳۱۲	تاریخ تعمیر عید گاہ کہ ملاں جی بنا نمود اند گفتہ
	الف- عید گاہ مسجد و دارالسلام	
۶	طبق ب	۳۱۲

تاریخ وفات مرزا دایم بیگ برادرزادہ مرزا قاسم بیگ لوجینی بدست فقیر فقر شدہ نام ادبیرنگی
 شاہ بیرنگی کہ محو دید بود مرد چون خود فرصت دید اند کی است
 گرچہ غمگین گفت تاریخ وفات زندگی و موت بیرنگی کی است
 از بقا از فنا سر دور کن گر ترا در واقعی بودن شکلی است

۱۲۵۳ھ

تاریخ کشتہ شدن غلام رسول خاں
 پسر نصرت [ناخوانا] از دست آدم حرمت خاں عالمیہ

کچھ عجب آدمی ہے حرمت خاں دس روپے کے کڑوں پہ ہو دلشاد
 قتل اک طفل کو کیا افسوس جو نے ہے کہے ہے دا فریاد
 نام تھا طفل کا غلام رسول ہو گیا جب شہید وہ ناشاد
 نعش کو اس کی دیکھ کر زن و مرد رو رو کرتے تھے داد اور بیداد
 اور کہتے تھے ہائے حرمت خاں نہ رہے گا یہ نور گنج آباد
 اس میں درٹائیے نے طفل کے ناگاہ کردیا دو کا خون دا فریاد
 کچھ نہ پوچھا کہا نہ حاکم سے اور نہ کچھ شرع کا لیا ارشاد
 جب کہا ایک نے یہ غمگین سے اس کی تاریخ تم کہو استاد
 از سر دابق تب انھوں نے کہا خون حق کو بھی کر دیا برہاد

۱۲۵۵ھ

۱۔	و۔ ش۔ ن۔	تاریخ ندارد
۲۔	ب۔ ۳۱۲۔	عبارت ندارد
۳۔	ش۔ ن۔	تاریخ ندارد
۴۔	م۔ ب۔	عبارت ندارد
۵۔	ب۔ ۳۱۳۔	دیکھ زن اور مرد
۶۔	ر۔ ۱۵۷۔	نعش کو اس کی دیکھ زن اور مرد
۷۔	م۔ ۳۶۸۔ / ب۔ ۳۱۳۔	ورثہ
۸۔	م۔ ۳۶۸۔	شرع شرع
۹۔	م۔ ۳۶۸۔	درد

تاریخ وفات جمدار احمد خان آوان

احمد خاں چونکہ رخت از عالم برد زین گے دل دوستان نہایت افسرد
 غمگین تاریخ از سرق این گفت ہیہات کہ جمدار بر باطل مرد
 ۱۲۵۵ھ

(۲۲)

تاریخ سقط شدن شیخ عباد کہ گاہے در زندگی بطریق اناخوانا

چون شیخ عباد شد سقط آہ از غم نہ چہا گذشتہ آہا
 کردم چو بغور فکر تاریخ غمگین من دل شکستہ آہا
 آمد بخیاں از سر ہم آفات عباد رفتہ آہا
 ۱۲۵۵ھ

(۲۳)

تاریخ تعمیر مکان جان صاحب متخلص بہ قلندر این کرنیل حکیم صاحب

ہا کرد چوں جان صاحب مکان بعد فکر تاریخ غمگین ادق
 ندا آمد از غیب در گوش جان مقام قلندر بود عرش حق
 ۱۲۵۵ھ

(۲۴)

تاریخ تولد بر خوردار علی احسن

از فضل خدا شد علی احسن دلہند در شہر حج اکبر از مہ دہ چند
 غمگین چو بفکر سال او دادم دل تاریخ تولد شدہ فرخندہ فردند
 ۱۲۵۵ھ

۱	ر، ش، ن	تاریخ ندارد
۲	ب ۳۱۳	عنوان ندارد
۳	م ۳۶۹ / ب ۳۱۳	زین غم دل
۴	ر، ش، ن	تاریخ ندارد
۵	ب	عنوان ندارد
۶	ش، ن	تاریخ ندارد
۷	ب	عنوان ندارد
		جان جیکب
۸	ش، ۵، ر	تاریخ ندارد
۹	ب ۲	عنوان ندارد
۱۰	ب ۳۱۳	فرج

(۲۵)

تاریخ تولد پسر خواجہ ابوالحسن اکبر آبادی ابن خواجہ عبداللہ

مد شکر کہ صنع مصور سے فرزند خواجہ ابوالحسن
من حیث فیہ طالع ہے واللہ یہ مہر و مہ سے یہ
فکر تاریخ تولد میں ہاتھ نے بگوش خرد یہ کہا
اس کی یہی تاریخ ہے غمگین برخوردار ہوا ہے یہ
تاریخ ندارد

(۲۶)

تاریخ جوتی ۵۱۰ ہائے کر کہ آشنائے قدیم این فقیر بود

رفت چون دین جہاں جوتی ہا دلم آزرده گشت و خاطر زار
جسم از پاس دوستی تاریخ شد ز باطن ہما چنین اظہار
پنجہ و سہ کہ سال عمرش بود دور کن از زمانہ غدار
۱۲۵۵ھ

(۲۷)

تاریخ وفات برادر صاحب و قبلہ سید احمد میر خاں مرحوم

جب بڑے بھائی سید احمد میرا صفت موت سے حیات ہوئے
سر جان قطع ہوتی ہے غمگین ہے یہ تاریخ عین ذات ہوئے
۱۲۵۱ھ

(۲۸)

تاریخ وفات برادر صاحب و قبلہ سید میر خاں

چون صاحب میر خاں افی اشق از بام فتاد بے خود و مستغرق
غمگین تاریخ گفتہ شد از سر جان زبر قدم رسول افتاد بجن
۱۲۵۶ھ

۱۲۵۶ھ

۱۔	ش۔ ن۔ ر۔	تاریخ ندارد
۲۔	م۔ ب	عنوان ندارد
۳۔	الف ۳۱۲	حسنت
۴۔	ر۔ ش۔ ن	تاریخ ندارد
۵۔	الف	جونا بائن
۶۔	م ۳۶۹	اسیر
۷۔	ش۔ ن	تاریخ ندارد
۸۔	ر ۱۵۷	برادر صاحب قبلہ سید صاحب میر خاں مرحوم
		ب۔ م عنوان
۹۔	ر ۱۵۷ فتادہ / ب ۳۱۵ فتاد / ر ۱۵۷ فناویہ خود	

تاریخ وفات حکیم میر اسد علی او جینی در سرکار مہاراجہ عالی جاہ بہادر بہار ممتاز بودند
 چون سید اسد علی را قطاب دین کردند سفر بعالم علمین
 تاریخ وصال گفت با من ہاتف رفتہ بجست از جہاں اے غمگین
 ۱۲۵۶ھ

تاریخ وفات مرشدان مرشد
 قطب الاقطاب واقف سردلاہات
 جناب حضرت شاہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ

زین جہاں فرمودہ رحلت چون سوئے دار بقا قطب عالم شاہ ابوالبرکات احرار دویم
 سرفرد بدم پس اندر فکر تاریخ وفات ہاتم گفتا مشو چنداں درایں اندیشہ گم
 دور کن غمگین ازین مصراع ہر لفظ مضاف لیل آدینہ مہ رمضان تاریخ خیم
 ۱۲۵۶ھ

تاریخ وفات شیخ قادر بخش او جینی
 کہ از رفیقاں ایں فقیر بودند

شیخ جی تھے یار یکساں ظاہر و باطن میں آہ کیوں نہ پھر رہویں وہ بعد از مرگ میرے یار غار
 کیا کہوں تاریخ رحلت فکر کر تو نام میں شیخ قادر بخش ہی تاریخ ہے پر بے خار
 ۱۲۵۶ھ

۱۔	د۔ ش۔ ن۔	تاریخ ندارد
۲۔	م۔ ب	بلا عنوان
۳۔	الف ۳۱۲	اقطات
۴۔	م ۴۷۰	گفتہ باشد ہاتف
۵۔	ش۔ ن	تاریخ ندارد۔ نسخہ م / ب میں بلا عنوان۔ نسخہ م میں پہلے دو مصرعے ناخوانا ہیں۔
۶۔	ب ۳۱۵ / م ۳۶۸ / ر ۱۵۷	دریں
۷۔	ب	سن ندارد
۸۔	ر، ش، ن	تاریخ ندارد
۹۔	ب ۳۱۶	بلا عنوان
۱۰۔	م ۴۷۱-۱۲۶	

(۳۲)

تاریخ جناب میرا صغریٰ پسر مرحوم علی خاں خوشی که از رفیقان فقیر بودند
میرا صغریٰ چوں ازین عالم برفت آمد از ہاتف چنین غمگین ندا
گر تو خواہی سال تاریخ وفات دل ز صغریٰ کن بروں شد او فنا
۱۲۵۷ھ

(۳۳)

تاریخ وفات ہمت بہادر جمدار و کئی سرکار مہاراجہ عالی جاہ بادروہ از قدیم دور رسالداران شدن بودند
بود سردار دکن ہمت بہادر نامور از وطن ہمراہ عالی جاہ شد در این دیار
روز جمعہ و از مہ شوال بدست سیوم کہ این چنین جائگاہ واقع شد بہ شہر گوالیار
چون شدم اندوہ کیں در فکر تاریخ وفات آمد از ہاتف بگوئیم این غمناکی اختیار
قطع کن غمگین سر دنیا و تاریخش بگو داد جان آسان بخت ہمت بہادر جمدار
۱۲۵۶ھ

(۳۴)

تاریخ مکانی برائے بودو باش خود تعمیرمودہ می ہاشم
تعمیر ے کدہ ہی نہیں صرف یہ ہوا دیو حرم سے جان نہ تو اس کو کچھ جدا
واللہ قطع ہوتے ہی غمگین سردوئی تاریخ اس مکاں کی ہوئی خانہ خدا
۱۲۵۷ھ

۱۔	ر۔ ش۔ ن	تاریخ ندارد
۲۔	طبق ب ۳۱۶ م / ۳۶۹	
	الف ۳۱۳	جو
۳۔	ر۔ ش۔ م۔ ن	تاریخ ندارد
۴۔	ب	بلا عنوان
۵۔	ب ۳۱۶	این
۶۔	م۔ ش۔ ن	تاریخ ندارد
۷۔	الف ۳۱۳	عبارت ناخوانا
۸۔	ب ۳۱۷	قطع تاریخ بلا عنوان

(۳۵)

تاریخ وفات بشیرہ صاحبہ قبلہ

گشت چوں آن عقیقہ را افسوس مرض بے تمیز ذات الجذب
ہاتم گشت از سر عبرت گشت تاریخ نیز ذات الجذب

۱۲۵۷ھ

(۳۶)

تاریخ ختم قرآن سائیں صاحبہ در نہ ماہ کردند بطور ناظرین

سائیں بیچارگان ضعیف است و نحیف در نہ مہ ختم کرد قرآن شریف
ختم معصفت نوشت غمگین تاریخ بگر نظر دقیق و گفتار لطیف

(۳۷)

تاریخ وفات مہاراجہ چکوراؤ سندھیہ بہادر [ناخوانا]

آیا کیا مادہ ہے یہ اپنے ہات ہے گو غلطی العالم مگر خوب ہے بات
کہ قطع سر درد کہ یہ ہے تاریخ ہجروں نے مہاراج کو مارا بیہات

۱۲۵۹ھ

(۳۸)

تاریخ گرفتار شدن و بیرون کردن از لشکر داغاجیکی والدہ را

چونکہ دادک بیرون شد از لشکر فوج محفوظ از جنگ و جدل
بجگم مرغی معقلب گردید زہرہ رقصید با ہزار خلل
ہاتم گشت آہ سر وحشت سال تاریخ شد غروب زحل

۱۲۵۹ھ

۱	ش-ن	تاریخ ندارد
۲	ب-۳۱۷	عبارت ندارد
۳	م-۴۷۰	عزیزہ
۴	م-۲-ش-ن	تاریخ ندارد
۵	ب-۳۱۷	بیچارہ گان
۶	م-۲-ب-ش-ن	تاریخ ندارد
۷	م-۲-ش-ن	تاریخ ندارد
۸	ب-۳۱۷	دادا

(۳۹)

تاریخ کتک لکھنؤ مہاراجہ جیانی از صاحبان

ہاتف نے کہا یہ مجھ سے ہے سب شامت تھی فتح تیری کتک میں نفس پرست
 عمکیں کر قطع اب سر طبل ریل اس جنگ کی تاریخ ہوئی فتح کتک

(۴۰)

ایضاً

سن بارہ سو اونسٹھ میں پڑا چچہ سکر دارہ ساتویں تاریخ ذالحجہ کی فرنگی جیتا یہ ہارا
 ۱۲۵۲ھ

(۴۱)

تاریخ وفات خواجہ قانون رحمۃ اللہ علیہ کہ پیش ازین خوشہ فقیر تاریخ دریافت نموده نوشتہ است

خواجہ قانون یعنی قطب گوالیار چون فنا کشیدہ در ذات الہ
 از سر ہیبت تاریخ وفات گفت عمکیں قطب و قش بود آوی

(۴۲)

تاریخ [ناخوانا] علیم اللہ چوں علیم اللہ صدیقی گذشت

چوں علیم اللہ صدیقی گذشت ہشتم ذوالحجہ و وقت پگاہ
 در نظر از رنج ان یار قدیم روز روشن شد برنگ شب سیاہ
 از سر ہیبت تاریخ وفات گفت عمکیں شیخ کل بودہ آہ

۱۲۶۰ھ

تاریخ ندارد	۱-۲-۳-۴-۵	۱
تاریخ ندارد	۱-۲-۳-۴-۵	۲
تاریخ ندارد	۱-۲-۳-۴-۵	۳
بلا عنوان	ب	
عبارت ندارد	۳۱۸-ب	
مصراع ناخوانا	۳۱۸ ب	۴
تاریخ ندارد	۱-۲-۳-۴-۵	۵

جناب قطب الاقطاب جناب خواجہ ابوبکر کاتؒ

وہ ظہور تام جب پہاں ہوا ہو گیا تاریک نور مہر و مہ
غیب سے تب یہ دعا آئی مجھے فکر میں تاریخ کی غمگین نہ رہ
از سر درد اور لفظ آہ تو قطب العالم شاہ ابوبکر کات کہہ س

(۴۴)

بے کلو چو کرد زیں جہاں شرم و حجاب غمگین گفتا کہ بشنوید ای احباب
دقتیکہ فتا شد آسمں اندر اسما تاریخش گشت یا غفور وہاب

(۴۵)

بے کلو ز توبہ رخت چون در جنت بروند عدوے مومنوں مد حسرت
از بہر وصال او ز غمگین ہاتف تاریخش گفت مستحق رحمت

(۴۶)

تاریخ وفات جناب خواجہ ابوالحسن چھوٹے بھائی

ابوالحسن مظہر برکات حق تھی انیس نسبت خدا سے اک نئی
از سر سیہات ہاتف نے کہا میر حیدر نسبت جذبی گئی

۵۱۴۶۳

۱۔	ب۔ ر۔ ش۔ ن	تاریخ ندارد
۲۔	م۔ ۳۶۷	میں "تاریخ بڑی صاحب قدس سرہ کے نام سے یہ تاریخ درج ہے۔
۳۔	م۔	شعر ندارد
۴۔	ر۔ ب۔ ش۔ ن	تاریخ ندارد
۵۔	ب۔ ر۔ ش۔ ن	تاریخ ندارد
۶۔	الف۔ ب۔ ش۔ ن	تاریخ ندارد

”مخزن اسرار“ (دیوان غمگین) بنارس ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی انڈیا
صفحہ اول و آخر کا عکس

دیوان غمگین: مخزنہ: کتب خانہ خاص۔ انجمن ترقی اردو۔ کراچی
صفحہ اول و آخر کا عکس

دیوان غمگین: مخزنہ: نیشنل لائبریری، لائبریری۔ اسلام آباد
صفحہ اول و آخر کا عکس

دیوان غمگین: مملوکہ: حمید الدین شیخ، حیدرآباد۔ سندھ
صفحہ اول و آخر کا عکس

دیوان غمگین: مخزنہ: کتب خانہ خاص۔ انجمن اردو۔ کراچی

۱۰

یا فتوح

کتب خانہ خاص
انجمن اردو
کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

مدہ ہی جی جی جو کلام کیا مہی دون مدہ کو نام کیا
 لفت بہہ ہے کہ حق لکالی سینے اوسمیں اپنا طور نام کیا
 لہجہ بہہ مہی البغلیں پر تیری فکر نہ ہی کام کیا
 مدہ و لفت مکنہ و عالم نشیہ تنزیہ و نشیہ جو ذرا سہی اسبہ علی عرف
 حضرت جی تخلص غمگین سولن و ملی مدھن لکھلان قل حوالہ احمد الہ
 الحمد کہ طور او بر سہہ محمد بود لم یلم لہ و حقیقت باطن او بر سہہ
 منتہی و لم یلم لہ کہ خوا احمد و چنہ نالہ موزون جلالت صوری و معنوی یغنی

قریب مدہ و لفت
 مدہ ہی جی جی
 قریب مدہ و لفت

۱۰

از سر حیات تاریخ و نجات گفت غمگین شمع گل مرده آه
 باغ فریاد الاقتضا خواجه ابوالبرکات

و نه فریاد ز بهمان هوا مولی تارک نور مهر و سه
 غیبی سحر نبد از این بجای فکرین تاریخ یک شمعین سره
 از سر دور و در لفظ آه تو غمگین سینه هوا برکات که

بچه کلوز و کور و زنجیران شرم و محراب غمگین رفته شنیده ای اعیان
 و غمگین رفته اندر اسما تار بخش گشت باغ غور و باب

بچه کلوز و کور و زنجیران شرم و محراب غمگین رفته شنیده ای اعیان
 از سر وصال از غمگین آلف تاریخ بخش گفت ستمی رکت

بسم اللہ الرحمن الرحیم



حمد ہی جسنی جو کلام کیا مینی یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہی کہ حق تعالیٰ نے اوسمین اپنا ظہور تمام کیا
لاہیات ہی حمد الیغیین پر تیر فکر فی باب کام کیا
حمد و نعت میکن در عالم تشبیہ تنزیہ و تشبیہ خود را مسمیٰ سید علی
عرف حضرت جی تخلص غمگین ستوطن دہلی مدفن لامکان قل
مُوَالِدُ أَحَدِ اللَّهِ الصَّمَدُ کہ ظہور و موقوف بر سید محمد بود
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ و حقیقت باطن او بر سید فتح علیہ
و اُم کیکن کہ کُفُو أَحَدٌ در چند نالہ موزون بحالات
سوری و معنوی یعنی ہر حالتی و کیفیت و وارداتی و ذوقی و
شوقی و تجلی کی کہ از عشق حقیقی و مجازی برو وارد شدہ
حمد او واجب بود پس انرا بلباس الفاظ بر قلم آوردن نہ فرض شعرا

الحمد لله الذي
خلقنا من نوره و
الضوء الذي
منه نورنا
و هو الذي
هو نورنا
و هو الذي
هو نورنا

سفر اجم خاوند بخیت قطب الدیار چمن زندگانشند در دانت
از سر پیمانت تاریخ دشت کفست
اینم دیوانه مرزا محمد فرزند زنده بهار

(از ذیف الف)

دران کلمه

بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا

مرا از الی و ده العلی

بند خدای زوالی ترا

بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا
بند خدای زوالی ترا

دیوان غمگین: مملوکه: حمیدالدین شیخ، حیدرآباد
صفحه اول و آخر کاغذ

[illegible]

محل من جو کجھ او سک و عیدہ پیر اعتبار کیا ہی ہر شکو انتظار کیا تو

نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ

ی
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ
نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ

نہی نامہ ان الہیہ ان الہیہ

دیوان غمگین: مخزنہ: نیشنل لائبریری، لائبریری - اسلام آباد
صفحہ اول و آخر کا عکس

بسم الله الرحمن الرحيم
 ایک شہسرخ ہی میری الد کی جنگ دینا ہا شکست سومو فرسنگ
 نیکین مغلوب اب ہوا ہون ایسا فی فوج رہی زمین نہ نام نیک
 حاد بید حب حقیقت و لغت صورت حوز شہید علی عرف حضرت جی تخلص قلین
 متوطن اسلے قادری و نقشبندی ابو العالی الشرب محلا از احوال حوز بعرض اہلب
 صفوت انتساب مرسا نند کہ این مغز ابن سید محمد بن سید احمد بن سید شاہ ہر
 بن سید محی الدین بن سید سیر محمد القادری کہ در بر پناہ پورا سودہ اند و زمار نگاہ فلا
 اند از اولاد محی الدین سید عبد القادر جیلانی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمۃ اللہ
 علیہم اجمعین و جدہ فقیر بنت خواجہ الہی بن خواجہ بہا و الدین بن خواجہ عبد اللہ شہ
 خواجہ حوز و محقق ابن خواجہ باقی اللہ العلیہ تخلص بہ بزرگ و قدس اللہ اسمہم
 است کہ در دہلے زیار نگاہ خلاقی اند و موجب عدم القباط و بشت مدم
 اند راجہ نمای سلسلہ درین مختصر آنکہ اکثر مردم را شنیدہ بیکہ دیدہ ام کہ در
 واقع شہ ہستند اما برای احوال شرف امتیاز خود را سید قرا میدہند

ہے

مکاشفات الاسرار: مخزنہ: بنارس ہندو یونیورسٹی۔ یو۔ پی انڈیا

صفحہ اول و آخر کا عکس

و مانتی بیان حال تجبسی کن
عکسین و ده حکایت به منی کن

پیرا به من خود و باخیر کنی تا
جو خایل منتوی همی را بنام طوا

کجا کام می سپد سی تجبی باد و است
در خانه اگر کس است انکس و است

کجای می حدیثی می گوئی است است
بصری می به نقاب عکس

آتی تنین نقد جاکلی باشن
والله که سب بین و ده بیابلی باشن

کری می کوی و کجی باشن
جو باشن و کجی کجی

جو چین می سطح کرد و نفس انبار
اشی نه می بیان آتش سرور

عکسین معذور که می اسی بار
چرا نقابده های عالم من است

عارف کری سطح نه بر آید گویند
در یاکو کجای توفی کوزه من بند

عکسین من رباعیات می چند
دوره من کجای به کوزه بند

و مانتی بیان حال تجبسی کن
عکسین و ده حکایت به منی کن
کجا کام می سپد سی تجبی باد و است
در خانه اگر کس است انکس و است
آتی تنین نقد جاکلی باشن
والله که سب بین و ده بیابلی باشن
جو چین می سطح کرد و نفس انبار
اشی نه می بیان آتش سرور
عارف کری سطح نه بر آید گویند
در یاکو کجای توفی کوزه من بند
عکسین من رباعیات می چند
دوره من کجای به کوزه بند

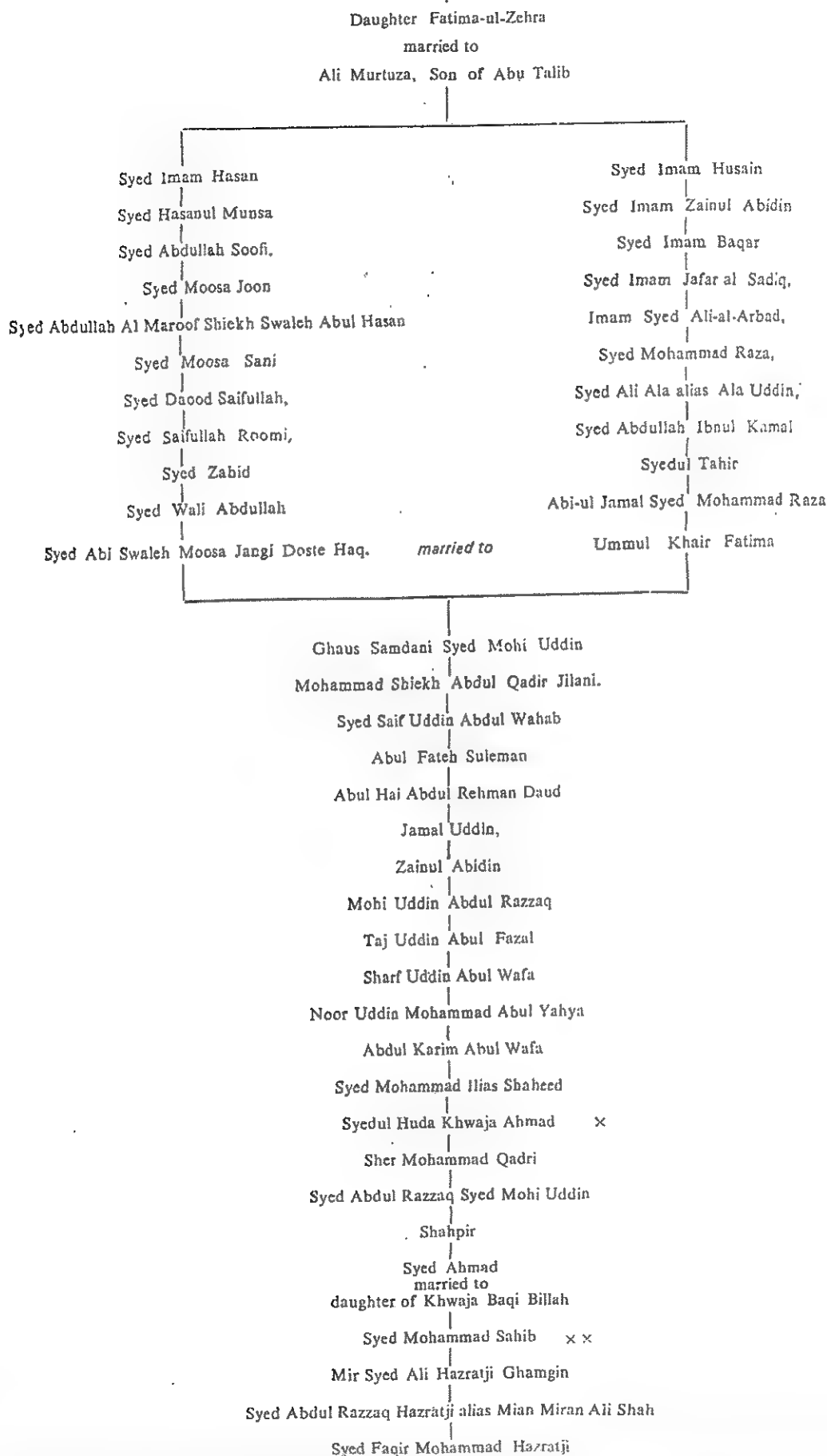
شماره	موضوع	صفحه	موضوع	صفحه
۱	مضمون		مضمون	
۲۶	حقیقت معاصی	۲۲	تسبیح	۱
	حقیقت ولایت	۲۵	حقیقت اسم	۲
	حقیقت روحانیت	۲۶	حقیقت ان کامل	۶
	حقیقت محبت	۲۷	حقیقت حدیث و حدیث	۸
	حقیقت تصوف	۲۸	حقیقت اصطلاحات نقشبندی	۱۰
	حقیقت فقیر و فقرا	۲۹	حقیقت لطایف شری	۱۳
	حقیقت طبقم ملامت	۳۰	حقیقت اقوام قلب	۱۵
	حقیقت طبقم قدیر ربه	۳۱	حقیقت بنای دل لایبریری	۱۶
	حقیقت طبقم رنیده	۳۲	حقیقت نفی اثبات	۱۷
	حقیقت طبقم رنیده	۳۳	حقیقت مزار قبور	۱۸
	حقیقت طبقم قلاتش	۳۴	حقیقت طریقه نفی اثبات	۱۹
	حقیقت طبقم زاید	۳۵	حقیقت طریقه ذکر	۲۰
	حقیقت طبقم زاید	۳۵	حقیقت ذکر و ذکر مذکور	۲۱
	حقیقت شمع	۳۶	حقیقت مرید و المرید	۲۲
	حقیقت طبقم رجال	۳۷	حقیقت مرید و المرید	۲۳
	حقیقت اقبال	۳۸	حقیقت مرید و المرید	۲۴
	حقیقت ابدال	۳۹	حقیقت مرید و المرید	۲۵
	حقیقت بار و بار	۴۰	حقیقت مرید و المرید	۲۶
	حقیقت بار و بار	۴۱	حقیقت مرید و المرید	۲۷
	حقیقت بار و بار	۴۲	حقیقت مرید و المرید	۲۸
	حقیقت بار و بار	۴۳	حقیقت مرید و المرید	۲۹
	حقیقت بار و بار	۴۴	حقیقت مرید و المرید	۳۰
	حقیقت بار و بار	۴۵	حقیقت مرید و المرید	۳۱
	حقیقت بار و بار	۴۶	حقیقت مرید و المرید	۳۲
	حقیقت بار و بار	۴۷	حقیقت مرید و المرید	۳۳
	حقیقت بار و بار	۴۸	حقیقت مرید و المرید	۳۴
	حقیقت بار و بار	۴۹	حقیقت مرید و المرید	۳۵
	حقیقت بار و بار	۵۰	حقیقت مرید و المرید	۳۶
	حقیقت بار و بار	۵۱	حقیقت مرید و المرید	۳۷
	حقیقت بار و بار	۵۲	حقیقت مرید و المرید	۳۸
	حقیقت بار و بار	۵۳	حقیقت مرید و المرید	۳۹
	حقیقت بار و بار	۵۴	حقیقت مرید و المرید	۴۰
	حقیقت بار و بار	۵۵	حقیقت مرید و المرید	۴۱
	حقیقت بار و بار	۵۶	حقیقت مرید و المرید	۴۲
	حقیقت بار و بار	۵۷	حقیقت مرید و المرید	۴۳
	حقیقت بار و بار	۵۸	حقیقت مرید و المرید	۴۴
	حقیقت بار و بار	۵۹	حقیقت مرید و المرید	۴۵
	حقیقت بار و بار	۶۰	حقیقت مرید و المرید	۴۶
	حقیقت بار و بار	۶۱	حقیقت مرید و المرید	۴۷
	حقیقت بار و بار	۶۲	حقیقت مرید و المرید	۴۸
	حقیقت بار و بار	۶۳	حقیقت مرید و المرید	۴۹
	حقیقت بار و بار	۶۴	حقیقت مرید و المرید	۵۰
	حقیقت بار و بار	۶۵	حقیقت مرید و المرید	۵۱
	حقیقت بار و بار	۶۶	حقیقت مرید و المرید	۵۲
	حقیقت بار و بار	۶۷	حقیقت مرید و المرید	۵۳
	حقیقت بار و بار	۶۸	حقیقت مرید و المرید	۵۴
	حقیقت بار و بار	۶۹	حقیقت مرید و المرید	۵۵
	حقیقت بار و بار	۷۰	حقیقت مرید و المرید	۵۶
	حقیقت بار و بار	۷۱	حقیقت مرید و المرید	۵۷
	حقیقت بار و بار	۷۲	حقیقت مرید و المرید	۵۸
	حقیقت بار و بار	۷۳	حقیقت مرید و المرید	۵۹
	حقیقت بار و بار	۷۴	حقیقت مرید و المرید	۶۰
	حقیقت بار و بار	۷۵	حقیقت مرید و المرید	۶۱
	حقیقت بار و بار	۷۶	حقیقت مرید و المرید	۶۲
	حقیقت بار و بار	۷۷	حقیقت مرید و المرید	۶۳
	حقیقت بار و بار	۷۸	حقیقت مرید و المرید	۶۴
	حقیقت بار و بار	۷۹	حقیقت مرید و المرید	۶۵
	حقیقت بار و بار	۸۰	حقیقت مرید و المرید	۶۶
	حقیقت بار و بار	۸۱	حقیقت مرید و المرید	۶۷
	حقیقت بار و بار	۸۲	حقیقت مرید و المرید	۶۸
	حقیقت بار و بار	۸۳	حقیقت مرید و المرید	۶۹
	حقیقت بار و بار	۸۴	حقیقت مرید و المرید	۷۰
	حقیقت بار و بار	۸۵	حقیقت مرید و المرید	۷۱
	حقیقت بار و بار	۸۶	حقیقت مرید و المرید	۷۲
	حقیقت بار و بار	۸۷	حقیقت مرید و المرید	۷۳
	حقیقت بار و بار	۸۸	حقیقت مرید و المرید	۷۴
	حقیقت بار و بار	۸۹	حقیقت مرید و المرید	۷۵
	حقیقت بار و بار	۹۰	حقیقت مرید و المرید	۷۶
	حقیقت بار و بار	۹۱	حقیقت مرید و المرید	۷۷
	حقیقت بار و بار	۹۲	حقیقت مرید و المرید	۷۸
	حقیقت بار و بار	۹۳	حقیقت مرید و المرید	۷۹
	حقیقت بار و بار	۹۴	حقیقت مرید و المرید	۸۰
	حقیقت بار و بار	۹۵	حقیقت مرید و المرید	۸۱
	حقیقت بار و بار	۹۶	حقیقت مرید و المرید	۸۲
	حقیقت بار و بار	۹۷	حقیقت مرید و المرید	۸۳
	حقیقت بار و بار	۹۸	حقیقت مرید و المرید	۸۴
	حقیقت بار و بار	۹۹	حقیقت مرید و المرید	۸۵
	حقیقت بار و بار	۱۰۰	حقیقت مرید و المرید	۸۶

ضمانم

Ancestral Line of Hazratji Family

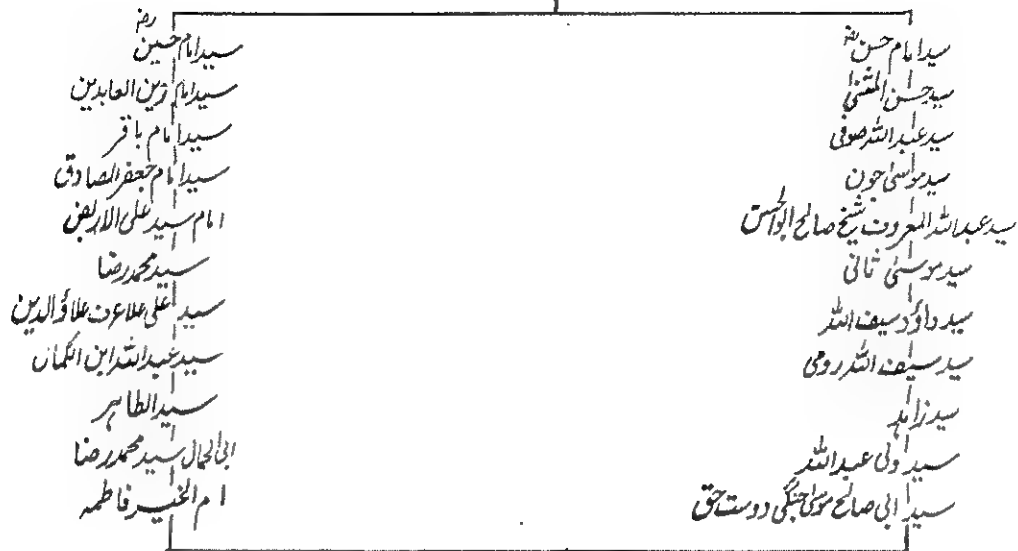
Hazratji family is Syed, Hashmi, Hasani-O-Husaini Qadri

Prophet Ahmed Mujtuba Mohammad Mustafa Sallam



× Arrived in India from Baghdad during the reign of Alamgir Second & settled in Burhanpur
× × Younger brother & Naib of Syed Shah Nizam Uddin, Prime Minister of King Shah Alam

نسب نامہ خاندان حضرت نوحی
 جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے ظاہر ہے یہ خاندان سید ہاشمی حسنی و الحسینی قادری ہے
 آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 دختر فاطمہ الزہراء
 منسوب بہ
 علی مرتضیٰ ابن ابی طالب



غوث صمدانی سید محی الدین
 محدث شیخ عبد القادر جیلانی
 سید سیف الدین عبد الوہاب
 ابو الفتح سلیمان
 ابو الحسین عبد الرحمن داؤد
 جمال الدین
 زین العابدین
 محی الدین عبد الرزاق
 تاج الدین ابو الفضل
 شرف الدین ابو الوفا
 نور الدین طراد ابو الحسین
 عبد القادر ابو الوفا
 سید محمد الیاس شہید
 سید الہدایا خواجہ احمد *
 شیر محمد قادری
 سید عبد الرزاق سید محی الدین
 شاہ آپر
 سید احمد
 منسوب بہ
 دختر خواجہ باقی باللہ
 سید محمد صاحب x x
 میر علی حضرت جی عکین
 سید عبد الرزاق عرفت بیاب میر علی شاہ
 سید فقیر محمد حضرت نوحی

* عالمگیر ثانی کے عہد سلطنت میں بلند دستے ہندوستان تشریف لا کر برہان پور میں سکونت اختیار کی۔
 x x سید شاہ نظام الدین وزیر اعظم شہنشاہ شاہ عالم کے جمعہ بھائی و بھائیوں میں۔

شجرہ نمبر ایک

حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

↓
حضرت سید سیف الدین عبدالوہابؒ

↓
حضرت ابوالفتح محمدؒ سلیمانؒ

↓
حضرت ابویحییٰ عبدالرحمن داؤدؒ

↓
" سید شاہ جمال الدینؒ

↓
" سید شاہ زین العابدینؒ

↓
" سید محی الدین عبدالرزاقؒ

↓
" سید تاج الدین ابوالفضلؒ

↓
" سید شاہ شرف الدین ابوالوفاؒ

↓
" سید شاہ نور الدین محمود ابوالیحییٰؒ

↓
" سید عبدالکریم ابوالوفاؒ

↓
" سید محمد الیاسؒ شہیدؒ

↓
" سید الہدیٰ خواجہ احمدؒ

↓
" سید محی الدینؒ

↓
" سید شاہ شیر محمد قادریؒ

↓
" شاہ پیر محمدؒ

↓
" شاہ سید احمد دہلویؒ

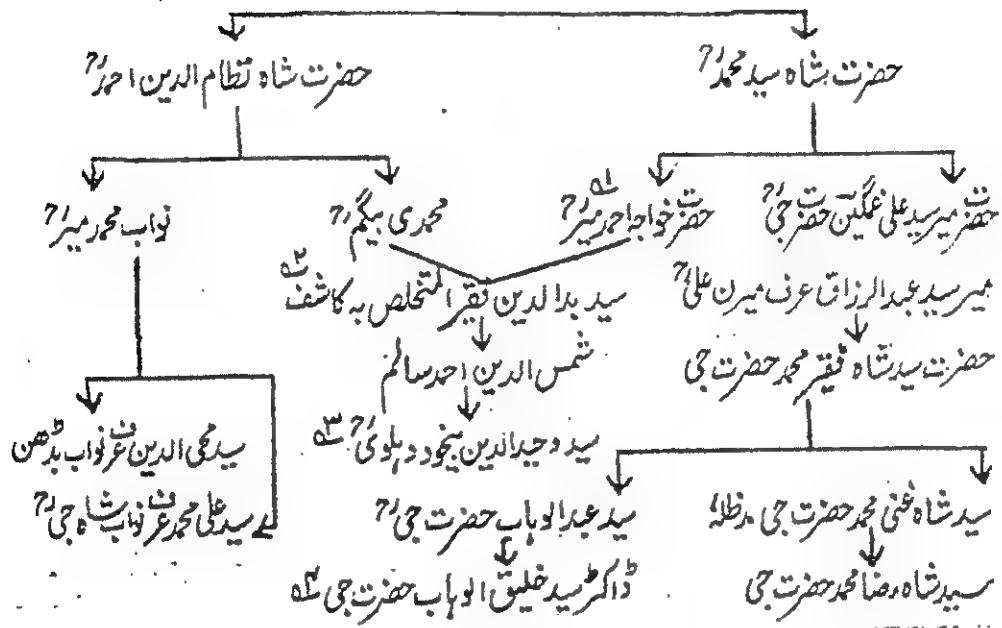
↓
حضرت نظام الدین احمد صفدر شکوہ آصف جاہؒ

↓
حضرت شاہ سید محمدؒ

↓
حضرت میر سید علی غمگین الخاٹب بہ حضرت جیؒ

شجرہ ۲

حضرت خواجہ محمد باقی یا اللہ رحمۃ اللہ علیہ
 ↓
 حضرت خواجہ عبداللہ عرف خواجہ خورد
 ↓
 حضرت خواجہ شاہ بہاء الدین
 ↓
 حضرت خواجہ الہی
 حضرت امۃ الباقی بیگم (منسوب بہ سید احمد دہلوی)



لے نواب امتیاز الدولہ افتخار الملک سید احمد میر خاں منظور جنگ بہادر دربار شاہی میں منصب وزارت
 پر مامور تھے "خانیانہ جاوید جلد اول ص ۶۵۵

لے اردو معنی میں مرزا غالب کے پانچ خط سید بدر الدین فقیر المتخلص بہ کاشف کے نام ہیں ایک خط
 کا آغاز "پیر مرشد" سے ہے یہ حضرت غلین کے بھتیجے ہی نہیں بلکہ مرید اور خلیفہ بھی تھے مرزا غالب
 سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ ولادت ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ء) وفات ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۲ پر)

مرزا آغا بخش
مرزا عمر بخش ولد

مرزا محمد علی بخش
مرزا محمد علی بخش

خلاصہ قاعدہ مصطفوی نقادہ دودمان مرتضوی حضرت صاحب سلیمان نقاد
بعد سلام سنت الاسلام و آزر کے ملاقات فرحت آیات کہ خلاصہ
مقاصد دلی ست، واضح رائے سامی باد، نیاز نامہ کہ بخدمت سامی
فرستادہ بودیم محض بواسطہ ارشاد ہمیشہ صاحبہ آں مشفق کہ پیر زادی
مایاں ہستند بنا گید تمام گفتہ بودند کہ نزد برادر صاحب بن فرخشاہ بایر شد
نظر بر این نمودہ مشکلفت این امر شدہ بودیم و گرنہ از عنایت نہی محبت
مکان بیستم خیمہ و خرگاہ ہمہ موجود است بجلالت کہ منظور خواہر شد استاد
خواہیم نمود و نہ انان مشفق سفارش کسے امر فرستادہ بودیم نہ چیزے طلبیدہ
بودیم کہ چنین ارشاد فرمودہ فقط نشان ملاقات بودیم ہستے ہمیشہ صاحب
آں مشفق دادہ اند بعت اخلاص نامہ ہذا میرسد بطلالعہ سامی خود ہر آمد
و برائے ملاقات اگر آں مشفق تشریف فرما شوند عالی از عنایت خواہر شد
و اگر ارشاد فرمایند مایاں نزد آں مشفق بیایم چہ کہ آں مشفق ہمہ ہزارہ مایاں
ہستند سوائے ملاقات بکلفت دیگر امر نخواہد شد۔
زیادہ و است۔

انشار اللہ تعالیٰ

(نقادہ پرستہ) بگرامی مطالعہ عالی حضرت رفیع المیزانیت قطب لاقطاب
آفتاب شریعت نور بخش چراغ معرفت خلاصہ حسن انوار مصطفوی نقاد
دودمان مرتضوی حضرت صاحب سلیمان نقاد

از مراد محمد اکبر بادشاه قازق حاکم مملکت و سلطان

سالک مسالک تسلیم و رضا و اقامت اسرار کنزاً مخفیاً، حضرت گدیم
نعیم کوثر تسنیم بهر شناس انا احمد بلاسیم، مسعود ازی محمود خشی و حبلی
حفظه الله تعالی وسلمه -

بعد سلام و مسنون الاسلام زیبار قام آنکه مرد و زک نهیم شعیان العظم
(مسلک) بود، ویر به شهر گوا لیا ر حسب الامر دالای حضرت قدر
قدرت سلیمان چاه دارا قدم ملاک سپاه که بعزم زیارت کعبه مشرف
از حضور لامع النور جناب گردون آب برفت فرحیں یافت چنانچه
شفقه خاص و حی اختصاص جہاں پناه ظل الله حسنی السلام در دیوان
رسالت ہمدست معین الدولہ سید ملک علی خان بہادر غنفر جنگ سید
ترقب کہ قاطر این نیاز مند آہی مشاہق ملاقات کثیر المایات خورشید
نصویدہ بجز مطالعہ شوقیہ مالامال سرورنا محصور حضور گرد تہد کہ زیادہ
بریں منج غوری آمدن این دیار قونق و توجیح مطیع نظر خاص نیست چو لا
سعادت مند ازی موصوف عند الارشاد دالای حضرت قدر قدرت
فریدون شہت سلیمان بارگاہ کہ ہمراہی رکاب سعادت مابد و است
امر متہ عذرات چند بعرض التماس آورد و بود
حضرت اقدس کفالت را غایت آن حبلہ التماس معزالیہ باعتبار
یرون آن ملامتہ فاندان اماست فرمودہ اند و ازی نیاز مند آہی نیز
چنین است ترقب کہ حتی التوسع امکان بہ جمیع وجوہ تکیہ بحسن خصوصیت
و گنگائی ذات خویشین پنداشتہ توہم از صلاح و صواب دید بقتضای
رموزات مرجع ہر قواعد این نیاز مند آہی و نام بردہ غافل نہ بودہ
انصرام آہی بر ذمہ خود واجب تصور سازند -
والسلام

(لفافہ پرپستر)

واقف اسرار کنزاً مخفیاً خاص حضرت گدیم نعیم کوثر و تسنیم
رمز شناس انا احمد بلاسیم، مسعود ازی محمود خشی و حبلی سید علی
حفظه الله تعالی وسلمه -

در ماہ نہیم شعبان سنہ ہجری

شمار

ابن شاہ حسام الدین بادشاہ قازق
میرزا محمد لطیف بخت باب در

کتابیات

قلمی نسخ

۱	عَمَلِکین، سید علی	مخزن اسرار (دیوان عَمَلِکین آف دہلی) مخزنہ: بنارس ہندو یونیورسٹی یو۔ پی، انڈیا
۲	" "	دیوان عَمَلِکین مملوکہ: حمید الدین شیخ، سندھ: لطیف آباد، حیدر آباد
۳	" "	دیوان عَمَلِکین مخزنہ: کتب خانہ خاص، انجمن ترقی اردو، کراچی
۴	" "	دیوان عَمَلِکین مخزنہ: میٹل لائبریری، اسلام آباد
۵	" "	دیوان عَمَلِکین (مطبوعہ عسکری نقل) مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور ۱۹۹۳ء
۶	" "	مرآت الحقیقت مخزنہ: مدینہ الحکمہ، ہمدرد لائبریری، کراچی
۷	" "	مکاشفات الاسرار مخزنہ: انڈیا آفس لائبریری، لندن
۸	" "	مکاشفات الاسرار مخزنہ: بنارس ہندو یونیورسٹی، یو۔ پی، انڈیا
۹	مشفق خوجہ	جائزہ مخطوطات (قلمی) جلد دوم کراچی

لغات

۱۰	اثر لکھنوی:	فرہنگ اثر۔ حصہ اول لاہور: مقبول اکیڈمی ۱۹۸۸ء
۱۱	احمد دہلوی، سید احمد (مرتب)	فرہنگ آصفیہ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۶ء
۱۲	تصدق حسین، مولوی سید	لغات کشوری لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۶ء
۱۳	نور الحسن خیر کا کوروی، مولوی	جامع اللغات۔ چار جلدیں لاہور: ملک دین محمد اینڈ سنز س۔ن
۱۴	محمد عبداللہ خان خویہکی	فرہنگ عامرہ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۹ء

انسائیکلو پیڈیا

۱۵	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	لاہور: دانش گاہ پنجاب (طبع اول) ۱۹۸۲ء
----	--------------------------	---------------------------------------

مطبوعہ اردو کتب

۱۶	آزاد، محمد حسین	آب حیات	لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز	س۔ن
۱۷	آزاد، صدر الدین	تذکرہ آزرہ (مرتبہ) ڈاکٹر محی الدین	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۷۳ء
۱۸	ابراہیم بیک چغتائی	سیرت الصالحین	آگرہ: آگرہ پریس اخبار	س۔ن
۱۹	احترام الدین احمد شاعری	صحیفہ خوش نویاں	دہلی: ترقی اردو، بیورو	۱۹۸۷ء
۲۰	احمد علی زیدی، سید	سندھ میں اردو مخطوطات	لاہور: مرکزی اردو بورڈ	۱۹۷۰ء
۲۱	اختر جمیل، سید	میر سید علی ہمدانی دہلوی۔۔	جبل پور: جبل پور یونیورسٹی	۱۹۷۳ء
۲۲	اسماعیل پانی پتی	تذکرہ شعراء مغزین	لاہور: ادارہ فروغ اردو	۱۹۵۶ء
۲۳	اعجاز راہی (مرتب)	تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۱ء
۲۴	افسر صدیقی (مرتب)	مخطوطات انجمن (جلد چہارم)	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۷۶ء
۲۵	امیر مینائی، امیر احمد	انتخاب یادگار	رام پور: تاج المطابع	س۔ن
۲۶	ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر (مرتب)	اردو میں اصول تحقیق (مقالات) جلد اول	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۳ء
۲۷	" "	اردو میں اصول تحقیق، جلد دوم	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۸ء
۲۸	باطن، قطب الدین	گلستان بے غزاں	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	۱۹۸۲ء
۲۹	بدر الحسن	یادگار روزگار تذکرہ کالمات	پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	۱۹۹۱ء
۳۰	بشیر حسین، ڈاکٹر	فہرست مخطوطات مولوی محمد شفیع	لاہور: جامعہ پنجاب	۱۹۷۲ء
۳۱	بھگوان داس ہندی	سفینہ ہندی (مرتبہ) عطا کا کوی	بہار: ادارہ تحقیقات عربی و فارسی	۱۹۸۵ء
۳۲	بیدار، ڈاکٹر مجید	دکنی تذکرے	حیدر آباد: میٹریکل فائن پرنٹنگ پریس	۱۹۸۵ء
۳۳	بینش، سید مرتضیٰ	تذکرہ اشارات بینش	دہلی: انڈوپرشین سوسائٹی	۱۹۷۳ء
۳۴		تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند	جلد ہفتم اردو ادب (دوم) لاہور:	۱۹۷۱ء
۳۵		تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند	پنجاب یونیورسٹی	
			جلد ہفتم اردو ادب (سوم) لاہور:	۱۹۷۱ء
			پنجاب یونیورسٹی	

۱۹۹۲ء	اسلام آباد: قومی مقتدرہ زبان	ادبی تحقیق کے اصول	۳۶	تبسم کاشمیری، ڈاکٹر
۱۹۳۶ء	دکن اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو	گل عجائب یعنی تذکرہ شاعراں	۳۷	تمنا، اسد اللہ خاں اورنگ آبادی
۱۹۹۴ء	دہلی: انجمن کیشنل پبلشنگ ہاؤس	اصول تحقیق و ترحیب متن	۳۸	تنویر احمد علوی، ڈاکٹر
۱۹۴۵ء	لاہور: عالم گیر الیکٹرک پریس	مرآۃ الشعرا	۳۹	تنہا، محمد یحییٰ
۱۹۸۷ء	لاہور: مجلس ترقی ادب	تاریخ ادب اردو، جلد اول	۴۰	جمیل جالبی، ڈاکٹر
۱۹۹۱ء	لاہور: مجلس ترقی ادب	تاریخ ادب اردو، جلد دوم	۴۱	" "
۱۹۶۷ء	کراچی: مشتاق بک ڈپو	تنقید اور تجزیہ	۴۲	" "
۱۹۷۳ء	لاہور: مرکزی اردو بورڈ	قدیم اردو کی لغت	۴۳	" "
۱۹۸۳ء	اتر پردیش: اردو اکادمی	انتخاب سخن	۴۴	حسرت موہانی
۱۹۶۸ء	لاہور: شیخ مبارک علی اینڈ سنز	تذکرہ ریاض الفردوس (مرتبہ)	۴۵	حسین خاں، محمد
		مرغی حسین فاضل		
۱۹۶۱ء	دکن: ادارہ ادبیات اردو	تحفۃ الشعرا	۴۶	حفیظ قتیل، ڈاکٹر (مرتبہ)
۱۹۶۸ء	دہلی: ملی مجلس	مقالات شعرا	۴۷	حیرت اکبر آبادی
۱۹۸۲ء	پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	تدوین متن کے مسائل	۴۸	خدا بخش سیدنا رپرورٹ
۱۹۶۷ء	دہلی: خرام پبلی کیشنز	متنی تنقید	۴۹	خلیق انجم
۱۹۵۹ء	پٹنہ: ادارہ تحقیقات عربی و فارسی	سفینہ خوش گو (مرتبہ) عطا کا کوئی	۵۰	خوش گو، بندر ابن داس
۱۹۴۲ء	بدایوں: نظامی پریس	دیوان درد	۵۱	درد، خوبہ میر
۱۹۸۸ء	لاہور: مجلس ترقی ادب	دیوان درد (مرتبہ) خلیل الرحمن داؤدی	۵۲	" "
س-ن	دہلی: علی پرنٹنگ پریس	دیوان ذوق (مرتبہ) محمد حسین آزاد	۵۳	ذوق، محمد ابراہیم
۱۹۷۲ء	لکھنؤ: مکتبہ لوک شورش	تذکرہ علمائے ہند	۵۴	رحمان علی
۱۹۷۲ء	دہلی: مکتبہ جامعہ	انتخاب سودا	۵۵	رشید حسن خان (مرتبہ)
۱۹۸۹ء	لاہور: الفیصل ناشران	ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ	۵۶	" " "
۱۹۹۱ء	لاہور: گلشن ہاؤس	اردو املا	۵۷	" " "
۱۹۹۹ء	دہلی: ایس اے پبلی کیشنز	تدوین، تحقیق روایت	۵۸	" " "

۱۹۶۶ء	لکھنؤ: نسیم بک ڈپو	مخزن الاسرار	۵۹ رضا محمد شاہ، حضرت جی
			(مرتب)
۲۰۰۶ء	کراچی: گلشن اقبال، ناشر نسیم حضرت جی	مخزن الاسرار (اشاعت دوم)	۶۰ " " "
۲۰۰۰ء	لاہور: اردو اکیڈمی	اردو مخطوطات کی فہرستیں	۶۱ رفاقت علی شاہ (مرتب)
۱۹۲۹ء	لکھنؤ: نظامی پریس	مجلس رنگین (مرتبہ) مسعود حسن رضوی	۶۲ رنگین، سعادت یار خاں
		ادیب	
۲۰۰۰ء	لاہور: ادبی انٹیل کالج	میر سوز — سوانح اور شخصیت	۶۳ زاہد منیر عامر، ڈاکٹر
۱۹۳۳ء	علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی پریس	گلزار ابراہیم، مولفہ، علی ابراہیم خاں	۶۴ زور، محی الدین قادر (مرتب)
۱۹۳۳ء	حیدرآباد: ادارہ ادبیات اردو	تذکرہ مخطوطات - جلد اول	۶۵ " " "
۱۹۵۱ء	حیدرآباد: ادارہ ادبیات اردو	تذکرہ اردو مخطوطات (جلد دوم)	۶۶ " " "
۱۹۸۴ء	دہلی: ترقی اردو بیورو	تذکرہ مخطوطات - جلد سوم	۶۷ " " "
۱۹۸۴ء	دہلی: ترقی اردو بیورو	تذکرہ مخطوطات - جلد چہارم	۶۸ " " "
۱۹۸۴ء	دہلی: ترقی اردو بیورو	تذکرہ مخطوطات - جلد پنجم	۶۹ " " "
۱۹۶۰ء	دہلی: سائیتھیا اکادمی	اردو شاعری کا انتخاب	۷۰ " " "
۱۹۳۷ء	حیدرآباد: ادارہ ادبیات اردو	مرقع سخن تذکرہ شعراء حیدرآباد، دکن	۷۱ زور، محی الدین و معین الدین قریشی
۱۹۸۵ء	لکھنؤ: اتر پردیش اکادمی	یادگار شعرا (مرتبہ) طفیل احمد	۷۲ سپرنگر
۱۹۶۸ء	دہلی: علمی مجلس	تذکرہ بہار بے خزاں (مرتبہ)	۷۳ سحر، احمد حسین
		ڈاکٹر نعیم احمد	
۱۹۹۰ء	لاہور: نقوش پریس	فسانہ عجائب (مرتبہ) رشید حسن خاں	۷۴ سرور، رجب علی بیگ
۱۹۶۱ء	بہمنی: ادبی پرنٹنگ پریس	عمدہ منتخبہ یعنی تذکرہ سرور	۷۵ سرور، میر محمد بہادر خاں
س-ن	لاہور: علمی کتاب خانہ	تاریخ ادب اردو	۷۶ سکینہ، رام بابو، ڈاکٹر
۱۹۶۳ء	لکھنؤ: نظامی پریس	اردو رباعیات	۷۷ سلام سندیلوی، ڈاکٹر
س-ن	لکھنؤ: نایاب بک ڈپو	تلخیص تذکرہ سراپا سخن	۷۸ سلیمان حسین، سید ڈاکٹر، مرتب
۱۹۱۲ء	حیدرآباد: مکتبہ ابراہیمیہ	گلشن گفتار	۷۹ سید محمد، مرتب

۱۹۲۸ء	دکن: انجمن ترقی اردو	چمنستان شعرا	۸۰ شفیق، بھیجی نرائن
۱۹۸۳ء	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	تذکرہ شورش (مرتبہ) ڈاکٹر محمود الحی	۸۱ شورش، غلام حسین
۱۹۷۳ء	لاہور: مجلس ترقی ادب	طبقات الشعرا (مرتبہ) ڈاکٹر احمد فاروقی	۸۲ شوق، قدرت اللہ
۱۹۹۸ء	نئی دہلی: انجمن ترقی اردو	مثنویات شوق (مرتبہ) رشید حسن خاں	۸۳ شوق، نواب مرزا لکھنوی
۱۹۷۳ء	لاہور: مجلس ترقی ادب	گلشن بے خار (مرتبہ) کلب علی خاں	۸۴ شیفتہ، محمد مصطفیٰ خاں
		فائق	
		کلیات شیفتہ (مرتبہ) کلب علی خاں فائق (لاہور: مجلس ترقی اردو)	۸۵ " "
۱۹۵۶ء	کراچی: انجمن ترقی اردو	سعادت یار خاں رنگین	۸۶ صابر علی خاں، ڈاکٹر
۱۹۸۲ء	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	گلستان سخن	۸۷ صابر، مرزا قادر بخش
۱۹۲۸ء	لاہور: گیلانی الیکٹرک پریس بک ڈپو	مشاطہ سخن	۸۸ صفدر مرزا پوری
۱۹۱۸ء	لکھنؤ: صدیق بک ڈپو	بزم خیال	۸۹ " "
۱۸۸۵ء	آڑہ	جلوہ خضر	۹۰ صغیر بلگرامی
۱۹۳۸ء	کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی، گلدرستہ	فہرست کتب قلمی و مطبوع	۹۱ ظہور علی (مرتبہ)
		نشاط	
۱۹۶۲ء	پٹنہ خدا بخش اور نیشنل پبلک لائبریری	فہرست مخطوطات اردو	۹۲ عابد امام زیدی
۱۳۷۰ھ	اعظم گڑھ: دارالمصنفین	گلی رعنا	۹۳ عبدالحی لکھنوی، مولانا
۱۹۴۲ء	الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی	درنایاب زمانہ بیاضیں اور ان کا انتخاب	۹۴ عبدالباری
۱۹۵۲ء	لاہور: مکتبہ خیابان ادب	شعراے اردو کے تذکرے اور	۹۵ عبداللہ، سید محمد، ڈاکٹر
		تذکرہ نگاری کافن	
۱۹۸۸ء	مغربی بنگال: اردو اکیڈمی	بنگال میں اردو تذکرہ نگاری	۹۶ عبدالمنان
۱۹۹۵ء	پٹنہ: خدا بخش اور نیشنل پبلک لائبریری	شعرا کے تذکرے	۹۷ عبدالودود، قاضی
	لاہور: مجلس ترقی ادب	دیوان غالب اردو	۹۸ عرش، امتیاز علی خاں
۱۹۸۲ء	لکھنؤ: نظامی پریس	تذکرہ شعراے اتر پردیش - حصہ دوم	۹۹ عرفان عباسی
۱۹۲۸ء	لکھنؤ: الناصر بک ایجنسی	آب بقا - تذکرہ شعرا (مرتبہ) جعفر علی نشتر	۱۰۰ عشرت عبدالرؤف
۱۹۶۸ء	پٹنہ: دی آرٹ پریس	تذکرہ مع کلشن (تالیف) سید علی حسن خاں	۱۰۱ عطا کا کوئی (مرتبہ)

- ۱۰۲ عطا کاکوی، سید عطا الرحمن تذکرہ گلشن و گلزار (گلشن سخن و گلزار ابراہیم) پٹنہ: ادارہ تحقیقات عربی و فارسی ۱۹۶۸ء
- ۱۰۳ علی ابراہیم خاں گلزار ابراہیم (مرتبہ) علی لطف لاہور: دارالاشاعت پنجاب ۱۹۰۶ء
- ۱۰۴ علی حسن سید بزم سخن آگرہ: مفید عام پریس ۱۹۹۸ء
- ۱۰۵ غالب، اسد اللہ خاں بیخ آہنگ لاہور: مطبوعات مجلس یادگار، پنجاب ۱۹۶۹ء
- یونیورسٹی
- ۱۰۶ " " دیوان غالب لاہور: مطبوعات مجلس یادگار، پنجاب ۱۹۶۹ء
- یونیورسٹی
- ۱۰۷ " " دیوان غالب۔ (مرتبہ) امتیاز علی خاں لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۹۲ء
- عرشی
- ۱۰۸ " " مجموعہ نثر غالب۔ مرتبہ خلیل الرحمن لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۷ء
- داؤدی
- ۱۰۹ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر اردو شاعری کا سیاسی اور سماجی پس منظر لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۹۲ء
- ۱۱۰ غلام محی الدین جلوہ خدائما بھوپال: بھوپال پریس س۔ن ۱۹۹۴ء
- ۱۱۱ غمگین، عبدالقادر رام پوری دیوان غمگین لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۱۹۹۴ء
- ۱۱۲ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۲ء
- ۱۱۳ " " اردو رہائی لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۳ء
- ۱۱۴ فیلین۔ ایف و کریم الدین تذکرہ طبقات شعرا ہند دہلی: سید اشرف علی مطبع العلوم ۱۹۴۸ء
- ۱۱۵ قاسم، قدرت اللہ، حکیم مجموعہ نغز (اول و دوم) (مرتبہ) حافظ دہلی: میٹل اکادمی ۱۹۷۳ء
- محمود خاں شیرانی
- ۱۱۶ قائم، چاند پوری مخزن نکات مرتبہ: اقتدا حسن لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۶ء
- ۱۱۷ کلیم الدین احمد (مرتب) دو تذکرے پٹنہ: لیبل لیتھو پریس ۱۹۰۹ء
- ۱۱۸ گردیزی، سید فتح علی حسینی تذکرہ ریختہ گو یاں (مرتبہ) مولوی دکن: انجمن ترقی اردو ۱۹۳۳ء
- عبدالحق
- ۱۱۹ گوہر، مولوی محمد منور سخنوران بلند فکر مدراس جی۔ ایس پریس ۱۹۳۷ء
- ۱۲۰ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر (مرتب) منتخب مقالات اردو املاء و موزاوقاف اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۲ء

۱۹۹۱ء	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	تحقیق کافن	۱۲۱	گیان چند، ڈاکٹر
۱۹۹۴ء	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	تحقیق کافن	۱۲۲	گیان چند
۱۹۰۸ء	دہلی: مخزن پریس	نخخانہ جاوید جلد اول	۱۲۳	لالہ سری رام
	دہلی: امیریل بک ڈپو پریس	نخخانہ جاوید جلد دوم	۱۲۴	" "
۱۹۱۷ء	دہلی: ولی پرنٹنگ ورکس پریس	نخخانہ جاوید جلد سوم	۱۲۵	" "
۱۹۲۶ء	دہلی: ہمدرد پریس	نخخانہ جاوید جلد چہارم	۱۲۶	" "
۱۹۹۰ء	اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان	نخخانہ جاوید جلد ششم (مرتبہ) خورشید احمد	۱۲۷	" "
		خاں یوسفی		
۱۹۸۶ء	لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی	گلشن ہند	۱۲۸	لطف، مرزا علی
۱۹۹۱ء	نئی دہلی: مکتبہ جامعہ	تذکرہ ماہ و سال	۱۲۹	مالک رام
۱۹۷۵ء	لکھنؤ: مطبعہ منشی نول کشور	تذکرہ سراپا سخن	۱۳۰	محسن سید محسن علی
۱۹۳۵ء	الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی	جواہر سخن، (جلد دوم)	۱۳۱	محمد بین کیفی چہیا کوٹی
۱۹۶۵ء	علی گڑھ: انجمن ترقی اردو	گلشن سخن	۱۳۲	مسعود حسن رضوی ادیب، (مرتبہ)
۱۹۶۹ء	لاہور: مجلس ترقی ادب	اردوئے معلیٰ (حصہ اول)	۱۳۳	مرتضیٰ حسین، سید
۱۹۹۱ء	لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی	تحقیق نامہ	۱۳۴	مشفق خواجہ
۱۹۷۹ء	لاہور: مرکزی اردو بورڈ طبع اول	جائزہ مخطوطات اردو جلد اول	۱۳۵	" "
۲۰۰۳ء	کراچی: اکادمی ادبیات	کلیات یگانہ	۱۳۶	مشفق خواجہ (مرتبہ)
۱۹۹۰ء	دہلی: انجمن ترقی اردو ہند	تذکرہ شعرائے اردو (مرتبہ)	۱۳۷	مصحفی، غلام ہمدانی
		حبیب الرحمن شیروانی		
۱۹۳۳ء	دکن: انجمن ترقی اردو اورنگ آباد	تذکرہ ہندی (مرتبہ) مولوی عبدالحق	۱۳۸	" "
۲۰۰۰ء	لاہور: الو قاری پبلی کیشنز	نسخہ خواجہ ایک تاثر	۱۳۹	معراج نمبر، ڈاکٹر، سید
				اصغر ندیم سید
۱۹۳۵ء	بدایوں: نظامی پریس	دیوان معروف	۱۴۰	معروف، نواب الہی بخش
۱۹۴۰ء	اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو	تذکرہ شعرائے اردو، بیہقی و تنقید	۱۴۱	میر حسن
۱۹۷۹ء	کراچی: انجمن ترقی اردو	نکات الشعراء (مرتبہ) مولوی عبدالحق	۱۴۲	میر، محمد تقی

۱۳۳	نادر، کلب حسین خاں بہادر	تذکرہ نادر مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب	لکھنؤ: کتاب گھر	۱۹۵۷ء
۱۳۴	نارنگ، گوپی چند	اطلا نامہ	دہلی: ترقی اردو بیورو	۱۹۹۰ء
۱۳۵	نار۔ ایم۔ ایس، ڈاکٹر (مرتب)	اردو میں فی تدوین	اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی	۱۹۹۱ء
			باشتراک، قومی مقتدرہ زبان	
۱۳۶	ناصر، سعادت خاں	خوش معرکہ مزیا (مرتبہ) مشفق خواجہ	لاہور: مجلس ترقی ادب۔ جلد اول	۱۹۷۰ء
	" "	خوش معرکہ مزیا (جلد دوم)	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۲ء
۱۳۷	نثار احمد فاروقی	تین تذکرے، مجمع الانتخاب	دہلی: مکتبہ برہان	۱۹۶۸ء
۱۳۸	نساخ، عبدالغفور خاں	نخن شعرا	لکھنؤ: اتر پردیش، اکادمی	۱۹۸۲ء
۱۳۹	نصر اللہ خان خویشتگی	مکملن ہمیشہ بہار (مرتبہ) ڈاکٹر اسلم فرخی	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۶۷ء
۱۵۰	نظیر لدھیانوی، اصغر حسین خان	تذکرہ شعرائے اردو	لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس	س۔ن
۱۵۱	نیاز فتح پوری	انتقادیات (جلد اول و دوم)	کراچی: حلقہ نیاز و نگار	۱۹۹۶ء
۱۵۲	یار محمد خاں	تذکرہ فرح بخش	کانپور: مطبع نظامی	۱۲۸۸ھ
۱۵۳	یکتا، احد علی خان	دستور الفصاحت (مرتبہ)	رام پور: ہندوستانی پریس	۱۹۳۳ء
		امتیاز علی خاں عرشی		
۱۵۴	یونس خالدی، محمد	مطالعہ حضرت غمگین دہلوی	علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند	۱۹۶۳ء

انگریزی کتب

- 155 Blumhardt, J. F A Catalogue of the Hidustani Manuscripts in the
Library of India office, London, 1926
- 156 H. G. Keen: The Fall of The Mughal Empire in Hidustan
Lahore: Al Bairuni, The Mall. 1976
- 157 Larry A. Hjelle Danial, J. Ziegler:
Personality Theories, McGrow Book Company
International Edition 1987
- 158 S. Mohayuddin Khan: The Life of Nawab S. Mohayuddin Khan.
Ghamgin Academy Gwalior 1903

رسائل

۱۵۹	آج کل	دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن، جلد-۱۴، شماره ۹	اپریل-۱۹۵۶ء
۱۶۰	آج کل (غالب نمبر)	دہلی: پبلی کیشنز ڈویژن	فروری-۱۹۶۰ء
۱۶۱	اردو (سہ ماہی)	کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان	اکتوبر، ۱۹۵۹ء
۱۶۲	اردو (سہ ماہی)	کراچی: انجمن ترقی اردو جلد-۳۹، شماره-۱، ۲	جنوری-اپریل ۱۹۶۰ء
۱۶۳	اردو نامہ	کراچی: ترقی اردو بورڈ، شماره ۱۸	اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۳ء
۱۶۴	اردوئے معلیٰ	دہلی: دہلی یونیورسٹی، شماره ۱، جلد-۱	فروری، ۱۹۶۰ء
	(غالب نمبر حصہ اول)		
۱۶۵	اردوئے معلیٰ	دہلی: دہلی یونیورسٹی، شماره ۲، ۳	فروری ۱۹۶۱ء
	(غالب نمبر حصہ دوم)		
۱۶۶	اوری انٹل کالج میگزین	لاہور: جلد ۳۰- شماره ۲	فروری ۱۹۶۳ء
۱۶۷	برہان (ماہنامہ)	(مرتبہ سعید احمد اکبر آبادی) دہلی: ندوۃ المصنفین-	جنوری ۱۹۶۰ء
۱۶۸	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین- جلد ۵- شماره ۶	اپریل ۱۹۶۰ء
۱۶۹	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد-۳۴، شماره-۵۰	مئی ۱۹۶۰ء
۱۷۰	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد-۳۴، شماره-۶	جون، ۱۹۶۰ء
۱۷۱	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد-۳۵، شماره-۴	جولائی ۱۹۶۰ء
۱۷۲	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد-۳۵، شماره-۱۰	اکتوبر، ۱۹۶۰ء
۱۷۳	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد-۳، شماره-۵	مئی ۱۹۶۱ء
۱۷۴	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد-۳۶، شماره-۴	
۱۷۵	برہان (ماہنامہ)	دہلی: ندوۃ المصنفین جلد-۴، شماره-۵	اپریل ۱۹۶۳ء
۱۷۶	تحقیق	حیدرآباد: شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی پریس، شماره-۸، ۹	۱۹۹۶ء
۱۷۷	تحقیق	حیدرآباد: شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی پریس، شماره-۱۱، ۱۰	فروری ۱۹۹۶-۱۹۹۷ء
۱۷۸	دبستان (غالب نمبر) (مجلد)	لاہور: گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج	۱۹۶۹ء
۱۷۹	شعلہ و شبنم (ماہنامہ)	(دیوالی نمبر) دہلی	اکتوبر ۱۹۵۷ء

جولائی ۱۹۹۸ء	حیدرآباد	عبارت	۱۸۰
ستمبر ۱۹۵۹ء	کراچی	فاران۔ (ماہنامہ)	۱۸۱
جنوری ۱۹۷۱ء	اسلام آباد	فکر و نظر	۱۸۲
اکتوبر ۱۹۷۳ء	کراچی: انجمن ترقی اردو جلد-۴۴، شمارہ-۱۰	قومی زبان	۱۸۳
فروری ۱۹۶۱ء	کراچی: انجمن ترقی اردو	قومی زبان	۱۸۴
مئی ۱۹۶۱ء	کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان جلد-۱۴، شمارہ-۲	ماہ نو	۱۸۵
دسمبر ۱۹۶۵ء	اعظم گڑھ: دارالمصنفین، جلد-۸۷، شمارہ-۵	معارف	۱۸۶
فروری ۱۹۵۵ء	نئی دہلی: مدیر حسن نظامی جلد-۳۹، شمارہ-۹	منادی	۱۸۷
جولائی ۱۹۵۵ء	نئی دہلی	نظامی (ماہنامہ)	۱۸۸
جنوری ۱۹۶۶ء	لکھنؤ	نیا دور (ماہنامہ)	۱۸۹
اکتوبر ۱۹۶۹ء	لاہور: ادارہ فروغ اردو	نقوش (غالب نمبر)	۱۹۰
اپریل ۱۹۶۳ء	لاہور: ادارہ فروغ اردو	نقوش	۱۹۱
	بمبئی: انجمن اسلام، ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ادبی پبلشرز	نوائے ادب	۱۹۲



میر سید علی غمگین کی آخری آرام گاہ

صَوِّ الْغَوَّارِ

منہ اراقہ

صاحب شریعت - عاشق طریقت - مالک شجاعت - ممتاز حکومت

میر سید علی شاہ حسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ

الملقب بہ خدائما - المعروف بہ حضرت جی - المختص غمگین و مصائب خاص بہاراجہ گوالیار
آپ کا

سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے اور سلسلہ طریقت ۳۴ واسطوں سے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعدہ

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملتا ہے۔

تاریخ وفات

سر صفر المنظر ۱۲۶۸ ھ بروز شنبہ
مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۱ء

رباعی

ساحشہ اگر یہ زندگانی رہ دے اور دولت و مال تو فانی رہ دے
آخر پھر وہی پوچھنا ہے تجھ کو غمگین ہے لائق ہے کہ زندگی میں فانی رہ دے